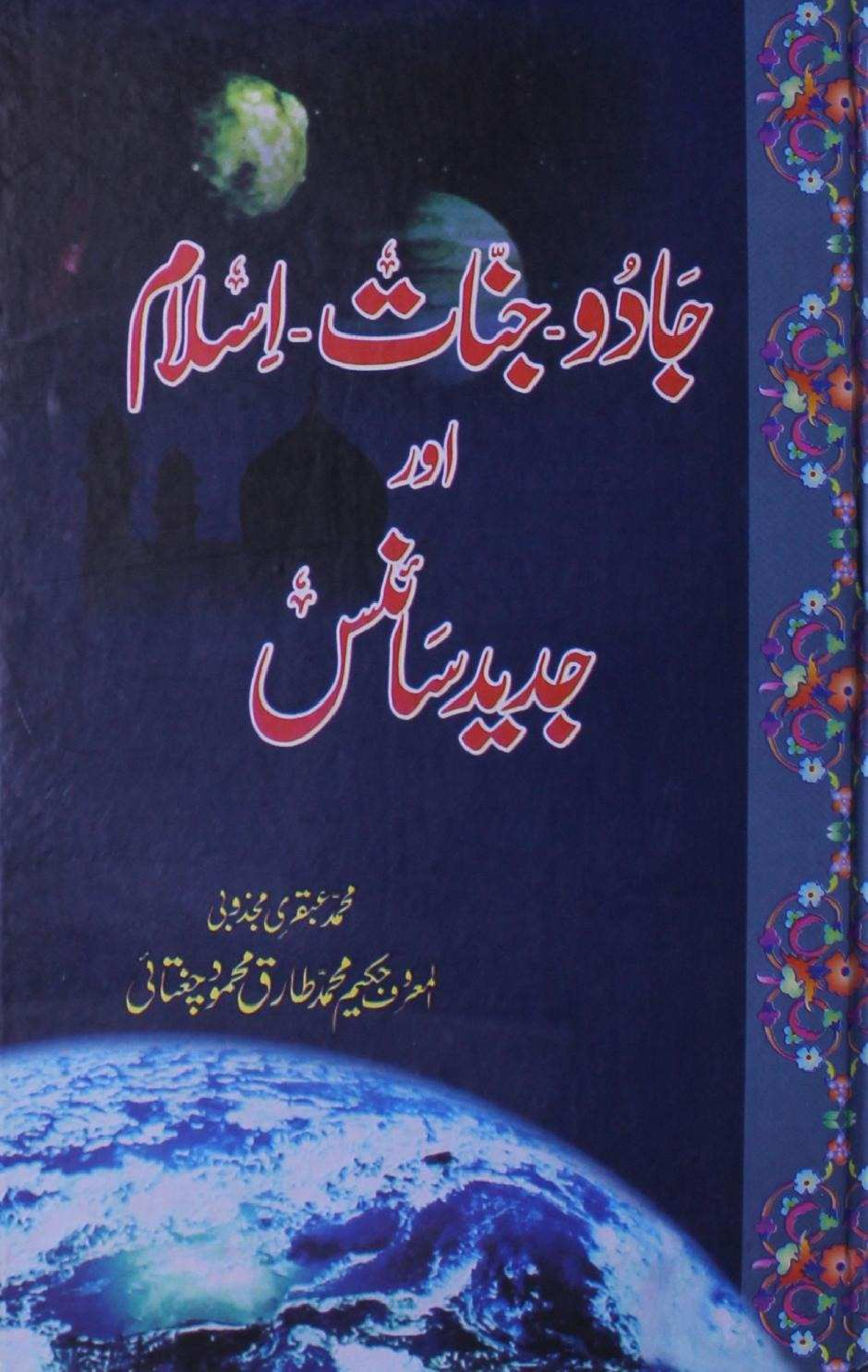

جادو۔ جنات۔ اسلام
اور
جدید سائنس

محمد عبقری مجذوبی
المعروف حکیم محمد طارق محمود چغتائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جَادُو - جنّات - اِسلام
اور
جدید سائنس

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... جادو' جنات اسلام اور جدید سائنس
تالیف .... حکیم محمد طارق محمود چغتائی
ناشر .... علم و عرفان پبلشرز' لاہور
مطبع .... جوہر رحمانیہ پرنٹرز' لاہور
سن اشاعت 2002ء
قیمت .... 200/- روپے

ملنے کے پتے

علم و عرفان پبلشرز

34- اردو بازار' لاہور فون: 7352332

فاتح پبلشرز

یوسف مارکیٹ' غزنی سٹریٹ اردو بازار' لاہور فون: 7232336
ای میل: fateh_publishers@hotmail.com

حال دل

یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں عملیات کی دنیا میں پہلا قدم رکھ رہا تھا تو میرے شیخ اور مرطب میرا السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ محمد عبداللہ عبقری مجذوب کی شفقت اور تربیت نے مرے سفر کا رخ قرآن اور حدیث کی طرف موڑا اور اب تک سلسلہ چل رہا ہے۔

میرے پاس جتنے بھی حضرات اپنے مسائل اور مشکلات لاتے اور سناتے ہیں ان کا حل بلاشبہ قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور میں قرآن اور حدیث سے ہی ان کو راستے بتاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ صرف اپنے نام کی برکت سے ان کی مشکلات حل کر دیتا ہے۔

میرے پاس اکثر ایسے لوگ آتے ہیں جو ایسے عاملوں سے ہو کر آتے ہیں اور اپنی داستانِ غم سناتے ہیں جسے سنتے ہی طبیعت میں غم اور دکھ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ وہ عامل غیر شرعی اعمال اور افعال بتاتے ہیں جو سراسر شرک اور بدعت ہے۔

اس لیے میرا قارئین سے اصرار ہے کہ وہ ہر عامل سے ملنے سے قبل اس بات کا لحاظ رکھیں کہ وہ عمل قرآن و حدیث اور اہلِ اللہ سے ثابت ہے تو اس سے دنیا اور آخرت میں خیر و برکت پیدا ہو گی۔

امید ہے میری یہ کتاب سابقہ کاوشوں کی طرح مقبول و عام ہو گی اور قارئین کے لیے دنیا اور آخرت کی برکت کا ذریعہ بنے گی۔

خواستگار اخلاص و عمل

محمد عبقری مجذوبی

المعروف: **حکیم محمد طارق محمود چغتائی**

احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

0698-72197-72198

فہرست

عنوانات — صفحہ

سحر کی تعریف 13
سحر شریعت کی اصطلاح 13
شیطان کا قرب حاصل کرنے کے لیے جادوگروں کے بعض طریقے 14
جادو قرآن وسنت کی روشنی میں 16
جنوں اور شیطانوں کے وجود پر دلائل 16
قرآنی دلائل 16
حدیث میں سے چند دلائل 17
جادو کے وجود پر دلائل 19
قرآنی دلائل 19
حدیث نبوی سے چند دلائل 21
اعتراض سے اس کا جواب 22
علماء کے اقوال 25
جادو کی اقسام 29
امام رازی کے نزدیک جادو کی اقسام 29
امام راغب کے نزدیک اقسام جادو 30
اقسام جادو کے متعلق ایک وضاحت 31
شریعت اسلامیہ میں جادو کا حکم 32
شریعت میں جادوگر کے متعلق فیصلہ 32
اہل کتاب کے جادوگر کا حکم 34
کیا جادو کا علاج جادو سے کیا جا سکتا ہے؟ 34
کیا جادو کا علم سیکھنا درست ہے؟ 35
جادو کرامت اور معجزہ میں فرق 36

عنوانات — صفحہ

جادو تحقیق میں مزید کمالات 38
فرمان نبوی 38
جادو کا علم 38
جادو کی تعریف 42
جادو کا اثر 43
جادو کی حقیقت 44
جادو کی تاریخ 48
جادو کی قسمیں 53

سحر حقیقی کی قسمیں

جنتر منتر پھونک کر جادو کرنا 53
جنات شیاطین سے مدد لینا 53
ستاروں اور سیاروں کا اثر 54
سحر مجازی کی قسمیں 56
نظر بندی یا فریب نظر 56
ہپناٹزم اور مسمریزم 56
دیگر اقسام 57
جادو کرنے کا طریقہ 57
حواشی 60
جادو کے اثرات 62
جادو کا علاج 63
دم کرنا یا کرانا 67
تعویذ گنڈہ کی حقیقت 68

پراسرار علوم کے ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ 72
آپ بیتی 72
جب میں نے عملیات کی دنیا میں قدم رکھا 72
ایک دھوکہ باز عامل سے ملاقات 73
استاد عبدالقیوم کی شاگردی 74
میری پہلی کامیابی 75
عملیات کے ذریعے کاروبار کی بندش کا واقعہ 78
جادو کے ذریعے آگ باندھنا 79
مخصوص انداز میں ہاتھ ملا کر دوسرے عامل کا عمل چھیننا ایک انوکھی حقیقت 79
توبہ کی نعمت سے محروم عامل 81
عورتوں کو آسانی سے بے وقوف بنایا جا سکتا ہے 82
باموکل تعویذ کس طرح کام کرتا ہے 82
عملیات سیکھنے کے شوقین اسی سالہ بزرگ 85
جنات کہاں رہتے ہیں 87
جنات انسانی شکل میں نمودار ہوں تو ان کی شناخت کا طریقہ 88
جنات اور عامل کا ایک دوسرے سے رابطہ 88
جہنم میں جانے کا آسان طریقہ 88
جنات سے کام لینے کے طریقے 89
کالے جادو کا مہلک ترین وار 91
ناتجربہ کار عامل کی حالت زار 92
کالے جادو کے ماہر کی زندگی تباہ اور اولاد ہلاک ہو جاتی ہے 93
میرے استاد محترم کی آخری خواہش 98
میرے استاد محترم بمقابلہ ہنومان 98
سانپ کی موت 100
عاملوں کے ذریعے پسند کی شادی کا انجام 101
حب کے عمل کے کرشمے 103
جن کے کرتب 104
ایک مداری کا علاج 104
ایک پیر کی بے بسی 105
جنات کن لوگوں کو تنگ کرتے ہیں 107
جادو کی ایک پیچیدہ قسم 108
جننی کا ایک لڑکے پر تسلط 109
موکلات کے ذریعے پہلوان کی قلابازیاں 110
میری توبہ کی کہانی 112
سید سعید احمد شاہ صاحب سے ملاقات 115
ایک ناکام عامل صوفی صاحب 122
سید سعید احمد شاہ صاحب کا طریقہ علاج 124
جنات پر شاہ صاحب کی دہشت اور رعب کا اثر 126
جادو برحق نہیں جنات سے بچاؤ کے طریقے اور وظائف 128
روحانی وظائف کرنے سے پہلے شرائط پر عمل 128
روحانی وظائف کے ذریعے تعویذات کے اثرات بد سے نجات 132
ہر قسم کے جادو کے توڑ کے لیے معوذتین کا عمل 132
ہر قسم کے جادو کے لیے سورۃ مزمل والا عمل 133
خون کے چھینٹوں سے نجات کے لیے وظیفہ 133
جادو اور تعویذات کے اثرات کے توڑ کا ایک مجرب وظیفہ 134

مرض کی تشخیص کرنے کا طریقہ 135
سورۃ البقرہ کی فضیلت 137
شادی میں رکاوٹ کے حل کے لیے وظائف 138
خواتین یہ وظیفہ صحن میں بھی کر سکتی ہیں 139
بددعا سے بچنا کیوں ضروری ہے؟ 139
کیا پیشہ ور عامل عورتوں کو آسانی کے ساتھ بے وقوف بناتے ہیں 140
گھریلو عداوتیں وظائف کے ذریعے ختم ہو سکتی ہیں 141
میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرنے کا وظیفہ 141
دوسرا وظیفہ 142
جادو کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان نفرت پیدا کرنے کے تعویذ 142
گھر لڑائی جھگڑوں سے نجات کے وظیفہ 143
کوکھ کی بندش کا علاج 143
اگر کوئی کاروبار پر بندش لگا دے تو 145
کاروبار اور رزق میں برکت کے لیے وظیفہ 145
پریشانی اور تنگ دستی سے نجات سورۃ مزمل کا وظیفہ 146
نذر نیاز صرف اللہ کے لیے ہے 147
جانوروں پر کیے جادو کا توڑ کا آسان طریقہ 149
اسلامی ماحول میں اولاد کی تربیت کے فوائد 149
سونے سے پہلے یہ وظیفہ کریں 150
بیدار ہونے کی دعا 151
بیت الخلاء میں جانے کی دعا 151
بیت الخلاء سے باہر نکلنے کی دعا 151
گھر میں داخل ہونے کی دعا 151
دوران سفر کی دعا 151
بازار میں داخل ہونے کی دعا 152
غصہ کی حالت میں کیا کرنا چاہیے 152
ہٹ دھرمی اور جادو سے انکار 153
آیت الکرسی کی فضیلت اور یادگار واقعہ 154
سید الاستغفار 155
آیت کریمہ کے وظیفہ کا صحیح طریقہ 155
بہت مختصر مگر انتہائی مفید وظیفہ 159
سورۃ فاتحہ کا فیصلہ کن عمل 160
ہر قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لیے استخارہ 162
جھوٹ پر مبنی معلومات فراہم کرنے والے
عامل کے وظیفہ کی حقیقت 163
ایک جعلی پرہیزگار عامل کا قصہ 163
ٹیلی پیتھی سیکھنے سے انسان پاگل کیوں ہو جاتا ہے 165
نظر بد اور اس کا حل 173
نظر نیک انسان کی بھی لگ جاتی ہے 175
نظر بد سے بچانے والے قرآنی وظائف 176
خوشی کی نظر کا علاج 176
عناد یا دیکھ کی نظر کا علاج 176
استاد بشیر احمد کے بتائے ہوئے وظائف پر اعتراضات کا جواب 178
جادو ٹونے کے علاج کی شرعی حیثیت 178
مولانا عبدالمالک کا جواب 190
اسلام میں جادو کی حقیقت 192
اسلام میں جھاڑ پھونک کی حیثیت 201
ستارہ کیا میری تقدیر کی خبر دے گا 204
لاہور میں آسیب زدہ گھر 210

جنات اور جادو ٹونے سے بچاؤ کی تدابیر	217
عامل کی کہانی عامل کی زبانی	222
بے گناہ مجرم	222
بزرگی کا جال	226
طلائی آویزہ	228
قربانی کا بکرا	231
عبدالرشید کی ٹانگ کا درد	235
تعویذی بلا	237
جنات سے جنگ	238
شہرہ آفاق عامل	241
مفت کے چاول	243
مسور کی دال	246
آسیب آب	249
شکست رشتہ تسبیح شیخ	251
ایک لاکھ جنات کا پیر جی	255
ڈاکو یا ڈاکٹر	258
ایہہ ہور سید اوہ ہور سید	261
مرشد کھال کھینچ	263
اسماعیل کی آپ بیتی	265
صوفی عبداللہ صاحب کا صبر واستقامت	267
گم شدہ نوٹ	269
چھ پیسے کا تالا اور چار چور	271
ختنہ کرنے والے جنات	273
قبر کا طمانچہ	276
داستان سلیم الدین آرائیں	279
گوشت کا لوتھڑا	281
شربت اور چائے	282
برکت علی گجر	284
بہروپیا	285
وسیلہ اعمال	289
عجز اور فخر	292
اینٹوں کی بارش	296
لاتوں کے بھوت	299
پاپوش کفر شکن	304
حافظ محمد لکھویؒ کی داچی	306
کالا علم اور نوری علم	309
جب زوجین کا صحیح حل	311
مسمریزم	326
غلط عاملین سے نجات	330
قصبہ ہاروت وماروت	337
مدنی بھوری جادوگروں کا قصہ	337
کذبات ثلاثہ	341
حلول	346
عمل حب	354
صوفی بے چارہ	354
علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی مجلس میں ایک روح کی آمد	356
علم نجوم	360
برجوں کی حقیقت	362

سیاروں اور ستاروں کے متعلق مغربی تصورات 368
پامسٹری 371
علم جفر 372
علم رمل 372
فال اور شگون کی حقیقت 374
فال نامہ کی حقیقت 377
جادوگروں کے گر 379
جادوگر جنوں کے کیسے حاضر کرتا ہے؟ 379
جادوگر اور شیطانوں کے درمیان معاہدہ 379
جادوگر جنوں کو کیسے حاضر کرتا ہے 380
جادوگر کو پہچاننے کی نشانیاں 385
جادو اور جنات کا ازالہ 386
جادو کے مقابل علم دین کے فضائل وفوائد 386
جادو ٹونہ تعویذات اور جنات کا قرآنی علاج 388
جنات کی حقیقت 392
جادو اور جنات کو دور کرنے کا مسنون طریقہ 398
جادو جنات کا علاج ایک صاحب کمال کے تجربات 401
جادو کا توڑ 401
سحر تفریق۔ جدائی ڈالنے والے جادو 402
سحر تفریق (جدائی ڈالنا) کی کئی شکلیں ہیں 402
سحر تفریق کی علامت 403
سحر تفریق کیسے واقع ہو جاتا ہے؟ 403
سحر تفریق کا علاج 403
پہلا مرحلہ علاج سے پہلے 404
دوسرا مرحلہ علاج 405
تیسرا مرحلہ علاج کے بعد 408
سحر تفریق کے علاج کے عملی نمونے 409
سحر محبت 415
سحر محبت کی علامات 416
سحر محبت کیسے ہوتا ہے؟ 416
سحر محبت کے لیے اثرات 416
سحر محبت کے اسباب 417
جائز سحر محبت 417
سحر محبت کا علاج 418
سحر محبت کے علاج کا ایک عملی نمونہ 418
سحر تخیل (وہم میں مبتلا کرنے والا جادو) 419
سحر تخیل کی علامات 419
سحر تخیل کیسے ہو جاتا ہے؟ 419
سحر تخیل کا توڑ 420
سحر تخیل کے توڑ کا علمی نمونہ 420
سحر جنون 421
سحر جنون کی علامات 421
سحر جنون کیسے ہو جاتا ہے 421
سحر جنون کا علاج 422
سحر جنون کے علاج کا عملی نمونہ 423
سحر خمول (کاہلی وستی) 423
سحر خمول کیسے ہو جاتا ہے 423
سحر خمول کا علاج 424
سحر ہواتف (چیخ وپکار) 424
سحر ہواتف کی علامات

سحر ہواتف کیسے ہو جاتا ہے 424
سحر ہواتف کا علاج 425
سحر امراض 425
سحر امراض کیسے ہو جاتا ہے 426
سحر امراض کا علاج 427
سحر امراض کے علاج کے عملی نمونے 428
سحر استحاضہ 429
سحر استحاضہ کا علاج 430
سحر استحاضہ کے علاج کا عملی نمونہ 430
شادی میں رکاوٹیں ڈالنے والے جادو کی علامات 430
یہ جادو کیسے ہو جاتا ہے؟ 431
اس جادو کا علاج 431
اس جادو کے علاج کا عملی نمونہ 432
جادو کے متعلق چند اہم معلومات 433
مریضہ کو اللہ نے جائے جادو دکھا دی 433
بیوی سے قرب کی بندش کا جادو 435
بندش جماع کے جادو کا علاج 436
جادوئی نامردی اور جنسی کمزوری میں فرق 438
نامردی کا علاج 438
بانجھ پن اور نا قابل اولاد ہونا 439
جن کی وجہ سے نا قابل اولاد ہونے کی کچھ علامات 439
بانجھ پن کا علاج 440
سرعت انزال کا علاج 440
جادو سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر 441
بندش جماع والے جادو کے علاج کا عملی نمونہ 445
بندش جماع والا جادو پاگل پن میں تبدیل ہو گیا 446
نظر بد کا علاج 447
نظر بد کی تاثیر پر قرآنی دلائل 447
نظر بد کے موثر ہونے پر حدیث نبوی سے چند دلائل 448
نظر بد کی حقیقت کے بارے میں علماء کے اقوال 449
نظر بد اور حسد میں فرق 450
جن کی نظر بد بھی انسان کو لگ سکتی ہے 451
نظر بد کا علاج 451
غسل کرنے کا طریقہ 452
غسل کی مشروعیت 452
نظر بد کے علاج کے عملی نمونے 453
جادو کے علاج کا قرآنی وظیفہ 455
جدید سائنس کی تحقیقات 459
سائنس اور مافوق الفطرت قوتیں 459
کالا جادو 460
انسانی دماغ کی حیران کن قوتیں 461
اشراق (ٹیلی پیتھی) 461
غیب دانی اور پیش بینی 461
بقا بعد الموت 462
بھوت پریت اور روحوں کا ظہور 462
سیتا پور کا جن 464
یقین نہیں آتا 468
جنات کے عجیب و غریب واقعات 468
منیر جن 468
یعقوب جن 469
بڑھئی جن 472
حاشیہ جات 474

سحر کی تعریف

سحر...... لغوی اعتبار سے

جادو کے لیے عربی زبان میں سحر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کی تعریف علماء نے یوں کی ہے:

اللیث کہتے ہیں: ''سحر وہ عمل ہے جس میں پہلے شیطان کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور پھر اس سے مدد لی جاتی ہے۔''

الازھری کہتے ہیں: ''سحر دراصل کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کا نام ہے۔ (۲)

اور ابن منظور اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ساحر (جادوگر) جب باطل کو حق بنا کر پیش کرتا ہے اور کسی چیز کو اس کی حقیقت سے ہٹ کر سامنے لاتا ہے تو گویا وہ اسے دینی حقیقت سے پھیر دیتا ہے۔'' (۳)

ابن عائشہ سے مروی ہے کہ ''عربوں نے جادو کا نام سحر اس لیے رکھا ہے کہ یہ تندرستی کو بیماری میں بدل دیتا ہے۔'' (۴)

ابن فارس سحر کے متعلق کہتے ہیں: ''ایک قوم کا خیال یہ ہے کہ 'سحر' باطل کو حق کی شکل میں پیش کرتا ہے۔'' (۵)

المعجم الوسیط میں 'سحر' کی تعریف یوں ہے: ''سحر وہ ہوتا ہے جس کی بنیاد لطیف اور انتہائی باریک ہو۔'' (۶)

صاحب محیط المحیط کہتے ہیں: ''سحر یہ ہے کہ کسی چیز کو بہت خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے تاکہ لوگ اس سے حیران ہو کر رہ جائیں۔'' (۷)

سحر...... شریعت کی اصطلاح میں

شرعی اصطلاح میں 'سحر' کی تعریف کچھ اس طرح سے کی گئی ہے:

امام فخر الدین الرازی کہتے ہیں:

''شریعت کے عرف میں ''سحر'' (جادو) ہر اس کام کے ساتھ مخصوص ہے جس کا سبب مخفی ہو۔ اسے اس کی اصل حقیقت سے ہٹ کر پیش کیا جائے اور دھوکہ وہی اس میں نمایاں ہو۔'' (۸)

امام ابن قدامہ المقدسی کہتے ہیں۔

''جادو'' ایسی گرہوں اور ایسے دم درود اور الفاظ کا نام ہے جنھیں بولا یا لکھا جائے، یا یہ کہ جادوگر ایسا عمل کرے جس سے اس شخص کا بدن یا دل یا عقل متاثر ہو جائے جس پر جادو کرنا مقصود ہو۔''

اور جادو واقعتہً اثر رکھتا ہے، چنانچہ جادو سے کوئی شخص قتل بھی ہو سکتا ہے، بیمار بھی ہو سکتا ہے اور اپنی بیوی کے قرب سے عاجز بھی آ سکتا ہے، بلکہ جادو خاوند بیوی کے درمیان جدائی بھی ڈال سکتا ہے اور ایک دوسرے کے دل میں نفرت بھی پیدا کر سکتا ہے اور محبت بھی۔ (۹)

امام ابن قیمؒ کہتے ہیں۔

''جادو، ارواح خبیثہ کے اثر و نفوذ سے مرکب ہوتا ہے جس سے بشری طبائع متاثر ہو جاتی ہیں۔'' (۱۰)

غرض سحر جادوگر اور شیطان کے درمیان ہونے والے ایک معاہدے کا نام ہے جس کی بنا پر جادوگر کچھ حرام اور شرکیہ امور کا ارتکاب کرتا ہے اور شیطان اس کے بدلے میں جادوگر کی مدد کرتا ہے اور اس کے مطالبات کو پورا کرتا ہے۔

شیطان کا قرب حاصل کرنے کے لیے جادوگروں کے بعض طریقے

شیطان کو راضی کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جادوگروں کے مختلف وسائل ہیں، چنانچہ بعض جادوگر اس مقصد کے لیے قرآن مجید کو اپنے پاؤں سے باندھ کر بیت الخلا میں جاتے ہیں اور بعض قرآن مجید کی آیات کو گندگی سے لکھتے ہیں، بعض انھیں حیض کے خون سے لکھتے ہیں، بعض قرآنی آیات کو اپنے پاؤں کے نچلے حصوں پر لکھتے ہیں، کچھ جادوگر سورۃ فاتحہ کو الٹا لکھتے ہیں اور کچھ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ ہمیشہ حالت جنابت میں رہتے ہیں اور کچھ جادوگروں کو شیطان کے لیے جانور ذبح کرنا پڑتے ہیں اور وہ بھی بسم اللہ پڑھے بغیر، اور ذبح شدہ جانور کو ایسی جگہ پر پھینکنا پڑتا ہے جس کو خود شیطان طے کرتا ہے۔

بعض جادوگر ستاروں کو سجدہ کرتے اور ان سے مخاطب ہوتے ہیں اور بعض کو اپنی ماں یا بیٹی سے زنا کرنا پڑتا ہے اور کچھ کو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ایسے الفاظ لکھنا پڑتے ہیں جن میں کفریہ معانی پائے جاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان جادوگر سے پہلے کوئی حرام کرواتا ہے پھر اس کی مدد اور خدمت کرتا ہے۔ چنانچہ جادوگر جتنا بڑا کفریہ کام کرے گا، شیطان اتنا زیادہ اس کا فرمانبردار ہوگا اور اس کے مطالبات کو پورا کرنے میں جلدی کرے گا، اور جب جادوگر شیطان کے بتائے ہوئے کفریہ کاموں کو بجا لانے میں کوتاہی کرے گا، شیطان بھی اس کی خدمت کرنے سے رک جائے گا اور اس کا نافرمان بن جائے گا۔ سو جادوگر اور شیطان ایسے ساتھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے پر ہی آپس میں ملتے ہیں، اور آپ جب کسی جادوگر کے چہرے کی طرف دیکھیں گے تو آپ کو میری یہ باتیں یقیناً درست معلوم ہوں گی کیونکہ اس کے

چہرے پر کفر کا اندھیرا یوں چھایا ہوا ہوتا ہے گویا وہ سیاہ بادل ہو۔

اگر آپ کسی جادوگر کو قریب سے جانتے ہوں تو یقیناً اسے زبوں حالی کا شکار پائیں گے۔ وہ اپنی بیوی، اپنی اولاد حتیٰ کہ اپنے آپ سے تنگ آ چکا ہوتا ہے۔ اسے سکون کی نیند نصیب نہیں ہوتی اور اس پر مستزاد یہ کہ شیطان خود اس کے بیوی بچوں کو اکثر و بیشتر ایذا دیتے رہتے ہیں اور ان کے درمیان شدید اختلافات پیدا کر دیتے ہیں۔

سچ فرمایا ہے اللہ رب العزت نے کہ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا (11)

''اور جس نے میرے دین سے منہ موڑ لیا (دنیا میں) اس کی زندگی تنگ گزرے گی''

(بحوالہ العارم البتار فی التعدی للسحرۃ الاشرار)

جادو قرآن وسنت کی روشنی میں

۱۔ جنوں اور شیطانوں کے وجود پر دلائل

جن' شیطان اور جادو کے درمیان بہت گہرا تعلق ہوتا ہے' بلکہ جادو کی بنیاد ہی جنات اور شیاطین ہیں' بعض لوگ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور اسی بنیاد پر جادو کی تاثیر کے قائل نہیں' اس لیے پہلے جنات وشیاطین کے وجود پر دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

قرآنی دلائل

(۱) وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ (۱۲)

''اور یاد کیجئے جب ہم کئی جنوں کو تیرے پاس پھیر کر لائے۔''

(۲) یا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ آیَاتِیْ وَ یُنْذِرُوْ نَکُمْ لِقَاءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا (۱۳)

''جنوں اور آدمیو! کیا تمھارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے جو میری آیتیں تم کو پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے آنے سے تم کو ڈراتے''

(۳) قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا (۱۴)

''کہہ دیجئے' مجھے یہ وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند شخصوں نے (مجھ سے قرآن) سنا' پھر کہنے لگے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا''

(۴) وَاَنَّهُ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا (۱۵)

''اور (ہوا یہ کہ) بعض آدم زاد لوگ کچھ جنوں کی پناہ لیتے تھے' جس سے ان کا دماغ اور چڑھ گیا۔''

(۵) اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (۱۶)

''شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے سے تم میں آپس میں دشمنی اور کینہ پیدا کر دے' اور تم

کو اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھے' تو اب بھی تم باز آتے ہو یا نہیں؟''

(٦) يا أَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوْا لا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَان ومَنْ يَّتَّبِعْ خطوات الشَّيطان فانَهٗ يامُرُ بِالْفحشاءِ وَالْمُنكَرِ (١٧)

''اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم مت چلو' اور جو کوئی اس کی پیروی کرے گا (وہ گمراہ ہو گا اس لیے کہ) وہ تو بے حیائی اور برے ہی کام کرنے کو کہے گا۔''

اس کے علاوہ بھی قرآن مجید کی بہت ساری آیات اس بارے میں موجود ہیں' بلکہ جنات کے متعلق ایک مکمل سورت قرآن مجید میں موجود ہے۔ لفظ جن قرآن مجید میں ٢٢ مرتبہ آیا ہے' لفظ الجانَ سات مرتبہ اور لفظ شیطان ٦٨ مرتبہ اور لفظ شیاطین ١٧ مرتبہ ذکر کیا گیا ہے جس سے اس موضوع سے متعلقہ قرآنی دلائل کی کثرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حدیث میں سے چند دلائل

١۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ ایک رات کو ہم سے اچانک غائب ہو گئے' چنانچہ ہم انھیں وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کرنے لگے اور آپس میں ہم نے کہا کہ شاید آپ کو اغوا کر لیا گیا ہے یا قتل کر دیا گیا ہے۔ ہماری وہ رات انتہائی پریشانی کے عالم میں گزری' صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو غار حرا کی جانب سے آتے ہوئے دیکھا' ہم نے آپ کو بتایا کہ رات آپؐ اچانک ہم سے غائب ہو گئے تھے' ہم نے آپ ﷺ کو بہت تلاش کیا لیکن آپؐ کے نہ ملنے پر رات بھر پریشان رہے' تو آپ نے فرمایا:

''میرے پاس جنات کا ایک نمائندہ آیا تھا تو میں اس کے ساتھ چل پڑا' اور جا کر انھیں قرآن مجید پڑھ سنایا'' پھر آپ ﷺ ہمیں لے کر اس جگہ پر گئے اور ہمیں ان کے نشانات اور ان کی آتشیں علامات دکھائیں' اور آپؐ نے یہ بھی بتایا کہ جنوں نے آپؐ سے کچھ مانگا تو آپؐ نے فرمایا'' ہر ایسی ہڈی تمھاری غذا ہے جس پر بسم اللہ کو پڑھا گیا ہو' اور ہر گوبر تمھارے جانوروں کا کھانا ہے'' پھر آپ ہمیں کہنے لگے'' لہٰذا تم ہڈی اور گوبر کے ساتھ استنجا مت کیا کرو کیونکہ وہ تمھارے جن بھائیوں کا کھانا ہے'' (١٨)

٢۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا'' میرا خیال ہے کہ تمھیں بکریاں اور دیہاتی ماحول بہت پسند ہے' سو جب تم اپنی بکریاں اور اپنے دیہات میں ہو اور اذان کہو تو اپنی آواز بلند کر لیا کرو کیونکہ مؤذن کی آواز کو جو جن' جو انسان اور جو چیز بھی سنتی ہے وہ قیامت والے دن اس کے حق میں

گواہی دے گی۔" (۱۹)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ

"رسول اکرم ﷺ اپنے چند ساتھیوں کو لے کر نکلے اور ان کا ارادہ عکاظ کے بازار جانے کا تھا، اور ادھر شیاطین اور آسمان سے آنے والی خبروں کے درمیان رکاوٹیں پیدا کر دی گئی تھیں اور ان (شیطانوں) پر ستارے ٹوٹنے لگ گئے تھے، چنانچہ وہ جب اپنی قوم کے پاس خالی واپس آئے تو اسے آ کر بتاتے کہ ہمیں کئی رکاوٹوں کا سامنا ہے اور ہم پر شہاب ثاقب کی مار پڑنے لگ گئی ہے، تو وہ آپس میں کہتے کہ ایسا کسی بڑے واقعے کی وجہ سے ہو رہا ہے لہٰذا مشرق و مغرب میں جاؤ اور دیکھو کہ یہ رکاوٹیں کیوں پیدا ہو رہی ہیں؟

چنانچہ تہامہ کا رخ کرنے والے شیاطین (جنات) آپؐ کی طرف آ نکلے، آپؐ اس وقت نخلہ میں تھے اور عکاظ میں جانے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فجر کی نماز پڑھائی، ان جنات کے کانوں میں قرآن کی آواز پڑی تو وہ اسے غور سے سننے لگ گئے اور کہنے لگے۔ اللہ کی قسم! یہی وہ چیز ہے جو ہمیں آسمان کی خبریں سننے سے روک رہی ہے، سو یہ اپنی قوم کے پاس واپس گئے اور ان سے کہنے لگے:

"ہم نے عجیب و غریب قرآن سنا ہے، جو کہ بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے، سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اپنے پروردگار کے ساتھ کبھی شرک نہیں کریں گے۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ کو اتار دیا اور آپ ﷺ کی طرف جنوں کی بات کو وحی کر دیا گیا ہے۔" (۲۰)

(۴) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ کے شعلے سے اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا تمھارے لیے بیان کر دی گئی ہے۔" (۲۱)

(۵) حضرت صفیہؓ بنت حیی سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"بیشک شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔" (۲۲)

(۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی ایک جب کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے، کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا، پیتا ہے۔" (۲۳)

(۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے، شیطان اس کے پہلو میں نوک دار چیز چبھوتا ہے جس سے بچہ چیخ اٹھتا

ہے، سوائے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی ماں کے۔" (۲۴)

(۸) رسول اکرم ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح ہونے تک سویا رہا ہو تو آپؐ نے فرمایا: "یہ وہ شخص ہے جس کے کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔" (۲۵)

(۹) ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے، سو جو شخص خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے وہ اپنی بائیں طرف تین بار آہستہ سے تھوک دے اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے، ایسا کرنے سے برا خواب اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہوگا" (۲۶)

(۱۰) ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

> "تم میں سے کوئی ایک جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ کے ساتھ منہ بند کر لے، کیونکہ (ایسا نہ کرنے کی وجہ سے) شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔" (۲۷)

اس موضوع کی دیگر احادیث بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ طلب حق کے لیے یہی کافی ہیں جو ذکر کر دی گئی ہیں، اور ان سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ جنات اور شیاطین کوئی وہم نہیں، حقیقت ہیں اور اس حقیقت کو وہم وہی شخص قرار دے سکتا ہے جو ضدی اور متکبر ہو۔

۲۔ جادو کے وجود پر دلائل

قرآنی دلائل

۱۔ فرمانِ الٰہی ہے:

(۱) وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ   لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۲۸)

> "اور سلیمانؑ کی بادشاہت میں شیطان جو پڑھا کرتے تھے، وہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگے حالانکہ سلیمانؑ کافر نہ تھے، البتہ یہ شیطان کافر تھے جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے، اور وہ باتیں جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتاری گئی تھیں، اور وہ دونوں (ہاروت و ماروت) کسی کو جادو نہیں سکھلاتے تھے جب تک یہ نہیں کہہ لیتے کہ ہم آزمائش ہیں پس تو کافر نہ ہو۔ اس پر بھی وہ ان سے ایسی باتیں سیکھ لیتے ہیں جن کی وجہ سے وہ خاوند بیوی کے درمیان جدائی کرا دیں حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کا جادو سے کچھ بگاڑ نہیں سکتے، اور ایسی باتیں سیکھ لیتے ہیں جن میں فائدہ کچھ نہیں، نقصان ہی نقصان ہے، اور یہودیوں کو یہ معلوم ہے کہ جو کوئی (ایمان دے کر) جادو خریدے اور آخرت میں بدنصیب ہے، اگر وہ سمجھتے ہوتے تو جس کے عوض انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، اس کا برا بدلہ ہے۔"

(۲) قَالَ مُوْسَى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآئَكُمْ اَسِحْرٌ هٰذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُوْنَ (۲۹)

''موسیٰ نے کہا: تم سچ بات کو جب وہ تمھارے پاس آئی (جادو کہتے ہو) بھلا یہ کوئی جادو ہے؟ اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے''

(۳) فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (۳۰)

''جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو موسیٰ نے کہا: یہ جو تم لے کر آئے ہو وہ تو جادو ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اس کو باطل کر دے گا، کیونکہ اللہ شریر لوگوں کا کام بننے نہیں دیتا، اور اپنی باتوں سے اللہ حق کو حق کر دکھائے گا اگرچہ نافرمان لوگ برا مانیں''

(۴) فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسَى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سَاحِرٍ وَّ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى (۳۱)

''موسیٰ اپنے دل ہی دل میں سہم گیا، ہم نے کہا: مت ڈر، بے شک تو ہی غالب رہے گا، اور جو عصا تیرے دائیں ہاتھ میں ہے، اس کو (میدان میں) ڈال دے، انھوں نے جو ڈھونگ رچایا ہے اس کو ہڑپ کر جائے گا، انھوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی حقیقت کچھ نہیں جادو کا تماشا ہے، اور جادوگر جہاں جائے کامیاب نہیں ہوتا''

(۵) وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ (۳۲)

''اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی تو بھی اپنا عصا ڈال دے، سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا، پس حق ظاہر ہوگیا اور انھوں نے جو کچھ بنایا تھا سب جاتا رہا، پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہو کر پھرے، اور وہ جو جادوگر تھے سجدہ میں گر گئے، کہنے لگے: ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ و ہارون کا بھی رب ہے''

(۶) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (۳۳)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے، اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے، اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے بھی، اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے''

امام قرطبی ''وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں: (۳۴)

''وہ جادوگر عورتیں جو دھاگوں کی گرہیں بنا کر ان پر دم کرتی اور پھونکتی ہیں''

اور حافظ ابن کثیر ''اسی کی تفسیر میں کہتے ہیں: ''مجاہدؒ۔ عکرمہؒ۔ حسنؒ۔ قتادہؒ اور ضحاکؒ نے ''النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ'' سے جادوگر عورتیں مراد لی ہیں۔'' (۳۵)

جادو اور جادوگروں کے متعلق دیگر بہت سی آیات موجود و مشہور ہیں اور اسلام کی تھوڑی بہت معلومات رکھنے والا شخص بھی ان سے واقف ہے۔

حدیث نبویؐ سے چند دلائل

۱۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ قبیلہ بنو زریق سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے (جسے لبید بن الاعصم کہا جاتا تھا) رسول اکرم ﷺ پر جادو کر دیا' جس سے آپ ﷺ متاثر ہوئے۔ چنانچہ آپؐ کا خیال ہوتا کہ آپؐ نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ آپؐ نے نہیں کیا ہوتا تھا۔ یہ معاملہ ایسے چلتا رہا یہاں تک کہ آپؐ ایک دن (یا ایک رات) میرے پاس تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے' اس کے بعد مجھ سے فرمانے لگے ''اے عائشہؓ! کیا تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے' میرے پاس دو آدمی آئے تھے' جن میں سے ایک میرے سر اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور ایک نے دوسرے سے پوچھا:

اس شخص کو کیا ہوا؟

اس پر جادو کیا گیا ہے۔

کس نے کیا ہے؟

لبید بن الاعصم نے

کس چیز میں کیا ہے؟

کنگھی' بالوں اور کھجور کے خوشے کے غلاف میں۔

جس چیز میں اس نے جادو کیا ہے' وہ کہاں ہے؟

بئر ذروان میں......

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے کچھ صحابہ کرامؓ کے ساتھ اس کنوئیں کو آئے (اسے نکالا اور پھر) واپس آ گئے اور فرمانے لگے:

''اے عائشہؓ! اس کا پانی انتہائی سرخ رنگ کا ہو چکا تھا اور اس کی کھجوروں کے سر ایسے تھے جیسے شیطان کے سر ہوں'' (یعنی وہ انتہائی بدشکل تھیں)

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ نے جادو کنوئیں سے نکالا نہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ لوگ کسی شر اور فتنہ میں مبتلا ہو جائیں''

اس کے بعد آپؐ نے اسے نکالنے کا حکم دیا اور پھر اسے زمین میں دبا دیا گیا۔ (۳۷)

شرح حدیث: یہودیوں نے لبید بن الاعصم (جو ان میں سب سے بڑا جادوگر تھا) کے ساتھ یہ بات طے کر لی تھی کہ وہ رسول اکرم ﷺ پر جادو کرے گا اور وہ اسے اس کے بدلے میں تین دینار دیں گے، چنانچہ اس بدبخت نے یہ کام اس طرح کر ڈالا کہ ایک چھوٹی سی لڑکی کے ذریعے جو آپؐ کے گھر میں آتی جاتی تھی، آپ کے چند بال منگوا لیے اور ان پر جادو کر کے انھیں بئر ذروان میں رکھ دیا۔

اس حدیث کی مختلف روایات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جادو آپ کو اپنی بیویوں کے قریب جانے سے روکنے کے لیے تھا، چنانچہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپؐ اپنی کسی بیوی سے جماع کر سکتے ہیں، پھر جب قریب ہوتے تو نہ کر پاتے، بس اس کا آپؐ پر یہی اثر تھا، اس کے علاوہ آپ کی عقل اور آپ کے تصرفات جادو کے اثر سے محفوظ تھے۔

اس جادو کی مدت میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، بعض نے چالیس دن اور بعض نے کوئی اور مدت بیان کی ہے۔ اللہ کو ہی معلوم ہے کہ اس کی مدت کتنی تھی، پھر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کی اور اللہ نے آپؐ کی دعا قبول کر لی اور دو فرشتوں کو آپؐ کی طرف اتار دیا۔ جن کے درمیان ایک مکالمہ ہوا (جو گزشتہ سطروں میں بیان کیا گیا ہے) اس سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ جادو کس نے کیا ہے اور کس چیز میں کیا ہے اور وہ اس وقت کہاں ہے۔

آپؐ پر کیا گیا یہ جادو انتہائی شدید تھا، اور اس سے یہودیوں کا مقصد آپؐ کو قتل کرنا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں بچا لیا اور اس کا اثر صرف اتنا ہو سکا جو کہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

اعتراض اور اس کا جواب

المازریؒ کہتے ہیں: مبتدعین نے اس حدیث کا انکار کیا ہے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ حدیث منصب نبوت کی توہین اور اس میں شکوک وشبہات پیدا کرتی ہے اور اسے درست ماننے سے شریعت پر اعتماد اٹھ جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ آپ کو خیال آتا ہو کہ جبریلؑ آئے حالانکہ وہ نہ آئے ہوں اور یہ کہ آپؐ کی طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ وحی نہ کی گئی ہو!!

پھر کہتے ہیں کہ مبتدعین کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ معجزات نبوت اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ آپؐ تبلیغ وحی کے سلسلے میں معصوم اور سچے تھے۔ آپ ﷺ کی عصمت جب معجزات جیسے قوی دلائل سے ثابت شدہ حقیقت ہے تو اس کے خلاف جو بات بھی ہوگی وہ بے جا تصور کی جائے گی۔ (۳۸)

ابو الجکنی الیوسفیؒ کا کہنا ہے:

> ''جہاں تک جادو سے نبی کریم ﷺ کے متاثر ہونے کا تعلق ہے، تو اس سے منصب نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا، کیونکہ دنیا میں انبیا پر بیماری آ سکتی ہے جو آخرت میں ان کے درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہے، لہٰذا جادو کی بیماری کی وجہ سے اگر

آپؐ کو خیال ہوتا تھا کہ آپؐ نے دنیاوی امور میں سے کوئی کام کر لیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے اسے نہیں کیا ہوتا تھا‘ اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اطلاع دے دی کہ آپؐ پر جادو کیا گیا ہے اور وہ فلاں جگہ پر ہے‘ اور آپؐ نے اسے وہاں سے نکال کر دفن بھی کروا دیا تھا تو اس سبب سے رسالت میں کوئی نقص نہیں آتا‘ کیونکہ یہ دوسری بیماریوں کی طرح ایک بیماری ہی تھی‘ جس سے آپؐ کی عقل متاثر نہیں ہوئی۔ صرف اتنی بات تھی کہ آپؐ کا خیال ہوتا کہ شاید آپ اپنی کسی بیوی کے قریب گئے ہیں جبکہ آپؐ نے ایسا نہیں کیا ہوتا تھا‘ سو اتنا اثر بیماری کی حالت میں کسی بھی انسان پر ہو سکتا ہے‘‘ پھر کہتے ہیں:

‘‘اور حیرت اس شخص پر ہوتی ہے کہ جو جادو کی وجہ سے آپؐ کے بیمار ہونے کو رسالت میں ایک عیب تصور کرتا ہے حالانکہ قرآن مجید ہی میں فرعون کے جادوگروں کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو قصہ بیان کیا گیا ہے‘ اس میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ جناب موسیٰ کو بھی ان کے جادو کی وجہ سے یہ خیال ہونے لگا تھا کہ ان کے پھینکے ہوئے ڈنڈے دوڑ رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں ثابت قدم رکھا اور نہ ڈرنے کی تلقین کی‘‘ (۳۹)

مگر حضرت موسیٰؑ کے متعلق کسی نے یہ نہیں کہا کہ جادوگروں کے جادو کی وجہ سے انھیں جو خیال آ رہا تھا وہ ان کے منصب نبوت کے لیے عیب تھا‘ (سو اگر وہ عیب نہیں تھا تو جو کچھ آپؐ کے ساتھ پیش آیا وہ بھی عیب نہیں ہو سکتا کیونکہ) اس طرح کی بیماری انبیاءؑ پر آ سکتی ہے جس سے ان کی ایمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے‘ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے دشمنوں پر فتح نصیب کرتا ہے۔ خلاف عادت معجزات عطا کرتا ہے‘ جادوگروں اور کافروں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے اور بہترین انجام متقی لوگوں کے لیے خاص کر دیتا ہے‘‘ (۴۰)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا

‘‘سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچ جاؤ‘‘

صحابہ کرامؓ نے فرمایا: اے اللہ کے رسولؐ! وہ سات کام کون سے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ‘‘اللہ کے ساتھ شرک کرنا‘ جادو کرنا‘ کسی شخص کو بغیر حق کے قتل کرنا‘ سود کھانا‘ یتیم کا مال کھانا‘ جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا اور پاک دامن مومنہ اور بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا‘‘ (۴۱)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جادو سے بچنے کا حکم دیا ہے اور اسے ہلاک کر دینے والے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے‘ اور یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے‘ محض خام خیالی نہیں۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے ستاروں کا علم سیکھا گویا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا، پھر وہ ستاروں کے علم میں جتنا آگے جائے گا، اتنا اس کے جادو کے علم میں اضافہ ہوگا'' (۴۲)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جادو سیکھنے کا ایک راستہ بتایا ہے تا کہ مسلمان اس راستے سے بچ سکیں، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جادو ایک حقیقی علم ہے جسے باقاعدہ طور پر حاصل کیا جاتا ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی معلوم ہوتی ہے:

فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ.

''پھر وہ ان دونوں سے اس چیز کا علم حاصل کرتے ہیں جس سے وہ خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے ہیں''

مذکورہ حدیث اور آیت دونوں جادو کا علم حاصل کرنے کی مذمت کے ضمن میں آئی ہیں، جس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جادو دوسرے علوم کی طرح ایک علم ہے اور اس کے چند اصول ہیں جن پر اس کی بنیاد ہے۔

(۴) عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے فال نکالی یا اس کے لیے فال نکالی گئی، اور جس نے غیب کو جاننے کا دعویٰ کیا یا وہ غیب کو جاننے کا دعویٰ کرنے والے کے پاس گیا، اور جس نے جادو کیا یا اس کے لیے جادو کیا گیا''

اور جو شخص نجومی کے پاس آیا اور وہ جو کچھ کہتا ہے اس نے اس کی تصدیق کر دی تو اس نے نبی محمد ﷺ کی شریعت سے کفر کیا'' (۴۳)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے جادو سے اور جادوگر کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے اور نبیؐ کسی ایسی چیز سے ہی منع کرتا ہے جو حقیقتاً موجود ہو۔

(۵) ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''جنت میں داخل نہیں ہوگا؟ شراب پینے والا، جادو پر یقین رکھنے والا، اور قطع رحمی کرنے والا'' (۴۴)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے یہ عقیدہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ جادو بذات خود اثر انداز ہوتا ہے، سو ہر مومن پر یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ جادو یا کوئی اور چیز سوائے اللہ کی مرضی کے کچھ نہیں کر سکتی، فرمان الٰہی ہے:

وَمَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

''اور وہ (جادوگر) کسی کو جادو کے ذریعے نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے کہ اللہ کا حکم ہو''

(۶) حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا دعویٰ کرنے والے کے پاس یا جادوگر کے پاس یا نجومی کے پاس آیا اور اس نے کچھ پوچھا اور پھر اس نے جو کچھ کہا اس نے اس کی تصدیق کر دی تو اس نے نبی کریم ﷺ پر اتارے گئے دین سے کفر کیا'' (۴۵)

علماء کے اقوال

(۱) امام خطابیؒ کہتے ہیں:

> ''کچھ لوگوں نے جادو کا انکار کیا ہے اور اس کی حقیقت کو باطل قرار دیا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ جادو ثابت اور حقیقتاً موجود ہے، اس کے ثبوت پر عرب، فارس، ہند اور کچھ روم کی اکثر قوموں کا اتفاق ہے اور یہی قومیں صفحۂ ہستی پر بسنے والے لوگوں میں افضل ہیں اور انہی میں علم و حکمت زیادہ ہے۔ اور فرمان الٰہی ہے **يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ** ''وہ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں''

اور اس سے پناہ طلب کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ **وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ** اور جادو کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث ثابت ہیں جن کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو دیکھی ہوئی چیزوں اور بدیہی باتوں کو نہ مانتا ہو سو جادو کی نفی کرنا جہالت اور نفی کرنے والے پر رد کرنا بے ہودہ اور فضول کام ہے۔ (۴۶)

(۲) امام قرطبیؒ کا کہنا ہے:

> ''اہل السنہ کا مذہب یہ ہے کہ جادو ثابت اور فی الواقع موجود ہے، جبکہ معتزلہ اور امام شافعیؒ کے شاگردوں میں سے ابواسحٰق الاستر ابادی کا مذہب یہ ہے کہ جادو حقیقتاً موجود نہیں ہے اور یہ محض ایک ملمع سازی، حقیقت پر پردہ پوشی اور وہم و گمان ہے اور شعبدہ بازی کی قسموں میں سے ایک ہے، اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے متعلق یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ **يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى** یعنی کہ حضرت موسیٰؑ کو ایسے خیال آیا کہ جادوگروں کے پھینکے ہوئے زندے دوڑ رہے ہیں اور یوں نہیں فرمایا کہ وہ فی الواقع دوڑ رہے تھے اور اسی طرح سے فرمایا **سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ** یعنی انھوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔
>
> پھر امام قرطبیؒ کہتے ہیں:
>
> ان آیات میں معتزلہ وغیرہ کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ خود تخیل یعنی کسی کو وہم و گمان میں مبتلا کر دینا بھی جادو کا ایک حصہ ہے اور اس کے علاوہ دیگر عقلی و نقلی دلائل سے بھی جادو کا فی الواقع موجود ہونا ثابت ہے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(i) آیت وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيَاطِيْنُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ..... میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ جادو کا علم سکھاتے تھے، چنانچہ اگر جادو حقیقت میں موجود نہ ہوتا تو اس کی تعلیم ممکن نہ ہوتی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اس بات کی خبر دیتے کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

(ii) فرعون کے بلائے ہوئے جادوگروں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَجَاءُ وْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ یعنی وہ عظیم جادو لے کر آئے۔

(iii) سورۂ فلق کے سبب نزول پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ لبید بن اعصم کے جادو کی وجہ سے نازل ہوئی۔

(iv) صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ یہودیوں کے قبیلے بنو زریق سے تعلق رکھنے والے لبید بن اعصم نے آپ ﷺ پر جادو کر دیا تھا..... اور اس میں یہ بات بھی موجود ہے کہ جب آپؐ پر کیے گئے جادو کا اثر ختم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "ان اللّٰه شفافي" اور شفا اسی وقت ہوتی ہے جب بیماری ختم ہو جائے، سو اس سے ثابت ہوا کہ واقعتاً جادو کا اثر آپؐ پر ہوا تھا۔

مذکورہ آیات و احادیث جادو کے فی الواقع موجود ہونے کی یقینی اور قطعی دلیلیں ہیں اور اسی پر ان علماء کا اتفاق ہے جن کے اتفاق کو اجماع کہتے ہیں، رہے معتزلہ وغیرہ تو ان کی مخالفت ناقابل اعتبار ہے۔"

امام قرطبیؒ مزید کہتے ہیں:

> "جادو کا علم مختلف زمانوں میں منتشر رہا ہے اور لوگ اس کے بارے میں گفتگو کرتے رہے ہیں، سو یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے اور صحابہ و تابعین کرام میں سے کسی ایک سے اس کا انکار ثابت نہیں" (تفسیر قرطبی: ۴۶/۲)

(۳) امام مازریؒ کا کہنا ہے:

> "جادو ثابت اور فی الواقع موجود ہے، اور جس پر جادو کیا جاتا ہے اس پر اس کا اثر ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ جادو حقیقتاً موجود نہیں ہے اور محض وہم و گمان ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے کہ جادو ان چیزوں میں سے ہے جن کا علم باقاعدہ طور پر سیکھا جاتا ہے اور یہ کہ جادو کی وجہ سے جادوگر کافر ہو جاتا ہے اور یہ کہ جادو کر کے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالی جا سکتی ہے، چنانچہ یہ ساری باتیں کسی ایسی چیز کے متعلق ہی ہو سکتی ہیں جو فی الواقع موجود ہو، اور آپ ﷺ پر جادو والی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ چند چیزوں کو دفن کیا گیا تھا اور پھر انہیں نکال دیا گیا، تو کیا یہ سب کچھ جادو کی حقیقت کی دلیل نہیں ہے؟ اور یہ بات عقلاً بعید نہیں ہے کہ باطل سے مزین کیے ہوئے کلام کو بولتے وقت یا چند چیزوں کو آپس میں ملاتے وقت یا کچھ طاقتوں کو اکٹھا کرتے

وقت جس کا طریقہ کار جادوگر کو ہی معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کسی خلاف عادت کام کو واقع کر دے۔

اور یہ بات تو ہر شخص کے مشاہدے میں موجود ہے کہ کچھ چیزیں انسان کی موت کا سبب بن جاتی ہیں مثلاً زہر وغیرہ اور کچھ چیزیں انسان کو بیمار کر دیتی ہیں، مثلاً گرم دوائیاں اور کچھ چیزیں انسان کو تندرست بنا دیتی ہیں مثلاً وہ دوائیاں جو بیماری کے الٹ ہوتی ہیں، سو اس طرح کا مشاہدہ کرنے والا آدمی اس بات کو بھی عقلاً بعید نہیں سمجھتا کہ جادوگر کو چند ایسی چیزوں کا علم ہو جو موت کا سبب بنتی ہوں یا اسے ایسا کلام معلوم ہو جو تباہ کن ثابت ہو یا میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہو" (۴۷)

(۴) امام نوویؒ کہتے ہیں:

"اور صحیح یہ ہے کہ جادو حقیقتاً موجود ہے اور اسی موقف کو اکثر و بیشتر علماء نے اختیار کیا ہے اور کتاب و سنت سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے" (۴۸)

(۵) امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

"اور جادو فی الواقع موجود ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں، وہ جو کہ مار دیتا ہے، اور وہ جو کہ بیمار کر دیتا ہے، اور وہ جو کہ خاوند کو بیوی کے قریب جانے سے روک دیتا ہے، اور وہ جو کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے، اور یہ بات تو لوگوں کے ہاں بہت مشہور ہے کہ جادو کی وجہ سے شوہر اپنی بیوی سے جماع کرنے پر قادر نہیں ہوتا، پھر جب اس سے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے تو وہ جماع کرنے کے قابل ہو جاتا ہے، اور یہ بات تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہے جس کا انکار کرنا ناممکن ہوتا ہے، اور اس سلسلے میں جادوگروں کے قصے اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ ان سب کو جھوٹا قرار دینا ناممکن ہے" (۴۹)...... مزید کہتے ہیں:

"جادو جھاڑ پھوک اور گرہیں لگانے کا نام ہے، جس سے دل و جان پر اثر ہوتا ہے، بیماری کی شکل میں، یا موت کی شکل میں، یا میاں بیوی کے درمیان جدائی کی شکل میں، فرمان الٰہی ہے: فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِه "وہ لوگ ان دونوں فرشتوں سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والا علم سیکھنے لگے"

اور فرمایا: وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ یعنی وہ جادوگر عورتیں جو اپنے جادو پر گرہیں لگاتی اور ان پر پھونک مارتی ہیں، ان سے تیری پناہ مانگتا ہوں، سو جادو کی اگر کچھ حقیقت نہ ہوتی تو اس سے پناہ طلب کرنے کا حکم نہ دیا جاتا" (۵۰)

(۶) علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

فرمان الٰہی وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ اور حدیث عائشہؓ اس بات کے دلائل ہیں کہ جادو اثر انداز ہوتا ہے اور واقعتاً موجود ہے'' (۵۱)

(۷) امام ابن ابی العز حنفیؒ فرماتے ہیں:

''علماء نے حقیقت جادو اور اس کی اقسام میں اختلاف کیا ہے، ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ جادو کبھی جادو کیے گئے آدمی کی موت کا سبب بنتا ہے اور کبھی اس کی بیماری کا'' (۵۲)

(بحوالہ الصارم الجارفی التعدی للسحرۃ الاشرار)

جادو کی اقسام

- ☆ امام رازیؒ کے نزدیک جادو کی اقسام
- ☆ امام راغبؒ کے نزدیک جادو کی اقسام
- ☆ اقسام جادو کی وضاحت

امام رازیؒ کے نزدیک جادو کی اقسام

امام عبداللہ رازیؒ کہتے ہیں کہ جادو کی آٹھ قسمیں ہیں:

۱۔ ان لوگوں کا جادو جو سات ستاروں کی پوجا کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہی ستارے کائنات کے امور کی تدبیر کرتے ہیں اور خیر و شر کے مالک ہیں اور یہی وہ لوگ تھے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو نبی بنا کر بھیجا۔

۲۔ اصحاب اوہام اور نفوس قویہ کا جادو: الرازی نے اس بات کی دلیل کہ وہم کی تاثیر ہوتی ہے، یہ پیش کی ہے کہ ایک درخت کا تنا جب زمین پر پڑا ہو تو انسان اس پر چل سکتا ہے، لیکن اگر اسی تنے کو کسی نہر پر پل بنا کر گاڑ دیا جائے تو وہ اس پر نہیں چل سکتا، اسی طرح ڈاکٹروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص کے ناک سے خون بہہ رہا ہو وہ سرخ رنگ کی چیزوں کی طرف نہ دیکھے، اور جس شخص کو مرگی کا دورہ پڑ گیا ہو وہ چمکیلی اور گھومنے والی چیزوں کی طرف نہ دیکھے، اور یہ سب تصورات صرف اس لیے اختیار کیے گئے ہیں کہ انسانی نفس فطری طور پر ان وہموں کو قبول کر لیتا ہے۔

۳۔ جادو کی تیسری قسم یہ ہے کہ گھٹیا ارواح یعنی شیطان قسم کے جنوں سے مدد حاصل کر کے جادو کا عمل کیا جائے، اور جنات کو قابو میں لانا چند آسان کاموں کی مدد سے ممکن ہے جن میں کفر و شرک پایا جاتا ہو۔

۴۔ شعبدہ بازی اور چند کام برق رفتاری سے کر کے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کرنا، چنانچہ ایک ماہر شعبدہ باز ایک عمل کر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر دیتا ہے، اور جب لوگ مکمل طور پر اپنی

نظریں اس عمل پر ٹکائے ہوئے ہوتے ہیں، اچانک اور انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ وہ ایک اور عمل کرتا ہے جس کی لوگوں کو ہرگز توقع نہیں ہوتی، سو وہ حیران رہ جاتے ہیں، اور لوگوں کی ایسی حیرانی میں وہ اپنا کام کر جاتا ہے۔

۵۔ وہ عجیب و غریب چیزیں جو بعض آلات کی فٹنگ سے سامنے آتی ہیں، مثلاً وہ بگل جو ایک گھڑ سوار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وقفے وقفے سے خود بخود بجتا رہتا ہے، اور اسی طرح ٹائم پیس وغیرہ ہیں جو وقت مقررہ پر خود بخود بجنے لگ جاتے ہیں۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ اس کو درحقیقت جادو میں شمار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس کا ایک خاص طریقہ کار ہوتا ہے اور جو بھی اسے معلوم کر لیتا ہے اس کے بعد وہ ایسی چیزوں کو ایجاد کر سکتا ہے اور ہمارا خیال بھی یہی ہے کہ سائنسی ترقی کے بعد اس زمانے میں تو یہ چیزیں عام ہو گئی ہیں، لہٰذا اسے جادو کا حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۶۔ بعض دوائیوں کے خواص سے مدد لے کر عجیب و غریب بیماریوں کے علاج دریافت کرنا۔

۷۔ دل کی کمزوری، اور یہ اس وقت ہوتی ہے جب کوئی جادوگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے ''اسم اعظم'' معلوم ہے، جن اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی ہر بات پر عمل کرتے ہیں۔ اس کا یہ دعویٰ جب کمزور دل والا انسان سنتا ہے تو اسے درست تسلیم کر لیتا ہے اور خواہ مخواہ اس سے ڈرنے لگ جاتا ہے، اسی حالت میں جادوگر جو چاہتا ہے، اسے کر گزرنے کی پوزیشن میں آ جاتا ہے۔

۸۔ چغل خوری کر کے لوگوں میں نفرت کے جذبات بھڑکا دینا اور ان میں سے کچھ کو اپنے قریب کر لینا اور ان سے اپنے مطلب کا کام نکالنا۔

حافظ ابن کثیرؒ ان آٹھ اقسام کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> ''ان اقسام میں سے بہت ساری قسموں کو امام رازی نے فن جادو میں اس لیے شامل کر دیا ہے کہ ان کو سمجھنے کے لیے انتہائی باریک بین عقل درکار ہوتی ہے، اور ''سحر'' عربی زبان میں ہر ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو باریک ہو اور اس کا سبب مخفی ہو'' (۵۳)

امام راغبؒ کے نزدیک اقسام جادو

امام راغب کہتے ہیں: ''سحر'' کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے:

۱۔ جو لطیف اور انتہائی باریک ہو اور لطافت اور باریکی کی وجہ سے اس میں دھوکہ دہی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔

۲۔ جو بے حقیقت توہمات سے واقع ہو۔

۳۔ جو شیطانوں کی مدد و معاونت سے حاصل ہو۔

۴۔ جو ستاروں کو مخاطب کرنے سے ہو۔ (۵۴)

اقسامِ جادو کے متعلق ایک وضاحت

امام رازی اور راغب کی تقسیمات جادو میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے فن جادو میں دو چیزیں داخل کر دیں ہیں جن کا جادو سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور اس کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے لفظ ''سحر' کے عربی زبان میں معنی کو سامنے رکھا ہے اور سحر عربی میں ہر اس بے پردہ چیز پر بولتے ہیں جو لطیف ہو اور اس کا سبب مخفی ہو۔ چنانچہ انھوں نے نئی نئی ایجادات اور ہاتھ کی صفائی سے برآمد ہونے والے امور کو بھی جادو میں شامل کر دیا ہے، اور اسی طرح چغل خوری کر کے کام نکالنے کو بھی انھوں نے جادو قرار دیا ہے کیونکہ ان سب کے اسباب مخفی ہوتے ہیں، اور ان سب چیزوں کا ہماری بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہماری گفتگو کا دارومدار صرف حقیقی جادو پر ہے، جس میں جادوگر جنات اور شیاطین کا سہارا لیتا ہے۔

پھر ایک اور حقیقت کا بیان بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ رازیؒ اور راغبؒ نے ستاروں کے ذریعے جادو کا عمل کرنے کا ذکر کیا ہے، جبکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ستارے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں اور اللہ ہی کے احکامات کے پابند ہیں اور نہ ان کی کوئی روحانیت ہے اور نہ تاثیر ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کئی جادوگر ستاروں کے نام لے کر ان سے مخاطب ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس کے بعد ان کا جادو مکمل ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیز جادو کی تاثیر کی وجہ سے نہیں شیطانوں کی تاثیر کی وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ خود شیطانوں نے جادوگروں کو یہ تعلیمات دے رکھی ہوتی ہیں کہ وہ ستاروں کو پکارا کریں، چنانچہ وہ جب ایسا کرتے ہیں تو خود شیطان جادو کے سلسلے میں ان سے تعاون کرتے ہیں، لیکن اس کا پتہ جادوگروں کو نہیں لگنے دیتے، جیسا کہ کافر پتھر سے بنے ہوئے بتوں کو جب پکارتے تھے تو شیطان بتوں کے اندر سے ان کو جواب دیتے تھے، اور کافروں کو یقین ہو جاتا تھا کہ یہی بت ان کے معبود ہیں، حالانکہ حقیقت میں ایسا نہ تھا، یہ تو صرف شیطانوں کی طرف سے ان کافروں کو گمراہ کرنے کا ایک طریقہ تھا۔

(بحوالہ الصارم البتار فی التصدی للسحرۃ الاشرار)

شریعت اسلامیہ میں جادو کا حکم

جادو سیکھنے کا شرعی حکم
جادوگر کے متعلق شرعی فیصلہ
اہل کتاب کے جادوگر کے متعلق شرعی حکم
کیا جادوگر کو جادو سے توڑا جا سکتا ہے؟
جادو' کرامت اور معجزے میں فرق

شریعت میں جادوگر کے متعلق فیصلہ

۱۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں:

''جادوگر جو جادو کا عمل کرتا ہو اور کسی نے اس پر جادو کا عمل نہ کیا ہو' اس کی مثال اس شخص کی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ.

''سو میری رائے یہ ہے کہ وہ جب جادو کا عمل کرے تو اسے قتل کر دیا جائے'' (۵۸)

۲۔ امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

''جادوگر کی حد قتل ہے' اور یہ حضرت عمرؓ' عثمانؓ' ابن عمرؓ' حفصہؓ' جندب بن عبداللہ' جندب بن کعب' قیس بن سعد' عمر بن عبداللہ رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا ہے''

۳۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

''مسلم جادوگر اور ذمی جادوگر کے متعلق فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے' چنانچہ امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ مسلم جادوگر جب از خود ایسے کلام سے جادو کرے' جس میں کفر پایا جاتا ہو اسے توبہ کا موقع دیے بغیر قتل کر دیا جائے اور اس

کی توبہ قبول نہ کی جائے' کیونکہ جادو کا عمل ایسا ہے جسے وہ خفیہ طور پر سرانجام دیتا ہے' جیسا کہ زندیق اور زانی اپنا کام خفیہ طور پر کرتے ہیں' اور اس لیے بھی کہ اللہ نے جادو کو کفر کیا ہے وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ اور یہی مذہب امام احمد بن حنبل' ابو ثور' اسحاق اور امام شافعی (۵۹) اور امام ابو حنیفہ کا ہے'' (۶۰)

۴۔ امام ابن منذرؒ فرماتے ہیں:

''کوئی شخص جب اس بات کا اعتراف کر لے کہ اس نے ایسے کلام کے ساتھ جادو کیا ہے جس میں کفر پایا جاتا ہے اور وہ اس سے توبہ نہیں کرتا تو اسے قتل کر دینا واجب ہوگا اور اسی طرح اگر دلیل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے واقعتا کفریہ کلام کے ساتھ جادو کا عمل کیا ہے تو اسے قتل کر دینا ضروری ہوگا۔

اور اگر اس نے ایسے کلام کے ساتھ جادو کیا ہو جس میں کفر نہیں پایا جاتا تو اسے قتل کرنا جائز نہیں ہوگا' ہاں اگر جادوگر نے جادو کا عمل کر کے جان بوجھ کر دوسرے شخص کو ایسا نقصان پہنچایا جس سے قصاص واجب ہو جاتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر اس نقصان سے قصاص لازم نہیں آتا تو اس سے دیت وصول کی جائے گی'' (۶۱)

۵۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ..... سے ان علماء نے دلیل لی ہے جو جادوگر کو کافر کہتے ہیں' اور وہ ہیں امام احمد بن حنبل اور سلف صالحین کا ایک گروہ جبکہ امام شافعی اور امام احمد (دوسری روایت کے مطابق) کہتے ہیں کہ جادوگر کافر تو نہیں ہوتا البتہ واجب القتل ہوتا ہے۔ بجالة بن عبدة سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے اپنے عاملین کو خط لکھا تھا کہ ہر جادوگر مرد و عورت کو قتل کر دو' چنانچہ ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا' یہ اثر صحیح بخاری میں مروی ہے (۶۲) اور اسی طرح حضرت حفصہ ام المومنین کے متعلق بھی یہ مروی ہے کہ ایک لونڈی نے ان پر جادو کر دیا تو انھوں نے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا اور امام احمد کہتے ہیں کہ جادوگر کو قتل کر دینا تین صحابہ کرامؓ سے صحیح ثابت ہے'' (۶۳)

۶۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:

''امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ جادوگر کا حکم زندیق کے حکم جیسا ہے' لہٰذا اگر اس کا جادو کرنا ثابت ہو جائے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اسے قتل کر دیا جائے گا' اور یہی مذہب امام احمدؒ کا بھی ہے' جبکہ امام شافعیؒ کہتے ہیں: صرف ثبوت

سے اسے قتل نہیں کیا جائے گا، ہاں اگر وہ اعتراف کر لے کہ اس نے جادو کر کے کسی کو قتل کیا ہے، اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔" (۶۴)

خلاصہ کلام

مندرجہ بالا اقوال علماء وائمہ سے معلوم ہوا کہ اکثر علماء جادوگر کو قتل کر دینے کا حکم دیتے ہیں جبکہ امام شافعیؒ صرف اس شکل میں اس کے قتل کے قائل ہیں جب وہ جادوگر کے کسی عزیز کو قتل کر دے، تو اس کو بھی قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔

اہل کتاب کے جادوگر کا حکم

امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ ساحر اہل کتاب بھی واجب القتل ہے، کیونکہ ایک تو اس سلسلے میں وارد احادیث تمام جادوگروں کو شامل ہیں جن میں اہل کتاب کے جادوگر بھی آ جاتے ہیں اور دوسرا اس لیے کہ جادو ایک ایسا جرم ہے جس سے قتل مسلم لازم آتا ہے اور جس طرح قتل مسلم کے بدلے میں ذمی کو قتل کر دیا جاتا ہے، اسی طرح جادو کے بدلے میں بھی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (۶۵)

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ ساحر اہل کتاب واجب القتل نہیں ہے، الا یہ کہ وہ جادو کے عمل سے کسی کو قتل کر دے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ (۶۶)

امام شافعیؒ کا مسلک بھی وہی ہے جو امام مالکؒ کا ہے۔ (۶۷)

امام ابن قدامہؒ نے بھی امام مالکؒ و امام شافعیؒ کے مذہب کی تائید کی ہے، نیز کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے لبید بن اعصم کو قتل نہیں کیا تھا حالانکہ اس نے آپؐ پر جادو کیا تھا، سو ساحر اہل کتاب واجب القتل نہیں، لیکن اگر جادو کے عمل سے کوئی آدمی قتل ہو جاتا ہے تو اسے قصاص کے طور پر قتل کر دیا جائے گا اور اس بات کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اہل کتاب کو شرک کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا حالانکہ شرک جادو سے بڑا جرم ہے تو جادو کے جرم پر بھی ساحر اہل کتاب واجب القتل نہیں ہو گا۔ (۶۸)

کیا جادو کا علاج جادو سے کیا جا سکتا ہے؟

۱۔ امام ابن قدامہؒ کہتے ہیں:

> "جادو کا توڑ اگر قرآن سے کیا جائے یا ذکر اذکار سے یا ایسے کلام سے کیا جائے جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر جادو کا علاج جادو سے کیا جائے تو اس بارے میں احمد بن حنبلؒ نے توقف کیا ہے۔" (۶۹)

۲۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:

> "رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان: **اَلنُّشْرَۃ من عمَل الشیطان**۔ (۷۰)
> "جادو کا توڑ شیطانی عمل ہے"...... اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جادو کا

علاج اگر خیر کی نیت سے ہو تو درست ہوگا ورنہ درست نہیں ہوگا۔''

ہم سمجھتے ہیں کہ جادو کے علاج کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ جائز علاج جو کہ قرآن مجید اور مسنون اذکار اور دعاؤں سے ہوتا ہے۔

۲۔ ناجائز علاج جو کہ شیطانوں کا تقرب حاصل کر کے اور انھیں مدد کے لیے پکار کر کے جادو ہی کے ذریعے ہوتا ہے' اور یہی علاج آپ ﷺ کی مذکورہ حدیث سے مراد ہے' اور ایسا علاج کس طرح سے درست ہو سکتا ہے جبکہ آپ ﷺ نے جادوگروں کے پاس جانے سے روکا ہے اور ان کی باتوں کی تصدیق کرنے کو کفر قرار دیا ہے!!

امام ابن قیم نے بھی جادو کے علاج کی یہی دو قسمیں ذکر کی ہیں اور ان میں سے پہلی کو جائز اور دوسری کو ناجائز قرار دیا ہے۔

کیا جادو کا علم سیکھنا درست ہے؟

۱۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جادو کا علم سیکھنا کفر ہے۔'' (۷۱)

۲۔ ابن قدامہؒ کا کہنا ہے کہ:

''جادو سیکھنا اور سکھانا حرام ہے' اور اس میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے' سواے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے خواہ وہ اس کی تحریم کا عقیدہ رکھے یا اباحت کا۔'' (۷۲)

۳۔ ابو عبداللہ رازیؒ کہتے ہیں:

''جادو کا علم برا ہے نہ ممنوع ہے' اور اس پر محقق علماء کا اتفاق ہے' کیونکہ ایک تو علم بذات خود معزز ہے' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (کہہ دیجئے: کیا عالم اور جاہل برابر ہوتے ہیں؟) اور دوسرا اس لیے کہ اگر جادو کا علم حاصل کرنا درست نہ ہوتا تو اس میں اور معجزہ میں فرق کرنا ناممکن ہوتا' سو ان دونوں میں فرق کرنے کے لیے جادو کا علم سیکھنا واجب ہے' اور جو چیز واجب ہوتی ہے وہ حرام اور بری کیسے ہو سکتی ہے؟ (۷۳)

۴۔ حافظ ابن کثیرؒ امام رازی کے مسلک مذکور کی تردید میں لکھتے ہیں:

''رازی کا کلام درج ذیل کئی اعتبارات سے قابل مواخذہ ہے:

۱۔ ان کا یہ کہنا کہ جادو کا علم حاصل کرنا برا نہیں' تو اس سے ان کی مراد اگر یہ ہے کہ

جادو کا علم حاصل کرنا عقلاً برا نہیں' تو ان کے مخالف معتزلہ اس بات سے انکار کرتے ہیں' اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ جادو سیکھنا شرعاً برا نہیں' تو اس آیت وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيَاطِيْنُ...... میں جادو سیکھنے کو برا قرار دیا گیا ہے' نیز صحیح مسلم میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان یوں مروی ہے:

''جو بھی کسی جادوگر یا نجومی کے پاس آیا' اس نے شریعت محمدیہ سے کفر کیا'' اور سنن اربعہ میں آپ ﷺ کا دوسرا فرمان یوں آتا ہے۔

''جس نے گرہ باندھی اور پھر اس میں جھاڑ پھونک کی تو گویا اس نے جادو کیا''

۲۔ ان کا یہ کہنا کہ جادو سیکھنا ممنوع بھی نہیں اور اس پر محقق علماء کا اتفاق ہے تو مذکورہ آیت اور حدیث کی موجودگی میں یہ ممنوع کیسے نہیں ہوگا؟ اور محقق علماء کا اتفاق تو تب ہو جب اس سلسلے میں ان کی عبارات موجود ہوں' کہاں ہیں وہ عبارات؟

۳۔ آیت قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ میں جادو کے علم کو داخل کرنا بھی درست نہیں ہے' کیونکہ اس میں صرف علم شرعی رکھنے والے علماء کی تعریف کی گئی ہے۔

۴۔ یہ کہنا کہ ''جادو اور معجزہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے علم جادو حاصل کرنا واجب ہے' کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ صحابہ کرامؓ تابعین اور ائمہ کرام جادو کا علم نہ رکھنے کے باوجود معجزات کو جانتے تھے اور ان میں اور جادو میں فرق کر لیتے تھے۔'' (۷۴)

۵۔ ابوحیان البحر المحیط میں کہتے ہیں:

''جادو کا علم اگر ایسا ہو کہ اس میں ستارے اور شیاطین جیسے غیر اللہ کی تعظیم ہو اور ان کی طرف ایسے کام منسوب کیے جائیں جنھیں صرف اللہ ہی کر سکتا ہے' تو ایسا علم حاصل کرنا بالاجماع کفر ہے' اور اسی طرح اگر اس علم کے ذریعے قتل کرنا اور خاوند بیوی اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنا مقصود ہو تو تب بھی اسے حاصل کرنا قطعاً درست نہیں ہوگا' اور اگر جادو کا علم وہم' فریب اور شعبدہ بازی کی قسم سے ہو تو بھی اسے نہیں سیکھنا چاہیے کیونکہ یہ باطل کا ایک حصہ ہے اور اس کے ذریعے کھیل تماشہ اور لوگوں کا دل بہلانا مقصود ہو تو تب بھی اسے سیکھنا مکروہ ہے'' (۷۵)

جادو' کرامت اور معجزہ میں فرق

امام المازریؒ اس فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جادو کرنے کے لیے جادوگر کو چند اقوال و افعال سرانجام دینا پڑتے ہیں' جبکہ کرامت میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ اتفاقاً واقع ہو جاتی ہے اور رہا معجزہ

تو اس میں باقاعدہ چیلنج ہوتا ہے جو کہ کرامت میں نہیں ہوتا۔" (۷۶)

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:

> "امام الحرمین نے اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ جادو فاسق و فاجر آدمی کرتا ہے اور کرامت فاسق سے ظاہر نہیں ہوتی، سو جس آدمی سے کوئی خلاف عادت کام واقع ہو اس کی حالت کو دیکھنا چاہیے، اگر وہ دین کا پابند اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے والا ہو تو اس کے ہاتھوں خلاف عادت واقع ہونے والا کام کرامت سمجھنا چاہیے اور اگر وہ ایسا نہیں ہے تو اسے جادو تصور کرنا چاہیے کیونکہ وہ یقیناً شیطانوں کی مدد سے وقوع پذیر ہوا ہے۔" (۷۷)

تنبیہ

بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی جادوگر نہیں ہوتا اور نہ اسے جادو کے متعلق کچھ معلوم ہوتا ہے، اور وہ بعض کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بھی کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے ہاتھوں بھی کئی خلاف عادت کام ہو جاتے ہیں، اور ایسا شخص یا تو اہل بدعت میں سے ہوتا ہے یا قبروں کے پجاریوں میں سے، سو اس کے بارے میں بھی یہی کہا جائے گا کہ شیطانوں نے اس کی مدد کی ہے تاکہ لوگ اس کی بدعات کی پیروی کریں اور سنت نبویہ کو چھوڑ دیں، اور یہ بات خاص طور پر صوفیا میں پائی جاتی ہے۔

(بحوالہ الصارم البتار فی التصدی للسحرۃ الاشرار)

جادو تحقیق میں مزید کمالات

فرمانِ نبویؐ

☆ عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جو جادو کرے یا کسی پر کروائے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا''

(بزار بہ اسناد جید)

☆ مستدرک حاکم اور مسلم شریف میں پیغمبر اسلامؐ کا فرمان ہے کہ:

''جو شخص کسی نجومی یا کاہن یعنی غیب کی باتوں کا دعویدار اور فال نکالنے والے کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا اور اس کو سچا جانا تو اس نے شریعت اسلامیہ کا انکار کیا نیز اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہ ہوگی''

جادو کا علم

تخلیق کائنات سے ہی حق و باطل کی معرکہ آرائی رہی ہے۔ ابلیس اور اس کی ذریت، آدم و بنی آدم کو بہکانے پھسلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے روئے زمین پر قدم رکھنے کے بعد بمجوائے آیات قرآنی:

فاما یاتیکم منی ھدی فمن اتبع ھدایٰ فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون O

''تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے گی پس جو اس کی پیروی کرے گا نہ اسے کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوگا۔'' کا حکم ہوا۔

جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں پہ وحی کے نزول کا نورانی سلسلہ شروع کیا تو شیاطین نے بھی انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے انھیں ایسے ظلماتی کلمات سکھانا شروع کیے جو ان کے لیے شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ انھیں کا نام جادو یا عرف عام میں کالا علم ہے۔

اس کلام کو شیاطین نے بہت پرکشش بنا کر پیش کیا اور انسانوں کی کل مشکلات کا حل اور مرادوں کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا۔ اس طرح انسان نہ صرف اس کے قائل ہو گئے بلکہ اس کی عقیدت ان

کے ذہنوں میں راسخ ہوگئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو جو واضح معجزات عطا فرمائے تاکہ لوگ ان کی دعوت اور وحی الٰہی پر ایمان لائیں۔ انھیں بھی ان لوگوں نے جادو قرار دینا شروع کر دیا۔ جب لوگ وحی الٰہی کی پیروی کرنے کے بجائے اپنی سفلی اور دنیاوی خواہشات کی تکمیل کے لیے جادو جیسے ایمان سوز علم کے پیچھے پڑے رہے تو ان کی اس روش کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں ہاروت و ماروت کو معلمین جادو بنا کر بھیج دیا۔ جو اول تو انھیں اس ایمان فروش علم سے روکتے مگر بعد ازاں ان کے اصرار پر انھیں جادو سکھا دیتے تھے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولما جاء هم رسول من عند الله مصدق لما معهم نبذ فريق من الذين اوتوا الكتب كتب الله وراء ظهورهم كانهم لا يعلمونO واتبعوا ماتتلوا الشيطين علي ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشيطين كفروا يعلمون الناس السحر، وما انزل على الملكين ببابل هاروت و ماروت، وما يعلمن من احد حتي يقولا انما نحن فتنه فلا تكفر، فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء و زوجه، وماهم بضارين به من احد الا باذن الله، و يتعلمون ما يضرهم وما ينفعهم، ولقد علموا لمن اشتريه ماله في الاخره من خلاق، ولبئس ما شروا به انفسهم، لو كانوا يعلمونO (البقرہ: ١٠١_١٠٢)

''اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی رسول اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتا ہوا آیا جو ان کے ہاں پہلے سے موجود تھی، تو ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو اس طرح پس پشت ڈال دیا کہ گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمانؑ نے تو کبھی کفر نہیں کیا بلکہ کفر تو وہ شیاطین کرتے تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑ گئے ان (کلمات جادو) کے جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کیے گئے تھے۔ حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو (جادو) کی تعلیم دیتے تو پہلے صاف طور پر خبردار کر دیا کرتے کہ ''دیکھو! ہم محض ایک آزمائش ہیں۔ پس تم (جادو سیکھ کر) کفر میں مبتلا نہ ہو۔'' پھر بھی لوگ ان (فرشتوں) سے وہ چیز (یعنی جادو) سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں اور (یاد رکھو کہ) وہ اللہ کے حکم کے بغیر (اس جادو سے) کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اور وہ کچھ ایسے (منتر) سیکھتے تھے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے تھے اور فائدہ کچھ نہ دیتے تھے۔ اور وہ (لوگ) جانتے (بھی) تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (نقش و تعویذ، دھاگے، چھلے اور منتر، نذرانے وغیرہ دے کر) خریدے گا۔ اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔''

سورۃ البقرہ کی مذکورہ بالا آیات میں ان اہل کتاب کا ذکر ہے جنھوں نے نہ صرف اپنی آسمان

کتابوں میں تحریف کر دی اور ان کے احکامات کو نظر انداز کر دیا بلکہ جب اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ اور آخری کامل کتاب ہدایت قرآن مجید آ پہنچی تو انھوں نے جانتے ہوئے ماننے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ سابق آسمانی کتابوں میں ان (نبی آخر الزمان) کا تعارف بھی پڑھ چکے تھے۔ نیز یہ پیغمبر (حضرت محمد رسول اللہ) ان کی آسمانی کتابوں (زبور، تورات اور انجیل) کی تصدیق بھی کرتے تھے۔ مگر انھوں نے (دیگر انبیاء کرام کی طرح) نبی آخر الزمان کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ اور (دیگر صحائف ربانی کے ساتھ ساتھ) اس صحف رب (قرآن مجید) کو لاپروائی سے پس پشت ڈال دیا۔ گویا خدائی کتابوں کو بھی جانتے ہی نہ تھے بلکہ اپنی نفسانی خواہشوں کو سامنے رکھ کر جادو کے پیچھے پڑ گئے۔

آج ہمارا حال بھی یہ ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات اور آیات کو چھوڑ کر تعویذ گنڈوں ار جادو ٹونے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب اہل کتاب پر اخلاقی اور مادی زوال کا دور آیا اور غلامی، جہالت، افلاس اور ذلت و پستی نے ان کے اندر کوئی بلندی حوصلگی اور راولوالعزمی باقی نہ چھوڑی، تو ان کی توجہ جادو ٹونے طلسمات و عملیات اور تعویذ گنڈوں کی طرف مبذول ہونے لگی وہ ایسی تدبیریں ڈھونڈنے لگے، جن سے کسی محنت و مشقت کے بغیر محض پھونکوں اور منتروں کے زور پر سارے کام بن جایا کریں۔ اس موقع پر شیاطین نے ان کو بہکانا شروع کیا کہ سلیمانؑ کی عظیم الشان سلطنت اور ان کی حیرت انگیز طاقتیں تو سب کچھ چند نقوش اور منتروں کا نتیجہ تھیں اور وہ ہم تمھیں بتا اور سکھا دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ ان شیطانی چیزوں پر ٹوٹ پڑے اور پھر نہ کتاب اللہ سے ان کو کوئی دلچسپی رہی اور نہ کسی داعی حق کی آواز انھوں نے سنی۔

چنانچہ دور جاہلیت کی جن جاہلانہ باتوں سے ہمیشہ لوگ بہت زیادہ متاثر رہے ہیں۔ ان میں ''جادو'' بھی ہے جس کے قائل وہ اپنی کم علمی اور جہالت کے علاوہ اس بنیاد پر بھی رہے ہیں کہ اس باطل اور حرام علم کو انھوں نے اللہ کے پاک اور سچے نبی حضرت سلیمانؑ کی طرف منسوب کر دیا جبکہ دین اسلام کی سچی کتاب ''قرآن مجید نے اس کی دو ٹوک نفی یوں فرما دی **وما کفر سلیمن ولکن الشیطین کفروا**...... ''سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا'' جنھوں نے انسانوں کو جادو سکھایا۔

یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وسیع تر حکومت جو خشکیوں، سمندروں، ہواؤں، پرندوں، جانوروں، جنوں اور انسانوں پر حاوی تھی اور جسے اللہ کے نبی حضرت سلیمانؑ نے اللہ تعالیٰ سے یوں مانگ کر لیا تھا:

> رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ...... (ص ۳۵)
>
> ''میرے رب مجھے بخش دے اور ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو۔ بے شک تو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔''

اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شروع کر دیا کہ یہ وسیع تر حکومت جادو کے زور پر تھی۔ نیز طرح طرح کی جھوٹی کہانیاں بیان کیں مثلاً یہ کہ حضرت سلیمان کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس کے بل بوتے

پر آپؑ حکومت کرتے تھے۔ جب آپؑ بیت الخلاء میں جاتے تو وہ انگوٹھی اپنی بیوی کو دے جاتے۔ ایک دن جب آپؑ بیت الخلاء میں گئے ہوئے تھے‘ تو ایک شیطان جن آپؑ کی صورت میں آپ کی بیوی کے پاس آیا اور انگوٹھی طلب کی‘ جو دے دی گئی۔ اس نے پہن لی اور تخت سلیمانؑ پر بیٹھ گیا۔ تمام جنات وغیرہ حاضر خدمت ہو گئے۔ اسی دوران جب سلیمانؑ رفع حاجت سے واپس آئے اور انگوٹھی طلب کی تو جواب ملا کہ تم جھوٹے ہو۔ انگوٹھی تو سلیمانؑ لے گئے۔ اس طرح اس شیطان جن نے حکومت کرنی شروع کر دی۔

اب اس شیطان سے بہت سی غیر معروف باتیں سرزد ہونے لگیں مثلاً خلاف شرع حکم جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس زمانے میں ایک صاحب تھے۔ جو ایسے ہی تھے جیسے حضورؐ کے زمانہ میں حضرت عمر فاروقؓ۔ انھوں نے کہا بھائی! آزمائش کرنی چاہیے۔ مجھے تو یہ شخص سلیمانؑ نہیں معلوم ہوتا۔ چنانچہ ایک روز ان صاحب نے سوال کیا۔ کیوں جناب! اگر کوئی شخص رات کو جنبی (ناپاک) ہو جائے اور سردی کی وجہ سے سورج طلوع ہونے تک غسل نہ کرے تو کوئی حرج تو نہیں؟ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں شرعی حکم کی اس تبدیلی کو دیکھ کر علماء کو شک ہوا کہ یہ سلیمان نہیں۔ ورنہ ایسا خلاف شرع حکم نہ دیتا۔

نیز علماء نے جب حضرت سلیمانؑ کی بیویوں سے اس حکمران جن کے بارے میں تفتیش کی تو انھوں نے کہا کہ ہمیں بھی شک ہے اور اس کے سلیمان ہونے سے انکار ہے کیونکہ یہ حالت حیض میں ہمارے پاس آتا ہے۔ چنانچہ یہ تخت سلیمانی کے اردگرد بیٹھ گئے اور تورات کھول کر اس کی تلاوت شروع کر دی یہ خبیث شیطان کلام خدا سن کر بھاگا اور انگوٹھی سمندر میں پھینک دی جسے ایک مچھلی نگل گئی۔ ادھر اس حکمران کا یہ حال تھا ادھر حضرت سلیمانؑ یونہی اپنے دن گزار رہے تھے کہ ایک مرتبہ چلتے چلتے سمندر کے کنارے نکل گئے۔ بھوک بہت لگی ہوئی تھی ماہی گیروں کو مچھلیاں پکڑتے ہوئے دیکھ کر ان سے ایک مچھلی مانگی اور اپنا نام بھی بتایا اس پر بعض لوگوں کو بڑا طیش آیا کہ دیکھو بھیک منگا اپنے آپ کو حضرت سلیمانؑ بتاتا ہے انھوں نے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ آپ زخمی ہو گئے‘ بعض ماہی گیروں کو رحم آ گیا چنانچہ انھوں نے آپ کو دو مچھلیاں دیں کہ بھوکا ہے بھون کر کھا لے گا۔ آپ نے جلدی سے ایک مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو قدرت خدا سے وہ انگوٹھی نکل آئی تو آپ نے وہ انگوٹھی پہن لی... اسی وقت پرندوں نے آ کر سایہ کر لیا لوگوں نے آپ کو پہچان لیا اور آپ پھر تخت و تاج کے مالک ہو گئے ... اس جھوٹے شیطان جن کی چند روزہ حکمرانی کے ایام میں (جو سلیمان بنا ہوا تھا) دیگر شیطانوں نے بھی جادو‘ نجوم‘ کہانت‘ شعر و شاعری اور غیب کی من گھڑت خبروں کی کتابیں لکھ لکھ کر حضرت سلیمانؑ کے شاہی تخت تلے دفن کرنا شروع کر دیں جب آپؑ نے عمر طبعی کو پہنچ کر رحلت فرمائی تو شیاطین نے ان انسانوں سے کہنا شروع کر دیا جن کے وہ ''موکل'' بنے ہوئے تھے کہ وہ کتابیں جن کے ذریعے سلیمانؑ ہواؤں اور جنات پر حکمرانی کرتے تھے‘ ان کی شاہی کرسی تلے دفن ہیں۔ لوگوں نے کھودا تو وہ کتابیں برآمد ہوئیں اور ان کا چرچا ہو گیا اور ہر شخص کی زبان پر چڑھ گیا کہ حضرت سلیمانؑ کی حکومت کا یہی راز تھا ... بلکہ لوگ ان کی نبوت سے انکاری اور جادوگر ہونے کے قائل ہو گئے..... حالانکہ حضرت سلیمانؑ سے متعلق یہ پورا افسانہ از سرتاپا خرافات پر مشتمل ہے۔ جنھیں نو

مسلم اہل کتاب نے "تلمود" اور دوسری اسرائیلی روایات سے اخذ کر کے مسلمانوں میں پھیلا دیا۔ ظاہر ہے کہ انگشتری سلیمانؑ کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی حضرت سلیمانؑ کے کمالات انگوٹھی کے کرشمے تھے...... نہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو یہ قدرت دی ہے کہ انبیاء کرام کی شکل بنا کر آئیں اور خلق خدا کو گمراہ کریں یہاں تک کہ حرم سلیمانی کی خواتین کی عصمت تک محفوظ نہ رہے۔

یوں بھی یہ بات عقل سلیم کے قرین قیاس نہیں کہ اللہ کے نبیؑ کی حکومت محض ایک انگوٹھی اتر جانے سے چھن جائے۔ ذرا سوچیے! کہ اتنی بودی اور عارضی حکومت تو کسی دنیاوی حکمران کی بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ ارشاد ربانی میں (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) یوں اعلان ہوا کہ "جادوگری کا یہ کفر تو شیطانوں کا پھیلایا ہوا ہے۔ حضرت سلیمانؑ اس سے بری الذمہ ہیں۔" (بحوالہ جادو اور کہانت)

جادو کی تعریف

آغاز میں بیان کی گئی سورۂ بقرہ کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے "سحر" کو بیان کیا ہے جس کو ہم اپنی زبان میں "جادو" کہتے ہیں۔ "سحر" کا مادہ "س ح ر" ہے اور عربی لغت میں امر مخفی اور پوشیدہ چیز کو "سحر" کہا جاتا ہے۔ صبح کو "سحری" اس لیے کہتے ہیں کہ اس وقت قدرے تاریکی ہوتی ہے اور سفیدی پوری طرح نمودار نہیں ہوتی۔

گویا جادو اس عمل کو کہتے ہیں جس کے اسباب اور وجوہات چھپی ہوئی اور انتہائی لطیف ہوں کہ ظاہر دکھائی نہ دیں۔ ابن قدامہ اپنی کتاب "الکافی" میں فرماتے ہیں:

> "السحر" (یعنی جادو) ان تعویذ گنڈوں اور دھاگوں کی گرہوں کو کہتے ہیں جو انسان کے بدن خصوصاً دل پر اثر کرتے ہیں اور جن کی وجہ سے انسان بیمار بھی ہو سکتا ہے اور بعض اوقات میاں بیوی میں پھوٹ پڑ جاتی ہے" (اللہ تعالیٰ نے بھی مذکورہ بالا آیات میں جادو سیکھنے اور جادو کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے) یہ لوگ ان دونوں فرشتوں سے جو آزمائش کے لیے جادو سکھاتے تھے' وہ چیز سیکھتے تھے' جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔"

(اس طرح قرآن مجید نے ایسے پیروں' فقیروں' جادوگروں' صوفیوں' عاملوں اور تعویذ گنڈے کرنے والوں کا ذکر کیا ہے جن کے عملیات' نقوش اور تعویذات پر لوگ ٹوٹے پڑتے تھے جو لوگوں کو عموماً ایسی باتیں سکھاتے یا ایسے ٹونے ٹوٹکے فراہم کرتے تھے جن سے وہ شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ گویا ب سے زیادہ جس چیز کی مانگ تھی وہ یہ ہے کہ ایسا عمل یا تعویذ مل جائے جس کے ذریعے شوہر کو بیوی سے الگ کیا جا سکے۔ چنانچہ آج ہمارا مشاہدہ ہے کہ جادوگروں' جوتشیوں' رملیوں' نجومیوں' جوگیوں' باوا لوگوں' سادھوؤں' ویدوں' فٹ پاتھیے پروفیسروں اور دم کرنے والے صوفیوں کے پاس اکثر ان عورتوں کا ہجوم رہتا ہے جو ساس' بہو' نند' بھاوج اور میاں بیوی کو زیر و زبر کرنے کے لیے نقش' دھاگے اور تعویذ حاصل کرتی پھرتی ہیں۔

جادو کی اصطلاحی تعریف مختلف علماء نے اپنے اپنے علم' اجتہاد اور تجربے کی بنیاد پر بیان کی ہے۔ مثلاً بعض نے کہا:

> ''وہ امر عجیب اور اثر عجیب جس کے واقع ہونے کے اسباب آنکھ سے اوجھل اور پوشیدہ رہتے ہیں' نظر نہیں آتے بلکہ بعض اوقات محسوس نہیں کیے جاتے۔''

امام رازی جن کا انتقال ۶۰۴ء میں ہوا وہ جادو کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

> ''ہر وہ چیز جو عام نگاہوں میں حیرتناک اور تعجب خیز ہو جادو ہے یا جادو کی اقسام میں سے کوئی ایک چیز ہے۔''

وہ علوم جن کے بارے میں لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید وہ آج وجود میں آئے ہیں مثلاً مسمریزم اور ہپناٹزم۔ ان علوم کے بارے میں امام رازی نے اس دور میں لکھا کہ اس قسم کے علوم اور فریب نظر' نظر بندی' شعبدہ بازی وغیرہ سارے جادو کی اقسام میں سے ہے۔

بعض علماء نے جادو کی تعریف یوں کی ہے:

> ''ہر وہ چیز جس کا مادہ دقیق اور نفیس ہو وہ جادو ہے''

اسی طریق سے بے حقیقت خیالات جیسے تاثیر کواکب (ستاروں کا اثر) یعنی ستاروں کی منزلیں اور ان کا آنا جانا جسے علم نجوم کہا جاتا ہے جادو ہی کی ایک قسم ہے۔ نیز وہ اسباب خفیہ اور اشیائے خفیہ جن کو استعمال کر کے عجیب و غریب قسم کا تصرف کیا جاتا اور کام لیا جاتا ہے۔ اس کو بھی جادو ہی کہتے ہیں۔ ان میں وہ جنات اور شیاطین شامل ہیں' جن کو جادوگر اپنے جادو کے لیے استعمال کرتا ہے اور انھیں اپنے موکل کہتا ہے۔

بعض نے کہا کہ جھاڑ پھونک' تعویذ گنڈے' اور ٹونے ٹوٹکے بھی جادو ہی میں شامل ہیں۔

جادو کا اثر

آغاز میں بیان کردہ سورۂ بقرہ کی آیات میں ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے کہ ''یاد رکھو! وہ اذن الٰہی کے بغیر (اس جادو سے) کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔''

چنانچہ بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ اوّل' آخر' ظاہر' باطن جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کے حکم یا اذن سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات اللہ کی طرف سے آزمائش مقصود ہوتی ہے تو مسحور شخص پر بعض چیزوں کا اثر پڑتا ہے اور اس شخص کا دل و دماغ اور جسم ان کے اثرات کو قبول کرتا ہے۔ لیکن بعض اوقات زمانے کا سب سے بڑا جادوگر بلکہ تمام جادوگر مل کر جادو کرتے ہیں پھر بھی کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن اگر اذن الٰہی اور مصلحت خداوندی ہو جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا تو جادو کا اثر ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ شخص فاسق و فاجر ہو یا صالح و متقی۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اولیاء و انبیاء پر بھی جادو کا اثر ہوتا ہے اور یہ اثر اسی طرح ہو سکتا ہے جیسے دیگر بشری کمزوریوں مثلاً بیماری وغیرہ کے اثرات کو ان کے اجسام قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ الفلق "قل اعوذ برب الفلقo من شر ما خلق o ومن شر غاسق اذا وقبo ومن شر

"النفثت فی العقدہ" میں نبی اکرمؐ پر جادو کیے جانے اور اس کے توڑ کا ذکر موجود ہے۔ نیز صحیح حدیث میں حضرت عائشہ نے واقعہ بیان کیا ہے کہ لبید بن اعصم یہودی کی بیٹیوں نے حضورؐ کی خدمت میں آنے والے ایک لڑکے کے ذریعے آپ ﷺ کی کنگھی اور اس میں اٹکے ہوئے بال حاصل کیے اور کنگھی کے دندانوں میں گرہیں لگائیں۔ پھر اسے نر کھجور کے درخت کی چھال میں رکھ کر بنی رزیق کے کنوئیں ذروان میں پتھر کی چٹان تلے رکھ دیا۔ چنانچہ حضورؐ کچھ دن بیمار رہے۔ جس کے دوران ہوا یہ کہ حضور کو یہ خیال ہوتا کہ ازواج کے پاس ہو آیا ہوں۔ حالانکہ ایسا نہ ہوتا (حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ یہی جادو کا بڑے سے بڑا اثر ہوتا ہے کہ وہ قوت تخیل کو متاثر کر دیتا ہے) پھر جبرئیل حاضر ہوئے اور آ کر بتایا کہ فلاں کنوئیں میں گرہیں دے کر کنگھی دبائی ہے۔ حضورؐ نے حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھیج کر چیزیں نکلوائیں۔ ان میں ایک تانت تھی جس میں بارہ گرہیں تھیں۔ ہر گرہ پر ایک سوئی چبھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اتاریں۔ حضورؐ آیات پڑھتے جاتے تھے اور گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

جادو کی حقیقت

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جادو حقیقت میں ہوتا ہے یا محض اس کا تخیل ہوتا ہے؟ امام ابن حجر نے بخاری شریف کی مشہور شرح "فتح الباری" میں لکھا ہے کہ جادو کی حقیقت کے بارے میں اختلاف ہے۔ جن لوگوں نے اسے محض خیال اور احساس قرار دیا ہے ان میں ابو جعفر الشافعی' ابوبکر الجصاص الحنفی اور امام ابن حزم شامل ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے ارشاد فرمایا:

"جادو حقیقت میں کچھ نہیں ہے بلکہ یہ احساس اور فریب نظر ہے"

لیکن امام ابو العز الحنفی صاحب "التھاویہ" جن کا انتقال ۷۹۲ ہجری میں ہوا۔ انھوں نے عقائد کے متعلق اپنی اس مشہور کتاب میں لکھا ہے۔ "جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جادو حقیقت میں اثر انداز ہوتا ہے اور جس شخص پہ جادو کیا جائے وہ بیمار بھی پڑ سکتا ہے۔ بعض شوافع نے بھی نظر بندی یا فریب نظر کہا ہے۔ لیکن امام نووی الشافعی نے کہا ہے کہ سحر حقیقت میں ہوتا ہے۔ امام القرطبی نے فرمایا' جمہور اہل سنت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جادو ثابت ہے اور حقیقت ہے اور یہ اثر انداز ہوتا ہے۔

امام ابن خزیمہ الحنبلی جن کا انتقال ۶۸۲ ہجری میں ہوا۔ کہتے ہیں کہ جادو واقعی حقیقت ہے اور اس کا اثر دل پر اور بدن پر ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیمؒ دونوں کا مسلک یہی ہے کہ جادو حقیقت ہے۔ چنانچہ ابن قیم نے اپنی کتاب "الفوائد" میں اور تفسیر میں لکھا ہے کہ آیت "ومن شر النفثت اور صحیح حدیث مروی از حضرت عائشہ (کہ حضور پر جادو ہوا) اس چیز پہ دلالت کرتی ہیں کہ جادو حقیقت ہے اور یہ اثر انداز ہوتا ہے۔

امام ابن کثیر' ابو البر یحیٰ بن محمد کی کتاب "الاکراہ فی مذھب الاثرات" کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس بات پہ اجماع اور اتفاق ہے کہ "ان السحر لہ حقیقۃ" یعنی جادو واقعی ہوتا ہے۔

امام شہاب الدین الکرافی متوفی ۶۸۴ ہجری اپنی کتاب (الفروق) میں لکھتے ہیں کہ صحابہ جادو کی حقیقت کے قائل تھے۔ اختلاف تابعین کے دور میں ہوا۔

بہرحال یہ معلوم ہوا کہ جادو ایک مخصوص علم ہے البتہ اس کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا حرام ہے (اس کی حرمت کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ کی مخلوق کو اذیت پہنچائی جاتی ہے اور تکلیف پہنچانا حرام ہے نیز غیر اللہ سے مدد لی جاتی ہے جو شرک ہے) آخر وہ کوئی علم تھا تو قرآن نے فرمایا کہ:

فیتعلمون منهما ما یفرقون به بین المرء وزوجه ... (البقرہ: ۱۰۲)

''وہ لوگ (ان دونوں فرشتوں ہاروت و ماروت سے) وہ کچھ سیکھتے تھے۔ جس سے شوہر اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں۔''

ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر ...

''یقیناً ان شیطانوں نے کفر کیا جنھوں نے انسانوں کو جادو سکھایا۔'' نیز ارشاد ہوا:

وما انزل علی الملکین ببابل هاروت و ماروت' وما یعلمن من احد حتی یقولا انما نحن فتنه فلا تکفر ... (البقرہ: ۱۰۲)

''اور جو (علم) شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل ہوا۔ وہ فرشتے جب بھی کسی کو جادو سکھاتے تو کہہ دیتے کہ ہم آزمائش ہیں پس کفر نہ کرو۔''

جادو سیکھنے سکھانے کے بارے میں تفسیر ابن کثیر میں اسرائیلی روایت پر مبنی ایک عجیب واقعہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایک عورت اور اس کے شوہر میں ناچاقی رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس کا شوہر اسے چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ اس عورت نے ایک بڑی بوڑھی سے اس کا ذکر کیا۔ اس بڑھیا نے مشورہ دیا کہ تو جادو سیکھ لے تو تیرا شوہر جادو کے زور سے خود بخود تیرے پاس چلا آئے گا۔ وہ عورت تیار ہو گئی۔ بڑھیا دو کتے لے آئی۔ دونوں عورتیں ان پر سوار ہو کر شہر بابل میں چلی گئیں۔ وہاں دو آدمی فضا میں معلق تھے۔ بڑھیا نے عورت سے کہا ان کے پاس جا اور ان سے کہہ میں جادو سیکھنے آئی ہوں۔ انھوں نے پہلے تو یہ کہا کہ جادو نہ سیکھ اس کا سیکھنا ''کفر'' ہے۔ عورت نے کہا میں تو سیکھوں گی۔ تب انھوں نے کہا اچھا جا اس تنور میں پیشاب کر کے چلی آ۔ وہ گئی پیشاب کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن کچھ ڈر اور دہشت طاری ہو گئی۔ وہ واپس آ گئی اور کہا میں فارغ ہو آئی ہوں۔ انھوں نے پوچھا۔ کیا دیکھا؟ اس نے کہا کچھ نہیں۔ انھوں نے کہا تو جھوٹ کہتی ہے یاد رکھ ابھی تک کچھ نہیں بگڑا۔ تیرا ایمان سلامت ہے اب بھی لوٹ جا اور کفر نہ کر۔ اس عورت نے اصرار کیا کہ مجھے تو جادو سیکھنا ہے۔ انھوں نے کہا اسی تنور میں پیشاب کر آ۔ وہ پھر گئی مگر اب کی مرتبہ بھی جرات نہ کر سکی۔ واپس آ گئی پھر اسی طرح سوال و جواب ہوئے۔ وہ تیسری مرتبہ تنور کے پاس گئی اور جی کڑا کر کے پیشاب کرنے کو بیٹھ گئی۔ تب اس عورت نے دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار منہ پر نقاب ڈالے نکلا اور آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ وہ واپس چلی آئی۔ اس نے ان آدمیوں سے آ کر ذکر کیا۔ انھوں نے کہا ہاں اب تو سچ کہتی ہے۔

وہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا۔ وہ آئی اور اس بڑھیا سے کہا انھوں نے تو مجھے کچھ بھی نہیں سکھایا۔ اس بڑھیا نے کہا بس تجھے سب کچھ حاصل ہو گیا۔ اب تو جو چاہے گی ہو جائے گا۔ عورت نے آزمائش کے لیے گندم کا ایک دانہ لیا۔ اسے زمین میں ڈال کر کہا اگ جا وہ اگ گیا۔ یہ دیکھ کر اسے اپنے جادوگر ہونے کا تو یقین ہو گیا مگر اپنے ''بے ایمان'' ہو جانے کا صدمہ ہونے لگا...... جس پر اس نے بعد ازاں توبہ کی۔

ہاروت و ماروت کو اللہ تعالیٰ نے خیر و شر اور کفر و ایمان کا علم دے دیا تھا۔ اس لیے وہ ہر ایک کفر کی طرف جھکنے والے کو نصیحت کرتے اور ہر طرح روکتے۔ جب نہ مانتا تو وہ کلمات اس سے کہہ دیتے اس کا نور ایمان جاتا رہتا۔ وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا اور اسے جادو آ جاتا۔ شیطان اس کا رفیق کار بن جاتا اور ایمان کے نکل جانے کے بعد غضب خدا اس کے رونگٹے رونگٹے میں سما جاتا۔

پھر قرآن مجید کی چھپن آیات جادو کے وجود پہ دلالت کرتی ہیں جن میں سورۃ البقرہ: ۱۰۲، مائدہ: ۱۱۰، انعام: ۷، اعراف: ۱۰۹_۱۱_۱۱۲_۱۱۳_ ۱۱۶_۱۲۰_۱۳۲، یونس: ۲_۷۶_۷۷_۷۹_۸۰_۸۱، ہود: ۷، الحجر: ۱۵، بنی اسرائیل: ۴۷_۱۰۱، طٰہٰ: ۵۷_۵۸_۶۳_۶۶_۶۹ تا ۷۳، انبیاء: ۳، مومنون: ۸۹، فرقان: ۸، شعراء: ۳۴ تا ۳۸_۴۹_۱۵۳_۱۸۵، نمل: ۱۳، قصص ۳۶، سبا: ۴۳، صفت: ۱۵، ص: ۴، زخرف: ۳۵_۳۶، مومن: ۲۶، احقاف: ۷، زاریات: ۴۳_۵۲، طور: ۱۵، قمر: ۲، صف: ۶، مدثر: ۲۴ شامل ہیں۔

تاہم جادو کے زور سے چیز کی حقیقت نہیں بدل جاتی۔ صرف دیکھنے والے کو ایسا خیال یا احساس ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں جہاں فرعون کے جادوگروں اور موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کا ذکر ہوا ہے۔ وہاں صاف طور پر بیان ہوا ہے کہ جادوگروں نے صرف لوگوں کی نظر بندی کی تھی۔ جنھیں ایسا خیال ہوتا تھا کہ رسیاں سانپ بن گئی ہیں۔ بمطابق عبارت قرآنی۔

> **سحروا اعین الناس. (الاعراف: ۱۱۶)**
>
> ''ان جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا''
>
> اور موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان ہوا کہ:
>
> **یخیل الیه من سحرهم انها یسعی. (طٰه: ۶۶)**
>
> ''موسیٰ علیہ السلام کو ان (جادوگروں) کے جادو کے اثر سے یہ خیال ہوا کہ گویا وہ (رسیاں) سانپ ہیں جو چل پھر رہے ہیں۔''

یعنی صرف دیکھنے والے کو ایسا خیال ہوتا ہے۔ چیز کی حقیقت جادو کے زور سے بدل نہیں جاتی۔ حالانکہ یہ رسیاں اور لاٹھیاں درحقیقت لاٹھیاں ہی تھیں۔ دیکھنے والے کا فقط وہم و خیال تھا کہ یہ سانپ ہیں۔ نیز حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث میں بھی ہے کہ جب حضورؐ پر جادو ہوا تو اس کا اثر صرف اتنا تھا کہ حضورؐ کو یہ خیال ہوتا کہ ازواج کے پاس ہو آیا ہوں۔ حالانکہ ایسا نہ ہوتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کے قول کے مطابق جادو کا یہی سب سے بڑا اثر ہوتا ہے کہ وہ قوت متخیلہ کو متاثر کر دیتا ہے۔

بصورت دیگر اگر واقعی اشیاء کی حقیقت بدلنے لگتی۔ جادوگروں کے منتر پڑھنے سے مٹی سونا بننے لگتی‘ چٹیل زمین پر محلات کھڑے ہو جاتے تو دنیا میں جادوگروں کی بادشاہت اور حکومت ہوتی‘ جادوگر جو چاہتے وہ ہوتا۔ وہ لوگوں کی قسمت کے فیصلے کرتے‘ انھیں شفا دیتے‘ جبکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ تعویذ کرنے والے‘ نجومی اور جادو کرنے والے عموماً معاشرے کے پسماندہ ترین لوگ ہوتے ہیں۔ تبھی تو فٹ پاتھوں پر بیٹھے‘ طوطے اور دوسری چیزیں لیے لوگوں کی قسمت کے حال بتاتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ خود اپنی قسمت کا حال بھی نہیں جانتے۔ اگر واقعی سچے ہوتے تو سارا مال خود نہ سمیٹ لیتے۔ اگر یہ دوسروں کی قسمت کے فیصلے کرنے والے ہوتے تو سارا خیر اپنے لیے نہ سمیٹ لیتے۔ (بحوالہ جادو اور کہانت)

جادو کی تاریخ

جادو کی تاریخ اتنی قدیم ہے جتنی خود انسانی تاریخ قدیم ہے۔ یہ بات کتاب ہدایت ''قرآن مجید'' نے بتائی ہے چنانچہ سورۂ زاریات آیت ۵۲ میں بیان ہوا:

''کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحر او مجنونO

''ان کے پاس جو بھی رسول آیا۔ انھوں نے کہہ دیا کہ یہ تو جادوگر ہے یا پھر دیوانہ ہے۔''

معلوم ہوا کہ آغاز دعوت اور رسالت کے وقت ان لوگوں کے ہاں جادو موجود تھا بلکہ دور جاہلیت کی جن جاہلانہ باتوں، خود ساختہ رسموں، من گھڑت عقیدوں اور خیالات میں انسان جکڑے ہوئے تھے ان میں سب سے زیادہ متاثر وہ ''جادو'' سے تھے۔ جبھی تو اللہ کے ہر رسول کو ''جادوگر'' گردانتے تھے۔ چنانچہ قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح سے لے کر اللہ کے آخری رسول حضرت محمد تک ہر نبی اور رسول کو جادوگر یا دیوانہ قرار دیا گیا۔ قرآن مجید کی سورۃ البقرہ کی آیت ۱۰۲ میں جس شہر بابل کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ملک عراق کا ایک تاریخی شہر ہے جس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت بتاتی ہے کہ شہر بابل میں ''جادو'' کا دھندا اور کام کیا جاتا تھا۔ علامہ ابن خلدون نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ بابل اور مصر اس وقت ساری دنیا میں جادو کے لیے مشہور اور دو بڑے مراکز تھے۔ مزید لکھا ہے کہ سریانی اور عبرانی لوگ اس علم میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔

امام ابوبکر الجصاص الحنفی جو احناف کے متقدمین علماء میں سے ہیں اور جن کا انتقال ۳۷۹ ہجری میں ہوا۔ اپنی مشہور کتاب ''احکام القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ اہل بابل سات ستاروں کی پوجا کرتے تھے اور ان کے عبادت خانے بنا رکھے تھے (آج بھی علم نجوم اور پامسٹری کا سارا کاروبار، سات سیاروں زحل، مشتری، زہرہ، مریخ، عطارد، یورینس اور شمس کے بل بوتے پر ہو رہا ہے) یہ جادو صرف بابل اور مصر ہی میں مشہور نہ تھا بلکہ عراق کے مختلف علاقوں اور ہندوستان، مراکش، شام اور روم میں بڑے بڑے جادوگر موجود تھے۔

امام ابن کثیر اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں دمشق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے دمشق شہر آباد کیا وہ ستاروں اور سیاروں کے پجاری تھے۔ دمشق کے سات پرانے دروازوں پر ان لوگوں نے ستاروں کے ہیکل اور شکلیں بنا رکھی تھیں۔ اور دمشق والوں کا معمول تھا کہ وہ ساتوں ہیکل والوں کے نام

سے سال میں خصوصی تہوار (میلے' ٹھیلے) منایا کرتے تھے۔ قرآن مجید بھی ہمیں بتاتا ہے کہ غالباً قوم ابراہیمؑ بھی ستاروں کی پجاری اور ان کے اثرات کی قائل تھی بلکہ ان کے نام پر میلوں ٹھیلوں کا اہتمام بھی کرتی تھی۔ چنانچہ قوم نے اسی قسم کے ایک تہوار میں شرکت کے لیے جب ابراہیمؑ کو دعوت دی تو آپؑ نے ان کے خلاف انھیں کے حربے کو استعمال کیا اور ستاروں پہ نظر ڈالتے ہوئے کنایتاً کہا کہ میری طبیعت خراب ہے اور جب لوگ میلے میں چلے گئے تو بت خانے میں ان کے بتوں پر پل پڑے۔ ارشاد قرآنی ہے:

فنظر نظره في النجومo فقال اني سقيمo فتولوا عنه مدبرينo فراغ الى الهتهم

(صفت :۸۸ تا ۹۱)

''پھر اس نے تاروں پر ایک نگاہ ڈالی اور کہا میری طبیعت خراب ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اسے چھوڑ کر چل دیے تو وہ ان کے معبودوں پر پل پڑے۔''

بہر حال عراق' روم اور مصر میں قدیم زمانے سے جادو موجود تھا۔ اب فارس اور اس کے گرد و نواح میں بھی بابل شہر سے جادو پہنچا کیونکہ ایران وغیرہ کا علاقہ بابل کے پڑوس میں تھا۔ اس کا ذکر امام ابوبکر الجصاص نے کیا ہے اور امام ابن کثیر نے لکھا ہے کہ مشہور ایرانی سپہ سالار ''رستم'' ستاروں کی حرکت کو فتح و شکست کا باعث اور سبب سمجھتا تھا۔ یوں علم نجوم اور اس کے اثرات پر یقین رکھتا تھا یہی وجہ تھی کہ قادسیہ کی لڑائی میں (جب کلمہ پڑھنے والے موحد مسلمانوں اور غیر اللہ کو پوجنے والے ایرانی مجوسیوں کی لڑائی ہوئی تو) انہی ستاروں کی چال کے باعث چار مہینوں تک وہ مسلمانوں کے سامنے نہ آیا۔ نیز ایرانیوں کے ہاں کسریٰ کے زمانے کا ایک جھنڈا بھی تھا۔ جسے وہ مقدس سمجھتے تھے اور جس پر سونے سے کچھ ہندسے اور ستاروں کے نام درج تھے۔ ایرانیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جس لشکر کے پاس یہ جھنڈا ہو اس کو کوئی شکست نہیں دے سکتا لیکن قادسیہ کی لڑائی میں جزیرہ عرب سے اللہ کا نام لے کر اٹھنے والے صحابہ کرامؓ نے نہ صرف رستم اور اس کی فوج کو شکست فاش دی بلکہ وہ پرچم جسے مقدس سمجھا جاتا تھا۔ مسلمانوں اور ان کے گھوڑوں نے قدموں تلے روند ڈالا۔ اس طرح اس عقیدے کو ختم کر دیا کہ مخلوق سے یا مخلوق کے اسباب سے کچھ ہوتا ہے بلکہ ثابت کر دیا کہ وہی ہوتا ہے جس کا فیصلہ اللہ سبحانہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ (ماتشاء ون الا ان يشاء الله)

علامہ ابن خلدون نے اپنے سفر نامے میں ہندوستان اور مراکش میں بھی جادو کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں قدیم زمانے سے جادوگر موجود رہے ہیں اور ہندوؤں کی مشہور کتاب وید کے چار سفر نامے ہیں جن میں سے ایک سفر نامہ منتر اور جادو سیکھنے والوں کے لیے مخصوص ہے یہی وجہ ہے کہ قدیم زمانے سے ایسے جوگیوں' پنڈتوں اور دوسرے لوگوں کی بہتات رہی اور ان کا معاشرے میں اثر و نفوذ رہا جو جادو میں مہارت رکھتے تھے بعد ازاں جب ہندوستان میں برہمنوں کی اصلاح کے لیے بدھ مت آیا تو اس نے بھی جادو کو اتنی ہی اہمیت دی۔ قرآن مجید نے جب نصاریٰ اور یہود کی تاریخ بیان کی تو ہمیں بتایا واتبعوا ماتتلوا الشيطين کہ ان بنی اسرائیل نے اللہ کے امانت دار نبیوں کی

سچی، سیدھی اور کھری تعلیمات کو چھوڑ کر شیطانی کلام (جادو) کی پیروی کی بلکہ اس باطل اور حرام علم کو اللہ کے پاک اور سچے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا (حالانکہ قرآن پاک نے **ماکفر سلیمن ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر** کہہ کر اس بہتان کی واضح اور دوٹوک نفی فرما دی)۔

اسی طرح قرآن پاک نے قوم بنی اسرائیل کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرعون کے بڑے بڑے درباری جادوگروں سے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کا قصہ بیان کیا ہے اور یوں ثابت کیا ہے کہ اہل مصر کے ہاں یہ غلیظ اور خبیث علم موجود تھا جہاں سے سینہ در سینہ منتقل ہوتا ہوا یہود میں آیا جو مدینہ میں یا خیبر میں آباد ہو گئے تھے اسی طرح نصاریٰ کے ہاں بھی یہ علم موجود تھا جو نجران میں رہتے تھے۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کے ان مرکزی شہروں میں باقاعدہ جادو پڑھا پڑھایا جاتا تھا یہی یہودی و نصاریٰ ہیں جنھوں نے تورات وانجیل میں تحریف کر کے انھیں موجودہ بائبل کی شکل دی چنانچہ ان کی اپنی وضع کردہ بائبل کے خروج والے باب میں بائیسویں سبق میں موجود ہے کہ بنی اسرائیل کو اللہ کا یہ حکم ملا ہے کہ جادوگر کو اپنی سرزمین پر مت بسنے دو۔ اگر کوئی جادو کرے تو اس کو قتل کر دو یا کم از کم اپنی سرزمین سے نکال دو۔ اسی طرح باب استثناء ۱۸ ویں سبق میں موجود ہے کہ جادو کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی نفرت کا مستحق ہو جاتا ہے اس کے باوجود یہود و نصاریٰ اس علم کو حاصل کرتے رہے اور اللہ کی مخلوق کو تکلیف پہنچاتے رہے۔ یوں جادو آگے منتقل ہوتا رہا چنانچہ مدینہ میں ان کا بڑا مرکز تھا اس سے لوگوں کو جزیرہ عرب میں پھیلاتے تھے جس سے ان کا بڑا مقصد لوگوں کو جادو سے خائف کرنا اور ان پر ہیبت اور رعب ڈالنا تھا یہی لوگ تھے جنھوں نے حضور پر جادو کیا تھا۔

روم، جو عیسائیوں کا تاریخی شہر رہا ہے۔ ۱۵۳۲ء میں وہاں جادو سکھانے کا پہلا مدرسہ قائم ہوا اور یورپ کی جدید تاریخ مرتب کرنے والوں نے لکھا ہے کہ یورپ میں سب سے پہلے یہود نے جادو کو پھیلایا اور اب حال یہ ہے کہ یورپ میں باقاعدہ جادو کیا جاتا ہے۔ ٹی وی پہ تشہیر کی جاتی ہے اگرچہ بعض یورپین ممالک میں جادو ممنوع ہے اور جادو اور جادوگر کے لیے باقاعدہ سزا ہے لیکن جمہوریت کی نحوست کے باعث "Majority is Authority" یا دوسرے لفظوں میں ''عوام طاقت کا سرچشمہ ہیں'' کے اصول کی بنا پر پارلیمنٹ کی اکثریت جو بھی فیصلہ کرے وہ ملک کا قانون اور ضابطہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ جادوگروں نے پارلیمنٹ کے ممبروں پر اتنا رعب ڈالا کہ جادو کے معاملہ کو قانونی اور جائز شکل دلوا دی اور بعض ملکوں میں جہاں ایسا نہ کر سکے وہاں مسمریزم اور ہپناٹزم کے نام سے جادو کو پھیلانا شروع کر دیا۔

فرانس میں آج بھی سینکڑوں نائٹ کلب زمین دوز تہ خانوں میں موجود ہیں جہاں جادو سیکھا اور سکھایا جاتا ہے اور جادوگر ایک مشہور معبود اور الٰہ کے نام سے لوگوں کو ذبح کرتے ہیں۔ بعد میں پولیس کو وہاں سے لاشیں ملتی ہیں۔

امریکی ریاست اوہایو میں ۱۹۶۹ء سے آج تک ہر سال پانچ نومولود بچوں کو فصل بہار کی واپسی کے نذرانے کے طور پر ذبح کر دیا جاتا ہے اور یہ جادوگروں کے کہنے پر ہوتا ہے۔

اوہام پرستی اور نجوم پرستی بھی جادو ہی کی ایک قسم ہے۔ فرانس کی وزارت داخلہ نے ۱۹۸۲ء میں اپنی ایک رپورٹ میں لکھا تھا کہ ۲۰ فیصد لوگ جادو پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی رپورٹ میں فران میں جادوگروں کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ بتائی گئی ہے جن کی سالانہ آمدنی تین ملین فرانک سے بڑھ کر ہے حالانکہ فرانس کے دستور کے آرٹیکل ۴۰۵ اور ۴۶۲ میں جادو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

جرمنی کی حکومت نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ وہاں قریباً ۸۰ ہزار جادوگر موجود ہیں۔ ابھی چند سال قبل ان کے فٹ بال کے مشہور قومی کھلاڑی ''رومی لے'' کے بارے میں عام جرمنوں کا خیال رہا کہ اس پر جادو کیا گیا تھا۔ اسی لیے اب وہ صحیح طریقے سے کھیل نہیں سکتا بعد میں اس کا انتقال ہو گیا۔ ماضی قریب کی بات ہے کہ جن امریکی نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح ہے۔ آٹھ سو آدمیوں کو لے کر ایک بڑی حویلی میں اس نے قیام کیا۔ موجودہ بائبل کے کچھ حصے لوگوں کو پڑھ کر سنائے اور بعد میں حکومت سے مقابلہ کیا۔ پھر ان لوگوں کی اکثریت نے خودکشی کی اور اس سے قبل اپنے معصوم بچوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ امریکی پولیس کو بعد میں معلوم ہوا کہ جان نامی یہ شخص ایک جادوگر تھا۔

سابق امریکی صدر ریگن اور جارج بش اپنے زمانہ حکومت میں بعض مشہور نجومیوں سے مشورے لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ سفر بھی نجومیوں کے کہنے پر کرتے۔ واشنگٹن میں ایک نجومی عورت تھی جس سے سابق صدر جان کینیڈی مشورے لیا کرتے تھے کہ ہمیں فلاں جگہ کا سفر کرنا چاہیے یا نہیں۔ فلاں کام کرنا چاہیے یا نہیں؟ (جب کہ یہ پیش گوئی اسے قتل سے نہ بچا سکی)

اسی طرح ہندوستانی وزیراعظم اندرا گاندھی، مرار جی ڈیسائی، انڈونیشیا کے صدر سویکارنو، فرانسیسی صدر جس کارڈ سکان، کینیا کے صدر اور مراکش کے شاہ کے بارے میں بھی اخباری اطلاعات ہیں کہ یہ لوگ نجومیوں کے مشورے سے سارے کام کرتے تھے۔

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق خود مراکش میں سولہ ہزار سے زائد نجومی موجود ہیں حالانکہ مراکش ایک اسلامی ملک ہے لیکن عقائد میں بگاڑ اور کمزوری پیدا ہوئی تو دین سے بغاوت سکھانے والے علم کے ماہرین براجمان ہوئے۔

عرب ممالک اور خلیجی ریاستوں میں یہ کاروبار بڑے زوروں پر ہے۔ اس وقت جادو کے تین اہم مراکز مراکش، تیونس اور الجزائر ہیں۔ دوسرے نمبر پر سوڈان جہاں بڑے بڑے جادوگر موجود ہیں۔ تیسرے نمبر پر افریقہ کے بعض دیگر ممالک ہیں جبکہ کویت، متحدہ عرب امارات، اومان، یمن اور بعض دوسرے ممالک میں بھی یہ کام ہوتا ہے البتہ سعودی عرب میں یہ دھندا نہیں ہو سکتا۔ قانونی بندش ہے، قانون میں جادو کرنے والوں کے لیے سخت پہرا ہے حتیٰ کہ منتر، جھاڑ پھونک اور تعویذات بھی یہاں ممنوع ہیں۔ لیکن خود مملکت خداداد پاکستان جو اسلامی جمہوریہ ہے اور چند سال قبل (سقوط مشرقی پاکستان) تک دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست رہی ہے۔ اس کا یہ حال ہے کہ اس کے شہروں اور قصبوں میں جس طرف بھی جائیں جابجا کالا علم رکھنے والوں، نجومیوں، پامسٹری، مسمریزم، ہپناٹزم، رمل اور جفر کے ماہرین کے جاذب نظر

سائن بورڈ اور اشتہارات دکھائی دیتے ہیں جن میں عوام کو بلیک میل کرنے، ان کا استحصال کرنے اور ان کی نفسیاتی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے اس پیشہ سے متعلق دنیا بھر کے القابات یکجا کر دیے گئے ہیں۔ مثلاً وید، سنیاسی، جوگی، باوا، جوتشی، عامل، نجومی، بنگالی حتیٰ کہ پروفیسر تک کے الفاظ شامل ہوتے ہیں حالانکہ ان کی پروفیسری فٹ پاتھ تک محدود ہوتی ہے اور یہ فٹ پاتھئے پروفیسر تعلیم یافتہ بھی نہیں ہوتے بلکہ بمشکل خواندہ ہوتے ہیں لیکن لوگوں کو قسمت کا حال بتانے، محبوب قدموں میں ڈالنے، کاروباری الجھنیں دور کرنے اور ہر تمنا پوری کرنے کے دعوے کر کے سادہ لوح عوام کو "بنگال کا جادو" چونکہ ہمارے ہاں بہت مشہور اور مستند سمجھا جاتا ہے اس لیے "بنگالی" ہونا بھی ایک منصب اور سند ہے۔

دونوں ہاتھوں سے لوٹتے اور ان کی جیبیں صاف کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے دعویٰ علم غیب کو جھٹلانے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ آج کل دنیا میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے اور اندرون ملک اور بیرون ملک جگہ جگہ بموں کے جو دھماکے ہو رہے ہیں تو کوئی نجومی یا غیب دانی کا دعویدار ایک ہی شخص یہ بتا دے کہ فلاں جگہ فلاں آدمی نے دھماکہ کیا ہے تو فوراً اس کو گرفتار کر لیا جائے اور کسی تحقیقاتی ایجنسی اور اس کے ماہرین کو سر کھپانے اور تفتیش کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ نیز اس سے بڑھ کر بھی یہ کہ دنیا بھر کے کاہن اور نجومی مل کر تمام ملکوں کے سربراہوں کو پیش گوئی کے طور پر بتا دیا کریں کہ فلاں جگہ دہشت گردی ہونے والی ہے۔ لہٰذا پیش بندی کے طور پر تمام انتظامات کر لیے جائیں۔ اس طرح دہشت گردی ممکن ہی نہ رہے..... لیکن ان بے چاروں کو کیا پتہ! کل جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی کے پاس ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے:

> "بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے جو بارش برساتا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے۔ کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین پر اس کو موت آنی ہے۔ اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔" (لقمان:۳۴)

نیز فرمایا:

> "اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" (الانعام:۵۹)

(بحوالہ جادو اور کہانت)

جادو کی قسمیں

قدیم اور جدید دور میں جادو کی کئی قسمیں بیان کی گئی ہیں لیکن بنیادی طور پر جادو کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں:

۱۔ سحر حقیقی
۲۔ سحر مجازی

سحر حقیقی کی مزید تین قسمیں بیان کی گئی ہیں:

۱۔ جنتر منتر پھونک کر جادو کرنا

یہ جنتر منتر جو شرکیہ اور مجہول (یعنی سمجھ میں نہ آنے والے کلمات) سے کیا جاتا ہے۔ جیسے ''کرکدن کردون دھدہ احبادت اھیا شراھیا جلجوت (۱)'' وغیرہ۔ اور کوئی شخص جادو سیکھ یا کر نہیں سکتا۔ جب تک اسلام سے نکل نہ جائے، کفر اختیار نہ کرلے، کیونکہ شیاطین انس اور شیاطین جن جو جادو سیکھنے سکھانے اور کرنے کرانے کے دو بڑے عوامل ہیں۔ انتہائی خبیث، فاسق، فاجر، گندے اور غلیظ ہوتے ہیں۔ یہ کافر شیاطین جن جادو کرنے والے کے پاس آ کر اسے جادو سیکھنے اور کرنے کی شرائط کے طور پر مختلف کام بتاتے ہیں۔ جس کے ذریعے یہ شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ان کاموں میں سب سے قبیح فعل یہ ہوتا ہے کہ اسے قرآن پر پیشاب کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) جب وہ ایسا کر گزرتا ہے اور کافر ہو جاتا ہے تو اسے جادو سکھاتے ہیں۔ اس طرح یہ شخص ان جنات کا دوست بن جاتا ہے۔ ان کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے اسلام کو چھوڑ دیتا ہے۔

۲۔ جنات شیاطین سے مدد لینا

یہ شیاطین جن جنھیں جادو کرنے والے اپنے ''موکل'' کہتے ہیں۔ روئے زمین پر ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہیں اور لوگوں کے حالات کی خبریں اپنے دوست جادوگر کو آ کر پہنچاتے ہیں اور آنے والوں کے بارے میں پہلے سے تمام معلومات اس تعویذ کرنے والے یا پیر صاحب یا جادوگر کو بتا دیتے ہیں مثلاً یہ کہ فلاں عورت، شہر کا نام فلاں، محلے کا نام فلاں وغیرہ۔ جب یہ عورت حاضر ہوتی ہے تو بیٹھتے ہی وہ پیر

صاحب یا عامل تعویذات اس کا نام لے کر پکارتا ہے۔ وہ حیران رہ جاتی ہے کہ اس کو کیسے پتہ چل گیا کہ میرا یہ نام ہے! اس طرح عام لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں یہ زمانے کا سب سے بڑا بزرگ ہے' انتہائی پہنچا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ سب سے بڑا خبیث اور خناس ہوتا ہے جو گندے شیطانوں کی مدد سے معلومات حاصل کرتا ہے اور لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ (۲) جنتر منتر اور تعویذ گنڈے کرنے والے ان لوگوں کا آپس میں گہرا ربط ہوتا ہے۔ ایک جادو کرنیوالے نے کیا کیا ہے۔ کسی کے گھر میں یا پرانے قبرستان میں یا پرانے کنوئیں میں جادو کے لیے کچھ دبا رکھا ہے یا کسی درخت سے لٹکا رکھا ہے۔ دوسرے جادوگر کو اس کا علم ہوتا ہے کیونکہ آپس میں جادوگروں کا رابطہ ہوتا ہے۔

جب لوگ دوسرے کے پاس شکایت لے کر جاتے ہیں کہ ہمارے گھر میں عورت بیمار ہے کئی سال سے شفا نہیں ہو رہی۔ ڈاکٹروں' حکیموں نے جواب دے دیا ہے۔ بیمار بالکل چارپائی سے لگ کر رہ گیا ہے۔ یا یہ مسئلہ لے کر جاتے ہیں کہ کاروبار برباد ہو گیا ہے۔ سنا ہے کسی نے جادو کیا ہے تو پہلا جادوگر دوسرے کو بتا دیتا ہے کہ میں نے فلاں عمل کر کے فلاں مقام پہ دفن کیا ہے یا اس کے ''موکل'' جنات بتا دیتے ہیں چنانچہ جس کے پاس مسئلہ لے کر گئے ہوتے ہیں' وہ کہتا ہے فلاں مقام پہ جایئے! یا فلاں قبرستان میں بہت پرانی قبر میں تعویذ دفن ملے گا یا آپ کے گھر کے چولہے کے نیچے یا دہلیز کے نیچے دبا ہوا تعویذ ہے۔

۳۔ ستاروں اور سیاروں کا اثر

جادوگر لوگوں کو قائل کرتا ہے کہ عالم فلک میں کچھ ستارے اور سیارے جو تاثیر رکھنے والے ہیں یا کچھ ایسی مخلوق جو روحانیت والی ہے۔ ان کی مدد سے جادو اور منتر کرتا ہوں۔ جادو کی اس قسم میں جادوگر ستاروں کی مدد سے زائچہ بناتا ہے۔ پھر لوگوں کو ان کی قسمت کا حال بتانے کا دھوکہ دیا جاتا ہے۔

جادو کی یہ تین مشہور قسمیں ہیں جن میں قدیم و جدید طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یوں تو ہر جادوگر کے ہاں جادو کرنے کے مختلف طریقے ہیں لیکن عام طریقہ یہ ہے کہ جس پر جادو کیا جانا ہو اس کا کوئی کپڑا حاصل کیا جاتا ہے مثلاً قمیض جس پر جادو کیا جاتا ہے تو اس جادو کا اثر کپڑا پہننے والے پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات کسی کے سر کے بال حاصل کیے جاتے ہیں اور ان پہ جادو کیا جاتا ہے جس طرح نبی اکرمؐ کی کنگھی میں کچھ بال تھے۔ ان کو لے کر گرہ دی گئی۔

امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ کی گیارھویں جلد میں لکھا ہے کہ شیطان انسان کو گمراہ کرنے کی جو بڑی بڑی کوششیں کرتا ہے ان میں ایک جادو ہے نیز یہ شیطان بعض اوقات سورج' چاند' ستاروں اور سیاروں کی پوجا کا حکم دیتا ہے۔ پھر یہی شیطان پوجا کرنے والے انسانوں سے مخاطب ہوتا ہے۔ یہ بے وقوف سمجھتے ہیں کہ فلاں ستارہ یا سیارہ ہم سے بات کر رہا ہے اور ہمارا مددگار ہے۔ بعض اوقات شیطان بتوں کی پوجا کرنے والے لوگوں کو اس طریقے پر گمراہ کرتا ہے کہ انھوں نے فوت شدہ بزرگوں کے جو مجسمے یا پتلے بنائے ہوتے ہیں ان کے اندر داخل ہو کر یا پیچھے چھپ کر مدد طلب کرنے والوں سے ہم کلام ہوتا ہے اور لوگ یہ

سمجھتے ہیں کہ بت ہماری باتوں کا جواب دے رہے ہیں اور ہماری دعائیں اور پکاریں سنتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ قبروں میں پڑے ہوئے بزرگوں کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری پکاریں سنتے ہیں اور دعاؤں کا جواب دیتے ہیں حالانکہ حقیقتاً جواب شیطان دیتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ستاروں اور سیاروں کے بھی کچھ اثرات ہوتے ہیں حالانکہ یہ شیطانی دھوکا ہے اور شیطان کا وسوسہ ہے۔

تابعین حضرات کے دور میں ایک شخص مختار بن ابوالثقفی تھا جس کا دعویٰ تھا کہ مجھ سے روحیں ہم کلام ہوتی ہیں۔ جب میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو روحانیت محسوس ہوتی ہے اور میں فرشتوں' جنوں اور روحوں سے باتیں کرتا ہوں اس دور میں حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباسؓ ابھی موجود تھے لوگوں نے دونوں بزرگوں کے سامنے ذکر کیا کہ فلاں شخص ستاروں اور سیاروں کے اثرات کا قائل ہے اور کہتا ہے کہ ارواح مجھ پر نازل ہوتی ہیں دونوں حضرات نے سورۂ شعراء کی مندرجہ ذیل دو آیات پڑھیں۔

هل انبئكم على من تنزل الشياطين.

''کیا میں تمھیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں؟ وہ (شیطان) ہر جھوٹے گناہگار پر اترتے ہیں۔''

اس طرح اس کے جھوٹے عقیدے کی نفی کی اور ثابت کیا کہ وہ دعویٰ روحانیت کا کرتا ہے لیکن اس پر شیاطین اترتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۲۱ میں یہ بیان موجود ہے کہ جنات اور شیاطین اپنے انسانی دوستوں کے پاس آتے اور ان انسانی شیطانوں کو وحی کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بزرگی نہیں نہ ہی روحانیت ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوقتادہؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو روحانیت یا کسی اور اثر کے لیے نہیں بنایا بلکہ ستاروں کی تخلیق کی تین وجوہات اور حکمتیں ہیں' پہلی یہ کہ ان سے آسمان دنیا کو زینت بخشی دوسری یہ کہ اگر کوئی جن علم غیب کی باتیں سننے کے لیے آسمان کی طرف بڑھتا ہے تو ایک ستارہ شہاب ثاقب کی شکل میں اس کے پیچھے لگتا ہے اور اسے مار بھگاتا ہے اور تیسری یہ کہ رات کے مسافر ستاروں کو دیکھ کر اپنی سمت اور منزل کا تعین کرتے ہیں۔ ان تین اسباب کے علاوہ اگر کوئی شخص دیگر اسباب بھی بیان کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی ہے:

''ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے آراستہ کیا اور انھیں شیاطین کے مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا۔''
(الملک: ۵)

نیز ایک دوسری جگہ پر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ وہ ذات کبریا ہے جس نے تمھارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تا کہ تم ان کے ذریعہ سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرسکو۔'' (الانعام: ۹۷)

جو لوگ ستاروں کے علوم اور ان کی اثر اندازی کے قائل ہیں۔ وہ دھوکے میں ہیں کیونکہ یہ اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوص اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ چنانچہ ستارے اور سیارے نہ کسی کی مدد کرتے ہیں اور نہ کر سکتے ہیں البتہ جنات انسانی شیطانوں کی معاونت کرتے ہیں۔

مجازی قسمیں

۱۔ نظر بندی یا فریب نظر

اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں وہ سچ مچ واقع ہو رہا ہے مثلاً مداری ایک شخص کا سر دھڑ سے جدا کر دیتا ہے حالانکہ یہ حقیقتاً جدا نہیں ہوتا بلکہ دیکھنے والوں کی آنکھوں کا دھوکا ہوتا ہے۔

۲۔ ہپناٹزم اور مسمریزم

یہ وہ جدید علوم ہیں جو جادو کی مجازی قسموں میں آتے ہیں اور جنھیں لوگ پڑھنے کا شوق بھی رکھتے ہیں اور ان سے بہت زیادہ متاثر بھی ہیں حالانکہ ان نئے علوم کو پڑھ کر اس میں مہارت حاصل کرنے والے شخص کی ذہانت اور خاص ریاضت کا دخل ہوتا ہے جو مخاطب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور اس کی زبانی بعض باتیں اگلوا کر کئی چیزوں کا پتہ لگا لیتا ہے جو بعض اوقات غلط بھی ہوتی ہیں۔ یہ سحر مجازی ہے جس میں نفسیاتی حربے استعمال کیے جاتے ہیں جیسا کہ نفسیات کا علم پڑھنے والا اور اس میں مہارت حاصل کرنے والا ماہر نفسیات اپنے پاس آنے والے مریض کی پوری زندگی کے بارے میں تھوڑی ہی دیر میں پتہ چلا لیتا ہے کہ اس کا ذوق کیا ہے، طبیعت کیسی ہے اور وہ کیا چاہتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ نفسیات دان غیب دان بن گیا ہے۔

سحر مجازی کی ایک نئی قسم کو ۱۹۸۱ء میں جاپان اور جرمنی کے سائنس دانوں نے ایجاد کیا جس کا علم اب وہ اپنے بعض تعلیمی اداروں میں پڑھا بھی رہے ہیں وہ ہے بارہ سائیکالوجیا۔ درحقیقت یہ بھی نفسیات ہی کی ایک قسم ہے جس میں انسان کی چھٹی حس اور قوت سمعی و بصری دونوں کو عجیب و غریب طریقے سے استعمال کر کے اپنے مخاطب پہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ بخاری شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ نے دو خطیبوں کے خطبے سنے اور ان کی چرب زبانی کے باعث فرمایا: "ان من البیان لسحرا" یعنی بعض بیان میں بھی جادو ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض ماہر اور اچھے مقررین خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر، منافق ہوں یا فاسق و فاجر، صالح ہوں یا متقی، ان سب باتوں سے قطع نظر ان کا زور بیان ایسا ہوتا ہے کہ وہ گھنٹوں بولتے جاتے ہیں لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے۔ مگر ایسا مسحور ہوتا ہے کہ سنتا ہی چلا جاتا ہے اور ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ موسیقی کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ سننے والوں کو مسحور کر دیتی ہے اور وہ عالم وجد میں پہروں اور گھنٹوں سنتے ہی چلے جاتے ہیں اور اکتاتے یا کستاتے نہیں بلکہ بعض اوقات تو جھومنے لگتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی اثر شاعری کا بھی

ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ سب جادو کی مجازی قسمیں ہیں۔

دیگر اقسام

سحر سے بعض دوسرے علوم بھی منسلک ہیں بلکہ وہ اس کی اقسام ہیں۔ جن میں ایک علم نجوم بھی ہے۔ جس میں ستاروں کی مدد سے زائچہ بنایا جاتا ہے پھر لوگوں کی قسمت کا حال بتانے کا دھوکہ دیا جاتا ہے۔ نجومیوں کے علاوہ کچھ لوگ کاہن کہلواتے ہیں جن کا دعویٰ ہوتا ہے کہ ارواح، شیاطین اور جنات سے ان کا خاص تعلق ہے۔ وہ غیب کی خبریں معلوم کر سکتے، بتا سکتے اور اگر کوئی چیز گم ہو جائے وہ یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں پڑی ہوئی ہے اور چور کون ہے۔ اگر کوئی اپنی قسمت کا حال پوچھنا چاہے تو وہ بتا سکتے ہیں کہ اس کی قسمت میں کیا لکھا ہے؟ انھیں مقاصد کے لیے لوگ خصوصاً عورتیں ان کے پاس جاتی ہیں اور کچھ روپیہ پیسہ وغیرہ نذرانہ دے کر غیب کی باتیں پوچھتی ہیں۔ یہ سحر ہی کی ایک قسم ہے اور زمانہ جاہلیت میں کاہن اور نجومی کا پیشہ ایک مستقل پیشہ تھا۔ (حالانکہ اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوں تو تمام تھانے، کچہریاں اور تفتیشی ادارے ختم کر دیے جائیں۔ تمام مجرموں کی نشاندہی کے لیے ایک کاہن اور نجومی ہی کافی ہو)۔

سحر کی تیسری قسم تعویذات ہیں جن میں مبہم عبارتیں اور منتر وغیرہ لکھا جاتا ہے۔ چوتھی قسم ''رقی'' یعنی جھاڑ پھونک اور دم ہے جو شرکیہ کلمات سے کیا جاتا ہے۔ (البتہ اس سے وہ جھاڑ پھونک مستثنیٰ ہے جس کا ذکر قرآن میں اور صحیح احادیث میں موجود ہے) اور جادو ہی کی ایک قسم مسمریزم اور ہپناٹزم ہے۔ اس میں سامنے بیٹھنے والے اور مخاطب کی آنکھوں اور اس کے چہرے پہ نظریں ڈال کے یا نظریں جما کر بعض چیزیں معلوم کی جاتی ہیں یا اس پہ اثر ڈالا جاتا ہے۔

جادو کرنے کا طریقہ

جادو کرنے کے عموماً کئی طریقے بیان کیے گئے ہیں لیکن ان کے لیے کپڑے پاک ہوں تو جادو کا عمل کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ اکثر اوقات جادو کرتے ہوئے جنات وشیاطین کو حاضر کرتے ہیں اور ان سے کام لینا چاہتے ہیں لیکن شیطان پاک جگہ نہیں آتا جاتا بلکہ گندی جگہ جاتا ہے۔ اسی لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اسلام نے دعا سکھائی ہے۔ چنانچہ گندی جگہیں ان کے مراکز ہیں۔ غیر آباد ویران اور بنجر جگہوں پر یہ جنات وشیاطین رہتے ہیں۔

پہلا طریقہ

اس کے لیے عامل ایک کمرہ منتخب کرتا ہے۔ موم بتی یا دیا وغیرہ کوئی مدھم روشنی جلاتا ہے۔ پھر لکڑیاں جلا کر یا کوئلے کے انگارے لے کر ان پر کافور وغیرہ ڈالتا ہے جس سے دھواں اٹھتا ہے۔ نیز اس عامل کا گندی حالت یا حالت نجاست میں ہونا ضروری ہوتا ہے۔ بعض اوقات عورتوں کے ایام مخصوصہ کے گندے کپڑے لے کر بھگوتے ہیں اور بالٹی میں یا ٹب میں ڈال کر اس سے غسل کر کے یا بدن پر ڈال کر

بعض مخصوص منتر پڑھے جاتے ہیں جو ان انسانی شیطانوں کو ان کے استادوں یعنی جنات وشیاطین نے سکھائے ہوتے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے ایک وقت محسوس ہوتا ہے کہ کوئی ہیولا یا شکل سامنے نمودار ہوئی ہے۔ بعض اوقات جنات وغیرہ میں سے کوئی چیز بھی نظر نہیں آتی البتہ کوئی غائبانہ آواز ہم کلام ہونا شروع ہو جاتی ہے جس کو یہ اپنا موکل کہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ

اس طریقے میں کوئی جانور یا پرندہ کسی جن' شیطان یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے اور اس سے جو خون نکلتا ہے وہ ایک برتن میں جمع کر لیا جاتا ہے جس جانور کو ذبح کیا جاتا ہے اس کا رنگ عموماً کالا ہوتا ہے کیونکہ جنات کالے رنگ کو پسند کرتے ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضورؐ کا ایک ارشاد بھی ملتا ہے۔ اَلْکَلْبُ الْاَسْوَدُ شَیْطَانٌ یعنی کالا کتا عموماً شیطان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعویذات کرنے والے اپنے مریدوں یا تعویذ کرنے والوں کو کہتے ہیں کہ ایک بکرا یا مرغی لانا جس کا رنگ کالا ہو۔ بہر حال غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے اس جانور کے خون سے ایک تعویذ لکھا جاتا ہے یا کچھ ہندسے لکھے جاتے ہیں تا کہ جن حاضر ہو جائے اور جادوگر اس سے اپنا کام نکلوائے۔

تیسرا طریقہ

اس طریقہ میں خواتین کے ماہواری کے کپڑے خصوصاً غیر مسلم عورتوں کے ایام حیض کے گیلے کپڑے حاصل کیے جاتے ہیں اور ایک پیالے میں نچوڑ کر اس گندے خون سے تعویذ لکھتے ہیں تو شیطان جن حاضر ہوتا ہے۔

چوتھا طریقہ

اس طریقے میں قرآن پاک کی سورت یا آیت کو الٹا لکھتے ہیں اور بگاڑتے ہیں تا کہ بے حرمتی ہو مثلاً اَلْحَمْدُ کو دَمْ حَلا یا اس طرح کا لفظ بناتے ہیں جو منتر سے ملتا جلتا ہے۔ یہ سب کچھ شیطان کے کہنے پر کیا جاتا ہے اور ایسی عبارت پڑھ کر جنات سے ہم کلام ہوتے ہیں۔

پانچواں طریقہ

رات کے کسی حصہ میں کھلے آسمان تلے بعض مخصوص ستاروں سے اپنے خیال کے مطابق گفتگو کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ستاروں سے بات ہو رہی ہے حالانکہ شیطان بات کرتا ہے۔

چھٹا طریقہ

اس طریقے پر ایک نابالغ بچے کو بلاتے ہیں اس کے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر سیاہی لگاتے

ہیں۔ اس کے بعد اسے ایک کرسی پر بٹھاتے ہیں اور ایک مخصوص منتر پڑھاتے ہیں جب یہ بچہ پڑھتا ہے تو کچھ دیر کے بعد اسے اپنے انگوٹھے کی سیاہی میں ایک منظر نظر آتا ہے جیسے کہ آج کل ٹی وی سکرین پر مناظر نظر آتے ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ ایک شخص ہے جو جھاڑو سے مکان یا جگہ صاف کر رہا ہے۔ یہ جادوگر بچے سے کہتا ہے کہ پوچھو تم کون ہو؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں جنوں کے بادشاہ کے گھر کی صفائی کرنے والا ہوں۔ بچہ پوچھتا ہے دربار کب لگے گا؟ وہ کہتا ہے تھوڑی دیر میں۔ پھر دربار لگتا ہے۔ اور یہ بچہ دیکھتا ہے کہ کرسیاں بچھی ہوئی ہیں اور دربار لگا ہوا ہے۔ اور کچھ دیر کے بعد ایک بادشاہ آ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس طریقے سے وہ عامل یا جادوگر جن سے ہم کلام ہوتا ہے۔ یہ طریقہ جادو یا تعویذ حاصل کرنے والے گم شدہ چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

ساتواں طریقہ

اس طریقے میں جس شخص پر جادو کرنا ہو اس کی کوئی چیز منگوا کر اس پر منتر پڑھا جاتا ہے پھر جن یا شیطان سے کہہ کر اس شخص پر جادو کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حواشی

۱۔ یاد رہے کہ آج کل ہم اپنی نئی نسل کو بھی ایسے مہمل کلمات ہی سکھا رہے ہیں۔ چنانچہ ''عینک والا جن'' کے نام سے جو سیریز ٹیلی ویژن پر چلتی رہی ہے اس میں جادو کرنے کے لیے ''سامری جادوگر'' کڑک جھم جھم۔ ای یو۔ گھم گھم گھما۔ جھم جھم جھما۔ کھچو کما کھچو کما'' کے مجہول الفاظ استعمال ہوتے رہے جو نئی پود کے زبان زد عام ہوئے۔

۲۔ پس مسلمانوں کو ان لوگوں کی خوشنما پگڑیوں، لمبی لمبی داڑھیوں اور خوبصورت چہروں کے جال میں نہ آنا چاہیے کیونکہ انھوں نے قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ یہ لوگ علم غیب اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اولیاء الشیطان ہیں، نہ کہ اولیاء الرحمٰن۔ کیونکہ جو خود ''ولی ابن ولی'' ہونے کے بلند بانگ دعوے کرے، دیدہ زیب اشتہار چھپوائے اور تزکیہ نفس کا مدعی ہو، وہ جھوٹا ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا ہے: **فلا تزکوا انفسکم** ''خود اپنی پاکبازی کا اظہار نہ کرو۔'' (النجم:۱۰۲)

اولیاء اللہ کی شان یہ نہیں کہ وہ اپنے زہد وتقویٰ کا ڈھونڈرا پیٹتے پھریں۔ ان کی شان تو یہ ہے کہ انھیں اپنے ہی عیوب شمار کرنے سے فرصت نہیں ان پر ہر وقت خوف خدا طاری رہتا ہے۔ جب معاملہ یہ ہے تو یہ کس طرح لوگوں کے پاس جا کر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ دیکھو! ہم اولیاء اللہ ہیں اور ہم غیب دانی میں ماہر ہیں۔'' جبکہ قرآن مجید میں ہے ''اسی (اللہ) کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' (الانعام:۵۹)

ان دعوؤں میں تو یہ خواہش پوشیدہ ہے کہ یہ شخص اس حرکت سے مخلوق خدا کے دلوں میں کوئی مقام حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس نوع کی باتوں سے دولت دنیا سمیٹنے کا متمنی ہے۔ ہر شخص کو صحابہؓ کرام اور تابعین عظام کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا چاہیے جو تمام اولیاء کے سردار اور پیشوا تھے۔ کیا ان میں سے کسی نے اس قسم کا دعویٰ کیا؟ اور کوئی خلاف شریعت بات بان سے نکالی؟

اگر آپ اولیاء اللہ کی صفات دیکھنا اور پڑھنا چاہتے ہیں تو قرآن مجید کی سورتوں رعد، مومنون، فرقان، زاریات اور طور کی تلاوت کیجیے!

قرآن کریم میں بیان کردہ مومنون کی صفات میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ اللہ سے کیے گئے وعدوں کو توڑتے نہیں بلکہ پورا کرتے ہیں۔

۲۔ صلہ رحمی کرتے یعنی رشتہ داروں کا حق ادا کرتے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔
۴۔ آخرت کے حساب سے کانپتے ہیں۔
۵۔ اللہ کی رضا کے لیے صبر کرتے ہیں۔
۶۔ نماز قائم کرتے ہیں۔
۷۔ اپنا مال دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔
۸۔ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں۔
۹۔ اللہ کے ذکر سے ان کے دل اطمینان پاتے ہیں۔
۱۰۔ اچھے اعمال کرتے ہیں۔
۱۱۔ زمین پر عاجزی سے اور آہستہ چلتے ہیں۔
۱۲۔ جاہلوں سے ملتے ہیں تو الجھنے کی بجائے سلام کہہ کر نکل جاتے ہیں۔
۱۳۔ راتیں اللہ کے حضور قیام رکوع اور سجدوں میں گزارتے ہیں۔
۱۴۔ عذاب دوزخ سے رب کی پناہ مانگتے ہیں۔
۱۵۔ فضول خرچی نہیں کرتے۔
۱۶۔ کنجوسی سے بھی کام نہیں لیتے۔
۱۷۔ اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے۔
۱۸۔ ناحق قتل نہیں کرتے۔
۱۹۔ سحری کے وقت توبہ استغفار کرتے ہیں۔
۲۰۔ جھوٹ نہیں بولتے۔
۲۱۔ فضول اور بے ہودہ کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔
۲۲۔ سائل کو محروم نہیں کرتے۔
۲۳۔ زنا نہیں کرتے۔

(ان صفات کے حاملین اصل اولیاء اللہ ہیں جن کو کسی قسم کا غم نہ ہوگا)۔

(بحوالہ جادو اور کہانت)

جادو کے اثرات

یہ دنیا دارالاسباب ہے اور جادو بھی ایک سبب ہے اور اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے' جب اللہ کو منظور ہو...... جیسے حملہ آور کی گولیاں یا چھری اور چاقو کا وار بھی اللہ کے اذن سے تکلیف پہنچاتا اور جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔ وگرنہ اللہ تعالیٰ مضروب اور مجروح کو بچا لیتا ہے چنانچہ جادوگر جادو کے اثر سے مختلف کام کر سکتا ہے مثلاً:

۱۔ جادو کے اثر سے کوئی شخص بیمار پڑ سکتا ہے (جیسا کہ اس کا جسم دوسری بیماریوں کا اثر قبول کرتا ہے)

۲۔ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی ہو سکتی ہے (جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت ۱۰۲ میں بیان ہوا ہے) یا شوہر بیوی کے ساتھ تو رہے مگر سالہا سال تک بیوی کے قریب نہیں جا سکتا۔

۳۔ مخلص دوستوں میں علیحدگی ہو سکتی ہے۔

۴۔ کسی شخص کی زبان بندی اس طور پر کہ بعض مخصوص مواقع پر بات نہ کر سکے اور زبان گنگ ہو کے رہ جائے۔

۵۔ کوئی شخص بظاہر صحت مند ہو سارے کام سرانجام دے مگر مسحور ہونے کے باعث وقفے وقفے سے ضیق الصدر' سانس میں تنگی اور دل میں گھٹن جیسی بیماریاں محسوس کرے جن کا اثر بظاہر جسم پر نہیں دیکھتا اور ظاہری طور پر کوئی علامت نہیں ہوتی مگر دل و دماغ متاثر ہوتے ہیں۔

۶۔ بعض لوگوں کے کاروبار تباہ ہو جاتے ہیں' دکانیں اور مکان ویران ہو جاتے ہیں کیونکہ جادوگر اپنے موکل شیطانوں کو وہاں بھیجتے ہیں جو جھگڑا اور ہنگامہ کرتے ہیں چنانچہ کوئی شخص ایسی دکانوں سے سودا خریدنے اور ایسے مکانوں میں رہنے بسنے پر آمادہ نہیں ہوتا اس طرح ایسی سجی ہوئی دکانیں اور شاندار عمارات ویران ہو جاتی ہیں بلکہ لوگوں کی زبان پر ان کے بارے میں عجیب و غریب کہانیاں مشہور ہو جاتی ہیں کہ یہ جگہیں آسیب زدہ ہیں' جنات کا مرکز اور ان کے زیر سایہ ہیں۔ لہٰذا لوگ ڈرتے ہوئے ان کے قریب نہیں پھٹکتے۔

۷۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ جادو کے اثر سے کسی شخص کا ذہن مفلوج ہو جاتا ہے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ قوت فیصلہ ختم ہو جاتی ہے۔ اسے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کرے مگر یہ

سب باتیں تب واقع ہوتی ہیں جب اللہ کا اذن ہو وگرنہ تمام جادوگر بھی مل کر کچھ نہیں کر سکتے۔

جادو کا علاج

یہ بات تو ثابت ہو چکی کہ جادو ایک علم ہے مگر کفر ہے۔ اس کا سیکھنا سکھانا اور کرنا کرانا حرام ہے۔ تاہم ذہن و قلب اور جسم پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن یہ سب کچھ باذن اللہ ہوتا ہے۔ یہ شیطانی عمل بفحوائے عبارت قرآنی:

ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر (البقرہ)

''لیکن شیطان (اور جنات) کفر کرتے ہیں جو انسانوں کو جادو سکھاتے ہیں۔''

اور انسانوں پر طرح طرح کے حملے کرنے اور حربے آزمانے کی غیر معمولی قوتیں شیطانوں اور جنوں کو اللہ کی طرف سے بطور مہلت ملی ہیں۔ اگر اللہ کا حکم نہ ہو تو دونوں مل کر بھی کچھ نہیں کر سکتے اور بعض چیزوں میں تو یہ بالکل ہی بے بس ہیں۔ مثلاً شیاطین قرآن مجید میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح کے سچے اور پکے بندوں پر ان کا بس نہیں چلتا اور اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابلیس نے کہا۔

الا عبادک منھم المخلصین ۝

''ان میں سے تیرے مخلص بندوں (پر میرا بس نہیں چلے گا)

نیز ان کے حملے کمزور عقیدے والوں پر کارگر ہوتے ہیں جن کے دل میں عجیب و غریب وسوسے اور ڈر خوف پہ مبنی خیالات پیدا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے بھی شیطان کے مکر و فریب کو بودا اور کمزور قرار دیا ہے۔

بہر حال اللہ نے اگر جادو جیسے حرام علم کو بطور آزمائش اتارا ہے تو اس کا توڑ اور علاج بھی نازل کیا ہے۔ چنانچہ احادیث میں ہے کہ جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ رات کو سونے سے قبل اللہ کا نام لے کر دروازے کھڑکیاں بند کر لو۔ برتن ڈھانپ لو۔ شیطان کھولنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کوئی شخص گھر سے نکلتے وقت مسنون دعا ''بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لا حَوْلَ وَلا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' پڑھ لے تو شیطان دور ہٹ جاتا ہے۔

رات کو سوتے وقت شیطان انسان کی گدی کے قریب بالوں میں تین گرہیں دیتا ہے اور کہتا ہے سو جاؤ رات بڑی لمبی ہے مگر یہ گرہیں تب ہی بندھی رہ سکتی ہیں اگر انسان شیطان کا دوست بن کر غفلت کی نیند سوتا رہے لیکن اگر رحمٰن کا بندہ بن کر سحری کے وقت آنکھ کھولتے ہی اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اٹھ کر وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور (تہجد یا فجر کی) نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور انسان تازہ دم ہو جاتا ہے بلکہ سارا دن ہشاش بشاش رہتا ہے۔ وگرنہ دن چڑھے اٹھتا ہے تو سارا دن سستی اور کاہلی کا شکار رہتا ہے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کے وار اور ان کے اثرات شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور شیطان کا رد اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

اِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ.

''اگر تمہیں شیطان کی طرف سے بہکاوے کا اندیشہ ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔''

چنانچہ سب سے پہلے تو اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ مِنۡ نَفۡخِہٖ وَنَفۡثِہٖ وَھَمۡزِہٖ پڑھنا چاہیے۔ اس کے بعد ایسا عمل کرے جس کا ذکر قرآن و حدیث میں ہو' آثار صحابہؓ سے ثبوت ملتا ہو یا تابعین نے کوئی مجرب عمل اپنی کتب میں نقل کیا ہو۔

جیسے قرآن اور شہد سے شفا حاصل ہونا کتاب اللہ میں مذکور ہے۔

حضور نے فرمایا ہے کہ کلونجی میں ہر بیماری کی شفا ہے سوائے موت کے (چنانچہ نہار منہ شہد کے ساتھ چند دانے کلونجی کے کھا لینے چاہئیں)

اسی طرح آب زمزم بہترین غذا اور بیماری کے لیے شفا بھی ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ ایک مہینہ یمن سے آ کر حرم مکہ میں رہے۔ نہ صرف بھوک سے نجات ملی بلکہ موٹاپا بھی آ گیا۔ اسی طرح مدینہ کی عجوہ کھجور کے بارے میں ہے کہ جس نے صبح سویرے سات کھجوریں کھا لی۔ اس دن نہ جادو کا اثر نہ زہر کا۔

علاج بالدعا: اگر کوئی شخص جادو زدہ ہو' نیند میں ڈرا ہوا ہو' نفسیاتی اور ذہنی مریض ہو یا دودھ نہ پینے والا اور روتا رہنے والا بچہ ہو تو اس پر مندرجہ ذیل آیات کے ذریعے سات دن یا اکیس دن یا چالیس دن تک خود دم کرے یا کسی ایسے شخص سے دم کروائے جس کا عقیدہ اور عمل درست ہو' وہ شریعت کی تابع کرنے والا ہو' جھوٹا فریبی اور دھوکے باز نہ ہو اور اس نے دم کو دکانداری نہ بنا رکھا ہو تو اللہ تعالیٰ مریض کو شفا عطا فرماتا ہے۔

سب سے پہلے تعوذ پڑھے یعنی (اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ مِنۡ نَفۡخِہٖ وَنَفۡثِہٖ وَھَمۡزِہٖ) پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ سات مرتبہ' سورۂ بقرہ کی شروع کی پانچ آیات' آیۃ الکرسی اور بعد کی دو آیات سورہ بقرہ کی آخری تین آیات' آیات سحر (یعنی سورۂ اعراف ۱۱۷۔۱۲۵' سورۂ یونس ۷۹ سے ۸۲ تک' سورۂ طٰہٰ ۶۵ سے ۷۹)' سورۂ حشر کی آخری چار آیات' سورۂ اعراف ۵۴ تا ۵۶' سورۂ بقرہ ۱۶۴' قرآن پاک کی چھ آیات شفاء جنھیں سلف صالحین اور تابعین نے آزمایا اور شفا کو پایا یعنی بنی اسرائیل ۸۲' یونس ۵۷' توبہ ۱۴' حم السجدہ ۴۴' النحل ۶۹' شعراء ۸۵' قرآن کی تین آیات جنھیں احادیث میں اسم اعظم کہا گیا ہے یعنی آل عمران ۱۔۲' طٰہٰ ۱۱۱' بعض احادیث میں آیۃ الکرسی' آل عمران ۱۸' البقرہ ۱۶۳' الم نشرح' الکٰفرون' الفلق' الناس۔ (آیات کی تفصیل صفحہ ۴۲۱' ۴۹۵ پر ہے)

نیز وہ دعائیں اور کلمات جو حضورؐ سے ثابت ہیں۔ یعنی بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِہٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (ترمذی' وہ دم جو جبرائیل علیہ السلام نے

بیماری کی حالت میں حضورؐ پر کیا (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ)، اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔

مجمع الزوائد میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ بیری کے پتے لے کر پانی میں ابالیں اور آیۃ الکرسی، سورۂ اخلاص، معوذتین اور آیات سحر پڑھ کر اس پر دم کریں اور مسحور شخص کو پلائیں اور اس سے غسل کرائیں تو اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے گا۔ بہرحال مذکورہ بالا دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ شیطان اور نظر بد وغیرہ سے بچائے گا اور کوئی تکلیف قریب نہیں آئے گی۔ نیز ہر قسم کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے مومن کا سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے کہ وہ باوضو رہے باقاعدہ نماز ادا کرے۔ کبیرہ گناہوں سے بچے واجبات کو ادا کرے (ممکن ہو تو نماز تہجد کی عادت ڈالے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر رحمت کے خزانے تقسیم کر رہا ہوتا ہے) گھروں اور دکانوں کی ویرانی اور کاروبار کی بے برکتی دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان جگہوں کو تصویروں، آڈیو وڈیو کیسٹوں، گانوں، فلموں اور ڈراموں جیسے گندے مواد سے پاک کرو۔ انھیں گھر سے باہر نکالو کیونکہ حضورؐ کی حدیث ہے کہ تصویروں والے گھر میں رحمت اور برکت کے فرشتے نہیں آتے جب گھر میں آرٹ اور کلچر کے نام پر بت رکھے ہوئے ہوں۔ شادی کی تصویریں کھلاڑیوں اور فلمی اداکاروں کی تصویریں موجود ہوں تو رحمت اور برکت کیسے آئے گی؟ بے شک نمازیں پڑھتے رہو اور سورۃ البقرہ کی تلاوت کرتے رہو لیکن جب تک شیطانی تصویروں کو نہ ہٹاؤ گے، بے برکتی کی بنیاد کو صاف نہ کرو گے، گانے بجانے کے آلات کو نہ نکالو گے تو نماز اور سورۃ البقرہ سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو گا۔ اس سلسلہ میں ایک تمثیل بہت عمدہ اور مفید ہے۔

یعنی کسی گاؤں کے کنویں میں ایک کتا گر گیا اور کنویں کا پانی ناپاک ہو گیا۔ گاؤں والوں نے مولوی صاحب سے کنواں پاک کرنے کا مسئلہ پوچھا انھوں نے فرمایا کہ کنویں کا سارا پانی نکال دو۔ دیہاتیوں نے ایسی ہی کیا اور مولوی صاحب سے کہا کہ چل کر دیکھ لیجیے۔ ہم نے سارا ناپاک پانی نکال دیا ہے۔ مولوی صاحب نے جا کر دیکھا تو پانی تو نکال دیا گیا تھا مگر کتا ابھی کنویں کے اندر ہی موجود تھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا بے وقوفو! جب تک کتا نہیں نکالو گے کنواں پاک نہیں ہو گا۔ چنانچہ جب تک ہم اپنے گھروں سے مرے ہوئے کتے کی مانند ٹی وی اور وی سی آر نہیں نکالیں گے۔ گھر پاک صاف نہیں ہوں گے؟ یاد رکھو کہ صبح سویرے تلاوت یا قوالی کی ایک کیسٹ لگا لینے سے گھر اور دکان پاک نہیں ہو جاتی۔

نظر بد کا ایک اور علاج: تعوذ تسمیہ، سورۃ الملک کی آیت "فارجع البصر" تین مرتبہ، سورۃ القلم کی آخری دو آیات تین مرتبہ، سورۂ یوسف آیت ۶۷۔۶۸، دعا اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ القَامات مِنْ غَضَبِہٖ تین مرتبہ، اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ (تین مرتبہ) کسی کاغذ یا برتن پر لکھ کر گھول کر پلایا جائے۔ اگر جادو کے اثر سے مرد کو بیوی سے روک دیا گیا ہو۔ تو ابن

اِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ.

”اگر تمھیں شیطان کی طرف سے بہکاوے کا اندیشہ ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔“

چنانچہ سب سے پہلے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ نَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ وَھَمْزِہٖ پڑھنا چاہیے۔ اس کے بعد ایسا عمل کرے جس کا ذکر قرآن و حدیث میں ہو، آثار صحابہؓ سے ثبوت ملتا ہو یا تابعین نے کوئی مجرب عمل اپنی کتب میں نقل کیا ہو۔

جیسے قرآن اور شہد سے شفا حاصل ہونا کتاب اللہ میں مذکور ہے۔

حضور نے فرمایا ہے کہ کلونجی میں ہر بیماری کی شفا ہے سوائے موت کے (چنانچہ نہار منہ شہد کے ساتھ چند دانے کلونجی کے کھا لینے چاہئیں)

اسی طرح آب زمزم بہترین غذا اور بیماری کے لیے شفا بھی ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ ایک مہینہ یمن سے آ کر حرم مکہ میں رہے۔ نہ صرف بھوک سے نجات ملی بلکہ موٹاپا بھی آ گیا۔ اسی طرح مدینہ کی عجوہ کھجور کے بارے میں ہے کہ جس نے صبح سویرے سات کھجوریں کھا لیں۔ اس دن نہ جادو کا اثر نہ زہر کا۔

علاج بالدعا: اگر کوئی شخص جادو زدہ ہو، نیند میں ڈرا ہوا ہو، نفسیاتی اور ذہنی مریض ہو یا دودھ نہ پینے والا اور روتا رہنے والا بچہ ہو تو اس پر مندرجہ ذیل آیات کے ذریعے سات دن یا اکیس دن یا چالیس دن تک خود دم کرے یا کسی ایسے شخص سے دم کروائے جس کا عقیدہ اور عمل درست ہو، وہ شریعت کی تابع کرنے والا ہو، جھوٹا فریبی اور دھوکے باز نہ ہو اور اس نے دم کو دکانداری نہ بنا رکھا ہو تو اللہ تعالیٰ مریض کو شفا عطا فرماتا ہے۔

سب سے پہلے تعوذ پڑھے یعنی (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ نَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ وَھَمْزِہٖ) پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ سات مرتبہ، سورۂ بقرہ کی شروع کی پانچ آیات، آیۃ الکرسی اور بعد کی دو آیات سورہ بقرہ کی آخری تین آیات، آیات سحر (یعنی سورۂ اعراف ۱۱۷_۱۲۵، سورۂ یونس ۷۹ سے ۸۲ تک، سورۂ طہٰ ۶۵ سے ۷۹)، سورۂ حشر کی آخری چار آیات، سورۂ اعراف ۵۴ تا ۵۶، سورۂ بقرہ ۱۶۴، قرآن پاک کی چھ آیات شفاء جنھیں سلف صالحین اور تابعین نے آزمایا اور شفا کو پایا یعنی بنی اسرائیل ۸۲، یونس ۵۷، توبہ ۱۴، حم السجدہ ۴۴، النحل ۶۹، شعراء ۸۵، قرآن کی تین آیات جنھیں احادیث میں اسم اعظم کہا گیا ہے یعنی آل عمران ۱۔۲، طٰہٰ ۱۱۱، بعض احادیث میں آیۃ الکرسی، آل عمران ۱۸، البقرہ ۱۶۳، الم نشرح، الکٰفرون، الفلق، الناس۔ (آیات کی تفصیل صفحہ ۴۲۱، ۴۹۵ پر ہے)

نیز وہ دعائیں اور کلمات جو حضورؐ سے ثابت ہیں۔ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی، وہ دم جو جبرائیل علیہ السلام نے

بیماری کی حالت میں حضورؐ پر کیا (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُوْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنِ حَاسِدٍ اللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ)، اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔

مجمع الزوائد میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ بیری کے پتے لے کر پانی میں ابالیں اور آیۃ الکرسی، سورۂ اخلاص، معوذتین اور آیات سحر پڑھ کر اس پر دم کریں اور مسحور شخص کو پلائیں اور اس سے غسل کرائیں تو اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے گا۔ بہرحال مذکورہ بالا دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ شیطان اور نظر بد وغیرہ سے بچائے گا اور کوئی تکلیف قریب نہیں آئے گی۔ نیز ہر قسم کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے مومن کا سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے کہ وہ باوضو رہے باقاعدہ نماز ادا کرے۔ کبیرہ گناہوں سے بچے واجبات کو ادا کرے (ممکن ہو تو نماز تہجد کی عادت ڈالے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر رحمت کے خزانے تقسیم کر رہا ہوتا ہے) گھروں اور دکانوں کی ویرانی اور کاروبار کی بے برکتی دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان جگہوں کو تصویروں، آڈیو وڈیو کیسٹوں، گانوں، فلموں اور ڈراموں جیسے گندے مواد سے پاک کرو۔ انھیں گھر سے باہر نکالو کیونکہ حضورؐ کی حدیث ہے کہ تصویروں والے گھر میں رحمت اور برکت کے فرشتے نہیں آتے جب گھر میں آرٹ اور کلچر کے نام پر بت رکھے ہوئے ہوں۔ شادی کی تصویریں کھلاڑیوں اور فلمی اداکاروں کی تصویریں موجود ہوں تو رحمت اور برکت کیسے آئے گی؟ بے شک نمازیں پڑھتے رہو اور سورۃ البقرہ کی تلاوت کرتے رہو لیکن جب تک شیطانی تصویروں کو نہ ہٹاؤ گے، بے برکتی کی بنیاد کو صاف نہ کرو گے، گانے بجانے کے آلات کو نہ نکالو گے تو نماز اور سورۃ البقرہ سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس سلسلہ میں ایک تمثیل بہت عمدہ اور مفید ہے۔

یعنی کسی گاؤں کے کنویں میں ایک کتا گر گیا اور کنویں کا پانی ناپاک ہو گیا۔ گاؤں والوں نے مولوی صاحب سے کنواں پاک کرنے کا مسئلہ پوچھا انھوں نے فرمایا کہ کنویں کا سارا پانی نکال دو۔ دیہاتیوں نے ایسی ہی کیا اور مولوی صاحب سے کہا کہ چل کر دیکھ لیجئے۔ ہم نے سارا ناپاک پانی نکال دیا ہے۔ مولوی صاحب نے جا کر دیکھا تو پانی تو نکال دیا گیا تھا مگر کتا ابھی کنویں کے اندر ہی موجود تھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا بے وقوفو! جب تک کتا نہیں نکالو گے کنواں پاک نہیں ہوگا۔ چنانچہ جب تک ہم اپنے گھروں سے مرے ہوئے کتے کی مانند ٹی وی اور وی سی آر نہیں نکالیں گے۔ گھر پاک صاف نہیں ہوں گے؟ یاد رکھو کہ صبح سویرے تلاوت یا قوالی کی ایک کیسٹ لگا لینے سے گھر اور دکان پاک نہیں ہو جاتی۔

نظر بد کا ایک اور علاج: تعوذ تسمیہ، سورۃ الملک کی آیت "فارجع البصر" تین مرتبہ، سورۃ القلم کی آخری دو آیات تین مرتبہ، سورۂ یوسف آیت ۶۷۔۶۸، دعا اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ القَامَاتِ مِنْ غَضَبِہٖ تین مرتبہ، اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَۃٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ (تیمیہ) کسی کاغذ یا برتن پر لکھ کر گھول کر پلایا جائے۔ اگر جادو کے اثر سے مرد کو بیوی سے روک دیا گیا ہو۔ تو ابن

بطال نے کہا ہے کہ وہب بن منبہ کی کتاب میں ہے۔

> ’’بیری کے سات سبز پتے لے کر ان کو پیس کر پانی میں ڈال دو اور اس پانی پر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر دم کر دو۔ تین گھونٹ بیمار (مرد یا عورت جس پر بھی جادو کیا گیا ہے) کو پلا دو اور باقی پانی سے وہ غسل کرے۔ بیمار کے لیے یہ نسخہ تیر بہدف ہے۔ اللہ اس کو شفا دے گا۔‘‘
>
> (بحوالہ جادو اور کہانت)

دم کرنا یا کرانا

حدیث کی مشہور کتاب ''صحیح مسلم'' میں حضرت عوف بن مالک سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے اس کے متعلق آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ کیا حکم ہے؟ فرمایا دم کے الفاظ پیش کرو۔ اگر شرک کی ملاوٹ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ احادیث میں تعویذ گنڈے لٹکانے اور دھاگے باندھنے کی تو ممانعت آئی ہے لیکن اگر شرکیہ الفاظ نہ ہوں تو دم کرنا کرانا جائز ہے۔ آنحضرتؐ نے خود معوذتین (سورۃ الفلق، الناس) سے اپنے جسم پر دم کیا اور جس بیماری میں حضورؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اس میں حضرت عائشہؓ پڑھ کر آپؐ کے ہاتھوں پر دم کرتیں اور آپؐ اپنے ہاتھوں کو اپنے بدن مبارک پر پھیر لیتے تھے۔ اسی طرح آپؐ کی زندگی میں کسی بیماری کے دوران آپؐ کو حضرت جبرئیل نے آ کر دم کیا۔ البتہ ممانعت اس دم کی ہے جو عربی زبان میں نہ ہو (کیونکہ اس کے معانی معلوم نہیں ہوتے اور بعض اوقات یہ کفریہ الفاظ ہوتے ہیں) یا ایسا دم بھی منع ہے جس میں شرکیہ کلمات پائے جاتے ہیں اور غیر اللہ سے استعانت (مدد) مانگی گئی ہو۔ البتہ وہ دم جس میں صرف اللہ تعالیٰ کے نام اس کی صفات اور آیات قرآنیہ تلاوت کی جائیں یا وہ دعائیں پڑھی جائیں جو آنحضرتؐ سے ثابت ہیں۔ وہ مستحسن اور جائز ہے (یاد رہے کہ آیات قرآنی یا مسنون کلمات اور دعاؤں سے دم کر کے معاوضہ لینا بالکل ناجائز ہے۔ لہٰذا ایسی دکانیں کھولنا اور دم کو بطور کاروبار اپنانا بالکل درست نہیں)

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ دم اور رقیہ جس میں مندرجہ ذیل تین شرائط پائی جائیں جائز ہے۔

۱۔ وہ دم جو کلام اللہ اسماء اللہ اس کی صفات پر مبنی ہو۔

۲۔ وہ دم جو عربی زبان میں ہو اس کے معنی بھی واضح اور مشہور ہوں اور مطابق شریعت اسلامی ہو۔

۳۔ دم کرنے اور کرانے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ دم فی نفسہ کوئی با اثر چیز نہیں ہے بلکہ سارا معاملہ اللہ سے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اثر ہو گا اور آخری فیصلہ کن بات حدیث رسول میں یوں وارد ہوئی ہے۔

(عن ابی سعیدن الخدری رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يتعوذ من الجان و عين الانسان حتى نزلت المعوذتان فلما نزلت اخذ بهما و ترک ما سواهما) (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول پاکؐ شریر جنوں سے اور انسانوں کی نظر بد سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل ہو گئیں۔ پس آپ نے ان دونوں سورتوں سے دم کرنا شروع کیا اور باقی سب کلمات چھوڑ دیے۔''

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول پاکؐ کے ہمراہ تھا۔ جب ہم وادی جحفہ اور ابوا میں پہنچے تو ہمیں تند و تیز آندھی نے آ لیا اور سخت تاریکی چھا گئی۔ پس حضورؐ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت شروع کر دی اور مجھ سے کہا ''اے عقبہ ہمیشہ پناہ مانگ ان سورتوں کی تلاوت کے ذریعہ سے۔''

تعویذ گنڈہ کی حقیقت

جاہل لوگ تعویذ دھاگے اور اسی قسم کی دیگر رسموں کا ارتکاب محض اس خیال سے کرتے ہیں کہ بخار وغیرہ اتر جاتا ہے اور مصائب دور ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ جاہلیت میں اس قسم کے تعویذ گنڈوں کے عادی تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ ان سے آفات وغیرہ دور ہو جاتی ہیں اور جنات وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اور تابعین میں سے بڑے بڑے اہل علم کے درمیان تعویذات اور انھیں لٹکانے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا وہ جائز ہیں یا ناجائز؟ حضرت عبداللہ بن عمروؓ، ابو جعفر الباقر اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ وہ تعویذات جو قرآن کریم کی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ پر مشتمل ہوں وہ جائز ہیں البتہ وہ تعویذات جو شرکیہ کلمات پر مشتمل ہوں وہ ناجائز ہیں۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباس اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا موقف یہ ہے کہ ایسے تعویذات بھی ناجائز ہیں۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ، ابن حکیم، حضرت حذیفہ نیز شارح کتاب التوحید کچھ تامل کے بعد مندرجہ ذیل تین وجوہ کی بنا پر ناجائز ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔

۱۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ نہی عام ہے، عموم کو خاص کرنے والی کوئی حدیث نہیں ہے۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ شرکیہ اور بدعیہ تعویذات کا ذریعہ بند کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کو ممنوع قرار دے دیا جائے کیونکہ قرآن کی آیات سے ایسے تعویذ بھی لکھے جانے کا خطرہ ہے جو کتاب و سنت کے خلاف ہیں اور انسان کو مشرک بنا دیتے ہیں۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ قرآنی آیات سے لکھے ہوئے تعویذات گلے میں ڈالنے والا لازمی طور پر بیت الخلاء میں بھی جائے گا اور ان کو پہنے ہوئے استنجا وغیرہ بھی کرے گا۔

حضرت انسؓ سے مروی حدیث میں ہے:

(كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل الخلاء نزع خاتمه) (ابو داؤد)

''جب نبیؐ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے''

کیونکہ اس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا (یاد رہے کہ بعض لوگ ''اللہ'' کے نام کے یا قرآنی آیات سے لکھی ہوئی سونے کی انگوٹھیاں وغیرہ پہن لیتے ہیں اور اسی حالت میں بیت الخلاء میں بھی جاتے ہیں جو سخت بے ادبی اور قرآنی آیات کی توہین ہے۔ بعض لوگ ننھی منی کوڑیوں، ہڈیوں یا چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کا ہار بنا کر بچوں کے گلے میں ڈال دیتے ہیں کہ نظر بد سے محفوظ رہیں اور بیماری سے شفا پائیں۔ ایسے ہاروں کا پہننا سخت منع ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے تعویذ گنڈے والوں کے لیے یہ بددعا کی ہے کہ

(من تعلق ودعه فلا ورع الله له)

''جو سیپی گلے میں لٹکائے، اللہ تعالیٰ کرے کہ اسے آرام وسکون نہ ہو۔''

حضرت رویفع بن ثابتؓ سے مروی حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے رویفعؓ! لوگوں کو خبردار کر دو کہ جس نے اپنے گلے یا بازو میں دھاگہ باندھا حضرت محمدؐ اس سے بری اور بیزار ہیں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، جلد اول)

ابن ابی حاتمؒ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کی گردن میں دم کیا ہوا دھاگہ دیکھا۔ آپ نے دھاگا کاٹ دیا۔ اسی طرح آپ ایک شخص کی تیمارداری کے لیے گئے اور اس کے بازو میں دھاگہ دیکھا۔ آپ نے اسے کاٹ پھینکا اور یہ آیت مبارکہ پڑھی:

وما یؤمنُ اَکْثرُھُمْ باللّٰہ اِلَّا وھُمْ مُشرِکُونo

''یعنی ان میں سے اکثر لوگ اللہ کو مانتے تو ہیں لیکن اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔'' نیز فرمایا:

''اگر تو اس کو پہنے ہوئے فوت ہو جاتا تو میں تیری نماز جنازہ نہ پڑھتا۔''

حضرت وکیع فرماتے ہیں ان کا پہننا شرک ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے شوہر نے میری گردن میں ایک دھاگہ دیکھا اور پوچھا یہ دھاگہ کیسا ہے؟ عرض کیا۔ یہ مجھ کو دم کر کے دیا گیا ہے۔ سنتے ہی انھوں نے کاٹ پھینکا اور فرمایا: تم عبداللہ کا خاندان ہو تم شرک سے بے نیاز ہو۔

بقول امام نسائیؒ ''جادوگر جب کسی شخص کو جادو کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں تو دھاگہ لے کر اسے گرہ دیتے ہیں اور ہر گرہ پر کچھ پڑھ کر پھونک مارتے ہیں۔ جس سے وہ اپنے اس قبیح عمل میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے رب، اپنے مولا، اپنے الٰہ اور اس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے جو ہر چیز کا مالک ومختار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اس کی حفاظت اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ اسے ہر شر سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے محبت ومودت کا سلوک کرتا ہے کیونکہ وہی نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْر ''کیسا ہی عمدہ آقا اور کیسا ہی عمدہ مددگار ہے۔'' سورۂ زمر میں ہے:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (الزمر : ۳۶)

"کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں ہے!"

چنانچہ مصائب دور کرنے والا فقط اللہ ہے۔ موذی چیز سے تحفظ صرف اللہ تعالیٰ کے پاک نام اور صفات سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص جادوگر، شیاطین ان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق پر بھروسہ کرلے یا اپنے جسم پر تعویذ، دھاگہ لٹکائے اسے اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اسی کی تحویل میں دے دیتا ہے اور پھر انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ انسان تو انسان جاہل لوگ تو اپنے اونٹوں کے گلے میں بھی تانت کا ہار اس لیے پہنایا کرتے تھے کہ جانور نظر بد سے محفوظ رہیں لیکن آنحضرتؐ نے ان سب کو اتار پھینکنے کا حکم دیا اور فرمایا ان سے ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے جانوروں کے گلے میں لکڑی کے "گٹ" اور جوتیاں لٹکا دیتے ہیں۔ نئے مکانوں کی چھتوں پر الٹی ہنڈیا رکھ دیتے ہیں، نئے مکان کی دہلیزوں میں رنگ دار دھاگے ڈال دیتے ہیں اور بچے کی پیدائش کے وقت دروازے پر درخت کے پتے لٹکا دیتے ہیں۔ تاکہ یہ نظر بد سے محفوظ رہیں۔ اسی طرح ہماری نئی نسل انگلیوں میں لوہے اور پیتل وغیرہ کے چھلے، کلائی میں لوہے کے کڑے اور سیاہ دھاگے کے ڈورے پہنے پھرتی ہے، جس میں گانٹھیں دی ہوتی ہیں۔ حالانکہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص گرہ دیتے ہوئے پھونک مارے اس نے جادو کیا۔ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن حکیم مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

مَنْ تَعَلَّقَ شَیْئًا وُکِّلَ اِلَیْهِ (احمد، ترمذی)

"جس نے گلے یا بازو میں کوئی چیز لٹکائی وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔"

لہٰذا ہمیں اپنا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھنا چاہیے کیونکہ تمام حاجات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے اور جب وہ ذات پاک ذمہ لے تو تمام معاملات اسی کو سونپ دینے چاہئیں۔ پھر وہ رب جملہ حاجات میں آپ کا کفیل ہوگا، بعید ترین امکانات کو قریب تر کر دے گا اور ہر مشکل آسان کر دے گا لیکن اگر کوئی اپنا تعلق غیر اللہ سے قائم کرے گا اپنی رائے اور عقل پر بھروسہ کرے گا۔ مختلف تعویذات، دھاگوں اور جادو ٹونے سے وابستگی قائم کرے گا وہ انہی چیزوں کے سپرد کر دیا جائے گا، ذلیل و رسوا ہوگا اور اللہ کی رحمت سے دور ہو جائے گا۔

حضرت وہب بن منبہؒ، عطا خراسانی کو ایک حدیث قدسی سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ مجھے اپنی عزت و عظمت کی قسم میرے بندوں میں سے جو شخص مخلوق کو چھوڑ کر میرے ساتھ دلی تعلق قائم کرے گا ایسے شخص کے خلاف اگر ساتوں آسمان، زمینیں اور ان میں بسنے والے سازش کرنا چاہیں تو میں اس کے بچاؤ کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ نکال دوں گا۔ (تفسیر سورۃ الطلاق، آیت ۲) لیکن اگر اس نے مجھے چھوڑ کر مخلوق کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی کوشش کی تو میں تمام قسم کے اسباب

وذرائع کو ختم کردوں گا اور زمین اس کے پاؤں کے تلے سے نکال دوں گا۔ پھر مجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ کس وادی میں جا کر تباہ ہوتا ہے۔

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے انگلی میں پیتل کا چھلا پہنا ہوا تھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ واہنہ (بیماری) کی وجہ سے پہنا ہوا ہے۔ فرمایا اتار دے یہ کچھ فائدہ نہ دے گا بلکہ کمزوری اور بیماری بڑھا دے گا۔ اگر اس چھلے کو پہنے ہوئے تجھے موت آ گئی تو تو کبھی نجات نہ پا سکے گا۔

امام احمد نے ایک روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ حضورؐ نے ایک شخص کو بازو میں پیتل کا کڑا پہنے ہوئے دیکھا آپؐ نے پوچھا تجھ پر افسوس ہو یہ کیا ہے؟ اس نے کہا بیماری کے لیے پہنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا خبردار اس سے تیری بیماری اور کمزوری گھٹے گی نہیں اسے اتار دو اور اگر یہ پہنے ہوئے تجھے موت آ گئی تو تو کبھی بھی نجات نہ پائے گا۔

مسند احمد میں حضرت عقبہ بن عامر سے مرفوعا روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص اپنے گلے میں تعویذ لٹکاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی خواہش کو پورا نہ کرے اور جو شخص سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ اسے آرام نہ دے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جس شخص نے اپنے گلے میں تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

ابوالسعادت ''نہایہ'' میں لکھتے ہیں کہ عرب لوگ اپنے بچوں کو گلے میں تعویذ ڈالتے تھے تاکہ وہ نظر بد سے محفوظ رہیں لیکن اسلام نے اس کو باطل قرار دیا ہے۔ (بحوالہ جادو اور کہانت)

پراسرار علوم کے ماہر
استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ

آپ بیتی

جب میں نے عملیات کی دنیا میں قدم رکھا

یہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے۔ میری عمر ۱۴ برس تھی۔ ان دنوں میری چچی جان پر جنات کا سایہ تھا، آئے دن کوئی نہ کوئی عامل جنات کو مار بھگانے کے لیے بلایا جاتا لیکن تمام تر دعووں کے باوجود وہ جن کسی کے قابو میں نہ آتا۔ بہر حال مجھے اس وقت یہ خیال آیا کہ ضرور کوئی ایسا عمل سیکھنا چاہیے کہ اگر کہیں ضرورت پڑ جائے تو اس سے کام لیا جا سکے یا کسی کی پریشانی کو دور کرنے میں مدد لی جا سکے۔ لیکن آہستہ آہستہ جب میں نے اس شوق کی خاطر بھاگ دوڑ شروع کی تو کوئی عامل یا استاد صحیح رہنمائی نہ کرتا۔ میں نے ہمت نہ ہاری اور کوشش جاری رکھی۔ ہمارے شہر میں ایک سائیں صفاں والا ہوا کرتا تھا۔ میں نے اس کی بہت خدمت کی بلکہ میں نے انہی سے آغاز کیا۔ میرے علاوہ بھی بہت سے شائقین کی تعداد موجود تھی۔ جو ہر دم خدمت پر کمربستہ رہتی ہر ایک کو یہ فکر تھی کہ استاد کسی طرح خوش ہو جائے اور شاید کوئی عمل ہمیں سکھا دے۔ لیکن اس نے کسی کو کچھ نہیں دیا۔ ابلیس کا تو بس نام ہی بدنام ہے۔ اصل کام تو یہ ظالم لوگ کرتے ہیں۔ جو دوسروں کی زندگیوں کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ ان کی رہنمائی کرنے کی بجائے انھیں مزید گمراہ کرتے ہیں۔ خدا خدا کر کے سائیں نے مجھے ایک عمل بتایا جس کے وہ خود بھی عامل تھے۔ میں نے تین بار وہ عمل کیا لیکن مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ عامل لوگ ''عمل'' سے متعلق ایک آدھ اہم بات شاگرد کو نہیں بتاتے۔ اس طرح وہ عمل میں ناکام رہتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ عمل تم سے بھاری ہے یا اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شاگرد مزید خدمت جاری رکھتا ہے اور عامل کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ یہ سائیں کیونکہ ہمارے گھر کے قریب ہی تھے۔ اس لیے جو بھی فالتو وقت ہوتا میں ان کے پاس گزارتا اس شوق کے ہاتھوں گھر سے کئی مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا کرنا پڑتا جب مجھے یہاں سے کچھ نہ ملنے کا یقین ہو گیا تو میں نے کسی اور استاد کی تلاش شروع کی۔ مجھے کسی نے بتایا کہ منڈی ڈھاباں سنگھ کے قریب نواں

پنڈ میں صوفی عبداللہ رہتے ہیں جو "بابا جناں والا" کے نام سے مشہور ہیں۔ شوق کے ہاتھوں مجبور میں ایک دن اکیلا ان کے پاس پہنچ گیا میں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو انھوں نے کمال مہربانی فرمائی اور مجھے ایک عمل بتایا جس کو ایک مرتبہ پڑھنے پر دس منٹ صرف ہوتے تھے اور اسے ۱۰۱ مرتبہ پڑھنا تھا۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ کتنا وقت بنتا ہوگا۔ اس عمل کو ۷۱ دن عمل مکمل ہوگیا تو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو میں غصے میں ان کے پاس گیا۔ انھیں امید نہ تھی کہ یہ لڑکا اتنا سخت عمل کر لے گا انھوں نے اپنی جعل سازی کو چھپانے کے لیے صرف ایک بات کہہ کر ٹال دیا کہ آپ کا منہ دوسری طرف تھا فلاں طرف نہیں تھا جس طرف سے جنات نے آنا تھا۔ میں نے کہا یہ میری حالت دیکھیں مجھے کس بات کی سزا دی ہے اور آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں تھا کہ منہ کس طرف کرنا ہے۔ کہنے لگے بیوقوف تم ہو جس نے پوچھا نہیں جب انھوں نے یہ بات کہی تو میں غصے میں آپے سے باہر ہوگیا۔ جب میں واپس آنے لگا تو بابا جی کہنے لگے مجھے معلوم ہے تم بہت غصے میں ہو اس لیے تمھیں کچھ ملنا چاہیے تم نے بہت سخت محنت کی ہے۔ اس کا مجھے بھی دکھ ہے اب ایک عمل ہے وہ کرلو ساڑھے چار گھنٹے کا عمل تھا جو ۴۱ دن مسلسل کرنا تھا۔ میں یہاں اس عمل کا طریقہ بتا دیتا ہوں۔ تاکہ لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں کہ کالے جادو کے لیے انسان کیا کچھ کر گزرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ اس عمل میں صرف مردوں کو پکارنا تھا۔ میں رات بارہ بجے اٹھتا گھر سے غسل کر کے قبرستان پہنچ جاتا پہلے سے منتخب بوسیدہ اور پرانی قبر کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر وہاں ساڑھے چار گھنٹے جو عمل انھوں نے بتایا تھا اس کی پڑھائی کرتا۔ لیکن افسوس کہ ۴۱ دن مسلسل یہ سب کچھ کرنے کے باوجود مجھے کچھ حاصل نہ ہوا بے مقصد وقت ضائع کیا۔ آپ میرے دل کی کیفیت نہیں جان سکتے۔ میری تمام کوششیں بے کار ثابت ہو رہی تھیں۔ جبکہ میرا شوق اتنا ہی بڑھتا جا رہا تھا۔ میں نے جعلی عاملوں کے پیچھے ۱۵ قیمتی سال ضائع کیے۔

ایک دھوکہ باز عامل سے ملاقات

ایک پیشہ ور جعلی عامل کا ایک اور واقعہ سن لیں۔ نارووال کے قریب ایک گاؤں تھا وہاں ایک راجپوت قوم کا سائیں کالے خان یا کالے شاہ رہتا تھا۔ میں اس کے پاس پہنچا۔ اس نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے بہت زبردست انتظام کیا ہوا تھا۔ وہ جہاں رہتا تھا اس راستے پر اس نے ایک فرلانگ کے فاصلے پر اپنا ایک آدمی بٹھایا ہوتا تھا۔ جب میں وہاں جانے کے لیے اس راستے پر چلا تو ایک آدمی نے مجھے آواز دے کر بلایا اور میرے ساتھ بہت محبت کے ساتھ پیش آیا کہا کہ اتنی دور سے آئے ہو اور مجھے شربت پلایا کہنے لگا کہ کیا کام ہے کہاں جا رہے ہو میں نے سب کچھ بتا دیا۔ ادھر یہ مجھ سے تمام باتیں سن رہا ہے اور ادھر تمام باتیں واکی ٹاکی پر مذکورہ عامل سن رہا تھا، انھوں نے نیچے لائن بچھائی ہوئی تھی۔ اب جب میں وہاں پہنچا تو کالے شاہ نے مجھے میرے نام سے مخاطب کیا اور سب کچھ بتا دیا کہ اس کام سے آئے ہو۔ میں اس کے کمال پر بہت حیران ہوا اور دل میں سوچا کہ اس شخص سے مجھے ضرور کچھ ملے گا۔ وہ مجھے کہنے لگا ہم کام ضرور کرتے ہیں مگر مفت میں نہیں میں ۵۲۵ روپے لوں گا میں نے کہا کہ میرے پاس تو صرف ۵۰

روپے ہیں اس نے مجھے طنزیہ کہا شوق عمل سیکھنے کا ہے اور پاس کچھ بھی نہیں۔ میں وہاں سے واپس آ گیا لیکن کسی پل دل کو چین نہیں آتا تھا۔ دل کرتا تھا کہ اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں۔ بہت مشکل سے مطلوبہ رقم اکٹھی کی ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے بہت عزت کی اپنے قریب بٹھایا روٹی کھلائی اور چند الفاظ کا عمل بتایا جو بہت مختصر تھا۔ یہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا عمل تھا جسے ۴۱ دن مسلسل قریبی قبرستان میں عشاء کی نماز کے بعد کرنا تھا۔ اس سے صرف اتنا ہوا کہ قبرستان کے اندر جو موکلات تھے انھوں نے مجھے تنگ کیا اور ڈرانے کی کوشش کی لیکن مجھے ذرا بھی خوف محسوس نہ ہوا۔ جب ۴۱ دن پورے ہو گئے تو حسب سابق کچھ حاصل نہ ہوا سائیں صاحب کے پاس پہنچا اور انھیں بتایا۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نے تمھارے نام کی چراغی (ختم) چڑھائی تھی۔ لیکن اسے جنات کے بادشاہ نے قبول نہیں کیا۔ اب ۲۱۰۰ روپے کا مزید انتظام کرو دوبارہ حاضری کے لیے اتنا خرچہ آ جائے گا۔ آج کے حساب سے یہ رقم بہت زیادہ بنتی ہے۔ اس کے بعد میں دوبارہ وہاں نہیں گیا رقم بھی گنوائی سخت محنت کے نتیجے میں کچھ حاصل بھی نہ ہوا۔ لیکن میں نے ارادہ کیا تھا کہ کچھ بھی ہو اس علم کو حاصل کرنا ہے۔ ۱۴، ۱۵ سال کی انتھک محنت، راتوں کا جاگنا، گھر سے ڈانٹ ڈپٹ اور اس کے ساتھ ساتھ خراد کا کام بھی کرنا۔ جہاں کہیں عامل کا پتا چلا وہیں پہنچ جانا یہ میرا معمول تھا۔

استاد عبدالقیوم کی شاگردی

اس دوران مایوس ہو کر میں نے اپنے استاد سے بات کی میں نے لکڑی کے خراد کا کام ان سے سیکھا تھا وہ ملنگ جوگی تھے۔ میں نے انھیں بتایا کہ بہت وقت ضائع کیا ہے لیکن کچھ حاصل نہیں ہو رہا مجھے ان کے الفاظ آج بھی یاد ہیں۔ کہنے لگے دورنگی چھوڑ یک رنگ ہو جا۔ کہنے لگے اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہو اور یہ علم بھی مانگتے ہو۔ شوق کا یہ عالم تھا کہ میں نے کہا استاد جی ٹھیک ہے جو کہتے ہیں وہی کروں گا پھر میں نے جائز و ناجائز نہیں دیکھا۔ استاد جی نے کہا کہ اب تمھیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں گھر میں ہی بیٹھو اور عمل کرو بس عمل شروع کرنے سے پہلے ہم سے اجازت لے جاؤ۔ جادوگری اور شیطانی علوم سیکھنے کے لیے پہلے کام کا آغاز ہی شرک سے کرنا تھا۔ غیر اللہ کو پکارنا تھا۔ توحید پرست ہونے کے باوجود میں نے اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ کیا کر رہا ہوں۔ چند وظائف جو استاد نے بتائے تھے میں نے ان کی اجازت سے شروع کیے۔ ان وظائف میں اللہ کے نام کا شائبہ بھی نہ تھا تمام تر وظائف شرکیہ کلمات پ
مبنی تھے۔ جب میں نے پہلا عمل مکمل کیا تو مجھے وہ کچھ حاصل ہو گیا جو میں کرنا چاہتا تھا۔ جب میں استا
صاحب کے پاس گیا تو انھوں نے کہا کہ بتاؤ کچھ ملا کہ نہیں۔ تو میں نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا۔ ان عملیات کو سیکھنے کے بعد میں نے ان کو ہر جائز و ناجائز کام کے لیے خوب استعمال کیا۔ لیکن اس دوران میرے بہت
نقصان بھی ہوئے۔ میرے ہاں جو اولاد پیدا ہوتی فوت ہو جاتی۔ علامت یہ تھی کہ بچے کی پیدائش کے فور
بعد اس کے جسم کی رنگت نیلی ہو جاتی علاج معالجہ سے بھی کوئی فرق نہ پڑا۔ اس دوران میرے ۴ بچے فوت
ہو گئے۔ پراسرار علوم کا حصول اذیت ناک ہے۔ اس کے حصول کے لیے مصائب سے گزرنا پڑتا ہے اور ا

کے حصول کے بعد انسان نہ صرف ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس شیطان کا ہم نوا بن کر اس کی خوشنودی کے حصول میں مگن رہتا ہے۔ اس واقعہ سے آپ کو بخوبی اندازہ ہوگا میرے ایک دوست صوفی کشور رحمان نے بھی اس دشت زار میں بہت وقت گنوایا لیکن وہ کچھ حاصل نہ کر سکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی خوش قسمتی ہے۔ ایک دن میری ان سے ملاقات ہوئی کہنے لگے کہ ایک ملنگ نے ایک بہت کمال وظیفہ بتایا ہے اور کہا ہے کہ اصل کالا علم یہ ہے۔ ۱۲۰ فیصد درست نتیجہ نکلتا ہے۔ انھوں نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ فلاں جگہ پر بیٹھ کر اتنی مرتبہ اس عمل کو دھرانا ہے۔ میں نے کہا پڑھ کر سناؤ اس نے وہ الفاظ دو مرتبہ اپنی زبان سے ادا کیے۔ ان دنوں شوق کا عالم یہ تھا کہ مجھے وہ الفاظ یاد ہو گئے میں ذہن میں سوچ رہا تھا کہ اس کو تو اجازت مل گئی ہے۔ مجھے کون اجازت دے گا۔ میرے خراد کے استاد عبدالقیوم جو تلے عالی کے قریب رہتے تھے میں مشورہ کے لیے ان کے پاس گیا اور انھیں تمام واقعہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ خواہش ہے کہ یہ عمل بھی کر ہی لوں۔ مجھے اجازت دیجئے' کہنے لگے کہ یہ عمل بہت سخت ہے کہیں جان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھو۔ انھیں اس عمل کے بارے میں تمام تفصیلات کا علم تھا۔ انھوں نے خود بھی یہ عمل کر رکھا تھا۔

میری پہلی کامیابی؟

بہرحال میری منت سماجت کے بعد انھوں نے کہا کہ تمہارا شوق پورا ہو جائے اس لیے اجازت دے دیتا ہوں۔ اس کے بعد انھوں نے طریقہ کار سمجھایا۔ سب سے پہلا کام یہ تھا کہ رات ساڑھے بارہ بجے اٹھ کر غسل کرنا ہے سفید کپڑوں کا علیحدہ جوڑا اس کام کے لیے علیحدہ جوڑا اس کام کے لیے علیحدہ رکھنا ہے۔ جو پاک صاف ہو۔ اسے عمل کرنے سے پہلے پہننا ہے۔ قریبی قبرستان میں بوسیدہ قبر تلاش کر کے اس کے پاؤں کی طرف بیٹھنا ہے اور ۲۱۰۰ مرتبہ وظیفہ دھرانا ہے۔ ۴۱ دن مسلسل یہ عمل کرنا تھا۔ اس پر روزانہ کم و بیش ساڑھے تین گھنٹے صرف ہوتے تھے۔ جب میں نے یہ عمل شروع کیا تو مجھے احساس ہو گیا کہ یہ اتنا آسان کام نہیں لیکن میں نے ہمت نہ ہاری میں نے اپنے اردگرد حصار لگا کر عمل جاری رکھا۔ ۲۱ دن کے بعد یہ صورت حال ہوئی کہ عمل شروع کرنے کے ساتھ ہی میرے اردگرد بہت سارے چھوٹی نسل کے کتے جمع ہو جاتے اور تمام اطراف سے میرے اوپر سے چھلانگیں لگا کر ادھر ادھر جاتے۔ اس دوران وہ مسلسل بھونکتے رہتے۔ مجھے کیونکہ پہلے بھی کافی تجربے ہو چکے تھے۔ اس لیے نہ ہی مجھے ڈر آیا نہ ہی گھبرایا۔ میں نے یکسوئی اور مکمل توجہ کے ساتھ اپنا عمل جاری رکھا۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کی تسلی تھی کہ استاد پیچھے موجود ہے' جب میں نے ۳۷، ۳۸ ویں رات عمل شروع کیا تو ایک گدھے کے سائز کا خچر نما کتا میرے سامنے آ گیا اور اس نے خوفناک انداز میں بھونکنا شروع کر دیا۔ اس دوران میری نگاہ بار بار اس کی طرف اٹھتی لیکن خوف کی وجہ سے میں نظریں نیچی کر لیتا۔ وہ ایک جگہ جم کر بہت خوفناک انداز میں مسلسل بھونکتا رہا ہے۔ وہ نہ ہی آگے آتا اور نہ ہی پیچھے ہٹتا۔ اس خوفناک صورتحال کے باوجود میں نے عمل جاری رکھا۔ جب میں رات کو گھر جا کر سویا تو خواب میں بھی یہی منظر نظر آتا رہا۔

صبح میں استاد کے پاس پہنچا اور رات والا واقعہ بیان کیا انھوں نے کہا کہ اب ڈرو نہیں اور عمل جاری رکھو تمھارے جسم تک کوئی چیز نہیں پہنچے گی۔ مجھ پر جو خوف طاری تھا وہ دور ہو گیا باقی دن بھی کتے والی یہی صورت حال پیش آتی رہی۔ ۴۱ ویں رات میرے اوپر بہت بھاری تھی ڈر اور خوف بھی بہت تھا۔ شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر قبرستان پہنچا۔ تسبیح کے ابھی چند دانے ہی پھینکے تھے کہ تین کتے میرے سامنے آ گئے۔ ایک ہاتھی نما کتا میرے سامنے دو اس سے کچھ چھوٹے دائیں اور بائیں پہلے وہ صرف اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر بھونکتے رہے۔ لیکن جوں جوں عمل تیز ہوا انھوں نے چھلانگیں لگانا شروع کر دیں۔ آخری عمل سے پہلے ان دیوہیکل کتوں کے منہ میرے کندھوں سے چند انچ کے فاصلے پر تھے۔ میں اب سوچتا ہوں کہ میرے اندر کون سی چیز تھی جس نے مجھے وہاں بٹھائے رکھا۔ رات کے وقت تن تنہا قبرستان کا سناٹا ہی آدمی کو دہشت زدہ کر دیتا ہے۔ آپ اس کیفیت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ تسبیح کے آخری ۲۰ دانوں کا عمل میرے لیے عذاب سے کم نہیں تھا۔ ان کو مکمل کرنے کی ہمت اور نہ چھوڑ کر جانے کا ارادہ حالانکہ استاد نے کہا تھا کہ جب عمل تھوڑا رہ جائے گا تو جو کوئی چیز بھی آئے گی انھوں نے اوپر سے چھلانگیں لگانی ہیں۔ صرف خوفزدہ کرنے کے لیے لیکن نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ کیونکہ تم نے اپنے اردگرد حصار بھی کھینچا ہو گا اور میں بھی اس دن پیچھے بیٹھ کر عمل کی نگرانی کروں گا۔ اگر عمل نامکمل چھوڑ دیا تو ساری عمر کپڑوں کے بغیر پاگلوں کی طرح گزار دو گے اور لوگ تمھیں اینٹیں مار کر اور مختلف طریقوں سے اذیتیں دیں گے۔ عمل کرنے کے دوران ان باتوں کی فلم بھی میرے ذہن میں گردش کر رہی تھی۔ جب میں نے تسبیح کا آخری دانہ پھینکا تو کتے میرے سامنے آ کر احترام کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ تمھیں کیا تکلیف ہے ہم ہار گئے تم جیت گئے۔ اب بتاؤ کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں تمھیں قابو کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگے کتوں کو میں نے کہا سب کو وہ کہنے لگے کہ ہم تو لاکھوں کی تعداد میں آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ صرف ان کو تسخیر کرتا ہوں جو سامنے ہیں۔ انھوں نے اپنی حاضری کا طریقہ بتایا اور کہا کہ جب آپ یہ الفاظ ادا کریں گے ہم جہاں بھی ہوں گے حاضر ہو جائیں گے۔ ایک بات ذہن میں رہے کہ عمل کرنے کے دوران جو نیت کی جاتی ہے وہ کام ان جنات سے مکمل کرائے جاتے ہیں۔ اس مرحلے سے فارغ ہو کر میں گھر آیا تو خوف سے میرا رنگ اڑا ہوا تھا۔

میری بیوی جو میرے ان کاموں کی وجہ سے پہلے ہی مجھ سے بہت تنگ تھی۔ کہنے لگی کہ مجھے لگتا ہے کہ تم ان کاموں کی وجہ سے اپنی جان گنوا دو گے۔ میں نے کہا کہ میری منزل مجھے مل گئی ہے۔ اب کون ان کاموں کو چھوڑے گا۔ میں نے بیوی کو غصے سے کہا کہ تمھیں کیا معلوم کہ میں کن صلاحیتوں کا مالک بن چکا ہوں۔ آج تمھیں بھی کچھ کر کے دکھاتا ہوں تاکہ تمھیں معلوم ہو کہ میری کوشش بے کار نہیں گئی۔ میں نے کہا کہ تم میری بیوی ہو اگر کوئی اور ہوتا تو اسے مزہ چکھاتا لیکن میں تمھیں تکلیف نہیں دوں گا۔ صرف اپنے علم کی طاقت کے ذریعے وہ مظاہرہ کروں گا جس کا تم سوچ بھی نہیں سکتی۔ میں نے کہا کہ گھڑی پر دیکھو کیا وقت ہوا ہے اور اس کو کاغذ پر لکھ لو اس کے بعد میں نے جنات کی حاضری کے لیے الفاظ دہرائے تو وہ انسانی شکل میں آ گئے لیکن نظر صرف اسے آتے ہیں جس نے عمل کیا ہو۔ آتے ہی انھوں نے کہا کہ کیا حکم ہے۔ میں نے کہا ک

اس وقت خاص حکم تو نہیں صرف میری بیوی کے گھر گوجرانوالہ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ گھر کے افراد اس وقت کیا کر رہے ہیں اور وہاں کھانا کیا پکا ہے۔ چند سیکنڈ میں انھوں نے واپس آ کر بتایا کہ اس کی ماں چھت پر جنگلے کے پاس چارپائی پر سوئی ہوئی ہے۔ آپ کی بیوی کی بہن تیسری سیڑھی پر بیٹھی سرخ سوئیٹر بن رہی ہے۔ میں نے اپنی بیوی کو یہ اطلاعات پہنچا کر حیران کر دیا اور اسے کہا کہ تمھارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اب تم گوجرانوالہ اپنے والدین کے گھر جاؤ جو وقت میں نے تمھیں بتایا تھا اس کے مطابق تمام باتوں کی تصدیق کر لو۔ اس نے جب وہاں جا کر تصدیق کی تو سب باتیں سچ ثابت ہوئیں۔ اس عمل کے ذریعے سب سے پہلے کام میں نے ان سے یہ لیا۔ وہ جنات میرے ساتھ اتنے مانوس ہو گئے کہ اکثر میرے کندھوں پر آ کر بیٹھ جاتے جیسے طوطے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن کسی اور کو نظر نہ آتے۔ یہ عمل سیکھنے کے بعد میرے ان ۱۵ سالوں کا ازالہ ہو گیا جو میں نے یونہی دھکے کھانے میں گزار دیے اور احساس ہوا کہ میں اب دنیا میں آیا ہوں۔ ایک دن میری اس دوست صوفی کشور رحمان سے ملاقات ہوئی اسے نہیں معلوم تھا کہ میں یہ عمل سیکھ چکا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے جو عمل مجھے بتایا تھا وہ ابھی تک خود کیا ہے کہ نہیں تو کہنے لگے کہ مجھے تو ان الفاظ سے ہی ڈر لگتا ہے۔ لیکن میں نے ان جنات سے بہت کام لیے اس عمل کو سیکھے ۶ مہینے گزر چکے تھے۔ میں اپنے سابقہ گھر فلور ملز کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا۔ لوگوں میں میرے متعلق مشہور ہو گیا تھا کہ یہ جنات کے ذریعے ہر کام کرا دیتا ہے۔ اس لیے میرے پاس بیٹھے ہوئے چند لڑکوں نے شرارت سے کہا کہ یہ سب شعبدہ بازی ہے۔ اصل حقیقت کچھ بھی نہیں میں نے بہت تحمل کے ساتھ سمجھایا کہ سب عامل ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ایک لڑکا زیادہ پر جوش تھا کہنے لگا کہ اگر کوئی اصلیت ہے تو ہمیں کوئی شخص دکھاؤ سب ڈرامہ ہے۔ اسے میری ایمان کی کمزوری یا حماقت سمجھ لیں میں اس وقت غصے میں آ گیا اور کہا کہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے مجھ سے کہا میرا ایک دوست کالا شاہ کاکو میں رہتا ہے میں اسے ملنا چاہتا ہوں کیونکہ جب سے ہم نے کالج چھوڑا ہے۔ اس سے ملاقات نہیں ہو سکی ہم سب بہت مصروف ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم جا کر ملنا چاہتے ہو یا وہ یہاں آ جائے۔

عشاء کا وقت تھا میں نے جنات کو حاضر کیا اور انھیں ایڈریس سمجھایا کہ فلاں جگہ سے صفدر نامی شخص کو اٹھا لاؤ لیکن لانا اس طرح کہ کسی کو پتا نہ چلے میں نے ایک لڑکے سے کہا کہ سامنے درخت پر یہ چادر اس طرح ڈال دو کہ دوسری سائیڈ نظر نہ آئے۔ میں نے لڑکوں سے کہا کہ آنکھیں بند کر لو۔ اسی دوران جنات لڑکے کو اٹھا کر لے آئے اور بتایا کہ یہ سویا ہوا تھا۔ اسی طرح لے آئے ہیں۔ میں نے لڑکوں سے کہا کہ آنکھیں کھول لو اور چادر کے دوسری طرف جا کر دیکھو کہ وہ ہی یا کوئی اور ہے۔ وہ سب خوفزدہ ہو گئے بلکہ جو سب سے زیادہ باتیں کرتا تھا اور جس کے کہنے پر میں نے یہ کام کیا تھا۔ وہ میرے پاؤں پڑ گیا۔ دوسری طرف وہ لڑکا جس کو بلایا گیا تھا وہ بہت پریشان تھا۔ کہنے لگا دوست سے ملاقات کی خوشی تو ہے مگر میں یہاں کیسے آ گیا اور اس وقت کہاں ہوں۔ جب انھوں نے آپس میں اچھی طرح گپ شپ کر لی۔ تو میں چند قدم لڑکے کے ساتھ چلا اور دوسرے لڑکوں کی نظروں سے اوجھل ہوا تو جنات اس کو اٹھا کر لے گئے اور اس کے گھر چھوڑ

آئے۔ اس واقعے سے مجھے بہت شہرت ملی۔ لیکن میں ذاتی طور پر پریشان تھا۔ لوگوں کی لائنیں لگ گئیں۔ کچھ دن تو میں نے ایمانداری سے لوگوں کے کام کیے۔ لیکن پھر میں نے ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا اور کسی کو صحیح معلومات نہ دیں۔ بہت مشکل کے ساتھ لوگوں سے جان بچائی۔ جادو کا حقیقت ہے کہ یہ علم موجود ہے۔ لیکن اس کو سیکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

عملیات کے ذریعے کاروبار کی بندش کا واقعہ

ایک ایسا عمل بھی ہے جس کے ذریعے کاروبار کی بندش ہو جاتی ہے۔ اس عمل کو کرنے کے بعد گاہک کو دکاندار نظر نہیں آتا اور دکاندار کو گاہک نظر نہیں آتے۔ میں ایک مرتبہ گوجرانوالہ ایک پنساری کی دکان سے سودا لینے کے لیے گیا۔ وہ کسی بات پر میرے ساتھ تلخ ہو گیا۔ اس وقت کیونکہ مجھے شیطانی علوم پر مکمل عبور تھا۔ اس لیے اگر کوئی غلط بات کرتا تھا تو میں اسے مزہ چکھانے کے لیے بے تاب رہتا تھا۔ میں نے اس پنساری سے کہا کہ بیٹا اگر تم نے میرے گھر آ کر یہ سودا نہ دیا تو میرا نام بھی بشیر احمد نہیں میں نے وہاں ایک وظیفہ دہرایا اور واپس آ گیا۔ اس عمل کے ساتھ ہی اس کا کام بند ہو گیا۔ جب ۸،۷ دن تک کام بند رہا تو اسے احساس ہوا وہ مرالی والا میں ایک ملنگ کے پاس گیا اسے جا کر سارا واقعہ بتایا اس نے کہا کہ بہتر ہے کہ اسی کے پاس چلا جا کیونکہ وہ بہت مضبوط عمل کر کے گیا ہے۔ اس نے اپنے علم کے ذریعے اس کو میرا مکمل ایڈریس بتا دیا۔ وہ میرا مطلوبہ نسخہ ہاتھ میں لیے ایک دن مجھے تلاش کرتا میری خراد کی دکان پر پہنچ گیا۔ اس نے آ کر اپنی غلطی کی معافی مانگی اور کہا کہ میری جان چھوڑ دو۔ لیکن اس وقت مجھ پر شیطان سوار تھا۔ میں نے اس کو برا بھلا کہا اور کہا کہ بھاگ جاؤ اس وقت تو تم بہت باتیں کرتے تھے۔ وہ ایک گھنٹہ تک میری منت سماجت کرتا رہا۔ تو پھر میں نے اسے معاف کر دیا اور کہا کہ جاؤ پابندی وہاں لگائی تھی اور یہاں بیٹھ کر کھول رہا ہوں۔ اس پابندی کو صرف وہی ختم کر سکتا تھا۔ جس نے اس سے بھی خطرناک شیطانی عمل کیا ہوتا ورنہ یہ کسی عامل کے اس کی بات نہیں تھی۔ ایک مرتبہ میں اتفاقیہ اس کی دکان پر گیا تو اس نے بہت عزت کی میرے لیے بہت کچھ منگوایا اور بغیر رقم لیے اشیاء دے دیں۔ ہم اس کو ہی اپنی کامیابی سمجھتے تھے کہ لوگ ڈر کی وجہ سے ہماری عزت کرتے ہیں۔ کاروبار کی بندش کے لیے میں نے جو عمل کیا وہ خالصتاً جادو تھا۔ جو نظروں پر کیا جاتا ہے۔ اس سے اصلیت تبدیل نہیں ہوتی۔ جس دکان پر یہ جادو کیا جاتا ہے اس پر گاہک آتے ہیں۔ لیکن دکاندار کو گاہک نظر نہیں آتے جبکہ سائنس اسے تسلیم نہیں کرتی۔ اسی طرح ایک مرتبہ سید عبدالغنی شاہ کے والد اور میں بازار سے گزر رہے تھے ایک دکان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ اگر تمھاری آنکھیں ہیں (یعنی عملیات کے ذریعے پوشیدہ اسرار نظر آتے ہیں) تو دیکھو سامنے والی دکان پر جادو کیا ہوا ہے۔ ان کو تو نظر نہیں آتا چلو نیکی کا کام کر دیتے ہیں۔ مجھے کہنے لگے کہ ایک کنکر اٹھا کر تالہ توڑ دیتے ہیں (یعنی کاروبار کی بندش کے عمل کو غیر موثر کر دیا ہے) ہمارے وہاں کھڑے کھڑے دس گاہک آ گئے حالانکہ دکاندار کو کچھ معلوم نہیں کہ کس نے کیا گیا ہے۔ یہ جنات کو ہی پتا ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ لیکن کام

ہو جاتا ہے۔

جادو کے ذریعے آگ باندھنا

دیہات میں اکثر ہوتا ہے کہ عامل لوگ عمل کے ذریعے آگ باندھ دیتے ہیں۔ اس کا ایک واقعہ حافظ عبدالغفور ہنجانوالی والے بتاتے ہیں کہ میں ایک گاؤں سے گزر رہا تھا کہ ایک جاننے والے زمیندار کہنے لگا کہ حافظ صاحب چار دن ہو گئے ہیں۔ بہت آگ جلا رہے ہیں۔ لیکن گنے کا رس گڑ بننے کا نام نہیں لیتا۔ تو انھوں نے کہا کہ فلاں شخص تو ادھر سے نہیں گزرا تھا انھوں نے کہا ہاں وہ آیا تھا اور گڑ مانگ رہا تھا۔ ابھی چونکہ گڑ تیار نہیں ہوا تھا اس لیے ہم نے انکار کر دیا۔ تو حافظ کہنے لگے کہ وہ کمبخت جاتے ہوئے آپ کی آگ باندھ گیا تھا۔ پھر انھوں نے ایک وظیفہ پڑھا اور اس کے عمل کو غیر موثر کر دیا۔

مخصوص انداز میں ہاتھ ملا کر دوسرے عامل کا عمل چھیننا ایک انوکھی حقیقت

اسی طرح کا ایک واقعہ میرے ساتھ پیش آیا۔ میں اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سامنے اشرف رنگ ساز کی دکان کے پاس ایک ملنگ آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ جس آدمی کے پاس کچھ ہو تو وہ بہت چوکنا ہو کر رہتا ہے۔ کہ کہیں کوئی طاقتور حملہ آور نہ ہو جائے۔ میں نے دیکھا کہ وہ راستے میں دائیں بائیں دکانداروں سے شرارتیں کرتا آ رہا ہے۔ کسی کی دکان آدھے دن کے لیے بند کسی کی کچھ گھنٹے کے لیے جو اسے کچھ نہ دیتا وہ بطور سزا اس کی دکان پر جادو کر دیتا دکانداروں کو پتا ہی نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میرے پاس کیونکہ زیادہ طاقتور علم تھا اس لیے میں اسے سب کچھ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ میں نے اپنے موکلوں سے کہا کہ اسے کسی طرح گھیر گھار کر دکان پر لے آؤ پھر میں اس کو مزہ چکھاؤں گا۔ جنات اسے میرے پاس لے آئے۔ اس نے آتے ہی نعرہ لگایا۔ میں نے کہا کہ اندر آ جا لیکن وہ اندر نہ آئے۔ میں نے اسے اندر بلا کر بٹھایا اور کہا کہ ہاتھ تو ملاؤ لیکن اس نے ہاتھ ملانے سے گریز کیا۔ میں نے خود آگے بڑھ کر اس سے ہاتھ ملایا اور اپنا کام کر دکھایا۔ یہاں میں یہ وضاحت کر دوں کہ ہر کام کے لیے علیحدہ علیحدہ عمل ہوتے ہیں۔ ایک عمل ایسا ہے کہ جس کے ذریعے مدمقابل عامل کی تمام ریاضتوں اور محنتوں کو مخصوص انداز میں ہاتھ ملا کر ختم کیا جا سکتا ہے۔ جب میں نے ہاتھ ملا کر ہاتھ پیچھے کیا تو وہ کہنے لگا گھر آئے مہمانوں کے ساتھ ایسے تو نہیں کرتے۔ میں نے بہت اچھے طریقے کے ساتھ اس کی تواضع کی اور کہا کہ تم کیا کرتے آ رہے ہو۔ کسی کا رات تک کام بند کسی کا ۱۲ بجے تک پھر اس نے بہت منتیں کیں کہ میں آئندہ آپ کے شہر میں نہیں آؤں گا لیکن جو عمل ہم کسی کا چھین لیتے ہیں۔ اس چھیننے کے جنات اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے عامل کے جنات کو قیدی بنا سکتے ہیں۔ ان کے باقاعدہ قید خانے ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ دوبارہ واپس نہیں آ سکتے۔ اس عمل کو سیکھنے کا شوق مجھے اس لیے پیدا ہوا کہ ایک مرتبہ میرا عمل بھی کسی نے چھین لیا تھا۔ میں نے ایک پیرو کا عمل کیا تھا اس کو عیسائی زیادہ کرتے ہیں۔ یہ ایک قصیدہ ہے۔ آج تک یہ سمجھ نہیں

آئی کہ یہ کیا چیز ہے۔ لیکن اس میں بھی جنات آتے ہیں۔ اس عمل کو کرنے کے لیے ایسی جگہ تلاش کرنی پڑتی ہے۔ جہاں ہو کا عالم طاری ہو عام طور پر یہ بیاباں میں کیا جاتا ہے۔ تقریباً پونے تین گھنٹے کا قصیدہ ہے۔ ۲۱ دن مسلسل پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد حاضری شروع ہو جاتی ہے۔ پیرو نامی ''جن'' ایک عورت آتی ہے۔ اسے جو کام کہا جاتا ہے وہ کرتی ہے۔ کام سارے الٹے کرتی ہے۔ کسی کا نقصان کرا لو ہونا تو اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔ لیکن باعث یہ بنتی ہے۔ میں نے یہ عمل مکمل کرنے کے بعد دو تین مہینے اس سے کام لیا۔ ایک دن میں گوجرانوالہ اسٹیشن پر جا رہا تھا کہ ایک شخص جس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے مجھے بہت خوش ہو کر ملا اور السلام وعلیکم کہتے ہوئے مجھ سے ہاتھ ملایا اور حال احوال دریافت کیا۔ کچھ دنوں بعد جب میں نے حاضری کی تو کچھ بھی نہ ہوا۔ میں نے جس سے سیکھا تھا اس کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ پتا نہیں کیا بات ہے حاضری نہیں ہو رہی تو اس ملنگ نے اپنے عمل کے زور سے گوجرانوالہ اسٹیشن کا واقعہ دہرا کر کہا کہ تم تو سب کچھ اسے دے آئے ہو اب میرے پاس کیا ہے۔ میں نے اس وقت عملیات میں کافی مہارت حاصل کر لی تھی۔ کوئی ڈر خوف نہیں رہا تھا۔ اس کے لیے میں فیصل آباد کے قریب ایک گاؤں میں اس کے ماہر عامل کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ میری یہ خواہش ہے تو وہ کہنے لگا کہ ارادہ اچھا ہے لیکن عمر تھوڑی ہے۔ ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے۔ حالانکہ میں اس وقت بہت سارے عملیات میں ماہر ہو چکا تھا۔ بہر حال میں نے ان کی بہت خدمت کی بالآخر انھوں نے یہ عمل دیا صرف سات دن کا عمل تھا۔ کوئی تکلیف دہ مرحلہ بھی نہیں تھا۔ ۴ گھنٹے کی پڑھائی تھی۔ جگہ کی کوئی قید نہیں تھی۔ صرف تنہائی میں بیٹھ کر کرنا تھا۔ شرکیہ کلمات بھی نہیں تھا۔ یہ عمل میں نے مسجد عصری کے صحن میں بیٹھ کر کیا لوگ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد گھروں کو چلے جاتے اور میں بیٹھ جاتا۔ اس عمل کو اچھوتیہ کہتے ہیں۔ یعنی چھو جانے کا عمل بعض لوگ اس میں اتنے کامل ہوتے تھے کہ کسی کو ہاتھ بھی لگا دیتے تو اس کے عمل کا کام تمام کر دیتے۔ جب میں اس پر مکمل عبور حاصل کر لیا تو میں نے اتنا کوئی اور کام نہیں کیا جتنا یہ کیا اور اس کے بہت مظاہرے کیے اگر کسی عامل کے پاس یہ عمل نہیں ہوتا تھا تو وہ مجھ سے بچ نہیں سکتا تھا۔ پھر میں نے اس نظریہ کے ساتھ بہت دیر کام کیا کہ جو عامل غلط کام کرتے ہیں میں ان کے عملیات کا ضرور خاتمہ کرنا۔ اسی طرح ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ باہر گلی میں ایک فقیر کی صدا بلند ہوئی۔ ہمارے ہمسائیگی میں ایک بیوہ عورت رہتی تھی وہ فقیر اس کے ساتھ بضد تھا کہ مجھے آٹا دو لیکن اس نے اسے سمجھایا کہ ہمارے گھر اپنے کھانے کے لیے کچھ نہیں تمھیں کہاں سے آٹا دے دوں۔ لیکن اس نے کہا کہ میں تمھارے گھر سے ضرور آٹا لے کر جاؤں گا۔ جب یہ مسئلہ کسی طرح حل نہ ہوا تو اس ملنگ نے جانے سے پہلے ایک کارنامہ دکھایا اور اس بیوہ کے چار سالہ بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیا۔ تو اس کا منہ ٹیڑھا ہو کر بہت زیادہ کھل گیا اور کسی طرح بند نہ ہوتا تھا۔ سارے محلے میں شور مچ گیا۔ میری بیوی نے بھی معلوم کیا اور آ کر بتایا کہ پتا نہیں لڑکے کو کیا ہو گیا ہے۔ میں نے بھی جا کر دیکھا اور اس عورت سے پوچھا کہ یہاں کوئی فقیر تو نہیں آیا۔ جب اس نے سارا واقعہ بتایا تو میں اس کے پیچھے بھاگا اور

دو گلیوں کے فاصلے پر اسے جا کر قابو کر لیا اور اسے گھسیٹ کر وہاں لے آیا اس موقع پر سارے محلے دار اکٹھے ہو گئے میں نے ان کو بتایا کہ یہ کرشمہ اس ملنگ کا ہے۔ اس کو بھی سمجھ آ گئی کہ کام بگڑ گیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کو خود ٹھیک کرو پہلے تو وہ نہ مانا کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔ لیکن بعد میں راہ راست پر آ گیا اور بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا بچہ فوراً ٹھیک ہو گیا اور اصلی حالت میں واپس آ گیا۔ میں نے اس کے ساتھ مخصوص انداز میں ہاتھ ملایا اور اسے کہا کہ اب جا کر کوئی مظاہرہ کرنا تو وہ میرے ساتھ لڑنے لگا اور کہنے لگا کہ تمھیں معلوم نہیں کہ میں کون سی سرکار کا ملنگ ہوں۔ جب میں اس کی دھمکیوں میں نہ آیا تو وہ منت سماجت پر اتر آیا اور میرے پاؤں پڑ گیا کہ میرا عمل واپس کر دیں۔ اسٹام پیپر پر جو مرضی لکھوا لیں۔ پھر کبھی آپ کے شہر میں نہ آؤں گا۔ لیکن اس دوران محلے والوں نے اسے پکڑ کر اس کی پٹائی شروع کر دی اور مار مار کر اس کا برا حال کر دیا۔

توبہ کی نعمت سے محروم عامل

حیرت انگیز' سنسنی خیز اور ناقابل یقین واقعات اور کامیاب تجربات جو میں بیان کر رہا ہوں ان کو پڑھنے کے بعد میرے متعلق کوئی سخت فیصلہ کرنیکی بجائے بہتر ہے کہ آپ پہلے مکمل کتاب کا مطالعہ کریں مجھے یقین ہے کہ اس سے پہلے پراسرار علوم کے ماہر کسی عامل نے زبان کھولنے کا جرات مندانہ مظاہرہ نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ آج تک اصل حقائق عام لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رہے۔ اگر میں بھی مصلحت پسندی کا مظاہرہ کرتا اور ان رازوں سے پردہ نہ اٹھاتا تو عاملوں کی اصلیت کا بھید کبھی نہ کھلتا میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے توبہ کی توفیق عطا کی ورنہ بہت سے عامل توبہ کی نعمت سے محروم رہے اور وقت رخصت ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے استقامت دے تاکہ میں ان خطرناک نتائج کو منظر عام پر لا سکوں جس کے باعث ایک مسلمان اپنی آخرت برباد کر سکتا ہے۔ واقعات کا یہ سلسلہ مکمل ہونے کے بعد ان شاء اللہ جادو ٹونے' عملیات اور تعویذوں کے منفی اثرات سے بچاؤ کی ایسی نایاب معلومات فراہم کروں گا کہ اس کے بعد آپ کو کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت محسوس نہیں ہو گی اور ہر شخص اپنی مدد آپ کے تحت ذکر و اذکار کے ذریعے اپنے مسائل خود حل کر سکے گا۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے ہاں عاملوں کی کثیر تعداد دم جھاڑا غیر اللہ کی مدد سے کرتی ہے۔ لیکن عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا جاتا ہے کہ ہم نوری علم کے ذریعے فیض پہنچا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ نام نہاد قسم کے جعلی پیر بھی اس دھندے میں ملوث ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جنھیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہ اپنے مریدوں کو متاثر کرنے کے لیے اندرون خانہ کالے علم کا سہارا لیتے ہیں۔ بظاہر نیک نام اور شرافت کے پیکر یہ دھوکہ باز دنیاوی لالچ کے لیے خدا کی کھلی نافرمانی کر رہے ہیں۔ یہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں نشانیاں میں آپ کو بتاتا جاؤں گا تلاش کرنا آپ کا کام ہے۔

عورتوں کو آسانی سے بیوقوف بنایا جا سکتا ہے

ان کا چرچا عورتوں کی زبانی سنا جا سکتا ہے۔ یہ عورتوں کے پیر مانے جاتے ہیں۔ عورتوں کا مسئلہ یہ ہے اگر بیماری بھی آ جائے تو دوا کی بجائے تعویذ کو ترجیح دیتی ہیں۔ اس لیے انھیں آسانی سے بیوقوف بنایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ کسی نہ کسی مشکل میں مبتلا رہتی ہیں کسی کا شوہر ناراض ہے۔ کسی نے رشتہ داروں سے بدلہ لینا ہے اور کسی کی بیٹی کی شادی نہیں ہوتی۔ یہ اس حد تک ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں کہ اگر کسی عورت کا کام نہ بھی ہو تو عامل یا پیر کو قصوروار نہیں ٹھہراتیں بلکہ اس کے الفاظ یہ ہوتے ہیں کہ پیر تو کامل تھا بس قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا۔ ورنہ فلاں کا بھی کام ہوا ہے، فلاں کا بھی......

اللہ کی پناہ دنیا کا کوئی اخبار پبلسٹی کا وہ کام نہیں کر سکتا جو ایک تن تنہا عورت سرانجام دے سکتی ہے۔

جب میں نے تعویذوں کے علم میں کمال حاصل کر لیا اور اپنے کام کا آغاز کیا تو میرا خیال تھا کہ میرے پاس کس نے آنا ہے۔ ابھی میں نے دو تین کام ہی کیے تھے کہ ضرورت مندوں کی قطاریں لگ گئیں تعویذات کا عمل باقاعدہ ایک علم ہے اور بہت آسان ہے۔ تعویذات کے عمل میں مجھے کس طرح کامیابی ہوئی یہاں اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔ اس سے لوگوں میں اسے سیکھنے کا شوق پیدا ہوگا۔ کیونکہ ہمارے ہاں سیدھے راستے پر چلنے کی بجائے الٹ راستے کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ جادو کے ذریعے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی کیونکہ جادو نظروں پر کیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ موسیٰ کے مدمقابل جادوگروں نے رسیوں پر جو جادو کیا اس سے حقیقت تو تبدیل نہ ہوئی مگر موسیٰ کو سانپ نظر آئے کیونکہ ان کی آنکھوں پر جادو کا اثر تھا۔

باموکل تعویذ کس طرح کا کام کرتا ہے

اس کے برعکس عملیات کے ذریعے کیے گئے تعویذات فوراً اثر دکھاتے ہیں اور جس مقصد کے لیے کیے جاتے ہیں وہ کام مکمل ہو جاتا ہے اور جس پر تعویذ کیا گیا ہوا سے احساس تک بھی نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک عورت میرے پاس آئی اس نے مجھے اپنی داستان غم سنائی کہ صوفی جی میرا خاوند میری طرف بالکل توجہ نہیں دیتا۔ ساری تنخواہ اپنے خاندان والوں پر خرچ کر دیتا ہے آپ مجھے کوئی ایسا تعویذ دیں کہ میرا شوہر ساری زندگی میرے گن گائے۔ مجھے اس کی حالت پر رحم آیا اور میں نے سوچا کہ اس کا جائز حق اسے ضرور ملنا چاہیے۔ میں نے اسے ایک تعویذ لکھ کر دیا۔ اس تعویذ کے استعمال کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے لسی میں تعویذ کو حل کر کے اس میں سے ایک گھونٹ بھر کر اچھی طرح کلی کرنی تھی اور اس کلی کو اس باقی ماندہ لسی میں ڈال دینا تھا۔ اس عمل کو گیارہ مرتبہ دہرایا جانا تھا۔ عمل مکمل کر کے اس لسی کو موقع ملتے ہی اپنے شوہر کو پلا دینا تھا۔ اس کے بعد وہ زندگی بھر بیوی کی تابعداری کرے گا اور دوسروں سے کنارہ کشی اختیار کر لے گا۔ اس کا نتیجہ حسب توقع سو فیصد نکلا۔ جب اس عورت کا کام ہو گیا تو وہ میرا شکریہ ادا کرنے کے لیے آئی اس کام کو کرنے کے

لیے میں نے اس عورت سے بھاری رقم وصول کی کیونکہ کام کے لیے جو موکل مقرر کیے گئے تھے انھوں نے گوشت کھانے کی فرمائش کی اور میں نے کافی مقدار میں گوشت لے کر ان کی بتائی ہوئی ویران جگہ پر پھینک دیا۔ یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں۔ اس تعویذ کو کامیاب اور موثر بنانے کے لیے عامل حضرات کو بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ میں اس کی کچھ تفصیل آپ کی نذر کرتا ہوں تاکہ تمام اسرار کھل کر سامنے آجائیں۔

جو تعویذ اس عورت نے مجھ سے حاصل کیا اس کو عداوت و محبت کا تعویذ کہتے ہیں۔ تعویذ کے اثرات کو مئوثر اور دیرپا کرنے کے لیے موکلات کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔ جو اس کام کی نگرانی کرتے ہیں۔ جو جنات میں نے قابو کر رکھے تھے وہ بہت طاقتور تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں موکلات (جنات کی ایک قسم) ان کے ماتحت تھے اور وہ اس قسم کی ڈیوٹیوں پر بہت خوش رہتے تھے۔

اس تعویذ میں، میں نے دو موکلوں کی ڈیوٹیاں لگائیں ایک موکل کا کام اس عورت کے شوہر کو محبت پر مجبور کرنا تھا۔ جب کہ دوسرے موکل کی ذمہ داری اس کے شوہر کو خاندان سے دور رکھنا تھا۔ اس عمل کا اثر اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک عامل خود موکلات کو واپس آنے کا حکم نہ دے یا کوئی دوسرا عامل جو پہلے عامل سے طاقتور علم رکھتا ہو انہیں قابو کر کے اس شخص کی جان چھڑا سکتا ہے۔

اس طرح کا ایک اور واقعہ جس میں تعویذ نے اپنا کمال دکھایا وہ بھی سن لیں میرے قریب ہمسائیگی میں ایک شخص اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہا تھا۔ اس کی ۴ بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ اس شخص کا ایک سالا ذہنی طور پر تندرست نہیں تھا۔ لیکن اس کی بیوی اس جتن میں رہتی تھی کہ کسی طرح میرے بھائی کی شادی ہو جائے۔ بالاخر اس نے اپنے بھائی کے لیے ایک خوبصورت لڑکی کا رشتہ تلاش کر لیا اور اس کی شادی کرانے میں کامیاب ہوگئی۔ یہ ایک بے جوڑ شادی تھی۔ جس مین لڑکی ضرورت سے زیادہ خوبصورت اور لڑکا عقل سے پیدل تھا۔ ابھی شادی کو زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اس شخص نے اپنے سالے کی بیوی کے ساتھ راہ و رسم پیدا کر لیے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس عورت نے اپنے پہلے شوہر سے طلاق حاصل کر کے اس سے شادی کر لی۔ اس کی پہلی بیوی نے دوسری شادی کو روکنے کے لیے بہت کوششیں کیں لیکن اسے کامیابی نصیب نہ ہوئی اور اس کی مشکلات کا دور شروع ہو گیا۔ اس کے شوہر کی تمام تر توجہ دوسری بیوی نے حاصل کر لی۔

اس تبدیلی کی وجہ سے پہلی بیوی ناختم ہونے والی اذیت میں مبتلا ہوگئی آئے دن بلاوجہ تشدد اس کا مقدر بن گیا محلے والوں نے بھی اس بات کو محسوس کیا اور اس کو سمجھانے کی کوشش کی مگر اس نے کسی کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا اور اپنی مستی میں مگن رہا۔ حتیٰ کہ پہلی بیوی کو ضروریات زندگی کے لیے مناسب خرچہ بھی ادا کرنے سے گریز کرنے لگا۔ یہ سارا ماجرا کئی مہینے میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا میں نے بھی اپنے طور پر اسے سمجھانے کی کوشش کی اور اسے احساس دلایا کہ تمھاری چار بچیاں ہیں کچھ ان کا ہی خیال کرو لیکن

اس نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ دوسری بیوی کا نشہ اس پر اس قدر سوار تھا کہ اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ایک دن میں کام سے واپس گھر آیا تو کسی نے سفارش کی کہ آپ کے عامل بننے کا کیا فائدہ آپ کی ہمسائی پر دن رات ظلم ہو رہا ہے۔ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو اس کے حال پر ترس کریں۔ اس بات نے مجھے مشتعل کر دیا۔ میں نے غصہ میں آ کر کہا کہ آج ہی اس کا علاج کر دیتا ہوں۔ جب میں نے ہمسائی کو گھر بلایا اللہ کی قدرت دیکھیے کہ اس دن اس کا شوہر ساہیوال کسی کام سے گیا ہوا تھا۔ اس نے آتے ہی ساری صورت حال بتائی اللہ شاہد کہ میں برداشت نہ کر سکا اور مجھے رونا آ گیا کہ اتنا ظالم انسان۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کیا چاہتی ہو اور میں نے اپنے غصہ کا اظہار کیا کہ اسے مزہ چکھا دوں گا۔ اس نے پھر بھی اپنے شوہر سے اظہار محبت کیا اور کہنے لگی اسے کچھ نہ کہیں اگر میرے لیے کچھ کرنا ہے تو اس کا علاج کریں جس نے میرا گھر برباد کیا ہے۔ آپ اس نقطے پر غور کریں کہ اتنی تکلیفیں اٹھانے کے باوجود وہ اپنے شوہر کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ میں نے اس کی سوتن کا نام اور اس کی ماں کا نام اور اس کے خاوند اور اس کی ماں کا نام معلوم کیا۔ نام لکھنے کے بعد میں نے اسی وقت چند منٹوں میں اسے تین تعویذ کر کے دیے اور ان تعویذوں کے استعمال کا طریقہ سمجھایا ان تعویذوں کو کالے کپڑے میں لپیٹ کر اوپر کالے دھاگے کے ساتھ مضبوطی سے باندھنا تھا اور اس کے بعد انھیں اپنے شوہر سے نظر بچا کر آگ اس طرح لگانی تھی کہ وہ آہستہ آہستہ سلگنا شروع کر دیں اور دھواں اس تک پہنچ جائے۔ میں نے اسے نصیحت کی کہ چاہے تمھیں انتظار کرنا پڑے لیکن اسی طرح کرنا ہے جس طرح میں نے سمجھایا ہے پھر دیکھنا کیا بنتا ہے۔

اب آپ اسے دوسری بیوی کی بدقسمتی کہیں یا پہلی کی خوش قسمتی سمجھیں کہ وہ اسی رات واپس آ گیا۔ پہلی بیوی جوان کے ہاتھوں سخت اذیت سے دوچار تھی اس نے آخری فیصلہ کرتے ہوئے اسی رات یہ عمل دہرا دیا اور اس تعویذ کو آگ لگا کر بجھا دی تا کہ وہ آہستہ آہستہ سلگتا رہے۔

تعویذ نے فوراً اپنا کام دکھایا اب آپ دیکھیں کہ جھگڑے کے اسباب کیسے پیدا ہوئے۔ جب وہ گھر پہنچا تو اس کی دوسری بیوی نے اس کے لیے چارپائی باہر بچھائی ہوئی تھی کچھ دیر بیٹھنے کے بعد جونہی تعویذوں نے سلگنا شروع کیا وہ اپنی دوسری بیوی سے کہنے لگا کہ چارپائی اندر بچھا دو۔ تو اس نے کہا میرے سرتاج اندر بہت گرمی ہے میں نے تو آپ کے لیے باہر چارپائی بچھائی ہے آپ ضد نہ کریں اور باہر ہی بیٹھیں اس بات سے تو تکرار بڑھی اور جھگڑے کی صورت اختیار کر گئی۔ اس کے شوہر کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے قریب پڑا ہوا ڈنڈا اٹھایا اور دوسری بیوی کو مارنا شروع کر دیا اتنا مارا کہ سارے محلے میں شور مچ گیا۔ لیکن کسی نے مداخلت نہ کی وہ اسے مارتا جاتا اور کہتا جاتا مجھے پتا تھا کہ تم میرے ساتھ نہیں رہو گی۔ پہلی ہی اچھی ہے تم نے میرے ساتھ ایسے ہی کرنا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ اسے اس کے گھر چھوڑ آیا اور پہلی بیوی کے پاؤں پڑ گیا اور منتیں کرنے لگا کہ مجھ سے بہت ظلم ہوا خدا کے لیے مجھے معاف کر دو۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ دوسری بیوی کی طرف مڑ کر نہیں دیکھا۔ نہ ہی اسے اپنے گھر دوبارہ بسایا اور نہ ہی اسے طلاق دی۔ اس نے بہت معافیاں مانگیں لیکن اس کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ وہ عورت ابھی تک زندہ ہے ایک

مرتبہ میرے پاس آئی کسی عامل نے اسے بتا دیا تھا کہ فلاں نے تمھارے خلاف یہ کام کیا ہے تو کہنے لگی کہ میری جان چھڑا دیں میں نے اسے کہا کہ پہلے شوہر میں کیا خامی تھی تمھاری وجہ سے دو گھر برباد ہوئے اب تو میں نے اس کام سے توبہ کر لی ہے۔ اگر یہ کام نہ چھوڑا ہوتا تو شاید تمھاری کچھ مدد کر دیتا۔ یہ عمل میں نے کالے علم سے کیا لیکن یہ سمجھ کر کیا کہ دو گھر اجڑنے کی بجائے بچ جائیں اور شاید یہ میرے لیے کوئی نجات کا ذریعہ بن جائے۔

اس عمل میں میں نے اس کے شوہر پر دو مسلمان موکل اور دو سکھ موکل مسلط کر دیے۔ مسلمان جنوں کا کام اس کے شوہر کے دل میں پہلی بیوی کے لیے محبت پیدا کرنا اور اس کی خدمت پر مجبور کرنا تھا جب کہ سکھ موکلوں کا کام اسے دوسری بیوی سے دور رکھنا اور اس کے خلاف نفرت کے جذبات کو ہوا دینا تھا۔ یہ عمل اتنا سخت تھا کہ آسانی سے کوئی دوسرا عامل اسے ختم نہیں کر سکتا تھا۔

اس عورت نے بہت سے عاملوں سے رابطہ کیا ایک نے ہمت کر کے مسلمان موکلوں کو قابو کر لیا لیکن سکھ موکل ابھی تک ان سے قابو میں نہیں آئے۔

عملیات سیکھنے کے شوقین ۸۰ سالہ بزرگ

عملیات سیکھنے کے لیے بہت سے لوگوں نے اپنی زندگیاں برباد کیں لیکن اس میدان میں کامیابی بہت مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ انہی دنوں کا ایک واقعہ ہے کہ میرے پاس ایک ۸۰ سالہ بزرگ آئے اولیائے کرام کی ۲۰ کے قریب کتابیں انھوں نے اپنے ساتھ اٹھا رکھی تھیں۔ صحت بھی بہت اچھی تھی کسی نے انھیں میرے متعلق بتایا کہ یہ بہت علم جانتا ہے۔ وہ مجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے آ گئے اور اپنی بپتا سنائی کہ مجھے ۴۰ سال ہو گئے ہیں ان کتابوں سے پڑھ کر بہت عمل کیے لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا۔ بیٹا اب میں تمھارے پاس آیا ہوں تم بچے ہو اور میری عمر تم سے دگنی ہے مسئلہ عمر کا نہیں بلکہ علم اور تجربے کا ہے اب میں تمھارے پاس پہنچا ہوں اور کچھ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کچھ علم دے کر بھیجنا۔ میں نے انھیں مزید بتایا کہ جو کتابیں آپ کے پاس ہیں آپ انھیں مزید ۴۰ سال بھی پڑھتے رہیں تو آپ کو ان سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جب تک کوئی استاد آپ کو اجازت نہ دے اس طرح آپ عملیات کی جتنی مرضی تسبیح کریں کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا۔

بزرگ کے پاس عملیات کی جو کتابیں تھیں ان میں عمل ٹھیک تھے۔ لیکن انھیں کرنے کے لیے کسی استاد کی اجازت ضروری تھی۔ اس کے بعد میں نے انھیں سمجھانے کی کوشش کی کہ آپ عمر کے آخری حصے میں ہیں۔ کسی وقت بھی فرشتہ حکم لے کر آ سکتا ہے آپ غصہ جانے دیں اور اس شوق کو خیر باد کہیں اللہ توبہ کریں۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ بیٹا میرے اندر شوق نے جو آگ لگا رکھی ہے تمھیں اس کا کچھ اندازہ نہیں۔ میں نے انھیں بتایا کہ آپ شہرت اور ناموری کے لیے تعویذوں میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو بابا جی اچھل پڑے اور کہا کہ اب میں صحیح جگہ پہنچا ہوں۔ مجھے کہیں سے کچھ نہیں ملا اب میں نے یہاں سے نہیں جانا جب تک مجھے کچھ مل نہ جائے میں نے انھیں بہت سمجھایا کہ آخری عمر میں کیوں جہنم کا ایندھن بن رہے

ہیں۔ لیکن ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے میں نے یہاں سے نہیں جانا تھک ہار کر میں نے انھیں ایک عمل بتایا۔ یہ عمل گیارہ دن مسلسل کرنا تھا اس کو ایک مرتبہ کرنے میں ایک گھنٹہ ۵ منٹ لگتے تھے۔ اس کو دوپہر کے اس وقت شروع کرنا تھا جب سورج بالکل سر کے اوپر آ جائے یعنی زوال کا وقت ہو۔

ان بزرگوں نے اپنے گھر سے سامان منگوایا اور کہنے لگے کہ میں اپنا تمام خرچ خود برداشت کروں گا اور میرے پاس ہی ٹھہر گئے تاکہ نگرانی رہے اور عمل میں کامیابی حاصل ہو۔ میں نے بھی سوچا کہ بابا کو اتنا شوق ہے تو اسے کچھ نہ کچھ ضرور ملنا چاہیے۔ اس نے اپنی ساری عمر یونہی ضائع کر دی۔ میں نے اپنی نگرانی میں انھیں عمل شروع کرایا۔ جب ساتواں دن آیا تو عمل کے دوران وہ سب کچھ نظر آنے لگا جس کے حصول کے لیے انھوں نے اپنی ساری زندگی برباد کی بابے کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس سے پہلے انھوں نے کچھ دیکھا ہی نہیں تھا۔ گیارویں دن میں ان کے پیچھے بیٹھا اور اپنی نگرانی میں ان کا عمل پورا کرایا تو ایک طاقتور موکل ان کے قابو آ گیا۔ میں نے انھیں پہلے بتایا ہوا تھا کہ اس کے ساتھ کیا شرطیں طے کرنی ہیں۔ یہ سب کام انھوں نے بخوبی انجام دے لیا۔ میرے نزدیک یہ ایک معمولی عمل تھا میں نے خود بھی کیا ہوا تھا لیکن اس چھوٹے سے عمل میں کامیابی سے بابا اتنا خوش تھا جیسے اس کے ہاتھ میں کوئی بڑا خزانہ آ گیا ہو۔ میں نے انھیں سمجھایا تھا کہ بابا جی بہادر مرد وہ ہے کہ جس کے پاس اسلحہ ہو مگر وہ اسے ناجائز استعمال کرنے کی بجائے صبر کا مظاہرہ کرے اور خواہ مخواہ لوگوں کو تنگ نہ کرے لیکن شاید ان کی سمجھ میں یہ باتیں نہ آئیں میں نے پوچھا کہ بابا جی اب آپ اس سے کیا کام لیں گے تو انھوں نے مجھے یقین دہانی کرائی کہ کسی کو تنگ نہیں کروں گا۔ بابا جی بہت خوش خوش رخصت ہوئے۔

مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ بابا جی کا اپنے گاؤں میں ایک بوڑھی عورت کے ساتھ جھگڑا چل رہا تھا۔ انھوں نے جاتے ہی موکل کی ڈیوٹی اس بوڑھی عورت پر لگا دیں اور اس موکل سے الٹے سیدھے کام لینے شروع کر دیے۔

اب اللہ کی قدرت دیکھیں کہ اس بوڑھی عورت کے بیٹے اپنی ماں کو میرے ہی پاس لے آئے اور آ کر سارا ماجرا بیان کیا کہ ہماری والدہ بالکل ٹھیک تھی کچھ عرصہ سے انھیں پتا نہیں کیا ہو گیا ہے کہ ہر وقت دیواروں کے ساتھ ٹکریں مارتی رہتی ہیں۔ میں نے جن کو حاضر کیا تو بوڑھی عورت بول پڑی اور جن نے گفتگو شروع کر دی کہ مجھے کچھ نہ کہیں میرا کوئی قصور نہیں آپ نے ہی تو مجھے اس بابے کے پاس بھیجا تھا اور اس نے میری ڈیوٹی اس بوڑھی عورت کو تنگ کرنے پر لگا دی۔ اس کے بیٹے حیران پریشان ہو گئے میں نے انھیں تسلی دی اور اپنے موکلات کے ذریعے اس جن کو قید کر لیا اس طرح بوڑھی عورت ٹھیک ہو گئی اور اس کے بیٹے خوش و خرم مجھے دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔

چند دن کے بعد بابا جی بھی ٹہلتے ٹہلتے میرے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ بیٹا اب وہ جن حاضر نہیں ہوتا میں نے بہت جتن کیے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اسے کیا ہو گیا ہے میں نے بابے سے کہا کہ سچ سچ بتائیں کہ اس سے کیا کام لیے تو اس نے سب کچھ بتا دیا۔ تو میں نے کہا کہ بابا جی اس سے کوئی سیدھا

کام لینا تھا۔ میں نے آپ کے ساتھ تعاون اس لیے تو نہیں کیا تھا کہ آپ لوگوں کو ناجائز تنگ کریں اس کے بعد انھیں وہ جن دکھایا کہ یہ یہاں قید میں پڑا ہوا ہے۔ اب اس کا خیال دل سے نکال دیں۔

بابا جی نے بہت منت سماجت کی کہ بیٹا ایک موقع دے دو اب کوئی غلط کام نہیں کروں گا لیکن میں نے سوچا کہ ابھی تو اس کو بہت ہلکا عمل بتایا تھا تو اس نے لوگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ اگر میں اسے کوئی بڑا عمل بتا دیتا تو یہ سارے گاؤں والوں کو آگے لگا دیتا۔

جنات کہاں رہتے ہیں؟

جنات سے متعلق لوگوں میں عجیب وغریب اور من گھڑت قصے کہانیاں مشہور ہیں۔ اس سے جعلی قسم کے پیشہ ور عامل خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں حالانکہ سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچنے والے ان بے سروپا قصے کہانیوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جنات کے متعلق عوام الناس میں پائے جانے والے چند ایک خیالات جن کے ماننے والے کافی تعداد میں موجود ہیں یہاں ان کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو جنات کے وجود کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے جبکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جنات تو موجود ہیں لیکن وہ کسی کو تنگ نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید کے انتیسویں (۲۹) پارے میں سورۃ ''جن'' کے عنوان سے سورۃ موجود ہے اس کے علاوہ بھی کئی مقامات پر جنات کا ذکر موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں پر حکومت کرنا اور ان سے مشقت لینے کا واقعہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔ جنات ہمارے اردگرد قبرستانوں، کھنڈرات اور اجاڑ، بیابان جگہوں پر کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہم انھیں دیکھ نہیں سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ جن کے معنی ہی یہ ہیں کہ ایک ایسی ناری مخلوق جو نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے ہر مسلمان یہ جان لے کہ جنات غیب کا علم نہیں جانتے۔ غیب کا علم خدائے بزرگ و برتر نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہے۔ البتہ جنات کو اللہ نے مختلف شکلیں تبدیل کرنے اور پرواز کرنے کی صلاحیت سے ضرور نوازا ہے۔ جس کی بدولت یہ انسانی شکل اور مختلف جانوروں کے بھیس بدل لیتے ہیں اور دنوں کا فاصلہ منٹوں میں طے کر سکتے ہیں جنات کی کئی اقسام ہیں ان میں بہت زیادہ طاقت اور علم رکھنے والے اور کمزور، بزدل، جاہل اور شرارتی قسم کے جنات بھی پائے جاتے ہیں۔ جنات کے متعلق سن سن کر عام لوگوں کے ذہنوں میں بہت سے سوالات جنم لیتے ہوں گے۔ خاص طور پر وہ لوگ جو جادو، ٹونے اور جنات کے سایہ کے چکروں میں پھنسے ہوئے ہیں یا وہ حضرات جو عملیات کے ذریعے جنات کو قابو کرنے کے لیے بے تاب ہیں جب انھیں اپنے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کا کہیں سے تسلی بخش جواب نہیں ملتا تو وہ ان پوشیدہ امور کے حل کی خاطر اپنے نفس پر قیاس کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ان سب حضرات کے لیے میں جنات کے متعلق عمر بھر کی محنت اور تجربہ سے حاصل شدہ وہ معلومات مہیا کر رہا ہوں جو عام طور پر کتابوں میں نہیں ملتیں اور عامل حضرات اپنے شاگردوں کو ان کی ہوا نہیں لگنے دیتے۔

اگر جنات انسانی شکل میں نمودار ہوں تو ان کی شناخت کا طریقہ

اگر جنات انسانی شکل میں نمودار ہوں تو کیا انھیں پہچانا جا سکتا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہر عامل نہیں دے سکتا۔ میری بتائی ہوئی علامات کو مدنظر رکھ کر آپ انسانی شکل میں نمودار ہونے والے جنات کو آسانی کے ساتھ شناخت کر سکتے ہیں۔ جنات ہو بہو انسانی شکل اختیار نہیں کر سکتے ہیں۔ پہلی علامت یہ ہے کہ جنات کی آنکھیں گول اور سائز میں انسانی آنکھ سے بڑی ہوتی ہیں دوسری علامت یہ ہے کہ انسانی آنکھ کی پلکیں ہلکی ٹیڑھی یا گولائی میں ہوتی ہیں۔ جبکہ جنات جب انسانی شکل میں نمودار ہوتے ہیں تو ان کی پلکیں گھنگریالی اور بل دار نظر آتی ہیں۔ تیسری نشانی یہ ہے کہ جنات کے ہاتھوں کی انگلیوں پر ناخن کی ساخت انسان سے مختلف ہوتی ہے۔ جنات کے ناخن کا کچھ حصہ آخری پور پر موجود گوشت پر چمٹا ہوتا ہے اور نیچے جاتا ہوا محسوس ہوتا ہے اس قسم کی ساخت انسانوں میں نہیں پائی جاتی۔

جنات اور عامل ایک دوسرے سے کس طرح رابطہ کرتے ہیں

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو جنات کو اصل شکل میں دیکھنے کے دعوے کرتے ہیں۔ جن اگر اپنی اصل شکل میں نظر آ جائے تو بڑے بڑے بہادر عاملوں کا دل دہل جاتا ہے۔ ہر عامل نے اپنے موکلات کی حاضری کے لیے ان کے ساتھ مخصوص اشارے طے کیے ہوتے ہیں اور جب وہ موکل عامل کے بلانے پر حاضر ہوتے ہیں تو مخصوص آواز آہٹ یا طے شدہ معاہدہ پر عمل کر کے اپنی حاضری کا احساس دلاتے ہیں۔ اگر ہم کہیں کہ فلاں شکل میں سامنے آ جاؤ تو پھر وہ حکم کی تعمیل کرتے ہیں ایک جن جسے میں نے ایک عمل کے ذریعے قابو کیا ہوا تھا بعد میں وہ میرا اچھا دوست بن گیا وہ اکثر چیونٹی یا بڑے سائز کے کالے رنگ کے کیڑے کی شکل میں میرے ہاتھ یا کندھے پر آ کر بیٹھا رہتا جب عامل موکلات سے سوال جواب کرتا ہے یا اس سے معلومات حاصل کرنی ہوتی ہیں تو عامل کی آواز سب کو سنائی دیتی ہے لیکن جنات کی آواز اگر عامل حکم دے تو سب کو سنائی دیتی ہے ورنہ صرف عامل ہی اس کی آواز سن سکتا ہے۔

جہنم میں جانے کا آسان طریقہ

اس قسم کی باتوں میں ہر شخص دلچسپی محسوس کرتا ہے اور کئی لوگوں کے دل میں وقتی طور پر یہ خیال ضرور آتا ہو گا کہ کاش انھیں بھی کہیں سے ایک جن مل جائے یا کوئی کامل استاد ان کا وظیفہ عملیات مکمل کرا دے۔ لیکن یہ کام اتنے آسان نہیں اس میں دنیا کے ساتھ ساتھ انسان کی آخرت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا شوق ہے جو انسان کو آسانی کے ساتھ جہنم میں لے جا سکتا ہے وہ لوگ جنھوں نے عملیات کی دنیا میں نام پیدا کیا اور اخباروں میں ان کے بڑے بڑے اشتہار چھپتے ہیں انھیں معلوم ہے کہ وہ کس عذاب سے گزر رہے ہیں بظاہر خوش و خرم نظر آنے والے اور بھاری نذرانوں کے عوض من کی مرادیں پوری کرنے والے اندرون خانہ کن حالات سے گزرتے ہیں وہ ابھی آپ پڑھ لیں گے۔

جنات سے کام لینے کے طریقے

شب و روز کی محنت کے بعد عملیات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد جو لوگ جنات کو قابو کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں میرے نزدیک وہ بے وقوف ہیں حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے جن کسی کے قابو میں نہیں آتے بلکہ عامل خود جنات کے قابو میں ہوتا ہے۔ میرے ذاتی تجربات سے آپ ان باتوں کو آسانی سے سمجھ سکیں گے کہ عامل جنات کے قابو کس طرح آتا ہے اور وہ کون سے طریقے ہیں جن کے ذریعے جنات سے کام لیا جا سکتا ہے۔ یہاں اپنا ذاتی واقعہ بیان کر رہا ہوں میں نے جو عمل کیے ہوئے تھے ان میں بہت سے عمل جلالی اور جمالی تھے کامیابی کے ساتھ عامل وظیفہ مکمل ہونے پر موکلات کو اپنا پابند کرنے کے لیے انھیں شرائط ماننے پر مجبور کرتا ہے جس کے ذریعے اس نے ان سے کام لینے ہوتے ہیں۔ اس معاہدے میں بہت سی شرائط موکلات کی بھی ماننی پڑتی ہیں۔ ایک عمل میں جب مجھے کامیابی ہوئی تو موکلات نے مجھے تین باتوں کا پابند کر دیا کہ لہسن نہیں کھانا' دہی نہیں کھانا' اس نلکے کا پانی نہیں پینا' جس میں چمڑے کی بوکی استعمال کی گئی ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے رشتہ داروں نے ہماری دعوت کی مجبوراً مجھے وہاں جانا پڑا انھوں نے بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا لیکن مجھے ڈر تھا کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے اور وہی ہوا انھوں نے جو گوشت پکایا ہوا تھا اس میں انھوں نے لہسن ڈالا ہوا تھا جب کھانا شروع ہوا تو سب کھانا کھا رہے تھے اور میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اور تذبذب میں مبتلا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ دعوت کرنے والے بھی ناراض ہو رہے تھے اور ان کا اصرار بڑھتا جا رہا تھا کہ آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہے میں نے انھیں کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں آپ مجھے چینی لا دیں میں اس کے ساتھ روٹی کھا لوں گا۔ تو وہ کہنے لگے کہ تھوڑا سا ہی کھا لو ہم نے اس میں زہر تو نہیں ڈالا ہوا مگر میں جانتا تھا کہ میرے لیے وہ زہر ہی تھا۔ معاہدے کی خلاف ورزی کی صورت میں کھانا کھاتے ہی مجھ پر مصیبت ٹوٹ پڑتی اور میں چاہتا تھا کہ ان پر میری اصلیت ظاہر نہ ہو کیونکہ انھیں میری صلاحیتوں کے بارے میں علم نہ تھا جب انھوں نے بہت مجبور کیا تو میں نے ایک لقمہ لگایا وہ لقمہ ابھی میرے حلق سے نیچے نہیں گیا تھا کہ ایک جن نے آ کر مجھے گردن سے دبوچ لیا اور کہنے لگا کہ عامل صاحب آپ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور شرط توڑ دی اب ہم آپ پر غالب ہیں اب بتائیں آپ کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ تو میں نے دوسرے عملیات کے سہارے ان سے اپنی جان چھڑائی اور بعد میں ان سے معذرت کی اگر مجھے اس کے علاوہ عملیات پر عبور نہ ہوتا تو وہ جن مجھے جان سے مارنے سے بھی دریغ نہ کرتے اس سے آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ عامل نے جنات کو قابو کیا ہوتا ہے یا خود ان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔

واقعات تو بہت سے ہیں لیکن اس طرح کا ایک اور واقعہ بیان کر دیتا ہوں میں نے ایک عمل کیا اس کی شرط یہ تھی کہ پیشاب وغیرہ کرنے سے پہلے اپنے ساتھ پانی رکھ کر گول دائرے کا حصار کھینچنا ضروری تھا۔ ایک مرتبہ میں سفر کر رہا تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی کچھ دیر تو میں نے کنٹرول کیا لیکن

جب نہ رہا گیا تو میں نے گاڑی سے نیچے اتر کر پانی کی تلاش شروع کی لیکن نزدیک کہیں پانی نہ مل رہا تھا آخر دور ایک جگہ بہت بڑی کھال میں پانی نظر آیا پہنچا پیشاب کی شدت سے میرا برا حال تھا بڑی مشکل سے اپنے اردگرد بہت بڑا دائرہ لگایا اور پھر پیشاب کر کے اس عذاب سے نجات حاصل کی آپ اندازہ لگائیں مصیبت میں جن گرفتار ہے یا عامل۔ دوسرے طریقے میں شرائط وغیرہ طے نہیں کرنی پڑتیں اس میں جب کسی عامل کی حرکات انسانی اقدار سے گر کر شیطانی خواہشات کی تکمیل کے لیے سب کچھ کر گزرنے پر تیار ہوتی ہیں تو کسی لمبی چوڑی مشقت برداشت کیے بغیر معمولی شریر قسم کے جنات خود ان سے رابطہ قائم کر لیتے ہیں کہ ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ شرارتی اور غیر مسلم جنات کثرت کے ساتھ ایسے عاملوں کو اپنی خدمات پیش کر کے ان کے ہر طرح کے جائز و ناجائز کام کرتے ہیں۔

ایک وظیفہ جو مجھے کسی عامل نے بتایا تھا وہ سات دنوں اور بہت مختصر وقت پر مشتمل تھا اس کے باوجود کہ میں اس وقت عملیات میں ماہر تھا لیکن میرے ضمیر نے گوارا نہیں کیا اور صرف خوف خدا کی وجہ سے اس کے بتانے کے باوجود وظیفہ نہ کیا اس میں کچھ اخلاق سے گرے ہوئے ناپسندیدہ فعل ادا کرنے تھے۔ یہ وظیفہ گیارہ سو مرتبہ دہرانا تھا۔ ساتویں دن ایک پری نے حاضر ہونا تھا اور اس سے تمام کام کرائے جا سکتے تھے لیکن اللہ نے مجھے اس سے بچا لیا۔

جنات سے کام لینے کا تیسرا مرحلہ ایسا ہے کہ اس میں عامل کو کوئی خواہش نہیں ہوتی بلکہ جنات بغیر کسی معاہدہ کے خود اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اس کی میں آنکھوں دیکھی اتنی مثالیں پیش کر سکتا ہوں کہ صفحات کم پڑ جائیں اس میں ہوتا یہ ہے کہ نیک، عبادت گزار لوگوں کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو دیکھ کر اچھے اخلاق و کردار کے جن خود بخود ان کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں وہ ان سے دین سیکھتے ہیں اور ہمہ وقت ان کی قربت میں رہنا پسند کرتے ہیں دوستی اور قربت کے پیش نظر یہ دعوت دیتے رہتے ہیں کہ اگر کوئی جائز کام ہو تو ہمیں بتائیں ہم آپ کی خدمت کے لیے تیار ہیں۔ اس کی ایک مثال بیان کرنے سے میری بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ جائے گی۔ چیچہ وطنی کے قریب چک ۱۵ میں سید سعید احمد شاہ صاحب مرحوم رہتے ان کی نیکی اور پرہیزگاری کی بدولت ہزاروں کی تعداد میں جنات ان کے پاس حاضر رہتے تھے اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ شاہ صاحب ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ شاہ صاحب جنات سے کام لینا شرک خیال کرتے تھے اور ان سے کسی قسم کا ذاتی کام نہیں لیتے تھے وہ خود خاندانی زمیندار تھے اور ۴ مربع اراضی کے مالک تھے خلق خدا نے ان سے بہت فیض حاصل کیا۔

جو جنات ان کے پاس حاضر رہتے تھے وہ صرف انھیں نظر آتے جو عملیات کے ماہر ہوتے عام آدمی انھیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس قسم کے نیک و پرہیزگار لوگ اگر کوئی جائز کام جنات کو کہہ دیں تو جنات پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو پورا کرتے ہیں مگر یہ پرہیزگار لوگ کسی قیمت پر ناجائز کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور کسی سے کچھ نذرانہ وصول نہیں کرتے۔ ان تین طریقوں کے مطالعہ کے بعد آپ خود اندازہ لگا لیں کہ آپ کے اردگرد جنات کے مشہور عامل کس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور لوگوں کو کس طرح

ایمان کی دولت سے محروم کر رہے ہیں۔

کالے جادو کا مہلک ترین وار

کالے علم کے وہ ماہر جو اس میں کمال درجہ حاصل کر لیتے وہ بھاری معاوضوں کے عوض ایک ایسا عمل کرتے ہیں جس کے ذریعے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ یہ عمل اتنا بھاری ہوتا ہے کہ اس میں اس شخص کی جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے جس کے لیے یہ کرایا جاتا ہے شیطانی علوم پر دسترس رکھنے والے عامل اس کام کے لیے ۲۵ ہزار سے لے کر ایک لاکھ روپے تک رقم وصول کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا عمل تھا جو نہ میں نے کیا اور نہ اس سے پہلے مجھے اس کا مظاہرہ دیکھنے کا اتفاق ہوا صرف سنا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ میرے استاد عبدالقیوم اور میں ایک جگہ بیٹھے گپ شپ میں مصروف تھے کہ اچانک ان کی نظر آسمان کی طرف اٹھی وہ میری گردن پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے اوپر آسمان کی طرف دیکھو کیا تماشہ ہو رہا ہے جب میں نے اوپر نظر اٹھائی تو مجھے مٹی کا ایک گھڑا نظر آیا جو بہت تیزی کے ساتھ گھوم رہا تھا وہ کہنے لگے کہ یہ گھڑا نہیں بلکہ ایک ہنڈیا ہے جو کسی درندہ صفت عامل نے بھاری معاوضہ لے کر کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے چڑھائی ہے۔ یہ جب مقررہ جگہ پر جا کر گرے گی تو ہر طرف تباہی مچا دے گی۔ انھوں نے اپنے علم کے زور پر چند سیکنڈ میں یہ بھی بتا دیا کہ یہ کس عامل کی کارستانی ہے اور یہ اس کو فلاں شہر کے فلاں گھر میں بھیجنا چاہتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ استاد جی اب اس کا کیا علاج کریں گے تو وہ ہنستے ہوئے بولے کہ گناہگار ضرور ہوں مگر بے حس اور ظالم نہیں ہوں اس کا ایسا علاج کروں گا کہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔ اس کے بعد انھوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور کچھ پڑھ کر انگلی کے ساتھ دائرے کی شکل بنائی تو وہ ہنڈیا آگے جانے سے رک گئی پھر انھوں نے دوبارہ کچھ پڑھا اور انگلی کو آسمان کی طرف کر کے اشارہ کیا تو ہنڈیا واپس چلی گئی اور وہاں جا کر گری جس عامل نے اسے چڑھایا تھا۔ اس عامل کی قسمت اچھی کہہ لیں کہ وہ اپنی گدی پر موجود نہیں تھا ورنہ وہ اس تباہی سے دوچار ہوتا جو اس نے کسی کے لیے سوچ رکھی تھی اور اس کا بھاری معاوضہ وصول کیا تھا۔

دوسرے دن میرے استاد محترم مجھے ساتھ لے کر اس عامل کے پاس گئے وہ انتہائی مکار اور ہوشیار عامل تھا ہم ابھی چند قدم دور ہی تھے کہ وہ اپنے آستانے سے باہر نکلا اور استاد محترم کے قدموں میں گر پڑا کہ مجھے معاف کر دیں۔ استاد جی نے اسے بہت برا بھلا کہا کہ دنیاوی لالچ کے لیے معصوم لوگوں کی زندگیوں میں زہر گھول رہے ہو تو وہ کہنے لگا کہ اس شخص نے مجھے بہت مجبور کیا تھا ہمارا کاروبار ہے ہم بھی کیا کریں یہ سارا نظارہ اس کے مرید بھی دیکھ رہے تھے جو وہاں پر موجود تھے۔ وہ کیسے مرید ہوں گے جنھیں یہ معلوم بھی ہو گیا کہ ہمارا پیر کتنا بڑا قاتل ہے لیکن اس کے باوجود وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ میں نے استاد محترم سے کہا کہ آپ مہربانی فرمائیں اور اس کے تمام عملیات کا صفایا کر دیں تا کہ یہ آئندہ کسی کو تنگ نہ کر سکے۔ لیکن اس نے قدموں سے سر نہ اٹھایا اور کہنے لگا کہ مجھے جو چاہے سزا دے دیں لیکن میرا عمل ختم نہ کریں آئندہ کسی کو تنگ نہیں کروں گا۔ اس نے اتنی منت سماجت اور وعدے کیے کہ استاد جی نے اسے چھوڑ

دیا۔ اس قسم کے عامل لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے نمازیں بھی پڑھتے ہیں بظاہر درویش نظر آنے والے یہ دھوکہ باز لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ یہ سب کام روحانی عملیات کے ذریعہ کرتا ہوں حالانکہ اس میں شیطان سے مدد طلب کی جاتی ہے اس عمل کا پس منظر یہ ہے کہ جو ہانڈی ہمیں آسمان پر نظر آئی وہ عام آدمی نہیں دیکھ سکتا عملیات میں مہارت رکھنے والے اس کو دیکھ لیتے ہیں اس کو بہت طاقتور اور تیز رفتار جن لے کر پرواز کرتے ہیں۔ اس ہانڈی میں بہت سخت اور محنت طلب عمل کیے جاتے ہیں اس میں چاقو، چھریاں، شیشے کے نوکدار ٹکڑے، لوہے کی سویاں اور تعویذ رکھے ہوتے ہیں اور اوپر سے اس کا منہ مضبوطی کے ساتھ بند کر دیا جاتا ہے۔

جو موکلات اس پر مقرر کیے جاتے ہیں وہ اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ کوئی چھوٹا موٹا عامل ان کا راستہ نہیں روک سکتا۔ ہانڈی میں جو تعویذ رکھے جاتے ہیں ان میں موکلوں کے نام کی سویاں گاڑھ دی جاتی ہیں اس طرح چھریوں اور دوسری اشیاء پر بھی جنات کی ڈیوٹی ہوتی ہے پھر وہ تعویذ اور باقی چیزیں اتنی مہلک ہو جاتی ہیں کہ جس گھر میں وہ ہانڈی جا کر ٹوٹتی ہے وہاں یہ موکل چیزیں قیامت برپا کر دیتی ہیں اور انھیں سخت نقصان پہنچتا ہے۔

ناتجربہ کار عامل کی حالت زار

میرے استاد عملیات میں کمال درجے کو پہنچے ہوئے تھے میں نے آج تک ان جیسا کوئی عامل نہیں دیکھا۔ سنیاسی اور عاملوں کے تمام مرحلے انھوں نے طے کیے وہ یہ کام ضرور کرتے تھے لیکن غلط کاموں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے انہی کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ ناتجربہ کار عاملوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اس واقعہ سے عملیات سیکھنے کے شائقین کو عبرت حاصل ہوگی ہمارے نزدیک ایک گاؤں کے زمیندار کو یہ شوق پیدا ہوا کہ کسی طرح عامل بن جاؤں بڑی مشکل سے اس نے کسی سے عمل پوچھا اس نے پانی کے کنارے بیٹھ کر وہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا مگر اس وظیفہ میں کامیابی حاصل ہونے کی بجائے عمل الٹ ہو گیا اور جن اس زمیندار پر غالب آ گیا اور اسے اپنی جان بچانی مشکل ہو گئی وہ زمیندار اس جن سے جان چھڑانے کے لیے بہت سے عاملوں کے پاس گیا مگر ہر ایک نے یہ کہا کہ تم نے یہ مصیبت خود خریدی ہے ہم آپ کی کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ میرے استاد محترم کی اس زمیندار کے گاؤں میں عزیز داری تھی۔ جب ایک دن وہ عزیزوں کے ہاں گئے تو اس شخص کی بیوی نے اپنے خاوند کا تمام ماجرا سنایا اور روتے ہوئے کہنے لگی کہ میرے شوہر نے اپنے شوق کے ہاتھوں ہماری اور اپنی جان مصیبت میں ڈال لی ہے ہماری مدد کریں میں ہر وقت ڈرتی رہتی ہوں۔ ہم نے کوئی عامل نہیں چھوڑا اب آپ کے پاس آئی ہوں تو استاد محترم نے ہنستے ہوئے کہا کہ آپ کو سب نے جواب دے دیا لیکن یہاں سے جواب نہیں ملے گا، ویسے بھی اس گاؤں میں میری عزیز داری کا معاملہ ہے۔ استاد جی نے اس جن کو حاضر کیا جو اسے تنگ کرتا تھا تو اس نے استاد جی پر حملہ کر دیا استاد جی نے اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ بندہ بن جاؤ نہیں تو بہت برا حشر کروں گا مگر اس نے ایک نہ

مانی اور اپنے حملے جاری رکھے۔ اب وہاں پر موجود تمام دیکھنے والے ہنس رہے تھے کہ استاد جی اس کو بچاتے ہوئے خود پھنس گئے ہیں۔ استاد جی نے کہا کہ صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اب اس کا علاج ضروری ہو گیا ہے انھوں نے اس گھر سے ایک ۲ فٹ لمبا بانس اٹھایا اور اس زمیندار جس میں جن حاضر تھا پٹائی شروع کر دی وہاں ایک مولوی صاحب موجود تھے ان کو اس حقیقت کا علم نہیں تھا کہ جس شخص پر جنات حاضر ہوں اسے جتنا مرضی مارا جائے اسے کوئی چوٹ نہیں لگتی بلکہ تمام ضربیں اور تکلیف جنات کو اٹھانی پڑتی ہیں وہ مولوی صاحب کہنے لگے کہ استاد جی مار مار کر ہمارا بندہ ہی نہ مار دیں اگر کچھ کرنا ہے تو عمل کے ذریعے کریں۔ استاد جی کہنے لگے میں نے اس کا علاج عمل کے ذریعے ہی کرنا تھا لیکن مجھ کو غصہ اتنا آیا کہ میں نے سوچا سب سے پہلے اس کی پٹائی کروں پھر اس کو عمل کے ذریعے قابو کروں گا کیونکہ اس نے مجھے غصہ ہی بہت دلایا تھا وہ جن دو گھنٹے تک معافیاں مانگتا رہا کہ ایک مرتبہ چھوڑ دیں دوبارہ نہیں آؤں گا آخر کار اس شخص کی جان اس موذی جن سے چھوٹ گئی اور دوبارہ کبھی اس جن نے اسے تنگ نہ کیا۔

اس سے آپ کو اندازہ ہو جانا چاہیے کہ جو لوگ بغیر کسی استاد کی راہنمائی کے عملیات کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں اور کتابوں سے پڑھ کر وظائف کرنا شروع کر دیتے ہیں دہرا نقصان اٹھاتے ہیں جو شخص کسی کو کوئی عمل بتاتا ہے تو پھر وہ یہ ذمہ داری بھی اٹھاتا ہے کہ میں پیچھے بیٹھ کر حفاظت کروں گا اور عمل کراؤں گا لیکن آج کل زیادہ استاد ایسے ہیں جن کے دعوے زبانی جمع خرچ کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور نئے عمل کرنے والے ان سے رہنمائی حاصل کر کے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

کالے جادو کے ماہر کی زندگی تباہ اور اولاد ہلاک ہو جاتی ہے

جب کسی انسان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آزمائش مسلط کی جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں اسے دنیاوی نقصانات اور ذہنی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے تو ایسے حالات میں وہ گھبرا جاتا ہے اور صدقہ و خیرات، ذکر و اذکار اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کے ذریعے رجوع کرنے کی بجائے بے تابی کے ساتھ کسی ایسے پیر کامل یا عملیات کے ماہر کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔ جس کے بتائے ہوئے وظیفوں یا دیے گئے تعویذوں کی بدولت اپنی دکھ بھری زندگی کو راحت و سکون میں بدل سکے۔ شاید ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ مشکل کشا صرف اللہ کی ذات ہے۔ خدا بزرگ و برتر بہت رحم کرنے والے اور مہربان ہیں ہم ہی نادان ہیں کہ اس کے در پر حاضری کی بجائے در بدر بھٹکتے رہتے ہیں۔

ایسے لوگ تعداد میں زیادہ ہیں جو عاملوں کے کمالات اور فن کے مظاہرے دیکھ کر ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو عملیات سیکھنے کے شوق میں اپنی پرسکون زندگی کو نہ ختم ہونے والے بے سکونی کے زہر سے آلودہ کر لیتے ہیں۔ انھیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ جس علم کو حاصل کرنے کی خواہش کر رہے ہیں۔ اس کے حصول کی خاطر کن جان لیوا اور خطرناک مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور اگر کچھ لوگ اس عمل میں کامیابی حاصل بھی کر لیتے ہیں تو اپنے شوق کی خاطر ذاتی زندگی میں کن مسائل سے دوچار ہوتے

ہیں۔ میرے استاد محترم عبدالقیوم نے عملیات کے میدان میں انھوں نے جو کامیابیاں حاصل کیں عام آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ان کا مختصر سا تعارف آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔

استاد عبدالقیوم لکڑی خراد کے اعلیٰ پایہ کے کاریگر تھے۔ انھوں نے کچھ عرصہ دہلی میں بھی یہ کام کیا۔ دہلی میں لوگوں نے ان کے کام کو بہت پسند کی ان کی شہرت اور حسن اخلاق کی بدولت ایک سنیاسی نے اپنے بیٹے کو ان کی شاگردی میں دے دیا اور درخواست کی کہ میرے بیٹے کو بھی اچھا کاریگر بنا دیں۔ وہ لڑکا بھی سنیاس میں کچھ شد بد رکھتا تھا۔ اس سے دلچسپ اور حیرت انگیز باتیں سن کر انھیں سنیاسی بننے کا شوق پیدا ہوا۔ استاد جی نے آہستہ آہستہ اس لڑکے کے باپ سنیاسی سے اچھے تعلقات بنا لیے اور ان سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے سنیاسی بننے کا شوق ہے۔ آپ میری راہنمائی کریں اور مجھے سنیاس کا فن سکھا دیں تو وہ کہنے لگا کہ آپ نے خراد کا کام گھر بیٹھ کر سیکھا ہے۔ جب کہ جس کام کو سیکھنے کی آپ خواہش کر رہے ہیں اس کے لیے گھر کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ استاد جی نے کہا کہ آپ جو کہیں گے میں وہ کروں گا اور انھوں نے گھر کو خیر باد کہہ دیا اور جوگی کے ساتھ ہی جوگی بن گئے اس دوران اس کا لڑکا خراد کا مکمل کاریگر بن گیا۔

اس جوگی کا تعلق غالباً ہندو مذہب سے تھا۔ استاد جی سنایا کرتے تھے کہ میں اس جوگی کے ساتھ بہت عرصہ جنگلوں کی خاک چھانتا رہا اور اس سے سنیاس کا علم حاصل کیا۔ اس دوران ہمیں کسی ضروری کام سے ڈھاکہ جانا پڑا۔ وہاں ہماری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو سنیاسی بھی تھا اور اس کے ساتھ بہت زبردست عامل بھی۔ اس نے ہمیں چند ایسے کمالات دکھائے جو سنیاس سے تعلق رکھتے تھے۔ میں اس سے بہت متاثر ہوا اور اپنے گرد سے کہا کہ یہ بزرگ تو آپ سے بھی کمالات میں چند ہاتھ آگے ہیں تو انھوں نے مجھے ٹال مٹول کر کے مطمئن کر دیا کہ چلو اصل کام کریں جس کے لیے ہم آئے ہیں ہمیں اس سے کیا۔

یہ یاد رہے کہ سنیاسی جس سے کام سیکھتے ہیں۔ اس کو استاد نہیں بلکہ گرو کہتے ہیں۔

ہم ڈھاکہ سے اپنے کام مکمل کر کے دہلی آ گئے۔ لیکن میرا دھیان ادھر ہی رہا اور کسی پل چین نہ آیا تو میں اپنے گرو کو بتائے بغیر واپس اس بزرگ سنیاسی کے پاس ڈھاکہ آ گیا اور جاتے ہی اس کے قدموں کو چھوا کہ میں آپ کی شاگردی میں آنا چاہتا ہوں تو وہ کہنے لگے باوا جی جس کام میں تم لگے ہوئے ہو وہ کام ہی اچھا ہے۔ آدھی عمر تو آپ نے سنیاس سیکھنے میں گزار دی اب آدھی عمر عملیات کو سیکھنے میں ضائع کر دو گے۔ میں بضد رہا اور کہا کہ مجھے اپنی کمائی سے کچھ عطا کریں۔ میرے بہت زیادہ مجبور کرنے کے باوجود بھی بابا جی کسی طرح تیار نہ ہوئے تو میں نے بابا جی کے دروازے پر بیٹھ کر بھوک ہڑتال کر دی اور کہا کہ مہربانی کر کے مجھے عمل سکھا دیں ورنہ مجھے یہیں آپ کے دروازے پر موت آئے گی لیکن انھوں نے اس کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ آخر کئی دن بھوکا رہنے کی وجہ سے میں بہت کمزور ہو گیا اور میری حالت بگڑنی شروع ہو گئی تو بابا جی کو رحم آ ہی گیا۔ وہ میرے پاس آئے اور مجھے اٹھا کر کہنے لگے کہ بیٹا تیرے شوق نے مجھے حیران کر دیا اٹھ کر روٹی کھا لے جو تم پوچھو گے بتا دوں گا۔ کھانا کھلانے سے پہلے انھوں نے مجھے ایک دوا کھلائی اس کے بعد انھوں نے کھانا کھلایا تو میری صحت تیزی سے بحال ہونا شروع ہو گئی وہ مجھے کہنے لگے کہ

بیٹا جو کچھ تم حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر میں نے تمھیں دے دیا تو سن لو کہ اس دنیا میں اکیلے ہی رہ جاؤ گے نہ تمھاری بیوی تمھارے پاس رہے گی اور نہ ہی اولاد کی نعمت ملے گی۔ میں نے کہا کہ مجھے سب کچھ منظور ہے۔ جب انھیں اندازہ ہو گیا کہ اس کا ارادہ بہت مضبوط ہے تو وہ کہنے لگے کہ بیٹا تمھارے علاقے اور میرے علاقے کا بہت فاصلہ ہے۔ تم نے میرے پاس پہنچنے کے لیے اتنا وقت ضائع کیا۔ یہاں سیکھنے کی بجائے تم مغربی پاکستان سندھ میں پانجے ملنگ کے پاس چلے جاؤ وہ میرا بہت اچھا دوست ہے میں تمھیں اس کے نام رقعہ دے دیتا ہوں۔ وہ تمھارے ساتھ ہر طرح تعاون کرے گا اور ویسے بھی وہ مجھ سے زیادہ عملیات میں مہارت رکھتا ہے۔ انھوں نے مجھے اس کا محل وقوع اور پہچان بتائی کہ اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں پانچ پانچ انگوٹھیاں پہن رکھی ہیں اور سر کے بالوں کی پانچ لٹیں بنائی ہوئی ہیں' گاؤں کا نام اب مجھے یاد نہیں رہا البتہ وہ اس گاؤں کے باہر ویران اور بیابان جگہ پر ڈیرہ لگائے بیٹھا ہو گا۔ ان سے مکمل پتہ سمجھنے کے بعد میں سندھ کے لیے روانہ ہو گیا۔ سخت مشکلات اور لمبے سفر کے بعد میں پانجے پیر کے پاس پہنچ گیا۔ پانجا ملنگ مجھے دور سے ہی دیکھ کر کہنے لگا کہ ’’قسمت دیا ماریا آ گیا ایں‘‘ میرے پاس وہی آتا ہے۔ جس کی بدقسمتی کا آغاز ہو چکا ہو۔ اب بھی وقت ہے واپس چلے جاؤ میں نے نہایت عاجزی سے جھک کر کہا کہ اب جو بھی ہو میں آپ کے پاس ہی رہوں گا اور وہ رقعہ ان کے حوالہ کیا اور درخواست کی کہ برائے مہربانی مجھے کچھ عنایت کریں۔

پہلے انھوں نے مجھے کھانا کھلایا اس کے بعد انھوں نے مجھے ایک کدال اور کسی پکڑا کر کہا کہ ایک عدد تنور نما گڑھا کھود دو۔ اس کی لمبائی تمھارے قد سے ایک فٹ زیادہ ہو اوپر سے تنگ اور نیچے سے کشادہ ہو میں نے بہت محنت سے یہ کام مکمل کیا اور تنور کے آخری سرے کو اتنا کشادہ رکھا کہ اس میں آسانی سے لیٹا جا سکے۔ پھر انھوں نے مجھے کچھ رقم دی اور کہا کہ قریب کے گاؤں سے پانچ کلو جو لے کر ماچھیوں کی بھٹی سے بھنا کر لاؤ۔ جب یہ کام بھی مکمل ہو گیا تو سائیں جی کہنے لگے کہ بیٹا ابھی تم جی بھر کر آرام کر لو جب چاند کی تاریخوں کا آخری اتوار آئے گا پھر تمھارے عمل کا آغاز ہو گا۔ سائیں جی نے مجھے جو عمل کرانا تھا ان کے نزدیک یہ سب سے آسان تھا۔ اس عمل کی کوئی خاص شرائط نہیں تھیں وضو کے بغیر ہی اسے کرنا تھا۔ جب مطلوبہ اتوار آ گئی تو سائیں نے اپنی جھگی سے ایک بہت بڑا چراغ نکالا جس میں تقریباً پانچ کلو سرسوں کا تیل موجود تھا۔ کہنے لگے کہ تنور میں داخل ہو کر مشرق کی طرف تنور کے آخری سرے سے تین فٹ اوپر مٹی کو کھود کر دیوار میں چراغ رکھنے کے لیے جگہ بناؤ۔ میں نے جلدی جلدی چراغ رکھنے کے لیے جگہ تیار کی۔ جب عصر کا وقت ہوا تو سائیں جی کہنے لگے کہ بچیا بھنے ہوئے جو اور پانی کا گھڑا لے کر تنور کے اندر داخل ہو جا۔ انھوں نے مجھے ماچس دی اور کہا کہ چراغ روشن کر لو اپنا منہ مغرب کی طرف کر لو اور کمر چراغ کی طرف نگاہ اپنے سایہ پر رکھنی ہے۔ ان پانچ الفاظ کو مسلسل پڑھنا ہے۔ اگر پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو تو مجھ کو بتا کر باہر نکلنا ہے۔ اگر بھوک لگے تو جو کھا لینا اور پیاس لگے تو پانی پی لینا۔ اس کے بعد انھوں نے کالے کپڑے کو تنور کے منہ کے اوپر ڈال دیا۔

یہ عمل ۲۱ دن پر مشتمل تھا اور اس میں مجھے ۲۴ گھنٹوں میں صرف ۶ گھنٹے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر سونے کی اجازت تھی۔ میں نے ہمت کر کے وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پہلے چھ دن تو کچھ نہ ہوا جب ساتویں رات آئی تو میرے سایہ میں اس طرح چمک پیدا ہونا شروع ہو گئی جس طرح بادلوں میں بجلی چمکتی ہے۔ لیکن مجھے کوئی خاص ڈر محسوس نہ ہوا کیونکہ سائیں جی نے مجھے تمام مرحلوں سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور اس کے علاوہ اوپر بیٹھ کر مسلسل میری نگرانی کر رہے تھے۔ اس سے مجھے بہت حوصلہ تھا۔ البتہ تنور کے اندر تیل کے دھوئیں کی وجہ سے میرا برا حال تھا۔

ساتویں رات بجلی کی چمک سے شروع ہونے والی حرکات ۱۴ ویں رات تک جاری رہیں۔ جب ۱۵ ویں رات آئی تو سائیں صاحب نے بہت گرج دار آواز میں باہر سے آواز دی کہ بچے اب کڑی منزل آنے والی ہے۔ ہمت سے کام لینا کہیں ڈر نہ جانا۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ جو عامل کسی کو خلوص نیت کے ساتھ عملیات کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کو اپنے شاگرد کے عمل کرنے کے دوران اس کے پیچھے بیٹھ کر سخت نگرانی کرنی پڑتی ہے۔ اسی لیے تو عامل کسی کو کچھ بتانے پر آسانی سے تیار نہیں ہوتے سائیں بابے کی مسلسل نگرانی کی بدولت اور بروقت رہنمائی کی وجہ سے میرے خوف کی شدت میں بہت کمی آئی۔

پندرہویں رات کو وظیفہ شروع کرتے ہی مجھے اپنے سایہ میں سامنے تنور کی دیوار پر نظر آ رہا تھا جنگل کے خطرناک درندے نظر آنا شروع ہو گئے اور انھوں نے خوفناک آوازیں نکال کر مجھے ڈرانے کی کوشش کی ۲۰ ویں رات تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہا۔ ۲۱ ویں رات شروع ہوتے ہی مجھے اپنے سایہ میں ایک بزرگ عورت اور مرد نظر آئے کافی بچے بھی ان کے ساتھ کھڑے تھے۔ مجھے وہ منظر اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میں کسی بہت کشادہ جنگل میں بیٹھا ہوا ہوں۔ وہ بزرگ عورت اس بابے سے کہتی ہے کہ بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔ بچے بھی بہت تنگ کر رہے ہیں کچھ کھانے کا انتظام کریں۔ بابا دیکھتے ہی دیکھتے ایک کڑاہا لے آتا ہے۔ اس میں پکانے کا تیل ڈال کر گوشت کو اس میں تلنے کے لیے ڈال دیتا ہے۔ وہ عورت اس سے کہتی ہے کہ اللہ کے بندے اس کے نیچے آگ جلاؤ ٹھنڈے تیل میں گوشت کس طرح پکے گا۔ بابا ادھر ادھر سے لکڑیاں تلاش کر کے لاتا ہے اور اس کڑاہے کے نیچے آگ روشن کر دیتا ہے جب بہت دیر تک آگ جلنے کے باوجود تیل گرم نہ ہوا اور تمام لکڑیاں جل گئیں تو وہ کہنے لگی کہ اب کیا کریں گے تو بابے نے ایک بچے کو پکڑا اور جلتی ہوئی لکڑیوں کے اوپر رکھ دیا بچہ بھی جل گیا اسی طرح اس نے میرے دیکھتے ہی دیکھتے تمام بچوں کو جلا دیا لیکن تیل پھر بھی گرم نہ ہوا۔ استاد جی کہنے لگے کہ میں اپنی آنکھوں سے یہ سارا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ میرے دل کی دھڑکن میرے کنٹرول سے باہر تھی اور میرا برا حال تھا۔

جب جلانے کی ہر چیز ختم ہو گئی تو وہ عورت کہنے لگی کہ اب کیا کرو گے جب میں یہاں پہنچا تو اوپر سے سائیں جی کی آواز آئی کہ بچیا تگڑا ہو جا بڑا سخت وار ہونے والا ہے میری نظر مسلسل اپنے سایہ پر تھی میں دیکھ رہا ہوں کہ عورت مسلسل بابے کے ساتھ تکرار کر رہی تھی کہ اب کیا جلائیں گے تو وہ بابا جلال میں آ کر کہتا ہے یہ جو سامنے عامل عمل کر رہا ہے اس کو فارغ ہو لینے دو اب اس کی باری ہے۔ ایک دفعہ تو

میں خوفزدہ ہوگیا اور میرا دل دہل گیا۔ لیکن اوپر سے سائیں جی کی آواز نے مجھے حوصلہ دیا اور میں سنبھل گیا اور ان کا یہ حربہ بھی ناکام ہوا اور میرے قدم نہ ڈگمگائے تو مائی اور بابا اپنے تیل کڑاہی کے سامان سمیت میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں نے شکر کیا اور سمجھا کہ اب جان بچ گئی لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ ابھی اور امتحان ہونے والے ہیں۔

اسی دوران میرے سامنے سایہ میں ایک شیر نمودار ہوا اور دھاڑنا شروع کر دیا اور اپنے پنجوں پر کھڑے ہوکر مجھے ڈرانے کی کوشش کی۔ مجھے اس سے بہت خوف محسوس ہوا اور میں نے سوچا کہ ان سے تو بچ گیا تھا لیکن یہ ضرور مار ڈالے گا اتنے میں سائیں جی کی آواز آئی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ کچھ دیر شیر بھی اپنے ذمہ داری سرانجام دے کر چلا گیا اور جاتے ہوئے کہنے لگا کہ تم بہت ڈھیٹ واقع ہوئے ہو۔ اب میں اپنے دادا کو بھیجتا ہوں وہ تمہارا علاج کرے گا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہت بڑا اژدھا نمودار ہوا میں نے آج تک نہ تو اتنا بڑا سانپ دیکھا تھا اور نہ ہی سنا تھا۔ اس نے آتے ہی میرے آگے پیچھے دائیں بائیں چکر لگانے شروع کر دیے اور اپنے منہ سے خوفناک انداز میں پھنکارنا شروع کر دیا۔ اس دوران اوپر سے سائیں جی کی زوردار آواز آئی آخری وار ہے بیٹا سنبھل کے رہنا اگر اس سے بچ گئے تو پھر کامیاب۔ میرا دل بہت تیزی کے ساتھ دھڑک رہا تھا اور خوف کی وجہ سے میرا بہت برا حال تھا۔ میں نے اپنے آپ کو بہت حوصلہ اور تسلی دے کر وہاں بٹھایا ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ سانپ رینگتا ہوا میرے بالکل قریب پہنچ گیا اور پھر میری ایک ٹانگ کے گرد لپٹنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد دوسری ٹانگ بھی قابو کر لی اور پھر میری کمر اور پیٹ تک پہنچ کر اس کو بھی مضبوطی کے ساتھ بل دینا شروع کر دیا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو رہی تھی لیکن میں سخت خوفزدہ تھا۔ اس کے باوجود میں نے اپنی پڑھائی جاری رکھی جب اس نے اپنے تمام حربے آزما لیے تو اس سانپ نے اپنا منہ میرے چہرے کے سامنے لا کر لہرانا شروع کر دیا۔ مجھے خوف تھا کہ وہ کسی وقت بھی مجھے ڈس لے گا۔ لیکن میں نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اپنے سایہ سے نظر نہ ہٹائی اور مکمل توجہ سے پڑھائی مکمل کر لی۔ جب میرا وظیفہ مکمل ہوگیا۔ تو وہ سانپ بول پڑا کہ عامل صاحب بتائیں کیا چاہتے ہیں۔ میں ہار گیا آپ جیت گئے جو شرطیں سائیں پانجے نے مجھے پہلے سے بتائی تھیں میں نے اس کے سامنے رکھیں۔ اس موکل نے اپنی شرطیں مجھے بتائیں کہ آپ نے یہ چیزیں چھوڑنی ہیں۔ شرطیں طے ہونے کے بعد اس نے مجھے اپنی حاضری کا طریقہ بتایا تو اوپر سے سائیں جی کی آواز آئی کہ بیٹا اٹھ جاؤ تمہارا وظیفہ کامیاب ہوگیا۔ جب میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو کمزوری اور مسلسل محنت کی وجہ سے میں اٹھ نہ سکا تو پھر سائیں جی نیچے اترے اور مجھے اٹھا کر باہر نکالا اور مجھے کہنے لگے بیٹا ابھی تو میں نے تمھیں بہت آسان عمل بتایا تھا تو تمہارا کیا بنتا۔ میں نے انھیں کہا کہ میں بہت کمزور ہوگیا ہوں مجھے طاقت کے لیے کوئی نسخہ دیں تو وہ کہنے لگے کہ جس موکل پر اتنی محنت کی ہے اب اس سے خدمت کراؤ اور جو دل چاہیے اس سے کھانے کے لیے منگواؤ پھر اس موکل نے ہماری بہت خدمت کی۔

میں سائیں جی کی اجازت سے اپنے گاؤں آیا اور اپنے بھائیوں سے ملاقات کی ان کو میری

سرگرمیوں کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔ میری عمر کافی ہو گئی تھی۔ انھوں نے مجھے بہت مجبور کیا کہ اب شادی کرا لو میں نے انھیں سمجھایا کہ رہنے دیں۔ ان کے بہت زیادہ مجبور کرنے پر میں نے حامی بھر لی۔ جب میری شادی ہوئی تو میری بیوی مجھ سے بہت خوفزدہ رہتی اور میرے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہ کرتی وہ کہتی کہ مجھے آپ سے بہت ڈر لگتا ہے۔ کچھ دیر اس کے ساتھ وقت گزرا تو میں نے اسے خود ہی کہہ دیا تمہارا میرے ساتھ گزارا نہیں ہو گا۔ بہتر ہے کہ میں تمھیں فارغ کر دیتا ہوں اور تم اور نکاح کر لینا میری اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس معاملے کو ختم کر کے پھر میں دوبارہ واپس سندھ اپنے گرو کے پاس چلا گیا اور مزید عمل سیکھے۔ میں نے ان سے تقریباً سات مختلف عملیات میں کامیابی حاصل کی' پہلا عمل کرنے کے بعد میرا خوف دور ہو چکا تھا۔ اس لیے بعد میں مجھے کوئی وقت پیش نہ آئی۔ ایک دن سائیں نے کہا کہ بیٹا میرے پاس بہت شاگرد عملیات سیکھنے کے لیے آئے۔ لیکن تم دوسرے شاگرد ہو جو کامیاب ہوئے باقی تمام ڈر اور خوف کے باعث عمل مکمل نہ کر سکے اور اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے۔

میرے استاد محترم کی آخری خواہش

میرے استاد عبدالقیوم مرحوم کہا کرتے تھے۔ مجھے ان عملیات کی بدولت بہت شہرت اور عزت نصیب ہوئی۔ دوست احباب کا وسیع حلقہ قائم ہوا۔ دولت کی بھی کوئی کمی نہیں لیکن یہ سب کچھ میرے کس کام کا؟ نہ ہی میری بیوی میرے پاس رہی اور اللہ کی خاص نعمت اولاد سے محروم رہا۔ اب میرے بعد میرا نام لینے والا کوئی نہ ہو گا۔ یہ سب دنیاوی آسائشیں میرے کسی کام نہیں آئیں گی۔ وہ کہا کرتے تھے میں نے اپنی زندگی اپنے ہاتھوں تباہ کر لی۔ ان کی بہت خواہش تھی کہ کاش میری اولاد ہوتی انھوں نے آخر عمر میں ان عملیات سے نجات حاصل کرنے کے لیے بہت جتن کیے کہ اللہ کا کوئی ایسا نیک بندہ مل جائے جو میری ان سے جان چھڑا دے۔ لیکن انھوں نے اتنے بھاری اور سخت عمل کیے ہوئے تھے مرتے دم تک تلاش بسیار کے باوجود انھیں کوئی ایسا عامل نہ مل سکا جو ان کی جان چھڑا دیتا اور وہ یہ حسرت دل میں لیے دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

میرے استاد محترم بمقابلہ ہنومان

زیر نظر واقعہ استاد محترم نے ایک مرتبہ مجھے خود سنایا کہنے لگے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ سرگودھا کے قریب واقع ایک گاؤں میں ایک سید صاحب رہتے ہیں' بہت نیک بزرگ ہیں جو بھی ان کے پاس جاتا ہے خالی ہاتھ نہیں آتا۔ استاد جی نے کہا کہ جب میں نے اتنی تعریفیں سنیں تو ارادہ کیا ان کو ضرور ملوں گا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے فرصت ملی تو میں سید صاحب کو تلاش کرتا سرگودھا کے قریب ان کے گاؤں پہنچ گیا۔ میں وہاں مریض بن کر گیا۔ انھوں نے بہت خوبصورت ڈیرہ بنا رکھا تھا سامنے ایک بورڈ پر نمایاں حروف میں تحریری درج تھی کہ ہر قسم کا کام نوری علم سے کیا جاتا ہے۔ سید صاحب کے مریدوں کی کافی تعداد بھی وہاں موجود

تھی۔ میں نے سلام کیا اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا میں نے اپنے موکلوں کے ذریعے معلوم کیا کہ واقعی نوری علم ہے یا کوئی اور چکر ہے۔ تو میرے موکلوں نے بتایا کہ اس نے ہنومان کا عمل کیا ہوا ہے اور اس کے ذریعے ہر قسم کا کام کراتا ہے۔ پھر میں نے اپنے موکلوں کو کہا کہ اس کے سلسلہ نسب کے بارے میں مجھے بتاؤ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آیا واقعی سید صاحب ہیں یا کوئی اور ذات شریف ہے۔ میرے موکلوں نے چند منٹ کے اندر ہی بتا دیا کہ یہ ذات کا موچی ہے۔ فلاں گاؤں سے اس کا تعلق ہے اور اس کا سلسلہ نسب یہ ہے جب مجھے حقیقت حال معلوم ہوئی تو مجھے بہت غصہ آیا ایک تو یہ شخص جعلی سید بن کر لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے اور دوسرا شیطانی علوم کی آڑ لے کر تمام جائز و ناجائز کاموں پر اس نے روحانیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ استاد جی کہنے لگے میرے پاس ایک بہت طاقتور موکل چرن سنگھ تھا۔ اس کے سامنے کوئی جن دم مارنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ میں نے اسے بلایا اور کہا کہ آج تمہاری ہنومان سے کشتی کرانی ہے۔ چرن سنگھ کہنے لگا کہ اس کے ساتھ میری کشتی کیسے ہوگی اور لوگوں کو کیسے پتا چلے گا میں نے اسے بتایا کہ آج سب مرید بھی تماشا دیکھیں گے اور سید پیر کو ہر چیز نظر آئے گی اس کے بعد میں نے چرن سنگھ کو تمام طریقہ کار سمجھایا کہ میں مریض کی شکل میں جعلی سید کے سامنے جاؤں گا اور عمل کے ذریعے خود ہی ہنومان کو اس میں حاضر کر دوں گا۔ جب یہ کام ہو جائے تو چرن سنگھ کو ہدایت تھی کہ اس نے مجھ میں داخل ہو جانا ہے اور ہنومان کو تنگ کرنا ہے یا شرارتیں کرنی ہیں جس سے ہنومان غصے میں آ کر مجھ پر حملہ کر دے۔ اور پٹائی کرنے کی کوشش کرے۔ جب یہ تفصیل چرن سنگھ نے سمجھ لی تو اس کے بعد میں جعلی سید کے سامنے مریض کی صورت میں پیش ہوا۔ میں نے بیٹھتے ہی اپنی کارروائی شروع کی۔ جعلی سید کو دورہ پڑ گیا اور ہنومان حاضر ہو گیا۔ اشارہ ہونے کی دیر تھی کہ چرن سنگھ مجھ پر مسلط ہو گیا اور جعلی سید ہنومان کو کہنے لگا کہ اگر ہمت ہے تو مجھے نکال سکتے ہو تو نکال لو۔ ادھر میں نے چند موکلوں کی پہلے ہی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ جب یہ کام شروع ہو تو وہ ہنومان کو اشتعال دلائیں اس دوران ہنومان اور چرن سنگھ کی گفتگو کے دوران تلخ کلامی ہو گئی اور ہنومان نے مجھے تھپڑ مار دیا۔ حقیقت میں یہ تھپڑ چرن سنگھ کو لگا پھر کیا تھا پہلے ہی طمانچے پر چرن سنگھ اپنے جلال میں آ گیا اور اس نے ہنومان اور جعلی سید کا مار مار کر برا حال کر دیا۔ اس دوران دو مرید جعلی سید کی جان بچانے کے لیے از راہ ہمدردی آگے بڑھے چرن سنگھ نے ایک ایک انھیں بھی لگائی اس کے بعد انھوں نے دوبارہ نیکی کا ارادہ نہیں کیا جب چرن سنگھ نے مجھے اپنے تسلط سے آزاد کیا تو میں نے دیکھا کہ جعلی سید صاحب بے ہوش پڑے ہوئے ہیں تمام مرید بھاگ چکے ہیں۔ چند ایک نے کونے کھدروں میں چھپ کر پناہ لے رکھی ہے۔ کچھ دیر کے بعد جب جعلی سید پیر کو ہوش آیا تو میں نے انھیں کہا کہ میرا مسئلہ حل کریں میں اتنی دور سے چل کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ تو وہ ہاتھ باندھ کر کہنے لگا آپ اچھا کریں تو چلے جائیں آپ کی وجہ سے میری بہت بے عزتی ہوئی۔ آج تک میرا اتنا برا حشر کسی نے نہیں کیا تھا۔ میں نے جعلی سید سے کہا کہ پہلی بات یہ ہے کہ میں کسی کے پاس جاتا نہیں۔ اگر جاتا ہوں تو پھر کسی دوسرے کی مرضی سے واپس نہیں آتا۔ کچھ نہ کچھ کر کے ہی واپس جاتا ہوں۔ اسی اثناء میں ہنومان کو بھی ہوش آ گیا اور اس نے جعلی سید کو اصل

حقیقت سے آگاہ کیا کہ ان کے پاس مجھ سے بھاری اور طاقتور موکل ہے۔ اس نے ہی آپ کا اور میرا برا حال کیا ہے۔ میں نے جعلی سید پیر سے کہا کہ میرے تم سے صرف دو سوال ہیں ان کا جواب دے دو تو پھر میں تمھاری بات سنوں گا۔ یہ جو دو فراڈ تم نے سامنے لکھ کر لگا رکھے ہیں۔ ان کی وضاحت کرو۔ اگر تمھارے پاس نوری علم ہے تو پھر تم کالے علم سے کس طرح مار کھا گئے (یہ سوال' غور طلب ہے کیونکہ اکثر عامل یا پیر نوری علم سے علاج کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں) دوسرا سوال یہ کہ فلاں گاؤں میں تم موچی تھے اور تمہارا سارا خاندان وہاں موچیوں کا کام کرتا ہے تم یہاں آ کر سید کیسے بن گئے۔ اس نے سوالات کا جواب دینے کی بجائے منت سماجت شروع کر دی۔ عامل جب کہیں پھنس جائے تو اس حربے کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔ اس نے بہت قسمیں کھائیں اور واسطے دیے لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی اور اس کا ہنومان اور دوسرے تمام موکل اس سے چھین لیے میں نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ اس طرح کے فراڈیے آدمی کے پاس کچھ نہیں رہنے دینا اس سے سب کچھ چھین لینا ہے۔

سانپ کی موت

میرے استاد عامل اور سنیاسی دونوں علوم پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ سنیاس کے علم کے حوالے سے ایک بہت عجیب واقعہ آپ کی خدمت میں بیان کرتا ہوں اس قسم کا واقعہ آج تک میرے پڑھنے سننے میں نہیں آیا۔ بہت سے سنیاسیوں کو سانپوں کے ہاتھوں مرتے دیکھا سنا ہے۔ لیکن کسی سنیاسی کے ہاتھوں سانپ مرتا نہیں دیکھا۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب میرے استاد دونوں علوم پر مکمل عبور حاصل کر چکے تھے اور میں ان کی شاگردی میں عملیات میں مہارت حاصل کر رہا تھا ایک دن ہمیں کسی کام کے سلسلہ میں گوجرانوالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں جی ٹی ایس کے سابقہ اڈہ کے قریب ایک سپیرا بہت سے سانپ بکھیرے ہوئے۔ ان کے زہروں کی اقسام بیان کر رہا تھا ہمارا وہاں رکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ لیکن اس کی خوفناک باتیں سن کر استاد جی کہنے لگے آؤ آج پھر تمھیں نظارہ دکھائیں جو اس سے پہلے تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اس سے تمھیں اندازہ ہوگا کہ ہم میں کتنا زہر ہے۔ آج تمھیں اپنے زہر کا اثر دکھائیں گے۔ میں استاد جی کی یہ باتیں سن کر خاموش رہا کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ استاد جی نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کہی تھی۔ ہم بھی اس مجمع میں کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے جب اس نے سب سے زہریلے سانپ کی پٹاری کو ہاتھ لگایا اور اس کے زہریلے اثرات سے خوف وہراس پیدا کرنے کی کوشش کی تو استاد جی آگے بڑھے اور کہا کہ بھئی یہ سانپ اپنی پٹاری سے باہر نکالو میں اس کو ہاتھ میں پکڑنا چاہتا ہوں۔ وہ سپیرا کہنے لگا کہ اگر اس نے آپ کو ڈس لیا اور آپ کی جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا کیونکہ میرے پاس تو کوئی ایسی چیز بھی نہیں جس کو استعمال کر کے میں اس سانپ کے اثر کو زائل کر سکوں۔ جب استاد جی نے سپیرے کو بہت مجبور کیا اور تمام تر ذمہ تماشائیوں کے سامنے خود قبول کر لیا۔ تو اس سپیرے نے مجبوراً پٹاری سے ڈھکن اتار دیا۔ جونہی سپیرا پٹاری سے ڈھکن اٹھاتا ہے ایک دو فٹ لمبا سانپ پھنکار کر منہ باہر نکالتا ہے۔ اس قسم کا

سانپ اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ استاد جی نے فوراً سانپ کے سامنے اپنا ہاتھ کر دیا سانپ نے اچھل کر ہاتھ پر کاٹ لیا اس کے دانت ہاتھ میں پیوست ہو گئے۔ سانپ ہاتھ کے ساتھ لٹک گیا اور موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ سپیرے نے پریشان ہو کر شور مچانا شروع کر دیا کہ آپ نے ہاتھ پر کچھ لگایا ہوا ہے۔ اس لیے میرا قیمتی سانپ مر گیا۔ اس کا شک دور کرنے کے لیے استاد جی نے وہی ہاتھ جس پر سانپ نے کاٹا تھا۔ منہ میں ڈال لیا اور کہا کہ اگر اس پر کوئی چیز لگی ہو گی تو بچتا میں بھی نہیں۔ وہ بہت ٹپٹایا کیونکہ وہ سانپ اس نے بہت مہنگا خریدا تھا۔ آخر میں استاد جی تمام تماشائیوں کے سامنے کہنے لگے کہ اگر اسے اب بھی یقین نہیں تو یہ اپنی کمر میرے سامنے کرے میں اس پر اپنے ناخن سے صرف ایک خراش لگاؤں گا اگر پانچ منٹ کے بعد یہ زندہ رہا تو میں سانپ کی قیمت ادا کر دوں گا اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا اور اپنا سامان سمیٹ کر چل دیا۔ میں نے بعد میں استاد جی سے بہت پوچھا کہ کہیں موکلوں کے ذریعے تو یہ کام نہیں کیا۔ تو وہ کہنے لگے کہ میں نے ایسی ایسی جڑی بوٹیاں کھائی ہیں کہ سانپ اور بچھو مجھے کاٹ کر بچ نہیں سکتے۔ بعد میں مجھے اس بات سے بھی اندازہ ہوا کہ جب کبھی استاد محترم ہمارے ہاں تشریف لائے اور رات کو قیام کرتے۔ ہمارے پہلے گھر میں چونکہ مچھر بہت ہوتے تھے۔ جب وہ صبح اٹھتے تو ان کی چارپائی پر مرے ہوئے مچھروں کی بہتات ہوتی۔ جو کوئی مچھر ان کو کاٹ لیتا وہ صبح چارپائی پر ہی مردہ حالت میں پایا جاتا۔

عاملوں کے ذریعے پسند کی شادی کرنے والوں کا انجام

یہ واقعہ جو میں بیان کرنے لگا ہوں آج سے ۲۷، ۲۸ سال پہلے کا ہے' اس وقت میں عملیات میں اتنا ماہر نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے فیصلہ کیا تھا کہ استاد جی کی چاہے جتنی بھی خدمت کرنی پڑے اس فن میں مہارت ضرور حاصل کرنی ہے یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ میرا ایک دوست کسی جگہ شادی کرنا چاہتا تھا میں نے اس کو کہا کہ بہتر ہے جہاں ماں باپ کہتے ہیں وہاں شادی کر لو' مگر وہ بضد رہا کہ میں نے اپنی پسند کی جگہ ہی شادی کرنی ہے۔

میں نے عملیات کا سہارا لینے کی بجائے لڑکی کے قریبی عزیزوں سے اپنے طور پر رابطہ کیا اور انھیں کہا کہ اگر کسی طرح یہ رشتہ کرا دیں تو مجھ پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ آخر ان کی کوششیں رنگ لائیں اور بہت محنت کے بعد وہ رشتہ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر انھوں نے ایک شرط رکھی کہ ہماری اس لڑکی پر جنات کا سایہ ہے۔ پہلے اس کا علاج کرا لیں۔

ہم نے ان کی یہ شرط تسلیم کر لی کہ اس لڑکی کا علاج کرانے کے بعد ہم نکاح کریں گے۔ اس کے لیے میں نے استاد جی کی خدمات حاصل کیں اور انھیں تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ سب کچھ سننے کے بعد وہ کہنے لگے کہ ایسی مکار عورت کے ساتھ شادی کا کیا فائدہ میں یہ بات سن کر بہت حیران ہوا لیکن میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

میں نے انھیں اس لڑکے سے ملایا جس کے لیے یہ ساری جدوجہد کی جا رہی تھی۔ وہ کسی صورت

اس کام کے لیے لڑکی والوں کے گھر جانے پر آمادہ نہ تھے۔ ہمارے مجبور کرنے پر وہ ساتھ چل پڑے۔ اس لڑکے کو بھگانے کے لیے انھوں نے کہا کہ بیٹا میں تمہارا کام تو کر دوں گا لیکن اس کی فیس گیارہ سو روپے لگے گی۔ ان کا خیال تھا کہ لڑکا اتنی بڑی رقم کا سن کر اپنا ارادہ بدل لے گا اور میں اس لڑکی کے گھر جانے سے بچ جاؤں گا۔ مگر اس لڑکے نے رقم ادا کرنے کی حامی بھر لی۔ آخر کار ہم اس لڑکی کے گھر پہنچ گئے انھوں نے ہمیں صحن میں بٹھایا۔

چند سیکنڈ بعد استاد جی نے میرے کان کے قریب منہ کر کے سرگوشی کے انداز میں بتایا کہ لڑکی گھر سے بھاگ گئی ہے اور اس لڑکے کا مکمل حلیہ بھی بتا دیا جس کے ساتھ وہ گھر سے نکلی تھی۔ میں پریشان ہو گیا اور استاد جی سے کہا کہ آپ ویسے ہی مجھے ڈرا رہے ہیں ابھی تھوڑی دیر بعد انھوں نے لڑکی آپ کے سامنے حاضر کر دینی ہے۔ استاد جی کہنے لگے اچھا پھر انتظار کرو ساری حقیقت خود بخود کھل کر سامنے آ جائے گی۔

اس کے بعد انھوں نے گھر والوں سے کہا کہ لڑکی کو حاضر کریں تا کہ اس کا علاج کیا جا سکے۔ کئی گھنٹوں کی تلاش کے بعد وہ کہنے لگے کہ لڑکی مل نہیں رہی شاید کسی سہیلی کے گھر چلی گئی ہے۔ استاد محترم بولے وہ کہاں ملے گی۔ انھوں نے لڑکی کے والد سے کہا کہ فلاں لڑکا جو سلور (ایلومینیم) کے برتن سائیکل پر فروخت کرتا ہے فلاں شہر کے فلاں محلے میں اس کا مکان ہے۔ روزانہ سائیکل آپ کے گھر کے اندر کھڑی کر کے پھیری لگا کر برتن فروخت کرتا ہے۔ آپ اس وقت اس کے گھر چلے جائیں اور جا کر وہاں سے اپنی لڑکی برآمد کر لیں۔ آپ کی لڑکی اس کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی ہے۔

اس لڑکی کے باپ کو یہ باتیں سن کر یقین نہ آیا اور وہ غصے سے بولا سائیں اگر آپ کو یہ پتہ چل گیا ہے کہ لڑکی فلاں جگہ پہنچ گئی ہے تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ اگر آپ میں طاقت ہے تو اس کو یہاں منگوا دیں۔ ہم آپ کو منہ مانگا انعام دیں گے۔

ان کے اس رویہ پر استاد جی کو بھی بہت غصہ آیا۔ اور جلال میں آ کر لڑکی کے والد سے کہنے لگے کہ ۱۰۰ روپے والا اسٹام پیپر منگواؤ اور اس پر یہ تحریر لکھیں کہ اگر میں لڑکی یہاں نہ منگوا سکوں تو میری گردن اڑا دینا میرا خون معاف چار گواہ تمہاری طرف سے اور چار گواہ میری طرف سے جب کہ میرا مطالبہ یہ ہے کہ میں لڑکی منگوا دیتا ہوں لیکن وہ لڑکی ہمارے قابل نہیں آپ اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کرنے کی حامی بھر لیں۔ ابھی اسی وقت لڑکی یہاں پہنچ جائے گی۔

اس شرط کو لڑکی کی والدہ نے تسلیم کر لیا لیکن لڑکی کا والد بضد ہو گیا کہ وہی لڑکی منگواؤ اور اسی کے ساتھ نکاح کرو۔ لیکن استاد جی کہنے لگے ایسی بدکردار لڑکی کے ساتھ ہم اپنے لڑکے کا نکاح نہیں کر سکتے استاد جی اس لیے اس لڑکے کے ساتھ یہاں آنے پر رضامند نہ تھے۔ اس لڑکے کے علم میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ جس لڑکی کی خاطر وہ اتنے جتن کر رہا ہے۔ اس کا تعلق کسی اور کے ساتھ قائم ہو چکا ہے۔

اس دوران ان لڑکی والوں کے بہت سے رشتہ دار اکٹھے ہو گئے بہت بڑا ہنگامہ ہوا۔ لیکن اس لڑکی کا باپ بضد رہا کہ لڑکی چاہے آئے نہ آئے میں چھوٹی لڑکی کا نکاح نہیں کروں گا۔ جب کہ لڑکی کی

والدہ اسے سمجھا رہی تھی کہ سائیں صاحب کی بات مان لیں کوئی حرج نہیں۔ بڑی بحث و تکرار کے بعد جب وہ شخص نہ مانا تو استاد جی نے کہا کہ لو پھر ساری زندگی تم بھی ذلیل ہوتے رہو گے اور تمہاری لڑکی بھی۔

اس کے بعد ہم وہاں سے واپس آ گئے بعد میں، میں نے استاد جی سے پوچھا کہ اگر وہ مان جاتا تو پھر، استاد جی کہنے لگے کہ میں ایسی بات منہ سے نہیں نکالتا جس کو میں پورا نہ کرسکوں۔

یہاں میں ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے ایک بات بتا دوں جو ہزاروں روپے خرچ کر کے اس چکر میں رہتے ہیں کہ تعویذات کے ذریعے اپنی من پسند جگہ پر شادی کرالیں۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو بھی جائیں تو ساری عمر ذلیل ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں بلکہ انتہائی دردناک انجام سے دوچار ہوتی ہیں۔ کیونکہ عامل نے لڑکی کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لیے جو موکل مسلط کیا ہوتا ہے وہ آسانی کے ساتھ جان نہیں چھوڑتا۔ اس کا علاج بہت مشکل ہوتا ہے پھر وہی موکل پورے خاندان یعنی بچوں اور خاوند کو بھی تنگ کرتا ہے۔ اس طریقہ کے ذریعے من پسند جگہ پر شادی کرانے والا شخص مرتے دم تک عاملوں کے لیے کمائی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حُب کے عمل کے کرشمے

ایک مرتبہ میں اپنے استاد جی کے پاس ملنے کے لیے گیا۔ یہ میرا ابتدائی دور تھا اور میں نے صرف چند ایک عمل کیے ہوئے تھے۔

میں استاد جی کی خدمت میں حاضر تھا۔ آج ان کا مزاج بہت خوشگوار تھا۔ استاد جی میرے ساتھ گپ شپ کرتے ٹہلتے ٹہلتے گاؤں سے تھوڑا دور آ گئے تو میں نے درخواست کی آج اپنے عمل کا کوئی منفرد نظارہ کرائیں میرے استاد کا ایک قول تھا کہ اگر دیکھنا ہے تو پوچھنا نہیں اور اگر پوچھنا ہے تو پھر دیکھنا نہیں یعنی جو عمل سیکھنا ہے۔ اس کو پہلے دیکھنے کا تقاضا نہیں کرنا اور اگر کچھ دیکھنے کی خواہش ہے تو پھر بعد میں اس عمل کے بارے وضاحتیں طلب نہیں کرنی۔ میں نے حامی بھر لی کہ استاد جی آج صرف دیکھوں گا پوچھوں گا نہیں۔ ہم انھیں باتوں میں مصروف چل رہے تھے کہ سامنے کچھ فاصلے پر ایک شیشم کا درخت نظر آیا۔ اس پر دو فاختائیں اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ مجھے کہنے لگے کہ دیکھ کر بتاؤ کہ وہ پرندے کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ صاف نظر آ رہا ہے کہ شیشم کے درخت کی شاخ پر بیٹھے ہوئے ہیں مجھے ہنس کر کہنے لگے کہ جاؤ اور ان کو پکڑ کر لاؤ میں نے کہا آپ میرے استاد ہیں اور میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن یہ آپ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ بھی تقاضا کرتے ہو کہ کچھ دیکھنا چاہتا ہوں لیکن تعاون بھی نہیں کرتے اور کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں اگر تم تعاون نہ بھی کرو گے تو پھر بھی تمھیں کچھ نہ کچھ دکھا دیں گے۔

ان باتوں سے ان کا اس کمال میں دلچسپی پیدا کرنا تھا جو وہ ابھی دکھانے والے تھے۔ انھوں نے زمین سے دو چھوٹے چھوٹے کنکر اٹھائے ان پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری اور اپنے پاؤں کے نیچے رکھ لیے اور پاؤں کو دبایا۔ میرے سامنے وہ دونوں پرندے ان کے پاؤں کے پاس آ کر گر پڑے جب میں نے انھیں

پکڑنے کی کوشش کی تو انھوں نے منع کر دیا کہ ان کو ہاتھ نہ لگانا یہ تمھارے بس کا روگ نہیں۔

انھوں نے کافی دیر ان پرندوں کو پکڑے رکھا کچھ دیر گزرنے کے بعد انھوں نے وہ دونوں کنکر پاؤں کے نیچے سے نکال کر پھینک دیے تو وہ دونوں پرندے اڑ گئے۔ میں نے بعد میں پوچھنے کی بہت کوشش کی لیکن انھوں نے صرف اتنا بتایا کہ بیٹا یہ ایک ''حب'' کا عمل ہے۔ یہ آپ کے بس کا روگ نہیں۔

جن کے کرتب

اسی طرح ایک مرتبہ ہم بہت سے شاگرد استاد جی کے پاس حاضر تھے۔ ان میں کچھ ماننے والے اور کچھ سیکھنے والے۔ چند ایک نے کہا کہ استاد جی آج کوئی نظارہ ہی کرا دیں تو وہ کہنے لگے کہ آپ کا دل نہیں بھرتا۔ آپ نے اتنا کچھ دیکھا ہے پھر بھی آپ کی خواہش ختم نہیں ہوتی۔ انھوں نے طہارت کے لیے اپنے قریب ایک لوٹا رکھا ہوتا تھا کہنے لگے کہ تم میں کوئی ایسا دلیر شخص ہے جو اس لوٹے کے منہ سے داخل ہو کر ٹونٹی سے نکلے اور ٹونٹی سے داخل ہو کر منہ سے باہر آئے تو سب نے ایک آواز کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ استاد جی کہنے لگے آج دیکھتے ہیں کہ یہ ممکن ہوتا ہے یا نہیں انھوں نے گھر کی طرف منہ کر کے ایک ۱۲ سال کے بچے کا نام لے کر اسے آواز دی تو ایک بہت صحت مند بچہ بانس کی چلمن کے پیچھے سے نمودار ہوا اور سب کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ استاد جی اسے کہنے لگے کہ بیٹا یہ مان نہیں رہے کہ لوٹے کے منہ سے داخل ہو کر ٹونٹی سے باہر نکلا جا سکتا ہے۔ اشارے کے دیر تھی اس نے فوراً لوٹے کی طرف قدم بڑھائے اور دیکھتے ہی دیکھتے کبھی لوٹے کے منہ کی طرف سے داخل ہو کر ٹونٹی سے باہر نکل رہا ہے اور کبھی ٹونٹی کی طرف سے داخل ہو کر منہ کی طرف سے باہر نکل رہا ہے۔ اس نے سب کے سامنے یہ عمل کئی بار دہرایا۔

سارے ان کے ماننے والے اور شاگرد تھے اس لیے نہ کوئی بھاگا اور نہ کسی کو ڈر اور خوف کے باعث بخار چڑھا۔ کیونکہ اس قسم کے واقعات آئے دن دیکھنے کو ملتے رہتے تھے۔

ایک مداری کا علاج

جب میں عملیات کے میدان میں مکمل عبور حاصل کر چکا تو اس دوران مجھے بہت سے شریر قسم کے جنات اور عاملوں کا مزاج درست کرنے کا موقع ملا اس قسم کے واقعات کی بہت لمبی فہرست ہے۔ مگر چند اہم اور حیران کن واقعات بیان کروں گا جنھیں پڑھ کر بہت سے نام نہاد عاملوں کے کرتوت بے نقاب ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ جنات کی شرارتوں اور لوگوں کو بلاوجہ تنگ کرنے پر ان کا علاج' آپ کے علم میں اضافہ کا باعث ہوگا۔

ایک دن پرانی سبزی منڈی مین بازار بس سٹاپ کے قریب ایک مداری والا کرتب دکھا رہا تھا۔ میرا ادھر سے گزر ہوا اور میں بھی تماشا دیکھنے کے لیے تماشائیوں میں کھڑا ہو گیا۔ بہت دنیا اکٹھی ہو گئی تھی اس نے جادو کا ایک مظاہرہ کرنا تھا جس میں ایک لڑکے کو زمین پر لٹا کر اس پر کپڑا ڈالا جاتا ہے اس کے بعد

ناظرین کی نظروں پر جادو کر دیا جاتا ہے۔ جب وہ مداری والا اپنا کام شروع کرتا ہے تو ہر شخص حیران رہ جاتا ہے اس کرتب میں اس نے لڑکے کا سر' بازو اور ٹانگیں چھری کے ساتھ علیحدہ علیحدہ کرنا تھیں۔ جب وہ ایسا کرتا ہے تو حقیقت کا گمان ہوتا ہے کیونکہ جب جسم کے کسی حصے پر چھری چلتی ہے تو اس جگہ سے تازہ خون نکلتا ہوا نظر آتا ہے اور دیکھنے والا یہی محسوس کرتا ہے کہ مداری کتنی بے دردی کے ساتھ لڑکے کے جسم کے ٹکڑے کر رہا ہے۔ مجھے شرارت سوجھی اور میں وہاں یہ سوچ کر کھڑا ہو گیا کہ آج میں دیکھوں گا کہ یہ کس طرح اس لڑکے پر چھری چلاتا ہے اور لوگوں کی نظروں پر جادو کرتا ہے۔ پہلے اس نے بانسری بجائی اس کے بعد لڑکے کو زمین پر لٹا کر اس کے اوپر سرخ کپڑا ڈالا اس کے بعد اس نے تھیلے سے چھری نکالی۔ چھری لکڑی کی ہوتی ہے یہیں سے جادو کا آغاز ہوتا ہے اور سب دیکھنے والوں کو اصلی محسوس ہوتی ہے۔ جب اس نے دوبارہ بانسری سے آواز نہ نکلی تو میں نے اپنا فامولا چھوڑا اس نے بہت جتن کیے لیکن بانسری نہ بجی تو اس نے دھائی دی اور شور مچانا شروع کر دیا سب لوگ حیران تھے کہ بانسری کیوں نہیں بج رہی۔

پھر اس نے دھمکی کے انداز میں کہا کہ میں اسے نہیں چھوڑوں گا جس نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے۔ میں خود اس کے قریب گیا اور اسے کہا کہ یہ سب کچھ میں نے کیا ہے۔ اگر مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو میں تیار ہوں۔ اگر عزت عزیز ہے تو اپنا سامان سمیٹو اور بھاگ جاؤ آئندہ یہاں نہ آنا پھر وہ منت سماجت پر اتر آیا۔ میری روٹی کا سوال ہے مجھے معاف کر دیں اور پھر اپنا سامان سمیٹ کر فرار ہو گیا۔

ایک پیر کی بے بسی

میرا ایک دوست جو پیر پرست برادری سے تعلق رکھتا تھا۔ ایک دن مجھے مجبور کرنے لگا کہ فلاں مقام پر ایک بہت کرنی والے سائیں صاحب نے آنا ہے پیری مریدی بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جناب بہت بڑے عامل بھی ہیں' آپ میرے ساتھ چلیں مجھے یقین ہے ان کی کرامات دیکھ کر آپ حیران رہ جائیں گے کیونکہ ان کی محفل میں جو غرض مند اپنا مسئلہ پیش کرتا ہے تو وہیں اس کو اس مسئلہ کا حل بتا دیا جاتا ہے اور جنات کی بہت بڑی حاضری ہوتی ہے۔ میں نے ٹال مٹول سے کام لیا تو میرے دوست نے ضد کر کے مجھے ساتھ چلنے پر راضی کر لیا اور اتوار کے دن مجھے اس عامل کے پاس اپنے ساتھ لے گیا۔ پیر صاحب کے آنے سے پہلے ہی عورتوں اور مردوں کا بہت بڑا ہجوم ان کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ ہم دونوں بھی ان لوگوں میں جا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد ٹیپ ریکارڈ پر کبھی قوالیاں' کبھی عالم لوہار اور کبھی صوفیانہ کلام کی مختلف کیسٹ چلنی شروع ہو گئیں۔ میں نے اپنے دوست سے پوچھا کہ پیر صاحب کوئی ذرامہ بھی دکھائیں گے تو اس نے ناراضگی سے کہا کہ مذاق نہ کریں اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ میوزک کے ذریعے جنات کی حاضری ہوتی ہے۔ میں خاموش ہو گیا اور ذہن میں سوچ لیا کہ آج کیا کرنا ہے۔

اسی دوران پیر صاحب عوام میں جلوہ افروز ہوئے تو ہر طرف سے عقیدت مندوں کی آوازیں لند ہوئیں کہ حاضری ہو گئی حاضری ہو گئی مجھے ان کا یہ انداز اتنا برا لگا اور اتنا غصہ آیا کہ دل چاہتا تھا اس پیر کا

گلہ دبا دوں۔ جب پیر صاحب سب کے سامنے تشریف فرما ہوئے تو میری اور پیر صاحب کی آنکھیں دو چار ہوئیں تو انھوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ برخوردار آپ ادھر کیوں بیٹھے ہوئے ہیں میرے پاس آ کر بیٹھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک عامل دوسرے عامل کو فوراً پہچان جاتا ہے۔ میں نے دور ہی سے ہاتھ ہلا کر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں یہاں ہی ٹھیک ہوں۔ مجھے اس وقت اپنے عملوں پر بہت بھروسہ تھا۔ میں نے اپنے دوست کو بتائے بغیر اپنا کام دکھا دیا۔

دوسری طرف پیر صاحب نے اپنے اوپر کپڑا ڈال کر روایتی ڈرامے کا آغاز کیا۔ عورتیں اور مرد پیر صاحب سے سوال پوچھنے کے لیے آگے بڑھے۔ جب پیر صاحب نے جنات کی حاضری کے لیے ہر حربہ اختیار کر لیا اور ان کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور کوئی موکل حاضر نہ ہوا تو انھوں نے کہا شاید آج موسم ابر آلود ہے۔ اس لیے موکل حاضر نہیں ہو رہے۔ عامل حضرات اس قسم کے حیلے بہانوں سے اپنے عقیدت مندوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن سب نے کہا کہ موسم تو بالکل صاف ہے تو انھوں نے کہا کہ راستے میں کہیں ضرور موسم خراب ہو گا جس کی وجہ سے میرے موکلوں کو مجھ تک پہنچنے میں مشکل پیش آ رہی ہے یہ باتیں سن کر جو ضرورت مند اپنے سوالوں کے جواب اور مشکلات کے حل کی خاطر دور دراز سے آئے ہوئے تھے۔ وہ مایوس ہو کر آہستہ آہستہ واپس جانے لگے اور ہم دو اور چند مرید ہی بیٹھے رہ گئے۔

میں نے کام یہ دکھایا تھا کہ پیر صاحب کے چاروں اطراف اپنے موکلوں کی ڈیوٹیاں لگا دی تھیں اور انھیں کہا کہ ہوشیاری سے پہرہ دینا ہے اور جو جن حاضری کے لیے آئے اسے قید کر لینا ہے۔ جب چند خاص الخاص مرید رہ گئے اور تمام لوگ چلے گئے تو پیر صاحب ہمیں مخاطب کر کے کہنے لگے آپ بھی جائیں اور آئندہ اتوار کو آ جائیں آج جنات کی حاضری نہیں ہو گی۔ جب اس پیر نے یہ باتیں کہیں تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ اس نے بہت معمولی قسم کا عمل کیا ہوا ہے اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ میرے موکلوں کا کیا حال ہوا ہے اور وہ کیوں حاضر نہیں ہوئے تو مجھے شرارت سوجھی میں نے اپنے موکلوں کو کہا کہ اس پیر کے جنات کو چھوڑ دیں اور ان سے ہی اس پیر کی پٹائی بھی کرائیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے پیر صاحب کی چیخیں بلند ہونا شروع ہو گئیں میرے موکلات کی نگرانی میں اس پیر صاحب کے جنات نے ان کی خوب خبر لی۔ پیر صاحب اپنے جنات کو چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ مجھ سے کیا گستاخی ہو گئی ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ آپ سے کوئی گستاخی نہیں ہوئی۔ بلکہ ہمیں یہیں سے حکم ملا ہے اور ہم اس پر عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ تو اس پیر نے ان سے کہا کہ وہ کون بد بخت ہے جس کے حکم پر تم پہ سب کچھ کرنے پر مجبور ہو تو جنات نے کہا کہ وہ آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سب باتیں جب وہاں بیٹھے ہوئے تین ہٹے کٹے اور صحت مند ملنگوں نے سنیں جو پیر صاحب کے مرید خاص تھے تو وہ غصے میں آ گئے اور انھوں نے اپنے رنگین موٹے ڈنڈے اٹھا کر مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی جب وہ میرے قریب پہنچے تو میں نے انھیں کہا کہ پہلے اپنے پیر کی جان بچاؤ اور اس کے حشر سے نصیحت پکڑو اگر اب کسی نے اپنی جگہ سے قدم آگے بڑھایا تو الٹا لٹکا کر تمھارے پیر سے زیادہ برا حشر کروں گا تو وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس وقت تک جنات نے پیر صاحب کو مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔

جب ان کا بہت برا حال ہوگیا تو میں نے اپنے موکلوں کو کہا کہ بس اب وقفہ کر دیں۔ میرا وہ دوست جو پیر صاحب کی بہت تعریفیں کر کے مجھے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ یہ سارا منظر دیکھ کر سہما ہوا بیٹھا تھا اور بہت شرمندہ ہو رہا تھا۔ کہ یہ سب کچھ کیا ہوگیا کچھ دیر بعد پیر صاحب کے حواس بحال ہوئے تو ایک دوسرے کے ساتھ تعارف ہوا۔ پیر صاحب کہنے لگے میں غریب آدمی ہوں میری جان چھوڑ دو، میری روزی کا معاملہ ہے جو مطالبہ کہتے ہو مان لیتا ہوں۔ اس کی منت سماجت پر میں نے اس سے چند وعدے لیے اور اپنے موکلوں کو کہا کہ اس کے جنات کو آزاد کر دیں۔

جنات کن لوگوں کو تنگ کرتے ہیں

جعلی عاملوں نے اپنی دکانداریاں چمکانے کے لیے جنات کے ہاتھوں پہنچنے والے نقصانات کی فرضی داستانیں اور خوفناک قصے مشہور کر رکھے ہیں۔ اس کی بدولت وہ پریشان حال اور مجبور لوگوں سے بھاری رقوم حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جنات بلاوجہ کسی کو تنگ نہیں کرتے۔ عملیات کے میدان میں سال ہا سال کے ذاتی تجربات کی روشنی میں میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صرف چار ایسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر جنات انسانوں کو پریشان یا نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جو عملیات اور وظائف کے ذریعے جنات کو تسخیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر ناتجربہ کاری کی بنا پر جب وہ عمل الٹ ہو جاتا ہے یا مکمل نہیں ہوتا تو جنات اس عامل پر حاوی ہو جاتے ہیں اور اس عامل کو مختلف طریقوں سے اذیت پہنچاتے ہیں۔ جنات کے سایہ کے اثر کا شکار ہونے والوں کی دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ہاتھوں غیر شعوری طور پر غلطی سے جنات کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور اس شخص کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی لیکن جنات انتقامی کارروائی پر اتر آتے ہیں اور مختلف طریقوں سے تنگ کرتے ہیں۔

جنات کے سایہ کی تیسری قسم میں عامل حضرات تعویذات یا عملیات کے ذریعے کسی کو نقصان پہنچانے کی خاطر جنات کی ڈیوٹیاں لگا دیتے ہیں۔ تو جنات ہر طرح سے پریشان کرتے ہیں اور آسانی کے ساتھ پیچھا نہیں چھوڑتے۔

چوتھی اور آخری قسم کی نوعیت ذرا مختلف ہے۔ اس کا زیادہ تر شکار صرف عورتیں ہوتی ہیں۔ عام طور پر جنات کسی خوبصورت عورت پر اس کے حسن کی بدولت مسلط ہو جاتے ہیں لیکن انھیں نقصان نہیں پہنچاتے۔ اگر انھیں نکالنے کی کوشش کی جائے تو سخت مزاحمت کرتے ہیں۔ اگلے صفحات میں جنات کے سایہ کی حقیقت علامات اور اس کے علاج کا تفصیل سے ذکر آئے گا۔ جسے پڑھ کر ہر شخص فائدہ اٹھا سکے گا۔ جب کہ یہاں صرف ان واقعات کو بیان کروں گا جسے پڑھ کر اوپر بیان کی گئی جنات کے سایہ کی اقسام کو سمجھنے میں آسانی رہے۔ آج سے ۲۵ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ میرے گھر سے کچھ فاصلے پر آرمی کیمپنگ

گراؤنڈ تھی۔ وہاں چونکہ آبادی کا نام ونشان نہ تھا۔ اس لیے بہت کم ہی لوگ اس راستے کو استعمال کرتے۔ ایک دن میں اپنے گھر کے نیچے خراد پر بیٹھا کام کر رہا تھا۔ ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۱۴ سال تھی زمین پر بے ہوشی کی حالت میں گرا ہوا تھا اور تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کی ماں اس کے قریب بیٹھی رو رہی تھی اور اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔ بہت سے لوگ تماشا دیکھنے کے لیے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ کوئی اسے جوتا سونگھا رہا تھا کہ شاید اسے مرگی کا دورہ چڑھ گیا ہے اور کوئی کچھ کہہ رہا تھا ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق مشوروں سے نواز رہا تھا۔ میں نے اپنے عملیات کے ذریعے وہ منظر دیکھ لیا جو وہاں موجود عام لوگوں کی نظر سے پوشیدہ تھا۔ ایک سکھ جن نے اس لڑکے کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے پکڑ رکھا تھا۔ اس اچانک تکلیف کے باعث لڑکا حواس یافتہ ہو کر تڑپ رہا تھا۔ اسی دوران قریبی ہائی سکول میں چھٹی ہو گئی اور تماشائیوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا۔ میں نے تمام لوگوں کو سمجھا کر اس لڑکے سے دس دس فٹ دور کر دیا۔ اس کے بعد میں اس سکھ جن سے مخاطب ہوا اور کہا اس کم سن بچے کا کیا قصور ہے اس کو چھوڑ دو۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں یہاں درخت کے نیچے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا تو اس لڑکے نے اس میں پیشاب کر دیا۔ اس لیے میں اسے سزا دے رہا ہوں۔ اس دوران میں نے اس کی منت سماجت بھی کی اور دھمکیاں بھی دیں لیکن وہ کسی صورت ماننے پر تیار نہ ہوا۔ اس کے بعد میں نے ایک لڑکے سے کاغذ اور پنسل لے کر ایک تعویذ لکھا اور اس کو دکھایا کہ میرے پاس تمہارا علاج موجود ہے۔ لیکن وہ بہت ڈھیٹ نکلا اور کہنے لگا آپ مجھے چاہے جلا دیں لیکن میں اس لڑکے کو نہیں چھوڑوں گا اس وقت میرے پاس ایک ایسا علم تھا۔ جس کو میں مشکل وقت میں آخری ہتھیار کے طور پر استعمال کیا کرتا تھا۔ یہ ایک ایسا وظیفہ تھا کہ کوئی طاقتور سے طاقتور جن بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہرتا تھا۔ اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ بغل میں ہاتھ رکھ کر وظیفہ دہرانا اور پھر ہاتھ پر پھونک مار کر ہاتھ جن کی طرف کر دینا۔ جب میں نے آخر میں یہ عمل دہرایا تو وہ ہاتھ جوڑنے لگا کہ بس بس اور اس نے دوڑ لگا دی میں نے دو موکل اس کے پیچھے دوڑائے اور وہ اسے پکڑ کر لے آئے۔ پھر اس نے بہت معافیاں مانگیں اور منت سماجت کی پہلے وہ اس جگہ کو چھوڑنے پر تیار نہیں تھا۔ اب اس نے اپنا مقام تبدیل کرنے کی حامی بھر لی اور آئندہ کسی کو تنگ نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس تمام منظر کو وہاں پر موجود بہت بڑے ہجوم نے دیکھا۔ اس کے بعد لڑکا ہوش میں آ گیا۔ میں نے اسے ایک تعویذ لکھ کر دیا اور کہا کہ اسے گلے میں لٹکا لینا آئندہ کبھی بھی کوئی جن تمہارے قریب نہیں آئے گا۔

جادو کی ایک پیچیدہ قسم

ایک مرتبہ ایک نوجوان لڑکی جس کی عمر تقریباً ۲۶ سال ہو گی۔ اس کی والدہ اور بھائی اسے میرے پاس لے کر آئے وہ کسی پیچیدہ مرض میں مبتلا تھی۔ بے شمار ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج معالجہ کے باوجود اسے کوئی افاقہ نہ ہوا تو کسی نے انھیں میرا پتا بتایا تو وہ اسے میرے پاس لے آئے اس مریضہ کے

متعلق بتایا کہ ہم نے اسے ہر جگہ دکھایا ہے لیکن کسی کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔ اب آپ کے پاس پہنچے ہیں۔ آپ حساب لگائیں کہ اسے کیا مسئلہ ہے۔ میں نے جب اسے دم کیا تو معلوم ہو گیا کہ اس پر جادو کا اثر ہے۔ میرے موکلات نے بتایا کہ اس پر جادو کا اثر ہے اور کسی نے اس پر جادو نہیں کیا بلکہ اتفاقاً اس کو پہلے سے کیا کرایا جادو غلطی سے مل گیا ہے۔ اس پر کسی نے عداوت کے پیش نظر یا جان بوجھ کر جادو نہیں کیا۔

موکلات سے میں نے مکمل تفصیل پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ یہ لڑکی اپنے والدین کے ساتھ کسی شادی میں شرکت کے لیے جا رہی تھی اس وقت اس کی عمر ۱۸ سال تھی۔ شادی قریبی دیہات میں تھی۔ راستے میں چلتے چلتے اس لڑکی کو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ تو اس نے اپنی والدہ کو بتایا تو اس نے کہا کہ ہم یہاں کھڑے ہوئے ہیں تم کھیت میں تھوڑا سا آگے جا کر فارغ ہو آؤ۔ وہ لڑکی کھیت کے کنارے پر بنے پانی کے کھال پر چلتی گئی۔ تھوڑے فاصلے پر ساتھ والے کھیت کو پانی لگانے کے لیے اس کھال کو درمیان سے کاٹ کر راستہ بنایا گیا تھا جس جگہ راستہ بنا ہوا تھا وہاں پر کسی نے کلیجی پر جادو کر کے اس کو وہاں ہوا تھا۔ جس عامل نے اس کلیجی پر عمل کیا تھا۔ اس کا اثر یہ تھا کہ جو بھی عورت اس کلیجی کے اوپر سے گزرے گی۔ اس کو وہ بیماری یا جادو کا اثر منتقل ہو جائے گا اور جس عورت نے اس کلیجی کو جادو کروا کر پھینکا تھا۔ اس سے یہ اثر ختم ہو جائے گا اور ایسے ہی ہوا۔ جب وہ لڑکی اس راستہ سے چھلانگ لگا کر گزری تو واپسی پر ہی اسے خون آنے کی شکایت شروع ہو گئی۔ لیکن جب خون کنے پر نہ آیا تو انھیں تشویش لاحق ہوئی اور انھوں نے ڈاکٹروں اور حکیموں سے رجوع کیا۔ جب موکلات نے اپنی بات مکمل کر لی تو میں نے انھیں تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ پھر میں نے اس بچی کا علاج کیا اور اسے اس تکلیف سے نجات دلائی۔ میں نے اپنے موکلات کے ذریعے ان شریر جنات کو بھگایا جو اس بچی پر مسلط تھے۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ نہیں آئیں گے اگر بھیجنے والے عامل نے دوبارہ تنگ نہ کیا۔ میں نے انھیں کہا کہ اب تو تم جاؤ اگر تمھارے عامل نے دوبارہ بھیجا تو پھر تم دونوں سے نمٹ لوں گا۔ اس کے بعد اس بچی کو چند تعویذ کر کے دیے اللہ نے کرم کر دیا۔ اس کے بعد اس بچی کو کبھی دوبارہ تکلیف نہیں ہوئیں جنات کے علاوہ جننی جو کہ ''جن'' کی مونث ہے کسی سے پیچھے نہیں رہتی اس کا ایک واقعہ آپ بھی پڑھ لیں۔

جننی کا ایک لڑکے پر تسلط

ایک مرتبہ میں قریبی غلہ منڈی کی مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا کہ وہاں نماز کے بعد بہت سے نمازی ہجوم کی شکل میں کھڑے تھے۔ جب میں ان کے قریب ہوا تو ۱۸ سال کا ایک لڑکا زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ ایک نمازی کہنے لگا کہ اسے مرگی کا دورہ پڑ گیا ہے۔ کوئی اس کے کان میں اذان کہہ رہا تھا۔ کوئی اسے جوتا سونگھا رہا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ مرگی کے مریض کے کان میں اذان کہنے سے مریض سنبھل جاتا ہے۔

اس لڑکے کے پاس کوئی وارث بھی موجود نہ تھا۔ جب میں نے جاننے کی کوشش کی کہ یہ مرگی

ہے یا کچھ اور ہے تو اصل حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔ ایک جننی نے اس لڑکے کو قابو کیا ہوا تھا۔ میں نے لوگوں کی منت سماجت کر کے انھیں پیچھے پیچھے ہٹایا اور اس کے بعد اس لڑکے کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے پکڑ لیا۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے جن آسانی کے ساتھ گرفت میں آ جاتا ہے' جب میں نے لڑکے کو دم کرنا شروع کیا تو جننی بول پڑی۔ میں نے اسے کہا کہ تمھیں کیا تکلیف ہے اس بیچارے کو کیوں تنگ کر رہی ہو تو وہ کہنے لگی' مجھے کوئی تکلیف نہیں بلکہ مجھے بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ بچہ فلاں جگہ شادی کرنے سے انکار کر رہا ہے اس لیے اس کا دماغ درست کرنے کے لیے اس لڑکی کے گھر والوں نے عامل کے ذریعے میری ڈیوٹی اس پر لگائی ہے کہ میں اسے اس لڑکی کے ساتھ شادی پر مجبور کروں میں نے کچھ دیر اس کی منت سماجت کی جب وہ کسی طرح ماننے پر تیار نہ ہوئی تو میں اپنے موکلوں کو اس کے سامنے لایا وہ اس کی طرف بڑھے تو وہ معافیاں مانگنے لگی اور آئندہ تنگ نہ کرنے کا وعدہ کر کے چلی گئی جب بچے کو ہوش آیا تو میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ گھر سے سبزی لینے کے لیے آیا تھا اور اس قسم کے دورے اسے پہلے بھی پڑتے ہیں۔ میں نے اس بچے کو اپنا ایڈریس بتایا اور کہا کہ یہ اپنے والدین کو بتا دینا اور انھیں کہنا کہ اگر تمھیں دوبارہ اس قسم کی تکلیف ہو تو میرے ساتھ رابطہ کریں۔ اس لڑکے نے گھر جا کر سب کچھ بتا دیا۔

تقریباً ۲۰ دن بعد اس لڑکے کو دوبارہ دورہ پڑ گیا اس کے گھر والے اس لڑکے کو لے کر میرے پاس آ گئے اس لڑکے کی قسمت اچھی نکلی کہ اس وقت میرے استاد عبدالقیوم میرے پاس آئے ہوئے تھے۔ میں نے انھیں تمام واقعہ سے آگاہ کیا کہ یہ ایک جننی ہے جو ایک مرتبہ پہلے بھی معافی مانگ کر گئی ہے اور دوبارہ تنگ کرنے کے لیے آ گئی ہے۔ میں نے انھیں اس جننی کا نام بتایا اور کہا کہ یہ بہت ڈھیٹ قسم کی ہے۔ آپ ہی اس کا علاج کریں۔ میرے استاد کو بہت غصہ آیا۔ انھوں نے اس کی کوئی بات نہ سنی اور نہ ہی زیادہ وقت لگا انھوں نے اپنے موکلوں کو حاضر کیا انھوں نے ایک ہی جھٹکے میں اسے قید کر لیا۔ اس طرح اللہ نے اس بچے پر اپنا فضل کیا اور اس کی جان بچ گئی۔ وہ بچہ آج بھی صحت مند اور بالکل ٹھیک ہے دوبارہ اسے کبھی جنات کے سایہ کی تو تکلیف نہیں ہوئی۔

موکلات کے ذریعے پہلوان کی قلابازیاں

موکلات کے ذریعے کمالات تو بہت دکھائے جا سکتے ہیں لیکن ایک چھوٹا سا واقعہ جسے بطور شغل ایک عامل کے لیے سرانجام دینا معمولی بات ہے اس قسم کی کرامات کو دکھا کر آج کل کے عامل بہت بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ میرے پاس میرے پیشہ کا استاد بھائی مجھے ملنے کے لیے آیا۔ اسے میرے بارے میں کچھ علم نہیں تھا کہ میں عملیات میں بھی مہارت حاصل کر چکا ہوں۔ ہم دونوں کسی کام کے سلسلے میں جا رہے تھے کہ راستے میں پہلوانوں کے اکھاڑے کے پاس سے گزر ہوا ہم کچھ دیر کے لیے پہلوانوں کی کشتی دیکھنے کے لیے رک گئے۔ میرے دوست نے طاقتور پہلوان کے متعلق کہا کہ اس نے کشتی جیت لینی ہے۔

میں نے کہا کہ اگر یہ کمزور پہلوان جیت جائے تو پھر کیا خیال ہے وہ کہنے لگا کہ مجھے لگتا ہے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ عاملوں کے پاس جب کچھ ہوتا ہے تو انھیں غصہ بہت جلد آتا ہے۔ فطری بات تھی مجھے بھی غصہ آ گیا۔ میں نے ایک موکل کی ڈیوٹی لگائی کہ کمزور پہلوان کے ساتھ تعاون کرو اور طاقتور پہلوان کا برا حشر کر دو۔ میرے دوست کو کچھ علم نہیں تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے طاقتور پہلوان نے قلابازیاں کھانی شروع کر دیں اور کمزور پہلوان نے مار مار کر طاقتور پہلوان کو منٹوں میں ہرا دیا۔ اس طرح کمزور پہلوان جیت گیا اور طاقتور پہلوان دیکھتا رہ گیا۔ کمزور پہلوان بہت خوش تھا۔ میرا دوست بھی بہت حیران اور شرمندہ تھا کہ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ لیکن میں سوچ رہا تھا کہ آج تو یہ موکل کی وجہ سے جیت گیا مگر کل کلاں کسی اصلی مقابلے میں دوبارہ اس کا سامنا اس پہلوان سے ہو گیا تو یہ بے چارہ کیا کرے گا۔

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

میری توبہ کی کہانی

پر اسرار علوم پر دسترس حاصل کرنے والے عاملوں کو اس کی بہت بھاری قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ کالے پیلے عملیات اور موکلات کو زیر کرنے کے دوران مجھے بھی ان تلخ نتائج کا سامنا کرنا پڑا۔ اس تمام عرصہ میں مجھے بہت سے نقصانات اٹھانے پڑے۔ میرے چار بچے یکے بعد دیگرے فوت ہوئے جو بچہ بھی پیدا ہوتا پیدائش کے چند گھنٹوں کے بعد اس کے جسم کی رنگت نیلی ہو جاتی جو اس بات کی نشانی تھی کہ یہ عملیات کا نتیجہ ہے۔ جنات کو قابو کرنے کا شوق ہی ایسا ہے کہ انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ اتنا بے حس ہو جاتا ہے کہ اسے یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ جس راستے پر گامزن ہے اس کا انجام کتنا دردناک ہوگا۔ میری توبہ کا قصہ بھی عجیب ہے اس میں شک نہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کو کسی کی بھلائی مقصود ہوتی ہے تو اس شخص کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے خود اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ فرمان رسول کا مفہوم ہے کہ آدم کا ہر بیٹا خطا کار ہے مگر بہترین خطا کار وہ ہے جو اپنی غلطی تسلیم کر کے اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور آئندہ ایسے کاموں سے توبہ کر لیتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

یہ جمعہ کا دن تھا اور میں خراد کا ایک پرزہ خریدنے کے لیے لاہور گیا۔ کافی تلاش کے باوجود مجھے وہ پرزہ نہ ملا کیونکہ اکثر دکانیں جمعتہ المبارک کی وجہ سے بند تھیں۔ نماز جمعہ پڑھنے کے لیے میں نے دالگراں چوک میں حافظ عبدالقادر روپڑی کی مسجد کا انتخاب کیا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میرا یہ ارادہ کرنا اللہ کی طرف سے رحمت کا سبب بن گیا۔ میں خطبہ جمعہ شروع ہونے سے دس منٹ پہلے مسجد میں پہنچ گیا۔ حافظ صاحب نے اس جمعہ میں قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں جادوگری، عملیات اور جنات کے ذریعے ناجائز کام لینے والوں کو ابدی جہنمی قرار دیا مگر انھوں نے یہ بات بھی بیان کی کہ جو شخص یہ سمجھ کر کہ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے اور اللہ سے توبہ کر کے اس کام کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے وہ اسے معاف کر دیں گے ان کی باتوں کا میرے دل پر زبردست اثر ہوا۔

نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد میں حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر کوئی شخص عملیات کے کام کو چھوڑنا چاہے تو اسے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے تو انھوں نے کہا کہ ایک تو مضبوط ارادے کے ساتھ چھوڑے اور دوسرا یہ کہ مسلسل توبہ استغفار کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات

پاک ہے وہ اس پر رحم کرے گا اور اسے معاف فرما دے گا۔ میں نے اسی وقت مسجد میں بیٹھ کر اللہ سے عہد کر لیا کہ یہ سب کام چھوڑ دوں گا اور آئندہ کے لیے عملیات سے توبہ کر لی جب میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک راہ گیر مجھے ملا میں نے اس سے کہا کہ یہ پرزہ مجھے نہیں مل رہا۔ وہ شخص مجھے بازو سے پکڑ کر ایک قریبی دکان پر لے گیا اور کہا کہ اگر یہ پرزہ یہاں سے نہ ملا تو پھر کسی اور دکان سے بھی نہیں ملے گا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور تم پر رحمت کا دروازہ کھول دیا ہے میں وہ پرزہ وہاں سے خرید کر گھر واپس آ گیا۔

اب میں نے یہ جدوجہد شروع کر دی کہ جلد از جلد عملیات سے جان چھڑائی جائے۔ میں بہت سارے عاملوں کو جانتا تھا ان میں بہت سے روحانی علوم پر دسترس رکھنے والے بھی تھے۔ سب سے پہلے میں سنت پورہ گوجرانوالہ میں حافظ محمد یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا اور ان کو اپنے پاس موجود عملیات کے ذخیرے کی تفصیل سے آگاہ کیا اور بتایا کہ اب میں انھیں چھوڑنا چاہتا ہوں میری گفتگو سن کر حافظ صاحب نے میری طرف بہت غصے کے ساتھ دیکھا اور کہا کہ بیٹا جو کچھ تمھارے پاس ہے اس کو لے کر یہاں سے نکلنے کی بات کرو، یہ میرے بس سے باہر ہے کچھ دن بعد میں نے حافظ صاحب کے ایک قریبی دوست کو جس کی بات وہ ٹال نہیں سکتے تھے منت سماجت کر کے ساتھ لیا اور دوبارہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا تا کہ میرا مسئلہ حل ہو جائے۔ حافظ صاحب نے اپنے دوست کے ساتھ ناراضگی کا اظہار کیا تم کس کی سفارش کرنے آئے ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس بچے نے جو عمل کیے ہیں وہ سارے قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میرے پاس اتنی طاقت نہیں کہ میں انھیں سنبھال سکوں کیونکہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس کے موکلوں میں کوئی سکھ ہے کوئی عیسائی اور کوئی ہندو ہے مگر حافظ صاحب کے دوست اور میرے سفارشی نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ اگر یہ آپ کے بس کا روگ نہیں تو کسی کا پتا ہی بتا دیں۔ انھوں نے کہا کہ ڈسکہ کے قریب ندی پور کی جھال کے قریب اللہ کا ایک بندہ رہتا ہے آپ اس کے پاس پہنچ جائیں شاید آپ کا کام ہو جائے۔

آپ اندازہ کریں کہ جس علم کو حاصل کرنے کے لیے میں نے اپنی زندگی کا سنہری دور ضائع کر دیا اور دن رات سخت محنت و مشقت میں گزارے۔ اب اس کو چھوڑنے کے لیے نئے سفر کا آغاز ہوا، چند دن بعد میں حافظ صاحب کے بتائے دیے پتے پر پہنچ گیا اس وقت اس اللہ کے بندے کی عمر ۸۵,۹۰ برس کے قریب ہو گی مجھے دیکھتے ہی انھوں نے سختی سے کہا کہ نکل جاؤ یہاں سے تم جو کچھ لے کر آئے ہو یہ ہمارے والا کام نہیں۔ میں نے اس وقت اللہ سے فریاد کی کہ یا اللہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ میں نے ان کی بہت منت سماجت کی کہ میری ان عملیات سے جان چھڑائیں لیکن انھوں نے بھی یہ کہا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہاں البتہ آزاد کشمیر میں ایک کالے علم کا ماہر عامل تمہاری مشکل حل کر دے گا مجھے سو فیصد امید ہے کہ وہ تمھارے تمام عملیات کو خوش دلی سے قبول کر لے گا اور تمہاری جان چھوٹ جائے گی۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد میری بے قراری میں مزید اضافہ ہو گیا چند دن کے بعد مظفر آباد آزاد کشمیر میں اس عامل کے ڈیرے پر پہنچ گیا اس نے آبادی سے کچھ فاصلے پر ایک پہاڑی کو اپنا مسکن بنایا ہوا تھا۔ شاید اسے پہاڑی

پیر کہتے تھے جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ مجھے دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس نے میری بہت عزت کی میں نے اسے اپنی پریشانی سے آگاہ کیا تو وہ مجھے کہنے لگا ہماری مثال ان دو قیدیوں جیسی ہے جو ایک جیل میں بند ہیں۔ ایک قیدی دوسرے سے کہتا ہے کہ مجھے آزاد کراؤ لیکن جو خود قید میں ہے وہ دوسرے کو کیسے آزاد کرائے۔ اس نے کہا کہ میں بھی تمہاری طرح ان سے جان چھڑانا چاہتا ہوں۔ لیکن ابھی تک اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوا۔ مختصر یہ کہ ہم دونوں ایک دوسرے کی کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ میں نے اس کی بہت منت سماجت کی اور کہا کہ تمہاری جان چھوٹتی ہے یا نہیں لیکن جو کچھ میرے پاس ہے اسے خدا کے لیے اپنے پاس رکھ لو اور اپنے موکلات کی تعداد میں اضافہ کر لو۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ برخوردار میں تم سے یہ سب کچھ لے لوں مگر میرے موکلات اور نسل کے ہیں اور تمہارے موکل اور نسل کے ہیں میں نئی مصیبت مول نہیں لے سکتا میں جس مصیبت میں پہلے ہی پھنسا ہوا ہوں میرے لیے وہی کافی ہے میں نے اس سے کہا کہ پھر مجھے کوئی ایسا عامل بتا دیں جو میرا مسئلہ حل کر دے تو وہ کہنے لگا کہ میرے خیال میں اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ جس شخص سے تم نے یہ عمل سیکھے ہیں اگر وہ زندہ ہے تو اس کی منت سماجت کرو وہ تمہاری جان چھڑا سکتا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ میں یہ کام کر کے بھی دیکھ چکا ہوں لیکن میرے استاد کہتے ہیں کہ جو تیر ایک مرتبہ کمان سے نکل جائے وہ کبھی واپس نہیں آتا۔ آزاد کشمیر والا عامل بندہ تو ٹھیک نہیں تھا لیکن اس نے مجھے جو مشورہ دیا اس سے مجھے کچھ حوصلہ ہوا۔ اس نے کہا کہ جب انسان بے بس ہو جائے اور اس کا کہیں چارہ نہ چلے تو پھر ایک ذات خدائے بزرگ و برتر ایسی ہے اگر اس سے رجوع کر لے تو وہ خود ہی کوئی سبب پیدا کر دیتی ہے۔

میں اس کی یہ باتیں سن کر ناکام و نامراد آزاد کشمیر سے لوٹ آیا۔ اس کے بعد مجھے گجرات کے نزدیک کوٹلی تندور والی میں ایک بزرگ کے بارے میں علم ہوا میں ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے بھی مجھے یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ بیٹا جو کچھ تمہارے پاس ہے مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کو سنبھال سکوں تم نے سب سے مختلف اور مشکل عمل کیے ہیں کسی اور سے رابطہ کرو۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ جب انسان کی دعا کسی طریقہ سے بھی قبول نہ ہو تو اسے چاہیے کہ نماز تسبیح پڑھے پھر اللہ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ تمام مشکلیں حل فرما دیں گے۔ ایک دن میں نے شہر سے باہر آبادی سے دور ایک ویران مقام پر وضو کر کے نماز تسبیح مکمل توجہ اور خشوع و خضوع سے پڑھنی شروع کی۔ نماز تسبیح پڑھنے کے دوران مجھے ایسا سکون محسوس ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے خدا کے حضور طویل دعا میں اپنے دل کا غبار نکالا اور رو رو کر التجا کی کہ یا اللہ مجھے معاف کر دیں اور میرے لیے آسانیاں پیدا فرمائیں اللہ کے حضور دعا کے دوران مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی جو زندگی میں اس سے پہلے نہ کبھی بنی اور شاید نہ آئندہ کبھی بن سکے۔ اس بناء پر میرے دل نے شہادت دی کہ اللہ نے تمہاری دعا سن بھی لی ہے اور قبول بھی کر لی ہے اور جلد تیرے علم کا سورج غروب ہو جائے گا اس کے بعد میں مطمئن گھر واپس آ گیا۔

سید سعید احمد شاہ صاحب سے ملاقات

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ میرے بڑے بھائی صاحب کے ہم زلف چیچہ وطنی سے ملنے کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ یار تمہارے بچے فوت ہو جاتے ہیں کہیں تمہاری بیگم کو اٹھرا کی بیماری تو نہیں۔ میں نے کہا کہ سارے کہتے تو یہی ہیں لیکن آج تک کسی کے علاج سے افاقہ نہیں ہوا۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارے شہر چیچہ وطنی کے قریب ۱۵ چک میں سید سعید احمد شاہ صاحب بہت اعلیٰ پائے کے بزرگ ہیں۔ صرف ایک بار ان سے مل کر دیکھیں انشاء اللہ ضرور آرام آ جائے گا۔ مجھے اصل حقیقت کا علم تھا کہ بچے کیوں فوت ہوتے ہیں اس لیے میں نے ان سے کہا کہ علاج معالجہ کرنے والے بہت بزرگ دیکھے ہیں ان کے پاس کچھ نہیں سب فراڈ یئے ہیں مگر انھوں نے بہت اصرار کیا اور مجھے تحمل سے سمجھایا کہ جہاں اتنا وقت ضائع کیا ہے وہاں آپ انھیں ایک بار مل کر تو دیکھیں۔ میں نے مجبور ہو کر ان کے ساتھ چیچہ وطنی سید صاحب کے پاس حاضر ہونے کی حامی بھر لی میرے ذہن میں اپنا کام بھی تھا کہ شاید وہ اس کا کوئی حل ہی بتا دیں۔ چند دنوں کے بعد میں چیچہ وطنی پہنچا تو میرے عزیز جن کا نام مستری محمد دین تھا مجھے اپنے ساتھ لے کر ۱۵ چک سید سعید احمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انھوں نے شاہ صاحب کو صرف میرے بچوں کی وفات کے بارے آگاہ کیا تو شاہ صاحب کہنے لگے کہ مستری صاحب آپ خاموش رہیں مجھے سب کچھ نظر آ رہا ہے ان کے گھر میں جو بیماری ہے وہ میں نے جان لی ہے۔

میرے عزیز کو کوئی ضروری کام تھا وہ مجھے شاہ صاحب کے پاس چھوڑ کر چلے گئے اور سفارش کر دی کہ بہت دور سے آئے ہیں ان کا مسئلہ ضرور حل کریں۔ سید صاحب بیٹھک میں بیٹھے تھے مجھے کہنے لگا کہ بیٹا آپ نے بہت دیر کر دی اگر اتنا ہی پھنسے ہوئے تھے تو پہلے آ جانا تھا۔ یہ ذہن میں رہے کہ ابھی تک میں نے شاہ صاحب کو کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ شاہ صاحب فرمانے لگے کہ بیٹا اگر نیت صاف ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرتا ہے۔ اب تم آ گئے ہو تو انشاء اللہ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ انھوں نے ایک مثال سنائی کہ اگر کوئی شخص چھت کے ساتھ پھندا لٹکا کر اسے گلے میں ڈال کر چھلانگ لگا دے اور اس کے پاس کوئی موجود بھی نہ ہو تو پھر اسے کون موت کے منہ سے بچا سکتا ہے۔ جو کچھ تم نے بویا ہے اس کا پھل یہی ہے جو تم بھگت رہے ہو۔ میں نے بہت عاجزی سے کہا کہ سید صاحب میں نے غلطی سے یہ فصل کاشت کر لی ہے لیکن اب میں یہ کہتا ہوں کہ مجھ سے کوئی یہ فصل مفت لے لے لیکن کوئی اسے اپنے پاس رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ وہ بہت مسکرائے اور کہنے لگے کہ بیٹا ان عملیات کے ذخیرے کو تم سے لے کر اپنے پاس وہ رکھے جس میں انھیں سنبھالنے کی طاقت ہو اگر کسی نے تم سے یہ موکل لے کر اپنے گلے میں خود مصیبت ڈالنی ہے وہ اس کو کیوں کرلے۔ اس موقع پر انھوں نے ایک مثال دی کہ اگر کوئی تمھارے جیسا بیوقوف حکیم کسی مریض کو یہ کہے کہ فلاں معجون کھا لو اس سے تمھارے پیٹ میں درد شروع ہو جائے گا تو اس کو کون عقلمند شخص استعمال کرے۔ اس کو تو صرف وہی خریدے گا جس کا معدہ اس کے نقصانات برداشت کر سکے یا اتنا سخت ہو کہ لکڑ

ہضم، پتھر ہضم والی مثال اس پر پوری اترتی ہو۔ اس کے بعد انھوں نے میرے عملیات کے پہلے دن سے لے کر آخر تک تمام قصہ سنا کر مجھے پریشان کر دیا اور کہنے لگے تمھیں اپنے بچوں کا خیال نہ آیا میں نے کہا کہ اب خیال آیا ہے تو اس مال کو لینے کے لیے کوئی تیار نہیں جبکہ میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اس کام کو چھوڑ دینا ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ اچھی طرح سوچ لو تم نے بعد میں بہت پچھتانا ہے مجھے کہنے لگے بیٹا تم نے یہ زہر والی پھکی بنانے کے لیے بہت محنت کی سو دوست، دشمن ہوتے ہیں۔ اب تمھارے پاس موقع ہے میں نے عرض کیا کہ میں عملیات کو چھوڑنے کا مضبوط ارادہ کر چکا ہوں آپ بسم اللہ کریں۔ جب انھیں تسلی ہوگئی کہ واقعی میرا ارادہ پکا ہے تو انھوں نے میرے تمام موکلوں کو آواز دی کہ ذرا سامنے آؤ وہ تمام حاضر ہوگئے تو ایک بار پھر شاہ صاحب نے مجھے بازو سے پکڑ کر کہا کہ آخری بار سوچ لو لیکن میرا تو خوشی کے مارے برا حال تھا۔ میرے دل سے بے اختیار ہاں نکلی۔ اس دوران نماز عصر کا وقت ہوگیا وہ اپنی گدی سے اٹھے اور مجھے کہا کہ پہلے نماز ادا کریں سامنے مسجد میں ہم نے اکٹھی نماز ادا کی۔ میں نے انھیں نماز پڑھتے دیکھا تو مجھے اندازہ ہوگیا کہ ان کی منزل بہت اونچی ہے مگر یہ منزل کالے علم کی نہیں بلکہ نوری علم کی تھی۔ مجھے یقین ہوگیا کہ انشاء اللہ یہ میرا مسئلہ حل کر دیں گے جب نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو انھوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آہستہ پھر وہی گفتگو کا آغاز کر دیا کہ بیٹا تم نے اپنی جان کو ان عملیات کے حصول کی خاطر بہت تکلیفیں دی ہیں۔ اب اس سے اتنا بے زار کیوں ہوگئے ہو۔ میں نے روتے ہوئے کہا کہ شاہ صاحب اولاد سب کو عزیز ہے شاید میری اس خواہش نے ہی میرے لیے توبہ کا دروازہ کھول دیا اس بات پر وہ مسکرائے اور کہا کہ اب یاد آیا اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ اولاد تو اس کی بھی نہیں جس نے تمھیں یہ سب کچھ سکھایا ہے تم نے اس سے سبق نہ سیکھا۔ میں ان کی یہ باتیں سن کر بہت حیران ہوا کہ شاہ صاحب نے اپنے موکلوں کے ذریعے میرے استاد کے بارے میں بھی سب کچھ معلوم کرا لیا۔ یہ باتیں کرتے ہم دوبارہ بیٹھک میں پہنچ گئے شاہ صاحب نے بیٹھک کے ساتھ ہی عبادت کے لیے ایک چھوٹا سا حجرہ بنایا ہوا تھا۔ وہاں علیحدہ بیٹھ کر وہ ذکر الٰہی کیا کرتے وہ مجھے اپنے ساتھ اس حجرہ میں لے گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ برخوردار اب بتاؤ کہ واقعی ہی چھوڑنا چاہتے ہو، میں نے اللہ کی قسم کھا کر انھیں یقین دلایا کہ میں واقعی ہی عملیات سے دامن چھڑانا چاہتا ہوں تو سید صاحب نے کہا کہ تیار ہو جاؤ تمھارے عملیات کا خزانہ گم ہونے والا ہے۔ انھوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور بلند آواز سے پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور پھر سر سے ہاتھ گردن پر لے آئے اور کہا کہ ادھر ادھر نظر دوڑاؤ اور دیکھو تمھارے موکل کہاں ہیں۔ جب میں نے ادھر ادھر چاروں طرف نظر دوڑائی تو مجھے کوئی موکل نظر نہ آیا سب کچھ غائب ہو چکا تھا۔ شاہ صاحب مجھے ہنس کر کہنے لگے جب اپنے شہر سے آئے تھے تو تمھارے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں موکلات تھے اور اب اکیلے ہی واپس جاؤ گے۔ میں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور کہا کہ سید صاحب اب ایک مہربانی اور فرما دیں۔ انھوں نے پوچھا کہ وہ کیا میں نے کہا کہ میرے لیے دعا کر دیں کہ اگر زندگی میں دوبارہ کبھی کالا پیلا عمل کروں تو مجھے کامیابی نصیب نہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ اتنے میں گزارا نہیں ہوتا میں نے کہا کہ سید صاحب دل کا کیا پتا

شاید زندگی کے کسی موڑ پر دوبارہ دل میں شوق ابھر آئے اس لیے دعا فرما ہی دیں۔

شاہ صاحب کہنے لگے وہ جو سامنے صراحی پڑی ہے اس میں سے پانی کا ایک پیالہ بھر کر لاؤ یہ یاد رہے کہ شاہ صاحب کی اجازت کے بغیر اس صراحی سے کسی کو پانی پینے کی اجازت نہیں تھی میں اس صراحی سے مٹی کے پیالے میں پانی بھر کر لایا۔ شاہ صاحب نے کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماری اور کہنے لگے کہ بسم اللہ پڑھ کر اس کو پی لو انشاء اللہ جب تک تمہاری زندگی ہے امید ہے کہ دوبارہ عملیات سیکھنے کا شوق ہی پیدا نہ ہوگا اور اگر کوشش کی بھی تو کالے پیلے عملیات میں ہرگز کامیابی نصیب نہ ہوگی۔ تمام کاموں سے فارغ ہو کر میں نے شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دل سے ان کا مرید ہو گیا۔ میں مطمئن ہو کر واپس آ گیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے میری اس گناہ کی زندگی سے جان چھڑائی۔

چیچہ وطنی سے واپس آ کر جب میں نے کام شروع کیا تو یہاں میرا دل نہ لگا مجھے بے قراری تھی کہ میں اپنی اہلیہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں اور اگر شاہ صاحب کوئی علاج بتا دیں تو میں بھی اولاد جیسی نعمت سے فیضیاب ہو جاؤں۔ ۴ دن کے بعد میں نے اپنی اہلیہ کو ساتھ لیا اور علاج کی غرض سے دوبارہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ اپنا فضل کرے گا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

اس موقع پر میری اہلیہ نے شاہ صاحب سے درخواست کی کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹے کی نعمت سے نواز دے شاہ صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ تمھارے خاوند کی توبہ کا سبب ہی یہ بنا ہے انشاء اللہ جلد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کر دے گا۔

عورتوں کا عقیدہ کچا ہوتا ہے۔ شاہ صاحب نے نہ کوئی تعویذ دیا اور نہ ہی دم کیا جیسا کہ عام طور پر عامل حضرات کرتے ہیں میری اہلیہ کے بار بار اصرار کرنے پر انھوں نے ایک تعویذ لکھ کر دیا اس وقت اور بھی بہت سے مرید ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب نے سب سے کہا کہ تمام ہاتھ اٹھائیں اور اللہ کے حضور ان کے لیے دعا کریں۔

جب تک مجھے ہوش ہے دعا کے وہ الفاظ مجھے یاد رہیں گے جب بھی کبھی مجھے دعا کے وہ الفاظ یاد آتے ہیں میری عجیب حالت ہو جاتی ہے اور بے اختیار میرے منہ سے ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو کمال عطا کیا تھا وہ کہیں اور میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔

شاہ صاحب نے ہاتھ اٹھائے درود شریف پڑھا اور کہنے لگے کہ اللہ تیرا یہ بندہ اور بندی دونوں بہت پریشان ہیں اللہ انھیں خوش کر دے یہ الفاظ انھوں نے بہت مرتبہ دہرائے۔ دعا مکمل ہونے کے بعد سید سعید احمد شاہ صاحب نے ہمارے اطمینان قلب کے لیے وضاحت کی کہ بیٹا میں نے اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے تمھارے لیے سب کچھ مانگ لیا ہے اور میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری دلی مراد ضرور پوری کرے گا۔ شاہ صاحب کی اس وضاحت سے مجھے تسلی ہوئی۔ میں شاہ صاحب کا پہلے ہی مرید ہو چکا تھا۔ اب میں نے باضابطہ شاہ صاحب کے حلقہ مریدین میں شامل ہونے کے لیے ان سے درخواست کی کہ مجھ

گناہ گار کو بھی اپنے مریدوں میں شامل کر لیں۔ یہ مجھ ناچیز پر آپ کا احسان ہو گا۔ شاہ صاحب مجھے کہنے لگے تمہارا جس شہر سے تعلق ہے۔ وہاں ایک ایسی شخصیت (سید عبدالغنی شاہ صاحب) ہے۔ جس کی نسبت کی وجہ سے میں انکار نہیں کر سکتا۔ اس لیے تمھیں اپنے حلقہ میں شامل کر لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ سید صاحب مجھ سے بیعت لے لیں۔ تو شاہ صاحب نے کہا کہ بیٹا تم سے بیعت ہی بیعت ہے سب سے بڑی بیعت یہ ہے کہ تم نے قرآن و حدیث سے ہٹ کر کوئی عمل نہیں کرنا اور ایک تسبیح تمھیں بتا رہا ہوں میری ہدایات کی روشنی میں اس وظیفہ کو مکمل کرنا ہے اگر تم اسے مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اپنے شہر ہی میں رہنا دوبارہ یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد وظیفہ کا طریقہ کار سمجھاتے ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تم دونوں میاں بیوی نے مل کر ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ آیت کریمہ کا ورد کرنا ہے۔ انھوں نے آیت کریمہ کو پڑھنے کا جو طریقہ بتایا اسے سن کر میرے دل نے گواہی دی کہ اگر واقعی اس انداز سے کلام الٰہی کو خلوص نیت کے ساتھ پڑھا جائے تو سارے مسئلے اللہ کے فضل سے حل ہو سکتے ہیں۔

اس کے بعد ہم میاں بیوی شاہ صاحب سے اجازت لے کر واپس اپنے شہر کے لیے روانہ ہوئے۔ واپس آ کر فوری طور پر میں نے دو بڑی تسبیح تیار کی۔ میں اور میری اہلیہ نے ان تسبیحات پر شاہ صاحب کی ہدایات کے مطابق آیت کریمہ کے ورد کا آغاز کر دیا۔ کچھ دن گزرے تو میں نے اندازہ لگایا کہ میں نے ۷۵ ہزار مرتبہ آیت کریمہ کو پڑھ لیا ہے۔ جب میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ تمھارے ذکر کی تعداد کہاں تک پہنچی ہے تو اس نے بتایا کہ میں نے آیت کریمہ کا ذکر دو لاکھ سے زیادہ مرتبہ کر لیا ہے۔ میں بہت خوش اور حیران بھی ہوا۔ یہاں میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں اور میں نے اسے بارہا آزمایا بھی ہے کہ عورتوں کا عمل مردوں سے زیادہ جلد ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی کام کو کرنے کا تہیہ کر لیں تو مشکل سے مشکل کو بھی مکمل یکسوئی کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچا سکتی ہیں۔ جب یہ عمل مکمل ہو گیا تو میں چیچہ وطنی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ شاہ صاحب نے میرے کچھ بتانے سے پہلے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا کہ بشیر احمد تم سے تو تمھاری اہلیہ آگے نکل گئی میں نے بڑے تعجب سے سوال کیا کہ آپ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں جنات سے کام نہیں لیتا پھر آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا کہ میری اہلیہ نے مجھ سے زیادہ مرتبہ ذکر کیا ہے اور وہ مجھ سے آگے نکل گئی ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جو دونوں جہانوں کا مالک ہے۔ مجھ تک یہ خبر جنات نے ہرگز نہیں پہنچائی میں نے کہا پھر آپ کے پاس کون سا غیب کا علم جس کی بنا پر آپ یہ خفیہ باتیں معلوم کر لیتے ہیں کیونکہ صرف آپ ہی پرہیز گار و نمازی نہیں، ساری دنیا نمازیں پڑھتی ہے نیکی کے کام کرتی ہے اور کسی کو یہ کمال کیوں حاصل نہیں ہوتا۔ میری یہ باتیں سن کر شاہ صاحب کہنے لگے کہ غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، البتہ تمھیں اس بھید کا جلد علم ہو جائے گا۔ کہ یہ خبریں مجھ تک کس طرح پہنچتیں ہیں اس کے بعد انھوں نے مجھے ٹیلی فون کی مثال کے ذریعے پوشیدہ خبروں کا معمہ سمجھانے کی کوشش کی۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ ٹیلی فون کے ذریعے اگر کسی سے بات کرنے کو دل چاہتا ہو تو بعض اوقات یہ مشکل پیش آتی ہے کہ جس سے بات کرنی ہو اس کا فون مصروف ملتا ہے اور بات نہیں

ہو پاتی۔ مگر ایک ایسا فون بھی ہے۔ جس کے ساتھ اللہ کی رحمت کی تاریں جڑی ہوتی ہیں۔ وہ بھی مصروف نہیں ملتا جب چاہے بات کریں وہ سب کی سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔ صرف اس کے ساتھ رابطہ کرنا مشکل ہوتا ہے جب کنکشن مل جاتا ہے پھر کوئی مشکل نہیں رہتی۔ میرے لیے یہ باتیں بالکل نئی تھیں۔ اس سے پہلے عملیات اور وظائف کی دنیا اور اس ماحول میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ جو مجھے شاہ صاحب کے ہاں دیکھنے کو ملا۔ میں نے اصرار کیا کہ میں یہ فون لازمی لگوانا چاہتا ہوں چاہے اس کی کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔ مجھے بتا دیں کہ اس کی سیکورٹی کتنی ہے اور کس طرح لگتا ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے بیٹا اس کی ضد نہ کرو جاؤ اور اپنے بچوں کو حلال روزی کما کر کھلاؤ' نماز پڑھا کرو اور اگر توفیق ہو تو نفلی روزے رکھ لیا کرو' جس چیز کے لیے تم ضد کر رہے ہو وہ تمھارے بس کی بات نہیں۔ ان دنوں میں چیچہ وطنی اس طرح جایا کرتا تھا جس طرح گھر سے بازار تک جاتے ہیں حالانکہ میرے شہر سے چیچہ وطنی کا سفر ۵ گھنٹے پر محیط تھا۔ اس مرتبہ واپس آنے سے پہلے میں نے شاہ صاحب سے وعدہ لیا کہ وہ اس ٹیلی فون کے کنکشن کے بارے میں میری راہنمائی کریں۔ تو انھوں نے حامی بھر لی۔ کہ پھر کبھی آؤ گے تو اس مسئلے کو حل کر دیں گے۔

جب میں نے واپسی کے لیے اجازت طلب کی تو شاہ صاحب کہنے لگے آج تم مجھ سے واپسی کا کرایہ لیتے جاؤ۔ انھوں نے ۲۰ روپے نکال کر مجھے دیے میں نے کہا کہ میرے پاس کرایہ ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے راستے میں بس خراب ہو جائے اور بعض اوقات کنڈیکٹر کرایہ واپس نہیں کرتے جب کہ تمھارے پاس کرایہ بھی پورا پورا ہے۔ اس لیے یہ ۲۰ روپے رکھ لو شاید کہیں تمھارے کام آ جائیں میں شاہ صاحب کی یہ باتیں سن کر تھوڑا پریشان ہوا کہ ان کو میری جیب میں موجود رقم کے بارے میں کیسے علم ہو گیا۔ میں نے شاہ صاحب سے کرایہ لے کر اپنے پاس رکھ لیا۔ سید صاحب کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے مریدوں کی بہت خدمت کرتے انتہائی مہمان نواز تھے۔ وہ نذر نیاز لینے والے نہیں بلکہ اپنی جیب سے خرچ کر کے خوش ہونے والے سید تھے۔

جب میں چیچہ وطنی سے واپسی کے لیے بس پر سوار ہوا تو اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ساہیوال کے قریب پہنچ کر بس خراب ہو گئی۔ کنڈیکٹر کے ساتھ تمام مسافروں نے بحث کی لیکن کنڈیکٹر ایسا ڈھیٹ نکلا کہ کسی صورت بھی کرایہ واپس کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ بس اس نے ایک ہی رٹ لگا رکھی تھی کہ جلد ہی بس ٹھیک ہو جائے گی اور تمام مسافروں کو اسی بس میں منزل مقصود پر لے کر جاؤں گا۔ مجھے شاہ صاحب کے وہ تمام الفاظ یاد آ گئے جو انھوں نے مجھے کرایہ دیتے وقت ادا کیے تھے۔ ان کا عملی مظاہرہ میرے سامنے تھا۔ اس واقعہ نے میرے اوسان خطا کر دیے اور میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ شاہ صاحب نے ضرور موکلات قابو کیے ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے یہ قبل از وقت ہونے والے واقعات کے متعلق معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ مجھے خود بھی ان کاموں کا تجربہ تھا۔ میں انہی سوچوں میں گم دوسری بس کے ذریعے کرایہ ادا کر کے واپس پہنچ گیا۔

لیکن اس واقعہ نے میرے دل میں ایسی آگ لگائی کہ میں نے جمعہ کے دن کے انتظار میں

ایک ایک لمحہ اذیت میں گزارا جمعرات کی رات کو میں چیچہ وطنی کے لیے روانہ ہوا اور جمعۃ المبارک کو صبح شاہ صاب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس وقت تک شاہ صاحب کے ساتھ میرا اچھا تعلق بن چکا تھا۔ میں نے سلام و دعا کے بعد سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ شاہ صاحب آپ کو اللہ کی قسم ہے آج آپ مجھے سچ سچ بتائیں کہ آپ کو ان باتوں کا علم کیسے ہو جاتا تھا جو آپ نے مجھے وقتاً فوقتاً بتاتے ہیں۔ شاہ صاحب نے کہا کہ میں نے تمھیں یہ تو بتا دیا ہے کہ میں جنات سے کام نہیں لیتا۔ اگر تم نے ضرور ہی پوچھنا ہے تو آج رات تمھیں یہاں میرے پاس رہنا پڑے گا اور آج تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دیں گے۔ میرا شمار شاہ صاحب کے چہیتے مریدوں میں ہونے لگا تھا۔ کیونکہ ہمارے مقامی مذہبی راہنما سید عبدالغنی شاہ صاحب کے ساتھ میرے اچھے مراسم تھے جس کی وجہ سے سید صاحب میرے ساتھ بہت اچھے طریقے سے پیش آتے اس وجہ سے بات یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ اکثر اوقات شاہ صاحب نے کوئی خاص بات کرنی ہوتی تو مجھے اپنے ساتھ گھر لے جاتے یا مریدوں سے علیحدہ ہو کر بات سنتے یا کرتے۔ گھر سے ڈانٹ ڈپٹ کی پرواہ کیے بغیر میں نے شاہ صاحب کے پاس رات رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس دوران میں بہت غور سے دیکھتا رہا کہ شا صاحب کی عبادات اور وظائف کا کیا انداز ہے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ ان کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جو اللہ کی یاد سے خالی ہو وہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی طریقے سے اللہ کی یاد میں مشغول رکھتے۔ جس کمرے میں شا صاحب اور میرے رات ٹھہرنے کا انتظام تھا وہاں ایک بڑا جائے نماز بچھا ہوا تھا جس پر دو تین شخص آسانی سے کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکتے تھے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد شاہ صاحب کہنے لگے سونے کا وقت ہ گیا ہے اس لیے سو جائیں بات اصل میں یہ ہے کہ جس کو کوئی لگن لگی ہو اس کو نیند کب آتی ہے۔ شا صاحب تو آرام سے سو گئے لیکن میں منہ پر کپڑا اوڑھے چارپائی پر گم سم لیٹا رہا۔ نیند کا کوئی نام و نشان ن تھا۔ جب گھڑی پر ٹھیک بارہ بج کر ۴۵ منٹ ہوئے تو شاہ صاحب نیند سے بیدار ہوئے اور مجھے کہنے لگے ک بیٹا اٹھو میں چونکہ پہلے سے ہی بیدار تھا فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ وضو کر لو آنے والا پہلے آسمان پر آیا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ چند باتیں ہی کر لیں۔ ہم نے وضو کیا اس کے بعد شاہ صاحب نے تہج کی نماز کی نیت کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی میں نے بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نیت باندھ لی اور تہج کی نماز ادا کی۔ میں نے اپنی نماز تو جیسی بھی پڑھی تھی البتہ ان کے ساتھ کھڑے ہونے میں بہت لطف آ اور اس بات پر بہت خوشی تھی کہ اللہ نے آج یہ موقع فراہم کیا ہے۔ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر شاہ صاحب ن میری طرف منہ کر کے کہا کہ تم نے جو ضد پکڑی ہوئی تھی اب جو سوال تم پوچھنا چاہتے ہو بلا جھجک پوچھ لو۔

میں نے کہا کہ سوال وہی ہے کہ اگر آپ کو جنات باتیں نہیں بتاتے تو اس کے علاوہ وہ کون س ذریعہ ہے جس سے آپ تمام معلومات حاصل کرتے ہیں۔ کہنے لگے بس اتنی سی بات ہے میں نے کہا کہ ج ہاں بس اتنی سی بات ہے جس کے لیے میں بہت بے تاب ہوں۔ شاہ صاحب مجھے بیٹھک سے باہر کھ آسمان تلے لے آئے اور کہا کہ تم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا دیکھو کہ اس کا جواب نظر آتا ہے یا نہیں میں نے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے ایک سوال کیا یا اللہ یہ معاملہ ک

طرح حل ہوگا۔ اس کے بعد میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو مجھے کہیں بھی کوئی جواب نظر نہ آیا۔ تو شاہ صاحب نے اپنا دایاں ہاتھ میرے دل پر رکھا اور کہا کہ اب آسمان کی طرف دیکھو۔ جب میں نے اوپر نگاہ اٹھائی تو مجھے سامنے واضح روشن الفاظ میں اپنے سوال کا جواب نظر آ گیا۔ میری خوشی اور مسرت کا یہ عالم تھا کہ مجھے ڈر لگا کہ کہیں میرا دل نہ پھٹ جائے۔ میں نے کہا واہ سید صاحب آپ نے تو کمال ہی کر دیا۔ شاہ صاحب کہنے لگے اب بتاؤ یہ کسی موکل نے آ کر لکھا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں اس جواب سے نوازا ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ میرا پروردگار اس بات پر قادر ہے کہ جس طرح چاہے سو کرے اور اپنے جس بندے کو جتنا چاہے نواز دے۔ اس کے بعد انھوں نے میرے سینے سے ہاتھ اٹھا لیا اور کہنے لگے کہ اب اوپر کی طرف دیکھو جب میں نے اوپر نگاہ اٹھائی تو وہی تاروں بھرا اندھیرا آسمان میرا منہ تک رہا تھا۔ میں نے کہا شاہ صاحب یہ کیا۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ بیٹا یہ آپ کی کسی دوسرے کے فون سے بات ہوئی ہے۔ ابھی آپ کو اپنا کنکشن نہیں ملا کہ جس طرح چاہے استعمال کریں۔

میں نے دل میں سوچا کہ اگر اس طرح کا کنکشن مجھے بھی مل جائے تو پھر کیا بات ہو یہ سوچ کر میں نے شاہ صاحب کی منت سماجت کی کہ مجھے بھی یہ کنکشن لگانے کا طریقہ بتائیں۔ شاہ صاحب کہنے لگے بیٹا اس کی سیکیورٹی بہت زیادہ ہے۔ ہر آدمی کے بس کی بات نہیں کہ وہ یہ سیکیورٹی ادا کر سکے۔ میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں میں ہر قیمت پر اسے ادا کروں گا۔ میرا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ ذکر اذکار کا کوئی وظیفہ ہوگا جو میں آسانی کے ساتھ مکمل کر لوں گا۔ میں نے کہا بس آپ ارشاد فرمائیں کہ سیکیورٹی کتنی ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے آؤ اندر چلتے ہیں اور جائے نماز پر بیٹھ کر تمھیں بتاتا ہوں۔ جائے نماز پر بیٹھ کر شاہ صاحب نے اطمینان کے ساتھ بتانا شروع کیا کہ سیکیورٹی کی رقم کئی قسطوں میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ پہلی رقم کی جنس یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز با جماعت ادا کرنی ہے۔ تندرست ہو تو رمضان کے مکمل روزے رکھنے ہیں زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہے۔ حج کی ہمت ہو تو اسے بھی ادا کرنا ہے یہ باتیں سن کر مجھے اطمینان ہوا کہ یہ تو کوئی مشکل کام نہیں۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد شاہ صاحب نے کہا کہ ابھی سیکیورٹی کا آغاز ہوا ہے جو باتیں میں اب بیان کرنے لگا ہوں اسے دھیان سے سن کر ذہن نشین کر لو اور اسی طرح عمل کرنا ہے۔ جس طرح میری ہدایت ہوگی۔ اس ٹیلی فون کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ تہجد کی نماز کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ اگر بہت زیادہ مجبوری ہو تب نماز چھوڑنی ہے ورنہ کوشش کریں کہ نماز قضا نہ ہو۔ اشراق کی نماز روزانہ پڑھنی ہے۔ نماز تسبیح بلا ناغہ ادا کرنی ہے (اس کو ادا کرنے میں کم از کم ۲/۱۔۱ گھنٹے صرف ہوتے ہیں) اس کے علاوہ درود ابراہیمی ایک ہزار مرتبہ روزانہ کلمہ طیبہ ۵۰۰ مرتبہ سورۃ یاسین ۷ مرتبہ روزانہ سورۃ مزمل ۴۱ مرتبہ روزانہ اور کم از کم تین سپارے قرآن پاک سے روزانہ پڑھنے کے علاوہ چاروں قل ۴۱,۴۱ مرتبہ روزانہ پڑھنے ہیں۔ آیت الکرسی ۱۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھ لیں تو بہتر ہے ورنہ ۴۱ مرتبہ تو ضرور پڑھنی ہے۔ ایک مرتبہ سورۃ ملک اور سونے سے پہلے سورۃ کہف پڑھنی ہے۔ جب شاہ صاحب یہاں تک پہنچے تو میں نے کہا کہ سید صاحب بس بھی کریں۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں تو شاہ صاحب کہنے لگے کہ اچھا پھر تم کو زیادہ نہیں بتاتے

تمہاری بات مان لیتے ہیں ان سب ذکر اذکار کے ساتھ ۷۰۰ مرتبہ لاحول ولا قوۃ...... پڑھ لیا کرنا۔ میں نے کہا اس کے علاوہ تو کچھ نہیں شاہ صاحب کہنے لگے اگر مناسب سمجھو تو عصر کی نماز کے بعد ۴۱ مرتبہ سورۃ فاتحہ بلا ناغہ پڑھنی ہے۔ اس کے علاوہ آخر میں ایک چھوٹا سا عمل بتاتا ہوں اگر وہ بھی کر لیا کرو تو ٹیلی فون لگنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ یہ عمل مغرب اور عشاء کے درمیان گیارہ سو مرتبہ یا خبیر و اخبرنی...... پڑھنا ہے اور اگر یہ تمام وظائف تم مکمل کر لو تو ٹیلی فون سیٹ بمعہ تار آسمان سے خود ہی تمھارے پاس آ جائے گا۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد ٹیلی فون کنکشن حاصل کرنے کا بھوت جو مجھ پر سوار تھا۔ خود بخود اتر گیا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ واقعی ہی اس فون کی سیکیورٹی بہت بھاری ہے اور یہ میرے بس کی بات نہیں۔

اب آپ حیران ہوں گے کہ شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تھی اور وہ یہ سب عمل کرتے تھے بلکہ اس کے علاوہ روزانہ ۵ ہزار مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم بھی پڑھا کرتے تھے۔ صبح ہوئی تو میں اجازت لے کر واپس آ گیا بفضل تعالیٰ ان میں سے بہت سے وظائف پر حسب توفیق میں نے عمل شروع کر دیا۔ لیکن مکمل وظائف کو پورا کرنا میرے بس میں نہیں تھا۔ جب اگلے جمعۃ المبارک کو میں دوبارہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شاہ صاحب کہنے لگے تم نے تو سیکیورٹی قسطوں میں ادا کرنی شروع کر دی ہے۔ میں نے اس کی اس طرح ہدایت نہیں کی تھی۔ اگر وظائف اس طرح مکمل کرو گے تو فون بھی اسی طرح لگتا ہے۔ بہرحال ان کے بتائے ہوئے وظائف سے میں نے بہت استفادہ کیا ان وظائف کی بدولت مجھے بہت سی ایسی چیزیں حاصل ہوئیں۔ جو کالے پیلے علم کی بدولت بھی حاصل نہ ہو سکی تھیں۔ میں نے ان میں سے اکثر ذکر و اذکار کو اپنی زندگی میں شامل کر لیا اور شاہ صاحب کے ساتھ میرا رابطہ بحال رہا میں گاہے بگاہے۔ ان کی خدمت میں حاضری دیتا رہا اور بہت فیض حاصل کیا۔

ایک ناکام عامل صوفی صاحب

میرے ایک قریبی دوست صوفی صاحب (نام اس لیے نہیں لکھا کہ وہ ابھی زندہ ہیں) کو بھی عملیات سیکھنے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔ انھوں نے اپنی ناتواں جان اس شوق کی خاطر وقف کر رکھی ہے جہاں کہیں بھی انھیں کسی بڑے عامل کی اطلاع ملتی ہے۔ یہ اس سے ملاقات کے لیے ضرور جاتے ہیں ان تمام تر کوششوں کے باوجود انھیں ابھی اس میدان میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ صوفی صاحب کے ساتھ میری اکثر ملاقات رہتی ہے۔ ایک دن میں نے صوفی صاحب کو سید سعید احمد شاہ صاحب کے بارے میں بتایا کہ وہ بہت نیک اور پرہیز گار بزرگ ہیں اور مجھے ان سے بہت کچھ حاصل ہوا ہے۔ صوفی صاحب نے مجھ سے سید صاحب سے ملاقات کا اظہار کیا اور مجھ سے چیچہ وطنی کا پتہ لے کر سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جانے سے پہلے میں نے صوفی صاحب کو ضرور تاکید کی تھی کہ جب تک شاہ صاحب خود کوئی بات نہ پوچھیں ان سے کوئی سوال نہیں کرنا لیکن صوفی صاحب شوق کے ہاتھوں مجبور تھے، زیادہ دیر صبر نہ کر سکے اور حال احوال کے فوراً بعد شاہ صاحب سے کہنے لگے کہ میں ایک کام کے سلسلہ میں آپ کی خدمت

میں حاضر ہوا ہوں۔ شاہ صاحب نے کہا کہ فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں صوفی صاحب کہنے لگے کہ میری دیرینہ خواہش ہے کہ میں کسی طرح جنات کو تسخیر کر کے اپنے تابع کر لوں ان کی یہ باتیں سن کر شاہ صاحب کہنے لگے کہ اللہ کے بندے کیوں فضول کاموں میں اپنا قیمتی وقت برباد کر رہے ہو۔ اپنے بچوں کو حلال روزی کھلاؤ اور اپنی مشکلات کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو۔ جنات سے کام لینا کوئی بہادری نہیں تم نے پہلے ہی اس شوق کی خاطر بہت توانائیاں ضائع کی ہیں لیکن صوفی صاحب بضد رہے اور شاہ صاحب کو بہت مجبور کیا کہ میں استاد بشیر احمد سے آپ کی بہت تعریفیں سن کر آیا ہوں میں نے آپ سے کچھ حاصل کر کے ہی جانا ہے۔ مجھے کسی طرح ایک جن قابو کرا دیں۔ صوفی صاحب کی یہ باتیں سن کر شاہ صاحب نے کہا کہ تم جنات یہاں ڈھونڈتے پھرتے ہو پہلے ان جنات سے تو نجات حاصل کر لو جنھوں نے تمھارے گھر پر قبضہ کر رکھا ہے۔ صوفی صاحب کہنے لگے کہ میرے گھر میں جنات کہاں سے آ گئے میں جنات کو قابو کرنے کے وظائف کر کر کے تھک گیا ہوں اگر وہاں کچھ ہوتا تو میرے قابو میں نہ آتے شاہ صاحب نے صوفی صاحب کو جنات کی وہ دعا یاد دلائی جو سلیمانؑ نے اللہ تعالیٰ سے کی تھی کہ یا اللہ میرے بعد ان پر کسی کو مسلط نہ کرنا اللہ نے سلیمانؑ کی یہ دعا قبول کر لی تھی اس لیے صوفی صاحب آپ کس چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔

صوفی صاحب کا ذہن بھی میری طرح تھا اس لیے انھوں نے سید صاحب سے سوال کیا کہ اگر آپ کے پاس جنات نہیں تو پھر آپ نے کس طرح مجھے بتا دیا کہ میرے گھر پر جنات کا قبضہ ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ بیٹا جنات کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہاں ایک تعلق ہے کہ وہ ہمارے پاس آتے رہتے ہیں کہ ہمیں کوئی حکم دیں لیکن میں انھیں نکال دیتا ہوں کہ مجھے تمھاری کوئی ضرورت نہیں میرا پروردگار میرے تمام کام کر دیتا ہے۔ یہ باتیں سن کر صوفی صاحب کو غصہ آ گیا اور انھوں نے شاہ صاحب سے کہا کہ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ہمارے گھر میں جنات موجود ہیں۔ شاہ صاحب نے کہا کہ پہلا ثبوت تو یہ ہے کہ تمھاری بیوی کو ساری رات خواب میں قبرستان اور مردے نظر آتے ہیں یہ بات اس سے پوچھ لینا اور دوسرا ثبوت تم خود جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا کہ تمھاری بیوی کی کمر پر ایک جن کے ہاتھ کا نشان ابھی تک موجود ہے جو اس جن نے کئی سال پہلے تمھاری بیوی کی کمر پر مارا تھا۔ تیسرا ثبوت یہ کہ تمھارے فلاں فلاں عزیز کو فلاں فلاں بیماری ہے اور یہ سب کیا دھرا جنات کا ہے یہ سب باتیں سن کر صوفی صاحب کے طوطے اڑ گئے اور انھوں نے شاہ صاحب سے درخواست کی کہ اس کا علاج کس طرح ممکن ہے تو شاہ صاحب نے کہا کہ میری صراحی سے پانی لے جاؤ سب کو پلانا انشاء اللہ میرا پروردگار شفا دے گا اور کچھ پانی میں مزید پانی ملا کر غسل کر لینا آئندہ کبھی شکایت نہیں ہوگی۔

صوفی صاحب وہاں سے واپس آ کر مجھے ملے اور تمام واقعات جو اوپر بیان ہوئے ہیں مجھے ان سے آگاہ کیا صوفی صاحب کہنے لگے کہ جب شاہ صاحب نے مجھے میرے گھر کے حالات کے بارے میں آگاہ کیا تو مجھے بہت غصہ آیا کہ شاہ صاحب یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ میرے پاس جنات نہیں پھر انھیں ان

باتوں کا علم کس طرح ہو گیا۔ اس لیے میں جلد از جلد چیچہ وطنی سے واپسی کے لیے روانہ ہوا حالانکہ شاہ صاحب نے بہت کہا کہ رات آرام کر لو صبح ہو گی تو واپس چلے جانا لیکن مجھے کسی طرح سکون نہیں تھا اور میری خواہش تھی کہ کسی طرح اڑ کر گھر پہنچ جاؤں اور اپنی بیوی کی کمر پر ''جن'' کے تھپڑ کا نشان دیکھ کر تصدیق کروں کہ واقعی ہی کوئی ایسا نشان موجود ہے یا شاہ صاحب نے ایسے ہی کہہ دیا ہے۔ میں رات دو بجے اپنے گھر پہنچ گیا سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا کہ اس نشان کی تصدیق کی میری بیوی کی کمر پر انسانی ہاتھ سے ملتا جلتا پورا پنجے کا نشان موجود تھا میں نے دل میں کہا کہ یہ بات تو سچی ہو گئی جب میں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ رات کو خواب میں تمھیں کیا نظر آتا ہے تو وہ کہنے لگی کہ قبرستان کے سارے مردے ہمارے گھر میں آ جاتے ہیں باقی بیماریوں کے بارے میں خاندان کے باقی افراد سے دریافت کیا تو ان کی بتائی ہوئی باتیں حرف بہ حرف سچی نکلیں۔ جب سب باتوں کی تصدیق ہو گئی تو میرا یقین اور پختہ ہو گیا کہ شاہ صاحب کے پاس ضرور جنات ہیں اس کے بغیر یہ باتیں بتانی ممکن نہیں۔ صوفی صاحب نے مجھ سے گلہ کیا کہ استاد جی آپ نے تو کہا تھا سعید صاحب بہت نیک آدمی ہیں اور ان کے پاس جنات نہیں لیکن انھوں نے یہ تمام باتیں موکلات کے بغیر کیسے بتا دیں۔ میں نے کہا کہ صوفی صاحب اس اللہ کے بندے کو سمجھنا آپ کے بس کا روگ نہیں تو صوفی صاحب کہنے لگے کہ اگر میرے بس کا روگ نہیں تو پھر آپ سمجھا دیں اگر ان کے پاس جنات نہیں تو پھر انھیں یہ غیب کا علم کس طرح ہو جاتا ہے۔ میں نے صوفی صاحب سے کہا کہ جناب آپ اتنے جذباتی نہ ہوں میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نے اپنے طور پر انھیں کافی سمجھانے کی کوشش کی لیکن صوفی صاحب کا خیال تھا کہ چونکہ شاہ صاحب نے انھیں موکلات عطا نہیں کیے یا کوئی وظیفہ نہیں بتایا اس لیے وہ معقول آدمی نہیں ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس جب میں کچھ عرصہ بعد شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھے کہا کہ جو صوفی تمھاری معرفت مجھے ملنے کے لیے آیا تھا اس نے کوئی عمل نہیں کرنا تھا صرف اسے عمل پوچھنے کا شوق تھا۔ شاہ صاحب نے مجھے سختی سے تاکید کہ آئندہ اس مقصد کے لیے کسی آدمی کو ان کے ہاں نہ بھیجوں۔ شاہ صاحب نے کہا کہ صرف اس شخص کو میرے پاس بھیجو جو اپنے رب کے ساتھ تعلق قائم کرنا چاہتا ہو نہ کہ دنیاوی آسائشات حاصل کرنے کے لیے وقت برباد کرنے کا متمنی ہو۔ جب تک شاہ صاحب زندہ رہے میرا ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رہا۔ میں یہ بات یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آج تک ان جیسا پرہیزگار پیر نہیں دیکھا مجھے ان کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا لیکن میں ان کے جتنا قریب ہوا ان کی ہزار ہا خوبیاں مجھ پر عیاں ہوتی گئیں اللہ تعالیٰ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

سید سعید احمد شاہ صاحب کا طریقہ علاج

یہاں میں چند ایک واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں جن کا میں عینی شاہد ہوں یا جن واقعات کا شاہ صاحب کی زبانی مجھے سننے کا موقع ملا۔ ہر عامل کا عملیات کے توڑ کے لیے مخصوص طریقہ کار ہے اکثر عامل

جنات اور جادو ٹونے کا علاج تعویذ کے ساتھ یا پانی وغیرہ دم کر کے یا دھاگوں پر گانٹھیں لگا کر کرتے ہیں مگر شاہ صاحب کا طریقہ علاج سب سے مختلف اور انوکھا تھا۔ جب کوئی ایسا شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوتا جس کے گھر پر جنات نے قبضہ کر رکھا ہوتا تو شاہ صاحب بغیر کسی معاوضہ کے اپنے ہاتھ سے اس شخص کو ایک رقعہ لکھ کر دیتے۔ جس پر یہ تحریر ہوتا کہ سید سعید احمد شاہ ۱۵ چک والے یہ بات کہتے ہیں کہ یہاں سے چلے جاؤ یہ رقعہ دے کر شاہ صاحب سائل کو ہدایت کرتے کہ وہ اسے اپنے صحن میں کھڑا ہو کر تین مرتبہ بلند آواز میں پڑھے اس کے بعد اللہ کے فضل سے اس گھر سے آسیب کا اثر ختم ہو جاتا اگر کوئی ڈھیٹ قسم کے جنات ہوتے تو شاہ صاحب ان کے علاج کا معقول انتظام کرتے تاکہ وہ جن آئندہ کسی کو تنگ نہ کر سکیں۔ اس طرح اگر کسی عورت یا مرد پر جنات کا سایہ ہوتا اور وہ خود شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تو شاہ صاحب جنات کو حاضر کیے بغیر صرف اتنا کہتے کہ بھئی یہاں سے چلے جاؤ اور اس کے بعد کبھی اس مریض کو جنات کے سایہ کی شکایت نہ ہوئی میں بہت سے واقعات کا عینی شاہد ہوں جو میرے سامنے پیش آئے۔

شاہ صاحب کے قریبی ایک گاؤں میں کالے علم کا ایک بہت ماہر ملنگ رہتا تھا اس کے ہاتھوں ستائے ہوئے بہت سے لوگ علاج کی غرض سے شاہ صاحب کی خدمت میں آتے رہتے تھے۔ کالے علم کا ماہر وہ ملنگ اکثر و بیشتر بھاری رقوم کے عوض لوگوں کی خواہشات پر دوسروں کو تعویذات کے ذریعے نقصان پہنچانے کا دھندہ کرتا تھا۔ شاہ صاحب نے اسے کئی بار سمجھایا لیکن وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ ایک مرتبہ چند لوگ ایک مریض کو شاہ صاحب کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اس مریض پر جادو کا بہت بھاری اثر تھا۔ مریض کے ساتھ آئے ہوئے اہل خانہ نے آہ و زاری کرتے ہوئے تمام حالات اور علامات سے آگاہ کیا تو شاہ صاحب کہنے لگے کہ آپ گھبرائیں نہ اللہ کرم کر دے گا اور آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ شاہ صاحب اندر بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر صحن میں آ گئے مریض کے اہل خانہ کہنے لگے کہ شاہ صاحب پہلے ہمارا مسئلہ حل کر دیں پھر کہیں جائیں تو شاہ صاحب کہنے لگے آپ چند منٹ انتظار کریں میں آج اس کا مستقل حل کر دوں گا۔ شاہ صاحب نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور ادھر اچانک وہی کالے علم کا ماہر ملنگ دروازے سے نمودار ہو گیا واللہ علم وہ کس طرح آ گیا لیکن وہ سب کے سامنے موجود تھا۔ شاہ صاحب اسے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگے کہ میں نے تمہیں پہلے بھی کئی بار سمجھایا ہے کہ دولت کی ہوس میں لوگوں کے گھر برباد نہ کرو اور اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ اور اس مریض کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ دیکھو اس بے چارے کو تمہاری وجہ سے کتنی پریشانی لاحق ہے وہ ملنگ منت سماجت پر اتر آیا تو شاہ صاحب نے اسے سختی سے کہا کہ تم نے اس پر جادو کیا ہے اب تم ہی اس کا توڑ کر کے اس مریض کو ٹھیک کرو۔

وہ ملنگ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ شاہ صاحب میں نے بھاری رقم کے عوض اس شخص پر جادو ضرور کیا ہے لیکن اب اس عمل کو ختم کرنا میرے بس کا روگ نہیں اب اس عمل کو صرف وہی ختم کرے گا جس کو اللہ نے بہت زیادہ طاقت عطا کی ہوگی۔ مجھے اس بار معاف کر دیں آئندہ آپ کو کبھی میری شکایت

نہیں ملے گی۔ شاہ صاحب بہت نرم دل تھے انھوں نے اسے کہا کہ دفعہ ہو جاؤ اور اپنی ان حرکتوں سے توبہ کر لو اگر کبھی مجھے تمہاری کوئی شکایت ملی تو تمہارا بہت برا حشر کروں گا۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے اس مریض کے والد سے کہا کہ میری صراحی سے پیالے میں کچھ پانی ڈال کر اس مریض کو پلا دیں پانی پلانے کے ساتھ ہی مریض کی حالت سنبھل گئی اور اللہ نے اسے شفا دے دی۔

جنات پر شاہ صاحب کی دہشت اور رعب کا اثر

شاہ صاحب کے حیرت انگیز واقعات میں سے ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ضلع ساہیوال میں بچوں کا شاید ایک مڈل سکول تھا اس سکول میں جنات کا بہت بڑا ڈیرہ تھا۔ جو بچہ اس سکول میں غلطی سے پیشاب کر دیتا جنات اس کا جینا محال کر دیتے' اکثر بچے رات کو اٹھ کر روتے تمام بچے اور استاد سکول میں سارا دن سہمے رہتے ان سب حالات کا علم شاہ صاحب کو اپنے ایک مرید کے ذریعے ہوا۔ اس نے صاحب سے درخواست کی کہ اگر اس مسئلہ کا کوئی حل نکل آئے تو بہت سے بچے بلا وجہ پہنچنے والی تکلیف سے بچ جائیں گے۔ اس لیے آپ کسی دن وقت نکال کر اس سکول میں تشریف لائیں اور جنات کو وہاں سے نکالیں۔ شاہ صاحب نے اسے تسلی دی اور کہا کہ انشاء اللہ میں وہاں خود جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتری کی کوئی سبیل پیدا کر دے گا۔

ایک دن شاہ صاحب نے اچانک پروگرام بنایا اور ساہیوال کے قریب اس سکول میں پہنچ گئے تمام بچے پڑھائی میں مشغول تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے مقامی مرید سے کہا کہ ہیڈ ماسٹر کو بتائیں کہ ہم کس مقصد کے لیے آئے ہیں۔ جب ہیڈ ماسٹر کو شاہ صاحب کی آمد کا مقصد معلوم ہوا تو وہ پریشان ہو کر کہنے لگا کہ ہم نے جنات سے نجات حاصل کرنے کے لیے بہت بڑے بڑے عامل بلائے لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ لہٰذا آپ کوئی ایسا تجربہ نہ کریں جس سے ہمیں بعد میں پریشانی اٹھانی پڑے۔ شاہ صاحب نے ہیڈ ماسٹر کو تسلی دی اور کہا کہ میرے ہاتھ کی انگلیوں کی طرف دھیان کریں جس طرح یہ سب ایک جیسی نہیں اسی طرح اللہ نے اپنے تمام بندوں کو ایک جیسی خصوصیات سے نہیں نوازا۔ آپ نے ہمیں یہاں آنے کا پیغام نہیں بھیجا اس لیے جنات آپ کو کچھ نہیں کہیں گے میں اپنی مرضی سے صرف ان معصوم بچوں پر خدا ترسی کی وجہ سے خود یہاں آیا ہوں اور انشاء اللہ آج تمام جنات یہاں سے نکال کر جاؤں گا۔

ہیڈ ماسٹر نے بمشکل رضامندی کا اظہار کیا اور شاہ صاحب سے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اپنے عمل کا آغاز کریں۔

شاہ صاحب نے تمام بچوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ آج آپ نے سکول میں تمام جگہوں پر پیشاب کرنا ہے کوئی جگہ اس سے محفوظ نہ رہے۔ بچے پہلے ہی بہت ڈرے ہوئے تھے کہنے لگے کہ بابا جی ہم نے یہ کام ہرگز نہیں کرنا' جنات نے تو ہمیں رات کو سونے نہیں دینا۔ شاہ صاحب نے بچوں کو تسلی دی اور سمجھایا کہ میں یہاں موجود ہوں اور جنات کو بھی معلوم ہے کہ تم یہ کام کس کے حکم پر کر رہے ہو اس لیے اگر کچھ نقصان ہو گا تو اس کا سب سے پہلا شکار میں ہوں گا۔ شاہ صاحب کے سمجھانے پر چند بچے آمادہ

ہو گئے اور انھوں نے شاہ صاحب کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ ابھی صرف پانچ بچوں نے ہی پیشاب کیا تھا کہ شاہ صاحب نے باقی بچوں کو اشارے سے منع کر دیا کہ ذرا ٹھہر جائیں بات بن گئی ہے۔ اس عمل کا یہ فائدہ ہوا کہ اس سکول کے جنات کا سب سے بڑا سردار فوراً شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور منتیں شروع کر دیں کہ شاہ صاحب ہمیں ان بچوں کے ہاتھوں کیوں ذلیل کروا رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ اگر تمھیں اپنی بے عزتی کا اتنا احساس ہے تو تم یہاں سے چلے جاؤ تمہاری وجہ سے یہ معصوم بچے خوف و ہراس میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کو کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔ جنات نے شاہ صاحب سے درخواست کی کہ ہمیں کچھ دنوں کی مہلت دی جائے تاکہ ہم کوئی نیا ٹھکانہ تلاش کر سکیں۔ سب سے پہلے انھوں نے سات دن کی مہلت طلب کی اور کہا کہ اس کے بعد ہمارا کوئی ساتھی کبھی اس سکول میں نہیں آئے گا اور ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ شاہ صاحب نے اتنی زیادہ مہلت دینے سے انکار کر دیاذ جنات اور شاہ صاحب کے دوران مذاکرات جاری رہے اور بالآخر ایک گھنٹہ کی مہلت پر دونوں فریق رضا مند ہو گئے۔ شاہ صاحب نے جنات سے کہا کہ اگر تمھارے کسی ساتھی نے کسی بچے کو راستے میں یا گھر جا کر تنگ کیا تو پھر اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا اور اسے سخت سزا دی جائے گی۔ جنات نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی اس کے بعد شاہ صاحب وہاں ایک گھنٹہ تک موجود رہے۔ یہ تمام گفتگو جو جنات اور شاہ صاحب کے درمیان ہوئی اسے کوئی دوسرا نہیں سن سکتا تھا۔ یہ تمام باتیں شاہ صاحب نے ہیڈ ماسٹر کو خوشخبری سنائی کہ جنات نے آپ کا سکول خالی کر دیا ہے اس کے بعد بچوں سے کہا کہ جہاں دل چاہتا ہے پیشاب کریں۔ میں یہاں موجود ہوں اس کا مقصد بچوں کے دل سے خوف دور کرنا تھا۔ بعد میں ہیڈ ماسٹر نے شاہ صاحب کو بتایا کہ جنات ہمیں سکول میں لیٹرین نہیں بنانے دیتے تھے۔ ہم نے بہت مرتبہ بچوں کی سہولت کے لیے سکول میں لیٹرین بنانے کی کوشش کی لیکن ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ جب مستری صبح لیٹرین بنا کر جاتے اور ہم اگلے دن صبح سکول آ کر دیکھتے تو حیران رہ جاتے کہ وہاں پر لیٹرین کی بجائے ملبہ پڑا ہوتا تھا، سکول میں لیٹرین نہ ہونے کی وجہ سے تمام بچوں اور اساتذہ کو دور کھیتوں میں پیشاب کرنے کے لیے جانا پڑتا۔ شاہ صاحب نے انھیں یقین دلایا کہ اب ان شاء اللہ ایسا کوئی مسئلہ درپیش نہیں آئے گا آپ جو چاہے سو کریں اگر کوئی جن کسی بچے یا استاد کو تنگ کرے تو صرف مجھے اطلاع کر دیں۔ مگر اللہ کے فضل سے اس کے بعد اس سکول میں امن و امان رہا۔ تمام بچے اور اساتذہ جنات کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

جادو ایک علم ہے اور انسان اسے سیکھ سکتا ہے۔ کالے علم کا رنگ کالا نہیں ہوتا، بلکہ کالا کہتے ہیں ظلمت کو، گھپ اندھیرے کو، کفر کو شرک کو اور اللہ کی ذات کو چھوڑ کر غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا یہ ہے کالے علم کی مختصر تعریف جادوئی عملیات کرنے والے عاملوں کے پاس اپنی حاجات لے کر جانے والے اور پھر ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے والے اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھیں۔

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

جادو برحق نہیں جنات سے بچاؤ کے طریقے اور روحانی وظائف کے ذریعے تعویذات کے اثرات بد سے نجات

روحانی وظائف کرنے سے پہلے ان شرائط پر عمل کرنا ضروری ہے

اگر کسی پر کوئی مشکل بن جائے یا خدائے ذوالجلال کی طرف سے آزمائش میں مبتلا کر دیا جائے۔ تو حواس باختہ یا مایوس ہونے کی بجائے فوراً توبہ استغفار کے ذریعہ اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ذکر اذکار کا سہارا لینا چاہیے۔ جو لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں دراصل وہ صحیح راہ سے بھٹک جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو مایوس نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھاتے ہیں بلکہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپؐ کو حکم دیا کہ اعلان فرما دیجئے:

ترجمہ: ''(اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ وہ تو معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔'' (سورۃ الزمر۔ آیت نمبر ۵۳)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

''(اے نبیؐ) میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انھیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں لہٰذا انھیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں (یہ بات تم انھیں سنا دو) شاید کہ وہ راہ راست پا لیں۔'' (سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۸۵)

اس کے برعکس جو شخص رحمان کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے اور اللہ کے غضب سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس متعلق قرآن مجید میں خدائے بزرگ و برتر نے کھلے الفاظ میں تنبیہ کی ہے۔

''تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے

منہ موڑتے ہیں۔ وہ ضرور ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ (سورۃ مومن۔ آیت نمبر ۶۰)

ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کسی انسان پر کوئی مصیبت بن جائے تو وہ ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے فوراً اپنے رب کی طرف رجوع کرے۔ ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے کوئی ایسا نسخہ یا تعویذ مل جائے۔ جس کے استعمال سے اسے تمام مشکلات و مصائب سے نجات مل جائے۔ لیکن خود محنت و کوشش کرنے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں۔ اگر سنجیدگی کے ساتھ روحانی عملیات کی شرائط کو پورا کر کے وظائف مکمل کیے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتے۔

وہ عملیات جو آئندہ صفحات میں درج کیے جا رہے ہیں۔ یہ مجھے سال ہا سال کی محنت اور تجربات کے نتیجہ میں حاصل ہوئے۔ کوئی پیشہ ور عامل بھاری رقم کے عوض بھی ان وظائف کو بتانے پر تیار نہیں ہوتا۔ جبکہ آپ ان سے مفت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لہٰذا ان وظائف کی قدر کیجئے۔ اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے اس پیراگراف میں درج تحریر کا بغور مطالعہ کیجئے اور اس پر عمل کیجئے۔ ان روحانی عملیات کا وظیفہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پانچ وقت کی نماز باجماعت کا اہتمام کرتا ہو۔ جھوٹ نہ بولتا ہو کسی کا حق نہ مارے اور نفع و نقصان کا مالک صرف خدا کی ذات کو سمجھے۔ بوقت ضرورت ہر چیز دینی ہو یا دنیاوی صرف اللہ سے سوال کرے۔ اس کے علاوہ نہ کسی پر توکل کرے اور نہ ہی کسی سے ڈرنا چاہیے۔ مدد کے لیے صرف اللہ کو پکارنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی مخلوق کا واسطہ دے کر سوال کر جائز نہیں، فوت شدہ انبیاء و اولیاء اللہ کو پکارنا یا ان سے دعا و شفاعت کی التجا کرنا بھی درست نہیں۔ ”آخر اس سے بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا۔ جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے۔ (سورۃ الاحقاف۔ آیت نمبر ۵)

جہالت اور اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کی وجہ سے صورتحال اتنی خراب ہو چکی ہے کہ لوگوں کی اکثریت اس مرض (شرک) کا شکار ہو چکی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی بااختیار ہستی تسلیم ہی نہیں کرتے جس کا انہیں کوئی ڈر خوف ہو۔ بعض لوگوں کا رویہ یہ ہے کہ زبان سے توبہ استغفار بھی کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ گناہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں اللہ کے غضب سے پناہ مانگنی چاہیے اور اپنے غلط اعتقادات کی اصلاح کے لیے پس و پیش سے کام نہیں لینا چاہیے۔ عملیات کے فوری اور دیرپا نتائج حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان شرائط پر سختی سے عمل کیا جائے اور جن باتوں سے منع کیا جا رہا ہے ان سے دور جائے۔ اس کے علاوہ جو لوگ وظائف شروع کرنا چاہتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے انہیں چاہیے کہ عملیات شروع کرنے سے پہلے پانچ وقت نماز باجماعت کا اہتمام کریں (عورتیں نماز گھر میں ہی پڑھ سکتی ہیں) ذکر اذکار کثرت کے ساتھ کریں۔ اس کے علاوہ اگر عملیات کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آئے یا آپ کے مسئلہ سے متعلق عملیات موجود نہ ہوں تو ادارہ کی معرفت خط لکھ کر جواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جوابی لفافہ ہمراہ بھیجیں۔

سرورِ کونین ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو چالیس رات تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی (مسلم) ایک اور حدیث میں اس طرح ارشاد ہے کہ جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور پھر اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمدؐ پر اتاری گئی

شریعت کا انکار کیا۔

ان واضح ارشادات کی موجودگی میں کسی مسلمان کو جادو میں دلچسپی لینے یا جادوگروں سے رجوع کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ شہرت و ناموری کے شوق اور دولت کے حصول کی خاطر عملیات کے ماہرین نے گلی کوچوں میں انسانیت کی تذلیل کے لیے ظلم و ستم کی بھٹیاں گرم کر رکھی ہیں۔ جہاں ہمہ وقت اہل ایمان کے عقیدہ توحید کو خاکستر کیا جا رہا ہے اور ان کی زندگیوں کو شرک کے زہر سے آلودہ کیا جا رہا ہے۔

یہ پیشہ ور عامل جب ظلم پر اترتے ہیں تو یہ بھی نہیں سوچتے کہ کل روز قیامت اپنی حرکتوں کا اللہ کے حضور کیا جواز پیش کریں گے۔ ان عاملوں کو ہر وقت دولت سمیٹنے اور اپنے پیٹ کے جہنم کو بھرنے کی فکر لاحق رہتی ہے۔ اپنے انجام سے بے پروا اور اللہ کے خوف سے بے نیاز ان عاملوں نے قرآن مجید کے الفاظ کی ترتیب کو بگاڑ کر ایسے تعویذ تیار کیے ہوئے ہیں۔ جو خلق خدا کے لیے باعث رحمت بن گئے ہیں۔ جعلی روحانی عاملوں کی اکثریت اس گھناؤنے فعل کے ذریعے لوگوں کو کامیابی سے دھوکہ دیتی ہے کہ ہم تو قرآن کے ذریعے علاج کرتے ہیں جبکہ اس کے برعکس رب العالمین نے قرآن مجید کو انسانیت کے لیے باعث رحمت بنا کر بھیجا تھا۔

میں جن حقائق سے پردہ اٹھانے کا جرم کر رہا ہوں اس سے بہت سے لوگوں کو تکلیف تو ہوگی۔ لیکن آخر کب تک ہم حقائق سے منہ چھپاتے رہیں گے۔ میری اس تحریر کی بنیاد عملیات کے میدان میں ذاتی تجربہ اور ان گنت عاملوں سے ملاقات کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی معلومات پر مبنی ہے۔ قصے بہت سے عاملوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ایک بدنصیب عامل جو اب اس دنیائے فانی سے کوچ کر چکا ہے۔ خدا جانے اس کا انجام کیا ہوگا۔ جب وہ کسی کا نقصان کرنے کے لیے تعویذ تیار کرتا تو سیاہی کی دوات میں حقے کا پانی استعمال کرتا۔ اس کا کہنا تھا۔ اس سے تعویذ کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ یہ تعویذ قرآنی آیات سے لکھا جاتا۔ جتنی بے حرمتی قرآن مجید کی پیشہ ور عامل کرتے ہیں کوئی مسلمان اس کی جرات نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ایک روحانی عامل کا معمول تھا کہ وہ قرآنی آیات کے تعویذ حرام جانوروں خاص کر الو کے خون سے لکھتا۔ آپ خود غور کریں قیامت کے دن اس کا کیا حشر ہوگا۔ سورۃ فاتحہ جو ہر بیماری کے لیے شفا کا درجہ رکھتی ہے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عامل سورۃ فاتحہ کو ایک تعویذ پر الٹے حروف میں لکھ رہا تھا۔

ایک تعویذ جو کسی کی ہلاکت کے لیے کیا جاتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے۔ کہ پیشہ ور عامل اس کے لیے سورۃ اللھب کو استعمال کرتے ہیں۔ اس تعویذ کو لکھنے سے پہلے قبرستان میں اس کا باقاعدہ عمل کیا جاتا ہے۔ یہ تعویذ جس جگہ زمین میں دبا دیا جائے یا کسی شخص کو پلا دیا جائے تو اس کے بہت تباہ کن نتائج ظاہر ہوتے ہیں یہ تعویذ جس طریقے سے لکھا جاتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی کو کھلی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ قرآن مجید انسانیت کی فلاح کے لیے نازل ہوا تھا لیکن اس سے انسانوں کی ہلاکت کا کام لیا جا رہا ہے اور عمل کرنے والے لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نوری عمل کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلواتے ہیں۔ عامل حضرات ہلاکت کے لیے سورۃ کوثر کے تعویذ کو بھی استعمال کرتے ہیں اس

میں ایک لفظ ''ابتر'' آیا ہے۔ اس لفظ کے حروف اعداد و شمار کے ذریعے انتہائی خطرناک تعویذ بنایا جاتا ہے۔ یہ تعویذ اگر کسی کے مال مویشی گائے بھینسوں پر کیا جائے تو اس شخص کے جانور یکے بعد دیگرے مرنا شروع ہو جاتے ہیں اس تعویذ کو طریقہ استعمال تبدیل کر کے عورتوں میں بچوں کی پیدائش روکنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی تعویذ مختلف طریقوں سے کاروبار کی بندش اور کئی دوسرے کاموں کو بگاڑنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یہ کالے علم کی وہ قسم ہے جس میں قرآن پاک کے الفاظ کو غلط ترتیب دے کر عامل حضرات روحانی علمائے کرام ایک فقرے کا استعمال کرتے ہیں کہ جادو برحق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جادو برحق نہیں بلکہ بااثر ہے۔ برحق وہ چیز ہوتی ہے جو مبنی بر صداقت ہو۔ جس طرح قرآن برحق ہے نبیؐ کا فرمان برحق ہے۔ اس کو آپ اس مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ جادو برحق نہیں جب فرعون کے جادوگروں اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان مقابلہ ہوا تو فرعون کے ''جادوگر بولے'' موسیٰؑ تم پھینکتے ہو یا پہلے ہم پھینکیں''؟ موسیٰؑ نے کہا ''نہیں تم ہی پھینکو۔'' یکایک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے موسیٰؑ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں اور موسیٰؑ اپنے دل میں ڈر گئے۔ ہم نے کہا ''مت ڈر' تو ہی غالب رہے گا' پھینک جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے' ابھی ان کی ساری بناوٹی چیزوں کو نگل جاتا ہے۔ یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا' خواہ کسی شان سے وہ آئے'' آخر کو یہی ہوا کہ سارے جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے اور پکارہ مان لیا ہم نے ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب کو (آیت ۶۵ تا ۷۰' سورۃ طٰہٰ)

اس لیے جو چیز حق کے سامنے ختم ہو جانے والی ہے وہ بااثر تو ہو سکتی ہے مگر برحق ہرگز نہیں ہوتی جس یہودی نے آپؐ پر جادو کیا تھا وہ حق پر نہیں بلکہ باطل پر تھا۔ کیونکہ جب اس کے سامنے آیا اور قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورۃ الفلق' اور الناس نازل ہوئیں تو آپؐ سے جادو کا اثر ختم ہو گیا۔ اس لیے جو لوگ عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ جادو برحق ہے وہ عقل اور فکر کے ساتھ غور کریں کہ برحق وہ چیز ہوتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی نفی نہ کرے۔ اگر کوئی فعل مسلمان کی طرف سے ہوتا ہے تو وہ بااثر تو ہو سکتا ہے۔ برحق ہرگز نہیں ہو سکتا۔

ہمارے ہاں عامل کس کس طریقے سے جادو کی وارداتیں کرتے ہیں اور ان سے کس طرح بچا جا سکتا ہے۔ یہاں اس کا تفصیلی ذکر آئے گا۔ یہی واردات تعویذوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ مختلف شیطانی وظائف کے ذریعے ایسے تعویذات بنائے جاتے ہیں۔ جن پر باقاعدہ موکلوں کے پہرے پر ذمہ داری لگائی جاتی ہے اور ان کا اثر ایک مقررہ مدت تک رہتا ہے کہ اس مدت سے فلاں وقت تک اثر انداز ہونا ہے۔ تعویذوں کی بے شمار اقسام ہیں۔ کھلانے والے' پلانے والے' زمین میں دبانے والے' جلانے والے' چرخیوں کے ساتھ باندھ کر گھمانے والے' درختوں کی ٹہنیوں کے ساتھ لٹکانے والے' دریا یا نہر میں بہانے والے' دو پتھروں کے درمیان دبانے والے اور کچھ اندھے کنوؤں میں گرانے والے غرض کہ مقصد کی نوعیت کے مطابق تعویذ کا طریقہ استعمال تجویز کیا جاتا ہے۔

روحانی وظائف کے ذریعے تعویذات کے اثرات بد سے نجات

یہاں آپ کو تعویذات کے اثرات سے نجات حاصل کرنے کے طریقہ سے آگاہ کروں گا تاکہ میرے سال ہا سال کے تجربات سے عام لوگ گھر بیٹھے فائدہ حاصل کر کے میرے لیے دعائے خیر کریں۔

اگر کسی کے گھر سے، دکان سے یا کسی ایسی جگہ سے تعویذ نکل آئیں جو اس کے زیر استعمال ہو، یہ تعویذ اوپر بیان کی گئی اقسام کے علاوہ بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کپڑے سے بنی ہوئی گڑیاں۔ گھروں میں عام طور پر بچیاں ان سے کھیلتی ہیں۔ اس پر تعویذ کر کے نقصان پہنچانے کی نیت سے کسی کے گھر میں زیر زمین دبا دیا جاتا ہے۔ کاغذ کے اوپر تعویذ لکھ کر دروازے کی دہلیز پر چھپا دیا جاتا ہے۔ تانبے کی پلیٹ پر، چمڑے کے ٹکڑے پر بھی تعویذ کیا جاتا ہے۔ تعویذ کی سب سے خطرناک قسم یہ ہے کہ کپڑے کی گڑیا میں سوئیاں لگا دی جاتی ہیں۔ ایک قسم اس سے بھی خطرناک ہے اس میں سوئیاں لگی گڑیا کے اردگرد قبرستان کی مٹی رکھ کر اوپر سے سیاہ رنگ کے کپڑے کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا جاتا ہے۔ یہ سب تعویذ دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، ان کے شر سے نجات حاصل کرنے کے لیے میں کسی کی بات نہیں اپنا تجربہ بیان کرتا ہوں۔ یہ طریقہ مجھے سید سعید احمد شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے بتایا تھا۔ یہ میرا آزمایا ہوا ہے اور اللہ کے فضل سے اس کے ذریعے کامیابی نصیب ہوئی۔

طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی تعویذ ملے اسے کسی عام آدمی کو نہیں دکھانا چاہیے سوائے اس کے کہ جو اس علم میں کوئی مہارت رکھتا ہو۔ اگر آپ کی رسائی کسی ایسے نیک روحانی عامل تک ممکن نہیں تو بازار سے ایک مناسب سائز کا کدو خریدیں اس کو درمیان سے کاٹ کر تعویذ کو درمیان میں رکھ کر اوپر سے کسی کپڑے یا رسی کے ساتھ کدو کے دونوں ٹکڑوں کو مضبوطی کے ساتھ باندھ دیں۔ اس کے بعد اس کدو کو کسی نہر، دریا یا بہتے ہوئے پانی میں پھینک دیں۔ اس تعویذ کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔

ہر قسم کے جادو کے توڑ کے لیے معوذتین کا عمل

اگر آپ کے گھر سے تعویذ نہیں ملتے لیکن دل میں وہم ہے کہ شاید کسی نے تعویذ کیے ہوئے ہیں یا اگر کسی نے واقعی آپ کو نقصان پہنچانے کے لیے تعویذ کیے ہیں اور وہ تعویذ آپ تلاش نہیں کر سکتے تو اس کے لیے ایک آسان علاج تجویز کر رہا ہوں۔ یہ میرا آزمودہ ہے لیکن عامل حضرات اس لیے لوگوں کو نہیں بتاتے کہ اگر سب لوگ خود ہی عمل شروع کر دیں تو ہمارا کاروبار بند ہو جائے گا۔

اس وظیفہ کو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک برتن میں ۵ گلاس یا حسب ضرورت پانی ڈال کر اپنے پاس رکھ لیں۔ پاؤ چینی اور پاؤ سونف بھی علیحدہ علیحدہ برتنوں میں ڈال لیں۔

اس عمل کو شروع کرنے سے پہلے باوضو ہو کر ۲۱ مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اپنے جسم پر دم کرنا ہے طریقہ یہ ہے کہ ۷ مرتبہ آیت الکرسی پڑھنے کے بعد اپنے جسم پر پھونک مارنی ہے۔ اس طرح کل تین پھونکیں

بنتی ہیں۔ اس کے بعد گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی جو نماز میں پڑھتے ہیں پڑھ کر تینوں چیزوں پانی' چینی' سونف پر پھونکیں مارے۔ پھر ۳۱۳ مرتبہ سورۃ الفلق پڑھ کر دم کریا اور آخر میں ۳۱۳ مرتبہ سورۃ الناس پڑھ کر دم کرے۔

پہلے دن یہ عمل کرنے کے بعد خاندان کے تمام افراد کو دم کیا ہوا پانی پلایا جائے۔ باقی پانی سے گھر چھینٹے لگائے جائیں۔ اس کے بعد تھوڑی سونف اور چینی بھی تمام افراد کو کھلائی جائے۔ یہ عمل مسلسل ۴۱ دن دہرانا ہے۔ سونف اور چینی وہی رہنے دیں۔ روزانہ دم کریں اور روزانہ تمام افراد کو کھلائیں۔ جبکہ پانی روزانہ نیا لے لیں اہل خانہ کو دم کر کے روزانہ پلائیں لیکن گھر میں چھینٹے دس دن کے وقفہ سے لگائیں۔

انشاء اللہ بفضل خدا ۴۱ دن کے بعد ہر قسم کے تعویذات کا اثر ختم ہو جائے گا' یہ عمل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پانچ وقت کا نمازی اور پرہیز گار ہو اور اگر اس میں یہ خوبی نہیں پائی جاتی تو عمل شروع کرنے سے پہلے نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام کرے تاکہ وظیفہ کے اثرات زائل نہ ہوں۔ اگر اس عمل کے بعد بھی دل کی تسلی نہ ہو۔ یا مسئلہ جوں کا توں رہے تو دوسرا طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔

ہر قسم کے جادو کے لیے سورۃ مزمل والا عمل

یہ عمل شروع کرنے سے پہلے وضو کر کے پہلے وظیفہ میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق اپنے آپ کو دم کر لے۔ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اوپر بتائے گئے وظیفہ میں درج مقدار کے مطابق پانی' سونف اور چینی اپنے پاس رکھ لے۔ ۲۱ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھنی ہے اور ان تینوں چیزوں پر پھونک مار کر دم کرنا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جب سورۃ مزمل ایک بار پڑھنی شروع کرے اور ان الفاظ پر پہنچے۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا. تو اس کے بعد اس آیت کو ۲۱ مرتبہ یہاں درمیان میں پڑھنے کے بعد دوبارہ سورۃ مزمل آخر تک پڑھے۔ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنَ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ. (سورۃ مومنون۔ آیت ۹۷۔۹۸)

یہ عمل ۴۱ روز تک جاری رکھنا ہے۔ روزانہ تمام چیزیں تمام اہل خانہ کو ساتھ ساتھ تھوڑی مقدار میں کھلاتا اور پلاتا بھی جائے اور عمل بھی جاری رکھے۔ انشاء اللہ ہر قسم کے جادو اور تعویذات کا اثر ختم ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرے گا۔

خون کے چھینٹوں سے نجات کے لیے وظیفہ

جب میں خود عملیات کیا کرتا تھا۔ تو کچھ ایسے لوگ بھی میرے پاس آتے تھے جن کے گھروں میں' کپڑوں پر' بستروں پر یا کمروں میں خون کے چھینٹے پڑتے تھے جس سے وہ تمام اہل خانہ خوف و ہراس میں مبتلا رہتے۔

ان خون کے چھینٹوں کو مارنے کے لیے کوئی شخص چھپ کر یہ کارروائی نہیں کرتا۔ بلکہ یہ خون کے چھینٹے موکلات کے ذریعے لگائے جاتے ہیں۔ ان خون کے چھینٹوں کو دیکھ کر گھبرانا نہیں چاہیے۔ بلکہ ان

سے نجات حاصل کرنے کے لیے اللہ کے ذکر کا سہارا لینا چاہیے۔ اگر کسی شخص کے ذہن میں یہ بات ہے کہ ہم نماز بھی ادا کرتے ہیں اللہ کا ذکر بھی کرتے ہیں پھر یہ تمام واقعات کیوں رونما ہوتے ہیں۔

لیکن اگر کسی خاص مقصد کو حاصل کرنے کی نیت سے مخصوص ذکر اذکار کیے جائیں تو اللہ تعالیٰ مصیبتوں سے جان چھڑا دیتے ہیں۔ اگر کسی گھر میں اس قسم کا معاملہ بن جائے تو انھیں اس طرح کرنا چاہیے کہ خدا کی ذات کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہوئے چار عدد لوہے کے کیل لے۔ فجر کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھ کر ان کیلوں پر دم کرے۔ ۷۰ مرتبہ سورۃ الطارق کی یہ آیت پڑھ کر ان کیلوں پر دم کرے۔ یعنی پھونک مارے ہر کیل پر علیحدہ علیحدہ پھونک مارنی ہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًاo وَّاَكِيْدُ كَيْدًاo فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًاo

اپنا تحفظ بھی ضروری ہے۔ اس لیے ایک پھونک اپنے جسم پر بھی مارتا رہے۔ یہ ایک دن کا عمل ہے۔ جب وظیفہ مکمل ہو جائے تو دم کیے ہوئے لوہے کے یہ کیل اپنے گھر کے چاروں کونوں چھت پر یا زمین میں گاڑ دے۔ انشاء اللہ بفضل خدا خون کے چھینٹوں کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ میری طرف سے ان تمام عملیات کو کرنے کی اجازت ہے۔

عام لوگ جو کتابوں سے پڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تعویذ نقل کر کے وہ ان سے اپنا مقصد حاصل کر لیں گے۔ ان کی مثال ان پڑھ ڈاکٹر یا نیم حکیم جیسی ہے ان لوگوں کو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور خواہ مخواہ لوگوں کو بیوقوف بناتے ہیں، اس قسم کے لوگوں کو اس کی اجازت نہیں صرف خلق خدا کو نقصان سے بچانے کے لیے جو ان وظائف کو استعمال کرنا چاہے صرف اسے اجازت ہے کاروباری نقطہ نگاہ سے ان وظائف کو کرنے والوں کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

جادو اور تعویذات کے اثرات کے توڑ کے لیے ایک مجرب وظیفہ

تعویذات کے اثرات بد سے بچنے کے لیے جو وظائف بتائے گئے ہیں اگر ان سے بھی اثرات ختم نہ ہوں تو پھر کیا کرے؟ جب کوئی تدبیر کامیاب نہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کر کے عملیات شروع کرنے کی جو شرائط بتائی گئی ہیں ان کی سختی سے پابندی کرتے ہوئے سورۃ یاسین کا عمل شروع کر دے۔

سورۃ یاسین کا عمل شروع کرنے سے پہلے عمل کرنے والے کو اپنے اردگرد حصار کھینچنا بہت ضروری ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آیت الکرسی اور چاروں قل (الکفرون۔ اخلاص۔ الفلق۔ الناس) پڑھ کر کسی چاقو یا چھری کی نوک پر پھونک مار کر اس سے اپنے اردگرد گول دائرے کی شکل میں حصار کھینچ لے عمل شروع کرنے سے پہلے تین برتنوں میں پانی، چینی، سونف حسب مقدار ساتھ رکھ لے۔ سورۃ یاسین کا وظیفہ بتائے گئے طریقہ کو اچھی طرح سمجھ کر کرے۔ سورۃ یاسین کی سات مبینین ہیں سورۃ یاسین کو اس طریقہ سے پڑھنا ہے کہ جب پہلی مبین پر پہنچے تو برتنوں میں رکھی ہوئی اشیاء پر پھونک مار کر دم کرے اس کے بعد سورۃ یاسین کو دوبارہ ابتدا سے شروع کرے اور دوسری مبین پر پہنچ کر پھر دم کرے اسی طریقہ سے سات مبینین مکمل

کرنی ہیں یعنی ہر مبین پر پہنچ کر دم کرنا ہے اور واپس پلٹ کر شروع سے سورۃ یاسین پڑھنی ہے۔ یہ عمل مسلسل ۴۱ دن جاری رکھنا ہے دم کی ہوئی اشیاء ساتھ ساتھ روزانہ تھوڑی مقدار میں مریض کو کھلاتے پلاتے جائیں انشاء اللہ وظیفہ مکمل ہونے تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جادو اور تعویذات کے تمام اثرات کو زائل کر دیں گے۔

مرض کی تشخیص کرنے کا طریقہ

بہت سے لوگ اس الجھن کا شکار ہیں کہ یہ تشخیص کس طرح کی جائے کہ مریض کے مرض کی نوعیت کس قسم کی ہے۔ مریض جسمانی بیماری میں مبتلا ہے' یا جنات کے سایہ کا اثر ہے یا جادو اور تعویذات کا اثر ہے۔ یہاں انشاء اللہ اس مسئلہ کو حل کروں گا تاکہ ہر شخص گھر بیٹھے خود عمل کے ذریعہ فوری طور پر مرض کی تشخیص کا معمہ حل کر لے اگر تشخیص کرنے والا روحانی عملیات کرنے کی شرائط پر پورا اترتا ہو تو اللہ کا نام لے کر تشخیص کا عمل شروع کر دے۔ انشاء اللہ تشخیص کا نتیجہ ایک سو میں فیصد درست نکلے گا۔

اگر کسی شخص کو دورہ پڑ جاتا ہے تو حکیم کہتے ہیں کہ وہ قولنج کا درد ہے (یہ انتہائی تکلیف دہ درد ہے جو پیٹ میں ہوتا ہے اس درد کے باعث مریض کے ہاتھ پاؤں الٹے ہو جاتے ہیں) ڈاکٹر اسے مرگی کہتے ہیں اور عامل حضرات اس مریض کو جنات' جادو یا تعویذات کا شکار بتاتے ہیں۔ اس موقع پر عام آدمی سخت پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ مریض کو کون سی بیماری لاحق ہے اور اس کا علاج کہاں سے کرایا جائے۔ تشخیص کا طریقہ میں بتاتا ہوں انشاء اللہ آپ اس سے معلوم کر لیں گے کہ مریض کون سی بیماری میں مبتلا ہے۔

اپنے دل میں مقصد کے حصول کی نیت کر کے اللہ کے حضور کھڑے ہو کر دو نفل برائے حاجت ادا کریں۔ نیت کا تعلق دل سے ہوتا ہے اس لیے زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنے کا طریقہ درست نہیں۔ نفل ان اوقات میں ادا کریں جن اوقات میں نفل ادا کرنے کی اجازت ہے نفل ادا کرنے کے بعد مریض کے پاس بیٹھ جائیں اپنے پاس کسی برتن میں دم کرنے کے لیے پانی رکھ لیں سب سے پہلے درود ابراہیمی نماز والا گیارہ مرتبہ پڑھ کر پانی پر پھونک ماریں ایک پھونک مریض پر ماریں اس کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھیں اور یہی عمل دہرائیں' گیارہ مرتبہ آیت الکرسیٰ' گیارہ مرتبہ یہ آیت وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا پڑھے۔ گیارہ مرتبہ سورۃ ن کی آخری آیات وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ) تک پڑھے گیارہ مرتبہ سورۃ طارق کی آخری آیات اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔ تک پڑھے۔ گیارہ گیارہ مرتبہ چاروں قل (الکفرون۔ اخلاص۔ الفلق۔ الناس) ہر عمل کو پڑھنے کے بعد پھونک مار کر پانی کو دم کرنا ہے اور ایک پھونک مریض کو مارنی ہے اب جو پانی دم کیا ہے وہ مریض کو پلا دیں اگر جنات کا سایہ ہو گا تو مریض کو تکلیف پہلے سے بڑھ جائے گی لیکن

وظیفہ کرنے والے کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اگر جادو یا تعویذات کا اثر ہوگا تو بیماری میں کمی ہو جائے گی اس دم کا اثر مریض پر کم و بیش ۲۴ گھنٹے رہے گا اور اگر ڈاکٹر سے متعلق جسمانی بیماری ہوگی تو مریض کی حالت جوں کی توں رہے گی۔ اس تشخیص کا ذکر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور عبدالعزیز دہلویؒ نے اپنی کتابوں میں بھی کیا ہے ہم نے بارہا اس طریقہ کو آزمایا ہے جب تشخیص ہو جائے تو جادو، تعویذات اور جنات سے نجات حاصل کرنے کے لیے جو وظائف تجویز کیے گئے ہیں ان پر عمل کر کے مریض کا علاج بھی خود ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے دوسرے طریقہ علاج موجود ہیں۔

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

سورۃ البقرہ کی فضیلت

آپؐ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ جس گھر میں جنات یا جادو کی شکایت ہو اس میں بلا ناغہ بلند آواز میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے تمام اہل خانہ آپس میں حصے کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن با آواز بلند پڑھنے کی شرط کا خیال رکھا جائے۔ عاملوں نے محنت سے بچنے کے لیے اس کو پڑھنے کی ایک نئی ترکیب ایجاد کر لی ان کے نزدیک اگر با امر مجبوری انسان خود سورۃ البقرہ نہ پڑھ سکتا ہو تو ٹیپ ریکارڈ پر سورۃ البقرہ کی کیسٹ لگا کر بھی گزارہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ بھی آزمایا ہوا ہے اس سے بھی کام بن جاتا ہے لیکن بہتر طریقہ وہی ہے جس کا حکم اللہ کے نبیؐ نے دیا ہے عاملوں کی رائے یہ ہے کہ سورۃ البقرہ کم از کم ۲۷ دن تک مسلسل پڑھنی چاہیے وقت کی کوئی قید نہیں۔ جس گھر میں واقعی ہی جنات کا سایہ یا جادو کا اثر ہوگا تو سورۃ البقرہ کی تلاوت کے ابتدائی دنوں میں مریض کی تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا یا اہل خانہ کی پریشانیوں میں سختی آ جائے گی۔ اس سے گھبرانا یا دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ مضبوط قوت ارادی کے ساتھ اس عمل کو جاری رکھنا چاہیے۔ ریکارڈنگ کے تجربہ میں ایک حیران کن چیز دیکھنے میں آئی کہ پہلے دو دن تو ٹیپ ریکارڈر صحیح چلتی رہی لیکن تیسرے دن ٹیپ چلنا خود بخود بند ہو گئی ہے جب ٹیپ ریکارڈ مکینک کو چیک کرائی گئی جب اس نے اس میں گانوں کی کیسٹ لگائی تو وہ بالکل صحیح نکلی۔ شیاطین و موکلات کی اس شرارت سے بچنے کے لیے ٹیپ ریکارڈ کا علاج کیا گیا اگر آپ کے ساتھ بھی اس طرح کا معاملہ پیش آ جائے تو گیارہ گیارہ مرتبہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر ٹیپ پر پھونک مار دیں انشاء اللہ شیاطین کو دوبارہ اس قسم کی شرارت کی جرات نہیں ہوگی۔ سورۃ البقرہ کی تلاوت کے باوجود بھی اگر جنات پریشان کرتے ہیں تو پھر سورۃ جن کی ابتدائی ۷ آیات ہر روز گیارہ سو مرتبہ پڑھنی ہیں اول و آخر درود شریف پڑھنا ہے سورۃ جن کی یہ سات آیات ہر ۱۰۰ مرتبہ پڑھنے کے بعد کسی کھانے والی چیز اور پانی پر پھونک مار کر دم کرتا رہے آسیب زدہ جگہ پر اس دم کیے ہوئے پانی کے چھینٹے لگائے جائیں اور کھانے والی چیز مثلاً چینی، سونف وغیرہ مریض کو کھلائی جائے اس عمل کو ۳۱ دن مسلسل کرنا ہے۔ اس وظیفہ کو پڑھنے کے دوران لباس صاف ستھرا اور پاک ہونا چاہیے ایک وقت مقرر ہونا چاہیے وظیفہ مکمل ہونے تک انشاء اللہ بفضل خدا تمام پریشانیوں سے جان چھوٹ جائے گی۔

شادی میں رکاوٹ کے حل کے لیے وظائف

ادارہ کی معروف ہمیں ایک صاحب نے خط کے ذریعے اپنے مسائل سے آگاہ کیا ہے موصوف ایک کمپنی میں گن مین ہیں تمام وسائل ہونے کے باوجود ان کی شادی نہیں ہو رہی انھوں نے کوئی ایسا وظیفہ پوچھا ہے جس سے ان کا مسئلہ حل ہو جائے۔ شادی کے لیے اسباب کا ہونا بہت ضروری ہے اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ کاروبار، رہائش اور تمام وسائل ہونے کے باوجود شادی میں کسی نہ کسی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے لیکن اسے یقین ہے کہ کسی نے جادو وغیرہ نہیں کیا تو اس کا واحد علاج کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کا ورد ہے۔ قرآن کریم کی ان دو آیات کا ورد کیا جائے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن. سورۃ الانبیاء ۸۹

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (سورۃ الصفت۔ آیت نمبر ۱۰۰)

پڑھنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد گیارہ مرتبہ اول و آخر درود شریف پڑھے یہ آیات ۳۳۳ بار قبلہ رخ منہ کر کے پڑھنی ہیں یہ عمل اس وقت تک جاری رکھے جب تک مسئلہ حل نہیں ہو جاتا ان آیات کی معنی پر شاید کچھ اہل علم کو اعتراض سوجھے کہ مسئلہ شادی کا ہے اور آیات کے ذکر میں اللہ سے اولاد کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک بیوی نہ ہو گی اولاد کس طرح ملے گی ہر چیز کے حصول کی خاطر اسباب کا ہونا بہت ضروری ہے اس لیے جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے اولاد کا سوال کرے گا اور جب اللہ رب العزت اس کی دعا کو قبولیت سے نوازیں گے تو پہلے بیوی کے اسباب پیدا کریں گے اس طرح ایک دعا سے دو مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اس وظیفہ کے ذریعے صرف جائز طور پر شادی کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جو لوگ اس کو عشق وغیرہ کے چکر میں استعمال کریں گے ان کو اس عمل سے کچھ حاصل نہ ہو گا یہ تو تھا وسائل کی موجودگی کے باوجود شادی میں رکاوٹ کا حل۔

۲۔ اگر غربت یا وسائل نہ ہونے کی وجہ سے کوئی موزوں رشتہ نہیں ملتا اور انسان شادی کے قابل ہے تو وہ ان دو آیتوں کے وظیفہ کے ساتھ اس دعا کا اضافہ کرے۔ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ سَبِّبْلِیَ الْخَیْرَ.

ترجمہ: اے سبب پیدا کرنے والے میرے لیے بہتر سبب پیدا کر۔

دعا کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب وظیفہ مکمل ہو جائے تو چھت پر چڑھ جائے ننگا سر ہو، گیارہ مرتبہ درود شریف اول و آخر پڑھنا ہے اور یہ دعا ۵۰۰ مرتبہ نہایت عاجزی کے ساتھ پڑھنی ہے جب تک مسئلہ حل نہ ہو جاری رکھے۔

خواتین یہ وظیفہ صحن میں بھی کر سکتی ہیں

انشاء اللہ جلد ہی مراد پوری ہو جائے گی۔ اگر کسی کو شک ہو کہ شادی میں رکاوٹ، جادو یا تعویذات کے ذریعہ پیدا کی گئی ہے اس کے لیے ان دو آیات کے عمل کے ساتھ سورۃ یاسین کے عمل کا

اضافہ کر لے طریقہ وہی ہے جو پہلے بتا دیا گیا ہے۔ مگر اس مسئلہ کے لیے سورۃ یاسین کا عمل صرف ۷ یوم تک کرے۔ ۴۱ دن کرنے کی ضرورت نہیں انشاء اللہ ہر قسم کی رکاوٹ ختم ہو جائے گی بعض لوگ سوچتے ہیں کہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں ذکر اذکار بھی بہت کرتے ہیں اس کے باوجود ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

بددعا سے بچنا کیوں ضروری ہے؟

دنیا کے ہر مرض کا علاج ہے مگر بددعا کا کوئی علاج نہیں سوائے اس کے کہ اس شخص سے معذرت کی جائے یا اس کے نقصان کی تلافی کر کے اس کا ازالہ کیا جائے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ آپؐ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا معاذ مظلوم کی آہ سے بچ کر رہنا۔ مظلوم کی آہ اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔ اب جو شخص دوسروں پر ہر قسم کا ظلم روا رکھتا ہے اس کے عزیز رشتہ دار' ہمسایہ اور عام لوگ اس کے شر کی وجہ سے اسے بددعائیں دیتے ہیں تو اس کو اپنے رویہ پر غور کرنا چاہیے کہ کہیں اس کے اپنے اعمال کی بدولت ہی تو اس کی دعائیں اللہ کے دربار میں قبولیت سے محرومی کا سبب تو نہیں بن رہی ہیں۔ یہاں میں سعید احمد شاہؒ کا ایک واقعہ بیان کر کے اس مسئلہ کی وضاحت کر رہا ہوں۔

میرے سامنے سینکڑوں لوگ سید سعید احمد شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن میں نے آج تک اس شخص کے علاوہ کسی اور کے ساتھ شاہ صاحب کا اتنا تلخ رویہ نہیں دیکھا کہ جسے شاہ صاحب نے یہ کہا ہو کہ یہاں سے چلا جا۔ واقعہ یہ ہے کہ سید صاحب کی خدمت میں وہاں کا ایک چودھری حاضر ہوا اس وقت میں بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا وہ چودھری صاحب کہنے لگے کہ شاہ صاحب میں بہت جگہوں پر گیا ہوں اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ پر خاص رحمت کی ہے میں سخت مصائب میں گھرا ہوا ہوں میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ میری مشکلات آسان کرے۔ سید صاحب نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی جن کو میں نے آج تک غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا تھا وہ سخت غصہ میں آ گئے اور اس شخص سے کہنے لگے کہ اللہ کے بندے یہاں سے چلا جا جو چیز تمھارے پیچھے لگی ہوئی ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اس کا اثر مجھ پر بھی نہ ہو جائے تمہاری مصیبتوں کا سبب وہ بددعائیں ہیں جو مظلوم لوگوں کو تنگ کرنے کی وجہ سے ان کے دل سے نکلیں اور اللہ نے انھیں قبول کر لیا ہے۔ اب وہ بددعائیں تمہارا پیچھا کر رہی ہیں اس کا علاج میرے پاس نہیں اب تم خود سوچو کہ کن کن لوگوں کے تم نے حق دبائے ہوئے ہیں اور کن کن پر بلاوجہ ظلم کیا ہے۔ اس چودھری نے بہت منت سماجت کی تو شاہ صاحب نے کہا کہ یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے چودھری صاحب پہلے ان کو راضی کریں جن کو آپ نے ستایا ہے پھر اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول فرمائے گا۔ روحانی وظائف کے ذریعہ اپنی مشکلات کا حل تلاش کرنے والے اس واقعہ سے سبق سیکھیں اگر

کوئی شخص اس قسم کی بیماری میں مبتلا ہے جس کا اوپر ذکر آیا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ پہلے ان لوگوں سے معافی طلب کرے جن کو اس نے بلاوجہ تنگ کیا ہے اگر لوگوں کے حقوق غصب کیے ہیں تو ان کو معذرت کے ساتھ واپس کرے۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے وہ بھی اسے معاف کر دے گا اور اس کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے گا۔

کیا پیشہ ور عامل عورتوں کو آسانی کے ساتھ بیوقوف بنا لیتے ہیں

تمام والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد دنیاوی تعلیم حاصل کر کے اپنا اور والدین کا نام روشن کرے اور انھیں معقول روزگار مل جائے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ تمام قسم کے دنیاوی علوم پر برسوں محنت کر کے دسترس حاصل کرنے والے ان ماہرین کی اکثریت قرآن و سنت کی بنیادی تعلیم سے بھی لاعلم ہوتی ہے یہی وجہ ہے جب کسی پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو اسے یقین ہی نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ سے خود رجوع کر کے ان پریشانیوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر ہم اپنی مصروفیات سے معمولی سا وقت نکال کر اللہ کی خوشنودی کے حصول کی خاطر قرآن حکیم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کو اپنا معمول بنالیں تو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں نہ صرف ہماری دنیاوی زندگی امن و سکون اور خوشحالی کا گہوارہ بن جائے بلکہ ہماری آخرت بھی سنور جائے۔

آج جہالت اور قرآن سے دوری کی وجہ سے عورتوں کی کثیر تعداد نوسرباز قسم کے پیروں کی جعلی کرامات سے متاثر ہو کر جب اپنے مسائل کے حل کی خاطر ان سے رجوع کرتی ہے تو وہ آسانی کے ساتھ انھیں اپنے جال میں پھانس لیتے ہی۔ اس قسم کی خواتین کے دماغ میں اگر تھوڑی سی بھی عقل موجود ہو تو انھیں ضرور سوچنا چاہیے کہ جس پیر کا اپنا گھر ان کے دیے ہوئے دس، بیس یا سو روپے کی فیس یا نذرانوں کے سہارے چل رہا ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے مجبور، پریشان اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے لیے کیوں کوئی باعزت روزگار کا انتظام نہیں کرتا اس کی وجہ میں بتاتا ہوں۔ پیروں اور عاملوں کی اکثریت کوئی کام کر ہی نہیں سکتی یہ بے چارے تو خود بے روزگاری کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس مذموم دھندے کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ایک مقولہ بہت مشہور ہے کہ ''عورتوں کا پیر کبھی بھوکا نہیں مرتا'' اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ عورتوں کو آسانی نے کے ساتھ بیوقوف بنایا جاسکتا ہے۔

اگر کسی عورت یا مرد کا خیال ہے کہ یہ عامل ہماری بگڑی بنا سکتے ہیں یا واقعی ہی وہ کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہین تو ان پیشہ ور عاملوں یا پیروں کے پیچھے ذلیل و خوار ہونے اور اپنی محنت سے کمائی ہوئی حلال رقموں سے بھاری نذرانے اور کالے بکروں سے ان کی تواضع کرنے کی بجائے میرے بتائے ہوئے وظائف پر عمل کر کے اپنی مصیبتوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی دنیا اور آخرت بھی سنوار سکتے ہیں ہاں اس میں صرف ایک مشکل ہے کہ تمام محنت آپ کو خود کرنا ہوگی اور خلوص دل کے ساتھ اللہ کی طرف

رجوع کرنا ہوگا۔

گھریلو عداوتیں وظائف کے ذریعے ختم ہو سکتی ہیں

ایک دوسرے کی خواہش کا احترام اور شخصی کمزوریوں کو نظر انداز کر کے مل جل کر رہنا اور خوشی و غم کے موقع پر برابر کا شریک ہونا اسلام کے مشترکہ خاندانی نظام کی بدولت مسلم معاشرے کا خاصہ تھا لیکن اب نفسا نفسی کا دور ہے جس کی وجہ سے مشترکہ خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہمارے گھر امن و سکون اور حقیقی خوشیوں کی لذت سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ خود غرضی، حسد، کینہ بغض اور شدت انتقام کے جذبات سے مسلح ہو کر ہم اپنے گھروں میں چھابڑی والوں کی طرح لڑنے جھگڑنے میں مصروف ہیں اور ہمارے گھر مچھلی منڈی کا منظر پیش کرتے ہیں۔ ایک ہی گھر میں رہنے والے خاندان کے مختلف افراد کے درمیان الفت و محبت اور بھائی چارے کی بجائے ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں ہر وقت نفرتوں کا ٹھاٹھیں مارتا طوفان اور بدگمانیوں کی چنگاریاں سلگتی رہتی ہیں۔ یہ حقائق کسی سے پوشیدہ نہیں، مجھے بہت سے خط ملے ہیں جن میں اس قسم کے مسائل کا حل دریافت کیا گیا ہے۔ حالات جس تیزی کے ساتھ خراب ہو رہے ہیں۔ ہمیں بھی اپنی روش کو تبدیل کرنا ہوگا۔ اپنے عزیز رشتہ داروں کی چھوٹی موٹی خامیوں کو نظر انداز کر کے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ یہ انا پرستی کا مہلک زہر ہی ہے جس نے ہماری زندگیوں میں تلخیاں گھول رکھی ہیں ان تمام انسانی کمزوریوں پر آسانی کے ساتھ کنٹرول کیا جا سکتا ہے یہاں جن وظائف کا انتخاب کیا گیا ہے وہ اسی موضوع کی مناسبت سے بیان کیے جا رہے ہیں ان وظائف پر عمل کر کے ہر شخص نفرتوں کو محبتوں میں تبدیل کر سکتا ہے۔

میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرنے کا وظیفہ

گھریلو اختلاف دو قسم کے ہوتے ہیں ایک قدرتی اور دوسرے عملیات کے ذریعے پیدا کیے جاتے ہیں۔ اگر کسی گھر میں میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً خاوند کو اپنی بیوی کے درمیان جھگڑے ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً خاوند کو اپنی بیوی کی سیرت یا صورت پسند نہیں۔ اسی طرح بیوی خاوند کو پسند نہیں کرتی اس قسم کی ناچاکی کی صورت میں جس فریق کو تکلیف ہو وہ وظیفہ شروع کرنے سے چند دن پہلے کثرت کے ساتھ درود ابراہیمی کا ذکر کر کے اس کے بعد یہ وظیفہ مکمل کرے۔ وظیفہ شروع کرنے سے پہلے باوضو ہو کر اپنے منہ میں کوئی ایسی میٹھی چیز ڈال لے جو آہستہ آہستہ حل ہو مثلاً ٹافی وغیرہ۔ سب سے پہلے گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھے پھر اس کے بعد یہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ۳۳۳ بار روزانہ فجر کی نماز کے بعد پڑھے آخر میں دوبارہ گیارہ مرتبہ درود ابراہیم پڑھنا ہے۔

فرصت کے اوقات میں بھی اس دعا کا ذکر کرتا رہے تو نتائج جلد سامنے آ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تمام پریشانیوں سے نجات مل جائے گی یہ عمل اس وقت تک جاری رکھیں جب تک مسئلہ حل نہیں ہو جاتا اگر اسے زندگی کا معمول بنالیں تو یہ سب سے بہتر ہے۔

دوسرا وظیفہ

اول و آخر تین مرتبہ درود شریف ابراہیمی اس کے بعد یہ دعا عشاء کی نماز کے بعد ۱۰۱ مرتبہ پڑھنی ہے۔ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ یہ وظیفہ ۴۱ دن یا ۷۲ دن کرنا ہے۔ وظیفہ مکمل ہونے پر اپنے جسم پر چاروں طرف پھونکیں مار کر دم کریں۔ انشاء اللہ جلد معاملہ درست ہو جائے گا۔ اگر ان وظائف کو کرنے کے بعد حالات مکمل طور پر درست نہ ہوں تو پھر یہ آیت بھی پہلے طریقے کے مطابق پڑھے۔

يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اپنے اوپر اور دوسرے فریق پر بھی دم کریں گھر میں ناختم ہونے والی ناچاقی کو دور کرنے کے لیے یہ عملیات انتہائی کامیاب ہیں۔ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے گا۔

جادو کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان نفرت پیدا کرنے والے تعویذات کے اثرات بد سے نجات کا وظیفہ

اگر کسی نے جادو و تعویذات کے ذریعے میاں بیوی یا کسی بھی خونی رشتوں کے درمیان عداوت پیدا کی ہو تو اس کے لیے طریقہ علاج یہ ہے کہ حسب ضرورت اپنے پاس دم کرنے کے لیے پانی رکھ لیں اول و آخر درود شریف پڑھنا ہے۔ ۴۱ بار سورۃ الفلق اور ۴۱ مرتبہ ہی سورۃ الناس پڑھ کر پھونک مار کر دم کریں اس کے بعد نیچے دیئے گئے سات سلام پڑھیں۔

۱. سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ.
۲. سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ.
۳. سَلَامٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ.
۴. سَلَامٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ.
۵. سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ يَاسِيْنَ.
۶. سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ.
۷. سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ.

ہر سلام کو ۲۱ مرتبہ پڑھنے کے بعد پانی پر پھونک مار کر دم کرنا ہے۔ یہ دم کیا ہوا پانی دونوں میاں بیوی یا جن دو افراد کے درمیان عداوت کا شک ہو انہیں پلا دیں اس عمل کو ۴۱ دن مسلسل کرنا ہے ان شاء اللہ

جادو ٹونے اور تعویذات کے تمام اثرات زائل ہو جائیں گے۔ یہ وظیفہ کرنے والا شخص سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے آپ کو دم کرتا رہے۔

گھر میں لڑائی جھگڑوں سے نجات کے لیے یہ وظیفہ کریں

اگر گھر میں بغیر کسی وجہ یا غلط فہمی کی بناء پر جھگڑا طول پکڑ لے اور ختم ہونے کا نام نہ لے تو یہ دعا اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّلِ وَعَدُوِّھِمْ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ۱۰۱ مرتبہ اول و آخر درود شریف کے ساتھ پڑھنی ہے اگر دن کے باقی حصوں میں بھی فرصت کے لمحات میں اس کا ذکر جاری رکھے تو جلد ہی اللہ کے فضل سے حالات معمول پر آ جائیں گے۔ جس گھر میں لڑائی جھگڑا ختم ہونے کا نام نہیں لیتا اس گھر کا سربراہ ثانی والا وظیفہ بتائے گئے طریقے کے مطابق فجر کے بعد پڑھے۔

عملیات شروع کرنے کے لیے جو شرائط بتائی گئی ہیں ان پر سختی کے ساتھ عمل کریں اگر یہ وظائف خواتین خود کرنا چاہیں تو ایام مخصوصہ کے درمیان کا وقفہ کر کے دوبارہ اسی ترتیب کے ساتھ وظیفہ جاری رکھ سکتی ہیں۔ اس سے ان کے عمل میں کوئی خلل واقعہ نہ ہوگا کیونکہ شرعی طور پر انھیں نماز معاف ہے۔

کوکھ کی بندش کا علاج

عورتوں کا ایک اور بہت بڑا مسئلہ ہے کہ بعض حاسد قسم کی خواتین کالے علم کے ذریعے کسی بھی عورت کی کوکھ کی بندش کر دیتی ہیں میرا اس پر یقین ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر نہ کسی کو کوئی عامل نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ چونکہ جادو با اثر ہے اس لیے اگر کسی پر اس کے ذریعے وار کیا جائے تو اس کے نتائج ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جس عورت کے رحم کی بندش کی گئی ہو اور تمام تر علاج کے باوجود وہ اولاد کی نعمت سے محروم رہے اور انھیں یہ شک یا یقین ہو کہ ان پر کسی نے جادو کرایا ہے تو اس کے لیے یہ وظیفہ انتہائی مجرب اور با اثر ہے۔ وہ عورت خود یا اس کا خاوند یہ عمل کر سکتا ہے اگر وہ بتائی ہوئی تمام شرائط پر پورے اترتے ہوں تو الحمدللہ نتائج دنوں میں ظاہر ہو جائیں گے میرا کوئی کمال نہیں رابطہ آپ کا اللہ کے ساتھ ہونا ہے اور اس نے ہی اپنا فضل کرنا ہے۔ وظیفہ شروع کرنے سے پہلے حسب ضرورت پانی' سیاہ مرچ ۵۰ گرام' اچھی طرح صاف کی ہوئی ۱۰۰ گرام دیسی اجوائن باوضو ہو کر درود شریف ابراہیمی پڑھنے کے بعد (سوموار کا دن ہونا چاہیے) ظہر کی نماز پڑھ کر سورۃ الشمس ۴۱ مرتبہ پڑھ کر ان تمام اشیاء پر پھونکیں مار کر دم کرنا ہے۔ سورۃ الشمس ہر مرتبہ پڑھنے کے بعد پھونک مارنی ہے یعنی ۴۱ پھونکیں پوری کرنی ہیں۔ اس کے بعد ۴۱ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھے اور تمام اشیاء پر پھونک مار کر دم کرے۔ اس کے بعد ۴۱ مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھے اور دم کرے اس کے بعد ۴۱ مرتبہ نیچے دی گئی آیت کو پڑھ کر دم کرے۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ قَالَ لَھُمْ مُّوْسٰٓی اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ o فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی

مَاجِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَo وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (سورۃ یونس آیت ۸۰ تا ۸۲) یہ عمل ۷ سوموار کرنا ہے تین سیاہ مرچ کے دانے اور اس سے دگنی مقدار میں اجوائن اس دم کیے ہوئے پانی کے ساتھ نہار منہ کھائے۔ دم کی ہوئی اشیاء سوموار سے ہی کھانا شروع کر دے ہر سوموار دم بھی کرتا جائے اور ساتھ ساتھ کھاتا بھی جائے۔ اس کے علاوہ یہ تعویذ عام سادہ کاغذ پر لکھ کر

یارَبّ	یاقَیُّوم	یارَبّ
جبرائیل		میکائیل
یاقیوم	یاقیوم	یاقیوم

یارب جبرائیل	یاقیوم	یارب میکائیل
یاقیام	یاقیوم	یاقیوم
یارب اسرافیل	یاقیوم	یارب عزرائیل

کسی چاندی یا چمڑے میں بند کروا کر اس عورت کے گلے میں لٹکا دیں۔ اس کے ساتھ ایک عمل اور کرنا ہے۔ اس تعویذ کو

یا اللہ ہو	یا اللہ ہو	یا اللہ ہو
یا اللہ ہو	یا اللہ ہو	یا اللہ ہو
یا اللہ ہو	یا اللہ ہو	یا اللہ ہو

جو یا اللہ ہو ہے اس کو عام سادہ کاغذ پر ایسی سیاہی سے لکھنا ہے جو پانی میں حل ہو جائے۔ روزانہ ۴۱ تعویذ لکھنے ہیں ایک تعویذ پانی میں حل کر کے پی لینا ہے باقی رہ گئے ۴۰ تعویذ، آدھ پاؤ پانی لے کر ان ۴۰ تعویذوں کو اچھی طرح حل کر لینا ہے کہاں پر سیاہی نہ رہے۔ تعویذ کے کاغذوں کو باہر نکال کر سنبھال لیں اس تعویذوں کی سیاہی والے پانی میں آٹا ڈال کر اسے بھرا برا کر لیں۔ یہ آٹا پرندوں کو کھلانا ہے۔ دسویں دن پھر ایک تعویذ لکھ کر اور پانی میں گھول کر عورتکو پلائیں اور ۴۰ تعویذوں کے ساتھ اوپر والا عمل دہرائیں یہ ۴۱ دن کا عمل ہے۔ اس دوران ۴ تعویذ عورت کو پلانے ہیں باقی آٹے کے ذریعے پرندوں کو کھلانے ہیں۔ جب یہ ۴۱ دن والا عمل مکمل ہو جائے تو پھر یہ اللہ ہو والا تعویذ ہر دس دن بعد عورت کو پلا دیا کریں یہ عمل اس وقت تک جاری رکھنا ہے جب تک گود ہری نہ ہو جائے۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ اولاد نرینہ عطا فرمائیں گے۔ میں نے یہ عمل بہت مختصر اور جامع طریقے سے لکھنے کی کوشش کی ہے ورنہ عامل اس کو اتنا مشکل بنا کر پیش کرتے ہیں کہ عام آدمی خود کر ہی نہ سکے۔ اگر پھر بھی کہیں سمجھنے میں دشواری ہو تو ادارے کی معرفت جوابی لفافہ بھیج کر مزید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

جو صحیح العقیدہ مسلمان ہے اس کا اس بات پر ایمان ہونا چاہیے کہ نفع و نقصان کا مالک صرف خدا

کی ذات ہے۔ یہ وہ وظائف ہیں جن میں اللہ سے مدد طلب کی گئی ہے وظیفہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اگر اللہ کو منظور نہیں تو دنیا کی کوئی طاقت کسی کو اولاد جیسی نعمت سے نہیں نواز سکتی۔ یہاں میں ایک مختصر سی مثال دیتا ہوں ہمارے قریبی گاؤں میں ایک شاہ صاحب ہیں باقاعدہ ایک دربار کے گدی نشین ہیں ان کے عقیدت مندوں کا وسیع حلقہ موجود ہے۔ دوسروں کو اولاد کے لیے تعویذ یا دعائیں دیتے ہیں لیکن خود اس نعمت سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے مقصد صرف یہ ہے کہ تمام اختیارات صرف اللہ رب العالمین کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جو لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ فلاں بزرگ کی دعا سے انھیں بیٹا ملا اگر وہ دعا نہ کرتے تو شاید...... ان لوگوں کو اپنے عقیدہ کی اصلاح اور اللہ سے توبہ کرنی چاہیے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے ہمیں ہی مانگنے کا طریقہ نہیں آتا۔

اگر کوئی کاروبار پر بندش لگا دے تو......

اگر کسی شخص کو یہ شک ہو کہ کسی حاسد نے شیطانی عملیات کے ذریعے اس کے کاروبار کو بند کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ شخص اس کا علاج اللہ کے پاک کلام اور روحانی عملیات کے ذریعے خود کرنا چاہتا ہو تو وہ اس عمل کے ذریعے اس جادو کا توڑ کر سکتا ہے یہ عمل گھر بیٹھ کر یا مسجد میں کیا جا سکتا ہے۔ سات عدد کنکر چنے کے دانے کے سائز کے مطابق لے لیں۔ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد عمل کا آغاز کریں اول و آخر ۳ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھ کر ہر ایک کنکر پر علیحدہ علیحدہ پھونک مار کر دم کریں۔ اس کے بعد سات مرتبہ آیت کرسی پڑھیں اور ایک کنکر پر پھونک مار کر دم کریں اسی طرح یہ عمل باقی کنکروں پر دہرائیں اس کے بعد ہر کنکر پر سات مرتبہ سورۃ الفلق پڑھ کر پھونک ماریں آخر میں سورۃ الناس ہر کنکر پر سات مرتبہ پڑھنی ہے اور پھونک مار کر دم کریں جب یہ عمل ہو جائے تو حسب عادت جب دکان کھولنے کے لیے جائیں تو نہ ہی دروازے کو ہاتھ لگائیں اور نہ ہی تالا کھولیں جب تک کہ یہ عمل نہ کر لیں۔ دروازے سے چند قدم پیچھے کھڑا ہو کر رب سلم کہہ کر ایک کنکر شٹر یا دروازے پر ماریں یہی الفاظ دہرا کر دوسرا اور پھر تیسرا کنکر دروازے پر ماریں باقی رہ گئے چار کنکر وہ دکان کا دروازہ کھول کر چاروں کونوں میں مارنے ہیں ہر کنکر مارنے سے پہلے رب سلم کے الفاظ ادا کریں عمل سات رات دن مسلسل کرنا ہے۔ انشاءاللہ ہر قسم کے جادو کے ذریعے کی گئی کاروبار کی بندش ختم ہو جائے گی اس عمل کو کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرتا ہو اگر نہیں کرتا تو پہلے نماز باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کرے اور اسے ہمیشہ اپنی عادت بنا لے۔ یہ عمل جتنے روز کرنا ہے اس دوران کثرت کے ساتھ درود ابراہیمی اور یاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ کا ورد زبان پر جاری رکھیں۔ ان شاء اللہ جلد اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو جائے گی۔

کاروبار اور رزق میں برکت کے لیے وظیفہ

کاروبار میں برکت اور رزق میں اضافہ کے لیے فجر کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف

ابراہیمی پڑھیں اور ۷۰۰ مرتبہ یارزاق ارزقنی حلال طیبا کا ورد ہمیشہ کے لیے اپنی زندگی کا حصہ بنائیں ان شاء اللہ دشمنوں کی طرف سے کیے گئے تمام بند رزق بھی کھل جائیں گے اور اللہ کی طرف سے رزق میں بھی اضافہ ہو جائے گا ہم لوگ اپنے کاروبار میں اضافہ کے لیے رات دن سخت محنت کرتے ہیں اس کے باوجود بھی دل مطمئن نہیں ہوتا آخر کیا وجہ ہے؟

یہاں میں رزق میں اضافہ کے لیے ایک ایسا نسخہ بتا رہا ہوں جس کا ذکر خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ صبر اور نماز سے مدد لیں بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جو شخص اب بھی نماز پڑھنے کی بجائے ادھر ادھر دھکے کھائے تو اسے سوچنا چاہیے کر لے کہ اللہ کے وعدے سے بھی سچا وعدہ کسی کا ہو سکتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں جو لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں ذکر و اذکار بھی بہت کرتے ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے حالات تبدیل نہیں ہوتے جب کہ اردگرد بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے کبھی عید نماز بھی نہیں پڑھی لیکن ان کے پاس دولت بھی بہت ہے۔ اس میں حیرانگی والی کوئی بات نہیں یہ دولت ان لوگوں کو دنیا میں آزمائش کے لیے اللہ نے دی ہے کہ یہ میرا شکر ادا کرتے ہیں یا مجھے بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو دولت دے کر اور کسی سے اپنی نعمت کو واپس لے کر آزماتے ہیں۔ اللہ کا شکر گزار بندہ وہ ہے جو دونوں حالتوں میں اپنا ایمان سلامت رکھے اور استقامت کا مظاہرہ کرے۔ اگر کسی بندہ مومن پر رزق کی تنگی آ جائے تو وہ اسے اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرے اور اس سے منہ نہ موڑے۔

ہر قسم کی پریشانی اور تنگ دستی سے نجات حاصل کیجیے سورۃ مزمل کا وظیفہ

جس شخص کی تنگدستی سے جان نہیں چھوٹتی اس کے لیے یہ عمل بہترین تحفہ ہے۔ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھے بغیر ۲۱ مرتبہ درود ابراہیمی اول و آخر درمیان میں پانچ سو مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. اس عمل کو اس وقت تک جاری رکھے جب تک حالات ٹھیک نہیں ہو جاتے اللہ تعالیٰ جلد ہی اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا۔

جس شخص پر تنگی اور آزمائش کی انتہا ہو چکی ہو وہ سب دنیاوی مشکل کشاؤں کے دروازے سے منہ موڑ کر صرف اپنے رب سے رجوع کرے جس آدمی کو دنیا کے کسی در سے خیر نہ ملتی ہو ایک در ایسا ہے جہاں اگر خلوص نیت سے رابطہ کرتے تو مراد ضرور پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن مانگنے کا طریقہ آنا چاہیے۔ یہ عمل جو میں بتانے لگا ہوں اس میں صرف مالی تنگ ہی کے لیے نہیں بلکہ اس عمل کو ہر قسم کی پریشانی یا مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے۔ یہ مجرب عمل ہے اگر مرد ہے تو عشاء کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کے بعد اگر عورت ہے تو گھر میں عمل کرنے کے دوران اگر مخصوص ایام شروع ہو جاتے ہیں تو ان دنوں میں وقفہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد چھت پر چڑھ جائیں اور سورۃ مزمل کا

وظیفہ کریں اس کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر سورۃ مزمل کو ابتداء سے پڑھنا شروع کرے اور جب وہ اس آیت رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًاo پر پہنچے تو دونوں ہاتھ پیالے کی شکل میں دعا کے لیے اوپر اٹھا کر اس مقام پر یہ دعا اَنْشِرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ ایک سو مرتبہ پڑھے اور پھر باقی سورۃ مکمل کر یاس طریقہ سے ۲۱ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ سورۃ مزمل پہلے زبانی یاد کرلیں ترجمہ کے ساتھ تاکہ مفہوم سمجھ میں آ جائے اس وظیفہ کے ذریعے ان شاء اللہ تمام پریشانیوں سے نجات مل جائے گی۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رکھے جب تک مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ جب تمام مسائل حل ہو جائیں۔

تو اس کے بعد کم ازکم ایک مرتبہ روزانہ اسی عمل کو اپنی زندگی کا معمول بنا لے۔ اس عمل کے دوران مکمل توجہ اور خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کے حضور کھڑا ہو جتنے بھی عملیات ہیں اس کی ابتداء بھی سورۃ مزمل سے ہوتی ہے اور انتہا بھی سورۃ مزمل پر ہوتی ہے اس لیے یہ بہت جامع سورۃ ہے اور اس کے وظیفہ بہت کارگر سمجھا جاتا ہے۔

نذر نیاز صرف اللہ کے لیے ہے

جب لوگوں کا خیال ہے کہ اگر پیروں کے سالانہ عرس کے موقع پر سہ ماہی چندہ ادا نہ کیا گیا تو کہیں ہمیں نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ یا ہم پر کوئی مصیبت نہ ٹوٹ پڑے۔ اس لیے اس نیک کام میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے آپ تھوڑے سے حوصلہ اور عقلمندی کے ذریعے اس سنہرے جال سے نکل سکتے ہیں میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں امید ہے صاحب ایمان اس سے فائدہ اٹھالیں گے جنات کی قوم کے اندر اکثریت شیطان کے پیروکاروں کی ہے۔ یہ شریر قسم کے جنات شیطان کے تابع ہوتے ہیں۔ شیطان ان کی ڈیوٹیاں خاص طور پر ان مقامات پر لگاتا ہے جہاں لوگ نذر نیاز یا منت مرادوں کے لیے حاضری دیتے ہیں باقاعدگی سے درباروں پر نذر نیاز پیش کرنے والا اگر کسی وجہ سے مقرر وقت پر حاضر ہو کر اپنا فرض پورا نہیں کرتا تو شریر قسم کے جنات اس کمزور عقیدہ مسلمان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض اوقات نقصان فوری ہو جاتا ہے تو اس شخص کے ذہن میں یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ بروقت نذر نیاز نہ دینے کی وجہ سے اسے نقصان اٹھانا پڑا۔

حالانکہ نذر نیاز صرف اللہ کے لیے ہے۔ بعض جاہل قسم کے لوگ جن کا کسی مسلک سے تعلق نہیں ہوتا وہ سادہ لوح عوام کو یہ کہہ کر ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو شخص بزرگان دین کی قبروں پر نذر نیاز نہیں چڑھاتا۔ بزرگ اس سے سخت ناراض ہوتے ہیں اور اسے اس بے ادبی کا ضرور مزا چکھاتے ہیں۔ اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے چاہے زندہ ہوں یا اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ چکے ہوں وہ تو خلق خدا کے لیے باعث رحمت ہوتے ہیں ان کے منہ سے تو ہمیشہ خیر کی بات نکلتی ہے۔ جو لوگ صاحب دربار کو نقصان پہنچانے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں وہ یہ جان لیں کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتے۔ بلکہ کمزور عقیدہ

کے لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے شیطان، شریر جنات کا سہارا لیتا ہے۔ میں نے چونکہ عملیات کے میدان میں اپنی زندگی کے قیمتی ۲۰ سال برباد کیے ہیں۔ اس لیے مجھے عام آدمی کی نسبت وہ کچھ معلوم ہے جس کا عام شخص تصور بھی نہیں کرسکتا یہ تو مجھ پر اللہ کا خاص کرم ہوا کہ اس نے مجھے توبہ کی توفیق دے دی۔

ہمارے سابقہ گاؤں کے قریب ہی مولانا عبداللہ صاحب رہتے تھے جو کہ رشتہ میں مولانا عزیز الرحمٰن یزدانی کے دادا تھے۔ وہ خود بھی بہت بڑے روحانی عامل تھے ایک دن انہوں نے دیکھا یہ ایک عورت اپنے سر پر دودھ کا برتن اٹھائے جا رہی ہے انہیں شک گزرا اور انہوں نے اس عورت کو اپنے پاس بلا کر دریافت کیا کہ تم یہ دودھ کہاں لے جا رہی ہو۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ میں یہ دودھ ہر جمعرات فلاں ملنگ کی خدمت میں نذر کے طور پر پیش کرتی ہوں۔

مولانا اس ملنگ کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے انہوں نے اس خاتون سے کہا کہ اگر آج تم یہ دودھ اس ملنگ کے پاس نہ لے کر جاؤ تو کیا ہوگا؟ تو اس خاتون نے نہایت عاجزی کے ساتھ جواب دیا کہ اگر میں دودھ ہر جمعرات ملنگ بابا کی خدمت میں پیش کرنے میں کوتاہی کروں تو میری بھینس کے تھنوں دودھ کی بجائے خون آنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے مجھے مجبوراً ہر جمعرات باقاعدگی سے ملنگ بابا کی خدمت میں دودھ پیش کرنا پڑتا ہے مولانا نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری بھینس کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو کیا تم اس ملنگ کی خدمت کرنا بند کردو گی۔ اس نے کہا مولوی صاحب آپ مجھ غریب کی بھینس کو کیوں مروانا چاہتے ہیں اور اگر میں آپ کی بات مان لوں اور میری بھینس کو کچھ ہو گیا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا مولانا نے اسے سمجھایا کہ بی بی اگر تمہاری بھینس کو کچھ ہو جائے تو اس کے بدلہ میں مجھ سے بھینس لے لینا بمشکل وہ خاتون رضامند ہوئی اور دودھ ملنگ کے پاس لے جانے کی بجائے واپس اپنے گھر لے گئی دوسرے دن وہی ہوا جس کا اس عورت کو ڈر تھا۔ اس کی بھینس بیمار ہوگئی اور اس کے تھنوں سے خون جاری ہو گیا۔ وہ روتی پیٹتی شور مچاتی مولانا کے گھر پہنچ گئی اور کہنے لگی کہ آپ کے نیکی کے درس نے مجھ غریب کو مروا دیا۔ مولانا نے اسے حوصلہ دیا اور کہا کہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ بھینس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں میں نے تمہارے ساتھ بھینس کے بدلہ میں بھینس کا وعدہ کیا ہے میں اس پر قائم ہوں۔

مولانا اس عورت کے ساتھ جب جائے وقوعہ پر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ بھینس زمین پر لیٹی ہوئی تھی اور بری طرح ہانپ رہی تھی اور اس کے تھنوں سے خون جاری تھا مولانا نے تین بار اعوذ باللہ پڑھ کر (عام آدمی اور عاملوں کے اعوذ باللہ پڑھنے میں زمین آسمان کا فرق ہے) بھینس کے سر پر پھونک ماری اور چند جوتے لگائے۔ اللہ نے اپنی رحمت کی بھینس اسی وقت اٹھ کر بیٹھ گئی اور خون آنا بھی بند ہو گیا۔ اس عورت نے مولانا سے کہا کہ اصل ماجرا کیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ بی بی گھبرانے کی کوئی بات نہیں اس ملنگ نے کالا علم حاصل کیا ہوا ہے اور شیطان کے خاص چیلوں کی ایک جماعت اس کے تابع ہے جن سے وہ اس قسم کے کام لیتا ہے۔ انھوں نے اگر تمہاری بھینس کو تنگ کیا تھا ہم نے اعوذ باللہ کا تیر چلایا اوپر سے چار

جوتے لگائے تو انھیں یہاں سے بھاگنا پڑا اس واقعہ کی وجہ سے اس عورت کا عقیدہ درست ہو گیا اور اس نے اس ملنگ کے پاس جانا چھوڑ دیا اس کے بعد اس کی بھینس کو بھی دوبارہ تکلیف نہیں ہوئی۔

جانوروں پر کیے گئے جادو کے توڑ کا آسان طریقہ

بعض لوگوں کے مویشی بلاوجہ مرتے رہتے ہیں اگر ان کو یقین ہو کہ کسی نے جادو وغیرہ نہیں کیا بلکہ اللہ کی طرف سے آزمائش میں مبتلا ہیں اور پریشانی دور نہیں ہوتی تو یہ عمل کرے۔ عمل کرنے والا باوضو ہو کر اول و آخر درود شریف کے ساتھ روزانہ سورۃ التغابن ۱۱ مرتبہ اپنے مال مویشی کے پاس کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر پڑھے اور اس کے بعد ان پر پھونک مار کر دم کریں۔

بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب وہ سورۃ التغابن کی آیت نمبر ۱۱ مَاَاصَاب مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ الله وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ پر پہنچے تو اسے بار بار پڑھے اور بعد میں باقی سورت مکمل کرے یہ عمل ۴۱ دن مسلسل کرنا ہے ان شاء اللہ بہ فضل خدا مصیبت ٹل جائے گی۔ اگر شک ہو کہ کسی نے جادو ٹونا تعویذ وغیرہ کیا ہے اور اس کی وجہ سے آئے دن کوئی نہ کوئی گائے' بھینس اللہ کے پاس پہنچ جاتی ہے تو پھر ۷ عدد کچے دھاگے لیں جن کی لمبائی تقریباً ایک فٹ ہو۔ ان سب دھاگوں کو اکٹھا کریں۔ پھر ۲۱ مرتبہ سورۃ الفلق پڑھیں اور ۲۱ مرتبہ سورۃ الناس پڑھ کر ان دھاگوں پر ایک گانٹھ دے کر پھونک ماریں اسی طریقہ سے ۲۱،۲۱' بار دونوں صورتیں پڑھ کر سات گانٹھیں لگانی ہیں یہ ایک زبردست تعویذ ہے اس تعویذ کو لکڑی کے جس کھونٹے کے ساتھ جانور باندھا جاتا ہے اس میں چھوٹا سا سوراخ کر کے اس دھاگے نما تعویذ کو اس میں رکھ کر باہر سیاس دوراخ کا منہ لکڑی کے ساتھ دوبارہ بند کر دیں اگر ہو سکے تو گائے' بھینس یا کسی جانور وغیرہ کو سات سات مرتبہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر پھونکیں مار کر دم کریں یہ عمل مسلسل ۷ دن کیا جائے تو جادو کے ہر قسم کے اثرات زائل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نقصان پہنچانے والے کی تمام تدابیروں کو ناکام و بے اثر کر دیں گے۔

اسلامی ماحول میں اولاد کی تربیت کے فوائد

کیا قبل از وقت احتیاطی تدابیر جادو تعویذات کے اثر اور جنات کے سایہ سے بچاؤ ممکن ہے؟ یہ ایک بہت اہم سوال ہے جس کا جواب ابھی تک کسی مضمون میں وضاحت کے ساتھ شائع نہیں ہوا اس سے پہلے جو روحانی وظائف و عملیات بتائے گئے ہیں وہ صرف ان لوگوں سے متعلق تھے جو تعویذات' جادو اور جنات کے زیر اثر آ چکے ہیں اور سخت قسم کی آزمائش و مصائب میں مبتلا ہیں۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان تکلیفوں سے محفوظ رکھا ہے بجائے اس کے کہ وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہونے کا انتظار کریں ان کو چاہیے کہ وہ مصائب کا سیلاب آنے سے پہلے بند باندھ لیں اور آپ ﷺ کی بتائی ہوئی مسنون دعاؤں اور ذکر و اذکار کے ذریعے قبل از وقت آنے والے برے وقت

سے اپنے دامن کو بچالیں احکام خداوندی کو مسلسل نظر انداز کرنے، اسلامی طرز زندگی سے بیزاری اور آپؐ کے بتائے ہوئے طریقے سے روگرانی کی وجہ سے آج اشرف المخلوقات ان گنت مسائل میں مبتلا ہے اگر اب بھی کوئی شخص مضبوط ارادہ کرلے اور روزمرہ زندگی میں آپؐ نے جو اصول اور آداب بتائے ہیں انھیں ملحوظ خاطر رکھے تو جادو تعویذات نظر بد اور جنات کے اثرات سے قبل از وقت احتیاطی تدابیر کے ذریعے بچاؤ ممکن ہے۔ جو والدین چاہتے ہیں کہ وہ اور ان کی اولاد حسد کرنے والوں اور شیطانی چالوں کے ذریعے پہنچنے والی پریشانیوں اور نقصانات سے محفوظ رہے انھیں چاہیے کہ وہ خود اور اپنی اولاد کو تمام اسلامی احکامات کا پابند بنائیں جنات کا سایہ نظر بد اور جادو کے اثرات سے بچنے کے لیے اسلامی ماحول میں کی گئی اولاد کی تربیت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

جہاں اولاد کے لیے والدین کی فرمانبرداری کا سختی کے ساتھ حکم ہے وہاں والدین کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اسلامی احکامات کے مطابق کریں جو والدین اس سلسلہ میں خلوص نیت کے ساتھ اپنا فرض ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی اولاد کو شیطانی وسوسوں اور ان سے پہنچنے والے نقصانات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ والدین کا فرض ہے کہ جس وقت بچہ بولنا شروع کرے تو سب سے پہلے اسے کلمہ طیبہ سکھایا جائے اور ساتھ ساتھ اسے اسلامی آداب اور دینی تعلیم سے روشناس کرایا جائے۔ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو پیغمبر آخر الزماںؐ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے اسے نماز کی ترغیب دی جائے جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے اور غفلت برتنے پر اس سے سختی کے ساتھ باز پرس کی جائے اس کے علاوہ بچے کی تمام حرکات وسکنات پر نظر رکھنا ماں باپ کے فرائض میں شامل ہے۔ انھیں علم ہونا چاہیے کہ ان کی اولاد کا حلقہ احباب کیسا ہے۔ بچے کو کھلی آزادی اور دین سے دوری اس کے لیے تباہی کا سبب بنتی ہے جب یہی بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو جنات اور شیاطین کو انھیں قابو کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ ماں باپ کی غفلت لاپرواہی اور اسلامی اصولوں سے لاعلمی نہ صرف بچوں کو بے راہ روی کا راستہ اختیار کرنے میں مددگار ثابت ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ جب انھیں زندگی کے کسی موڑ پر کسی حاسد سے پالا پڑتا ہے جو ان کو نقصان پہنچانے کے لیے شیطانی ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے تو یہ اس کے توڑ کے لیے عاملوں اور پیروں فقیروں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو ان کو غیر شرعی اور شرکیہ کلمات کا راستہ بتاتا ہے۔

عملیات کرنے کے عرصے کے دوران میرے علم میں یہ بات آئی کہ جو والدین اپنے بچوں کو طہارت اور پاکیزگی کا درس نہیں دیتے اور آپؐ نے صبح وشام اور مختلف اوقات کے لیے جو دعائیں بتائی ہیں بچوں کو وہ دعائیں یاد نہیں کراتے ان بچوں میں خود اعتمادی کی بہت کمی ہوتی ہے۔ وہ بچے وہم کا بہت جلد شکار ہو جاتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر ڈر جاتے ہیں۔

سونے سے پہلے یہ وظیفہ کریں

سید سعید احمد شاہ صاحب نے مجھے خاص طور پر نصیحت کی تھی کہ جو بھی رات کو سونے سے پہلے

ہی عمل کرے گا وہ ہر قسم کے شیطانی وسوسوں اور جنات کے شر سے محفوظ رہے گا وہ عمل یہ تھا سونے سے پہلے سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک ماریں اس کے بعد یہ دعا اَللّٰھُمَّ باسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی پڑھ کر سو جائیں۔

بیدار ہونے کی دعا

دوسری نصیحت ان کی یہ تھی کہ جس وقت سو کر اٹھتا ہے دعا پڑھنی ہے اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْر۔

بیت الخلا میں جانے کی دعا

جب بیت الخلاء میں جانے کی حاجت محسوس ہو تو بیت الخلاء میں جانے سے پہلے یہ دعا ضرور پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِث یہ دعا پڑھنی اس لیے ضروری ہے کہ بیت الخلاء کے اردگرد شیاطین قسم کے جنات ہمہ وقت اپنے داؤ لگانے کے لیے موجود ہوتے ہیں جب کوئی کوتاہی کرتا ہے تو انھیں شیطانی ہتھکنڈے استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے جب یہ باتیں شاہ صاحب مجھے بتا رہے تھے تو انھوں نے تاکید کی کہ ان دعاؤں کو زندگی کا حصہ بنا لینا اور کبھی نہیں بھولنا۔

بیت الخلاء سے باہر نکلنے کی دعا

جب بیت الخلاء سے باہر نکلیں تو یہ دعائیہ الفاظ ادا کریں۔
"غُفْرَانَکَ" اس کے بعد انھوں نے مزید تاکید کی کہ جس وقت گھر سے باہر نکلیں تو اس دعا کو ضرور پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ آپؐ نے اس دعا کو پڑھنے کی بہت فضیلت بیان کی ہے اس کو پڑھنے کے بعد آپ ہر قسم کی نقصان دینے والی چیز سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

گھر میں داخل ہونے کی دعا

جب گھر میں داخل ہوں تو یہ دعا پڑھیں۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا

دوران سفر کی دعا

اگر آپ سفر کرنا چاہتے ہیں تو گاڑی پر سوار ہوتے وقت

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

یہ دعا پڑھیں پھر تین بار الحمد اللہ اور تین بار اللہ اکبر کہہ کر کہ دعا پڑھیں۔

سُبْحٰنَکَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ دوران سفر حادثات سے محفوظ رہنے کے لیے اس درود کا سہارا بھی لیا جا سکتا ہے۔ اللہ حافظی اللہ ناصری اللہ سعی جو شخص ان مسنون دعاؤں کو اپنا معمول بنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے دوران سفر ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھتے ہیں۔

بازار میں داخل ہونے کی دعا

ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے جب بازار میں داخل ہوں تو یہ دعا دہرا لیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ الا الملک وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر.

یہ دعا پڑھنے سے انسان کو اپنے برے جذبات کنٹرول کرنے میں مدد ملتی ہے اور وہ ان برائیوں سے بچ جاتا ہے جن کی شیطان بازار میں ترغیب دیتا ہے۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لیے خیر خواہی کے جذبات رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ رکھتا ہے۔

غصہ کی حالت میں کیا کرنا چاہیے

زندگی کے نشیب و فراز میں کبھی انسان کو کسی سے تکلیف بھی پہنچ جاتی ہے اور بہت غصہ آتا ہے یا کسی کے رویہ سے بعض اوقات سخت ناگواری اور کوفت محسوس کرتا ہے اگر کوئی اس قسم کی صورتحال سے دوچار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اگر وہ کھڑا ہے تو فوراً بیٹھ جائے اور اگر بیٹھ کر بھی غصہ کم نہیں ہوتا تو لیٹ جائے یا پانی پیے۔ آپ ہمہ وقت ذکر اذکار اور روزمرہ زندگی میں کوئی بھی کام کرنے سے پہلے مسنون دعاؤں کے ذریعے اپنے آپ کو شیطانی چالوں سے بچا سکتے ہیں خاص طور پر اپنے بچوں کو وہ تمام دعائیں یاد کرائیں جو مختلف کام کرنے سے پہلے آپ نے تجویز فرمائی ہیں۔ بچوں کو سورج غروب ہونے کے بعد گھر سے باہر نہ نکلنے دیں کیونکہ اس وقت گلیوں اور بازاروں میں شیاطین پھیل جاتے ہیں اور بچوں کو بھٹکانے میں بہت آسانی رہتی ہے۔ جب رات کو سونے لگیں تو بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کر لیں شیطان اس بند دروازے کو نہیں کھول سکتا۔ اسی طرح سونے سے پہلے کھانے سے پہلے پکانے والے برتنوں کو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر ڈھانپ دیں تاکہ وہ ان کی دسترس سے محفوظ رہ سکیں۔

جو لوگ عارضی سکون اور فارغ اوقات گزارنے کے لیے صبح سے لے کے شام تک اپنے گھروں، دکانوں یا دفتروں میں موسیقی سے دل بہلاتے ہیں طہارت و پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتے اور دنیاوی نفع کی خاطر ہر قسم کے ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں جب ان پر کوئی مشکل بنتی ہے تو یہ پیروں، فقیروں،

ملنگوں اور آستانوں کے گدی نشینوں کے پاس اپنی مشکلات کے حل کی خاطر حاضر ہوتے ہیں تو کوئی بھی وظیفہ ان کے کسی کام نہیں آتا کیونکہ ان کے طور اطوار تمام تر شیطان کے پیرواروں جیسے ہوتے ہیں اس لیے ان کی مشکلات کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ جاتی ہیں جب کہ اس کے برعکس جو لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں ہر وقت زبان سے ذکر و افکار کا ورد اور ہر قسم کے نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں اور شرک نہیں کرتے اور لوگوں کو یہ شیطانی اشیاء بہت کم نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہیں۔ ایک اہم مسئلہ یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ بعض نام نہاد مسلمان اور معترض حضرات جن کی آنکھوں پر تعصب اور ہٹ دھرمی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ شاید ان کی عقل میں یہ بات آ جائے کہ قرآن و حدیث میں دی گئی دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب گناہ نہیں۔ میں نے روحانی علاج کے لیے جو مختلف وظائف بتائے ہیں وہ تمام کلمات کو بتانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ برصغیر کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک میں جادو ٹونے کالے علم اور تعویذات کے ماہر نہ ہونے کے برابر ہیں اگر کہیں یہ کام ہوتا بھی ہے تو چوری چھپے اس کے علاوہ جتنی درگاہیں اور آستانے پاکستان میں ہیں اتنے ملنگ ہیں کہ وہ لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالیں اور نہ ہی حکومت ان کاموں کی سرپرستی کرتی ہے جب کہ ہمارے ہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے یہاں یہ کام ٹھوک سے ہو رہا ہے اور اس میں شک کی کوئی بات نہیں کہ جادو با اثر ہے۔ اس لیے جو لوگ جادو' تعویذات اور جنات کے سایہ کے زیر اثر آ جاتے ہیں تو وہ اپنے مصائب سے نجات کی خاطر ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور ایسے عاملوں ملنگوں اور پیروں کے پاس پہنچ جاتے ہیں جو انھیں شرکیہ کلمات پر مبنی وظائف کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جب کہ میں جب وظائف و عملیات کے ذریعے روحانی علاج کے طریقہ تجویز کرتا ہوں اس میں صرف اور صرف رب ذوالجلال سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ اس طرح بہت سے لوگ شرکیہ کلمات کے بجائے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات اور مشکلات کے حل کی خاطر رجوع کرتے ہیں شرک جیسے عظیم گناہ سے بچ جاتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کسی کی آزمائش مقصود ہے تو اس تکلیف کا وقت پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔ لیکن اپنی مشکلات کے حل کے لیے تدبیر کرنا انسان کا فرض ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کی چاہے مشکل حل کر دے اور جسے چاہے آزمائش میں مبتلا رکھے۔

جو لوگ قرآن سے شفاء کا انکار کرتے ہیں حقیقت میں وہ قرآن ہی کے انکاری ہیں اور جو لوگ جادو کے با اثر ہونے کو تسلیم نہیں کرتے وہ بھی منکر قرآن ہیں۔

ہٹ دھرمی اور جادو سے انکار

جو لوگ جادو کے علم کا انکار کرتے ہیں ان کو شاید قرآن مجید میں موجود بے شمار واقعات کا علم ہی نہیں۔ جیسا کہ قصہ ہاروت و ماروت' موسیٰؑ کا فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ۔ اسی طرح جو لوگ جنات کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھیں اس میں حضرت سلیمان کا جنات پر حکومت کرنے کا ذکر تفصیل سے آیا ہے اور قرآن مجید کی ایک سورۃ جن میں بھی جنات سے متعلق آپ کو

وادی نصیبین کے جنات کے روداد سے آگاہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے بیت الخلاء میں جانے سے پہلے جس دعا کو پڑھنے کی تاکید کی ہے اس کے ترجمہ پر غور فرمائیں ترجمہ اے اللہ میں پناہ میں آتا ہوں آپ کی ناپاک جنوں اور جنیوں سے۔ اگر جنات سے نقصان پہنچنے کا خدشہ نہ ہوتا تو اس دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کے کیا ضرورت تھی۔ جو لوگ ان دلائل کے باوجود بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں ان کا علاج تو آپؐ کے پاس بھی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے کہہ دیا تھا کہ آپ کا کام صرف دعوت اور حقائق کو پہنچا دینا ہے۔ ہدایت صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

آیت الکرسی کی فضیلت اور ایک یادگار واقعہ

روزمرہ زندگی میں کثرت کے ساتھ ذکر و اذکار اور مسنون دعاؤں سے استغفار حاصل کرنے کا ایک یادگار واقعہ یہاں بیان کر رہا ہوں تاکہ جن دعاؤں کا ذکر اس مضمون میں موجود ہے اور اس کے علاوہ سینکڑوں بے شمار مسنون دعائیں جو جگہ کی قلت کے باعث درج نہیں کی جا رہیں ان کی اہمیت واضح ہو سکے۔ میرے دادا جان مستری اللہ بخش مرحوم لکڑی کاٹنے کا کام کرتے تھے۔ یعنی جنگلات سے درختوں کو کاٹ کر فروخت کرتے تھے ان کا اکثر و بیشتر یہ معمول تھا کہ جب کسی دور دراز بیاباں مقام پر درخت کاٹنا ہوتا تو اوزار روزانہ گھر واپس لانے کے بجائے وہیں درخت کے پاس رکھ کر گھر آ جاتے تھے تاکہ دوسرے دن کام کرنے کے لیے گھر سے اوزار اٹھا کر لانے کی مشقت سے بچ جائیں۔ ایک مرتبہ انھوں نے ایک دور دراز علاقہ میں درخت کاٹنے کا کام شروع کیا انھوں نے کافی محنت سے کچھ درخت کاٹے اور ایک جگہ ڈھیر کی صورت میں رکھ کر خود واپس گھر آ گئے کہ بوقت ضرورت سہولت کے ساتھ اٹھا لیں گے جہاں درخت ڈھیر کیے تھے اس کے قریب ہی ایک شخص رہتا تھا جو چمڑے کی خرید و فروخت کا کام کرتا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ ان کٹے ہوئے درختوں میں سے ایک درخت اپنے استعمال کے لیے لے جاؤں مجھے یہاں کون دیکھ رہا ہے کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا اور میری بدنامی بھی نہیں ہوگی۔ اس نے ایک دن موقع غنیمت جان کر اپنی ضرورت کے مطابق ایک کٹے ہوئے درخت کا تنا گھوڑے پر رکھا اور خود گھوڑے پر سوار ہو کر اسے چلانے لگا تو گھوڑے نے چلنے سے انکار کر دیا اور زمین پر بیٹھ گیا اس شخص نے گھوڑے کو مارا پیٹا اور ہزار جتن کیے لیکن وہ کسی طرح اٹھنے پر آمادہ نہ ہوا۔ اس نے درخت کا تنا گھوڑے سے نیچے اتارا تو گھوڑا چلنے لگا جب اس نے دوبارہ گھوڑے پر تنا لادا تو گھوڑا پھر زمین پر بیٹھ گیا اپنی اس کوشش میں ناکامی پر وہ بہت پریشان ہوا اور لاچار ہو کر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی راز ضرور ہے۔ صبح سویرے اٹھ کر وہ گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور میرے دادا جی کے پاس پہنچ جاتا ہے اور تعجب کے ساتھ سوال کرتا ہے کہ چاچا جی آپ ان لکڑیوں کی حفاظت کے لیے کیا کرتے ہیں اگر کوئی ان کو اٹھا کر لے جائے تو آپ کی محنت بھی ضائع ہوگی اور نقصان بھی ہوگا۔ میرے دادا نے جواب دیا کہ

بھی میں تو اللہ کے توکل پر انھیں چھوڑ آتا ہوں۔ مگر تمھیں یہ سوال کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ اس نے شرمندگی کے ساتھ اپنا درخت چرانے کی کوشش والا قصہ بیان کیا۔ اور کہا کہ میں اس وقت سے پریشان ہوں اور آپ سے اصل راز معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میں جب گھوڑے پر درخت کو رکھتا تھا تو گھوڑا زمین پر کیوں بیٹھ جاتا تھا میرے دادا جان مسکرائے اور کہنے لگے کہ وہاں سے درخت چرانا آپ کے بس کی بات نہیں کیونکہ میں یقین محکم اور کامل ایمان کے ساتھ ۲۱ مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر پھونک مار کر ان کٹے ہوئے درختوں پر دم کر دیتا ہوں۔ پھر جس کی حفاظت اللہ کرے وہاں کسی کی تدبیر کام نہیں آ سکتی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے اوپر ۲۱ مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر دم کر لے تو کوئی بھی شیطانی چال اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ قارئین کرام آیت الکرسی کے وظیفہ کی برکت کا یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے آپ اندازہ لگائیں کہ اگر ہم اپنی زندگیوں میں آسانیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور مصائب سے نجات حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں تو اس کے لیے ہمیں لازمی آپؐ کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنا ہوگا۔

سید الاستغفار

ہماری تمام مشکلات کا حل قرآن مجید اور آپؐ کے فرمودات میں موجود ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ان میں دس مرتبہ شیطان سے پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شیطان سے بچانے کے لیے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں۔ اس لیے آخر میں ایک دعا ترجمہ کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے تمام مسلمان نماز فجر کے بعد ۷۰ مرتبہ اس ذکر کو ضرور کیا کریں یہ بہت نافع استغفار ہے۔ اسے سید الاستغفار کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْلَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

ترجمہ: اے اللہ آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے مجھے بنایا اور میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ سے کیے ہوئے وعدے اور عہد پر قائم ہوں اپنی طاقت کے مطابق آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ برے کاموں کے وبال سے جو میں نے کیے ہیں مجھے اقرار ہے اس احسان کا جو مجھ پر آپ کا ہے اور مجھے اعتراف ہے اپنے گناہوں کا پس بخش دیجیے میرے گناہ کیونکہ آپ کے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا۔

آیت کریمہ کے وظیفہ کا صحیح طریقہ

آیت کریمہ کے وظیفہ کی صورت میں قارئین کو وہ تحفہ پیش کر رہا ہوں جس کی سند خود خدا کی ذات نے دی ہے اور ہر ایک کو اس دعا کے ذریعے معافی طلب کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرما دی ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سورۃ الانبیاء: ۸۷)

ترجمہ: ''نہیں کوئی معبود مگر سوائے اللہ کے' پاک ہے تیری ذات بے شک میں قصوروار ہوں۔''

یہ حضرت یونسؑ کی دعا ہے جو آپ نے سخت تکلیف کی حالت میں یعنی جب ایک خاص مچھلی نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت یونسؑ کو نگل لیا تھا۔ اس وقت آپؑ نے اللہ سے یہ دعا مانگی تھی۔ قرآن مجید میں اس دعا کی قبولیت کا بھی ذکر ہے۔ ''پس قبول کی ہم نے اس کی دعا اور نجات بخشی ہم نے اس کو غم سے اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو۔'' (الانبیاء: ۸۸)

اس میں یہ واضح اشارہ موجود ہے کہ اگر بندہ مومن خلوص دل کے ساتھ یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور شرف قبولیت سے نوازتے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی بندہ مومن اپنی کسی تکلیف اور پریشانی کے موقع پر یہ دعا مانگتا ہے۔ جو حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی تو اللہ کے ہاں اسے ضرور شرف قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ (ترمذی)

آیت کریمہ کا وظیفہ اکثر ہمارے گھروں میں بہت اہتمام سے کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ اس وظیفہ کو کرنے کا طریقہ بتایا جائے چند وضاحتیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک مثال کے ذریعہ اپنا مدعا بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر کسی گھر دعوت کا اہتمام ہو اور مہمانوں کا بھوک سے برا حال ہو ان میں سے ایک شخص اٹھ کر انھیں تسلی دے کہ میں آپ کے کھانے کا اہتمام کرتا ہوں۔ وہ سب کے لیے کھانے کا انتظام کرتا ہے لیکن خود کھانا نہیں کھاتا۔ کوئی بھی عقلمند آدمی یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ بغیر کچھ کھائے پیئے اس کی بھوک مٹ جائے گی۔ چاہے وہ اس سے دگنے افراد کو کھانا کھلا دے لیکن جب تک وہ خود کھانا نہیں کھائے گا اس کی بھوک نہیں مٹ سکتی۔ یہ مثال ان لوگوں کے لیے دی گئی ہے جو آیت کریمہ کے ورد کے لیے رشتہ داروں اور محلے کے افراد کو اپنے گھر بلا کر دس بیس افراد کا حلقہ بنا کر آیت کریمہ کے ورد کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ ان کے سر سے مصیبت ٹل جائے اور ان کے گناہ معاف ہو جائیں' حالانکہ سوچنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو آیت کریمہ کے وظیفہ کے لیے مدعو کیا جاتا ہے۔ اس کا تمام فائدہ تو انھیں پہنچتا ہے جو اسے اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس جس گھر میں ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ آیت کریمہ کا ورد کیا جاتا ہے۔ اس کے اہل خانہ کہ حصہ میں سوائے شہرت اور مہمان نوازی کے ثواب کے کچھ نہیں آئے گا۔ اس لیے جب کوئی شخص مصیبت میں مبتلا ہو اور آیت کریمہ کا وظیفہ کرنے کا خواہش مند ہو۔ تو اسے اس وظیفہ کی اہمیت کے پیش نظر اپنے خدا سے مانگنے کا صحیح طریقہ آ جائے اور ان کی محنت رائیگاں نہ جائے۔

ایک اور مثال پیش خدمت ہے ایک نیک دل' عابد' زاہد اور عادل بادشاہ حسب معمول رعایا کی خبر گیری کے لیے محل سے باہر نکلا ہوا تھا کہ اس نے ایک نابینا شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ اٹھائے اللہ سے دعا کر رہا ہے۔ بادشاہ نے سوچا کہ یہ اپنے پروردگار کے حضور اپنی حاجات پیش کر رہا ہے۔ مجھے دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔ بادشاہ اس کو نظر انداز کر کے گزر گیا۔ اس کے بعد بھی بادشاہ کو جب کبھی اس راستے سے

گزرنے کا اتفاق ہوا تو اس نابینا شخص کو اللہ سے دعا مانگتے ہوئے پایا۔ بادشاہ کو تجسس ہوا کہ ایسی کون سی دعا ہے جو یہ رات دن اللہ سے کرتا رہتا ہے لیکن اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ بادشاہ اس نابینا شخص کے پاس پہنچا اور اس سے دریافت کیا کہ بھائی تم کس مصیبت میں مبتلا ہو اور آخر وہ کون سی دعا ہے جو تم رات دن اللہ سے کرتے رہتے ہو۔ نابینا شخص نے جواب دیا کہ میں تو سال ہا سال سے اللہ تعالیٰ سے اپنی آنکھوں کے لیے روشنی کی بھیک مانگ رہا ہوں لیکن خدا میری سنتا ہی نہیں۔

بادشاہ کو اس نابینا شخص کی یہ باتیں سن کر بہت غصہ آیا۔ کہ یہ جس سے مانگ رہا ہے اس کے خزانے میں تو کسی چیز کی کمی نہیں مگر یہ کیسا سوالی ہے۔ کہ اس نے تمام عمر بھی گزار لی ہے اور اس کی دعا ابھی تک قبول نہیں ہوئی۔ ضرور اس میں ہی کوئی نہ کوئی کمی باقی ہے۔ جو اس کی دعا کی قبولیت میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ بادشاہ کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ بادشاہ نے اس نابینا شخص کو اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ تم میری حکومت کی رعایا میں شامل ہو اور سن لو تمھیں صرف آج کی رات کی مہلت ہے۔ جس طرح چاہے اپنے خدا سے آنکھیں مانگ لو۔ اگر صبح تک تمہاری آنکھوں کی بینائی واپس نہ آئی۔ تو سورج طلوع ہونے کے بعد تمہارا سر قلم کر دیا جائے گا۔ بس یہ میرا حکم ہے۔ بادشاہ نابینا شخص کو یہ حکم دے کر محل میں واپس آ گیا۔ جب نابینا نے یہ حکم سنا تو اس کی جان پر بن گئی اور اس کے دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی کہ یا اللہ پہلے تو صرف آنکھوں کا مسئلہ تھا مگر اب زندگی بھی ہاتھ سے نکل رہی ہے اے پروردگار اگر تو نے میری فریاد نہ سنی تو میں ناحق مارا جاؤں گا۔ اس نابینا شخص نے خشوع وخضوع کے ساتھ اور رو کر ساری رات آہ وزاری میں گزار دی۔ اس کی دل سے نکلی ہوئی دعا اللہ نے قبول فرمائی۔ اور اپنی رحمت سے اس کی آنکھوں کی بینائی اسے عطا کر دی۔

جب صبح کے وقت بادشاہ کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے اپنے سپاہی کو حکم دیا کہ تلوار کو میان سے نکال کر ادھر آؤ۔ جب سپاہی بادشاہ کے ساتھ اس نابینا شخص کی طرف بڑھا تو نابینا جواب بابینا ہو چکا تھا اس نے چلا کر کہا کہ بادشاہ رحم فرمائیں مجھے اللہ نے آنکھیں عطا کر دی ہیں بادشاہ سلامت نے سوال کیا کہ تمھیں ایک ہی رات میں آنکھیں کیسے مل گئیں۔ تم نے تمام عمر دعا کی مگر تمھیں آنکھیں نہ ملیں مگر یہ معجزہ ایک ہی رات میں کس طرح رونما ہو گیا۔ نابینا شخص نے رات بھر اللہ کے حضور گریہ وزاری کا تمام واقعہ بیان کیا تو بادشاہ نے مسکرا کر کہا کہ اے اللہ کے بندے تم نے تمام عمر دعا کی ہی نہیں۔ دعا کا حق تم نے صرف اس رات میں ادا کیا۔ تو اللہ نے اسے قبول فرما لیا۔ اس مثال کے ذریعے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ جب تک دعا کرنے والا اس کے تقاضے پورے نہیں کرتا اور اللہ کے حضور عاجزی وانکساری کا مظاہرہ نہیں کرتا اس کی دعا قبولیت کی منزل پر نہیں پہنچتی۔ آئیے اب آپ کو آیت کریمہ کے وظیفہ کرنے کا طریقہ تفصیل سے بتا دوں کسی بھی وظیفہ کو کرنے کی اجازت عام طور پر کسی نبی پیر اولیاء اللہ یا عامل کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ لیکن اس دعا کو کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے خود مرحمت فرما دی ہے۔ اس وظیفہ کو دوسرے تمام وظائف پر فوقیت حاصل ہے۔ ہر قسم کی مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے اس وظیفہ

سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس وظیفہ کو درد دل اور خلوص نیت کے ساتھ پڑھا جائے اور تمام دنیاوی خیالات سے آزاد ہو کر مکمل یکسوئی کے ساتھ اس وظیفہ کا ورد کیا جائے۔

اس وظیفہ کو کرنے والا اگر رتی برابر بھی شرک میں مبتلا ہوا تو اس وظیفہ پر محنت کر کے نتیجہ میں اسے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ شرک جیسے ناقابل معافی گناہ عظیم سے بچنا نہ صرف اس وظیفہ کی کامیابی کے لیے انتہائی ضروری ہے بلکہ آخرت میں سرخ رو ہونے کے لیے اور جہنم سے نجات حاصل کرنے کے لیے بھی اس سے بچنا ہر مسلمان کے لیے از حد ضروری ہے۔

اس وظیفہ کو کرنے کی کچھ شرائط ہیں۔

۱۔ اس کا آغاز عشاء کی نماز کے بعد کرنا ہے۔

۲۔ اس وظیفہ کو کھلے آسمان تلے کرنا ہے۔ بارش کی صورت میں اگر چاہیں تو اوپر کپڑا یا ترپال وغیرہ تان کر وظیفہ جاری رکھنا ہے۔ اس وظیفہ کو کسی کمرے کی چھت کے نیچے بیٹھ کر نہیں کرنا۔

۳۔ جس جگہ وظیفہ کرنا ہے۔ وہاں مکمل اندھیرا ہونا چاہیے۔ اگر قدرتی طور پر کہیں سے روشنی پہنچ رہی ہو یا چاند کی چاندنی راتیں ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں خود روشنی کا اہتمام نہیں کرنا۔

۴۔ تنہائی اور پرسکون جگہ ہونی چاہیے۔

۵۔ وظیفہ کرتے وقت چاہے کسی طرح کے نقصان کی اطلاع ملے وظیفہ نہیں چھوڑنا۔ جب تک مقررہ تعداد پوری نہ کر لیں۔ اکثر اوقات اس وظیفہ کے دوران شیطان آپ کو کسی کے فوت ہونے، آگ لگ جانے یا کسی سخت صدمے کی جھوٹی اطلاعات پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لیے وہ آپ کے گھر ہی کے کسی فرد کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس کو آپ کے پاس بھیجے گا۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی اپنے اوپر گھبراہٹ طاری نہ ہونے دیں۔ اطمینان سے اپنا وظیفہ جاری رکھیں اور اپنی جگہ سے ہرگز نہ اٹھیں۔ وظیفہ شروع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد جائے نماز پر باوضو ہو کر بیٹھ جائیں۔ اپنے پاس مٹی کے پیالے میں پانی رکھ لیں۔ کیونکہ وظیفہ کرتے وقت آپ کی پیشانی اور سر بار بار گرم ہو جائے گا۔ اس پانی کو آپ نے ہاتھ پر لگا کر بار بار پیشانی اور سر کو ٹھنڈا رکھنا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔

آپ نے آیت کریمہ کو ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ پڑھنا ہے۔ ایک رات میں ۳۱۰۰ مرتبہ آیت کریمہ پڑھنی ہے۔ ۴۱ دن میں یہ عمل مکمل ہو جائے گا۔ اگر آپ کے پاس ۱۰۰ دانوں والی تسبیح ہے۔ تو اپنے پاس ۳۱ دانے موتی۔ کھجور کی گٹھلی یا کسی چیز کے رکھ لیں۔ جب ایک بار ۱۰۰ دانوں کی تسبیح مکمل کر لیں تو ان ۳۱ دانوں میں سے ایک کو اٹھا کر اپنی جیب مین ڈال لیں۔ اس طرح جب ۳۱ دانے مکمل آپ کی جیب میں چلے جائیں گے تو آپ کو خود بخود تعداد کا درست اندازہ ہو جائے گا۔

آیت کریمہ پڑھنے کے دوران ذہن ہر قسم کے خیالات سے پاک و صاف ہونا چاہیے۔ صرف وہ مقصد ذہن میں رکھیں جس کے لیے یہ وظیفہ کر رہے ہیں۔ اس وظیفہ کو کرنے کے دوران اس کا ترجمہ آپ کو ضرور یاد ہونا چاہیے۔

ایک ضروری بات جو بیان کرنی رہ گئی ہے۔ جب آیت کریمہ کا وظیفہ کریں تو ہر بار آخر میں ان الفاظ کا اضافہ کر لیں 'فغفر لی' جب وظیفہ مکمل ہو جائے تو اس پیالے والے پانی کو کسی ایسی جگہ پر پھینکیں جہاں اس پر پاؤں نہ آئیں۔ مثلاً دیوار کے اوپر گرایا جا سکتا ہے۔ پودوں کے گملوں میں انڈیلا جا سکتا ہے۔

اس وظیفہ کو مزید موثر کرنے کے لیے اگر اس بات کا اہتمام کر لیں تو وظیفہ کے اثرات میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ جس وقت لفظ لا الہ زبان پر آئے۔ اس وقت ذہن میں یہ بات موجود ہو کہ سوائے خدا کی ذات کے کوئی کچھ نہیں دے سکتا۔ اللہ کی ذات کے علاوہ ہر قسم کی مخلوق کی نفی کر دے۔ جب لفظ الا انت پر پہنچے تو آسمان کی طرف دھیان ہو۔ صرف تو ہی ہے۔ جو سب کی بگڑی بنانے والا ہے۔ جب لفظ سبحان پر پہنچے تو دل میں یہ خیال کرے کہ اللہ جن مصیبتوں میں مبتلا ہوں تیری ذات اس سے پاک ہے اور تو ہی تعریف کے لائق ہے۔ تیری ہمسری کوئی نہیں کر سکتا۔ جب لفظ انی پر پہنچے تو اپنے نفس کی طرف اشارہ کرے۔ کہ میں ہی قصور وار ہوں۔

جب لفظ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پر پہنچے تو اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کا خیال دل میں ہو اور یہ تصور کرے کہ اللہ مجھ سے بہت ظلم ہوئے ہیں تو غفور و رحیم ہے۔ مجھ پر رحم فرما۔ اگر دوران وظیفہ آنسو نہ آئیں تو کم از کم شکل ہی ایسی بنا لیں کہ اللہ تعالیٰ کو ترس آ جائے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

عاجزی' انکساری اور خلوص نیت کے ساتھ اس دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا ہی اس وظیفہ کی اصل روح ہے۔ اگر وظیفہ کرنے کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ نئے سرے سے وضو کریں اور پھر وہیں سے وظیفہ شروع کریں جہاں پر وضو ٹوٹا تھا۔ یہ تھا آیت کریمہ کے ورد کا وہ خاص طریقہ جو سید سعید احمد شاہ صاحب مرحوم نے مجھے بتایا تھا۔ بفضل تعالیٰ یہ وظیفہ بہت سارے مسائل کا بہترین حل ہے۔ مگر اس کو خلوص نیت کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔

بہت مختصر مگر انتہائی مفید وظیفہ

ایک اور بہت مختصر مگر جامع وظیفہ جو میں آپ کو بتانے لگا ہوں۔ وظیفہ بہت مختصر ہے۔ لیکن ہے بہت موثر جتنے بھی اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے اس سے کیا ہے۔ اگر اللہ توفیق دے تو تہجد کی نماز کے وتر پڑھنے کے بعد اللہ الصمد کا وظیفہ کریں۔ مگر ان الفاظ کو زبان سے ادا نہیں کرنا۔ بلکہ دل سے ادا کرنا ہے۔ اس کی کوئی تعداد متعین نہیں جتنا زیادہ کر سکتے ہوں کر لیں۔ پھر وہ بات بنے گی اور وہ مقام حاصل ہوگا جس کی ہر مسلمان تمنا کرتا ہے۔ اس وظیفہ کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں

اٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے ہر وقت دل سے یہی پکار اٹھے۔ جب اس مقام پر پہنچ جائیں کہ دنیاوی کاموں میں مشغولیت بھی ہو تو دل سے اللہ الصمد کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں تو پھر اللہ سے ڈائریکٹ تعلق قائم ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔

لیکن اگر کوئی رزق حرام بھی کماتا رہے۔ جھوٹ بھی بولے' لوگوں کے حق بھی دبائے' خلق خدا پر ظلم ڈھائے اور پھر اس کے بعد یہ گلہ کرے کہ میں وظیفہ تو بہت کرتا ہوں لیکن حاصل کچھ نہیں ہوتا ہوں تو اس کو خدا سے گلہ کرنے کی بجائے اپنے طور اطوار کو بدلنا ہوگا۔

سورۃ فاتحہ کا فیصلہ کن عمل

اگر آپ تھوڑی سی محنت کرنے کے لیے تیار ہوں تو میں آج آپ کو وہ فیصلہ کن اور سب سے آسان عمل بتا دیتا ہوں۔ جو مجھے سید سعید احمد شاہ صاحب سے سال ہا سال کی عقیدت مندی کے صلہ میں حاصل ہوا۔ ان کے پاس یہ بہت جامع عمل تھا۔ عام انسان کو زندگی میں زیادہ سے زیادہ جو بھی تکلیف پہنچ سکتی ہے اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے اس فیصلہ کن عمل کا وظیفہ سب سے آسان حل ہے۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس عمل کے ذریعے انشاء اللہ عام مشکلات حل ہو جائیں گی۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ روحانی عملیات کے ذریعہ علاج کے خواہشمند ان شرائط پر سختی سے عمل کریں جو پہلے بتائی جا چکی ہیں یہ وظیفہ مکمل خشوع وخضوع اور ترجمہ کو ذہن میں رکھ کر کرنا ہے۔ عمل شروع کرنے سے پہلے بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق اچھی طرح دہرائی کر لیں یا زبانی یاد کر لیں تا کہ عمل کرنے کے دوران کوئی مشکل پیش نہ آئے اگر عمل کرتے ہوئے کہیں بھول جائیں تو نئے سرے سے سورۃ فاتحہ بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق پڑھیں یہ عمل ۴۱ دن مسلسل کرنا ہے وقت کی کوئی قید نہیں ہر ایک کو اجازت ہے عمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر گیارہ مرتبہ درود شریف ابراہیمی نماز والا پڑھیں پھر اس ترتیب سے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا آغاز کریں۔

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلحمدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ٥

(۲) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

(۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الرحمن الرحيم ملک يوم الدين

(۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم مالک يوم الدين اياک نعبد و اياک نستعين.

(۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم مالک يوم الدين اياک نعبد و اياک نستعين اهدنا الصراط المستقيم.

(۶) بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم الحمد للّٰه رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین
ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔

(۷) بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم الحمد للّٰه رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم
الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیھم غیر المغضوب علیھم و الاالضآلین. آمین.

اس طریقہ سے ایک مرتبہ پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک مار کر دم کریں اور ایک پھونک پانی پر ماریں اور یہ سورۃ فاتحہ اسی ترتیب کے ساتھ ایک دن میں ۴۱ مرتبہ پڑھنی ہے۔

اگر کوئی بیمار ہے یا جس کا بخار کسی طریقہ سے نہیں اترتا اور آپ اسے دم کرنا چاہتے ہیں تو اسی طریقہ سے روزانہ ۴۱ مرتبہ سورۃ فاتحہ پانی یا چینی پر دم کر کے اسے کھلائیں اور ساتھ ساتھ پھونکیں بھی ماریں۔ ہر مرض کے لیے یہ عمل ۴۱ دن مسلسل کرنا ہے اسی طرح عام سر درد یا درد شقیقہ میں بھی اس طریقہ کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

اگر کسی کی داڑھ میں درد ہو تو اسے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی بسم اللہ پڑھ کر اس کی داڑھ پر رکھوا لیں۔ پہلی مرتبہ سورۃ فاتحہ ۴۱ مرتبہ پڑھنے کے بعد اسے کہیں کہ باہر تھوک دے۔ یہ عمل ایک دن یا تین دن کریں انشاء اللہ ہمیشہ کے لیے داڑھ کے درد سے نجات مل جائے گی۔ اگر ریح کی درد ہو تو روزانہ ۴۱ مرتبہ عمل کر کے دھاگے پر ایک گرہ لگائے جب ۴۱ گرہیں مکمل ہو جائیں تو اس کو گلے میں لٹکا لے یا بازو پر باندھ لے اگر تعویذ میں اس کو محفوظ کر کے باندھے تو پانی لگنے سے محفوظ رکھے گا تو عمل کا اثر زائل نہیں ہو گا۔

اگر کوئی ایسا بیمار ہے جس کو ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا ہو تو اس کو دم کر کے چینی یا پانی دیں اور ساتھ ساتھ جسم پر پھونکیں بھی ماریں اگر کوئی بچہ بہت زیادہ ضد کرتا ہے یا ہر وقت روتا رہتا ہے تو اس کو بھی دم کیا ہوا پانی پلائیں اور جسم پر پھونکیں ماریں انشاء اللہ شفا ہو گی۔ اگر دو فریقوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو گیا ہے اور صلح کا کوئی امکان نظر نہ آئے تو دونوں فریقوں کو دم کیا ہوا پانی پلایا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی بچہ گھر سے بھاگ جاتا ہے یا کہنا نہیں مانتا تو جب وہ سویا ہوا ہو تو اس پر دم کریں اور پانی کے چھینٹے لگائیں جو بچہ تعلیم کے میدان میں کمزور ہو اور اس کا پڑھائی میں دل نہ لگتا ہو اسے یہی عمل چینی اور سونف پر دم کر کے کھلائیں اگر کسی کو تپ دق کا مرض ہے تو اسے بھی پانی پر دم کر کے پلائیں غرض کوئی بھی مسئلہ ہو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتے ہیں۔ اگر کاروباری پریشانی ہے یا بے روزگار ہو تو فجر کی سنتوں سے پہلے ۴۱ دن وظیفہ مکمل کر کے اور نماز پڑھنے سے پہلے پہلے یہ دعا بار بار دہرائے "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّار"

فیصلہ کن عمل میں نے آپ کو بتا دیا ہے اگر اب بھی اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے اور خود ہمت کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو پھر اس کا اللہ ہی حافظ ہے۔

ہر قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لیے استخارہ

عامل حضرات نے ہر قسم کی معلومات اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لیے ایک استخارہ بنایا ہوا ہے اس کے ذریعہ آپ ہر قسم کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کی تفصیل درج ہے اس میں نہ تو کوئی شرکیہ الفاظ ہیں اور نہ ہی کوئی ایسی شرط ہے جس سے کسی مسلمان کے ایمان کو خطرہ لاحق ہو۔ جس مقصد کے لیے استخارہ کرنا ہے عمل شروع کرنے سے پہلے دل میں اس کا ارادہ کریں مثلاً اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ پر کس نے جادو کرایا ہے تو اس استخارہ کے عمل کے ذریعے آپ کو مطلوبہ معلومات حاصل ہو جائیں گی یہ عمل تنہائی میں کرنا ہے۔

نماز عشاء کے بعد دو رکعت نفل برائے حاجت ادا کریں اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف ابراہیم نماز والا اس کے بعد اس وظیفہ کو یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاَحْوَالِ یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ عَنِ الْاَحْوَال ۳۱۰۰ مرتبہ پڑھنا ہے اس دوران جو بھی مقصد ہو اس کا دل میں ارادہ رکھنا ہے عمل مکمل ہونے کے بعد دایاں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے سو جائیں یہ عمل اسی طریقہ سے مسلسل ۳۱ دن کرنا ہے جب عمل مکمل ہو جائے تو ۱۰۰ بچوں کے لیے کھانا پکا کر تقسیم کر دیں اس کے بعد اگلی رات کو یہ نتیجہ معلوم کرنے کے لیے کہ وہ کون ہے جس نے جادو کیا ہے تو عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نفل ادا کریں اور یہی وظیفہ ۱۰۱ مرتبہ دہرائیں اس دوران اپنی حاجت کا دل میں ارادہ رکھیں وظیفہ پڑھنے کے بعد اپنے سینے پر پھونک ماریں اور دو نفل ادا کر کے سو جائیں خواب میں اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ دکھا دیں گے جس کے لیے اتنی محنت کی ہے یہ بہت موثر استخارہ ہے اور اس کے ذریعے صرف جادو اور تعویذات ہی نہیں بلکہ دیگر مسائل کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں مثلاً کوئی نیا کاروبار کرنا ہے کامیابی ہو گی یا نہیں یا کسی باہر کے ملک جانا ہے تو کوئی رکاوٹ تو نہیں یا یہ کہ مریض کو کون سی بیماری ہے اگر کسی جگہ رشتہ کرنا ہے اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہاں مناسب رہے گا یا نہیں غرض اس قسم کے دیگر کاموں کے لیے بھی اس استخارہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ جو شخص جس مقصد کے لیے یہ استخارہ کرے گا اسے خواب میں صرف اشارہ ہی نہیں ملے گا بلکہ وضاحت کے ساتھ معلومات حاصل ہوں گی وہ یا تو لکھے ہوئے الفاظ کی صورت میں خواب کے دوران آنکھوں کے سامنے آ جائیں گی یا پھر مثلاً جس نے جادو یا تعویذات کے بارے میں معلوم کرنے کی نیت سے استخارہ کیا ہے خواب میں وہ شخص سامنے آ جائے گا جس نے جادو کیا ہو گا اور آپ اس سے جو بھی سوال کریں گے وہ اس کا صحیح جواب دے گا اور وہ آپ کو تمام باتیں بتائے گا کہ اس نے یہ کام کیوں کیا اور کہاں سے کرایا۔

روحانی علاج کے تمام عملیات وظائف میں عورتوں کے لیے یہ سہولت ہے کہ جن ایام میں عورتوں پر نماز فرض نہیں وظائف کے دوران ان دنوں کا وقفہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ان دنوں کے بعد دوبارہ وہیں سے عمل شروع کریں جہاں چھوڑا تھا۔

جھوٹ پر مبنی معلومات فراہم کرنے والے عامل کے وظیفہ کی حقیقت

ایک ایسا عمل جو ہمارے اردگرد پیشہ ور قسم کے عاملوں نے اکثر کیا ہوا ہے اور اس کے ذریعے انھوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے اس عمل میں کسی ۸ سالہ بچے کے انگوٹھے پر سیاہی لگا کر اس میں موکلات کو حاضر کیا جاتا ہے بعض عامل کاغذ پر سیاہی لگا کر اور بعض پانی میں کالی سیاہی گھول کر پانی کے برتن میں موکلات کی حاضری کرتے ہیں اور پھر ان کے ذریعے گمشدہ اشیاء اور گھروں میں تعویذات کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی عامل کسی بچے کو بٹھا کر یہ عمل شروع کرتا ہے تو اس بچے کو اس سیاہی میں بونے بونے انسان نظر آتے ہیں اور وہ ان سے جو بات بھی پوچھتا ہے وہ اس کا جواب بھی دیتے ہیں یہ عمل روٹیاں پکانے والے توے کی پشت پر تیل لگا کر پڑھا جاتا ہے اس میں تیسرے پارہ کی ایک آیت میں اضافی دعائیہ کلمات شامل کر کے اسے ۴۱ دن مسلسل کرنا ہوتا ہے ناتجربہ کاری اور کتابوں سے پڑھ کر اس عمل کو کرنے والوں پر بعض اوقات یہ عمل الٹ بھی ہو جاتا ہے اور وہ فائدہ حاصل کرتے کرتے مزید مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ کامیابی کی صورت میں ادنیٰ قسم کے جنات قابو میں آ جاتے ہیں جو کثرت کے ساتھ جھوٹی اطلاعات مہیا کرتے ہیں' ان موکلات کے ذریعے حاصل کی گئیں خبریں ۱۵ فیصد درست اور ۸۵ فیصد جھوٹی اطلاعات پر مبنی ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ عام زندگی میں یہ عمل اتنا کامیاب نہیں ہوتا میری معلومات کے مطابق جس عامل نے بھی کسی طریقہ سے جنات کو قابو کیا ہوا اس نے پیچھے نماز نہیں ہوتی حالانکہ عملیات کے میدان میں یہ کوئی بہت بڑا کمال نہیں اس قسم کے عاملوں کے پاس اپنے مسائل کے حل کے لیے جانا مناسب نہیں آپؐ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے ان لوگوں نے یہ عمل غیر شرعی طریقوں سے حاصل کیے ہوتے ہیں۔ بہت سارے ایسے عامل بھی ہیں کہ جن کے پاس تو کچھ نہیں ہوتا لیکن صرف شعبدہ بازی کے ذریعے لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنے پیٹ کا دوزخ بھر رہے ہیں اور لوگوں سے بھاری نذرانے وصول کرتے ہیں۔

ایک جعلی پرہیزگار عامل کا قصہ

یہاں میں آپ کو ایک بہت نیک اور پرہیزگار قاری صاحب کا واقعہ سناتا ہوں تاکہ آپ اس قسم کے لوگوں سے آپ لٹنے سے بچ جائیں چنگل سے نکلنے میں آسانی ہو جو میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ہمارے گھر کسی نے تعویذ دبائے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ہم بہت سی مشکلوں میں گرفتار ہو گئے ہیں ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے میں نے فلاں قاری صاحب کی خدمات حاصل کی ہیں جو بہت نیک اور پرہیزگار ہیں میں نے اس سے کہا کہ جس دن قاری صاحب نے آنا ہو مجھے ضرور بلانا میں کیونکہ شعبدہ بازی

کے تمام طریقوں سے واقف تھا اس لیے میں نے سوچا کہ اگر کوئی نوسرباز ہوگا تو اسے پکڑنے میں آسانی رہے اور میرا یہ دوست اس کی بھاری فیس سے بچ جائے۔

جس دن قاری صاحب تشریف لائے میں بھی موقع پر پہنچ گیا قاری صاحب کیسے پکڑے گئے اور وہ کیا کمال کرتے تھے اس کی تفصیلات آپ کی تفریح طبع اور علم میں اضافہ کا باعث بنیں گی قاری صاحب کا طریقہ کار یہ تھا کہ جس گھر سے تعویذ نکالنے ہوتے وہ سب سے پہلے اس گھر میں جاتے ہی وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے اور جائے نماز پر بیٹھ جاتے۔ قاری صاحب کے سر پر ایک بڑی دستار اور کندھوں پر چادر ہوتی اس چادر کو وہ اس طرح اوڑھتے کہ ان کی پگڑی اس میں چھپ جاتی اس کے بعد وہ عمل کا آغاز کرتے قرآنی آیات کثرت سے پڑھتے تمام گھر والوں کی دوڑ لگوا دیتے کہ فلاں کمرے کے فلاں کونے میں دیکھو کہیں تعویذ تو نہیں پڑے ہوئے۔ غرض پورے گھر میں بھونچال آ جاتا۔ جب کہیں سے تعویذ برآمد نہ ہوتے تو آخر میں گھر والوں سے کہتے کہ ان تعویذوں کو موکلات کے ذریعے حاضر کرنا پڑے گا یہ اس طرح نہیں سمجھیں گے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ دو رکعت نفل کے لیے کھڑے ہوتے اور اپنی چادر کو اچھی طرح جھاڑتے کہ گھر والوں کو تسلی ہو جائے کہ اس میں کچھ چھپا ہوا نہیں ہے۔ پہلی رکعت میں وہ اپنے جسم اور چہرے کی حرکات و سکنات سے اس قسم کی اداکاری کرتے کہ دیکھنے والوں کو یقین آ جاتا کہ جیسے سچ مچ کوئی جن حاضر ہو رہا ہے۔ دوسری رکعت میں وہ اپنے جسم پر شدید قسم کے کپکپی طاری کر لیتے جب وہ آخری سجدے کے بعد سلام پھیرتے تو تعویذ خود بخود ان کے اردگرد ہی کہیں زمین پر حاضر ہو جاتے۔ یہ تعویذ مٹی میں دبائی ہوئی گڑیا کی شکل کے ہوتے اور ان میں لوہے کی سوئیاں پیوست ہوتیں۔ قاری صاحب سلام پھیرنے کے بعد گھر والوں سے انجان بن کر پوچھتے کہ دیکھیں کہیں تعویذ تو نہیں آ کر گرے گھر والے فوراً بتاتے کہ قاری صاحب تعویذ تو وہ سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ قاری صاحب ان گڑیا نما تعویذات کو پکڑتے اور گھر والوں سے کہتے کہ میرے موکلات نے بڑی محنت سے انھیں زمین سے نکالا ہے۔ کسی حاسد نے آپ کو تباہ و برباد کرنے کے لیے چوری چھپے انھیں زمین میں دبا دیا تھا آپ جلدی سے کوئی تیز چھری یا بلیڈ لے کر آئیں تاکہ اس کے اندر بھی اگر کچھ رکھا گیا ہو تو اس کا توڑ کیا جا سکے۔ جب تیز قسم کے بلیڈ کے ذریعے اس گڑیا نما تعویذ کی چیر پھاڑ کی جاتی تو اندر سے قسم ہا قسم کے تعویذ برآمد ہوتے تو قاری صاحب بتاتے کہ یہ تو اب اوورڈیٹ ہو گئے ہیں یعنی ان کی تاریخ ختم ہو گئی اگر میں انھیں بروقت نہ نکالتا تو آپ کا بہت نقصان ہوتا۔ اگر ان کی مدت ختم نہ ہوتی تو ان کا علاج ۵۰۰ روپے میں ہو جانا تھا۔ مگر اب ان کے زہریلے اثرات دور کرنے کے لیے مجھے بہت محنت کرنی پڑے گی۔ اگر آپ اپنی سلامتی چاہتے ہیں تو اس کے لیے آپ کو ۲۱۰۰ روپے ادا کرنے ہوں گے۔ گھر والے اپنی جان بچانے کے لیے ۲۱۰۰ روپے دینے پر آسانی سے آمادہ ہو جاتے۔ یہ تمام باتیں اور اس کے علاوہ قاری صاحب کی کرامات کی کافی تفصیل سے مجھے میرے دوست نے آگاہ کیا ہوا تھا اس لیے جب قاری صاحب کی بلند و بالا دستار کرتی ہے جو انھوں نے رعب دبدبے اور بزرگی کے لیے سر پر باندھی ہوئی ہے ہو نہ ہو وہ گڑیا نما تعویذ اسی میں چھپا کر لاتے ہیں۔ قاری صاحب نے

میرے دوست کے گھر میں بھی وہ تعویذ نکالنے کے لیے تمام مراحل طے کیے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ جب قاری صاحب اس مقام پر پہنچے کہ تعویذ کسی نے زمین میں گہرے دبائے ہوئے ہیں اور انھیں موکلات کے ذریعے حاضر کرنا پڑیگا اور قاری صاحب دو رکعت نماز کے لیے کھڑے ہونے لگے تو میں نے آنکھ بچا کر پانی کے نل سے لوہے کا چھوٹا سا زنگ آلود ٹکڑا توڑ کر قاری صاحب کی دستار پر پھینک دیا قاری صاحب چونکے کہ میرے دستار پر کیا گرا ہے میں نے کہا کہ قاری صاحب آپ کی پگڑی پر اوپر سے چھپکلی گر گئی ہے قاری صاحب نے بدحواس ہو کر تیزی سے ادھر ادھر ہاتھ مارا تو ان کی دستار میں چھپے ہوئے تین گڑیا نما تعویذ جو مٹی میں اٹے ہوئے تھے نیچے گر گئے قاری صاحب نے نہایت چالاکی کے ساتھ ان پر چادر ڈال لی اور قمیض کے نیچے ان کو چھپا لیا یہ عمل انھوں نے اتنی تیزی کے ساتھ کیا کہ گھر والوں کو اس کا علم نہ ہو سکا اس کے بعد انھوں نے نفل ادا کیے اور ساتھ تمام اداکاری کا مظاہرہ بھی کیا سلام پھیرنے کے بعد انھوں نے گھر والوں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ پر کسی نے کوئی تعویذ نہیں کیا آپ کو وہم ہے اس لیے گھبرانے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کریں میں بڑے صبر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا میں نے گھر والوں کو کہا کہ قاری صاحب نے تعویذ تو نکال لیے ہیں لیکن معلوم نہیں کہ آپ کو کیوں نہیں دے رہے اگر ان کی قمیض کے نیچے سے تین گڑیاں نما تعویذ نہ نکلیں تو میں ۱۰ ہزار روپے جرمانہ ادا کروں گا گھر والوں کے مجبور کرنے پر قاری صاحب کو تعویذ نکالنے پڑے اور قاری صاحب کا بھانڈا پھوٹ گیا پھر میں نے اپنے دوست کو قاری صاحب کی اصل حقیقت سے آگاہ کیا تو قاری صاحب کہنے لگے کہ گھر آئے ہوئے مہمان کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتے بجائے اس کے کہ وہ شرمسار ہوتے انھوں نے گلے شکوے شروع کر دیئے بہر حال میرا دوست ان کے ہاتھوں لٹنے سے بچ گیا اور قاری صاحب کی بزرگی میں چھپا ہوا اصل چہرہ اس کے سامنے آ گیا اگر کوئی شخص کسی مسئلہ سے دوچار ہو ہی جاتا ہے تو اسے ادھر ادھر بھاگنے کی بجائے خود ہمت سے کام لینا چاہیے اور مدد کے لیے صرف اللہ کو پکارے اللہ تعالیٰ بہت غفور و رحیم ہیں۔

ٹیلی پیتھی سیکھنے سے انسان پاگل کیوں ہو جاتا ہے

دولت' شہرت اور کامیابی کے موضوع پر ڈاکٹر صاحب کے لاجواب' حیرت انگیز لیکچرز جو آپ کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ سائنسی' نفسیاتی اور روحانی طریقے سے دولت' شہرت اور کامیابی کے خواہشمند سنجیدہ لوگوں کے لیے انمول تحفہ' تفصیلات کے لیے جوابی لفافہ ارسال کیجئے۔'' یہ اس اشتہار کے مضمون کا ایک نمونہ ہے جو اکثر اخبارات میں شائع ہوتا ہے جس پر نمایاں حروف میں لکھا ہوتا ہے کہ جن قابو کیجئے اس اشتہار میں پرکشش اور دلفریب الفاظ کے ذریعے بے روزگار' پریشان حال' معصوم اور ناتجربہ کار نوجوانوں کو ٹیلی پیتھی' ہپناٹزم اور پیراسائیکالوجی کے گمراہ کن کورسز کے ذریعے لامحدود اور پوشیدہ صلاحیتیں حاصل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس قسم کے انسٹی ٹیوٹ اور اداروں میں نوجوانوں کو نہایت آسان طریقوں کے ذریعے کامیابی و کامرانی کی منزل تک رسائی کے سنہرے خواب دکھلا کر دونوں ہاتھوں سے لوٹا جاتا ہے۔

قابل رشک شخصیت بننے اور لامحدود صلاحیتوں کے بے مقصد پر حماقت اور فضول شوق میں مبتلا لوگوں کی کثیر تعداد نہ صرف اپنا قیمتی وقت اور سرمایہ برباد کرتی ہے بلکہ پرلطف زندگی کو خود اپنے ہاتھوں سے مصائب میں مبتلا کر کے سکون اور چین سے محروم ہو جاتے ہیں اور تمام تر کوششوں کے باوجود نتیجہ میں ان کے ہاتھ میں سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں آتا۔ کیا ٹیلی پیتھی کا عملیات کے ساتھ تعلق ہے؟ اس سے پہلے کہ اس سوال کی وضاحت، عمل کا تعارف اور اس کو کرنے کی صورت میں پہنچنے والے نقصانات کو اپنے سال ہا سال کے تجربات کی روشنی میں بیان کروں تاکہ آپ کو صحیح حقیقت کی تہہ تک پہنچنے میں آسانی رہے۔ میں سمجھتا ہوں پہلے آپ کو اخباری اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو بے وقوف بنا کر لوٹنے والے نوسر بازوں کے طریقہ واردات سے آگاہ کروں تاکہ وہ سیدھے سادھے افراد جو ان اشتہارات سے متاثر ہو کر آسانی سے دھوکہ دہی کا شکار ہو سکتے ہیں وہ قبل از وقت ان کورسز سے پہنچنے والے نقصانات اور گمراہی سے بچ جائیں۔

ڈاکٹر صاحب کا وہ اشتہار پڑھ کر جس کا آپ پہلے مطالعہ کر چکے ہیں ہم نے ان کے دیے ہوئے پتے پر مزید تفصیلات کے لیے خط ارسال کیا۔ اس کے جواب میں انھوں نے ہمیں ایک بروشر بھیجا اس میں درج چند پیراگراف اور سادہ لوح افراد سے بھاری رقوم ہتھیانے کے لیے مختلف کورسز کی تفصیل پڑھنے کے بعد آپ کو بخوبی اندازہ ہوگا کہ اس قسم کے انسٹی ٹیوٹ نہ صرف غیر اسلامی افکار کا کھلے عام پرچار کر کے لوگوں میں گمراہ کن نظریات کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان سے اس کا معاوضہ بھی وصول کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے تعارفی بروشر میں رقمطراز ہیں کہ موجودہ دور میں علم کی کوئی انتہا نہیں رہی ہر روز ایسی ایسی نئی کتب اور نظریات سامنے آ رہے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور بلاشبہ محسوس ہوتا ہے کہ انسان ستاروں پر کمند ڈال رہا ہے لیکن ہر طالب علم میں اتنی استطاعت نہیں کہ وہ ان مہنگی کتابوں کو خرید سکے ہر طالب علم انگریزی زبان میں اتنی مہارت نہیں رکھتا کہ وہ ان کتابوں کو سمجھ سکے اور ان کے مفہوم سے فائدہ اٹھا لے۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے انتہائی نیک نیتی اور خلوص کے جذبے کے ساتھ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جدید نفسیاتی علوم کو ہر اس طالب علم تک پہنچایا جائے جو اسے سیکھنے اور اس کے ذریعے اپنی زندگی میں مثبت تبدیلی کا خواہاں ہے۔ جب مجھے کوئی طالب علم دور دراز علاقے سے خط بھیجتا ہے تو مجھے بے حد خوشی ہوتی ہے اور جب ان لیکچرز کے مطالعہ کے بعد وہ خط لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے ان لیکچرز سے علم کی روشنی بھی ملی ہے اور حوصلہ بھی تو میں ذات باری تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا ہوں کہ اس نے مجھے ان علوم کو پہنچانے کی سعادت عطا کی۔ محترم ڈاکٹر صاحب اپنے انسٹی ٹیوٹ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ہپناٹزم اور پیراسائیکالوجی نفسیات کی ایک شاخ ہے یہ ایک جدید نفسیاتی علم ہے۔ جو ہمارے ماورائے حسی ادراک، ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم، ارتکاز توجہ، مراقبہ، شعور کی بدلی ہوئی حالت، برق مقناطیسی توانائی، شعوری اور تحت الشعور ذہن سے بحث کرتا ہے۔ ہپناٹزم کی مدد سے آپ نہ صرف اپنے اندر بلکہ رشتہ دار اور دیگر افراد میں مثبت تبدیلیاں پیدا کر سکتے ہیں۔ بے اعتمادی، بے چینی، گھبراہٹ، اکتاہٹ، خوف، نشے، غصے اور تمام بری عادات سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ امتحان میں اعلیٰ کامیابی ارتکاز توجہ،

دوسروں کو متاثر کرنا' فاقے اور دوا کے بغیر وزن کم کرنا ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا' ترقی اور آمدنی کے نئے راستے تلاش کرنے کے لیے تحت الشعوری ذہن (Sub-con-scious mind) کو متحرک کرنا شامل ہے اگر مرض نا قابل علاج' نا قابل تشخیص ہو یا دوا اثر نہ کرے تو ہپنا ٹزم پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ایک جدید نفسیاتی اور سائنسی طریقہ علاج ہے۔ ڈاکٹرز' ہومیو پیتھک' حکما اور روحانی معالجین کے لیے نادر موقع اس کے علاوہ ریکی' مراقبہ جیسے علوم بھی سکھائے جاتے ہیں۔ پیراسائیکالوجی' مراقبہ اور ہپناٹزم کی مدد سے آپ اپنی زندگی کو با مقصد' پروقار اور کامیاب بنا سکتے ہیں اور ہر ناممکن کو ممکن میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات استفادہ کر سکتے ہیں۔ آپ ادارے کے ان لیکچرز کا مطالعہ یقین اور سنجیدگی سے کرنے کے بعد اپنے اندر ایک نیا جوش' نیا جذبہ' نیا ولولہ اور نئی توانائی محسوس کریں گے اپنی ذات کو زندگی کے رحم وکرم پر مت چھوڑیے منفی طرز فکر ختم کیجیے اور مثبت طرز فکر اپنائیے۔ خوشی اور کامیابی آپ کی منتظر ہے لیکن یہ فیصلہ تو بہرحال آپ کو کرنا ہے کہ آپ اپنی موجودہ زندگی سے مطمئن ہیں یا اس میں خوشگوار تبدیلی چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کیجیے کامیابی کا راستہ ہم بتائیں گے کل کا انتظار کیوں؟ غریب وہ نہیں جس کے پاس دولت نہیں' پرانی روش چھوڑیے نئی روش اپنائیے۔ آپ ادارے سے کوئی ایک کورس کیجیے طریقہ تعلیم پسند آئے تو تعلیم جاری رکھیے ورنہ سمجھ لیجیے ایک تجربہ ہی سہی ادارے کی طرف سے اس وقت درج ذیل کورسز پیش کیے جا رہے ہیں۔

رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجیے۔

یہ تھا ڈاکٹر صاحب کے انسٹی ٹیوٹ کا تعارف اور طریقہ واردات۔

پاکستان میں جو لوگ اس قسم کے علوم سیکھنے میں عمر عزیز کا بہترین حصہ ضائع کر چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ٹیلی پیتھی' ہپناٹزم اور پیراسائیکالوجی حقیقت میں جھوٹ اور فرضی خیالات پر مبنی ہے۔ پاکستان میں ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے فرسودہ نظریات عام لوگوں کو پہچانے میں مقبول عام قسط وار ناول ''دیوتا'' نے اہم کردار ادا کیا۔ مصنف نے اس ناول میں فرضی کرداروں کو ان علوم پر دسترس حاصل ہونے کی بدولت لا محدود طاقتوں کا مالک دکھایا۔ اس کے علاوہ اس کے دیکھا دیکھی بعض ناعاقبت اندیش مصنفین نے دولت کے حصول کی خاطر ان موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں جنھیں پڑھ کر ہزاروں نوجوانوں نے اپنی زندگیاں برباد کر ڈالیں۔ میرے علم میں بہت سے ایسے نوجوان ہیں جو ان کتابوں کی مدد سے ان علوم پر دسترس حاصل کرنے کے چکر میں ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ اب میں آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ کروں گا کہ آخر وہ کون سی وجہ ہے جس کے باعث کتابوں سے پڑھ کر ٹیلی پیتھی سیکھنے والوں کی اکثریت مختلف مصائب کا شکار ہو جاتی ہے یا ان کا ذہنی توازن برقرار نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ٹیلی پیتھی وغیرہ پر اسرار علوم کی ایک قسم ہے۔ حالانکہ اس عمل کو کرنے کے دوران نہ تو کوئی شرکیہ کلمات ادا کرنے پڑتے ہیں اور نہ ہی کوئی موکل حاضر ہوتا ہے اس کے باوجود اس عمل کو کرنے والے ۱۰ فیصد لوگ اپنی ناتجربہ کاری یا استاد کی لاپرواہی کے سبب اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں

جبکہ ۸۰ فیصد کا ذہنی توازن خراب ہو جاتا ہے صرف ۲۰ فیصد ایسے بدنصیب ہیں جو اس عمل میں کامیابی حاصل کر کے ظاہری نمود ونمائش اور عارضی دنیاوی کامیابی سے ہمکنار ہو جاتے ہیں لیکن اپنی عاقبت تباہ کر لیتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ٹیلی پیتھی علم نفسیات کی ایک شاخ سے تعلق رکھتا ہے لیکن میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اس عمل کا شمار شیطانی علوم میں تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو نفسیات کی ایک شاخ قرار دینا صریحاً دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے ان علوم کے جو فوائد گنوائے ہیں ان کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں جو لوگ اس قسم کے مذموم دھندوں کے ذریعے لوگوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں انھیں روز قیامت اللہ کے حضور جواب دہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ بعض عامل حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انھوں نے سخت محنت کے ذریعے اس علم (ہپناٹزم وغیرہ) کو حاصل کیا ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں ان پیشہ ور عاملوں نے اس کا باقاعدہ عمل کیا ہوتا ہے لیکن عام لوگوں کو سچ بات بتانے کے بجائے حقیقت کے برعکس بے سروپا اور جھوٹی معلومات کے ذریعے اصل حقیقت کو ظاہر نہیں کرتے یہ اور وہ تمام عملیات جو عام بازاری کتب میں کثرت کے ساتھ ملتے ہیں کبھی بھول کر ان کتب سے عملیات میں مدد نہیں لینی چاہیے میرے پاس بہت سے ایسے خطوط آ رہے ہیں جس میں لوگوں نے کتب میں درج باموکل وظائف کو کرنے کی کوشش کی اور وہ عملیات یا تو ڈر اور خوف کی وجہ سے ادھورے رہ گئے یا بغیر استاد کے انھوں نے عمل مکمل تو کر لیا لیکن اب وہ مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

عامل حضرات ٹیلی پیتھی کا عمل کس طرح کرتے ہیں کامیابی کی صورت میں اس سے کیا کام لیے جا سکتے ہیں اور وہ کام کون کرتا ہے اس کی تفصیل سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ عمل اتنا آسان نہیں جتنا کتابوں میں درج ہے۔ ہر انسان کے ساتھ ایک ہمزاد ہوتا ہے ویسے تو ہر عمل میں ہمزاد اہم کردار ادا کرتا ہے لیکن مسمریزم یعنی ٹیلی پیتھی میں کامیابی کی صورت میں ہمزاد انسان کے طابع ہو جاتا ہے اور جو اس سے پوچھا جائے وہ اس کی معلومات مہیا کرنے کا پابند ہوتا ہے اس عمل میں کسی قسم کی پڑھائی نہیں ہوتی۔ اس کا تعلق نظر کے ساتھ ہے کسی بھی شخص کو نظر ایک جگہ پر مرکوز کرنے کی جتنی پریکٹس ہو گی وہ جلد کامیابی حاصل کر سکتا ہے اس عمل کو کرنے سے پہلے کم از کم روزانہ مختلف اوقات میں کل سات گھنٹے مسلسل دیکھنے اور آنکھ نہ جھپکنے کی مشق کرنا اور اس پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس عمل کا دنوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے البتہ اس عمل کے دوران پیش آنے والی مشکلات اور ہمزاد سے شرائط طے کرنے کے لیے کسی ایسے استاد کا ہونا ضروری ہے جس نے خود یہ عمل کیا ہو اور اس میں کامیابی حاصل کی ہو اس عمل کو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی ہمزاد کو طابع کرنے کی نیت سے کسی ایسے مقام کا انتخاب کرتا ہے جہاں دن کے وقت بھی اندھیرا ہو اس عمل کو کرنے والے عام طور پر جنگلوں میں گڑھے کھود کر یہ عمل کرتے ہیں۔ عمل کا آغاز اس طرح کیا جاتا ہے کہ کسی اندھیرے کمرے یا گڑھے میں بیٹھ کر موم بتی اس طرح جلائی جاتی ہے کہ اپنے سایہ پر نظر پڑے جن اوقات میں سورج کی روشنی سرخ ہو جاتی ہے ان اوقات میں عمل شروع کیا جاتا ہے۔ عامل حضرات نے سورج کی روشنی کے حسابات پہلے سے ترتیب دیے ہوتے ہیں اس لیے وہ آسانی کے ساتھ ان اوقات میں

عمل شروع کر لیتے ہیں اور یہ عمل اس وقت تک جاری رکھتے ہیں جب تک ان کا سایہ حرکت شروع نہیں کر دیتا اور جب وہ سایہ یعنی ہمزاد طابع ہو جاتا ہے تو پھر اس سے کام لیا جاتا ہے یہ سوائے اس کے کہ کسی شخص کا نام مقام اور آنے کے مقصد کے علاوہ کچھ نہیں بتا سکتا ہے۔ میں ایک نوسر باز کو جانتا ہوں جس کا تعلق گوجرانوالہ سے ہے اس نے یہ عمل کیا ہوا تھا جب کوئی انجان شخص اسے ملنے کے لیے جاتا تو وہ فوراً اس کو متاثر کرنے کے لیے اس کا نام، مقام اور آنے کا مقصد بیان کر دیتا اس سے عام آدمی یہ سمجھتا کہ موصوف بڑے عامل ہیں میرے ایک جاننے والے بھی اس کی کرامات سے متاثر ہو کر اس کے گرویدہ ہوئے بعد میں اس کا انجام کیا ہوا اس کی تفصیل وہ خود بیان کرتے ہیں۔

میرا نام شیخ امجد صدیق ہے۔ میرا بڑا بھائی جس کی اس وقت عمر تقریباً ۳۱ سال ہے اس کو وہم کی بیماری ہو گئی ہم تقریباً ۸ سال سے اس کا علاج کرا رہے ہیں اس عرصہ میں علاج کی غرض سے تقریباً ۳۰ کے قریب دم درود کرنے والوں سے رابطہ کیا۔ ان میں عیسائی، پیر، مولوی، شیعہ، سنی، دیوبندی یعنی ہر جگہ گیا ہوں ان کے ایک مرتبہ گھر آنے کی فیس ۲۰۰ سے ۵۰۰ روپے تک بھی ادا کرتا رہا ہوں ہر پیر کا علیحدہ طریقہ علاج اور مختلف تشخیص تھی تمام تر کوششوں کے باوجود آج بھی میرے بھائی کی حالت ویسے ہی ہے ان تمام لوگوں سے مل کر جو تجربہ مجھے حاصل ہوا ہے اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ پیشہ ور عاملوں کی اکثریت دھوکہ بازی سے مجبور لوگوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کرتی ہے مجھے سب سے زیادہ جس بات کا افسوس ہے وہ یہ ہے کہ مہر نواز سے ہمارا تعارف انھوں نے کرایا۔ جو ہمارے پیر تھے اور ہمارا سارا خاندان ان کا عقیدت مند تھا یہ ان دنوں کا قصہ ہے جب میرا بڑا بھائی زاہد صدیق گھر کے ماحول سے تنگ آ کر ہمارے پیروں کے دربار پر رہنے کے لیے چلا گیا کہ شاید مجھے آرام آ جائے جب ۱۵ دن بعد میں اس کی خبر گیری کے لیے وہاں گیا بھائی کی وہی کیفیت تھی جب میں نے بھائی سے حال احوال دریافت کیا تو اس نے بھی کہا کہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑا۔ ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ پیر صاحب کا بھتیجا وہاں آ گیا میں نے اس سے درخواست کی کہ کہیں سے اس کا علاج کرا دیں ہم بہت پریشان ہیں وہ مجھے کہنے لگا کہ ایک پیر صاحب میری نظر میں ہیں ایک مرتبہ ہمارے دربار کے درختوں میں اچانک آگ بھڑک اٹھی تھی ہم سب پانی ڈال ڈال کر بے بس ہو گئے لیکن آگ بجھنے کا نام نہ لیتی تھی پھر ہمارے والد صاحب کا ایک مرید جو خود بھی پیر ہے اس نے اپنے علم کے زور پر اس آگ کو قابو کیا میں آپ کی ملاقات اس سے کراؤں گا اگر آپ کے بھائی پر جنات کا سایہ ہوا تو وہ منٹوں میں تمام جنات نکال دے گا قدرت خدا کی کہ ہماری گفتگو کے دوران ہی پیر صاحب تشریف لے آئے شاہ صاحب فرمانے لگے لو جی جن کی بات کر رہا تھا وہ آ گئے اس پیر کا نام تھا مہر نواز اور گوجرانوالہ سے اس کا تعلق تھا انھوں نے مجھ سے گھر کے حالات دریافت کیے اور بھائی کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی۔

مہر نواز کہنے لگا کہ آپ مجھے اپنے گھر لے جائیں میں پیر صاحب کے بھتیجے، پیر مہر نواز اور اپنے بھائی کو ساتھ لے کر گھر آ گیا گھر پہنچ کر محمد نواز نے ہم سے ایک خالی بوتل منگوائی اس میں سرسوں کا تیل ڈال کر اس کو تپائی پر رکھا اور ایک کپڑا اس پر ڈال کر منہ میں کچھ پڑھا اور وہ بوتل غائب کر دی ہم سب گھر

والے یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے ہمارے دل میں یہ خیال تھا کہ یہ شخص ضرور ہمیں پریشانیوں سے نجات دلائے گا ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ وہ بوتل تیزی کے ساتھ اوپر سے نیچے تر پائی پر گری لیکن ٹوٹی نہیں ہم اس سے بہت متاثر ہوئے کہ یہ تو علم میں ہمارے پیروں سے بھی آگے ہے اب ہماری تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ مہر نواز نے ہم سے چینی اور سبز الائچی منگوا کر اس پر دم کیا اور تیل کی مالش سارے جسم پر کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ آپ فکر نہ کریں آپ کا مریض بالکل ٹھیک ہو جائے گا مگر ایک شرط ہے کہ آپ کو صدقہ دینا پڑے گا اس نے کہا کہ گھر کے غیر شادی شدہ افراد کو نکال کر باقی اہل خانہ کا فی کس ساڑھے ۲۲ کلو بکرے کا گوشت صدقہ کرنا ہے یہ تقریباً رات کا وقت تھا میں نے کہا کہ مہر صاحب اس وقت فوراً اتنا گوشت نہیں ملے گا تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے نقد رقم میں ادائیگی کر دیں میں خود گوشت خرید کر جانوروں کو ڈال دوں گا ہم اس سے اتنا متاثر ہو چکے تھے کہ ہمیں انکار کرنے کی جرات ہی نہیں ہوئی اس وقت ہمارے اہل خانہ کی تعداد کے حساب سے ساڑھے بائیس کلو گوشت کی قیمت مبلغ ۱۶۷۶۰ روپے بنی تو میں نے اپنے پیروں کے بھتیجے کو ایک طرف علیحدہ کر کے کہا کہ شاہ صاحب آپ کو ہمارے گھر کے حالات کا علم ہے ہم فوراً اتنی رقم ادا نہیں کر سکتے تو انھوں نے فرمایا کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ کے بھائی کو آرام آ جائے گا آپ میری ضمانت پر رقم ادا کریں اس وقت گھر میں صرف پانچ ہزار روپے موجود تھے میں نے وہ دے دیئے اور کہا کہ باقی رقم آرام آنے کے بعد ادا کر دوں گا مہر نواز نے پانچ ہزار روپے اپنے پاس رکھے اور کہنے لگے کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے حالات ٹھیک نہیں لیکن میں صدقہ کی رقم اکٹھی وصول کرتا ہوں میرے والدین نے ہمسایوں سے دو ہزار ادھار مانگ کر ان کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ بس ہمارے پاس یہی کچھ تھا لیکن اس نے وہ رقم قبول کرنے کے بجائے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ کو بھائی کی زندگی عزیز ہے یا دولت تو میں نے جواب دیا کہ مہر صاحب جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو مہر نواز کہنے لگا کہ میرے پاس ایسا علم ہے کہ جس کے ذریعے میں گھر کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لیتا ہوں تمھارے پاس رقم موجود ہے اور تم نے اسے تجوری میں رکھا ہوا ہے اگر تم وہ رقم نہ لے کر آئے تو میں وہاں سے رقم غائب کر دوں گا یہ بات سن کر میرا رنگ اڑ گیا کیونکہ تجوری میں واقعی ہی رقم موجود تھی میں نے اس ڈر سے کہ کہیں یہ رقم وہاں سے غائب نہ کر دے رقم لا کر اس کے حوالے کر دی تو مہر نواز خوش ہو کر کہنے لگا کہ امجد تمھارے حالات ٹھیک نہیں تمھیں ایک تحفہ دے کر جاتا ہوں تم بھی کیا یاد کرو گے۔ ہمارے گھر میں ایک چھوٹا میز تھا اس نے اس پر ہاتھ رکھ کر اوپر کپڑا ڈال کر کچھ پڑھا جب کپڑا اٹھایا تو نیچے ایک بالکل نیا ۱۰۰ روپے والا انعامی بانڈ موجود تھا اس نے وہ بانڈ مجھے دے دیا اور اس کا نمبر نوٹ کر کے کہنے لگا کہ اسے تم اپنے پاس رکھ لو میں اپنے موکلوں کے ذریعے یہ بانڈ نمبر قرعہ اندازی میں شامل کرا دوں گا اور تمہارا کوئی نہ کوئی انعام ضرور نکل آئے گا۔ ہم نے جو رقم جمع کی وہ کل ۸۲۰۰ روپے ہوئے جانے سے پہلے مہر نواز نے وہ رقم رومال میں لپیٹ کر اوپر دھاگے کے ساتھ باندھ کر اس کو اسی میز پر رکھ کر اوپر ہاتھ رکھا اور اس پر کپڑا ڈال کر کچھ پڑھا جب اس نے کپڑا اٹھایا تو رقم وہاں سے غائب تھی جب میں نے حیرت سے پوچھا کہ رقم

کہاں گئی تو وہ کہنے لگا کہ آپ کا صدقہ قبول ہو گیا رقم اوپر پہنچ گئی ہے اب آپ کا بھائی صحت یاب ہو جائے گا۔ مہر نواز نے باقی رقم ۸۵۵۰ کے لیے ہمیں سات دن کی مہلت دی مہلت گزرنے کے بعد جناب گھر تشریف لائے اور بتایا کہ آپ کے بھائی کے خون میں کیڑے پڑ گئے ہیں آپ کے تمام اہل خانہ پر جادو کیا گیا ہے اور کاروبار پر بھی بندش لگی ہوئی ہے وہ کہنے لگا کہ جادو اور کاروبار کی بندش تو میں آج ہی ختم کر دوں گا لیکن خون کی صفائی دو تین دن بعد آ کر کروں گا۔ آپ دو تین بوتل خون کا انتظام کر کے رکھیں اس کے بعد اس نے ہم سے ایک بڑی پرات منگوائی ہاتھ کو اس پرات کے اوپر فضا میں رکھ کر اوپر کپڑا ڈالا اور کچھ پڑھا تو پرات میں بہت زور سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی جب کپڑا ہٹایا گیا تو اس میں ایک پرانی قسم کا زنگ آلود تالا، چار عدد کھلونا نما کپڑے کی گڑیاں جن میں کامن پنیں لگی ہوئی تھیں اور بوسیدہ مٹی بہر حال اس نے ہمارے سامنے گڑیوں سے پنیں نکال دیں اور کہا کہ آج کے بعد تم جادو سے آزاد ہو گئے ہو اس کے بعد اس نے زنگ آلود تالا کھولا اور کہا کہ کاروبار پر بندش بھی ختم کر دی ہے۔ ہم اس سے اتنے متاثر تھے کہ وہ جو بات بھی کرتا ہم اسے من و عن تسلیم کر لیتے ان کاموں سے فارغ ہو کر وہ کہنے لگا کہ آپ کا ۷۵ فیصد کام ہو گیا ہے جبکہ ۲۵ فیصد کام دو دن بعد آ کر دوں گا۔ ہم نے اسی وقت بقایا رقم ۸۵۵۰ روپے بنتی تھی اپنے پیروں کے بھتیجے کے حوالہ کی جو ان کے ساتھ ہی آیا تھا حامد شاہ صاحب نے وہ رقم گن کر مہر نواز کو پکڑا دی لیکن مہر نواز نے رقم گنے بغیر اپنی جیب میں ڈال لی تھوڑی دیر گزرنے کے بعد اس پر کپکپی کی کیفیت طاری ہو گئی مہر نواز نے رقم نکال کر گننا شروع کر دی اور اس میں سے ۱۵۰ روپے مجھے واپس کر دیئے کہ یہ رقم آپ نے غلطی سے زائد ادا کر دی ہے کیونکہ میرے موکلوں نے مجھے بتایا ہے کہ حرام نہیں کھانا اور ان کی اضافی رقم واپس کر دو میں حیران تھا کہ ہم نے دو مرتبہ گن کر رقم پوری ادا کی ہے لیکن میں نے خاموشی سے ۱۵۰ روپے اپنے پاس رکھ لیے اس کے بعد اس نے ہم سے اجازت لی اور جاتے ہوئے وہ گڑیا، تالا اور مٹی اپنی گاڑی میں رکھ لیں اس کے پاس پرانے رنگ کی ۱۴ نمبر آسمانی رنگ کی گاڑی تھی اور یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ دو دن بعد دوبارہ آؤں گا اور میرے پیروں کو بھی تاکید کی کہ آپ نے اس دن ضرور آنا ہے تاکہ ان کا کام مکمل کر کے ان سے دعائیں لیں میرے پیر صاحب تو آ گئے لیکن مہر نواز نہ آیا مہر نواز جاتے ہوئے مجھے اپنے گھر کا اور موبائل فون نمبر دے گیا تھا میں فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی موبائل نمبر تو کسی نے اٹینڈ نہیں کیا لیکن گھر کا نمبر مل گیا گھر سے اس کی اہلیہ نے جواب دیا کہ مہر صاحب اسلام آباد کسی میجر کا کام کرنے گئے ہیں دو دن بعد آپ کے پاس پہنچ جائیں گے جب یہ دو دن بھی گزر گئے اور وہ نہ آیا تو میرے دل میں وسوسے پیدا ہونے شروع ہوئے کہ اتنی رقم دے دی ہے بھائی کی صحت بھی ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئی اب وہ پیر صاحب بھی نہیں مل رہے چار دن میں مسلسل فون پر رابطہ کرتا رہا لیکن کوئی رابطہ نہ ہوا تو میں شاہ صاحب کو ساتھ لے کر گوجرانوالہ اس کے گھر پہنچا ہمارے بار بار دستک دینے پر اس کی بیوی باہر آئی اور کہنے لگی کہ مہر صاحب ابھی تک اسلام آباد سے واپس نہیں آئے ہم پیغام دے کر واپس آ گئے۔

اس کے پندرہ دن بعد اس نے فون کیا اپنی مجبوریاں بیان کیں اور پانچ سات دن بعد آنے کا

وعدہ کیا جب اس نے مسلسل وعدہ خلافی کی تو ایک دن میں نے اس کے گھر فون کیا تو اس کی بیوی نے فون اٹھایا میرے اور اس کے درمیان تلخ جملوں کا تبادلہ ہوا میں نے اسے دھمکی دی کہ اگر مہر نواز نے کام نہیں کرنا تو ہماری رقم واپس کر دے نہیں تو میں آپ کے محلے میں آ کر معززین کو اکٹھا کروں گا اس کے دوسرے ہی روز مہر نواز کا فون آ گیا کہ تم نے میری بیوی کے ساتھ بدتمیزی کی ہے اب میں نے آپ کے بھائی کا علاج نہیں کرنا اور نہ ہی رقم واپس کرنی ہے تم جو کر سکتے ہو کر لو یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا وہ شاید اسی بہانے کی تلاش میں تھا اب مجھے احساس ہوا کہ ہمارے ساتھ فراڈ ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے پیروں کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ چند دن انتظار کر لو اگر وہ نہ آئے تو ہمارے آستانے پر آ جانا ہم تمھارے ساتھ اس کے پاس جائیں گے جب چند دن بعد میں دربار پر پہنچا تو انھوں نے بھی ٹال مٹول سے کام لیا۔ (بعد میں مجھے مہر نواز نے مجھے بتایا کہ تمھارے پیروں نے مجھ سے آدھی رقم کا حصہ وصول کر لیا تھا۔ اس لیے وہ میرے پاس نہیں آ سکتے تھے) میں نے دربار کے چکروں سے تنگ آ کر خود ہی مہر نواز سے رقم وصول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے اس کے گھر کے بہت چکر لگائے بارھویں چکر میں میرا اور اس کا آمنا سامنا ہو گیا اب پہلی والی عقیدت ختم ہو چکی تھی اس نے مجھے صاف کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں تو بس فراڈ کے ذریعے اپنا کام نکالتا ہوں اگر میرے پاس جن ہوتے تو میں کشمیر نہ آزاد کرا لیتا۔ جب اس کی اصلیت کھل کر میرے سامنے آ گئی تو میں نے اپنے دوستوں کو اکٹھا کر کے اس کے گھر کے بار بار چکر لگائے جب کسی طرح بات نہ بنی تو ہم گوجرانوالہ کے ایک سابق ایم این اے کے بھتیجے ضیاء اللہ بٹ کے پاس کسی کی معرفت پہنچے اس کا اپنے علاقے میں کافی اثر و رسوخ تھا وہ ہمارے ساتھ اس کے گھر گئے تو مجبوراً مہر نواز نے رقم ادا کرنے کی حامی بھری اور ساتھ کہا کہ میں نے تمھیں ایک پائی بھی واپس نہیں کرنی تھی لیکن اب تم انھیں ساتھ لے کر آئے ہو تمہاری قسمت اچھی ہے اس کے بعد اس نے قسطوں میں مجھے آدھی رقم ادا کی اور آدھی رقم یہ کہہ کر دبا لی کہ باقی رقم کا مطالبہ پیروں سے کروں کیونکہ انھوں نے حصہ وصول کیا ہے جب میں نے اپنے پیروں سے بقیہ رقم کا تقاضا کیا تو انھوں نے انکار کر دیا کہ وہ جھوٹا ہے ہم نے کوئی حصہ وصول نہیں کیا مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے اگر ہمارے پیروں کو یہ علم تھا کہ یہ جھوٹا اور فراڈ ہے تو مجھے اس سے آگاہ کرتے میں تو اپنے پیروں پر اعتماد کر کے لٹ گیا۔

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

نظر بد اور اس کا حل

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جنات اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ پھر جب معوذ تین (سورۃ الفلق، سورۃ الناس) نازل ہوئیں، تو آپ کثرت کے ساتھ انھیں پڑھتے، جبکہ باقی دعاؤں کے پڑھنے میں کمی واقع ہوئی۔ (ابن ماجہ، الترمذی)

ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا: ''نظر بد سے اللہ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ نظر بد کا لگنا حق ہے۔'' (ابن ماجہ) ان احادیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ نظر بد کا لگنا ممکن ہے۔

قرآن مجید کی سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۶۷/ ۶۸ کی تفسیر کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ نظر بد کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت یعقوبؑ کے گیارہ بیٹے فلسطین میں قحط کی وجہ سے غلہ کے حصول کی خاطر مصر روانہ ہونے لگے، تو حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو جو نصیحت کی، قرآن نے اس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:

ترجمہ ''اور کہنے لگے۔ اے میرے بچو! مصر کے دارالسلطنت میں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا، بلکہ مختلف دروازوں سے جانا۔ مگر میں اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا، حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا ہے اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو، اسی پر کرے اور جب وہ انھیں راستوں میں سے داخل ہوئے، جن کا حکم ان کے والد یعقوبؑ نے انھیں دیا تھا۔ تو اس (حضرت یعقوبؑ) کے دل میں جو ایک کھٹک تھی۔ اسے دور کرنے کے لیے اس نے اپنی سی کوشش کر لی۔ بیشک وہ ہمارے سکھلائے ہوئے علم کا عالم تھا، مگر اکثر لوگ معاملہ کی حقیقت کو جانتے نہیں ہیں۔'' (سورۃ یوسف: آیت نمبر ۶۷/ ۶۸)

حضرت یعقوبؑ کے پاس اللہ کی طرف سے عنایت کردہ الہامی علم موجود تھا اور وہ جانتے تھے کہ نظر کا لگ جانا حق ہے۔ یہ گھوڑ سوار کو نیچے گرا سکتی ہے یا انسان کسی مصیبت میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ چونکہ حضرت یعقوبؑ کے تمام بیٹے اچھے، خوبصورت، صحت مند اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ اس بناء پر انھیں اپنے بچوں پر نظر لگ جانے کا کھٹکا تھا۔ اس لیے حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے نصیحت کے ذریعے ظاہری تدبیر پوری کی، حالانکہ ان کا اس بات پر ایمان تھا اور وہ جانتے تھے کہ میری یہ

تدبیر تقدیر میں ہیر پھیر نہیں کر سکتی۔ اللہ کی قضا کو چاہیے کوئی شخص خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو، کسی تدبیر سے بدل نہیں سکتا۔ اس تمام واقعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کام کرنا چاہتا ہے، وہ بہر حال پورا ہو کر رہتا ہے۔ آج بھی بعض لوگ ایسے ہیں، جو ان حقائق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ ان کے عقائد کی اصلاح کے لیے حافظ ابن قیمؒ کی کتاب زاد المعاد سے حوالہ نقل کیا جا رہا ہے۔ حافظ ابن قیم اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۵ پر رقم طراز ہیں۔'' کچھ کم علم لوگوں نے نظر بد کی تاثیر کو باطل قرار دیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ یہ تو محض توہم پرستی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سب سے زیادہ جاہل اور ارواح کی صفات اور ان کی تاثیر سے ناواقف ہیں اور ان کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ جب کہ تمام امتوں کے عقلاء باوجود اختلاف مذہب کے نظر بد کے اثرات سے انکار نہیں کرتے۔ اگرچہ نظر بد کے اسباب اور اس کی جہت تاثیر کے سلسلہ میں ان میں اختلاف موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جسموں اور روحوں میں مختلف طاقتیں اور طبیعتیں پیدا کی ہیں اور ان میں الگ الگ خواص اور اثر انداز ہونے والی متعدد کیفیات ودیعت کی ہیں اور کسی عقلمند کے لیے ممکن نہیں کہ وہ جسموں میں روحوں کی تاثیر سے انکار کرے، کیونکہ یہ چیز دیکھی اور محسوس کی جا سکتی ہے اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک شخص کا چہرہ اس وقت انتہائی سرخ ہو جاتا ہے، جب اس کی طرف وہ انسان دیکھتا ہے، جس کا وہ احترام کرتا ہے اور اس سے شرماتا ہو اور اس وقت پیلا پڑ جاتا ہے، جب اس کی طرف ایک ایسا آدمی دیکھتا ہے، جس سے وہ ڈرتا ہو اور میں نے کئی ایسے اشخاص دیکھے ہیں، جو محض کسی کے دیکھنے کی وجہ سے کمزور پڑ جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ روحوں کی تاثیر کے ذریعے ممکن ہوتا ہے اور چونکہ اس کا تعلق نظر سے ہوتا ہے، اس لیے نظر بد کی نسبت آنکھ کی نظر کی طرف کی جاتی ہے۔ حالانکہ آنکھ کی نظر کچھ کردار ادا نہیں کرتی، یہ تو اصل میں روح کی تاثیر ہوتی ہے۔

تمام روحیں اپنی طبیعتوں، طاقتوں، کیفیتوں اور اپنے خواص کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ پس حسد کرنے والے انسان کی روح واضح طور پر اس شخص کو اذیت پہنچاتی ہے۔ جس سے حسد کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے حاسد کی تاثیر نظر ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے صرف وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو حقیقت انسانیت سے خارج ہو۔

نظر بنیادی طور پر اس طرح لگ جاتی ہے کہ حسد کرنے والا ناپاک نفس جب ناپاک کیفیت اختیار کر کے کسی کے سامنے آتا ہے تو اس میں اس ناپاک کیفیت کا اثر ہو جاتا ہے اور ایسا کبھی آپس کے ملاپ کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی آمنے سامنے آنے کی وجہ سے اور کبھی دیکھنے کی وجہ سے اور کبھی اس شخص کی طرف روح کی توجہ سے اور کبھی چند دعاؤں اور دم وغیرہ کے پڑھنے سے اور کبھی محض وہم و گمان سے ہو جاتا ہے۔ جس شخص کی نظر لگتی ہے، اس کی تاثیر دیکھنے پر موقوف نہیں ہوتی، بلکہ اگر کبھی کسی اندھے کو کسی چیز کا وصف بیان کر دیا جائے تو اس کے دل میں حاسدانہ جذبات پیدا ہو جائیں، تو اس کا اثر بھی ہو سکتا ہے اور بہت سارے ایسے لوگ جن کی نظر اثر انداز ہوتی ہے، محض وقت کے ساتھ بغیر دیکھے صرف سن کر ان کی نظر

لگ جاتی ہے اور یہ وہ مہلک تیر نما شعاعیں ہوتی ہیں، جو نظر لگانے والے انسان کے نفس سے نکلتی ہیں۔ یہ تیر کبھی نشانے پر جا لگتے ہیں اور کبھی ان کا نشانہ خطا بھی ہو جاتا ہے۔ جس شخص کی طرف یہ تیر متوجہ ہوتے ہیں، اگر اس نے ان سے اور نظر بد سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں تو وہ تیر نشانے سے خطا ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھار واپس پلٹ کر خود حسد کرنے والے انسان کو شکار کر لیتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نظر بد تین مراحل سے گزر کر کسی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سب سے پہلے دیکھنے والے شخص میں کسی چیز کے متعلق حیرت پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس کے نفس میں حاسدانہ جذبات پیدا ہوتے ہیں اور پھر ان حاسدانہ جذبات کا زہر نظر کے ذریعے منتقل ہو جاتا ہے۔''

نظر بد اور حسد میں فرق ہے، یہ دو الگ الگ موضوع ہیں۔ ان سے بچنے کے لیے ان کا سمجھنا ضروری ہے۔ بخاری کی کتاب الطب باب دعاء العائد للمریض اور مسلم کی کتاب السلام باب استحباب رقیۃ المریض میں اس کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔ ہر نظر لگانے والا شخص حاسد ہوتا ہے، جبکہ ہر حاسد نظر لگانے والا نہیں ہوتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفلق میں حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنے کا ظلم دیا ہے۔ پس جب بھی کوئی مسلمان کسی حاسد سے پناہ طلب کرے گا تو اس میں نظر لگانے والے انسان سے بچاؤ خود بخود آ جائے گا۔ یہی قرآن مجید کی بلاغت، شمولیت اور جامعیت ہے۔ اکثر اوقات کسی ناعاقبت اندیش کے حسد میں مبتلا ہونے کی وجہ بغض اور کینہ ہوتا ہے اور اس میں یہ خواہش بھی شامل ہوتی ہے کہ جو نعمت دوسرے انسان کو ملی ہے، وہ اس سے حیرت پسندیدگی اور کسی چیز کو بڑا سمجھنے پر ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ دونوں کی تاثیر ایک ہوتی ہے، جبکہ سبب الگ الگ ہوتا ہے۔

''نظر'' نیک انسان کی بھی لگ جاتی ہے!

اسی طرح حاسد کسی متوقع کام کے متعلق حسد کر سکتا ہے، جبکہ نظر لگانے والا کسی موجود چیز کو ہی نظر لگا سکتا ہے۔ کوئی بھی انسان اپنے آپ سے حسد نہیں کر سکتا، البتہ اپنے آپ کو نظر بد لگا سکتا ہے۔ یہ جان لیں کہ حسد صرف کینہ پرور انسان ہی کرتا ہے، جبکہ نظر کسی نیک آدمی کی بھی لگ سکتی ہے۔ اس کے باوجود کہ اس کے دل میں کسی سے نعمت چھن جانے کا ارادہ نہ ہو، اس کے لیے صرف حیرت کا اظہار ہی کافی ثابت ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ عامرؓ بن ربیعہ کی نظر سہلؓ بن حنیف کو لگ گئی تھی، حالانکہ عامرؓ بن ربیعہ کا تعلق بدری صحابہ کرامؓ سے تھا۔

دوسروں کو نظر بد سے بچانے کے لیے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، جب وہ کسی چیز کو دیکھے تو وہ چیز اسے اچھی لگے یا پسند آ جائے تو زبان سے ''ماشاء اللہ'' یا ''بارک اللہ'' کے الفاظ ادا کرے تاکہ اس کی نظر کا برا اثر نہ ہو۔ حضرت سہلؓ بن حنیف کو آپؐ نے یہی تعلیم دی تھی۔ یہ تمام تفصیل اور مختلف کتب کے حوالہ جات دینے کا اصل مقصد یہ تھا کہ نظر بد کا علاج کرنے والے کا یقین مستحکم ہو جائے کہ اگر وہ کبھی اس کا شکار ہو جائے، تو خود علاج کر کے اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ میرے علم کے مطابق نظر کی تین

اقسام ہیں۔

۱۔ خوشی کی نظر کسی بھی چیز کو دیکھ کر خوش ہونا یا حیرت کا اظہار کرنا۔ چاہے دو بچے ہوں‘ کوئی عمارت ہو یا کسی کا عمدہ۔

۲۔ ڈھانپ کی نظر: اس کا باقاعدہ عمل کیا جاتا ہے اور اس کا تعلق جادو کی ایک قسم سے ہے۔ جس میں موکلات کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کیا جاتا ہے۔

۳۔ دکھ‘ عناد یا حسد کی نظر: اس کی تعریف آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

ان تمام اقسام کی نظر کا علاج قرآنی و روحانی وظائف کے ذریعے ممکن ہے۔ یہاں جو وظائف درج کیے جا رہے ہیں‘ ان کے ذریعے آپ کسی کا بھی علاج کر سکتے ہیں‘ شفاء اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر کسی بچے یا بالغ کو خوشی کی نظر لگ جائے اور آپ کے علم میں یہ بات آ جائے کہ فلاں شخص کا جھوٹا پانی مریض کو پلایا جائے یا کوئی بھی کھانے والی چیز پہلے نظر لگانے والے کو کھلائی جائے۔ جب وہ آدھی لگا کھالے تو باقی مریض کو کھلا دیں‘ ان شاء اللہ شفا ہو جائے گی۔

نظر بد سے بچانے والے قرآنی وظائف

اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کس کی نظر لگی ہے‘ تو پھر علاج کے لیے ۲۱ مرتبہ **اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ النَّامات من شر ما خلق** پڑھ کر یا **اُعِیْذُکَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ النَّامَۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شیطان وھامۃ و من کل عین لامۃ** پڑھ کر مریض کو پھونک مار کر دم کریں۔ اس کے علاوہ ۷۲ مرتبہ سورۃ نون کی آخری دو آیات **وان میکاد الذین کفرو الیزلقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر و یقولون انہ لمجنون ☆ وما ھو الا ذکر للعالمین ☆** پڑھ کر مریض کو دم کریں۔ اس کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص **(قل ھو اللہ احد)** پڑھ کر دم کریں۔ اول و آخر درود ابراہیمی (نماز والا) پڑھ لیں۔ ان شاء اللہ شفا ہو جائے گی۔

خوشی کی نظر کا علاج

خوشی کی نظر کے لیے ایک مختصر عمل ہے‘ لیکن اس کو تین دن مسلسل کرنا ہے۔ ۷۲ مرتبہ یہ دعا "**بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم**" پڑھ کر مریض پر پھونک مار کر دم کریں۔ اس کے بعد ۷۲ مرتبہ ہی یہ دعا "**اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق**" پڑھ کر دم کریں۔ جس کو نظر لگی ہو‘ اس کو پڑھنے کے دوران گاہے بگاہے پھونکیں مارتے رہیں اور کوئی چیز چینی یا پانی بھی ساتھ دم کر کے کھلائیں۔ اس عمل کے شروع اور آخر میں درود ابراہیمؑ (نماز والا) لازمی پڑھنا ہے۔ ان شاء اللہ شفا ہو جائے گی۔

عناد یا دکھ کی نظر کا علاج

عناد یا دکھ وغیرہ کی نظر کے لیے ۲۱ مرتبہ آیت الکرسی‘ ۲۱ مرتبہ سورۃ اخلاص‘ ۲۱ مرتبہ سورۃ الفلق‘

۲۱ مرتبہ سورۃ الناس' ۲۱ مرتبہ "اللّٰہ حافظی اللّٰہ ناصری اللّٰہ ناظری اللّٰہ ماعی" ان سب وظائف کو پڑھنے کے دوران مریض کو پھونکیں مار کر دم کرتے جائیں' یہ عمل گیارہ دن مسلسل کرنا ہے۔ عمل شروع کرنے سے پہلے اور آخر میں درود ابراہیمی پڑھنا ہے۔

حدیث شریف کی کتاب مسلم میں ایک حدیث درج ہے۔ آپ کا فرمان ہے: ''نظر بد کا لگنا حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی' تو وہ نظر بد ہوتی اور جب تم میں سے کسی ایک سے غسل کا مطالبہ کیا جائے' تو وہ ضرور غسل کرے۔'' حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ''جس شخص کی نظر بد کسی کو لگ جاتی تھی اسے وضو کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ پھر اس پانی سے مریض کو غسل کرا دیا جاتا تھا۔'' اس طریقہ کے ذریعہ بھی نظر بد کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ اسی وقت ممکن ہے جب یقین ہو کہ فلاں شخص کی نظر بد کے اثرات کی وجہ سے ہی مریض بیماری میں مبتلا ہوا ہے۔

نظر بد کے علاج اس کے علاوہ بہت ہیں جو یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔ مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھ کر پھونک ماریں۔ "**بسم اللّٰہ ارقیک واللّٰہ یشفیک' من کل داء یوذیل ومن کل نفس او عین حاسد اللّٰہ یشفیک بسم اللّٰہ ارقیک**☆"

ایک دعا جو یہاں درج کی جا رہی ہے اس کے ذریعے بھی دم کر کے مریض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں۔ "**اللھم رب الناس اذھب الباس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفائک شفاء لا یغادر سقما**☆"

ان تمام عملیات کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں۔ باوضو ہو کر اللہ سے مریض کے لیے شفاء کی طلب دل میں رکھ کر عمل کریں۔ ان شاء اللہ اللہ فضل کرے گا اور نظر بد کے تمام اثرات زائل ہو جائیں گے۔

ڈھانپ کی نظر کے علاج کے لیے گیارہویں قسط میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس والا جو وظیفہ بتایا گیا اس کے ذریعہ علاج کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی نے بہت سخت عمل کیا ہے تو ساتھ سورۃ یٰسین والے عمل کے ذریعہ علاج کریں۔ ان شاء اللہ اس کے توڑ کے لیے وہ روحانی وظائف انتہائی موثر ہیں۔

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

استاد بشیر احمد کی طرف سے بتائے گئے وظائف پر اعتراضات کا جواب

قرآن و حدیث کی روشنی میں

جادو ٹونے کے علاج کی شرعی حیثیت

اب تک آپ نے پراسرار علوم کے سابق ماہر استاد بشیر احمد صاحب کے سابقہ تجربات کی روشنی میں جنات، جادو اور عملیات کی پرخطر راہوں کے اسرار و رموز اور حقائق سے آگاہی حاصل کی۔ انھیں مضامین میں ہی استاد صاحب نے جادو ٹونے سے بچاؤ کے لیے قرآنی وظائف تجویز کیے۔ ان وظائف کی اشاعت سے جہاں بہت سے پریشان حال لوگوں نے استفادہ حاصل کیا۔ وہاں ہمیں ایسے خطوط بھی موصول ہوئے جن میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ ان وظائف کی اشاعت کو فوری طور پر بند کیا جائے۔ ایک صاحب جن کا تعلق کراچی سے ہے، موصوف لکھنے لکھانے کا شوق بھی رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے خط میں فرمایا ہے کہ ”جادو کا عقیدہ ہی انسان کو گمراہ، کمزور اور منتشر کرنے کے لیے کافی ہے۔“ اس قسم کے عقائد پر مبنی خطوط کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ وہ تمام لوگ جو ابھی تک جادو کی حقیقت اور اس کے بااثر ہونے سے انکاری ہیں۔ ان کے اطمینان قلب کے لیے قرآن و حدیث اور آئمہ اسلام کی کتب سے دلائل پیش کیے جائیں تاکہ انھیں اپنے عقائد کی اصلاح کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

جادو کے وجود پر امام نووی اپنی کتاب المغنی میں لکھتے ہیں۔ ”اور جادو فی الواقع موجود ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں وہ جو کہ مار دیتا ہے اور وہ جو کہ بیمار کر دیتا ہے اور وہ جو کہ خاوند کو بیوی کے قریب جانے سے روک دیتا ہے اور وہ جو کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ (جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۰۶)

جادوگروں سے متعلق قرآن و حدیث میں بہت سے معلومات درج ہیں۔ اسلام کا تھوڑا بہت علم رکھنے والا شخص بھی ان سے واقف ہے۔ جادو اس عمل کو کہتے ہیں جس کو سیکھنے کے لیے پہلے شیطان کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور پھر اس سے مدد لی جاتی ہے۔ جادوگر جتنا بڑا کفریہ کام کرے گا۔ شیطان اتنا زیادہ

اس کا فرمانبردار ہوگا۔ امت مسلمہ کو ہلاکت اور گمراہی سے بچانے کے لیے آپؐ نے واضح ہدایت فرما دی کہ ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے فال نکالی یا اس کے لیے فال نکالی گئی اور جس سے غیب کو جاننے کا دعویٰ کیا یا وہ غیب کا دعویٰ کرنے والے کے پاس گیا اور جس نے جادو کیا یا اس کے لیے جادو کیا گیا اور جو شخص نجومی کے پاس آیا اور وہ جو کچھ کہتا ہے۔ اس نے اس کی تصدیق کر دی تو اس نے نبیؐ کی شریعت سے کفر کیا۔'' (ہیثمی' المجمع جلد ۵ صفحہ ۲۰)

اس حدیث میں آپؐ نے جادو سے اور جادوگر کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے اور نبیؐ کسی ایسی چیز سے ہی روکتے ہیں جس کا حقیقت میں وجود ہو۔ اسی طرح ایک اور حدیث جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچ جاؤ۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے پوچھا' اے اللہ کے رسول وہ سات کام کون سے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' کسی شخص کو بغیر حق کے قتل کرنا' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا اور پاک دامن ایمان والی اور بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا'' (بخاری)

اس حدیث میں آپؐ نے جادو سے بچنے کا حکم دیا ہے اور اس کا شمار ہلاک کر دینے والے کبیرہ گناہوں میں کیا ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے' محض خام خیالی نہیں۔ اسی موضوع کی مناسبت سے حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ستاروں کا علم سیکھا گویا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا۔ پھر وہ ستاروں کے علم میں جتنا آگے جائے گا' اتنا اس کے جادو کے علم میں اضافہ ہوگا۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

اس حدیث کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ جادو ایک علم ہے اور اسے باقاعدہ طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن آپؐ نے سختی کے ساتھ جادو کا علم سیکھنے سے منع فرما دیا۔ اگر جادو کا علم حقیقت میں موجود نہ ہوتا اور اس کی تعلیم بھی ممکن نہ ہوتی تو اللہ رب العالمین قرآن مجید میں اس بات کی خبر نہ دیتے کہ وہ لوگ جادو سیکھتے تھے۔

(ترجمہ) ''اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین' سلیمانؑ کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے' جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتے' ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی۔ حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے'' دیکھ ہم محض ایک آزمائش ہیں' تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔ پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ ظاہر تھا کہ اذن الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے۔ مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع بخش نہیں' بلکہ نقصان دہ تھی اور انھیں خوب علم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا کاش انھیں معلوم ہوتا! اگر وہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں

اس کا جو بدلہ ملتا وہ ان کے لیے زیادہ بہتر تھا۔ کاش انھیں خبر ہوتی (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۰۱، ۱۰۲)

ان دلائل کی موجودگی میں اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جادو ایک حقیقی علم ہے اور اللہ کے اذن کے بغیر یہ کچھ اثر نہیں کر سکتا تو ہم اس شخص کو مورد الزام نہیں ٹھہرا سکتے۔

ہمیں ایک خط موصول ہوا ہے۔ جس میں موصوف لکھتے ہیں کہ خط کی یہ مختصر تحریر صرف نمونہ کے طور پر پیش کی گئی ہے مجموعی طور پر خط میں ایک ہی اعتراض ہے کہ کیا کوئی عامل از خود وظائف کی تعداد متعین کر سکتا ہے۔ جبکہ ایک سوال ضمنی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص جادو ٹونے یا آسیب کے اثر کا شکار ہو جائے تو وہ شرعی طریقہ سے کس طرح علاج کرے۔

ایک تحریکی رسالے میں ''جادو'' اور ''عملیات'' کے بارے میں مسلسل مضامین دیکھ کر سخت حیرت ہوتی ہے اس طرح کے عمل ہی تو ایمان اور عقیدہ توحید میں نقب لگانے کا نقطہ آغاز ثابت ہوتے ہیں۔ سید مودودی مرحوم نے بھی ان چیزوں کو اپنی گفتگو یا تحریر میں کوئی اہمیت نہیں دی۔

ہم نے ساری زندگی جو کچھ قرآن و حدیث اور مولانا مودودی مرحوم کے لٹریچر سے اخذ کیا۔ اس میں خدا تعالیٰ پر ایمان ہی کو تمام اعمال کی بنیاد جانا۔ اب خواتین میگزین میں جادو ٹونے کے نئے سلسلے کا آغاز کر کے اس عقیدے پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ خواتین عام طور پر عقیدے کے معاملے میں کچی ثابت ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس طرح تو ہم ان کے لیے ہر دوسرے فرد پر جادو کے شک و شبے کا جواز فراہم کر رہے ہیں۔

استاد بشیر احمد اور عبید اللہ طارق ڈار بیشک توحید کے نقطہ نظر ہی سے اعمال پیش کرتے ہوں تاہم جادو کا عقیدہ ہی انسان کو گمراہ۔ کمزور اور منتشر کرنے کے لیے کافی ہے۔

میری آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلے کو فوری طور پر بند کر دیجیے۔ ان کاموں کے لیے دوسرے بازاری و افسانوی رسائل ہی کافی ہیں۔ اس لیے دانشمندی اسی میں ہے کہ اس سلسلے کو فوری طور پر روک دیا جائے اور اس کی جگہ کوئی اور مفید سلسلہ شروع کیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پر جادو ہو جانے کے باوجود کبھی جادو کے زور پر دشمنوں کو فتح نہیں کیا۔ نہ حدیث میں ہمیں جادو کے بارے میں کوئی ہدایات ملتی ہیں۔

جواب: ماہنامہ خواتین میگزین میں جادو سے متعلق جو مضامین شائع ہوئے۔ ان میں کہیں بھی شرکیہ کلمات پر مبنی کوئی ذکر و اذکار شامل نہیں۔ ان وظائف کو عام کرنے کا مقصد توحید پر نقب لگانا نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانا ہے۔ جو مصیبت کے وقت اپنی حاجات کے لیے اللہ رب العالمین سے رجوع کرنے کی بجائے۔ پیروں، فقیروں، ملنگوں اور گدی نشینوں کے آستانوں پر حاضر ہو کر مشرکانہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ اب تک شائع ہونے والے تمام وظائف میں سارا زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص جادو ٹونے کا شکار ہو جائے تو وہ ادھر ادھر بھاگنے کی بجائے قرآنی ذکر و اذکار اور مسنون دعاؤں کے ذریعے اللہ سے مدد طلب کرے اور اس کے علاوہ کسی مخلوق کو حاجت روا اور مشکل کشا نہ مانے۔

مولانا مودودی رحمتہ اللہ علیہ جادو کی تاثیر اور حقیقت سے کس قدر آشنا تھے اس کے لیے آپ مولانا کی تفہیم القرآن کی چھٹی جلد میں معوذتین کی تفسیر کا بغور مطالعہ کریں اس میں ۳۳ صفحات (۵۴۶ تا ۵۷۸) پر مشتمل جادو کے تمام پہلوؤں کا جائزہ تحقیقی انداز میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے خط میں تحریر کیا ہے کہ ''جادو کا عقیدہ ہی انسان کو گمراہ'' کمزور اور منتشر کرنے کے لیے کافی ہے۔'' بجائے اس کے کہ اس کا جواب میں خود پیش کروں اس کے لیے میں مولانا مودودی کی تفہیم القرآن سے حوالہ نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مولانا فرماتے ہیں:

''جو لوگ جادو کو محض اوہام کے قبیل کی چیز قرار دیتے ہیں۔ ان کی یہ رائے صرف اس وجہ سے ہے کہ جادو کے اثرات کی کوئی سائنٹفک توجیہ نہیں کی جا سکتی۔ لیکن دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تجربے اور مشاہدے میں آتی ہیں۔ مگر سائنٹفک طریقہ سے یہ بیان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کیسے رونما ہوتی ہیں۔ اس طرح کی توجیہ پر اگر ہم قادر نہیں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس چیز ہی کا انکار کر دیا جائے جس کی ہم توجیہ نہیں کر سکتے۔ جادو دراصل ایک نفسیاتی اثر ہے۔ جو نفس سے گزر کر جسم کو بھی اسی طرح متاثر کر سکتا ہے۔ جس طرح جسمانی اثرات جسم سے گزر کر نفس کو متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر خوف ایک نفسیاتی چیز ہے۔ مگر اس کا اثر جسم پر یہ ہوتا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بدن میں تھرتھری چھوٹ جاتی ہے دراصل جادو سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی مگر انسان کا نفس اور حواس اس سے متاثر ہو کر یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ حقیقت تبدیل ہو گئی ہے۔'' (تفہیم القرآن۔ چھٹی جلد صفحہ ۵۵۶)

ایک دوسرے مقام پر مولانا رقم طراز ہیں:

''بلاشبہ یہ بات اپنی جگہ پر بالکل درست ہے کہ بندوق کی گولی اور ہوائی جہاز سے گرنے والے بم کی طرح جادو کا موثر ہونا بھی اللہ کے اذن کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مگر جو چیز ہزارہا سال سے انسان کے تجربے اور مشاہدے میں آ رہی ہو اس کے وجود کو جھٹلا دینا محض ایک ہٹ دھرمی ہے۔ (صفحہ ۵۵۷ تفہیم القرآن۔ چھٹی جلد)

نبی کریمؐ پر جادو کے اثرات پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں۔

''جہاں تک تاریخی حیثیت کا تعلق ہے نبیؐ پر جادو کا اثر ہونے کا واقعہ قطعی طور پر ثابت ہے اور علمی تنقید سے اس کو اگر غلط ثابت کیا جا سکتا ہو تو پھر دنیا کا کوئی تاریخی واقعہ بھی صحیح ثابت نہیں کیا جا سکتا۔'' (تفہیم القرآن۔ چھٹی جلد۔ صفحہ ۵۵۳)

ان حوالہ جات سے صاف طور پر واضح ہے کہ جادو کے اثر کا عقیدہ رکھنے سے انسان نہ تو گمراہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے منتشر ہونے کا کوئی خطرہ ہے۔ اگر آپ کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اس سلسلہ کو فوراً بند کر دیا جائے تو وہ لوگ سخت مایوس ہوں گے جن کے ڈھیروں خطوط ہمیں موصول ہو چکے ہیں ان میں اکثریت ان پریشان حال لوگوں کی ہے جو تحریکی گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی نہ کسی حاسد نے انھیں جادو ٹونے کے ذریعے مسائل میں مبتلا کر دیا ہے۔ نہ تو وہ کسی عامل کے پاس جانے کے لیے تیار ہیں اور نہ

ہی ان کی راہنمائی کے لیے کوئی متبادل ذریعہ موجود ہے۔

استاد بشیر احمد جو کہ پر اسرار علوم کے سابق ماہر تھے وہ اپنی سابقہ زندگی سے توبہ کر چکے ہیں۔ اب صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے اپنے سابقہ تجربات پر مشتمل قرآنی اذکار و وظائف کے ذریعے ان کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ نہ تو وہ کوئی گدی نشین ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی اس میگزین کے ذریعے اپنا کاروبار چمکانے کا ارادہ ہے۔ ان وظائف کو بتانے کا مقصد صرف لوگوں کا اللہ سے تعلق جوڑنا اور انھیں صرف اس سے ہی مدد مانگنے کی ترغیب دینا ہے۔ المختصر اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

ایک بنت اسلام از راولپنڈی

آپ نے سابقہ کئی شماروں سے جناب عبید اللہ طارق ڈار صاحب کا سلسلہ عملیات شروع کر رکھا ہے۔ جو ظاہر ہے کہ بالخصوص خواتین کو توہم پرست بنانے یا ان کی توہم پرستی کو تقویت پہنچانے میں خاصا مفید کردار ادا کر رہا ہے۔ اس سے پہلے ایک شمارے میں محترم نے جادو کے اثرات دور کرنے کے لیے اگرچہ چند قرآنی یا ماثورہ دعاؤں کا ذکر کیا تھا، لیکن جادو کا سب سے موثر توڑ یہی بتایا تھا کہ جادو کی چیز کو پہاڑوں اور صحراؤں میں تلاش کر کے ضائع کیا جائے۔ جس سے ضمناً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پاکیزہ کلام بھی جادو کے اثرات کو پوری طرح زائل نہیں کر سکتا۔ اسی کا اور ایک فطری نتیجہ یا اشارہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی بیمار ہو تو بجائے اللہ کی طرف رجوع کرنے کے کسی ماہر عامل کی عاملانہ صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائے۔

ابھی تک یہ واضح نہیں کیا گیا کہ خود عامل بننے کے لیے قرآن حکیم کی کون سی تعلیمات اور نبی کریمؐ کے کون سے اسوۂ حسنہ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ سیرت کے تمام تر مطالعے سے ایسا کوئی عمل واضح نہیں ہوتا جس کو اپنا کر کوئی مسلمان جنات کو قابو میں لائے اور جادو، آسیب اور کالے علم کے منفی و مثبت اثرات پر عبور حاصل کر سکے۔

تازہ ترین مضمون (خواتین میگزین ماہ ستمبر ۲۰۰۰ء صفحہ نمبر ۵۴ تا ۵۶) میں جن (دینی؟؟) معلومات سے نوازا گیا ہے ان سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ:

۱۔ جادو (کا شیطانی عمل) دنیا کی سب سے موثر قوت ہے جو غائبانہ بلاتحدید زمان و مکان انسانی مزاج اور جسم بلکہ زندگی پر کامل دسترس رکھتی ہے۔ یعنی جادو کے زیر اثر انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔

۲۔ جادو کی مدافعت کے لیے اگرچہ بظاہر کچھ غیر شرکیہ اعمال (غیر مسنونہ) کا ذکر کیا گیا لیکن وہ ایسا ہی ہے جیسے بعض اشتہاری حکیم خدمت خلق کے لیے ایسے نسخے شائع کرتے ہیں جن میں کم از کم دو ایسی بوٹیاں ضرور شامل ہوتی ہیں جن کا اس دنیا میں کوئی وجود نہیں اور لامحالہ لوگوں کو انہی حکیموں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ زیر حوالہ مضمون میں خواتین نے اسی بات کی شکایت کی ہے کہ مجوزہ اعمال (صالحہ؟) ناقابل برداشت ہیں۔

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ محترم مضمون نگار بین السطور لوگوں کو اپنی طرف کھینچ

رہے ہیں اور یہ بظاہر علمی مضامین بالخصوص خواتین میں وہم و خوف کو جاگزیں کر کے عاملوں کی تجارت چمکانے کا ماہرانہ ہتھکنڈہ ہے۔ میں توقع کرتی ہوں کہ جس طرح جادو کی قوت و تاثیر کو پختہ تر کرنے کے لیے آپ نے یہ تحریریں میگزین میں شائع فرمائی ہیں میری یہ چند سطور شائع فرما کر قارئین کو تصویر کا دوسرا رخ دکھانے میں بھی فراخ دلی سے کام لیں۔

جواب: آپ کا یہ خط پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے ''جادو برحق نہیں'' کے عنوان سے شائع ہونے والا مضمون پڑھنے کی بجائے صرف عنوان پڑھنے پر اکتفا کیا ہے۔ آپ نے اپنے خط کے پہلے پیراگراف میں جو اعتراضات اٹھائے ہیں ان تمام کا جواب مضمون کے آغاز میں ہی موجود ہے۔ آپ کی سہولت کے لیے وہ پیراگراف درج ہے۔

''جادو ایک علم ہے اور انسان اسے سیکھ سکتا ہے۔ کالے علم کا رنگ کالا نہیں ہوتا بلکہ ظلمت کو گھپ اندھیرے کو کفر کو شرک کو اور اللہ کی ذات کو چھوڑ کر غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا یہ ہے کالے علم کی مختصر تعریف۔ جادوئی عملیات کرنے والے عاملوں کے پاس اپنی حاجات لے کر جانے والے اور پھر ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے والے اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھیں۔

سرور کونینؐ کا فرمان ہے کہ جو شخص کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو چالیس رات تک اس کی نماز قبول نہ ہو گی (مسلم) ایک اور حدیث میں اس طرح ارشاد ہے کہ جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور پھر اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمدؐ پر اتاری گئی شریعت کا انکار کیا۔ ان واضح ارشادات کی موجودگی میں کسی مسلمان کو جادو میں دلچسپی لینے یا جادوگروں سے رجوع کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ شہرت و ناموری کے شوق اور دولت کے حصول کی خاطر عملیات کے ماہرین نے گلی کوچوں میں انسانیت کی تذلیل کے لیے ظلم و ستم کی بھٹیاں گرم کر رکھی ہیں۔ جہاں ہمہ وقت اہل ایمان کے عقیدہ توحید کو خاکستر اور ان کی زندگیوں کو شرک کے زہر سے آلودہ کیا جا رہا ہے۔

یہ پیشہ ور عامل جب ظلم پر اترتے ہیں تو یہ بھی نہیں سوچتے کہ کل روز قیامت اپنی حرکتوں کا اللہ کے حضور کیا جواز پیش کریں گے۔ ان عاملوں کو ہر وقت دولت سمیٹنے اور اپنے پیٹ کے جہنم کو بھرنے کی فکر لاحق رہتی ہے۔ اپنے انجام سے بے پرواہ اور اللہ کے خوف سے بے نیاز ان عاملوں نے قرآن مجید کے الفاظ کی ترتیب کو بگاڑ کر ایسے تعویذ تیار کیے ہوئے ہیں۔ جو خلق خدا کے لیے باعث زحمت بن گئے ہیں۔ جعلی روحانی عاملوں کی اکثریت اس گھناؤنے فعل کے ذریعے لوگوں کو کامیابی سے دھوکہ دیتی ہے کہ ہم تو قرآن کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس رب العالمین نے قرآن مجید کو انسانیت کے لیے باعث رحمت بنا کر بھیجا تھا۔''

یہ وہ پیراگراف ہے جو ''جادو برحق نہیں'' کے آغاز میں درج ہے۔ اب آپ بتائیں کہ اس میں عاملوں کی ماہرانہ صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کی طرف اشارہ ہے یا ان سے دامن بچانے کی تلقین کی گئی ہے۔

اب تک جو مضامین بھی اس موضوع پر شائع ہوئے ہیں ان میں آپ کسی ایک لفظ یا لائن کا

حوالہ دے کر ثابت کریں کہ ہم نے کسی کو عامل بننے یا جنات کو قابو کرنے کی ترغیب دی ہو۔ یقیناً آپ کے لیے یہ ایک مشکل کام ہوگا۔

ان مضامین کو پڑھنے کے بعد آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ یہ محسوس کرتی ہیں کہ یہ مضامین ''عاملوں کی تجارت چمکانے کا ماہرانہ ہتھکنڈہ ہے'' مجھے آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں کیونکہ ان مضامین کی اشاعت سے سب سے زیادہ تکلیف پیشہ ور عامل حضرات کو پہنچی ہے کیونکہ قارئین کو بارہا ان سے رجوع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ہم نے جادو کی قوت اور تاثیر کو پختہ تر کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ وضاحت سے بیان کیا ہے کہ اس کی حیثیت کلام الٰہی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ ہر شخص قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں کے ذریعے گھر بیٹھے خود علاج کر سکتا ہے۔ اسے کسی عامل کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ اگر آپ کو جادو کی تاثیر سے انکار ہے تو میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ مولانا مودودیؒ کی مشہور زمانہ تفسیر ''تفہیم القرآن'' کی چھٹی جلد میں معوذتین کی تفسیر کا بغور مطالعہ کریں۔ اس میں مولانا نے نہایت تفصیل کے ساتھ جادو سے متعلق تمام امور کی وضاحت فرما دی ہے۔

چودھری نذر محمد مبتلا، لاہور

خواتین میگزین اکثر نظر سے گزرتا ہے۔ ''مسائل اور ان کا شرعی حل'' مضمون ماہ ستمبر ۲۰۰۰ء پیش نظر ہے۔ اس میں ایک دعا ہر نماز کے بعد چالیس روز تک پڑھنے کا وظیفہ بتایا گیا ہے اور اول و آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھنا ہے تاکہ ایک پریشان بیٹی کے لیے رشتہ کا مسئلہ حل ہو جائے۔ اس میں عالم دین نے یہ حوالہ نہیں دیا کہ یہ دعا اور پڑھنے کا طریقہ کس نے مقرر کیا ہے۔ کیا نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اگر ایسا ہے تو حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے۔ کیا پریشان حال بیٹی اسے یونہی پڑھنا شروع کر دے گی۔ میرے نقطہ نظر سے یہ رویہ شرعی طور پر درست نہیں بلکہ گرفت کا بھی مستوجب ہے۔

سورہ توبہ کی آیت ۳۱ میں مذکور ہے ''انھوں نے (یہود اور نصاریٰ نے) اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا اور عیسیٰ بن مریم کو بھی۔'' اس آیت کی تشریح میں سید مودودیؒ یوں رقمطراز ہیں۔ ''حدیث میں ہے کہ جب حضرت عدی بن حاتمؓ جو پہلے عیسائی تھے، نبیؐ کے پاس حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے انھوں نے ایک سوال یہ بھی کیا تھا کہ اس آیت میں ہم پر اپنے علماء اور درویشوں کو خدا بنا لینے کا الزام عائد کیا گیا ہے اس کی اصلیت کیا ہے۔ جواب میں حضورؐ نے فرمایا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو کچھ یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم حرام مان لیتے ہو اور جو کچھ یہ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا یہ تو ضرور ہم کرتے رہے ہیں فرمایا بس یہی ان کو خدا بنا لینا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کی سند کے بغیر جو لوگ انسانی زندگی کے لیے جائز و ناجائز کی حدود مقرر کرتے ہیں وہ دراصل خدائی کے مقام پر بزعم خود متمکن ہوتے ہیں اور جو ان کے اس حق شریعت سازی کو تسلیم کرتے ہیں وہ انھیں خدا بناتے ہیں۔''

پس قرآن وسنت کی سند کے بغیر کسی کو حلال وحرام اور جائز ناجائز کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔ یہی حال وظائف واعمال مقرر کرنے اور اس پر عمل کرنے کا ہے۔ اگر اہل اسلام کسی پیر' مولوی یا امام کا یہ حق تسلیم کریں تو اسے رب بنانے کے مترادف ہوگا۔ لہٰذا جب کسی مسئلہ کا شرعی حل بتایا جائے تو قرآن یا حدیث کا حوالہ دیا جائے یا یوں کہا جائے کہ قرآن وسنت میں اس کی ممانعت وارد نہیں لہٰذا مباح ہے۔ محض ''جائز ہے یا ناجائز'' کہنے سے شرعی حل نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح بعض وظائف یا دعائیں بتا دی جاتی ہیں اور قرآن یا حدیث کا حوالہ نہیں دیا جاتا تو ایسے وظیفہ یا دعا کا کوئی مقام نہیں ٹھہرتا اور نہ سائل کو اس پر عامل ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص محض مولوی صاحب یا پیر صاحب کے کہنے پر ایسے وظیفہ پر عامل اور اس کی برکت کا قائل ہوتا ہے تو وہ آیت مذکورہ کی تنبیہ سے کیسے بچ سکتا ہے۔ اس کالم ''مسائل اور ان کا شرعی حل'' میں مسائل کا حل قرآن وسنت کے حوالہ ہی سے شائع کیا جائے تاکہ عامتہ الناس کی نظروں سے قرآن وسنت کی اہمیت اور جھل نہ ہونے پائے۔ اسی پر سورہ فاتحہ پر مشتمل شائع شدہ وظیفہ قیاس کر لیا جائے کیونکہ اذکار مسنونہ میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

دوسری بات ''جادو برحق نہیں'' شائع شدہ اگست ۲۰۰۰ء اس میں حضور کی حدیث درج ہے۔ ''جو شخص کسی نجومی کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارہ میں دریافت کیا تو چالیس رات تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی'' پھر غلط کار جادوگروں اور عاملوں کی کارستانیوں کا ذکر کیا گیا۔ پھر تعویذات کا ذکر ہے۔ ان سے بچنے کے لیے صاحب مضمون نے اپنے سالہا سال کے تجربات سے استفادہ کا مشورہ دیا ہے۔ مگر اپنے وظائف کے بارے میں یہ نہیں بتایا کہ انھوں نے یہ کہاں سے اخذ کیے۔ ظاہر ہے کہ اس میدان میں اور زندگی کے ہر میدان میں صرف قرآن وسنت ہی ایک سچے مسلمان کے راہنما ہیں۔ جن کی رہنمائی میں چلتے ہوئے نہ کسی گمراہی کا ڈر ہے نہ خسارہ کا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے محض تخمین وظن ہے جس کے موثر ہونے کی کوئی ضمانت نہیں۔ پھر کسی عامل کے ذاتی تجربات کوئی سائنسی چیز تو ہیں نہیں کہ انھیں کسی معمل میں تجزیہ کر کے ان کی تاثیر کو جانچ لیا گیا ہو۔ لہٰذا جس طرح سفلی عملیات والے عامل لوگوں کو غلط راہوں پر ڈالتے ہیں اور پیسے کھرے کرتے ہیں اسی طرح یہ ''روحانی'' وظائف واعمال کا سلسلہ بھی بھولے بھالے مسلمانوں کو ایک دوسری قسم کی پریشانی میں مبتلا کرنے کا موجب بنے گا۔ کیونکہ ایسے وظائف میں یہ چینی' یہ سونف' یہ ۳۱۳ مرتبہ سورتوں کا پڑھنا اور یہ عمل چالیس روز تک دہرانا' یہ اکیس مرتبہ سورہ مزمل کا پڑھنا' اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف کا پڑھنا آخر کب اور کہاں ہادیٔ اسلام نے تعلیم فرمایا ہے۔ پھر لوہے کی میخوں پر درود ابراہیمی اور ۷۰ مرتبہ سورہ طارق پڑھ کر دم کرنا اور گھر میں گاڑنا آخر کہاں مذکور ہے۔ تو جنات ایک ظنی اور بظاہر سفلی علم کا توڑ ایک دوسرے ظنی علم اور بظاہر روحانی علم کے ذریعہ کرنا کوئی بہتر کاوش نہیں ہے جبکہ اس میں بھی محنت بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے اور یہ محنت انسان کے روزمرہ کے فرائض اسلام کی ادائیگی میں حارج ہوگی اور خواہ مخواہ کی مشقت کا باعث ہوگی۔ پھر یہ عملیات کرنے کی اجازت جو مرحمت فرمائی گئی ہے یہ عجیب وغریب چیز ہے۔ کیا اپنی محنت سے حاصل کردہ قوت کسی کو منتقل کی جا سکتی ہے۔ کیا کوئی شخص کسی عالمی

پہلوان کی محض اجازت سے اس کی قوت و مہارت استعمال کر سکتا ہے جبکہ شاگرد نے ویسی محنت و مشقت برداشت نہ کی ہو۔ محض اذن دینے سے کیا ہوتا ہے۔ ہاں حضورؐ نے اپنی امت کو بہت سی دعائیں اور دم (رقیہ) سکھائے ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہر مسلم اللہ کے اذن سے فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ ان کے بعد کسی عامل یا پیر فقیر سے اجازت لینے کا ذکر احادیث میں کہیں مذکور نہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضورؐ سے تعویذ لکھا کر عطا کرنا احادیث میں مذکور نہیں ہے کہ اسے گھول کر پیا جائے یا گلے میں لٹکایا جائے۔

احادیث میں مذکور ہے کہ حضورؐ پر مدینہ کے ایک لبید نامی شخص، جو غالباً یہودی تھا، نے جادو کیا تھا اور حضورؐ جسمانی طور پر اس سے متاثر بھی ہو گئے تھے جس کے دفعیہ کے لیے حضور کو معوذتین عطا ہوئیں یعنی قرآن کریم کی آخری دو سورتیں۔ اس سے حضورؐ نے جادو کا توڑ کیا۔ آپ ہر رات کو بھی یہ سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر تمام جسم مبارک کو مس کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے نظر بد سے بچاؤ اور امراض سے شفا کے لیے دم سکھائے ہیں۔ سید مودودیؒ کی تفسیر میں آخری دو سورتوں کی تفسیر میں تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ مشکوٰۃ شریف میں آپ کی تعلیم کردہ دعائیں اور اذکار ملاحظہ کر لیے جائیں۔

پس جب کہ یہ جادو کا مسئلہ حضور کے دور میں پیدا ہو چکا تھا اور حضورؐ نے اور حضورؐ کے رب نے اس کا روحانی علاج بھی تعلیم فرما دیا تو اب امت کو نام نہاد عاملوں کے چکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے اور خواتین میگزین جیسے نظریاتی جریدہ کو اپنے قارئین کو قرآن و حدیث کے متوازی نظام عملیات کی طرف راہ بجھانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں حجازی اسلام جیسا کہ حضورؐ نے رائج کیا، کی طرف نظر رکھنی چاہیے۔

ہاں پھر دکھا دے مجھے حجاز کے صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

جواب: جادو ٹونے کے علاج سے متعلق کچھ ایسے وظائف آپ کی نظر سے گزرے ہیں جو آپؐ سے نصاً تو ثابت نہیں ہیں۔ لیکن وہ ان عمومی قواعد کے تحت آ جاتے ہیں جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ مثلاً آپ دیکھیں گے کہ قرآن مجید کی ایک آیت یا مختلف سورتوں کی کئی آیات سے علاج کا ذکر آیا ہے تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت آ جاتی ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ.

(ترجمہ) ''اور ہم نے قرآن مجید کو اتارا جو کہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔''

چند علماء کا کہنا ہے کہ اس سے معنوی شفاء یعنی شک، شرک اور فسق و فجور سے شفا ہے اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس شفاء سے مراد معنوی اور حسی دونوں ہیں اور اس سلسلے میں سب سے اہم دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جس میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپؐ ان کے پاس آئے تو وہ ایک عورت پر دم کر رہی تھیں، تو آپؐ نے فرمایا:

عالجیھا بکتاب اللہ یعنی اس کا علاج قرآن مجید سے کرو (**الصحیحۃ للالبانی**) اگر آپ

اس حدیث پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپؐ نے پوری کتاب اللہ کو ذریعہ علاج قرار دیا ہے اور اس کی کسی آیت یا سورت کی تخصیص نہیں فرمائی پس پورا قرآن مجسمہ شفاء ہے اور ہم نے خود کئی بار تجربہ کیا ہے کہ قرآن مجید کے ذریعے نہ صرف جادو، حسد، اور آسیب زدہ مریضوں کے علاج کے علاوہ جسمانی بیماریوں کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے اگر کوئی یہ اعتراض کرے اور کہے کہ ہر آیت کے لیے خاص دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ آپؐ نے فلاں مرض کا علاج، فلاں آیت کے ساتھ کیا تھا تو اس سے ہم گزارش کریں گے کہ آپؐ نے اس سلسلے میں ایک عام قاعدہ وضع فرمایا تھا جو صحیح مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے۔ اس میں آتا ہے کہ چند لوگوں نے آپؐ سے گزارش کی کہ ہم جاہلیت کے دور میں دم وغیرہ کیا کرتے تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا:

"اعرضوا علی رقاکم، لا، باس بالرقیة مالم تکن شرکا"

(ترجمہ) "اپنے دم وغیرہ مجھ پر پیش کرو اور ہر ایسا دم درست ہے جس میں شرک نہ پایا جاتا ہو۔"

بحوالہ (مسلم کتاب السلام النووی جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن، سنت، دعاؤں اور اذکار سے حتیٰ کہ جاہلیت والے دم وغیرہ سے علاج ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس میں شرک نہ پایا جاتا ہو۔ اسی موضوع پر ایک اور دلیل کہ کیا از خود وظائف کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

حضرت خارجہؓ کہتے ہیں کہ ان کا چچا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر جب واپس جانے لگا تو ایک بستی سے اس کا گزر ہوا، جہاں لوگوں نے ایک پاگل کو زنجیر سے باندھ رکھا تھا۔ اس کے گھر والوں نے اس سے کہا۔ "ہم نے سنا ہے تمہارا نبی خیر و بھلائی لے کر آیا ہے۔ تو کیا تم اس مجنون کا علاج کر سکتے ہو؟" تو اس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا جس سے اس کو شفا مل گئی اس کے گھر والوں نے اسے ۱۰۰ بکریاں بطور انعام دیں۔ اس نے بعد میں یہ سارا واقعہ رسول اللہؐ کو آ کر سنایا تو آپؐ نے پوچھا! تم نے کچھ اور بھی پڑھا تھا؟ اس نے کہا نہیں، تو آپؐ نے فرمایا تو وہ بکریاں قبول کر لو کیونکہ تم نے برحق دم کیا ہے اور لوگ تو ناجائز دم کر کے لوگوں کا مال بٹورتے ہیں۔ ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ اسنے تین دن تک اسے سورۃ فاتحہ پڑھ کر صبح و شام دم کیا اور ہر مرتبہ سورہ فاتحہ کو پڑھ کر اپنی لعاب کو پھونک سے ملا لیتا تھا۔ یہ حدیث سنن ابو داؤد میں موجود ہے۔ امام نووی نے الاذکار میں اور شیخ البانی نے صحیح ابو داؤد جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۳۷ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن قدامہ کہتے ہیں کہ "جادو کا توڑ اگر قرآن سے کیا جائے یا ذکر اذکار سے یا ایسے کلام سے کیا جائے جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (المغنی، جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۱۴)

مزید وضاحت کرتے ہوئے امام رقمطراز ہیں کہ "جادو سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اور اس میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، سوا سے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے خواہ وہ اس کی

تحریم کا عقیدہ رکھے یا اباحت کا (المغنی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۶)

حافظ ابن حجر کہتے ہیں رسول اکرمؐ کا فرمان ہے **النشرة من عمل الشیطان** جادو کا توڑ شیطانی عمل ہے، اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جادو کا علاج اگر خیر کی نیت سے ہو تو درست ہوگا ورنہ درست نہیں ہوگا۔ (احمد، ابو داؤد).

میں سمجھتا ہوں کہ جادو کے علاج کی دو اقسام ہیں:

۱۔ جائز علاج جو کہ قرآن مجید اور مسنونہ اذکار اور دعاؤں سے ہوتا ہے۔

۲۔ ناجائز علاج جو کہ شیطانوں کا تقرب حاصل کر کے اور انھیں مدد کے لیے پکار کے جادو ہی کے ذریعے ہوتا ہے اور یہی علاج آپؐ کی مذکورہ حدیث سے مراد ہے اور ایسا علاج کس طرح درست ہو سکتا ہے جبکہ آپؐ نے جادوگروں کے پاس جانے سے روکا ہے اور ان کی باتوں کی تصدیق کرنے کو کفر قرار دیا ہے۔

امام ابن قیمؒ نے بھی جادو کے علاج کی یہی دو قسمیں ذکر کی ہیں اور ان میں سے پہلی کو جائز اور دوسری کو ناجائز قرار دیا ہے۔

کیا کوئی عامل از خود وظائف کی تعداد متعین کر سکتا ہے اس معمہ کے حل اور مزید تحقیق کے لیے میں نے مختلف علمائے کرام سے رابطہ کر کے ان کی رائے معلوم کی تا کہ کوئی الجھن باقی نہ رہے مولانا محمد رفیق سلفی صاحب کا تعلق راہوالی سے ہے انھوں نے اس سوال کے جواب میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور ہم نے قرآن میں ایسی آیات نازل فرمائی ہیں جو مومنوں کے لیے شفاء اور رحمت ہیں، ان میں روحانی شفاء بھی ہے اور جسمانی شفاء بھی۔ اس کے علاوہ بخاری و مسلم شریف میں ایک واقعہ درج ہے کہ ''آپؐ نے اپنے چند اصحابؓ کو ایک مہم پر بھیجا، جن میں حضرت ابو سعید خدریؓ بھی تھے۔ یہ حضرات راستہ میں عرب کے ایک قبیلے کی بستی میں جا کر ٹھہرے اور انھوں نے قبیلے والوں سے کہا کہ ہماری میزبانی کرو، انھوں نے انکار کر دیا۔ اسی دوران قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا اور وہ لوگ ان مسافروں کے پاس آئے اور کہا کہ کیا تمھارے پاس کوئی دوا یا عمل ہے جس سے تم ہمارے سردار کا علاج کر دو؟ حضرت ابو سعیدؓ نے کہا '' ہے تو سہی مگر، چونکہ تم نے ہماری میزبانی سے انکار کیا ہے اس لیے جب تک تم کچھ دینے کا وعدہ نہ کرو، ہم اس کا علاج نہیں کریں گے'' انھوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ (بعض روایات میں ہے ۳۰ بکریاں) دینے کا وعدہ کیا اور حضرت ابو سعید نے جا کر اس پر سورۃ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور لعاب دھن اس پر ملتے گئے آخر کار بچھو کا اثر زائل ہو گیا اور قبیلے والوں نے جتنی بکریاں دینے کا وعدہ کیا تھا وہ لا کر دے دیں۔ مگر ان اصحاب نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان بکریوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھاؤ جب تک رسول اللہؐ سے پوچھ نہ لیا جائے۔ نہ معلوم اس کام پر اجر لینا جائز ہے یا نہیں چنانچہ یہ لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا۔ حضورؐ نے ہنس کر فرمایا: ''تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورۃ جھاڑنے کے کام بھی آ سکتی ہے؟ بکریاں لے لو اور ان میں میرا حصہ بھی

کی۔ اس واقعہ سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عمل کرنے والے نے قرآن پاک سے سورۃ بھی خود منتخب کی اور اس کی تعداد بھی خود مقرر فرمائی۔ اس پر آپؐ نے کوئی اعتراض نہ فرمایا۔ اسی طرح بخاری و مسلم شریف میں ایک حدیث موجود ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص صبح کے وقت ۱۰۰ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور ۱۰۰ مرتبہ شام کے وقت کہے قیامت کے دن اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا۔ مگر وہ آدمی جو کہے مثل مَاقَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ.

اب ایک شخص تو ۱۰۰ مرتبہ پڑھتا ہے جبکہ دوسرا اس سے زیادہ پڑھنا چاہتا ہو تو ظاہری بات ہے کہ پڑھنے والا تعداد خود متعین کرے گا اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اس اجازت کے تحت کرتا ہے جو آپؐ نے ''زاد'' کے الفاظ کہہ کر تعداد خود مقرر کرنے کی اجازت دے دی۔ گویا عمل کرنیوالا خود پڑھنے کے لیے تعداد متعین کر سکتا ہے بلکہ دوسروں کی رہنمائی بھی کر سکتا ہے۔

مسلم میں عوفؓ بن مالک اشجعی کی روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم لوگ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اس معاملہ میں حضورؐ کی رائے کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جن چیزوں سے تم جھاڑتے تھے وہ میرے سامنے پیش کرو۔ جھاڑنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

شیخ محمد حافظ بلتستانی جامعہ جعفریہ گوجرانوالہ میں نائب پرنسپل ہیں۔ انھوں نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ روحانی عملیات کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پانچ عملیات مکمل کیے جائیں۔ ان کے کرنے سے انسان کو عامل کامل کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ ان عملیات کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم کے عمل سے کیا جاتا ہے۔ اس میں بلا ناغہ ۳۱۲۵ مرتبہ وظیفہ کا ورد مسلسل ۴۰ روز تک کیا جاتا ہے۔ اس عمل کو کرنے کے بعد انسان کو عامل کامل کی پہلی منزل مل جاتی ہے۔ اسی طرح باقی ۴ عمل بھی قرآنی آیات سے کیے جاتے ہیں۔ اس عمل کو کرنے کے لیے پہلے کسی عامل کامل سے اجازت حاصل کرنا ہوگی اس عمل کے لیے شرط ہے کہ واجب بجالانا ہے اور حرام چیزوں کو ترک کر دینا ہے۔

انھوں نے کہا کہ وظائف کی تعداد متعین کرنے سے دین میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے روحانیت کو تقویت ملتی ہے۔ اور ویسے بھی توجہ اور یکسوئی سے وظائف کرنے کے لیے تعداد کا تعین بہت ضروری ہے۔

ذیل میں شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک صاحب کو موصول ہونے والے ایک خاتون کا خط اور اس خاتون کو مولانا کا جواب بھی شائع کیا جا رہا ہے تاکہ اس موضوع کی مزید وضاحت ہو جائے۔

ایک بنت اسلام

چچا جان میں ایک مسئلے کے حل کے لیے آپ کو تکلیف دے رہی ہوں اس امید کے ساتھ کہ آپ اپنی پہلی فرصت میں میری راہنمائی فرمائیں گے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ماہانہ رسالہ خواتین میگزین اور انصاف اخبار کے سنڈے میگزین میں معروف

عامل استاد بشیر احمد کے نام سے کوئی صاحب جادو ٹونے کے اثرات کو زائل کرنے کے طریقے بتاتے ہیں جس میں پانی، سونف، چینی وغیرہ پر دم کر کے کھانا، جسم پر پھونکیں مارنا۔ لوہے کی کیلیں، پتھر کی کنار وغیرہ پر دم کر کے کہیں گاڑنا یا پھینکنا۔ انھوں نے ایک استخارے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ کیا یہ سب جائز ہے یا ناجائز جبکہ وہ درود شریف اور سورتوں آیتوں کو پڑھ کر یہ سب کچھ کرنے کو کہتے ہیں۔

میں تحریک اسلامی سے وابستہ ہوں ہمارے ہاں ہر ہفتے درس قرآن کا پروگرام ہوتا ہے جس میں تحریک اسلامی سے وابستہ اور عام خواتین کثیر تعداد میں شرکت کرتی ہیں اور ان میں سے اکثر خواتین پیروں مریدوں کے چکروں میں رہتی ہیں جب انھیں منع کیا جائے تو وہ کہتی ہیں دنیا میں ہر مرض کی دوا ہے کیا جادو کے اثر کو ختم کرنے کے لیے اللہ نے کوئی دوا نہیں بھیجی ہم جن بزرگوں کے پاس جاتی ہیں وہ تو نیک لوگ ہیں اور اگر دوسری طرف دیکھا جائے تو یہ بھی درست ہے کہ ہمارے معاشرے میں حسد کی بیماری اس قدر عام ہے کہ دوسروں کو ناکام کرنے اور نقصان پہنچانے کے لیے گناہ کبیرہ تک کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا اور یہ جادو ٹونے وغیرہ کی وباء تو اس قدر پھیل گئی ہے کہ ہر پچاسویں گھر کا کوئی نہ کوئی فرد اس طرح کے چھوٹے موٹے عمل کر کے پیر بننے کی کوشش میں لگا ہوا ہے حال ہی کا ایک واقعہ ہے کہ میری ایک عزیزہ کی شادی ہوئی۔ بہت ہی اچھے عقیدے کی مالک ہیں اسکے میاں نے ابھی ابھی یہ عمل وغیرہ سیکھے ہیں میری عزیزہ کہتی ہیں کہ جب میں اسے منع کرتی ہوں تو مجھے ان چیزوں سے ڈراتا ہے اگر کمرے میں جاؤں تو عجیب قسم کی آوازیں چیخ وپکار چھن چھن کی آوازیں آتی ہیں کبھی الماریوں سے برتن نکل کر باہر گرنے لگتے ہیں کہتی ہے کہ ہر وقت میں عجیب قسم کی بے چینی اور خوف کا شکار رہتی ہوں دماغ بالکل ختم ہو کے رہ گیا ہے ایک بیٹا ہے سال کا۔ لگتا ہے جیسے وہ نہیں رہے گا۔

محترم چچا جان! پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح کی پریشان یا پیروں وغیرہ کے چکروں میں پڑی ہوئی خواتین اگر خواتین میگزین یا انصاف کے سنڈے میگزین میں شائع ہونے والے بشیر احمد صاحب کے وظیفوں پر عمل کریں تو وہ ناجائز تو نہیں ہے جبکہ بظاہر تو درود شریف قرآن کی سورتوں اور آیتوں پر مشتمل وظیفے ہیں پھر بھی آپ کی رہنمائی ضروری سمجھتی ہیں۔

مولانا عبدالمالک کا جواب

آپ نے دینی علم اور شعور سے وافر حصہ پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں مزید اضافہ اور برکتیں عطا فرمائیں۔ آمین۔

آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ بہت سے لوگوں نے ٹونے ٹوٹکوں کا کاروبار شروع کیا ہوا ہے۔ جادو اور کالے علم کے نام سے بھی لوگوں کو سچ جھوٹ دونوں طرح سے ڈرایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شریر لوگوں اور ان کے شر سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

لوگوں کو کسی بھی ذریعہ سے ایذا دینا ایمان اور اسلام کے منافی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں، اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جانوں اور مالوں کے سلسلہ میں امن حاصل ہو اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں سے رک جائے جن سے اللہ نے روکا ہے'' (صحیح بخاری شریف) اور ایک روایت میں ہے ''جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دے'' (مسند احمد) پس جس طرح تلوار، کلاشنکوف یا بم کے ذریعہ لوگوں کی جانوں اور مالوں کے در پے ہونا حرام ہے، اسی طرح ٹونے ٹوٹکوں کے ذریعہ بھی لوگوں کے مالوں اور جانوں کو نقصان پہنچانا حرام ہے۔ اسلامی حکومت میں جادوگروں کے لیے بھی سزا مقرر ہے۔ اور چالوں اور خفیہ طریقوں سے نقصان پہنچانے والوں کے لیے بھی تعزیری سزاؤں کا قانون موجود ہے۔

اس قسم کے لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعے برائی سے روکنا چاہیے۔ جادو جسے کالا علم کہا جاتا ہے اس میں ایک تو شرک کیا جاتا ہے، شیطان کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے جس کا کوئی باشعور مسلمان تصور نہیں کرسکتا۔ جادو کے نام سے اکثر لوگوں کو جھوٹ موٹ ڈرایا جاتا ہے۔

جادو اور کالے علم کے نام سے اکثر ٹونے اور ٹوٹکے کیے جاتے ہیں اور خفیہ چالوں کے ذریعہ لوگوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہرحال اسماء حسنہ، قرآنی آیات اور ذکر اذکار کے ذریعہ اس طرح کے ٹونے ٹوٹکوں اور جادو کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر جادو کے مقابلہ کے لیے قرآن و سنت کے مطابق عمل بتایا جائے تو اسے اختیار کرنا جائز ہے۔ خواتین میگزین اور انصاف سنڈے میگزین میں استاد بشیر احمد کی طرف سے جادو کے توڑ کے جو طریقے نقل کیے ہیں۔ وہ قرآن و سنت کے مطابق ہیں۔ اس لیے ان کو اختیار کرنا جائز ہے۔ نیز بلاوجہ وہم میں بھی مبتلا نہ ہونا چاہیے۔ اگر کسی کو تکلیف ہو تو ڈاکٹر اور جادو کو سمجھنے والے عالم سے مشورہ لے کر کوئی قدم اٹھانا چاہیے۔

آپ نے اپنے عزیز کا جو قصہ لکھا ہے وہ قابل افسوس ہے۔ اسے سمجھائیں کہ وہ ٹونے ٹوٹکوں کے اس چکر میں نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرے اور ثواب کی خاطر قرآن پاک کی تلاوت کرے اور اذکار مسنونہ کا ورد کرے لوگوں کو نقصان پہنچانے والے اعمال کو چھوڑ دے اور قرآن پاک اور اذکار کو دنیا کی کمائی کا ذریعہ بھی نہ بنائے۔

(بحوالہ عبید اللہ طارق ڈار ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

اسلام میں جادو کی حقیقت

''کالے علم کی کاٹ و پلٹ کے ماہر اعظم سے ہر کام گھنٹوں میں کرائیں۔ کام نہ ہونے کی صورت میں ایک لاکھ روپے جرمانہ، جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے...... بانسری کی دھن پر موکلات کی دھمال اگر پاکستان کا کوئی نجومی عامل پروفیسر مجھے شکست دے گا تو اسے ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دوں گا۔ وہ خواتین و حضرات جو پاکستان میں جگہ جگہ سے کام کروا کر مایوس ہو چکے ہیں ان کو میرا کھلا چیلنج ہے کہ ایک دفعہ میرے آستانے میں آ کر پہلی فرصت میں کامیابی حاصل کریں۔ ہر مقصد میں کامیابی...... مایوسی گناہ ہے۔ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ لاکھوں دکھی بہن بھائی فیض حاصل کر کے پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔ جن کا ثبوت ہمارے دفتر میں موجود ہے۔ آپ نے جنگلوں اور پہاڑوں میں بے شمار چلے کر کے لوگوں کو فیض عام پہنچایا اگر آپ کا کوئی مسئلہ ہے۔ مثلاً محبوب سے جدائی، رشتہ میں رکاوٹ، تعویذات کا اثر، اولاد کا نہ ہونا، جادو ٹونہ، کاروباری نقصان سے بچنے کے لیے، شوہر کو راہ راست پر لانے کے لیے، دشمن کو زیر کرنا، کالے علم کے کرشمہ سے فوری کامیابی، ہر قسم کی الجھن کے لیے پہلی ملاقات ہی سکون قلب کا باعث ہوگی۔ (راز پوشیدہ)''

یہ اور اس قسم کے دوسرے اشتہارات آئے روز اخبارات بڑے اہتمام سے شائع کرتے ہیں۔ خوبصورت، دلفریب اور انسان کی دکھتی رگوں کو چھیڑتے یہ اشتہارات ہر شخص کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ پاکستان میں پراسرار علوم کا دھندہ منافع بخش کاروبار کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کراچی، لاہور، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں ایسے لوگوں کی محدود تعداد موجود ہے جو پراسرار علوم پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت منظم انداز میں کام کرتے ہیں۔ ضرورت مندوں کی بہت بڑی تعداد اپنے مسائل کے حل کے لیے دور دراز علاقوں سے ان کی طرف رجوع کرتی ہے اور یہ لوگ اپنے مسائل کے حل کی خاطر بھاری نذرانے ادا کرتے ہیں۔

لیکن بیشتر عامل فراڈ اور شعبدہ بازی کے ذریعے کام چلاتے ہیں۔ ان کی کرامات میں جادو کا کمال کم ہوتا ہے اور شعبدہ بازی کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔ کالے جادو کے ماہر عاملین نے ہر مقصد کے لیے علیحدہ ''چلے'' ہو جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کالے علم کے ماہر عاملین شیطانی علوم کے ذریعے کاروبار میں رکاوٹیں ڈال سکتے ہیں۔ باہمی تعلقات میں شکوک و شبہات کے ذریعے فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ایسے افراد کی تعداد ہزاروں میں ایک کی ہے۔ زیادہ عاملوں کی تعداد ایسی ہے جو ہلکے پھلکے

عمل کے ماہر ہوتے ہیں۔ جس کو ایک عام آدمی بھی سیکھ سکتا ہے۔ یہ جعلی قسم کے عامل لوگوں کو مرعوب کرنے کے لیے شعبدہ بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اپنی دکانداری چمکانے کے لیے بلند بانگ جھوٹے دعووں کا سہارا لیتے ہیں۔

یہ پیشہ ور عامل اور پروفیسر انسان دوستی کا یقین دلا کر عرصہ دراز سے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مصیبت کے مارے جب اپنے مسائل کے حل کے لیے ان سے رجوع کرتے ہیں تو یہ لوگ اپنی نیک نیتی کا یقین دلا کر اور ہمدرد بن کر ضرورت مندوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کے بعد ان کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں اور مسائل میں مزید اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔ ان کا زیادہ تر شکار عورتیں ہوتی ہیں۔

روزنامہ دن ۲۷ مارچ ۱۹۹۹ء میں اسی طرح کی ایک خبر نمونہ کے طور پر پیش کر رہا ہوں۔ نئی آبادی سوہاوہ میں ۲ باریش فراڈیوں نے اولاد نرینہ سے محروم دبئی میں مقیم مشتاق احمد کے اہل خانہ کو جعلی کرامات کے ذریعے بے وقوف بنا کر ۲۷ تولے طلائی زیورات سے محروم کر دیا۔ تین روز بعد جعلسازی کا پتہ چلنے پر خواتین کو غشی کے دورے پڑ گئے۔ تھانہ سٹی ڈسکہ میں پرچہ درج کر لیا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ مشتاق احمد کی پانچ بیٹیاں ہیں اور اللہ نے اسے بیٹے کی نعمت سے محروم رکھا ہے۔ گزشتہ روز دو عدد باریش فراڈیے اس کے گھر آئے اور قیلولہ کرنے کے بہانے رکے۔ اس دوران انھوں نے اللہ کا ورد شروع کر دیا اور پھر رات تین بجے تک تلاوت کرتے رہے۔ ایک موقع پر ہاتھ میں گندم کا دانہ رکھ کر جعلسازی کے ذریعے اسے موتی میں تبدیل کر دیا اور اسی طرح کی دیگر جعلی کرامات دکھائیں۔ اس کے بعد انھوں نے خواتین کو مشورہ دیا کہ اولاد نرینہ کے لیے زیورات پر دم کرا لیں۔ خواتین نے گھر رکھے ۲۷ تولے زیورات پیروں کے حوالے کر دیئے۔ دم کرنے کے بعد انھوں نے اسے گٹھڑی میں باندھا اور سختی سے ہدایت کی کہ تین روز تک اس کو ہاتھ نہ لگائیں۔ اگلی صبح دونوں پیر ۶ قیمتی امپورٹڈ کمبل لے کر رخصت ہو گئے اور تین روز بعد جب خواتین نے گٹھڑی کھولی تو اس میں سے زیورات کی بجائے پتھر نکلے۔

اخبارات میں اس قسم کی خبریں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں جس میں نوسر باز شعبدہ بازی یا چرب زبانی کے ذریعے لوگوں کو بیوقوف بناتے ہیں۔ ۱۴ مارچ ۱۹۹۹ء کے روزنامہ نوائے وقت کے سنڈے میگزین میں برطانیہ کے حوالہ سے سلطان محمود کی ایک رپورٹ شائع ہوئی کہ:

تارکین وطن چار خطرناک پاکستانی نوسر بازوں کے ہاتھوں کس طرح لٹتے رہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ چار آدمیوں کا گروہ تھا۔ یہ جس برطانوی شہر میں جاتے کسی پاکستانی کے گھر میں ایک کمرہ کرایہ پر لے لیتے۔ ان میں سے ایک ذات شریف نے پیر باکمال کا ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ جسم پر سبز چوغہ کی سج دھج۔ خشخشی داڑھی۔ سر پر دیہاتیوں کی طرح سفید پگڑی۔ گلے میں مختلف رنگوں کی مالا، دونوں بانہوں میں لوہے کے بڑے کڑے، ہاتھ میں تسبیح، جائے نماز پر بیٹھ کر ہر وقت ''حق اللہ، حق اللہ'' کا ورد۔ یہ تھا اس ڈھونگی کا مختصر تعارف۔ اس بہروپیے کے تین ساتھی پاکستانی گھروں میں جا کر اس نام نہاد پیر کے جلووں اور کرامات کے قصے بیان کرتے اور لوگوں کو یہ بھی بتاتے کہ یہ ''سائیں بابا'' نوٹ دگنے کرنے کا علم جانتے

ہیں۔ راتوں رات امیر و کبیر بننے کا یہ نادر موقع ہے۔ اس سے فائدہ نہ اٹھانا بدقسمتی ہوگی۔ کئی ان پڑھ پاکستانی مکاروں کے جال میں پھنس جاتے اور وہ پہلے مرحلے پر ''سائیں بابا'' ان بھولے بادشاہوں کو بتاتا کہ نوٹ دگنے کرنے کے لیے مجھے ساری رات ایک مشکل وظیفہ کرنا پڑتا ہے۔

آپ کل آ کر مجھ سے دگنی رقم لے جائیں۔ دوسرے روز جب یہ لوگ سائیں بابا کے پاس آتے تو وہ انھیں دگنی رقم تھما دیتا۔ اس عمل سے متعلقہ شہر میں رہائشی دوسرے پاکستانیوں میں بھی سائیں بابا کی ایک بہت پہنچے ہوئے ''مرد حق آگاہ'' کے طور پر دھاک بیٹھ جاتی۔ اور لالچ میں آ کر چند پاکستانی اپنے سرہانوں کے غلاف سے اپنی تمام پونجی نکال کر سائیں بابا و دگنی کرنے کے لیے اس کی ہتھیلی پر رکھ آتے۔ ''سائیں بابا'' ان کو بتاتا کہ دیکھو اس بارقمیں بہت زیادہ ہیں۔ مجھے بہت زیادہ عبادت کرنی پڑے گی۔ ان رقموں کو دگنی کرنے کے لیے مجھے لگاتار وظیفہ کرنا پڑے گا۔ آپ لوگ تین دن بعد آ کر مجھ سے رقم لے جانا۔ تجسس اور مسرت کی ملی جلی کیفیت میں یہ لوگ جب تین دن بعد ''سائیں بابا'' کے ہاں جاتے تو وہ وہاں سے غائب ہو چکا ہوتا۔ بے چارے پاکستانی سر پکڑ کر بیٹھ جاتے۔ بعض پاکستانیوں سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ ان کی پولیس کے پاس جانے سے ہماری اپنی ہی بدنامی کا دھڑکا تھا کہ وہ کیا سوچیں گے کہ ہم اس قدر احمق اور بے وقوف ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے بعض بھائی بہنیں اب بھی ان کے دعوؤں پر یقین کرتے ہوئے ان کی جیبوں کو نوٹوں سے بھرتے رہتے ہیں۔ شعبدہ بازی کا حیران کن مظاہرہ میں نے بچشم خود دیکھا۔

یہ ۱۹۹۲ء کی بات ہے کہ تھانہ سٹی کاموکے میں رانا رشید DSP کے پاس ایک شخص مہر نواز کا آنا جانا تھا۔ ریڈر DSP نے مجھے بتایا کہ وہ شخص بہت بڑا عامل ہے۔ جو پوچھو بتا دیتا ہے۔ کالے علم کا ماہر ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ جب تک میں خود مشاہدہ نہ کرلوں مجھے یقین نہ آئے گا۔ ایک دن ہم رانا رشید ڈی ایس پی کے دفتر میں صحافتی امور کے سلسلہ میں بیٹھے تھے میرے ساتھ جاوید اقبال سرویا نمائندہ دی نیواز اور کاموکے کی معروف شخصیت ضیغم عباس شاہ اور کچھ دیگر افراد بھی موجود تھے کہ مہر نواز آ گیا' میں اسے نہیں جانتا تھا۔ ڈی ایس پی صاحب اسے بڑے تپاک سے ملے۔ احترام کے ساتھ بٹھایا' میں سمجھا کہ کوئی خاص آدمی ہے۔ اسی دوران پولیس کے دیگر اہلکار بھی آہستہ آہستہ دفتر میں اکٹھے ہو گئے اور گفتگو شروع ہو گئی کہ مہر نواز آج ہمیں کیا کھلائیں گے۔ آخر کار طے ہوا کہ پستہ منگوایا جائے۔ مہر نواز نے کہا کہ ایک پرات منگوائیں ایک پولیس اہلکار جلدی سے پرات لے کر آ گیا۔ مہر نواز نے خالی پرات کو سب کے سامنے میز پر رکھا' ہاتھ کو پرات کے اوپر ذرا سا بلند کر کے اس پر عام سفید کپڑا ڈالا اور منہ میں کچھ پڑھا۔ اس کے ساتھ ہی چھنک کی آواز آئی اور تقریباً ایک کلو پستہ پرات میں موجود تھا۔ ہم سب نے کھایا بلکہ میں نے تھوڑا سا پستہ کچھ دیر سنبھال کر بھی رکھا کہ کہیں اس کی شکل تو تبدیل نہیں ہوتی۔ لیکن اس کا ذائقہ اور شکل ویسی کی ویسی رہی میرا اس عمل سے متاثر ہونا یقینی بات تھی۔ اس کے علاوہ بھی مہر نواز بہت سی کرامات یا شعبدے دکھاتا تھا۔ اس کے پاس کالا علم تھا جس کی بنیاد پر وہ گاڑی کو پیٹرول پمپ کے سامنے کھڑا کر کے منہ میں

کچھ پڑھتا جس سے گاڑی کی ٹینکی میں خود بخود پیٹرول بھر جاتا' ان سب مظاہروں کی وجہ سے پولیس اہلکار اس سے بہت مرعوب تھے کچھ عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ بہت سے پولیس اہلکاروں کو یہ چکمہ دے کر کہ میں تمھیں فرج' ٹی وی اور ایئر کنڈیشنر عملیات کے ذریعے لا دوں گا ہزاروں روپے بٹور چکا ہے اور وہ اس کے پیچھے پیچھے ہیں اور انھیں ابھی تک تسلیوں اور دلاسوں کے سوا کچھ نہیں ملا۔ وہ ڈرتے اس کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہیں کرتے تھے کہ کہیں ہمیں نقصان نہ پہنچا دے۔ یہی شخص بعد میں اپنی جعلسازیوں کی بدولت پولیس کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور اس پر دھوکہ دہی کے مقدمات قائم ہوئے۔

پاکستان میں شعبدہ بازی کے فن نے کافی ترقی کر لی ہے۔ شعبدہ باز ایسے ایسے کرتب پیش کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور ان پر جادو کا گمان ہوتا ہے۔ یہ تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ فن کا مظاہرہ کرنے والا ہاتھ کی صفائی دکھا رہا ہے یا جادوگری کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ شعبدہ بازی کے لیے مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ جادوگری یا پراسرار علوم کے حصول کی خاطر شیطان سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد علاقہ دومتہ الجندل کی ایک عورت آپؐ کی تلاش میں آئی۔ تو اس نے حضرت عائشہؓ سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میرا شوہر مجھ سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا۔ میں نے ایک بڑھیا سے اس کا ذکر کیا۔ وہ بڑھیا دوسرے دن دو کتے لے کر میرے گھر آئی ایک پر خود سوار ہوئی دوسرے پر مجھے سوار کیا پھر ہم دونوں بابل پہنچیں یہاں پہنچ کر دیکھا کہ دو شخص زنجیروں سے جکڑے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ وہ اصل میں دونوں جادوگر تھے۔ بڑھیا کے کہنے پر میں نے ان دونوں جادوگروں سے جادو سیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ انھوں نے منع کیا۔ جب میں نہ مانی تو انھوں نے کہا جا تو پہلے اس تنور میں پیشاب کر آ' میں گئی تو مجھے ڈر لگا اور بغیر پیشاب کیے واپس آ کر کہہ دیا کہ کر آئی ہوں۔ انھوں نے پوچھا تو نے کیا دیکھا میں نے کہا کچھ نہیں دیکھا تو انھوں نے کہا تو نے پیشاب ہی نہیں کیا اور ابھی تیرا کچھ نہیں بگڑا تیرا ایمان سلامت ہے جادو نہ سیکھ لیکن میں نہ مانی تو پھر پیشاب کرنے کو کہا گیا تو میں پھر پیشاب کیے بغیر واپس آ گئی اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ جب میں تیسری بار گئی اور پیشاب کیا تو دیکھا کہ ایک گھڑ سوار منہ پر نقاب ڈالے آسمان پر چڑھ گیا ہے' میں نے واپس آ کر ان سے کہا تو انھوں نے کہا کہ یہ تیرا ایمان تھا جو چلا گیا' اب جا تجھے جادو آ گیا۔ میں نے گھر آ کر تجربہ کیا' یعنی ایک دانہ گندم زمین پر ڈال کر کہا کہ اگ جا وہ فوراً اگ گیا۔ اس کے بعد میں جیسے کہتی گئی ویسے ہوتا گیا۔

عام طور پر جادو کی آٹھ اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

☆ سحر کلدائیں وسحر بابل۔

☆ جادو کے ذریعے جن وشیاطین کو مسخر کرنا۔

☆ سحر کے ذریعے نفوس مفارقہ۔ بنی آدم کو اپنے تابع کرنا۔

☆ بعض ارواح جنیہ کے توسل سے کسی شخص کے خیال میں اپنا تصرف بٹھائے' جسے ہندی میں نظری وخیال بندی کہتے ہیں۔ فرعون کے ساحروں کا جادو اسی قسم کا تھا۔

- ☆ تعلیق الوہم یعنی مطلوبہ صورت کا نقشہ پیش نظر رکھتے ہیں۔
- ☆ نیرنج یعنی بعض چیزوں کے خواص سے عجیب وغریب افعال صادر کرنا۔
- ☆ شعبدہ بازی یعنی ہاتھ کی چالاکی سے۔
- ☆ مکر وحیلہ یعنی بعض عجیب آلات ونادر اوزار کی مدد سے ایسے حالات پیدا کرنا کہ جادو کا گمان ہو۔

پاکستان میں تمام اقسام کے ماہر جادوگر پائے جاتے ہیں۔ ایک جادو جس میں اکثر لوگ ماہر ہیں اس میں جس شخص پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس پر ایک ''جن'' مسلط کر دیا جاتا ہے۔ وہ انسان کو مجبور کر کے وہی کام کراتا ہے جس کے لیے یہ جن مسلط کیا گیا ہو اور مسحور ایک فاعل کی طرح وہی کام کرتا ہے۔ جو ''جن'' کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس کے بس میں کچھ نہیں ہوتا وہ مجبوراً بے اختیار سب کچھ کرتا ہے۔

جادو سیکھنے کے خواہش مند دنیا بھر میں پائے جاتے ہیں۔ عیسائیت کے آغاز سے بھی قبل جرمنی میں ہر سال مئی میں ''چڑیلوں کی شب'' کا تہوار نہایت جوش وخروش سے منایا جاتا تھا یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ جرمن تاریخ کے مطابق یکم مئی سے پہلے والی رات میں محبت کی دیوی وثان اور فریسا دیوتاؤں کی شادی ہوئی تھی گزشتہ مئی ۱۹۹۹ء میں ''چڑیلوں کی شب'' کے تہوار کے موقع پر جادوٹونے کے ماہروں سمیت لاکھوں افراد نے شرکت کی، ۲۰ ہزار سے زائد افراد نے چڑیلوں جیسا لباس زیب تن کیا تہوار ''بروکن'' نامی پہاڑی پر منایا گیا مشہور جرمن شاعر گوئٹے کے کلام نارسٹ میں ''بروکن پہاڑی'' کے ذکر سے یہ نام جرمن باشندوں میں کافی مقبول ہے۔ یہ مقام مرکزی مشرقی جرمنی کے نیشنل پارک میں واقع ہے۔ حسب روایت جادوٹونے کے ماہروں نے چڑیلوں کے مخصوص لباس پہن کر رقص کیا اور جھاڑو دے کر سردی سے بچاؤ کی رسم ادا کی۔ اب یہ تہوار سینٹ ولپر کے نام سے منسوب ہے۔ جس نے آٹھویں صدی میں اجڈ اور جاہل جرمن باشندوں کو عیسائی بنایا تھا۔ اسی طرح پچھلے دنوں اپریل ۲۰۰۰ء میں میٹروپولیٹن میوزیم نے زمانہ قدیم کے مختلف جادوگروں کے زیر استعمال رہنے والے قدیم آلات کی نمائش کا اہتمام کیا جس میں سولہویں صدی سے بیسویں صدی تک کے دور میں استعمال ہونے والے جادوئی آلات کے علاوہ جادو کے طریقوں پر روشنی ڈالنے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ نمائش کے منتظم علیسا لاگاما نے اس انوکھی نمائش میں قدیم تہذیبوں سے وابستہ اشیاء جمع کرنے کی کوشش کے علاوہ اس موضوع پر ایک کتاب بھی شائع کی ہے اس نمائش میں افریقہ میں جادوٹونے میں استعمال ہونے والے سولہویں صدی سے بیسویں صدی تک کے آلات، ملبوسات، زیورات اور دیوی دیوتاؤں کے عجیب وغریب بت بھی شامل کیے گئے تھے۔ علیسا نے صحافیوں کو بتایا کہ اس نمائش میں افریقہ کے علاوہ ایران، چین اور فرانس کے قدیم جادوئی آلات بھی موجود ہیں۔ انھوں نے پیشکش کی کہ جادوگری کے پیشہ سے وابستہ لوگوں اور قسمت کا حال جاننے والوں کے لیے معلومات حاصل کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ کیونکہ دنیا کے بیشتر علاقوں سے اس نوعیت کی تمام اہم اشیاء ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں۔ اس میں جادو سے بچنے کے زیورات، روحوں سے بچاؤ کے لباس اور آلات، دشمنوں کو ہلاک کرنے والی گڑیوں کے علاوہ جادوئی موسیقی کے آلات اور ان سے سحر انگیز دھنوں کو بجانے کا بھی خاص انتظام کیا گیا

تھا۔ غیر مذاہب کے برعکس اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس نے اپنے ماننے والوں کے لیے دیگر امور زندگی کی طرح جادوگری سے متعلق تمام پہلوؤں کا نہایت سنجیدگی سے جائزہ پیش کیا ہے۔

امام مسلم اپنی صحیح مسلم میں روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا۔ تو چالیس رات تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

مستند روایات کے علاوہ مفکرین اسلام نے جادوگری سے بچاؤ اور اس کی حقیقت بہت سادہ اور عام فہم انداز میں پیش کی ہے۔ جس پر عمل کر کے ہر فرد استفادہ کر سکتا ہے۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی کتاب جو وزارت اسلامی امور واوقاف و دعوت و ارشاد سعودی عرب نے شائع کی ہے۔ جس کا ترجمہ محمد اسماعیل محمد بشیر نے کیا' کتاب کا نام ہے ''جادو اور کہانت'' جس میں لکھتے ہیں کہ دور حاضر میں جھاڑ پھونک کرنے والے کثرت سے پائے جاتے ہیں اور سادہ لوح عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کے لیے میں نے چاہا کہ اسلام اور مسلمانوں کے اوپر اس طریقہ کار سے جو عظیم خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ اسے بیان کر دوں کہ اس میں غیر اللہ سے تعلق اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت ہے۔ نجومیوں وغیرہ کے پاس آنے کی سخت ممانعت ہے لہٰذا ذمہ داران اور دینی معاملات کی تفتیش کرنے والوں اور ان کے علاوہ جنھیں بھی اختیارات و اقتدارات حاصل ہوں ان پر واجب ہے کہ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس آنے سے لوگوں کو روکیں اور بازاروں وغیرہ میں مشغلہ کرنے والوں کو سختی سے منع کریں۔ ان نجومیوں کی بعض باتوں کے صحیح ہو جانے اور ان کے پاس آنے والوں کی کثرت سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے کیونکہ جو ان کے پاس آتے ہیں۔ وہ پختہ عالم نہیں ہوتے بلکہ اس بات سے بھی لاعلم ہوتے ہیں کہ ان کے پاس آنا منع ہے۔ کیونکہ شریعت کی عظیم مخالفت بڑے خطرات اور ضرر رساں نتائج کے پیش نظر اللہ کے رسولؐ نے لوگوں کو کاہنوں وغیرہ کے پاس آنے سے روکا ہے۔ نیز یہ جھوٹے اور فاجر ہیں۔ یہ علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جو کفر ہے۔ یہ لوگ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے جنات سے خدمت لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان جنات کی عبادت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور کفر ہے۔ ہر وہ شخص جس نے بھی جادوگری اور نجومیت وغیرہ ان پیشہ وروں سے سیکھی اللہ کے رسول اس سے بری الذمہ ہیں۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ ان کے بتلائے ہوئے طریقہ علاج کی پیروی کرے مثلاً جادوئی لکیریں کھینچنا اور نقل اتارنا وغیرہ خرافات پر عمل نہ کریں۔ جیسے یہ لوگ کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب کاہنوں کی فطرت اور تلبیس کاری کی باتیں ہیں جو شخص ان چیزوں پر رضامند ہوا وہ ان کے کفر و ضلالت پر معاون ثابت ہوگا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کاہنوں کے پاس جا کر اس سے اس شخص کے بارے میں سوال کرے جس کے بیٹے یا قریبی رشتہ دار سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ یا شوہر و بیوی یا ان کے خاندان کے درمیان ہونے والی محبت و وفا یا عداوت و اختلاف کے بارے میں دریافت کرے کیونکہ یہ سب غیب کی باتیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و احسان اور اتمام نعمت کے طور پر اپنے بندوں کے لیے ایسے وظائف

بیان فرمائے ہیں جن کے ذریعے وہ جادو لگنے سے پہلے ہی اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں اور جادو لگ جانے کے بعد بھی ان اعمال سے اس کا علاج کر سکیں۔ چنانچہ آئندہ سطور میں ان وظائف کا ذکر کر رہا ہے۔ جن کے ذریعے جادو کے خطرات سے بچا جا سکتا ہے اور اس کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے یعنی جادو کے خطرات سے بچنے کے لیے جو طریقہ ہیں ان میں سے نفع بخش اور اہم طریقہ یہ ہے کہ شرعی اذکار' دعاؤں اور تعویذات کے ذریعہ اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے اس کے لیے مختلف اذکار و دعائیں ہیں۔

☆ ہر فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد وظائف کرنے کے بعد آیت الکرسی پڑھے۔ آیت الکرسی قرآن کی سب سے عظیم آیت ہے۔

☆ سورۃ احد' سورۃ فلق' سورۃ الناس ہر فرض نماز کے بعد پڑھے نیز تینوں سورتوں کو صبح کے وقت تین تین مرتبہ فجر کی نماز کے بعد اور رات کو نماز مغرب کے بعد پڑھے۔

☆ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھے اور وہ یہ ہیں "**امن الرسول تا علی لاقوم** الکافرین" (۲۸۵_۲۸۶)

ان آیات کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

(ترجمہ) "رسولؐ اس ہدایت پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو اس رسول کے ماننے والے ہیں۔ انھوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسول کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے۔ ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی۔ مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے اللہ کسی جان پر اس کی قدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا پھل اس کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال اسی پر (ایمان لانے والو! تم یوں دعا کرو) اے ہمارے رب ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں ان پر گرفت نہ کر۔ مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ جس بار کے اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ وہ ہم پر نہ رکھ' ہمارے ساتھ نرمی کر ہم سے درگزر فرما' ہم پر رحم کر' تو ہمارا مولا ہے۔ کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔"

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کا ورد کثرت سے کرنا چاہیے۔ رات دن میں کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت' خواہ مکان ہو یا صحراء' فضاء ہو یا سمندر' ہر جگہ اس کا ورد کرنا چاہیے کیونکہ آپؐ نے فرمایا:

جس شخص نے کسی مقام پر پڑاؤ ڈالا اور کہا کہ "میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے اس کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں تو اسے کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی یہاں تک کہ وہ صحیح سالم اس مقام سے کوچ کر جائے۔

انھیں وظائف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دن کے اول وقت یعنی صبح اور رات کے اول وقت

یعنی شام میں تین مرتبہ کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم

''شروع کرتا ہوں اس ذات کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ اذکار اور تعویذات جادو وغیرہ کے شر سے بچنے کے لیے عظیم اسباب ہیں اس شخص کے لیے جو صدق دل سے ایمان اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ واعتماد رکھتا ہو' اور ان کے معانی پر انشراح صدر کے ساتھ ان کا پابند ہو اور یہی تعویذات واذکار جادو لگ جانے کے بعد اس کو زائل کرنے میں بھی عظیم ہتھیار ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے ضرر کر دفع کرنے اور مصیبت کو دور کرنے کے لیے بکثرت اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری اور سوال کرنا چاہیے۔ جادو وغیرہ کے اثرات کا علاج کرنے کے لیے نبی کریمؐ سے ثابت شدہ دعاؤں میں سے بعض یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ الْبَاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لا یُغَادِرُ سقما

''اے اللہ لوگوں کے پالنہار اس مصیبت کو دور کر دے اور شفا عطا کر' تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ اور کوئی شفا نہیں۔ اللہ ایسی شفا عطا کر جو کوئی بیماری باقی نہ رکھے۔''

(بخاری' مسلم و ترمذی)

جن رقیے سے حضرت جبریلؑ نے نبی کریمؐ کو دم کیا تھا ان میں سے ایک یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنٍ حَاسِدٍ اللّٰہ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ۔ (مسلم)

''اللہ کے نام سے میں آپ کو دم کرتا ہوں' ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے۔ ہر نفس اور ہر حاسد کی نگاہ سے آپ کو اللہ شفا عطا فرمائے۔ اللہ کے نام سے میں آپ کو دم کرتا ہوں۔''

جادو کا اثر زائل کرنے کا ایک علاج یہ بھی ہے۔ خاص کر مردوں کے لیے اگر انھیں بیوی سے جماع کرنے میں رکاوٹ محسوس ہوتی ہو' کہ بیر کے درخت کے سر سبز سات پتے لے کر اسے پتھر وغیرہ سے کوٹ ڈالیں پھر اس کو کسی برتن میں رکھ کر اتنا پانی بھر دیں کہ غسل کرنے کے لیے کافی ہو جائے۔ پھر اس پر ''آیت الکرسی'' اور سورۃ کافرون' احد' فلق اور الناس پڑھیں۔ نیز سورۂ اعراف کی یہ آیتیں پڑھیں۔

وَاَوْحَیْنَا اِلٰی سے صٰغِرِیْنَ تک (اعراف ۱۱۷:۱۱۹)

پھر سورہ یونس کی یہ آیتیں پڑھے۔

قَالُوْا یَا مُوْسٰی تا حَیْثُ اَتٰی (۶۹:۵۶)

یہ مذکورہ بالا سورتیں اور آیتیں اس پانی پر پڑھنے کے بعد اس میں سے تھوڑا سا پانی پی لے اور باقی پانی سے غسل کر لے۔ اسی طرح مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے تفہیم القرآن کی چھٹی جلد میں معوذتین کی تفسیر میں جادوگری سے متعلق پیدا ہونے والے خدشات کو نہایت سادہ انداز میں دور کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جادو کے متعلق یہ جان لینا چاہیے کہ اس میں چونکہ دوسرے شخص کی مدد مانگی جاتی ہے اس لیے قرآن میں اسے کفر کہا گیا ہے۔

(ترجمہ) ''سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا تھا۔ بلکہ شیاطین نے کفر کیا تھا۔ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔'' (البقرہ ۱۰۲)

لیکن اگر اس میں کوئی کلمہ کفر یا کوئی فعل شرک نہ بھی ہو تو وہ بالاتفاق حرام ہے اور نبیؐ نے اسے سات ایسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ جو انسان کی آخرت کو برباد کر دینے والے ہیں۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ سات غارت گر چیزوں سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں یا رسول اللہ؟ تو آپؐ نے فرمایا۔

۱۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔
۲۔ جادو
۳۔ کسی ایسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔
۴۔ سود کھانا۔
۵۔ یتیم کا مال کھانا۔
۶۔ جہاد میں دشمن کے مقابلے سے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلنا۔
۷۔ اور بھولی بھالی عفیف مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

جہاں تک تاریخی حقیقی کا تعلق ہے نبیؐ پر جادو کا اثر ہونے کا واقعہ قطعی طور پر ثابت ہے۔ اور علمی تنقید سے اس کو اگر غلط ثابت کیا جا سکتا ہو تو پھر دنیا کا کوئی واقعہ بھی صحیح ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جو لوگ جادو کو محض اوہام کے قبیل کی چیز قرار دیتے ہیں۔ ان کی یہ رائے صرف اس وجہ سے ہے کہ جادو کے اثرات کی کوئی سائنٹفک توجیہ نہیں کی جا سکتی۔

لیکن دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تجربے اور مشاہدے میں آتی ہیں۔ مگر انھیں سائنٹفک طریقہ سے یہ بیان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کیسے رونما ہوتی ہیں۔ اس طرح کی توجیہ پر اگر ہم قادر نہیں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس چیز ہی کا انکار کر دیا جائے کہ جس کی ہم توجیہ نہیں کر سکتے' جادو دراصل ایک نفسیاتی اثر ہے۔ جو نفس سے گزر کر جسم کو بھی اسی طرح متاثر کر سکتا ہے جس طرح جسمانی اثرات جسم سے گزر کر نفس کو متاثر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر خوف ایک نفسیاتی چیز ہے۔ مگر اس کا اثر جسم پر یہ ہوتا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بدن میں تھرتھری چھوٹ جاتی ہے۔ دراصل جادو سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی۔ مگر انسان کا نفس اور اس کے حواس اس سے متاثر ہو کر یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ حقیقت تبدیل

ہو گئی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی طرف جادوگروں نے جو لاٹھیاں اور رسیاں پھینکی تھیں وہ واقعی سانپ نہیں بن گئی تھیں۔ لیکن ہزاروں کے مجمع کی آنکھوں پر ایسا جادو ہوا کہ سب نے اسے سانپ ہی محسوس کیا اور حضرت موسیٰؑ تک کے حواس جادو کی اس تاثیر سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اسی طرح قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ

(ترجمہ) ''بابل میں ہاروت اور ماروت سے لوگ ایسا جادو سیکھتے تھے جو شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دے۔ یہ بھی ایک نفسیاتی اثر تھا۔ اور ظاہر ہے کہ اور تجربے سے لوگوں کو اس عمل کی کامیابی معلوم نہ ہوتی ہو تو وہ اسے کے خریدار نہ بن سکتے تھے۔ بلاشبہ یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ بندوق کی گولی اور ہوائی جہاز سے گرنے والے بم کی طرح جادو کا موثر ہونا بھی اللہ کے اذن کے بغیر ممکن نہیں مگر جو چیز ہزار ہا سال سے انسان کے تجربے میں ہے اس سے انشاء اللہ جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔ اگر چند مرتبہ یہ طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہو تو کریں کوئی حرج نہیں یہاں تک کہ جادو کا اثر زائل ہو جائے اور سب سے زیادہ نفع بخش علاج جادو کا اثر زائل کرنے کا یہ ہے کہ وہ جگہ تلاش کرنی چاہیے جہاں جادو دفن ہے۔ زمین ہو یا پہاڑ وغیرہ۔ اگر جگہ کا پتہ لگ جائے تو اسے نکال کر فنا کر دیا جائے تو جادو بیکار ہو جائے گا۔ یہ ہیں وہ امور جن کا بیان کر دینا ضروری تھا جن سے جادو کے خطرات سے بچا جا سکتا ہے اور جن سے جادو کا علاج کیا جا سکتا ہے' رہا جادوگروں کے عمل کا علاج کرنا جو ذبح یا دوسری قربانیوں کے ذریعے جنات سے تقرب۔ تو یہ جائز نہیں کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے۔ بلکہ شرک اکبر میں سے ہے لہٰذا اس سے دور رہنا ضروری ہے۔

نیز جادو کے علاج کے لیے کاہنوں' نجومیوں اور منتر والوں سے سوال کرنا اور ان کے ارشادات پر عمل کرنا بھی ناجائز ہے کیونکہ وہ ایمان نہیں رکھتے اور اس لیے بھی کہ وہ جھوٹے اور فاجر ہیں علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں اور عوام الناس کو دھوکا دیتے ہیں۔ نیز اللہ کے رسولؐ نے ان کے پاس جانے سے' ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو ہر مصیبت سے عافیت بخشے اور ان کے دین کی حفاظت کرے اور اللہ انھیں دین میں سمجھ عطا فرمائے اور ہر اس عمل سے دور رکھے جو اس کی شریعت کے مخالف ہو۔

اسلام میں جھاڑ پھونک کی حیثیت

آیا جھاڑ پھونک کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟ اور یہ کہ جھاڑ پھونک بجائے خود موثر بھی ہے یا نہیں؟ یہ سوال اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ بکثرت صحیح احادیث میں یہ ذکر آیا ہے کہ رسول اللہؐ ہر رات کو سوتے وقت اور خاص طور پر بیماری کی حالت میں معوذتین یا بعض روایات کے مطابق معوذات (قل ہو اللہ اور معوذتین) تین مرتبہ پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم پر جہاں جہاں تک بھی آپ کے ہاتھ پہنچ سکتے' انھیں پھیرتے تھے۔ آخری بیماری میں جب آپ کے لیے خود ایسا کرنا ممکن نہ رہا تو حرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سورتیں پڑھیں اور آپ کے دست مبارک کی برکت

کے خیال سے آپؐ ہی کا ہاتھ لے کر آپؐ کے جسم پر پھیرا۔ اس مضمون کی روایات صحیح سندوں کے ساتھ بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابو داؤد اور موطا امام مالک میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں جن سے بڑھ کر کوئی بھی حضورؐ کی زندگی سے واقف نہ ہو سکتا تھا۔ اس معاملہ میں پہلے مسئلہ شرعی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ احادیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طویل روایت آئی ہے جس کے آخر میں حضورؐ فرماتے ہیں کہ میری امت کے وہ لوگ بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے جو نہ داغنے کا علاج کراتے ہیں۔ نہ جھاڑ پھونک کراتے ہیں۔ نہ فال لیتے ہیں بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، جس نے داغنے سے علاج کرایا اور جھاڑ پھونک کرائی وہ اللہ پر توکل سے بے تعلق ہو گیا (ترمذی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دس چیزوں کو ناپسند کرتا ہے جن میں سے ایک جھاڑ پھونک بھی ہے سوائے معوذتین (الفلق، الناس) یا معوذات کے (ابو داؤد، احمد نسائی، ابن حبان، حاکم) بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں حضورؐ نے جھاڑ پھونک سے بالکل منع فرما دیا تھا، لیکن بعد میں اس شرط کے ساتھ اس کی اجازت دے دی کہ اس میں شرک نہ ہو، اللہ کے پاک ناموں یا اس کے کلام سے جھاڑا جائے، کلام ایسا ہو جو سمجھ میں آئے اور یہ معلوم کیا جا سکے کہ اس میں کوئی گناہ کی چیز نہیں ہے اور بھروسہ جھاڑ پھونک پر نہ کیا جائے کہ وہ بجائے خود شفا دینے والی نہیں ہے بلکہ اللہ پر اعتماد کیا جائے کہ وہ چاہے گا تو اسے نافع بنا دے گا۔ یہ مسئلہ شرعی واضح ہو جانے کے بعد اب دیکھیے کہ احادیث اس بارے میں کیا کہتی ہیں۔ ابن عباس کی یہ روایت بھی احادیث میں آئی ہے کہ نبیؐ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ یہ دعا پڑھتے تھے۔

اعیذ کما بکلمات اللّٰہ التامة من کل شیطان وهامة من کل عین لامة.

''میں تم کو اللہ کے بے عیب کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور موذی سے اور ہر نظر بد سے۔'' (بخاری مسند احمد ترمذی اور ابن ماجہ)

عثمان بن ابی العاص الثقفی کے متعلق مسلم، موطا، طبرانی اور حاکم میں تھوڑے لفظی سے اختلاف کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ انھوں نے رسول اللہؐ سے شکایت کی کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں مجھے ایک درد محسوس ہوتا ہے جو مجھ کو مار ڈالتا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنا سیدھا ہاتھ اس جگہ پر رکھو جہاں درد ہوتا ہے۔ پھر تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ یہ کہتے ہوئے ہاتھ پھیرو کہ **اعوذ باللّٰہ و قدرته من شر ما اجد و احاذر** میں اللہ اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جس کو میں محسوس کرتا ہوں اور جس کے لاحق ہونے کا مجھے خوف ہے۔ موطا میں اس پر یہ اضافہ ہے کہ عثمانؓ بن ابی العاص نے کہا کہ اس کے بعد میرا وہ درد جاتا رہا اور اسی چیز کی تعلیم میں اپنے گھر والوں کو دیتا ہوں۔

مسلم میں عوف بن مالک اشجعی کی روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم لوگ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ اس معاملہ میں حضورؐ کی رائے کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا

جن چیزوں سے تم جھاڑتے تھے وہ میرے سامنے پیش کرو، جھاڑنے میں مضائقہ نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

ابن ماجہ و مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے جھاڑ پھونک سے روک دیا تھا۔ پھر حضرت عمرو بن حزم کے خاندان کے لوگ آئے اور کہا کہ ہمارے پاس ایک عمل تھا جس سے ہم بچھو یا سانپ کے کاٹے کو جھاڑتے تھے۔ مگر آپ نے اس کام سے منع فرما دیا ہے۔ پھر انھوں نے وہ چیز آپ کو سنائی جو وہ پڑھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ‘‘اس میں تو کوئی مضائقہ میں نہیں پاتا تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔’’ جابرؓ بن عبداللہ کی دوسری حدیث مسلم میں یہ ہے کہ آل حزم کے پاس سانپ کاٹے کا عمل تھا اور حضورؐ نے ان کو اس کی اجازت دے دی تھی۔

اس کی تائید مسلم، مسند احمد اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت بھی کرتی ہے کہ حضور نے انصار کے ایک خاندان کو ہر زہریلے جانور کے کاٹے کو جھاڑنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مسند احمد، ترمذی، مسلم اور ابن ماجہ میں حضرت انسؓ سے بھی اس سے ملتی جلتی روایات نقل کی گئی ہیں جن میں حضورؐ نے زہریلے جانوروں کے کاٹے اور ذباب کے مرض اور نظر بد کے جھاڑنے کی اجازت دی۔ مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عمیر مولی ابی انجم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں میرے پاس ایک عمل تھا جس سے میں جھاڑا کرتا تھا۔ میں نے رسول اللہؐ کے سامنے اسے پیش کیا آپ نے فرمایا فلاں فلاں چیزیں اس میں سے نکال دو، باقی سے تم جھاڑ سکتے ہو۔

رہا یہ سوال کہ آیا جھاڑ پھونک مفید بھی ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے دوا اور علاج سے نہ صرف یہ کہ کبھی منع نہیں فرمایا بلکہ خود فرمایا کہ ہر مرض کی دواء اللہ نے پیدا کی ہے اور تم لوگ دوا کیا کرو، حضورؐ نے خود لوگوں کو بعض امراض کے علاج بتائے ہیں، جیسا کہ احادیث میں کتاب الطب کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن دوا بھی اللہ ہی کے حکم اور اذن سے نافع ہو سکتی ہے۔ ورنہ اگر دوا اور طبی معالجہ ہر حال میں نافع ہوتا تو ہسپتالوں میں کوئی نہ مرتا۔ اب اگر دوا اور علاج کرنے کے ساتھ اللہ کے کلام اور اسمائے حسنیٰ سے بھی استفادہ کیا جائے۔ یا ایسی جگہ جہاں کوئی طبی امداد میسر نہ ہو اللہ ہی کی طرف رجوع کر کے اس کے کلام اور اسماء و صفات سے استعانت کی جائے تو یہ مادہ پرستوں کے سوا کسی کی عقل کے بھی خلاف نہیں ہے۔ البتہ یہ صحیح نہیں ہے کہ دوا اور علاج کو جہاں وہ میسر ہو، جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے اور صرف جھاڑ پھونک سے کام لینے پر ہی اکتفا کیا جائے، اور کچھ لوگ عملیات اور تعویذوں کے مطب کھول کر بیٹھ جائیں اور اس کو کمائی کا ذریعہ بنا لیں۔’’

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

ستارہ کیا میری تقدیر کی خبر دے گا

شیطان اور انسان کے درمیان روز اول سے ہی کشمکش جاری ہے۔ اس کی ساری دوڑ دھوپ کا حاصل ہی یہ ہے کہ حضرت انسان اصل مقصد زندگی میں ناکام و نامراد ہی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسے راہ راست سے بھٹکانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتا۔ قرآن حکیم نے اس کی کوشش کی واضح نشاندہی کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”لوگو اللہ کا وعدہ یقیناً برحق ہے۔ لہٰذا دنیا کی زندگی تمھیں دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ وہ بڑا دھوکے باز تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے پائے۔ درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو وہ تو اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر اس لیے بلا رہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔“ (فاطر: ۵۔۶)

قرآن حکیم کی پکار پر عدم توجہ اور احادیث مبارکہ سے راہنمائی حاصل نہ کرنے کی وجہ سے مسلم معاشرہ، غیر اسلامی رواج توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کی بدولت غیر اسلامی افکار کے سنہرے جال کی مضبوط زنجیروں میں بری طرح جکڑا ہوا ہے۔ آج امت مسلمہ کو گمراہی میں مبتلا کرنے کے لیے علم نجوم کے ماہرین کا جم غفیر ہر جگہ موجود ہے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ستاروں اور ان کی تاثیرات کے علم کے ذریعے کسی شخصیت کی خصوصیات معلوم کر کے قسمت کا حال اور مستقبل کی پیش گوئیاں حاصل کی جاسکتی ہیں اور ذہنی پریشانیوں اور الجھنوں سے نجات پائی جاسکتی ہے۔ علم نجوم کے سحر میں مبتلا افراد کے لیے نہ صرف ہمارے ہاں بلکہ دنیا بھر کے اخبارات میں ایک مستقل صفحہ ہوتا ہے۔ جس میں فرد کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے پیش گوئی کی جاتی ہے کہ ”آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا“ اور یہ کالم قارئین میں بہت شوق سے پڑھا جاتا ہے۔

ہفتہ کے دنوں کے نام سات سیاروں کے نام پر رکھے گئے ہیں بعض ممالک میں ان سیاروں کو دیوتا کا درجہ دیا گیا ہے اور سیاروں کی گردش سے ہر اچھی بری بات کو منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ ایسی سوچ اور تمام رویے جن کی بنیاد استدلال یعنی دلیل، ثبوت یا شہادت پر مبنی نہ ہو وہ توہم پرستی کہلاتے ہیں۔ اس

کے باوجود ان دیکھے مسائل کے حل کی خاطر مفت مشوروں کا حصول اور روشن مستقبل کی امیدیں سادہ لوح جاہل اور کمزور ایمان کے حامل افراد کی کثیر تعداد کی توجہ حاصل کیے ہوئے ہیں اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے نفع و نقصان کا انحصار اور جینا مرنا اس علم نجوم کے زائچوں سے منسلک ہے۔ علامہ اقبال نے موجودہ دور کے انسان کی بے بسی کو بہت خوبصورت انداز میں بیان ہے ''زمانہ حاضر کا انسان'' کے عنوان سے فرماتے ہیں۔

''عشق ناپید و خرد مے گزدش صورت مار''
عقل کو تابع فرمان نظر کر نہ سکا
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا!
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

اگر اس علم سے کوئی فائدہ حاصل ہوسکتا تو خود علم نجوم کے ماہر اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھاتے اس کے برعکس وہ جھوٹی دکانداری کے ذریعے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کر رہے ہیں۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے حضرت ادریسؑ سب سے پہلے سیاروں کی گردش اور علم نجوم کی مکمل ماہیت کے علاوہ علم ہندسہ اور علم حساب کے ماہر تھے۔ انھوں نے سیاروں سے متعلق پائے جانے والے باطل خیالات کی مذمت کی اور قوم کو سمجھایا کہ سیارے انسان سے پہلے پیدا کیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کام ان کے ذمہ لگا دیا ہے۔ وہ اس سے حکم عدولی نہیں کر سکتے۔ ان کی مسلسل محنت کی بدولت قوم کو توہم پرستی سے نجات ملی۔

حضرت ادریسؑ کی رحلت کے بعد دوبارہ ان علوم نے سر اٹھایا جب ۲۵۰۰ ق۔م میں حضرت ابراہیمؑ اسی علاقہ میں مبعوث ہوئے تو یہ قوم مکمل نجوم پرست بن چکی تھی۔ بتوں کے علاوہ سیاروں کی پرستش بھی اہتمام کے ساتھ کی جاتی۔ پوری قوم ہر کام کرنے سے پہلے سیاروں کی چال کے ذریعے اچھے یا برے نتائج اخذ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرتی۔ حضرت ابراہیمؑ کی محنت اور دعوت نے بت پرست اور نجوم پرست معاشرے کو ہلا کر رکھ دیا اور اس مہم کے نتیجہ میں یہ عقائد سرد پڑ گئے علم نجوم کی تاریخ کئی سو سالوں پر مشتمل ہے۔ یہ سب کچھ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے لیکن ان علوم کے حامیوں کے تمام تر دعوؤں کے باوجود تا حال اس نظریہ کو کوئی سائنسی حیثیت حاصل نہیں ہوسکی۔ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ علم نجوم محض قیافوں اندازوں اور توہمات کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جدید تحقیق سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کی سوچ اور خیالات اس

کے کردار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر ایک شخص بے بنیاد باتوں پر یقین رکھتا ہے۔ تو بعض اوقات یہی یقین کارکردگی کو متعین کرتا ہے اور اس سے بننے والے عقائد اس کی روزمرہ زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ دراصل ایسے افراد دوسروں سے سن کر یا ایک آدھ واقعہ دیکھ کر اس قسم کے بے بنیاد نظریات اپنا لیتے ہیں۔ مشاہدات اور اتفاقات کی بنیاد پر قائم کیے جانے والے ان خیالات اور عقائد کا سچائی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ نجومیوں کی بعض باتوں کے صحیح ہو جانے اور ان کے پاس آنے والوں کی کثرت پر دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرے یا ان کی پیروی کرے۔ شریعت کی عظیم مخالفت امت پر اس کے ضرر رساں نتائج اور بڑے خطرات کے پیش نظر اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو یہ علم حاصل کرنے سے روکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔

جو شخص کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو چالیس رات تک اس کی نماز قبول نہیں ہو سکتی۔ (مسلم)

دوسری جگہ فرمایا: جو نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمدؐ پر اتاری گئی شریعت کا انکار کیا۔ (حاکم)

شریعت کی رو سے بھی علم نجوم لغو اور بے حقیقت ہے اور عقلی پہلو سے تو اس کا لغو ہونا پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے علم نجوم کا کچھ حاصل کیا۔ تو گویا اس نے اتنا جادو سیکھ لیا اور جس قدر زیادہ سیکھتا جائے گا۔ اتنا ہی اس میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ (ابوداؤد)

آپؐ نے ہم تک جو ہدایت پہنچائی ہے وہ رہتی دنیا تک انسانیت کی فلاح کی موجب ہے۔ علم نجوم کے مسئلہ پر بھی قرآن وحدیث کے واضح احکامات موجود ہیں جن کی پابندی بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں حضرت قتادہؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سیاروں کو تین چیزوں کے لیے پیدا کیا ہے۔ شیاطین کو مارنے کے لیے' آسمان کی زینت کے لیے اور بحر وبر میں راستہ معلوم کرنے کے لیے جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور مطلب لیتا ہے وہ خطا کار ہے۔ اس نے اپنا حصہ شرعی ضائع کر دیا اور خود کو اس شئے کا مکلف کر لیا جس کا کوئی علم نہیں۔

اس کے علاوہ قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر واضح احکامات موجود ہیں' اللہ تعالیٰ وہ ذات کبریا ہے جس نے تمھارے فائدے کے واسطے سیاروں کو پیدا کیا۔ تا کہ تم ان سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کر سکو۔ (الانعام۔ ۹۷)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اس نے زمین میں راستہ بنانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔'' (النحل ۱۶)

پھر ارشاد ہے ''ہم نے تمھارے قریب کے آسمانوں کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انھیں شیاطین کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ (الملک ۵)

ان احکامات کی روشنی میں پوری اسلامی تاریخ میں علمائے دین علم نجوم کی مخالفت کرتے ہی نظر آتے ہیں۔

ابن رجب اور الماذون فرماتے ہیں۔

"وہ علم نجوم جس سے انسان اپنا سفر صحیح طور پر جاری رکھ سکے یا جس سے قبلہ کی سمت یا راستہ معلوم کر سکے جائز اور مباح ہے لیکن وہ علم نجوم جس سے ایک دوسرے پر اثر مرتب ہونا ثابت ہوگا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ' حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سولہویں صدی عیسوی تک اسلامی رصدگاہوں میں فلکی مشاہدات ہوتے رہے' جنھیں قائم کرنے کا زیادہ تر مقصد دینی تھا۔ اس طرح اسلام میں پہلی بار اسے عملی صورت ملی جس سے مختلف پیچیدہ فارمولوں کے ساتھ مسلمانوں نے قبلہ نما جدولیں تیار کر لیں جس سے ہر علاقے کے شہر یا گاؤں سے قبلہ کی صحیح سمت معلوم کی جا سکتی ہے۔ مسلمان ماہر فلکیات و ارضیات ان امور سے بخوبی واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بنائی ہوئی جدولیں انتہائی معمولی کی بیشی کے ساتھ آج بھی استعمال ہو رہی ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے "سورج اور چاند کا کسوف و خسوف کسی کی موت اور زندگی سے رونما نہیں ہوتا۔"

حقیقت یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی فاعل نہیں۔ اور شریعت نے فی الحقیقت تمام حوادث کا واحد سبب اور موثر حقیقی قدرت الٰہیہ کو ٹھہرایا ہے اس پر ایمان کے بغیر اخروی نجات ممکن نہیں۔ ہمیں ہر قسم کی تکلیف' پریشانی' نفع و نقصان میں اللہ سے ہی رجوع کرنا چاہیے اور اس سے ہی مدد مانگنی چاہیے۔ وہ ہی سب کی بگڑی بنانے والا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ سیاوں کے اثرات برحق ہیں مگر اس کی نوعیت اس سے بہت مختلف ہے۔ جو ہمارے ہاں سمجھی جاتی ہے۔ حقیقت میں جس طرح سورج حرارت اور روشنی مہیا کرتا ہے جو انسان اور فصلوں کے لیے بہت ضروری ہے اس سے دن رات کا ظہور ہوتا ہے اور چاروں موسم وجود میں آتے ہیں۔ اسی طرح جب چاند کی روشنی مکمل عروج پر ہوتی ہے تو پھلوں کی افزائش تیزی سے ہوتی ہے جبکہ رات کے وقت ہم سیاروں کے مقام سے صحیح سمت کا تعین کر سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں سیاروں پر غیر معمولی یقین کے متعلق جو خرافات پائی جاتی ہیں وہ ہندو معاشرے کے اثرات کی وجہ سے ہیں۔ برصغیر میں جب بادشاہوں کے درباروں کو علم نجوم کے ماہر زائچہ نویسوں نے اپنی آماجگاہ بنایا۔ تو ان کی قدر و منزلت کو دیکھ کر دوسرے لوگوں میں اس علم کو سیکھنے کا شوق تیزی سے بڑھا۔ بادشاہ لوگ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے یا کوئی اہم فیصلہ کے وقت سیاروں کی چال کو ملحوظ خاطر رکھنے لگے۔ ان تمام تدبیروں کے باوجود تقدیر غالب آ رہی اور کوئی انھیں زوال سے نہ بچا سکا۔

سولہویں صدی کے یہودی النسل معروف فرانسیسی ناسٹراڈیمس جس نے علم نجوم کی روشنی میں آج سے ۴ سو سال پہلے دنیا بھر رونما ہونے والے اہم واقعات سے متعلق بہت سی پیشگوئیوں کی بدولت بہت شہرت حاصل کی اور اپنے گرد معتقدین کا وسیع حلقہ قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ اس کے ناقدین

اسے عظیم شیطان کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ میں یہاں ان کی صرف ایک پیشگوئی کا تذکرہ کروں گا جس نے ۱۹۹۹ء میں بہت شہرت حاصل کی۔ با اثر معروف امریکی جریدے ''ٹائم'' نے جولائی ۱۹۹۹ء میں ایک رپورٹ شائع کی جس کا مفہوم یہ تھا کہ جاپان سمیت دنیا کے کئی ملکوں کے توہم پرست ۱۹۹۹ء ساتویں مہینے (جولائی) میں دنیا کے خاتمے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جاپان میں ایسے لوگوں کی تعداد کم نہیں جنھوں نے اس پیشگوئی کو سنجیدگی کے ساتھ قبول کیا۔ ان توہم پرستوں کے خیال میں زمین پر شہابیوں کی بارش ہونے والی تھی یا پھر ایٹمی ہتھیاروں کا بے احتیاطی سے استعمال ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ طوفان نوح جیسی بارشوں کا سلسلہ شروع ہو جائے یا زلزلوں کے باعث وسیع پیمانے پر تباہی پھیل جائے۔ اسی خوف کے سبب امریکی باشندوں نے بھی ڈبوں میں بند خوراک اور دوسرا سامان لے کر دور دراز علاقوں میں پناہ گزیں ہونا شروع کر دیا۔ ان لوگوں کا خیال بھی یہ تھا کہ نئی صدی شروع ہونے پر کمپیوٹر کی خرابی خوفناک تباہی لانے والی ہے۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ جاپان میں عیسوی کیلنڈر رائج نہیں جاپان کے سرکاری کیلنڈر کے مطابق یہ ۱۹۹۹ء نہیں بلکہ ۱۱ ہے۔ جریدے کے مطابق ناسٹراڈیمس نے ۱۵۵۵ میں جو پیشنگوئی کی وہ درج ذیل الفاظ پر مشتمل ہے ''سال ۱۹۹۹ء ساتویں مہینے آسمان سے تباہی کا مہیب بادشاہ اترے گا'' اس کا کسی کو علم نہیں کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے ''ٹائم'' نے لکھا ہے کہ اگر جاپانیوں سمیت ناسٹراڈیمس کے ماننے والوں کا اعتقاد درست ہے تو ''ٹائم'' کا یہ آخری شمارہ ہے جو آپ کے زیر مطالعہ ہے۔

میرے خیال میں اب اس پر مزید بحث کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ اس پیشگوئی سے متعلق تمام تر خدشات غلط ثابت ہوئے۔ اس کے باوجود ہمارے ہاں علم نجوم کے ماہرین اس کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ کسی طرح باشعور عوام ان علوم کی حقانیت تسلیم کر لیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب جن کے مضامین اخبارات میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں، اپنے ایک اشتہار نما انٹرویو میں لکھتے ہیں کہ ''گاندھی کو سی براؤن کے علاوہ آدھی درجن ستارہ شناسوں نے تشدد کی موت سے آگاہ کیا تھا۔ ٹھاکر مکر جی نے جواہر لال نہرو کی وفات کا جو سال بتایا وہی نکلا۔ یاد رہے کہ نہرو کے جتنے بھی فیصلے تھے اس میں ٹھاکر مکر جی کی رہنمائی شامل ہوتی تھی۔ پاکستان میں اتفاق سے ہاتھوں کا مطالعہ زیادہ مشہور ہے اور لوگ ستاروں کی طرف کم توجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ زیادہ اہم ہیں'' اگر درج بالا تحریر کا بغور جائزہ کیا جائے تو با آسانی اندازہ ہو جاتا ہے کہ تمام تر پیش گوئیاں یا زائچے نہ تو کسی کو نقصان سے بچا سکے اور نہ ہی موت کے مقرر وقت سے محفوظ رہا جا سکا۔

رسول اکرمؐ کے دور میں بھی سیاروں کی گردش سے نحوست اور ہر اچھی بری بات کو منسوب کیا جاتا تھا۔ درج ذیل واقعات سے با آسانی اس بات کو سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے ایسے اثرات کو تسلیم کرنا درست نہیں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ جس دن جناب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ کی وفات ہوئی اس دن سورج گرہن تھا بعض لوگوں نے کہا۔ یہ تو ابراہیم کی وفات کی وجہ سے بے نور ہو گیا ہے۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انھیں کسی کے مرنے جینے سے گرہن

نہیں لگتا۔ تم جب انھیں گہنایا ہوا دیکھو تو گرہن ختم ہونے تک اللہ سے دعا اور نماز میں مشغول رہو' دوسرا واقعہ حضرت زید بن خالد جہنیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی' رات کو بارش ہوئی تھی نماز سے فارغ ہو کر آپؐ صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ بہتر جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا! ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس صبح میرا کوئی بندہ مجھ پر ایمان لانے والا بن گیا اور کوئی کفر کرنے والا۔ جس نے تو یہ کہا ہمیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ملی ہے۔ وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور ستاروں کے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور جس نے کہا فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔ وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستارے پر ایمان رکھنے والا ہے۔''

مفکر اسلام علامہ محمد اقبال نے اس شعر کے ذریعے علم نجوم سے بیزاری کا اظہار کر کے غیر اسلامی اور باطل نظریات کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے۔

ستارہ کیا میری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیٔ افلاک میں ہے خوار و زبوں

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

لاہور میں آسیب زدہ گھر

ذیل میں ایک فیچر کا مکمل متن شائع کیا جا رہا ہے جو مورخہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۰ء کو روزنامہ ''انصاف'' لاہور کے سنڈے ایڈیشن میں شائع ہوا اس فیچر کے ذریعے بھی جنات کے اثرات اور ان کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ فیچر جناب محمد عثمان عباس رشید بٹ کا تحریر کردہ ہے۔

چند ماہ پہلے قومی اخبارات میں بی بی سی کے نمائندے کے حوالے سے خبر شائع ہوئی کہ بلوچستان کے ایک گاؤں میننگ میں گزشتہ ایک سال سے جنات نے قبضہ کر رکھا ہے اور گاؤں والے باہر جھونپڑیوں میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ یہ جنات مہمانوں اور مسافروں کو کچھ نہیں کہتے۔ بی بی سی کے ایک نمائندے نے دریائے دشت کے کنارے واقع اس گاؤں میں کچھ وقت گزارا اور اپنے مشاہدات پر مبنی رپورٹ لکھی۔ رپورٹ کے مطابق گاؤں کی مسجد پر لاؤڈ سپیکر لگے ہیں چھوٹا سا زیر تعمیر ٹیلی فون ایکسچینج ہے۔ پختہ اور صاف ستھرے کچے گھر موجود ہیں مڈل سکول کی نئی نویلی عمارت کھڑی ہے۔ غرضیکہ اس گاؤں میں سب کچھ ہے مگر انسان کا وجود نہیں یہاں کے مکین گزشتہ سال مارچ میں دریائے دشت میں ہونے والے خوفناک سیلاب کے سبب احتیاطاً گھروں کو چھوڑ گئے تھے۔ جب واپس آئے تو جنوں نے انھیں گھروں میں داخل نہیں ہونے دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جنات کی ناراضگی کی اصل وجہ ۴۰ سالہ شخص موسیٰ ہے موسیٰ کا کہنا ہے کہ ہمیں جنوں کی دشمنی کا اصل سبب تو معلوم نہیں وہ کبھی ہمارے سامنے نہیں آئے البتہ انھوں نے ہمارے گھروں اور سامان کو آگ لگائی اور پتھراؤ کیا۔ ہمیں بے گھر کرنے کے بعد ہماری ایک عورت کا رابطہ بنا کر ایک جن نے بتایا کہ سیلاب کے دوران اس کے سر پر ہم میں سے کسی کا صندوق لگا اور وہ زخمی ہو گیا اس کے علاوہ اس جن کے دو بچے میرے ٹریکٹر کے نیچے آ کر زخمی ہوئے اس جن کو شکوہ تھا کہ سیلاب کے وقت ہم میں سے ہر ایک نے اسے تنہا چھوڑ دیا لہٰذا اب ہمیں بے گھر ہی رہنا چاہیے۔ بی بی سی کے مطابق جنوں کی لگائی گئی آگ سے گھر کے علاوہ بعض درخت ذرا ذرا فاصلے پر ایسے جلے ہوئے تھے جیسے آسمانی بجلی گری ہو۔ مقامی لوگوں نے ان جنوں کو بھگانے کے لیے عامل حضرات پر ہزاروں روپے خرچ کر ڈالے ہیں مگر یہ جن آبادی کا قبضہ چھوڑنے پر تیار نہیں۔

آئے روز اخبارات میں اس قسم کی خبروں کی اشاعت معمول ہے کہ جن قابو کرنے کی کوشش میں

عامل جان سے ہاتھ دھو بیٹھا یا کوئی شخص جن کو زیر کرنے کی کوشش میں پاگل ہو گیا۔ جن اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے اور اسے انسان سے پہلے تخلیق کیا گیا۔ ہزاروں سالوں سے یہ انسان کے ساتھ ہی رہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی کچھ حدود متعین کر رکھی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ انسان کو صرف اسی وقت پریشان کرتے ہیں جب انھیں انسان کے ہاتھوں پریشانی اٹھانا پڑے۔ ان کے زیادہ تر ٹھکانے ویران مقامات اور جنگل ہیں۔ لیکن ان کی ایک بڑی تعداد شہروں میں بھی رہتی ہے اور انسانوں کے ساتھ ہی یہ لوگ اپنی گزر بسر کر رہے ہیں۔ بعض شرارتی جنات مکانوں پر قبضہ کر لیتے ہیں اور مکینوں کو مختلف ہتھکنڈوں سے اتنا خوفزدہ کرتے ہیں کہ وہ گھر چھوڑ کر کہیں اور ٹھکانہ کر لیتے ہیں۔ بعض ایسے جنات ہیں جو انسان کے ساتھ عرصے سے رہ رہے ہیں اور انھیں پریشان کرنے کے بجائے ان کے معاون بن جاتے ہیں۔ ایسے گھروں کے مکین یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے گھروں میں جنوں کا بسیرا ہے۔ زیر نظر فیچر کی تیاری کے سلسلے میں ایسے کئی گھروں کے مالکان سے گفتگو کی گئی جن کے گھروں میں جنوں کا بسیرا ہے ان لوگوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات ان کی خواہش پر محض اس وجہ سے نام اور جگہ تبدیل کر کے شائع کیے جا رہے ہیں کہ ان کے گھروں کی مارکیٹ ویلیو کم نہ ہو جائے اور ان کے عزیز و اقارب کہیں انھیں ملنا نہ چھوڑ دیں۔ تیل کے بیوپاری ۴۰ سالہ محمد ایوب نے جنات کے بارے میں اپنے تجربات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا اس معاملے میں ہر شخص کے تجربات مختلف ہوتے ہیں اس وقت میں ۲۵'۲۶ سال کا تھا اور میری شادی بھی نہیں ہوئی تھی مجھے اس طرح محسوس ہوتا کہ کوئی چیز میرے اردگرد کھڑی ہے اور مجھے خوف زدہ کر رہی ہے اور میں اس سے بری طرح خوفزدہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اس بارے میں بحیثیت مسلمان میرا مکمل یقین ہے کہ یہ صرف وسوسہ ڈال سکتے ہیں کسی کو جسمانی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اگر انسان اس صورت حال کے دوران کسی عامل کے پیچھے بھاگنے کی بجائے قرآن کی تلاوت کو معمول بنائے اور معوذتین کے وظائف کرے تو ان وسوسوں سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ ہمارے گھر میں ان کی واضح طور پر موجودگی کو محسوس کیا جاتا ہے گھر کی چھت پر ورزش کا سامان پڑا ہوا ہے رات ۱۲ بجے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ کوئی ورزش کر رہا ہے کوئی بنچ پریس لگا رہا ہے حتیٰ کہ جو جو ورزش صبح کے وقت ہم سب جس طرح کرتے ہیں رات کے وقت اسی طرح ہمیں محسوس ہوتا ہے۔ جنات کے تنگ کرنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ناپاکی کی حالت میں یہ چیزیں زیادہ تنگ کرتی ہیں یا آپ ان کی جائے پناہ سے گزر جائیں یا ایسا کوئی عمل آپ سے سرزد ہو جائے جس کے نتیجہ میں ان کا کوئی نقصان ہو جائے تو پھر یہ چیزیں زیادہ تنگ کرتی ہیں۔ ۲۰ سالہ ساجد نے اپنے مشاہدے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ''میں فجر کی نماز پڑھ کر جب گھر واپس آتا تھا تو راستے میں مجھے اس طرح محسوس ہوتا تھا کہ کوئی چیز میرے پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہے مجھے خوف بھی محسوس ہوتا اور جب اچانک پیچھے مڑ کر دیکھتا تو کچھ دکھائی نہ دیتا اس کے بعد جب میں گھر واپس آ کر چارپائی پر لیٹتا تھا تو مجھ پر اچانک وزن پڑ جاتا۔ میں اس کے بعد آیت الکرسی کا ورد کرتا تو یہ وزن ہٹ جاتا تھا لیکن جیسے ہی آیت الکرسی پڑھنا چھوڑ دیتا تو پھر یہ وزن پڑنا شروع ہو جاتا تھا۔'' انھوں نے کہا ہمارے

ساتھ عجیب و غریب اتفاقات ہوتے ہیں جن کے بارے میں ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ ہم ایک کمرے میں سارے بیٹھے ہوتے ہیں اور باہر سے تالا لگ جاتا ہے جب دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو یہ پھر کھل جاتے ہیں لیکن اس کے بعد کسی دوسرے دروازہ کو لاک لگ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ کئی سالوں سے چل رہا ہے۔ اب تو ہمیں اس کی عادت سی ہوگئی ہے اب زیادہ محسوس بھی نہیں ہوتا۔ انھوں نے ایک واقعہ بتاتے ہوئے کہا کہ ہماری ایک آٹے کی چکی ہے وہاں ایک ملازم کام کرتا تھا۔ ایک دن وہ بھاگتے ہوئے ہمارے پاس آیا اور کہا کہ چکی میں ایک بہت بڑا سفید کپڑوں میں ملبوس شخص دیکھا ہے اس کے بعد وہ مزدور دوبارہ ہمارے پاس نہیں آیا ہمیں تو اب زیادہ الجھن نہیں ہوتی لیکن ہمارے پاس جو لوگ آتے ہیں وہ کبھی کبھار پریشان ہو جاتے ہیں۔

ساجد کے ہی بڑے بھائی عابد نے اپنے ساتھ پیش آنے والے تازہ ترین واقعہ کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ میں اپنے گھر کے پاس واقع کالج میں گیا وہاں کا چوکیدار ہمارا بہت اچھا جاننے والا ہے۔ سہ پہر کا وقت تھا میں نے اس سے کہا کہ کالج کے ہاسٹل کی چابی دے دیں میں نے اوپر جانا ہے اس نے مجھے منع کیا کہ آپ وہاں اکیلے نہ جاؤ لیکن میں نے اس کی بات نہ مانی اور اس سے زبردستی چابی لے لی۔ میں نے دروازہ کھولا اور ہاسٹل کی اوپر والی منزل پر چلا گیا۔ جیسے ہی میں اوپر گیا تو ایک ہاسٹل کے کمرے کے باہر ایک چھوٹی سی کیکر تھی وہاں پر میں نے ایک شخص کو بیٹھے دیکھا جب کہ عام حالات میں ایسا ہونا ناممکن ہے کہ کوئی شخص وہاں بیٹھ سکے کیونکہ وہ اتنی چھوٹی سی ہے کہ وہاں پر صرف ایک پرندہ بیٹھ سکتا ہے۔ میں فوراً خوفزدہ ہوگیا اور میں نے نیچے کی طرف دوڑ لگا دی اور بھاگتے ہوئے باہر جانے کی کوشش میں میں پوری قوت کے ساتھ ہاسٹل کے دروازے سے ٹکرایا اور مجھے پتا چلا کہ دروازہ تو بند ہے میں نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ چوکیدار فقیر تاج نے دروازہ کھولا میں نے اس کو تمام صورت حال بتائی وہ میری بات سن کر مسکرایا اور مجھے کہا کہ میں نے تمھیں کہا تھا کہ اوپر نہ جاؤ۔ بعد میں فقیر تاج اور میں نے اوپر جا کر ہاسٹل کے تمام کمرے چیک کیے لیکن کچھ بھی نظر نہ آیا میں واپس گھر آ گیا لیکن کافی دنوں تک یہ بات میرے ذہن میں رہیں پروفیسر حافظ محمد امین جودی سپیریئر کالج میں شعبہ انگریزی کے صدر ہیں انھوں نے بتایا ''پچھلے رمضان المبارک میں مجھے اپنے گھر کے سب سے اوپر والے پورشن میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں اور میری بھتیجی رسالہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک اس طرح کی آوازیں آنی شروع ہوگئیں کہ جیسے چھت پر باقاعدہ کرکٹ کھیلی جا رہی ہے کوئی شخص دوڑ کر آتا وہ گیند پھینکتا۔ گیند پھینکنے کی آواز آتی پھر بال بیٹ سے ٹکراتی اور پھر رنز بننے کی آوازیں آتیں وکٹ کی جگہ ایک ٹین کا بورڈ لگایا ہوا تھا اور جب کوئی آؤٹ ہوتا تو باقاعدہ ٹین کے بورڈ سے بال ٹکرانے کی آواز آتی اور پھر باقاعدہ طور پر آؤٹ ہونے کی خوشی میں بھنگڑے ڈالے جاتے۔ میں نے اپنی بھتیجی کی طرف دیکھا جو مستقل اس کمرے میں رہتی ہے تو وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی اس نے مجھے بتایا یہ تو روز کا معمول ہے۔ جب اوپر جا کر دیکھا تو نہ تو آواز تھی اور نہ ہی کچھ نظر آ رہا تھا میں پھر نیچے آ گیا تو اسی طرح آوازیں بدستور آ رہی تھیں یہ آوازیں اتنی صاف اور واضح تھیں کہ

اگر میرے پاس کوئی ٹیپ ریکارڈر ہوتا تو میں یہ آوازیں ریکارڈ کر لیتا۔ تقریباً پورا رمضان المبارک یہی معمول رہا۔ اب اگر میں کسی سے اس بات کا تذکرہ کروں تو لوگ یا تو مذاق سمجھیں گے یا پھر مسکرا دیں گے۔ لیکن یہ سب حقیقت ہے اور ایسی حقیقت ہے جس کو ثابت کرنے کے لیے میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔

سرداراں بی بی جن کی عمر ۶۰ سال کے قریب ہے انھوں نے بتایا کہ میں اپنی بہن کے گھر جو علامہ اقبال ٹاؤن میں ہے رہنے کے لیے گئی۔ صبح کا وقت تھا میں پانی پینے کے لیے صحن میں گئی تو میں نے دیکھا کہ میری بھانجی تاروں پر کپڑے ڈال رہی ہے۔ میں اس کو دیکھ کر واپس اپنے کمرے میں آئی تو میں نے دیکھا کہ میری وہی بھانجی میری چارپائی کے پاس آرام سے سو رہی ہے میں پریشان ہوگئی۔ اس کے بعد میں دوبارہ سو نہ سکی جب میری بہن اٹھی تو میں نے پوچھا کہ یہاں پر کوئی چیز ہے تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ہاں یہاں پر کچھ چیزیں موجود ہیں اور آپ پریشان نہ ہوں اکثر آپ کو گھر کے افراد کے ہم شکل نظر آئیں گے۔ اس میں ڈرنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ وہ کسی کو تنگ نہیں کرتے۔ شیدا بی بی جو کراچی میں کلی سیون سٹار کلفٹن کے علاقے میں ایک فلیٹ پر رہائش پذیر تھیں انھوں نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ ہمارے فلیٹ میں تین کمرے تھے۔ ایک کمرے میں میں اکیلی رہتی تھی دوسرے میں میری بہنیں اور تیسرے میں میری بھابھی اور بڑے بھائی رہتے تھے۔ میں اپنے کمرے میں سوتی تھی کہ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ایک شخص کھڑکی کے راستے کمرے میں داخل ہوتا اور میرے بستر کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ جاتا اور مسلسل میری طرف دیکھتا رہتا۔ میں اسے یہ ظاہر کروانے کی کوشش کرتی کہ میں سو رہی ہوں لیکن مجھے احساس ہوتا کہ اسے معلوم ہے کہ میں سو نہیں رہی۔ اس کے سر پر ایک ہیٹ پہنا ہوتا بھرپور کوشش کے باوجود میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تھی لیکن مجھے محسوس ہوتا کہ اس کا چہرہ بہت خوفناک ہے۔ کرسی میں بیٹھنے کے بعد وہ بڑے آرام سے سگریٹ سلگاتا پورا سگریٹ پیتا اور بعد میں واش روم میں جا کر وہ سگریٹ بجھا دیتا اور پھر واپس کرسی پر آ کر بیٹھ جاتا اس طرح رات بیت جاتی اور جیسے ہی اذان کا وقت ہوتا وہ کرسی سے اٹھتا اور کھڑکی کے راستے واپس چلا جاتا۔ مسلسل کئی دنوں تک اسی طرح ہوتا رہا اور خوف سے میرا برا حال ہو جاتا۔ پھر ایک دن جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو میں نے زور سے چیخ ماری۔ چیخ کی آواز سن کر دوسرے کمرے سے میری بہنیں آ گئیں اور اس وقت وہ شخص کرسی سے اٹھا اور کھڑکی کی بجائے کمرے کے دروازے سے باہر چلا گیا۔ اس کے بعد ہم تینوں بہنیں دوسرے کمرے میں ساری ساری رات جاگ کر گزار دیتیں لیکن اس شخص کے معمول میں فرق نہ آیا۔ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے اس کے کمرے میں داخل ہونے کی آواز آتی اور پھر کرسی پر بیٹھنے کی۔ کمرے میں گھٹن ہوتی اور پھر اذان سے پہلے اس کے جانے کی آوازیں آتیں۔ ہم نے اپنا فلیٹ چھوڑ دیا اور ہم اپنی نانو کے گھر رہنے لگے ایک ماہ کے بعد جب ہم واپس اپنے گھر گئے تو وہ شخص آنا بند ہو گیا۔ ان دنوں ٹی وی پر ایک ڈرامہ چل رہا تھا ’’ذرا چہرہ تو دیکھا‘‘ میری چھوٹی بہن نے مجھے مذاق کرنا شروع کر دیا دو تین دن وہ مذاق کرتی رہی ایک رات وہ سو رہی تھی کہ اچانک اس نے چیخ ماری اور رونا شروع کر دیا۔ ہم نے

سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ایک بہت ہی خوفناک شکل کا آدمی آیا تھا اس نے میرے منہ پر رکھی چادر ہٹا کر مجھے آواز دی اور کہا کہ اب میرا چہرہ دیکھو۔ اس کی خوفناک شکل دیکھ کر میری چیخ نکل گئی اور پھر وہ کمرے سے چلا گیا۔ شیدا نے کہا کہ اس کے بعد ہم نے وہ فلیٹ چھوڑ کر دوسری جگہ رہائش اختیار کر لی۔

ارم خواجہ نے بتایا کہ میں اور میری خالہ اپنی ایک عزیزہ کو ملنے شاد باغ گئیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو مجھے یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی کہ اس عورت کے اتنے رشتہ دار ہونے کے باوجود وہ عورت گھر میں اکیلی رہ رہی ہے۔ ہم ایک کمرے میں بیٹھ گئے تو اچانک اس کے ہاتھ کے اشارے سے کسی نادیدہ شخصیت کو پرے ہٹایا پھر ہم باتیں کرتے رہے۔ اچانک اس نے کہا "چلو اب چلے بھی جاؤ" ہمیں سخت حیرت ہوئی کہ وہ کس کو یہ کہہ رہی ہے۔ بعد میں ہماری ایک عزیزہ نے بتایا کہ وہ عورت گھر میں اکیلی نہیں رہ رہی بلکہ اس کے ساتھ ایسی بہت سی چیزیں رہ رہیں ہیں جن کو ہم جنات کہتے ہیں۔

برانڈرتھ روڈ پر واقع ایک گرلز سکول کے سابقہ چوکیدار عبدالامیر نے اس سوال کے حوالے سے بتایا کہ ریٹائرمنٹ سے پہلے جب وہ اس سکول میں مقیم تھا تو وہاں اس طرح کے واقعات ہوتے تھے کہ رات کے وقت تمام کلاسوں کا فرنیچر سکول کے صحن میں اکٹھا ہو جاتا تھا اور باقاعدہ کلاسوں کا اجراء ہوتا تھا۔ تمام کلاسیں پیریڈ کے حساب سے لگتی تھی .. تک اپنے سابقہ واقعات کا تذکرہ کرتی ہیں اور اس بات پر بضد ہیں کہ اس سکول میں کچھ نہ کچھ ضرور ہے ورنہ ایک دو واقعات ہوں تو لوگ بھول جاتے ہیں لیکن اکثر ایسے واقعات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے تو پھر لوگ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان پر جن وغیرہ آتے ہیں۔ مجھے اس بات پر یقین نہیں تھا لیکن جب میں نے اس بات کا خود مشاہدہ کیا اور ایک خاتون (آ) کی حالت دیکھی جس پر جن آیا ہوا تھا اور وہ اسی حالت میں اللہ ہو کا ورد کر رہی تھی اور جو سب سے حیران کن بات تھی وہ یہ تھی کہ ایک زنانہ آواز کے ساتھ ایک مردانہ آواز شامل تھی یعنی اللہ کی آواز زنانہ اور "ہو" کی آواز خالص مردانہ تھی اور اس حالت میں اس عورت میں مردانہ کیفیات غالب تھیں اس میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ تین لوگ بھی اس کو مل کر نیچے زمین پر نہیں بٹھا سکتے تھے اور جب وہ عورت خود بخود نیچے بیٹھی تو زمین پر بیٹھتے ہی دوبارہ ورد کرنا شروع کر دیا اس کیفیت میں اس کے اردگرد بیٹھے لوگوں نے کچھ باتیں پوچھیں جن کے جواب میں خالص مردانہ آواز میں انھیں بتایا گیا اور اس بات کا راقم گواہ ہے کہ وہ باتیں آنے والے دو تین دنوں میں پوری بھی ہو گئیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں کے مطابق جو نماز روزے کی بہت زیادہ پابندی اور ذکر واذکار میں مصروف رہتے ہیں تو انھیں جنات تنگ نہیں کرتے لیکن ان تمام باتوں کی پابندی کے باوجود اس عورت کی کیفیت کو کس زمرے میں شامل کیا جائے۔

جنات کی طرف سے انسانوں کو تنگ اور پریشان کرنے کے کئی واقعات ایسے ہیں جنھیں بیان کرنا بھی مشکل ہے۔ روزنامہ انصاف کو جادو ٹونے کے علاج کے سلسلے میں ہر ہفتے سینکڑوں خطوط موصول ہوتے ہیں عامل حضرات جنات اور جادو کے ذریعے لوگوں کو پریشان کر کے ان کی زندگی عذاب بنا دیتے

ہیں۔ ایک روز لاہور شہر کی ایک خاتون کا خط موصول ہوا جس کے مطابق ان کے گھر میں ایک عرصے سے جنوں کا بسیرا تھا۔ گھر کی کوئی چیز آئے دن گم ہو جاتی دو تین روز بعد یہ چیزیں چھت پر سے ملتیں۔ لیکن تین چار سال سے یہ خاتون عجیب عذاب میں مبتلا ہیں کہ جن ان کے خاوند کی شکل میں ان کے سامنے آ جاتا ہے اور جب اس عذاب سے نجات کے لیے یہ خاتون قرآن اور نماز کا سہارا لینے لگتی ہیں تو کوئی قوت ان کے بال پکڑ کر اتنی زور سے کھینچتی ہے کہ انھیں نماز اور قرآن کا خیال بھول جاتا ہے۔ جنات اور ان کی حقیقت کے بارے میں جب معروف عالم دین اور جامعہ مدینہ لاہور کے مہتمم مولانا سید محمود میاں سے پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ جنات کا وجود انسان کے وجود سے پہلے سے ہے۔ ان میں اچھے برے دونوں قسم کے جن شامل ہیں۔ چونکہ جنوں کو آگ سے پیدا کیا گیا اس لیے ان میں شر کا عنصر غالب ہے ایک نیک اور درویش جن ایک فاجر انسان جیسا ہوتا ہے۔ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس میں جنات کا بسیرا نہ ہو ہر گھر میں ان کی اپنی بستیاں اور کالونیاں ہوتی ہیں۔ لیکن قدرت نے ایسی حد بندی کر رکھی ہے کہ یہ صرف ایک حد تک انسان کو پریشان کر سکتے ہیں۔ ان کے شر سے بچنے کے لیے سب سے پہلے انسان کو اپنا عقیدہ پختہ کرنا چاہیے دینی تعلیمات پر عمل کرے اور گھر میں کتے رکھنے اور جاندار کی تصویر لگانے سے اجتناب کرے اور اپنے گھر کو موسیقی اور گانے بجانے کی محفلوں سے بچائے۔ حدیث مبارک ہے کہ ''جس گھر میں کتا اور تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے'' جس گھر میں ایسی چیزیں موجود ہوں تو وہاں شیاطین خود بخود اپنا وجود مضبوط کر لیتے ہیں اور دعاؤں کی قبولیت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور پریشانیاں بڑھ جاتی ہیں۔

جس گھر میں شریر جنات موجود ہوں تو مقابلہ کرنے کی بجائے ان سے مصالحت کی کوشش کی جائے اگر پھر بھی یہ جن اپنی شرارتوں سے باز نہ آئیں تو گھر میں چالیس روز مسلسل سورۃ بقرہ کی تلاوت با آواز بلند کی جائے اس سے جنات کی قوت کمزور ہوتی چلی جائے گی۔ اس کے علاوہ رات سونے سے پہلے ایک بار سورۃ اخلاق ایک بار سورۃ الفلق اور ایک بار سورۃ الناس پڑھ کر ہاتھوں کی مٹھی پر پھونک مار کر سر اور چہرے سے ابتداء کر کے ہاتھوں کو سارے جسم پر پھیر لیں اور اس عمل کو تین بار دہرائیں اس عمل کے ذریعے جنات جادو نظر بد اور حاسد کے حسد سے نجات مل جائے گی۔

بعض لوگوں کی جانب سے جنات کو اپنے تابع کرنے کے سوال پر مولانا محمد میاں نے بتایا کہ شرعی نقطہ نظر سے بعض علماء کے نزدیک جن تابع کرنا جائز نہیں اور بعض علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔ لیکن جن تابع کرنے کے باوجود کسی مریض کے علاج کی کوئی گارنٹی نہیں شفا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جن تابع کرنے کا عمل ایک خطرناک کام ہے بعض مرتبہ جان جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور بہت سے عامل جن قابو کرنے کی کوشش کے دوران ہی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یا پاگل ہو جاتے ہیں اس لیے ان چیزوں کو مسخر کرنے سے اجتناب بہتر ہے۔ مسلمان جنات اللہ کے نیک بندوں کی بزرگی کی وجہ سے ان سے عقیدت رکھتے ہیں اور ان نیک بندوں کی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں۔ مولانا محمود میاں نے اپنے والد محترم مولانا سید حامد میاں کے بارے میں بتایا کہ ان کے عقیدت مندوں میں جنات کی ایک بڑی تعداد

بھی شامل تھی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اسلام قبول کرنے والے جنات کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ ایک صحابیؓ جن حضرت عبدالحمیدؒ جن کی عمر دو ہزار سال تھی والد صاحب کے پاس آیا کرتے تھے والد صاحب ان صحابی سے دعائیں کراتے۔

مولانا محمود میاں نے بتایا کہ لوگوں کو بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا لازمی پڑھنی چاہیے عورتوں اور مردوں کو ناپاکی کی حالت میں نہیں رہنا چاہیے کیونکہ اس حالت میں ایسی چیزیں جلدی حملہ آور ہوتی ہیں ویران جگہوں اور خاص طور پر درختوں کے نیچے پیشاب کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

جنات اور جادو ٹونے سے بچاؤ کی تدابیر

محترم مولانا عزیز الرحمن یزدانی ممتاز علمی و دینی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے بزرگوں کی دینی علوم، روحانیت اور اسلامی تعلیمات سے گہری وابستگی رہی ہیں مولانا کی شخصیت ایک ہیرے کی مانند ہے، آپ ان کو جس طرف سے بھی دیکھیں چمکتے دکھائی دیں گے، حسن اخلاق، تقوی و شرافت اور فرقہ وارانہ تعصب سے پاک رویے کی بدولت انھیں اہل علم میں خاص مقام حاصل ہے۔ وہ ایک داعی ایک مبلغ کی حیثیت سے اپنے موقف کو بڑی خوبصورتی اور مدلل انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ہر ایک سے تپاک سے ملنے اور اپنے مقام کو کسی پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

مولانا محترم روحانی علوم سے گہرا شغف رکھتے ہیں جس کی وجہ سے دور دراز سے ضرورت مند اپنے مسائل کے لیے ان سے رجوع کرتے ہیں۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم مولانا عبدالحلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ مزید تعلیم شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ (گوجرانوالہ) سے حاصل کی۔ ایم۔ اے اردو کرنے کے بعد محکمہ تعلیم سے وابستہ ہوئے ان دنوں گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ میں بطور او۔ ٹی کام کر رہے ہیں۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کی طرف سے انھیں ضلع گوجرانوالہ کا امیر منتخب کیا گیا ہے اس کے علاوہ مرکزی مسجد اہلحدیث کامونکے میں مغرب و عشاء کے بعد مقامی طلباء، کاروباری حضرات اور ملازم پیشہ افراد کو ترجمہ قرآن مجید و تفسیر کی تعلیم دے رہے ہیں۔

ہر عقل و شعور رکھنے والا انسان جانتا ہے کہ جہالت یا لاعلمی ہزار بیماریوں کی جڑ ہے۔ پراسرار علوم سے دلچسپی رکھنے والے وہ لوگ جو جنات کو تسخیر یعنی قابو کر کے راتوں رات دولت کے حصول یا ان دیکھی دنیا کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں قرآن و حدیث سے عدم واقفیت اور کمزور ایمان کی بدولت بعض اوقات اتنا دور نکل جاتے ہیں کہ انجام کار تباہی اور پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

جنات کے علوم پر عام طور پر جو کتب دستیاب ہیں ان میں بے ستر روایات کی بھرمار ہے۔ جن کی حیثیت قصے کہانیوں سے زیادہ نہیں ان میں حد درجہ ضعیف اور من گھڑت روایات شامل ہیں۔ عام قاری اس سے فائدہ کی بجائے نقصان اٹھاتا ہے۔ غیر شعوری طور پر وہ ان سے متاثر ہوتا ہے۔ چاہے اسے اس کا

علم بھی ہو جائے کہ یہ من گھڑت ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ انھیں اپنے دماغ سے کھرچنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ ان روایات کو دلچسپ اور افسانوی رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ اس قسم کی تحریریں ہیں کہ پڑھتے وقت اپنے قاری کو ایک لحہ کے لیے بھی غافل نہیں ہونے دیتیں۔

اسی طرح جنات کے متعلق مسحورکن بے سروپا قصے جو سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچتے ہیں۔ ان کا تسلسل ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ اس میں نمایاں کردار شیطانی علوم کے ان عاملوں کا بھی ہے جو جگہ جگہ دکانیں سجائے بیٹھے ہیں اور اسلام کے لبادے میں کھلے عام غیر اسلامی افکار کا پرچار کر رہے ہیں ان کے جھوٹے دعووں اور مسلسل پروپیگنڈے نے بہت سے کمزور ایمان اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا ہوا ہے۔ پاکستان میں لاقانونیت کی بدولت ان دھوکہ باز جعلی عاملوں کے اڈے منافع بخش کاروباری کی صورت اختیار کر گئے ہیں جہاں ہزاروں لوگ روزانہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

اس کے برعکس قرآن و حدیث میں جادو، جنات اور علم نجوم کے بارے میں واضح ہدایات اور رہنمائی موجود ہے۔ جہاں سے ہم معمولی محنت اور مطالعہ کر کے حقیقی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اسے ان لوگوں پر غلبہ حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا زور تو انھیں لوگوں پر چلتا ہے۔ جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔'' (سورہ النحل ۹۸:۱۰۰)

زیرنظر پیشکش پراسرار علوم کی حقیقت پر مبنی یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ جس سے نہ صرف جعلی عاملوں کے چہروں سے نقاب اتریں گے بلکہ ان کی کرتوتوں کا نعرہ بھی فاش ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث اور جدید سائنس کی روشنی میں عام قاری تک درست معلومات پہنچیں گی۔ اس سلسلے کا باقاعدہ آغاز مولانا عزیز الرحمٰن یزدانی کے انٹرویو سے کیا جارہا ہے۔

☆ کیا ایک مخلوق کی حیثیت سے جنات کا وجود ہے؟

مولانا نے فرمایا کہ کتاب وسنت کے دلائل کے مطابق ایک مخلوق کی حیثیت سے جنات کا وجود ثابت شدہ حقیقت ہے۔ قرآن حکیم نے انسانوں کو ایک الگ مخلوق اور جنات کو ایک الگ مخلوق کے طور پر پیش کیا ہے۔ جہاں انسان کی تخلیق کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ وہاں جنات کی تخلیق کا مقصد بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ ''میں نے جن وانس کی تخلیق اپنی عبادت کے لیے کی ہے۔'' (سورہ الزاریات ۵۶)

حدیث کا انکار کرنے والے جنات کے معنی جنگلی گھوڑے کرتے ہیں اور ختم نبوت کے منکرین جن کا معنی جراثیم کرتے ہیں۔

شیطان اول کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ جنوں میں سے ایک تھا، جن کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ یہ ایک ایسی ناری مخلوق ہے جو مختلف شکلیں اختیار کرسکتی ہے اور انسان کی نظر سے پوشیدہ رہتی ہے۔ قرآن مجید میں آپؐ سے جنوں کا قرآن سننا اور اسلام قبول کرنا ثابت ہے اس کا ذکر دو

سورتوں سورۃ ''جن'' اور سورۃ ''احقاف'' میں ہے۔ حضورؐ جب مکہ مکرمہ سے اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے اتنے پتھر برسائے کہ آپؐ کا جسم اطہر لہولہان ہو گیا۔ واپسی پر آپؐ نے مکہ مکرمہ اور وادی طائف کے درمیان وادی نخلہ میں رات بسر کی، آپؐ فجر کی نماز میں قرآن کی تلاوت کر رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت جو مذہباً عیسائی تھے انھوں نے قرآن سنا اور اسلام قبول کیا۔ اور وہ اپنی قوم کے لیے بھی اسلام کے مبلغ بنے۔ یہ نصیبین کے رہنے والے تھے اور ان کی تعداد نو ۹ تھی۔

عام لوگوں میں جنات کے اثرات، سایہ آسیب کے متعلق بہت سے سوالات پائے جاتے ہیں۔ اس میں کس حد تک حقیقت ہے؟

جہاں تک اس کے اثرات کا تعلق ہے تو اس سے انکار ممکن نہیں۔ شیطان جو تخلیقی لحاظ سے جن ہے، انسان پر اس کے اثر کی کیفیت حدیث نبویؐ میں یوں بیان ہوئی ہے کہ وہ انسان کے جسم میں اس طرح سرائیت کر جاتا ہے کہ جس طرح خون گردش کرتا ہے۔

لیکن ایسے ۱۰۰ مریض جن کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ انھیں آسیب یعنی جن کا سایہ ہے۔ ان میں سے ۹۰ فیصد مرد اور عورتیں اعصابی امراض کے مریض ہوتے ہیں۔ زیادہ تر عورتوں کو ہسٹریا اور مردوں کو مرگی ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات بڑے افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ اکثر معالجین اس معاملہ میں صحیح راہنمائی نہیں کرتے۔ نہ جانے وہ ایسا دانستہ کرتے ہیں یا نادانستہ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرض جڑ پکڑ جاتی ہے اور دیر تک اس مرض کا شکار رہنے کی وجہ سے مریض مایوس ہو جاتا ہے۔

آپ نے یہ روحانی علم کس طرح حاصل کیا۔ علم حاصل کرنے کی کوئی خاص وجہ اور آپ کو کن مراحل سے گزرنا پڑا؟

یہ ہمارا خاندانی ورثہ ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد عالم باعمل تھے اور عملیات میں حیرت انگیز حد تک مہارت رکھتے تھے۔ لوگ کثرت کے ساتھ ان کے پاس فیض حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ ہمارے جد امجد حافظ محمد عبداللہؒ اور ان کے فرزند ارجمند حافظ عبدالغفورؒ نہجانوالی والے اس حوالہ سے پہچانے جاتے تھے۔ میں نے اس کے لیے کوئی خاص چلہ کشی نہیں کی البتہ مختلف قرآنی آیات اور سورتیں اور مسنون دعائیں وظیفہ کے طور پر نماز تہجد کے بعد یا نماز فجر کے بعد پڑھتا ہوں۔ جس طرح ڈاکٹر حضرات مختلف امراض کے لیے مختلف نسخے تجویز کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی مختلف امراض کے لیے مختلف سورتیں اور آیات پڑھتے ہیں۔

اصل مقصد تلاوت کا اجر و ثواب ہے۔ بیماریوں کا علاج یا دنیاوی مشکلات کا حل اس کا ایک پہلو ہے۔ قرآن کا اصل مقصد روحانی بیماریوں (کفر و شرک و ضلالت) کا علاج ہے اور دنیا میں عملی انقلاب برپا کرنا ہے اور ایک اسلامی ریاست کے لیے آئین کا کام دینا ہے۔

کیا جادو اور تعویذات روزمرہ زندگی پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور ان سے کس طرح بچا جا سکتا ہے؟

جادو کے اثر سے انکار نہیں، سرور کائناتؐ پر لبید اور اس کی بیٹیوں نے جادو کیا تھا اور آپ کی طبیعت پر اس کا اثر ہوا تھا۔ اس کے دفاع کے لیے معوذتین قرآن مجید کی آخری دو سورتیں الفلق، الناس

سب سے بڑا علاج ہیں۔

جنات ہمیں کیوں تنگ کرتے ہیں اور ان سے بچاؤ کس طرح ممکن ہے؟

شیطان کا کام شیطنت اور شرارت ہے۔ انسان بھی تو انسان کو دکھ دینے میں شیطان سے کم نہیں۔ آیت الکرسی اس کے لیے مضبوط قلعہ ہے۔

عملیات کو ذریعہ روزگار بنانا اس کی شرعی حیثیت کا تعین اور غیر شرعی طریقوں کی نشاندہی؟ اور عملیات کی اقسام؟

اگر امراض کے لیے کام آنے والے وظائف پر مداومت کی جائے تو بہت موثر ہوتے ہیں۔ میرے پاس خنازیر کے ایسے مریض آئے ہیں جنھیں ڈاکٹر حضرات جواب دے چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں شفا دی۔ جہاں تک معاوضے کا تعلق ہے۔ دم کرنے کا معاوضہ تو صحابہؓ نے بچھو یا سانپ کے ڈسے ہوئے کو دم کر کے چالیس بکریاں لی تھیں اس لیے اس کے معاوضہ میں شرعی طور پر جواز ملتا ہے۔ ذریعہ روزگار بنانا یا نہ بنانا کسی کی اپنی صوابدید ہے۔ غیر شرعی طریقوں میں جادو کرنا یا کرانا حرام ہے۔ جادو کرنے والا اور کرانے والا کافر ہو جاتا ہے۔ قرآنی آیات کو بھی کسی کے نقصان کے لیے استعمال کرنا ناجائز ہے۔ البتہ بعض عامل کیمیکل استعمال کر کے اپنا کمال دکھاتے ہیں اور مریض کو دھوکا دیتے ہیں۔ آج کل بہت سے دھوکے باز عاملوں کے روپ میں پھر رہے ہیں۔ وظائف دو قسم کے ہیں ایک رحمانی دوسرے شیطانی' شیطانی اعمال میں جادو ہوتا ہے۔ جس کو ہمارے عوام کالا علم کہتے ہیں یا پھر ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن میں شیطان سے امداد طلب کی جاتی ہے۔ یعنی کھلا شرک کیا جاتا ہے۔ رحمانی اعمال کرنے والے جنات کو قابو میں لانے کے لیے سورۃ مزمل کا ورد کرتے ہیں۔

گھر بیٹھے عملیات سیکھنے کے شائقین کو آپ کیا مشورہ دیں گے؟ ناتجربہ کاری کی بناء پر عمل الٹ ہونے کا جو تصور پایا جاتا ہے۔ اس میں کہاں تک حقیقت ہے؟

وہ لوگ جو علمی اور عملی لحاظ سے ناقص ہوتے ہیں۔ وہ جب جنات کو تابع کرنے کے لیے چلہ کشی کرتے ہیں تو جنات ان کو ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے کام میں ناکام ہوں۔ لیکن جو لوگ علمی اور عملی لحاظ سے کامل ہوتے ہیں انھیں کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ گھر بیٹھے جب یونیورسٹی کی سطح تک تعلیم حاصل کی جا رہی ہے تو یہ کام بھی ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی کسی کامل استاد کے پاس بیٹھنا بہتر ہوگا۔ یہ فرق کر بھی ضروری ہے کہ کوئی عامل شرکیہ اور غیر شرعی وظائف کرتا ہے۔ یا کتاب و سنت پر مبنی عملیات۔ تسخیر جنات کے لیے سورۃ مزمل کا وظیفہ کیا جاتا ہے۔ طریقہ کار یہ ہے کہ ایک جگہ اور ایک وقت مقرر کر لیں۔ سورۃ مزمل اکتالیس دن اکتالیس بار تلاوت کریں۔ دو' تین جنات حاضر ہو کر تابع ہونے کا وعدہ کریں گے۔

جنات کے ذریعے گمشدہ اشیاء کا تلاش کرنا کس حد تک حقیقت ہے اس کے علاوہ کالے' سفل علوم کے عاملوں کا دعویٰ ہے کہ انھیں جنات نظر آتے ہیں آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

گمشدہ چیزیں بتانے والے اپنے غیر شرعی اعمال کے ساتھ جنوں سے رابطہ کر لیتے ہیں اور ا

سے پوچھ کر چوری شدہ یا گمشدہ چیز کے بارے میں بتاتے ہیں۔ لیکن قرآن حکیم نے جنوں کی غیب دانی کا راز فاش کر دیا ہے۔ انھیں تو یہ بھی علم نہ ہو سکا کہ سلیمانؑ فوت ہو چکے ہیں۔ ایسی باتیں بتانے والے جنات انسانوں سے سن کر ہی اپنے عامل سے بات کرتے ہیں اور جو بات کرتے ہیں وہ کبھی سچی اور اکثر جھوٹ ہوتی ہے۔ یہ کام بالکل ناجائز ہے۔ بلکہ جو آئمہ حضرات ایسا کام کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ اگر کسی بے گناہ آدمی کا نام لے لیا گیا تو معاشرہ میں جو اس کی رسوائی ہوئی اور ذہنی طور پر اسے جو اذیت پہنچے گی اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ جنات کے نظر آنے کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ عام طور پر انسانی شکل میں نظر آتے ہیں۔ بعض حالات میں اپنا بہت بڑا جسم ظاہر کرتے ہیں۔ اس شکل میں ان کے ماتھے پر ایک سینگ ہوتا ہے۔ ویسے جن کی تعریف یہ ہے۔ ترجمہ ''جن ایسی ناری مخلوق ہے جو مختلف شکلیں اختیار کر سکتی ہے۔''

کیا پرستان، کافرستان، کوہ کاف کا جنات کے ساتھ کوئی تعلق ہے؟

جنات ہر جگہ موجود ہیں۔ پرستان کے ساتھ وابستہ کہانیاں افسانوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔

بچوں کو عام طور پر خوشبو استعمال کرنے سے منع کیا جاتا ہے کیا جنات کا اس میں کوئی عمل دخل ہے؟

خوشبو لگانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ تکلیف دینا چاہیں تو خوشبو لگانے کے بغیر بھی دے سکتے ہیں۔

کسی مریض یا آپ کے مشاہدہ میں آنے والا جنات کا کوئی واقعہ؟

ایک مریض میرے پاس آیا جسے جنات اٹھا کر لے گئے تھے۔ اس نے بیان کیا کہ جنات میرے دوست ہیں، وہ کہتے تھے ہماری شادی ہے اس میں تمھیں شامل کرنا ہے۔ چنانچہ وہ مجھے اٹھا کر لے گئے۔ میں باقاعدہ شادی میں شامل ہوا۔ کھانا کھایا، وہ باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا۔ چند دنوں کے بعد وہ مجھے میرے گاؤں کے قریب چھوڑ گئے۔ زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ نر اور مادہ جنات انسانوں سے جنسی تعلقات قائم کر لیتے ہیں۔

(بحوالہ ماہر استاد بشیر احمد کے تیس سالہ تجربات کا نچوڑ)

عامل کی کہانی عامل کی زبانی

”بے گناہ مجرم“

غالباً ۱۹۹۰ء کا واقعہ ہے کہ بندہ کے پاس علاقائی شہر سے مستری لطف اللہ صاحب تشریف لائے‘ ماشاء اللہ نمازی پرہیزی آدمی ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ ان کی عینک کا ایک شیشہ بہت موٹا ہے جو موتیا کے اپریشن کے بعد ہی تجویز کیا جاتا ہے۔ بندہ نے پوچھا بندہ کے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمایئے! کہنے لگے ”جونہی میں وہاں اندر داخل ہوا تو ایک شعلہ سا بھڑکا اور میری آنکھ اور سر میں درد شروع ہو گیا‘ میرا خیال ہے کہ کوئی شرا شرار (جنات) کا وہاں ٹھکانا ہو گیا ہے۔ اس کے علاج کے لیے میں حاجی رفیق صاحب کے پاس گیا تھا انھوں نے کہا کہ میں نے تو یہ کام چھوڑ دیا ہے لہٰذا تمھارے پاس بھیج دیا“ بندہ نے عرض کیا‘ مستری صاحب! آپ کس علاقہ یا جنگل کے مکان کی بات کر رہے ہیں؟ کہا‘ اجی اپنی ہی دوکان کی بات ہے عرض کیا ”آپ تقریباً چالیس سال سے اس دوکان میں دن رات مسلسل آتے جاتے ہیں۔ پہلے تو کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا‘ تو اب وہاں جنات کیسے آ گئے؟ میرے نزدیک تو یہ آپ کے آپریشن چشم کا ہی کوئی معاملہ ہے‘ یا آپ کی دوسری آنکھ میں بھی موتیا پوری طرح اتر آیا ہے ہمارے خاندان میں دو افراد کو تقریباً ایسے ہی واقعات پیش آئے‘ کہ رات کو اچانک بلبوں کا پودا سا نظر آیا اور سر میں درد ہوا اور نگاہ بند ہو گئی‘ لہٰذا آپ کسی آنکھوں کے ڈاکٹر سے رجوع کریں‘ اور باقی رہی یہ جنات کی بات تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق تو ان (جنات) کا بابا (ابلیس) ہمارے بابا (آدم علیہ السلام) کے ماتحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ اسے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ (اظہار اطاعت) کا حکم دیا‘ لہٰذا اب اللہ تعالیٰ کی امداد ہمارے ساتھ ہے‘ اس نافرمان ابلیس کی اولاد (جنات) کے ساتھ نہیں‘ آپ ان وساوس کو چھوڑیں‘ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سیدھی سادی شریعت پر حتیٰ المقدور عمل کریں‘ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں‘ نبی کریم ﷺ کی سنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر وقت پیش نظر رکھیں۔ بس دونوں جہانوں کی کامیابی اسی میں ہے“ فرمانے لگے میں تو خود ان توہمات کا قائل نہیں ہوں مجھے تو ایک صاحب نے گمراہ کر دیا پھر اپنا ایک عجیب واقعہ سنایا کہ یہ بھٹو دور (صدی کے آٹھویں عشرہ) کی بات ہے‘ ان دنوں ٹی وی پر بڑے پرکشش اور

''عوامی'' پروگرام آیا کرتے تھے' ہمارے شہر میں صرف چند ہی ٹی وی سیٹ تھے' ہمارے گھر بھی بیٹھک میں ٹی وی تھا' محلّہ کے مرد بچے بھی آ کر دیکھتے اسی بیٹھک میں ایک الماری میں ہماری دوکان کا کیش رکھا ہوتا تھا۔ ایک دن صبح کو میں نے دوکان پر جاتے ہوئے کیش سنبھالا کل ۲۲۰۰۰ روپے تھے وہ تین گھنٹے بعد ضرورت پڑی تو دیکھا کہ چھ ہزار روپے کم تھے تالا لگا ہوا تھا گھر میں خواتین کو پوچھا تو سب نے بیک آواز جواب دیا' کہ ابھی تو ہم میں سے وہاں کوئی بھی صفائی کرنے کے لیے گئی ہی نہیں۔ اس پر بڑی حیرانی و پریشانی ہوئی' اپنے لڑکوں کو جا کر بتلایا تو انھوں نے بھی گھر آ کر مزید پوچھا تو کچھ پتہ نہ چلا' میرے بحمد اللہ کئی بیٹے ہیں اور شادی شدہ ہیں۔ ایک بیٹے نے کہا کہ ہم علاقہ کے مشہور پیر مزمل حسین خاں کی گدی پر جا کر ''حساب'' کرواتے ہیں۔ میں نے اس کی مخالفت کی (خود اپنی تحقیق کی بنیاد پر اور وہ یہ) کہ میں چند سال پیشتر وہاں مستری کا کام کچھ عرصہ کرتا رہا وہاں میں روزانہ دیکھتا کہ پیدل' سائیکل موٹر سائیکل اور کاروں والے مرد و عورت بے شمار آتے' اور پیر صاحب سے اپنی مشکلات بیان کرتے تو وہ ان کا اور ماں وغیرہ کا نام پوچھ کر الٹی سیدھی لکیریں بناتے پھر کچھ اور اعداد وغیرہ غالباً جمع تفریق کرتے اور ایک پرانی سی کتاب نکالتے' اس میں سے کچھ دیکھ کر پھر حساب کتاب بناتے اور فرماتے ''تمھیں کسی دشمن نے جو اپنوں میں سے ہی ہے تعویذ ڈالے ہیں'' کسی کو فرماتے جادو کیا ہے' کسی کو جنات' سایہ اوپری ہوا وغیرہ بتاتے اور اس کی ممکنہ تسلی کرتے۔ اور سائل ان کی حسب دلخواہ خدمت کرتا۔ ایک روز میں نے چھوٹے پیر صاحب سے کہ وہ نسبتاً خوش مزاج اور ذرا بے تکلف بھی تھے عشاء کے بعد فراغت و تنہائی کے موقع پر عرض کیا ''پیر صاحب! بے شمار لوگوں کو میں روزانہ دیکھتا ہوں کہ آپ ایک ہی پرانی اور چھوٹی سی کتاب کھول کر ہر ایک کا حال اور احوال اور ماضی' حال' مستقبل سب کچھ اسے بتا دیتے ہیں۔ میں اس پر بہت ہی حیران ہوتا ہوں کہ کیا اس چھوٹی سی کتاب میں ساری دنیا کے انسانوں کے اعمالنامے درج ہیں؟ آپ ایمان سے سچ سچ بتانا! پیر صاحب یہ سن کر ہنس پڑے' اور فرمایا ''مستری! بات صرف اتنی ہے کہ لوگوں کا ہم پر اعتقاد ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری روزی کا ذریعہ بنایا ہے ورنہ اس کتاب میں کیا ہونا تھا؟'' میں نے یہی حوالہ جب اپنے بیٹوں کو دیا تو انھوں نے برا سامنہ بنالیا اور کہا کیا ساری دنیا پاگل ہے جو ان کے پاس آتی ہے؟ اس پر میں خاموش ہوگیا) پھر میرے بیٹے وہاں گئے اور انھیں چوری کا سارا واقعہ سنایا' تو پیر صاحب نے پوچھا ''کس پر شک ہے؟'' انھوں نے کہا ''شک کی تحقیق تو ہم خود بھی کر سکتے تھے' پھر فرمایا' گھر کے جتنے افراد چھوٹے بڑے موجودہ کے نام' عمر اور رشتہ لکھواؤ'' چنانچہ وہ لکھوایا گیا تب حسب معمول وہ ''کتاب خاص'' کھولی گئی اور باقاعدہ حساب و کتاب کیا گیا' اور آخر میں فرمایا ''گھر کی بڑی بہو مجرم ہے۔'' یہ سن کر سب گھر آ گئے اور اس بیچاری پر سختی شروع کر دی۔ وہ روتی چلاتی رہی۔ اس کی ساس اور نندوں نے بھی گواہی دی کہ یہ یا اور کوئی بھی گھر کا فرد اس وقت وہاں گیا ہی نہیں مگر جناب کون سنتا ہے ''حساب'' جو کرایا ہے اور اس میں چور کا پتہ چل گیا ہے' تب یقینی بات تو معلوم ہو ہی گئی اب شک کا کیا سوال؟ (غالباً عامل صاحب نے یہاں بھی نفسیاتی حربہ استعمال کیا کہ بہو جو پرائے گھر کی بیٹی ہوتی ہے۔ عموماً ساس اور نندوں کے ''حسن سلوک'' کی

شاکی رہتی ہے اور وہ بھی جواباً نہلے پہ دہلا مارتی رہتی ہیں' جس کی وجہ سے نتیجتہً خفیہ یا علانیہ فریقین میں چپقلش جاری رہتی ہے۔ مگر اپنی بیٹیاں تو بہر حال اپنی بیٹیاں ہوتی ہیں' لہٰذا عموماً وہ خطا کار ہو کر بھی بے خطا گردانی جاتی ہیں۔ یہ ہمارے معاشرے کا ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ لینے دینے کے باٹ بڑے چھوٹے بنا رکھے ہیں اگر ذرا خالی الذہن ہو کر تھوڑی سی خدا خوفی اختیار کریں تو یہ امر سمجھ میں آ جاتا ہے کہ یہ اور ایسے لذیذ مگر مکروہ اصول محض کید شیطان ہیں اور اس کا اثر اور نتیجہ بھی ضرور نکلتا اور بھگتنا پڑتا ہے کہ بعد میں اس گھر کی ''معصوم'' بٹی کے ساتھ ضرور وہی سلوک اس کے سسرال میں ہوتا ہے جو وہ خود اپنی ''مجرم'' بھابی کے ساتھ کرتی رہی ہے۔ اس طرح ڈبل نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے کہ دنیا میں تو مکافات عمل یا ادلے کا بدلہ پورا ہو گیا' مگر چونکہ جس شخصیت پر ظلم کی وجہ سے یہ شامت آئی ہے' اس کے حقوق کی ادائیگی معافی وغیرہ سے نہیں کی' لہٰذا آخرت کا ''وزن'' (بوجھ) سر پر باقی رہ جاتا ہے۔ اللہ کریم ہمیں فہم سلیم اور حسن عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!) بہر حال چوری کی رقم تو نہ ملی۔ پھر قدرت خداوندی دیکھئے کہ پانچ چھ دن بعد میرا بارہ تیرہ سالہ لڑکا بھاگا ہوا دوکان پر آیا اور کہا ابا جی! (پڑوسی کے اپنے ہم عمر لڑکے کا نام لے کر کہا) اس کے پاس میں نے سو سو روپے کے کافی سارے نوٹ دیکھے ہیں اور نیا ٹیپ ریکارڈ بھی اس کے پاس ہے۔ (حالانکہ وہ بالکل غریب لوگ تھے) میں نے دل میں کہا ''الحمد للہ! ہماری چوری مل گئی'' (غالباً مستری صاحب باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتے ہوں گے) اور پھر میں نے اس کے والد کو بلایا اور کہا تمہارا لڑکا ہمارا چور ہے' اگر رقم دیتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تھانے جاتے ہیں۔ وہ غریب ڈر گیا اور کہا مستری جی آپ فکر نہ کریں۔ میں ابھی اس سے پتہ کرتا ہوں۔ (اس لڑکے کے گھر والے اس کی اس حرکت سے بالکل بے خبر تھے) کچھ دیر بعد وہ آیا اور سارا واقعہ سنایا کہ ''میرے لڑکے نے ٹی وی دیکھتے ہوئے آپ کو اس بیٹھک کی الماری سے رقم نکالتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور چابی بھی وہیں مقررہ جگہ پر پردہ کے نیچے رکھتے ہوئے بھی دیکھ لی تھی' آپ کے دوکان پر جانے کے بعد وہ تاک میں رہا اور چپکے سے بیٹھک میں داخل ہو گیا' جو کہ گلی کے بالکل ساتھ ہی ملحق تھی' اور صحن اور کمرے آگے تھے اور چابی لے کر چھ ہزار روپے نکال لیے اور تالا بھی لگا دیا' مگر گھبراہٹ اور جلدی میں چابی بجائے اوپر پردہ کے نیچے رکھنے کے پلنگ کے تکیہ کے نیچے رکھ کر رفو چکر ہو گیا۔ یہاں تو رقم ہضم نہیں ہو سکتی تھی' لہٰذا وہ اپنے ننھیال ساہیوال چلا گیا' اور اپنے ماموں زاد ہم عمر لڑکے کے ساتھ مل کر کسی دوسرے شہر سے نیا ٹیپ رکارڈ خرید لیا' اور اب وہ واپس آیا اور اسی وقت آپ نے مجھے بلا کر اس کی تفتیش کرنے کو کہا' تو اس نے ساری بات اگل دی' دو ہزار تو اس نے اڑا دیئے' باقی چار ہزار آپ یہ لے لیں۔ بقایا دو ہزار کی رقم میں آپ کو قسطوں میں ادا کر دوں گا۔'' کیوں جناب!؟ کیا ''دین اور عقل'' کے شکار اور شکاری کے تعین میں کوئی شک ہے؟ سرور کائنات ﷺ کی حدیث مبارک کا مفہوم: ''جو شخص کسی کاہن (غیب دانی' دعویٰ کرنے والے' فال کھولنے' ہاتھ کی لکیریں دیکھنے والے) سے پاس گیا اور جو کچھ اس نے بتایا اسے سچا اور صحیح جانا' تو وہ شخص اس چیز سے بری (باہر) ہو گیا' جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی گئی۔ دوسری روایت میں بری کی بجائے فقد کفر ہے۔ یعنی ایسا شخص منکر ہو گیا۔ ایک اور روایت

میں ہے کہ (غیب دانی کے داعی) کے پاس جانے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (مفہوم) یہ تو فال وغیرہ پوچھنے والے سرکار عالی کی خفگی کا بیان ہے بتانے والے کے حال مذموم کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

دیکھئے' کس طرح شیطان نے یہ چکر چلا کر ایمان اور مال کا نقصان کروایا' جان نقصان ذہنی طور پر تو سب کو ہوا' خصوصاً وہ بیچاری بہو تو زیادہ ہی اس ‘‘اجر عظیم’’ مستحق ٹھہری' جسے مجرم گردان کر سرکوبی کی گئی تھی یعنی جانی و مالی اور ایمانی ضرر (نقصان) پہنچا کر ابلیس خوش ہوگیا۔ مقابلۃً اگر تو یہ استغفار کرتے' انا للہ وانا الیہ راجعون بکثرت پڑھتے اور کچھ دیر صبر کرتے اور اپنا ایمان مضبوط رکھتے' تو تینوں نقصانات سے بچے رہتے' اور انشاء اللہ عند اللہ اجر کے مستحق بھی ٹھہرتے۔ نیز یہ امر بھی متوقع ہے کہ مال کی زکوۃ کی ادائیگی اور بڑے مستری صاحب کے ‘‘ابطال باطل’’ کی دعوت کی برکت سے رقم مسروقہ مل گئی (واللہ اعلم)

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

”بزرگی کا جال“

انہی بزعم خود ”غیب دان“ حضرات کے اہم وعظیم فرد کے متعلق تقریباً انہی کے مسلک اور علاقہ والے ستر سالہ واقف بزرگ نے ان کی اپنی بزرگی اور مذکورہ غیب دانی وعیب بیانی کے دو تین واقعات بتائے۔ راوی نہایت ثقہ عالم دین ہیں۔ اول ایک متمول خاندان کی عورت جو صحیح کردار کی نہ تھی، ان کے پاس آئی اور ایسے تعویذ کی طالب ہوئی، جس سے اس کا خاوند مر جائے، ظاہر ہے سوائے کھلانے پلانے کے یہ مقصد کسی اور طریقہ سے حاصل نہ ہو سکتا تھا، اور اس خوراکی عمل کو بھی تقدیسی شکل دے کر اور متبرک بنا کر ہی کثیر معاوضہ پیشگی وصول کیا جا سکتا تھا، اس زمانہ میں چین سیاہی کا رواج نہ تھا، دولت میں تھوڑا سا کپڑے کا ٹکڑا، سیاہی اور پانی ملا کر لوہے کی نب والی یا سرکنڈے یا واسطینی قلم سے لکھائی کی جاتی تھی، چنانچہ حضرت نے علیحدہ دوات بنا کر اس میں سیاہی کے ساتھ تھوڑا سا زہر (سنکھیا) بھی ملا دیا، اور اسے چند تعویذ اس سے لکھ کر دے دیئے کہ نہار منہ کسی چیز دودھ، شربت وغیرہ میں گھول کر روزانہ ایک تعویذ پلا دیا کریں۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا، مگر سنکھیا کی اتنی قلیل سی مقدار سے اس کے شوہر نے مرنا تو کیا تھا، البتہ اس کے پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا، امیر آدمی تھا، شہر میں ڈاکٹر نے چیک کیا، اور کہا جو چیز تم نے کھائی ہے اس میں زہر ڈالا گیا ہے۔ خاوند پہلے ہی کچھ نالاں تھا، تھانہ میں اطلاع کر دی، عورت اور عامل صاحب دونوں پر پولیس کا نزلہ گرا اور خاصی رقم دے کر خلاصی ہوئی۔

دوسرا واقعہ بھی سن لیجئے۔ کئی دیہاتی ان پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہماری چوری ہو گئی چور بتایئے! پیر صاحب جن کا نقصان ہوا تھا ان میں سے ایک دو آدمیوں کو اندر لے گئے اور پوچھا کس پر یا کن پر شک ہے؟ انھوں نے بتا دیا، پھر پوچھا زیادہ شک کس پر ہے؟ انھوں نے اس کا نام بھی بتا دیا۔ پھر کہا سب مشکوک لوگوں کو بلا لو، دوسرے دن سب لوگ آ گئے اور ان سب کے نام لکھ لیے اور مٹی کی کوری ٹھیکریاں بھی اتنی ہی تعداد میں بنا لیں، جتنے وہ اشخاص تھے، پھر ان کو قطار میں باہر بٹھا دیا اور اندر جا کر سب ٹھیکریوں کے باہر کی طرف ہر آدمی کا نام علیحدہ علیحدہ ایک ایک ٹھیکری پر لکھ دیا اور جس پر زیادہ شبہ تھا اس کی ٹھیکری کے اندر (کبڑی طرف) پارہ اچھی طرح مل دیا اور جب دھوپ تیز ہو گئی، تو ان سب ٹھیکریوں کو قطار میں دھوپ میں رکھ دیا اور فرمایا، دیکھنا ابھی تھوڑی دیر بعد میرے جنات چور کی ٹھیکری کو قطار میں سے دور پھینک دیں گے۔ جب پارہ والی ٹھیکری کو دھوپ کا سینک لگتا تو وہ اچھل کر کچھ دور جا گرتی اور پھر

عامل صاحب اس پر لکھا ہوا نام دکھلاتے اس طرح ''چور صاحب'' پکڑے جاتے۔

ایک مریضہ کو جسے اصل مرض تو مراق کا لاحق تھا، مگر وہ اپنی تکالیف کا باعث جنات، کبھی جادو، تعویذ وغیرہ کو سمجھتی تھی، بندہ کے ایک برادر حکیم صاحب نے غالباً اپنی جان چھڑانے کو بندہ کے پاس بھیج دیا بندہ بھی ایسے مریضوں سے ذرا گھبراتا ہے، تھوڑی سی تسلی کی بات کر کے تعویذ دے دیا۔ ایک دو ماہ بعد پھر آئی کہ فائدہ تو ہوا تھا مگر وہ تعویذ اڑ گیا اب نیا دے دو۔ معمولی سی تردید و تشفی کی کوشش کے بعد پھر تعویذ دے دیا، کچھ عرصہ بعد پھر آ گئی، کہ مرگھا یا سوتک (موت و ولادت کے موقعہ) میں چلی گئی تو تعویذ بے اثر ہو گیا، کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کا کلام لکھا ہوا ہو تو اس پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ نے وہاں جانے سے روکا ہے، مگر وہ نہ مانی، جان چھڑانے کے لیے نیا تعویذ دے دیا۔ پھر آئی اور کہنے لگی، سب سے پہلے والا تعویذ دو وہ بہت مفید ہے۔ بندہ نے کہا کیسی عجیب بات ہے کہ مریض ڈاکٹر کو کہتا ہے کہ میں یہ دوائی نہیں لوں گا، بلکہ اپنی مرضی کی وہ پہلے والی استعمال کروں گا۔ خبر آٹھ دس بار اسی طرح ہوا، بالآخر بندہ نے تنگ آ کر اسے خلاف معمول جواب دے دیا۔ کہ میرے پاس وہم کا کوئی تعویذ نہیں۔ اس پر وہ طوعاً یا کرہاً چلی گئی۔ تین چار ماہ بعد پھر آئی اور کہنے لگی جو آپ کی مرضی تعویذ دے دو۔ خلاف معمول میں نے اس سے یہ خیال کر کے کہ اتنے دن یہ بیچاری ٹک کر تو نہ بیٹھی ہو گی، پوچھا کہ اس عرصہ میں کوئی تعویذ لیا تو کہاں سے؟ تو اس نے انہی عاملین کا نام لیا کہ وہاں بڑی دیر سے میری باری آئی اور اوپر بالا خانہ میں لے جا کر حساب کتاب کر کے بتایا، کہ کسی نے تعویذ ڈالے ہیں اور علاج کے طور پر تعویذ بھی دیا، کہ ایسے وقت جب کوئی دیکھتا نہ ہو اور ایسی جگہ جہاں کسی کا پاؤں نہ پڑا ہو، اس جگہ بیٹھ کر اس تعویذ پر پیشاب کرنا۔ (اب ظاہر ہے کہ ایسا وقت رات کو ہی ہو سکتا ہے) تو میں رات کو اور اکیلی باہر جنگل میں گئی اور ایک جھاڑی میں گھسی اور وہاں یہ ''عمل'' پورا کیا۔ ذرا تصور فرمایئے! رات کو جنگل میں اکیلی عورت کا جانا اور جھاڑی میں گھسنا کتنا خوفناک عمل ہے۔ غالباً عامل صاحب نے اس لیے بتایا کہ یہ اس پر عمل تو کر نہیں سکے گی لہٰذا الزام ہم پر نہیں بلکہ اپنی قسمت پر ہی دھرے گی۔ بندہ نے پوچھا پھر کوئی افاقہ ہوا؟ کہا نہیں! پوچھا پھر دوبارہ گئیں؟ کہا ہاں! کہا پھر کیا ہوا؟ کہا دوبارہ حساب کتاب کرنے کے بعد فرمانے لگے، تعویذ نہیں باہر کی کسر (یعنی جنات) ہے! پھر نیا تعویذ دیا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

آئندہ صفحات میں عبدالرشید صاحب کے ٹانگ درد (عرق النساء، لنگڑی کے درد) کے سلسلہ میں ایک عامل کا ذکر ہے جو فاسفورس سے آگ لگا کر جنات کی کارستانی بتاتا تھا، اور صوفی محمد حسین کے ذکر میں ایک عامل، صابن سے کاغذ پر تحریری خوفناک شکل بناتا جو بالکل نظر نہ آتی تھی، پھر مریضہ کے بدن پر وہ کاغذ پھیرتا اور کہتا کہ یہ کاغذ خود بتائے گا کہ اصل میں تکلیف کا سبب کیا ہے؟ پھر پانی کے پیالہ میں وہ کاغذ ڈبوتا اور وہ خوفناک شکل پوری طرح نمودار ہو جاتی اور اس طرح وہ حضرت عامل صاحب سادہ لوح لوگوں کے ایمان اور مال پر ڈاکہ ڈالتے۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

طلائی آویزہ

مضافاتی بستی سے ایک معمر عورت ہمارے ہاں دودھ دینے آتی تھی' اہلیہ نے راقم سے کہا کہ یہ بڑی پریشان ہے' پتہ کیا تو بتایا کہ میری ایک شریک رشتہ دار عورت کا طلائی آویزہ گم ہو گیا تھا' وہ دیہاتی عورت قضائے حاجت اور پٹھے وغیرہ لینے کے لیے باہر کھیتوں میں جاتی ہے اور بہت سے دوسرے گھروں میں بھی' اور ہم نے سب جگہ بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔ پھر وہ کسی کے مشورہ سے ایک میاں جی کے پاس گئے اس نے کہا' کہ میں ''حاضرات'' کا عمل کروں گا کوئی نابالغ لڑکا لے آؤ! وہ ہمارے ہی ایک عزیز لڑکے کو لے آئے۔ اس نے اس کو انگوٹھے پر سیاہی لگائی اور کچھ پڑھتے ہوئے دم کرنا شروع کیا' ساتھ ساتھ عامل صاحب پوچھتے جاتے کہ کیا جھاڑو دینے والے آ گئے؟ بچہ کہتا ہاں! پھر پوچھا دری بچھانے والے آ گئے کہا ہاں' پھر پوچھا تخت رکھ دیا گیا؟ کہا ہاں' آخر میں پوچھا' کیا جنات کا بادشاہ آ گیا؟ کہا ہاں' کہا اس کو کہہ کہ وہ چور کو حاضر کرے! پھر اچانک بچہ کہنے لگا یہ تو میری چچی ...... ہے (یعنی میرا نام لے دیا) تب فوراً ہی اس کے خاوند نے جو عامل کے پاس آ کر یہ عمل کروا رہا تھا' بچے کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور کہا چل! لڑکے سے ابھی ''اثر'' دور نہیں ہوا تھا لہٰذا وہ کانپنے لگا' اس پر عامل نے کہا ذرا صبر کر ''اثر'' دور ہو لینے دے' پھر وہ گھر آئے اور مجھ سے لڑائی جھگڑا شروع کر دیا کہ تو ہی چور ہے' ہمارا آویزہ دے۔ ادھر میرے فرشتوں کو بھی اس آویزے کی خبر نہیں۔ لہٰذا میں نے قسمیں کھائیں مگر انھوں نے یقین نہیں کیا' اور وہ تھانے جانے کی دھمکی دیتے ہیں۔ اب میں کیا کروں؟ بندہ نے کہا اگر واقعی تھانہ جائیں گے تو وہاں ''پولیس کا خصوصی چھتر'' دودھ کا دودھ پانی کا پانی علیحدہ کر دے گا' اور حامل صاحب کی ''کرامات'' کا پول بھی کھل جائے گا' (کہ عامل صاحب تھانہ والوں کی چوروں' ڈاکوؤں اور قاتلوں کے کیسوں میں کیوں حاضرات کے ذریعہ رہنمائی نہیں کرتے؟) اور اگر محض دھمکی ہے تو آپ لوگ یوں کرو' کہ عامل صاحب کے پاس پہلے آدمیوں کو دوبارہ بھیجو اور کہو کہ جنات' آپ کا شکریہ! چور تو آپ نے بتا دیا' مگر اب دوبارہ پھر اسی حاضرات کے ذریعہ ہمیں یہ بتا دیں' کہ چوری کا مال کہاں موجود ہے' تا کہ ہم اسے اپنے قبضہ میں لے لیں' وہ بولی' ہم لوگ ان کے پاس گئے تھے۔ تو عامل صاحب فرمانے لگے کہ ''جاؤ بھاگ جاؤ'' میرا دماغ نہ کھاؤ''

تحقیق:۔ فہم سلیم اگر موجود ہو تو اس مکر شیطانی کی ساری حقیقت بحمد اللہ فوری طور پر معلوم ہو جاتی

ہے، کہ چوری کا مال تو نہ ملا البتہ کئی گھروں میں فتنہ وفساد ضرور شروع ہو گیا۔ اور اس سارے قضیہ اور تگ و دو میں یہی کچھ حاصل ہوا، یعنی مالی نقصان، ایمانی نقصان اور ذہنی پریشانی (جانی نقصان) سابقہ صفحات میں عرض کیا جا چکا ہے کہ کہانت اور اس کے مصدقین غلط موقف پر جمے ہوئے ہیں۔ کاہن، المنجد (اردو) میں اسرار الٰہی اور غیبی باتوں کے علم کے مدعی، اور لغات فیروزی میں کاہن، جنوں سے دریافت کر کے غیبی خبریں بتانے والا لکھا ہے، اور یہ حاضرات کا عمل یا تو تلبیس ابلیس یا نفسیاتی عمل کی وجہ سے ہوتا ہے جس کا صداقت اور حقائق سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔ دنیوی لحاظ سے دیکھیں تو ایک ہی کیس کے متعلق ایسے عاملین علیحدہ علیحدہ مختلف وجوہات واسباب بیان کریں گے۔ کوئی کسی کو چور بنائے گا کوئی کسی اور کو، اور اگر کوئی مریض آ جائے تو کوئی عامل اسے تعویذ ڈالے جانا، کوئی سحر جادو، کوئی دیگر عامل آسیب کی کارستانی بتائے گا۔ عقلمند لوگوں کے لیے تو یہ دلیل ایسے لوگوں کے پھندوں سے بچانے کے لیے کافی ہے، خاص طور پر مریضوں کے لیے۔ کہ انھیں یہ بھی سوچنا چاہیے، ان کے سامنے جو کیس ہے اس کے تین مرحلے ہیں۔ تشخیص، تجویز اور شفا! ظاہر ہے کہ جب پہلی چیز (تشخیص) ہی غلط ہے، تو تجویز بھی لازماً غلط ہو گی اور شفا۔ تو ان کے ہاتھ میں کسی درجہ میں بھی نہیں۔ کیونکہ نیک نیتی کے ساتھ اگر معالج اگلا کام بھی اصول کے مطابق اور صحیح کرے تو شاید اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد اس کے شامل حال ہو، مگر یہاں تو نیک نیتی کا شائبہ تک نہیں ہوتا، کہ لوگوں کو بیوقوف بنانا اور ان کا مالی و جانی ناجائز استحصال کرنا ہی مقصد ہوتا ہے۔ رہا تیسرا مرحلہ استحصال ایمانی تو وہ خود ہی نتیجتہً وقوع پذیر ہو جاتا ہے خواہ اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ دینی نقطہ نظر سے تو اس پر جتنی شدید وعید آئی ہے وہ آپ حدیث مبارک کے فقد کفر کے الفاظ سے پھر مستحضر فرما لیں۔ نیز ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ غیب سے تعلق رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللّٰہ**o زمین اور آسمان کی پوشیدہ چیزوں (غیب) کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اس میں ماضی، حال اور مستقبل سب آ گئے) اور جب غیر اللہ کو کسی چیز کا علم ہی نہیں تو اس میں تصرف کا کیا سوال؟ اور اس سے کسی کام بنوانے یا بگاڑنے کی امید و درخواست کی کیا تک؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عامل جائے وقوعہ کے جنات سے اپنے جنات کے ذریعہ اصل مجرمین کا پتہ چلا لیتے ہیں تو آیئے، ہم اس بارے میں بھی اللہ کریم سے رہنمائی لیتے ہی۔ حضرت سلیمان علیہ اسلام کے جنات سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے سلسلہ میں، کہ ابھی تعمیر نامکمل تھی، کہ حضرت کی وفات کا وقت آ گیا، تو آپ نے تسلسل وتکمیل کار کے لیے یہ ترکیب کی کہ ایک عصاء چوبی کا سہارا لیا، اور حضرت عزرائیلؑ نے آپ کی روح قبض کر لی۔ ایک سال تک آپ فوت شدہ اسی حالت نگرانی میں موجود رہے، حتیٰ کہ مسجد اقصیٰ کی تکمیل ہو گئی۔ اور ادھر مشیت الٰہی سے دیمک، نے عین اسی وقت پورا عصا کھا کر کھوکھلا کر دیا، اور وہ عصا آپ کے بوجھ سے ٹوٹ کیا اور آپ گر پڑے) **ما دلھم علی موتہ الا دابۃ الارض تاکل منساتہ فلماخر نبینت الجن ان لو کا توا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المھین**o (سورہ سبا ۳۴) جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا تب پتہ چلا جب دیمک نے ان کا عصا کھا لیا اور آپ گر پڑے، تب جنوں نے خوب جان لیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو (یہ ایک سال کے

ذلیل کرنے والے) عذاب میں تو نہ پھنسے رہتے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب جو کہہ رہی ہے کہ چند گز دور تک بھی انھیں اس غیب کا علم نہ ہو سکا، مگر ہم لوگ اسی کتاب پر ایمان لانے والے پکے مسلمان، عملاً یہی ثابت کرتے ہیں، کہ جنات تو ہزاروں میل دور کی خبریں بھی ہمیں بتا دیتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بہت آگے پہنچ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان سے زیادہ ایسی خرافات پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو ''حل المشکلات'' سمجھتے ہیں۔ **بل کانوا یعبدون الجن اکثر ھم بھم مومنون.** بلکہ وہ جنوں کی عبادت کرتے ہیں اور اکثر تو انھیں پر ایمان رکھتے ہیں (سورہ سبا ۳۴ آیت ۴۱) حضرت عائشہؓ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ان غیبی باتیں بتانے والے کاہنوں وغیرہ کے متعلق بیان فرماتی ہیں۔ کہ **انھم لیسوا بشیئی** یعنی وہ کچھ بھی نہیں، لہٰذا اب ہمارے لیے صحیح طریق کار یہی ہے کہ ہم اپنے مشاہدہ، دانشوروں، احبار و رھبان اور مروجہ توھمات سے جو خلاف شریعت ہوں، کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ کے ''حنیف و مسلم'' بندے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے عقائد و اعمال پر ایسا یقین کرنے والے بن جائیں، جس کا اشارہ صریح حضرت علیؓ کے واقعہ میں ملتا ہے، کہ جس کا مفہوم ہے، کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علی! اگر چاہو تو جنت کا یہیں مشاہدہ کرا دوں؟ تب حضرت علیؓ نے عرض کیا ''حضور! آپ کے (ان غیبی امور کے متعلق بیان شدہ) ارشادات پر الحمد للہ ایسا یقین ہے، کہ دیکھ لینے کے بعد اس میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہوگا'' (او کما قال) اور یہ اسی یقین والی زندگی کی برکت تھی کہ ان تھوڑے سے بے مایہ صحابہ کرام نے تقریباً تیس سال ہی میں آدھی دنیا پر دین حق کو غالب کر دیا، اور ہم آج اسی یقینی والی زندگی سے محروم اور انہی، **اغلال و اصر** کے غلام (جنھیں کاٹنے کی ایک صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی بیان فرمائی) ساری دنیا میں ساٹھ کے قریب مملکتوں اور بے پناہ مادی وسائل سے مالا مال، اور ایک ارب سے زائد تعداد میں ہوتے ہوئے بھی مظلوم و مقہور ہیں، جن کی فریاد کی بھی کہیں شنوائی نہیں۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

قربانی کا بکرا

یہ محاوراتی قربانی کا بکرا نہیں بلکہ سچ مچ ایک قربانی کے بکرے کا واقعہ ہے، برادرم علی محمد درزی کی زبانی سنئے! میں دیہات کا رہنے والا ہوں، عید قرباں قریب تھی، لوگوں نے قربانی کے لیے بڑے شوق سے قربانی کے جانور پالے تھے۔ میں اسی علاقہ میں کہیں سفر پر جا رہا تھا کہ سڑک کے پل یا چوک پر ایک مجمع دیکھا، لوگ ہمہ تن دو افراد کی طرف متوجہ تھے۔ ایک صاحب عامل دوسرا معمول، (جو بچہ (لڑکا) تھا اور جس پر ’’حاضرات‘‘ کا ’’عمل‘‘ ہو رہا تھا۔) پتہ چلا کہ ایک آدمی کا قربانی کا بکرا گم ہو گیا ہے اس کی بازیابی کے لیے یہ عمل ہو رہا ہے۔ میں بھی مجمع میں شامل ہو گیا، لڑکا کہہ رہا تھا (بعد اولین مراحل) ’’کہ شاہ جنات نے مجھے دکھایا ہے کہ دو آدمی بکرے کو لے کر کھیتوں میں گھس گئے اور چلتے رہے، اب وہ ذرا کنارے پر ایک درخت کے نیچے پہنچ گئے جو ذرا اوٹ میں ہے اور اب انھوں نے بکرے کو ذبح کر دیا اور اس کی کھال اتار رہے ہیں، اتنے میں ایک تیسرا آدمی آ گیا، اس کی ان دونوں سے کوئی باتیں ہوئیں جو سنی نہیں جاتیں، اشارہ سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ جھگڑا سا ہوا، پھر پہلے دو آدمیوں نے گوشت کے تین حصے کیے اور بانٹ لیے اور اب وہ تین مختلف راستوں سے روانہ ہو گئے‘‘ اب آپ خود اندازہ فرمالیں کہ یہ ساری کارروائی ایسی چشم دید رپورٹ معلوم ہوتی ہے، جس میں ذرہ بھر بھی شک کی کوئی گنجائش نہیں اور حاضرین اور بکرے کے مالک سب نے یہ یقین کر لیا ہوگا کہ بس اب قصہ ہی تمام ہوا کہ بکرا تو چوروں کے پیٹ میں چلا گیا۔ ابھی لوگ اسی بارہ میں کھسر پھسر ہی کر رہے تھے کہ ایک آدمی جو اس حاضرات کے عمل کے آخری مرحلہ کے وقت آیا تھا اس نے مالک سے پوچھا، تمہارا بکرا کیسا تھا؟ اس نے تفصیل بتائی، جب اس شخص کو تسلی ہو گئی، تو وہ اس سے کہنے لگا کہ یہ تم لوگوں نے کیا ’’بکواس‘‘ شروع کر رکھی تھی کہ بکرا پیٹ میں چلا گیا، ابھی میرے ساتھ چل، بکرا میرے گھر بندھا ہوا ہے، آوارہ پھر رہا تھا، میں نے اسے اپنے جانوروں کے ساتھ باندھ دیا کہ چلائے نہیں اور اب میں اس کے مالک کی تلاش میں تھا۔ کہ یہ تماشہ نظر آیا۔ چنانچہ مالک نے جا کر بکرا وصول کر لیا۔

تحقیق:۔ ’’معمول‘‘ کی ایسی ’’غیبی باتیں‘‘ دو تین وجوہات کی بنا پر ہوتی ہیں۔ زیادہ تر عامل کی شخصیت ظاہری اور اس کی لچھے دار موثر باتوں، کچھ اس کی قوت متخیلہ کا اثر، کچھ شیطانی چکر، اور یہ بات نوٹ فرمائیے کہ ایسے عامل نوعمر لڑکے کو معمول بناتے ہیں۔ (گاہے معاشرہ اجازت دے تو عورت کو بھی) کیوں؟

اس لیے کہ یہ دونوں ناقص العقل اور ضعیف الاعصاب ہوتے ہیں۔ جو عامل کی وجاہت اور شخصیت سے فوری طور پر مرعوب و متاثر ہو جاتے ہیں۔ بالغ اور ذہین و فہیم صحیح العقیدہ لوگوں پر ان کا کہا حقہٗ اثر نہیں ہوتا لہٰذا انھیں یہ معمول نہیں بناتے۔ راقم کو خود اس کا ذاتی تجربہ ہے۔ ایک محترم معزز شخصیت نے جبکہ راقم نوعمر تھا اس پر یہی حاضرات کا عمل کیا تھا۔ کہ عامل پوچھتے جاتے کہ کیا جھاڑو دینے والے آ گئے؟ جواب ہاں، پھر پوچھا چھڑکاؤ کرنے والے وغیرہ اخیر تک۔ کچھ تو یہ سارا قصہ پہلے ہی بندہ نے سنا ہوا تھا۔ کہ ایسے ایسے ہوتا ہے وہی ذہن میں تھا۔ کچھ عامل صاحب کی شخصیت کا اثر تھا کہ جیسے کہتے وہی نظر آتا جاتا۔ (بندے کے انگوٹھے پر سیاہی لگا کر تاکید کی تھی کہ اپنی نگاہ جمائے رکھنا پلک بھی نہیں جھپکنی) راقم ہاں ہاں کرتا رہا، اخیر میں جب انھوں نے کہا کہ شاہ جنات کو کہو کہ چور کو سامنے آنے کا حکم دے۔ تو یہ بھی بندے نے کہہ دیا۔ عامل صاحب نے پھر پوچھا کہ کیا چور سامنے آ گیا؟ کہا نہیں! اور ساتھ ہی اپنا سر دائیں بائیں ہلا دیا، اس طرح نگاہ انگوٹھے سے ہٹ گئی اور سارے منظر غائب ہو گئے اور اب صرف اپنا انگوٹھا ہی تھا جو سامنے نظر آ رہا تھا

دوسرا واقعہ بھی اسی زمانہ کا ہے کہ پٹیالہ کے ایک پنڈت جوان العمر، کلین شیو سوامی صاحب جو اس زمانہ کے ایم اے تھے، جب بی اے بھی خال خال ہوتے تھے اور اپنے نام کے ساتھ بطور تفاخر یہ ڈگری بھی ضرور لکھتے، جیسا کہ ملک نصر اللہ خان عزیز بی اے، مولانا ظفر علی خان بی اے (ہر چند کہ ان صاحبان کو جو بلند مقام حاصل ہوا وہ اس ڈگری سے مستغنی تھا مگر غالباً اپنے ابتدائی دور میں خود کو بی اے لکھنا شروع کیا تو وہ ساتھ ساتھ چلتا ہی رہا) یہ سوامی طبیہ کالج کے بھی فاضل تھے۔ بہت ذہین و فطین مگر دہریہ تھے۔ کسی ہندو لڑکے کے علاج کے لیے قصبہ میں آئے، اور چونکہ اس علاقہ اور قصبہ میں بندہ کے بزرگ محترم مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب (مرحوم و مغفور) کے سوا کوئی ہستی اتنی اہل علم نہ تھی۔ لہٰذا یہیں ان کے ادارہ کتب خانہ و دواخانہ میں براجمان ہو گئے محترم حکیم صاحب کی لائبریری بڑی وسیع تھی۔ اس میں دوسرے علوم کے علاوہ مسمریزم اور ہپناٹزم وغیرہ کے موضوع پر کتابوں میں سے ایک کتاب تھی (غالباً غیر ملکی زبان سے ترجمہ) اس میں شاید کل ۱۲۱ اسباق تھے اور ابتداء میں ہی واضح طور پر موٹے حروف میں یہ ہدایت درج تھی کہ اس کتاب کو محض مطالعہ کے لیے ہرگز نہ پڑھا جائے، بلکہ جنھوں نے یہ علم سیکھنا ہے، وہ آج صرف پہلا سبق پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ اس میں کامیابی کے بعد دوسرا سبق اسی طرح اخیر تک۔ ان سوامی صاحب نے پہلے سبق کی ابتداء راقم الحروف پر ہی کی، کیونکہ وہاں کا سب سے کم عمر بلکہ نوعمر اور مستقل فرد بندہ ہی تھا۔ حکیم صاحب بھی سوامی صاحب کی زبردست تشخیص کے تو مداح تھے، مگر فرماتے کہ "دست شفاء بالکل نہیں" (اس لیے کہ وہ شافی مطلق کے وجود کو ہی تسلیم نہ کرتے تھے) اور بندہ پر تو ان کی ایم اے کی ڈگری کا بھی رعب تھا، بہر حال دوسرے احباب کی موجودگی میں، بعد مغرب ادارہ کے بالاخانہ پر راقم کی ایک ٹانگ کی شلوار گھٹنہ تک اٹھوا کر بندہ کو اپنے آگے کھڑا کر کے خود پیچھے بیٹھ جاتے اور گھٹنہ (کے اندر مڑنے کی جگہ پر بار بار ہاتھ پھیرتے اور کہتے "دیکھو! میں نے اپنے عمل کے زور سے تمہاری یہ ٹانگ اکڑا دی ہے اور اب تم چلو گے تو سہی، مگر

اس ٹانگ کو نہیں موڑ سکو گے۔" اچھی خاصی تکرار کے بعد جب انھیں (شاید) یقین ہو جاتا تو زور سے کہتے "اچھا اب چلو!! اور دیکھو وہی ہوا جو میں نے کہا ہے کہ تم چل رہے ہو مگر اپنی بائیں ٹانگ نہیں موڑ سکتے" چنانچہ یہی ہوتا، کہ بندہ ان کی حکم عدولی کی ہمت ہی نہ پاتا۔ وہ تین روز کے عمل کے بعد دوسرا سبق شروع ہوا، چار پائیوں پر احباب جمع تھے اور حضرت مولانا حکیم صاحب بھی تشریف فرما تھے، کہ سوامی صاحب نے بندہ کو سامنے بٹھا لیا اور کہا اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پیوست کرو! وہ کر لیں، تو پھر بار بار وہی فقرہ کہتے رہے، کہ میں نے اپنے عمل کے زور سے تمہاری انگلیوں کو باندھ دیا ہے، اب تم خواہ کتنا ہی زور لگاؤ ان کو جدا نہیں کر سکو گے (کافی مرتبہ کہنے کے بعد پھر اسی طرح زور اور رعب سے کہا۔ اچھا زور لگاؤ اور انھیں کھولنے کی کوشش کرو، تم ہرگز انھیں نہیں کھول سکو گے! چنانچہ حسب سابق ایسا ہی ہوا کہ بندہ نے کھولنے کے لیے انھیں کھینچا مگر اسی مرعوبیت کے احساس نے باز رکھا۔ سوامی صاحب خوش ہوئے کہ دوسرا سبق بھی کامیابی سے پورا ہو گیا۔ انھیں پھر غالباً یہ خیال آیا کہ دوسرے سبق کو زیادہ پختہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ پھر انھوں نے بندہ کی انگلیاں باہم پیوست کروا دیں اور سوامی صاحب نے وہی تکرار شروع کر دی کہ تم ہرگز اپنی انگلیوں کو جدا نہیں کر سکو گے اور اخیر میں جب تحکمانہ یہ کہا کہ کھولو! مگر نہیں کھول سکو گے، ہرگز نہیں کھول سکو گے" تو عین اسی وقت بندہ کے دل میں یہ خیال آ رہا تھا کہ "یہ غلط بات ہے کہ اس (سوامی صاحب) نے میری انگلیاں اپنے اس علم سے باندھ رکھی ہیں، بلکہ بات تو صرف اتنی ہے کہ بندہ کی انگلیوں میں گوشت کم ہے اور اس لیے وہ پتلی ہیں، مگر ان انگلیوں کی (ہڈیوں کی) گانٹھیں بڑی اور موٹی ہیں، اسی وجہ سے وہ انگلیوں کو جو (اب) کھولتے وقت (تھوڑی سی دیر کے لیے) پھنس جاتی ہیں، نہیں کھول پاتا۔ ورنہ یہ کون سا مشکل مسئلہ ہے ذرا سا زور لگاؤ اور کھول دو" چنانچہ جب سوامی صاحب نے رعبدار آواز سے کہا "کھول کر تو دیکھو، تم ہرگز نہیں کھول سکو گے" اسی وقت بندہ کا مذکورہ خیال تکمیل پذیر ہو چکا تھا، تب فوراً بندہ نے دونوں ہاتھ کھول دیے۔ سوامی صاحب حیران ہو کر بولے۔ "یہ کیا ہوا؟" تب بندہ نے اپنا مذکورہ خیال ظاہر کر دیا جسے سن کر حضرت مولانا اور دوسرے سب حاضرین سوامی صاحب سمیت ہنس پڑے اور حکیم صاحب نے فرمایا "لو جی سوامی صاحب! آپ کا علم تو ناکام ہو گیا" اس کے بعد غالباً اس علم یا عمل کے "احیاء" کا وہاں کسی کو خیال بھی نہیں آیا...... دیکھیے! حقیقتاً یہاں بظاہر نظر آنے والی کوئی بھی متعلقہ چیز (حرکت) حقیقی نہیں تھی۔ محض عامل اور معمول کی نفسیات کا معاملہ تھا، جو بظاہر خلاف حقیقت اور خلاف معمول تھا۔ فرعون کے ساحرین کی طرح پہلے تو حاضرین (بالخصوص فرد واحد یعنی معمول) کے دماغ کو اپنی بات کی مسلسل تکرار سے متاثر کیا، کہ وہ ساحرین کی بات کو سچ سمجھنے لگے (کہ رسیاں اور لاٹھیاں حرکت کر رہی ہیں) **یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی**، یہاں بھی معمول کے دماغ کو بالخصوص اور دیگر حاضرین کو بالعموم متاثر کیا، اور وہاں بھی دوسرے الفاظ قرآنی کے مطابق **سحروا اعین الناس** (لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا) جس کو آج کل نظر بندی (مسمریزم یا ہپناٹزم وغیرہ) کہتے ہیں، یہاں بھی دیکھنے والوں پر یہی اثر حاوی کر دیا کہ خلاف

حقیقت ٹانگ اکڑ جانا اور انگلیاں بندھ جانا سب کو نظر آیا، مگر اس غلط علم و عمل کو محض ایک دنیوی خیال نے ہی بحمد اللہ باطل کر دیا، اور اگر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر صحیح و مکمل ایمان اور توکل ہو، تو ایسے کوئی مادی یا شیطانی حربے انشاء اللہ کارگر نہیں ہو سکتے **انہ لیس لہ سلطن علی الذین امنوا و علی ربھم یتوکلون** (شیطان رجیم کا قابو اپنے رب پر ایمان اور توکل رکھنے والوں پر نہیں چلتا)

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

عبدالرشید کی ٹانگ کا درد

کئی سال کی بات ہے، بندہ کے ایک عزیز عبدالرید نے جو بوریوالہ کے مضافات میں رہتے ہیں اور اچھے خاصے تومند جوان آدمی ہیں، اپنا واقعہ سنایا کہ میری ایک ٹانگ میں رینگھن کا درد شروع ہو گیا (جسے وجع الورک، عرق النساء لنگری کا درد اور ڈاکٹر شائی ٹیکا بھی کہتے ہیں) گولیاں، انجکشن، مالشیں، پتے باندھنا وغیرہ کوئی علاج کامیاب نہ ہوا حتی کہ میں نے فصد بھی کھلوائی مگر آرام نہ ہوا۔ اچانک ایک دن ہمارے موضع میں ایک منحنی سا شخص، چھوٹی سی داڑھی، سر پر لمبے لمبے بال، تسبیح اور صندوقچی لیے وارد ہوا اور مشہور کر دیا کہ میں سید اور عامل ہوں۔ سرگودھا سے آیا ہوں۔ شاید اپنے کسی معتقد کے گھر آیا ہو۔ بہرحال مرد اور عورتیں زیادہ، اپنی اپنی مشکلات کے دور کروانے کے لیے حاضر خدمت ہونے لگیں۔ جب کچھ زیادہ ہی چرچا ہونے لگا تو میں نے خیال کیا کہ اسی کے پاس جا کر معلوم کروں، شاید مجھے مرض کی بجائے کوئی اور ہی چکر نہ ہو۔ میں نے یہ تو پہلے ہی سن رکھا تھا، کہ ہر مصیبت زدہ کو وہ ''تعویذ'' ''جادو'' اور ''سایہ'' (جنات) کی کارستانی ہی بتاتے ہیں، اور اپنی خدمت وہ (غالباً نقدی کے علاوہ) کپڑا، گوشت وغیرہ کی صورت میں کرواتے ہیں (گوشت غالباً اپنے ساتھ میزبانوں کی ہانڈی کا انتظام کرنے کے لیے شامل فرماتے تھے) خیر میں وہاں پہنچا اور اپنا قصہ بیان کیا تو فرمانے لگے تنہائی میں بتاؤں گا۔ کچھ دیر کے بعد لوگ چلے گئے تو میں نے پھر یاد دہانی کروائی، فرمایا تمھارے ہاں کوئی ایسی جگہ (مکان وغیرہ) ہے جہاں رہائش نہ ہو، میں نے کہا ہاں بکریوں کا باڑہ ہے۔ فرمایا ٹھیک ہے وہاں چلو اور ہاں تھوڑی سی روئی ساتھ لے لینا! میں اندر روئی لینے چلا گیا اور پھر ہم دونوں باڑہ میں پہنچ گئے۔ میں نے کنڈا کھولا اندر گئے۔ تو پوچھا کوئی چارپائی بھی یہاں موجود ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہا نکالو! میں نے چارپائی نکال کر صحن میں بچھا دی۔ پھر مجھے حکم دیا کہ اس پر لیٹ جاؤ اور آنکھیں بند کر لو! (میرا نام ولدیت وغیرہ تو پہلے ہی پوچھ رکھا تھا) میں ابھی کلام پڑھ کر تم پر دم کروں گا اور جو خرابی اندر ہو گی وہ باہر آ جائے گی۔ یہ کہہ کر وہ روئی میرے سینے پر رکھ دی۔ مجھے کچھ شبہ سا ہوا کہ آنکھیں بند کروانے کی کیا ضرورت ہے؟ آخر جو کچھ ہو گا وہ مجھے انھوں نے دکھانا ہی ہے یا پھر شاید اس نے کوئی چکر نہ چلانا ہو، لہٰذا میں نے لیٹ کر آنکھیں بظاہر تو بند کر لیں مگر ایک آنکھ کے کونے سے دیکھتا رہا۔ خیر شاہ صاحب نے کچھ منہ ہی منہ میں پڑھنا شروع کر دیا، اور چارپائی کے گرد چکر لگانے بھی

شروع کر دیے‘ یوں تو وہ کھڑے ہو کر پڑھتے اور چکر لگاتے تھے‘ مگر یہ بات میں نے تو ساتھ کی کہ میرے سینہ کے برابر آ کر جھکے‘ اور میرے سینہ پر اس جگہ پھونک سی ماری جہاں روئی رکھی ہوئی تھی۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک چھوٹی سی ڈلی ان کے منہ سے نکل کر پھونک کے ساتھ ہی روئی پر گری۔ میں نے خیال کیا کہ روٹی یا گوشت کا کوئی ریزہ دانتوں میں رہ گیا ہو گا وہ گرا ہے‘ مگر جب میں نے یہ دیکھا کہ چند منٹ بعد اس روئی میں سے دھواں نکلنے لگا ہے‘ تو فوراً مجھے اس عامل کی ساری سکیم سمجھ میں آ گئی‘ کہ جب میں روئی لینے اندر مکان میں گیا تھا‘ اس وقت اس نے اپنی صندوقچی میں سے ڈبیہ میں سے فاسفورس کی ڈلی توڑ کر منہ میں رکھ لی‘ اور اب یہاں اکیلے معمول بنا کر مجھے الو بنانا چاہتا ہے۔ دو تین منٹ بعد جب دھواں ذرا زیادہ ہی نکلنے لگا‘ تو شاہ صاحب نے بلند آواز میں مجھے کہا ”جوان! آنکھیں کھول کر دیکھو‘ کتنا زبردست کالا جادو تم پر کیا گیا ہے! تمہاری قسمت اچھی تھی کہ میں عین وقت پر پہنچ گیا‘ ورنہ تمہارا ”ککھ“ بھی نہ رہتا۔ دیکھو! تمھارے سینے میں سے کالا علم نکل رہا ہے“ مجھے یہ فراڈ دیکھ کر غصہ آیا اور میں نے اٹھ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ وہ تو تھا ہی سرکنڈوں کا گھوڑا پھر مجرم ضمیر‘ جب میں نے اسے کہا‘ کہ ابھی صندوقچی کھول اور وہ پانی والی ڈبیہ میں جو چیز ہے وہ مجھ نکال کر دکھا! تو تو مجھے مراثی معلوم ہوتا ہے‘ کیا ایسے فراڈ سید کیا کرتے ہیں؟ یہ سن کر اس کا رنگ فق ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا‘ جوان‘ خدا کی قسم تجھے اور کچھ بھی نہیں۔ ”ریکنھن وا“ ہے اس کا دوائی سے علاج کروا لو‘ اور اللہ کا واسطہ‘ بولنا مت‘ اور میری روزی میں لات نہ مارنا‘ آپ کی بڑی ہی مہربانی ہو گی۔

اس بستی میں اس نے ایک مریضہ کو جو ٹی بی کی آخری سٹیج پر تھی‘ حسب معمول ”تعویذ ڈالے“ بتلائے‘ عورتوں نے تو حسب معمول اسے تسلیم کر لیا‘ مگر مردوں میں سے کسی کو شک ہو گیا‘ تو شاہ صاحب نے فرمایا میں تعویذ نکال کر دکھلا دوں گا۔ چنانچہ مریضہ کا نام والدہ کا نام وغیرہ پوچھ کر مزید ”حساب کتاب“ کر کے فرمایا صحن کی یہ جگہ دو فٹ کھود دو! وہ کھودی تو کچھ نہ نکلا تو کہا ایک فٹ اور کھود دو۔ مگر کچھ نہ نکلا تو پھر حساب کیا‘ اور ایک ہاتھ ہٹ کر پھر کھدوائی کروائی وہاں سے بھی کچھ نہ ملا‘ تو فرمایا بڑی چھانی لاؤ! وہ لینے گئے‘ تو انھوں نے پرانی سی لوہے کی پتریوں پر ایک پرانا سا کاغذ لپیٹا ہوا‘ جس پر مریض کا نام اور اس کی والدہ کا نام اور کچھ ہندسے وغیرہ اور اوٹ پٹانگ شکلیں اور الفاظ لکھ کر‘ پرانے سے سرخ رنگ کے دھاگے سے باندھ کر سامان پہلے ہی تیار کر رکھا تھا‘ اس گڑھے میں بڑی چابکدستی سے دبا دیا‘ اور پھر چھانتا آ گیا اور یہ ”تعویذات“ بھی برآمد ہو گئے‘ اور عامل صاحب کی چاندی بن گئی۔ پرانی پتریاں‘ پرانا کاغذ اور اسی گھر کی مٹی‘ عرصے سے ڈالے ہوئے تعویذوں کا ثبوت بن گئی۔ نفسیاتی طور پر مریضہ کو اس خیال سے کہ میری تکلیف کی اصل وجہ تو دور ہو گئی‘ ہفتہ عشرہ ذرا افاقہ محسوس ہوا‘ اور وہ چائے پینے لگی‘ شاید کوئی انڈہ وغیرہ بھی کھا لیتی تھی‘ مگر دسویں دن اچانک ہی فوت ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ شاہ صاحب تو پہلے ہی رفو چکر ہو چکے تھے۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

تعویذی بلاء

''طلائی آویزے'' والے عامل صاحب کے متعلق محترمی جناب حاجی تنویر احمد صاحب ریٹائرڈ مدرس نے بڑا دلچسپ لطیفہ جو حقیقتاً کثیفہ ہے سنایا۔ آپ بھی انہی کی زبانی سنیے ''آپ کو معلوم ہے ہمارا پہلا گھر ملحقہ دیہات میں ہے۔ میری اہلیہ کو گنٹھیا (وجع المفاصل) کی تکلیف تھی بہت علاج کرائے مگر ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئی۔ مختلف اور مسلسل عورتوں نے اصرار سے انھوں نے مجھے بھی مجبور کر دیا' کہ کسی عامل کو بلوا کر معلوم کروں کہ فائدہ کیوں نہیں ہوتا؟ شاید اسی لیے کہ یہ مرض کی بجائے کچھ ''اور'' ہی معاملہ ہے۔ خیر میں انہی صاحب کے پاس گیا' تو وہ میرے ساتھ میرے قریبی مکان (در واقع شہر) تشریف لائے' بیٹھک میں بیٹھے' مریضہ اور اس کی والدہ کا نام وغیرہ پوچھا اور چند لکیریں وغیرہ کھینچتے اور لکھتے اور حساب کرتے رہے خاصی دیر کے بعد نتیجہ نکلا اور فرمایا ''تعویذ'' ڈالے گئے ہیں'' اور ''اس روشندان'' سے وہ تعویذ اندر آئے ہیں'' میں نے کہا ''حضرت! یہ مکان تو بعد میں بنا ہے اور مریضہ کی تکلیف پہلے سے ہے'' اس پر بجائے شرمندہ ہونے کے ڈھٹائی سے فرماتے ہیں ''آپ کے نزدیک مرض وغیرہ ہوگا۔ مگر میرا حساب تو یہی ''تعویذ'' ہی بتاتا ہے'' لاؤ میری فیس پانچ روپے!'' چنانچہ وہ اپنی فیس لے کر رفو چکر ہو گئے' (تقریباً ۱۹۷۰ء کا واقعہ ہے جب پانچ روپے آجکل کے پچاس روپے سے زیادہ وقعت رکھتے تھے) کیوں صاحب! یہ لطیفہ ہے یا کثیفہ؟

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

جنات سے جنگ

۱۹۷۵ء کے لگ بھگ کی بات ہے' راقم عصر کی اذان کے بعد مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہوا۔ وہاں برآمدہ میں حضرت پیر صاحب دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے' یہ بہت دور کے علاقہ کے ہیں' اپنے مریدین یا معتقدین کے پاس گاہے تشریف لایا کرتے ہیں' فی الحقیقت بہت بزرگ' صالح اور متقی خاندان کے فرد ہیں۔ بندہ کی ان سے کچھ واقفیت خاندانی تو تھی مگر ان کی ایک اضافی صفت کا علم نہ تھا' السلام علیم کے بعد بندہ بیٹھ گیا اور محسوس کیا کہ جناب کچھ پریشان ہیں۔ مگر بندہ خاموش رہا' تو خود ہی گویا ہوئے کہ محلہ ..... میں فلاں صاحب کی لڑکی (جوان العمر) کے جنات نکال کر آیا ہوں' اور پھر خود ہی اس کی تفصیل بھی بیان فرمانے لگے' کہ یہ عبارت کاغذ پر لکھ کر اس کی بتی بنا کر اس کا دھواں مریضہ کے ناک میں دیں' تو فوراً جنات حاضر ہو جاتے ہیں۔ (واضح رہے کہ ''طلائی آویزے والے عامل'' اسی مریضہ کے محلہ میں رہتے تھے اور بندہ نے ان کو انہی دنوں کئی بار انہی پیر صاحب کی خوشامدیں کرتے دیکھا تھا کہ وہ جنات کو حاضر کرنے اور نکالنے کا عمل بتلا دیں مگر پیر صاحب آمادہ ہی نہ ہوتے تھے) بندہ کو وہ عبارت تو معلوم تھی مگر اس کا مذکورہ استعمال معلوم نہ تھا' اور اب اس کا علم ہونے کے بعد بھی کوئی کشش نہ تھی کہ اخراج جنات کے مشہور و مروجہ طریقہ پر عمل کرنا تو کجا اس کا تصور بھی قلبی اذیت کا باعث معلوم ہوتا ہے۔ خیر پیر صاحب (جو ماشاء اللہ پکے اہلحدیث ہیں) مزید فرمانے لگے کہ پھر میں نے مریضہ پر مذکورہ بتی والا عمل کیا تو تین جنات حاضر ہو گئے' (غالباً) دو مرد جن اور ایک جنی' میں نے ان کو کہا کہ تم چلے جاؤ ورنہ ذلیل ہو گے! تو وہ اکڑنے لگے کہ ہاں تجھے دیکھا ہے تو کیا کر لے گا؟ چنانچہ میں نے ان کو جلا دیا اور خیال کیا کہ بس تکلیف اور معاملہ ختم! مگر ہوا یہ کہ سات جن اور جنیاں جو محروق جنات کے رشتہ دار تھے آ گئے۔ میں نے ان کو بھی دھمکی دی اور کہا کیا تم نے ان تینوں کا حشر نہیں دیکھا؟ مگر جناب وہ تو زیادہ ہی اکڑفوں کرنے لگے تو میں نے ان کو بھی جلا دیا' اس کے بعد ان کے مزید تیس پینتیس رشتہ دار جنات اور آ گئے' اور یہ سلسلہ دونوں طرف چلتا ہی رہا' حتیٰ کہ پاکستان کے جنات کی ہلاکت کے بعد' ہندوستان سے ان کے رشتہ دار آ گئے۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ ان کے سر پر گائے کے سینگوں جیسے سینگ بھی موجود ہیں۔ ان کو بھی میں نے وارننگ کے بعد جلا دیا' حتیٰ کہ ایک سو (زائد ہندسہ یاد نہیں رہا) جنات اور جنیاں جلا دیے بڑے ہی ڈھیٹ تھے۔ اس سے پہلے میں

چک...... میں گیا تھا وہاں ایک جوان لڑکی مریضہ کو لایا گیا، جس کا کسی مرض کا علاج ہو رہا تھا مگر فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے اس پر مذکورہ بتی والا عمل کیا تو ایک جن حاضر ہو گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں اس بیچاری کو تنگ کرتے ہو؟ تو وہ کہنے لگا کہ ایک روز یہ مرغ کا گوشت کھا رہی تھی، میں نے کہا ”ایک بوٹی مجھے بھی دے دو“ مگر اس نے نہیں دی اس لیے اب میں اسے اسی کی سزا دے رہا ہوں۔ خیر میں نے اس کو نکالا۔ اسی طرح فیصل آباد میں بھی ایک مریضہ جوان تھی، عرصہ سے اس بیچاری کو بھی تبخیر (گیس ٹرابل) کا عارضہ قرار دیتے تھے۔ میں نے دم کیا تو ایک جن حاضر ہو گیا۔ اس نے بھی وہی وجہ بتائی، کہ اس نے مرغ کا گوشت جو وہ کھا رہی تھی، اس میں سے تھوڑا سا حصہ مجھے نہیں دیا“ حضرت صاحب تو یہ حقائق بیان فرما رہے تھے اور بندہ ناچیز و بے علم یہ سوچ کر حیران ہو رہا تھا، کہ ہم کئی لڑکے طالب علم وطن مالوف میں استاد صاحب سے مولانا رحیم بخش لاہوری کی اسلام کی پہلی، دوسری، تیسری کتاب پڑھتے تھے، تو اس میں لکھا تھا کہ ”جنات باہر ویرانوں، جنگلات اور سمندروں وغیرہ میں رہتے ہیں۔ ان کی خوراک کوئلہ اور ہڈی کی خوشبو ہے“ اب اگر ان حضرت صاحب کے نظریہ کے مطابق وہ انسانوں کے ساتھ رہنے، بلکہ شریک طعام ہو کر گوشت کھانے والے بن گئے ہیں۔ تو ان کے جثہ کے مطابق حصہ کوئی بھی انسان انھیں فراہم نہیں کر سکتا، قدرت کا نظام دیکھیے، انسان کی خوراک گندم کے دانے اور اس گندم کو کاشت کرنے والے مویشی کی خوراک گندم کا بھوسہ بنا دیا گیا، دانے کم بھوسہ زیادہ، اس لیے کہ انسان کی مقدار خوراک کم اور مویشی کی زیادہ۔ اب اگر مویشی بھی گندم کی روٹیاں ہی کھانے لگیں تو انسانوں کے لیے تو گندم کا شاید ایک دانہ بھی نہ بچے۔ اسی طرح اگر جنات بھی انسانوں کی خوراک ہی کھانے لگیں، تو یہ دنیا کا نظام ہی نہیں چل سکتا۔ دوسرا خیال ذہن میں یہ آ رہا تھا، کہ بقول حضرت عامل صاحب وہ جنات (بھارت سے آئے ہوئے تو لازما غیر مسلم تھے) دوسرے بغیر تصریح مسلم یا غیر مسلم تھے، مگر جس طرح کسی انسان کو خواہ وہ غیر مسلم ہو، محض ایذا رسانی کے جرم میں شرعا قتل نہیں کیا جا سکتا، اور قتل کے بدلے قتل بھی اسلامی حکومت عدلیہ کے فیصلہ کے بعد ہی کر سکتی ہے۔ اس طرح کسی ایک جن کو بھی محض ایذا رسانی یا عامل صاحب کی شان میں گستاخی کرنے کی سزائے قتل کس قاعدے اور قانون اور مسئلہ کی رو سے دی جا سکتی ہے؟ اور اگر یہ کسی طرح بھی جائز نہیں تو ایک فرد سے بڑھ کر سینکڑوں جانوں کا قتل کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ بجائے اس کے کوئی معقول صحیح طریقہ علاج بھی ہو سکتا تھا۔ (جس کا ذکر شاید کہیں آئندہ آئے گا) بہرحال پیر صاحب تو اس انداز سے شہر کی مذکورہ لڑکی کے علاج کی کامیابی کا ذکر فرما رہے تھے، جیسے انھوں نے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہو۔ پیر صاحب ذرا خاموش ہوئے تو بندہ نے عرض کیا ”حضرت! آپ نے ان جنات سے جو اتنا زبردست مقابلہ کیا، اور ایک سو سے زائد جنات کو جلا دیا، تو ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی روحانی طاقت سے ہی ان پر فتح پائی، مگر بندہ کو خیال آیا ہے، کہ جس طرح جسمانی مقابلہ میں ایک پہلوان خواہ وہ رستم زماں ہی کیوں نہ ہو، اکیلا سینکڑوں دوسرے چھوٹے پہلوانوں سے مقابلہ کرے گا تو اس بڑے پہلوان کا حال تو آخیر میں بہت پتلا ہو جائے گا، کیونکہ اس کے مخالفین تو نئے افراد اور تازہ دم آتے رہیں گے مگر یہ اکیلا کہاں تک ڈٹا رہے گا؟ اسی طرح کیا آپ کو

اتنے شدید روحانی مقابلہ سے کوئی کوفت محسوس نہیں ہوئی؟ تو پیر صاحب ذرا سا چپ رہ کر بولے ''نہیں مجھے تو کچھ بھی تکلیف نہیں ہوئی'' حالانکہ بندہ ان کے چہرہ پر تھکن، تکلیف اور پریشانی کے آثار صاف دیکھ رہا تھا۔ خیر حضرت صاحب تو چلے گئے، چند دن بعد اسی مریضہ کے پڑوسی سے جو بندہ کے دوست تھے پوچھا کہ ان دنوں جو..... صاحب..... سے آئے تھے اور انھوں نے اس مریضہ کا علاج کیا تھا کیا وہ مریضہ تندرست ہوگئی، جواب ملا اجی کہاں! ان..... صاحب نے تو ڈنڈوں سے اس بیچار کی اتنی پٹائی کی، اس کے بال نوچے اور اتنا مارا، کہ اس کے والدین اور گھر والوں نے ہاتھ جوڑ کر انھیں روکا، اور کہا ''حضرت، آپ اپنی فیس لے لیں اور ہماری بیٹی کی جان چھوڑیں، اگرچہ یہ مریضہ ہے مگر زندہ تو ہے، آپ تو اس کو ڈنڈے مار مار کر ہلاک ہی کر دیں گے۔ ہم باز آئے ایسے علاج سے'' اس طرح عامل صاحب نے فیس لے کر ہی اس کی جان بخشی کی..... کئی سال بعد اس مریضہ کے والدین اتفاقاً ملے تو اس مریضہ کا حال دریافت کیا، تو بتایا الحمد اللہ اس کی شادی ہوگئی ہے، اور دو تین بچے بھی ہیں۔ بندہ نے پوچھا ان پیر صاحب کے علاج کے بعد کہاں کے علاج سے فائدہ ہوا؟ کہا ''ہم نے تنگ آ کر سب علاج چھوڑ دیے تھے اور صرف اللہ تعالیٰ کا سہارا باقی رکھا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنی فضل و کرم فرما دیا''.....

انہی پیر صاحب کی ایک مریدنی کی دلخراش داستان مختصراً: جس کی نوجوان کنواری بیٹی ٹی بی سے فوت ہوگئی تھی، خود اس کے سامنے فوت ہوئی، خود اسے غسل دیا، کفن پہنایا، جنازہ پڑھا گیا اور اس کے والد اور بھائیوں نے اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کیا، مگر پیر صاحب پر ایمان کی حد دیکھئے، کہتی پھرتی تھی، (پیر صاحب نے فرمایا ہے) وہ فوت نہیں ہوئی، بلکہ اسے تو جنات اٹھا کر لے گئے ہیں، اور یہ وظیفہ اور کچھ (الم غلم) چیزوں کا استعمال بتایا ہے۔ چلہ پورا ہونے پر وہ آ جائے گی۔ چنانچہ پیر صاحب کی ہدایت پر عمل ہوتا رہا۔ چلہ پورا ہوا تو اس رات جبکہ جنات نے اس کی لڑکی کو واپس اس کے گھر لانا تھا، اس نے اپنے گھر کو خوب سجایا، اگر بتیاں جلائیں، پلنگ وغیرہ بچھائے، مگر آخر عورت ذات تھی، بغیر محرم مرد کے جنات کی مجلس میں شاید شمولیت کی ہمت نہ پاتی تھی، لہٰذا اس روز وہ کسی دوسرے شہر میں کھسک گئی اور راقم کی اہلیہ کو جاتی ہوئی یہ تاکید کر گئی کہ بچوں کو بھیج کر معلوم کرتے رہنا کہ ''مہمان'' آئے یا نہیں؟...... اگلے روز خود اس سے معلوم کیا تو منہ بسورتے ہوئے بولی ''اڑیئے! پڑھائی میں کچھ کسر رہ گئی۔''

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

شہرہ آفاق عامل

ایک عالم دین، آتش بیاں خطیب، مقرر، مرشد اور لیڈر، بمطابق بقلم خود ''شہرہ آفاق خطیب'' اتنی صفات کی حامل شخصیت اگر خود ''روحانی عامل'' نہ بنے تو لوگ بنا دیتے ہیں۔ ان کے سابقہ زیر علاج ایک مریضہ نے اپنا واقعہ سنایا۔ بچپن سے ہی مجھے جنات کا اثر ہے علاج وغیرہ کروائے گئے، کبھی فائدہ کبھی بے فائدہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر شادی ہوگئی، بچے ضائع ہو جاتے یا صغر سنی میں ہی فوت ہو جاتے۔ آخری بچی چند ماہ کی تھی، قبلہ حکیم صاحب مدظلہ سے دم کروایا تھا جس سے بحمد اللہ کئی ماہ صحت مند رہی، پھر حکیم صاحب کی وفات کے بعد وہ بھی فوت ہوگئی۔ اس سے قبل جب حمل کے ابتدائی ایام تھے، شہرت سن کر میں نے بھی اپنا علاج ''شہرہ آفاق'' صاحب سے کروایا، جنھوں نے مختلف قسم کے تعویذات دیئے، حسب ہدایت وہ استعمال کیے جاتے رہے۔ عمل کے شروع میں ہی تعویذات دیتے وقت عامل صاحب نے فرمایا تھا کہ ''ایک بکرا لے لو اور عیدالضحیٰ تک اس کی پرورش کرو اور عید کے دن میرے گھر چھوڑ جانا'' اس پر بھی عمل کیا گیا کہ ایک بکرا کھیرا خرید لیا جو عیدالضحیٰ سے دو تین ماہ پہلے قربانی کے لائق ہو جاتا تھا، مگر ہمارے گھر بکرے نے (کہ اکیلا اور نئی جگہ تھی) اتنے زور شور اور درد سے ''بکرانا'' شروع کر دیا جس سے ہماری تو جان عذاب میں آگئی۔ آخر تنگ آ کر دوسرے دن ہم نے مشورہ کر کے اسے فروخت کر دیا کہ عیدالاضحیٰ کے قریب حضرت مولانا صاحب کو یا تو نیا بکرا خرید کر دے دیں گے، یا اس کی رقم پیش خدمت کر دیں گے مگر بچہ پہلے بچوں کی طرح قبل از وقت ضائع ہوگیا یا مردہ پیدا ہوا (یاد نہیں) بہر حال حضرت نے ہمارا کیس حافظہ میں محفوظ رکھا اور عیدالاضحیٰ سے دو چار دن پہلے ہمیں بلوالیا۔ ہم نے ساری صورت حال گوش گزار کی (کہ فائدہ تو بالکل نہیں ہوا اور بکرا ہم نے مذکورہ خیال سے فروخت کر دیا تھا!) یہ سن کر حضرت ہم پر سخت ناراض ہوئے، تھپڑ مارنے کو بھی تیار ہوگئے، کہ بکرا کیوں فروخت کیا، ہرصورت میں تمھیں اس کی پرورش کرتے رہنا چاہیے تھا۔ اسی ''حکم عدولی'' کی بنا پر تمہارا نقصان ہوا۔ ہم نے ان کی منت سماجت کی اور معافی مانگی، اور آئندہ کے لیے احتیاط کا وعدہ کیا، تب جان چھوٹی''' تب بندہ نے توکل علی اللہ حسب معمول اجوائن وغیرہ والا علاج کیا اور نماز کی سخت تاکید کی اور کچھ دوسرے متعلقہ مسائل بتائے۔ الحمد للہ لڑکا صحیح سالم خوبصورت اللہ کریم نے عطا فرمایا اور کوئی دورہ وغیرہ نہ زچہ کو نہ بچہ کو پڑا۔ خطرے کی حد سے گزرنے کے بعد اس کا والد دو سوٹ لے

کر آیا، بندہ کو شک تھا کہ وہ پولیس کا ٹاؤٹ ہے۔ نرم انداز سے اس سے پوچھا تو اس نے تسلیم کیا۔ اس پر بندہ نے قبول کرنے سے عذر کر دیا۔ پھر وہ دوبارہ اپنے گاؤں کے ایک آدمی کو جو بندہ کا دور کا رشتہ دار تھا، سفارشی بنا کر ساتھ لایا۔ مگر بات پہلی ہی بحمد للہ برقرار رہیں اس لڑکے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے لڑکی عطا فرمائی۔ ماشاء اللہ لڑکا اب نوجوان ہے اور لڑکی بھی بحمد للہ اس سے تقریباً دو تین سال چھوٹی اور بخیریت ہے۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

مفت کے چاول

کئی سال پیشتر بندہ کے ایک دوست ضلع ملتان کے کسی شہر سے تشریف لائے جو دوکاندار تھے اور بندہ ان سے زیادہ ان کے والد سے واقف تھا، جو نہایت صالح پابند صوم وصلوٰۃ اور مزدور طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی بنا پر اس دوست کے معاملہ سے زیادہ دلچسپی لی۔ اس نے اپنے گھر کا واقعہ، جس سے اس کے گھر والے زیادہ ہی پریشان تھے، بتایا کہ اہلیہ زیادہ تر بیمار رہتی ہے، کل اس نے گلی میں اپنے دروازے کی دہلیز پر خون اور گوشت پڑا دیکھا جس سے وہ اور زیادہ پریشان ہوگئی ہے، کہ کسی نے ہم پر جادو ٹونا کر دیا ہے۔ خیر ان کی تسلی کی کوشش کی، اور احکام شریعت خصوصاً اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی خصوصی تاکید کی، اور کہا کہ یہ محض تھوڑا سا شیطانی چکر، مسلمان کے دل میں صرف وہم ڈالنے کے لیے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ اور نگاہ ہٹانے کے لیے ہوتا ہے، اگر اس چکر میں "کیوں کیسے اور کون" کی صورت میں پھنس گئے تو پھر یہ چکر چلتا ہی رہے گا، اور "دین اور ایمان کے شکاری" عاملین اپنے مفادات کی خاطر اسے چلاتے ہی رہیں گے، اور اگر مسلمان اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل مضبوط رکھے تو خود ان توہمات کا قائل نہیں ہوں، یہ عورتیں ہی تنگ کر کر کے پاؤں تلے سے زمین نکال دیتی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ بعض لوگ جادو سحر وغیرہ کا سفلی عمل کرتے ہوں گے مگر بعض اس علم سے بالکل واقف نہ ہوتے ہوئے بھی شرارتاً ایسی حرکات کر گزرتے ہیں، اور جو لوگ توہم پرست" ہیں اس سے ان کی تو جان پر بن جاتی ہے۔ پھر انھوں نے اپنا ہی ایک بڑا پر لطف واقعہ سنایا، کہ جس بازار میں میری دوکان ہے اس کی ملحقہ گلی میں ایک نوجوان لڑکا بڑا چلبلا اور چلتا پرزہ ہے، اکثر میرے ساتھ مجلس رہتی ہے۔ ایک روز مسکراتا ہوا آیا اور کہنے لگا چچا! چاول کھاؤ گے؟ میں نے پوچھا کس خوشی کے؟ کہا یہ نہ پوچھ، بس ہاں کر دے! میں ہنس کر خاموش ہو رہا، دوسرے روز وہ پلیٹ بھر کر گرم گرم چاول لے آیا تو میں نے پھر جب دوبارہ پوچھا، کہ اب تو بتا دے! تو کہنے لگا چچا! تو چاول کھا اور یہ بتا کہ کتنے مزیدار ہیں؟ خیر میں نے اصرار نہیں کیا اور بات آئی گئی ہوئی۔ تقریباً مہینہ یا سوا مہینہ بعد پھر آیا، اور کہنے لگا آج تو (پلاؤ اور زردہ) دونوں کھلاؤں گا، کہو منظور ہے؟ میں نے کہا یار تو بتاتا تو کچھ ہے نہیں، کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ کہنے لگا ہاں کر، کبھی بتا بھی دوں گا! تب میں خاموش ہوگیا۔ اس کے دو تین دن بعد میں نے اسی گلی میں دیگیں کھڑکتی اور قوالی سنی، شامیانے لگے دیکھے اور خاصی رونق نظر آئی۔ میں نے زیادہ دلچسپی نہ لی، پھر شام کو

وہی نوجوان ہنستا ہوا آیا، ہاتھ میں ٹرے، زردے اور پلاؤ کی پلیٹیں، خوشبو سے معمور! بولا لے چچا! موج کر! میں نے انکار تو کیا کرنا تھا صرف وعدہ یاد دلایا، تو کہنے لگا بس ذرا چند دن صبر کر! پھر چند دن بعد اس نے پوری بات من وعن بتائی اور کہا، کہ چچا! آپ کو پتہ ہے کہ اسی گلی میں صوفی...... صاحب بھی رہتے ہیں، جو ماشاء اللہ دنیوی امور میں نہایت ہوشیار، مگر دینی امور میں صوم وصلوٰۃ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ گرفتار اوہام ورواجات بھی ہیں، اگرچہ خود بھی دم ودرود کرتے تھے، اور اپنے شہر کی انجمن اہلسنت والجماعت کے جنرل سیکرٹری بھی تھے، نیز معاشی طور پر خاصے خوشحال تاجر تھے، یعنی معمولی اور بے علم ہستی نہ تھے) ایک دن ہم چند لڑکوں نے شغل بنایا اور میرے ذمہ لگایا، تو میں نے اس سکیم کے مطابق ایک کاغذ لے کر اس پر خانے سے بنائے اور مختلف اعداد اور اوٹ پٹانگ الفاظ اور تحریر لکھ کر درمیان میں ان صوفی صاحب کا نام لکھ دیا، اور ان کے سونے کے بعد گلی کے اوپر سے ان کے مکان کے صحن میں پھینک دیا۔ سردی کے دن تھے، صفائی کرنے والی عورت نے اٹھا کر دکھایا، اور صوفی صاحب کو علم ہوا تو وہ بھی گھبرائے ہوئے گھر آئے۔ ہندسوں اور اوٹ پٹانگ تحریر کی تو خدا جانے انھوں نے کیا توجیہ کی، مگر اپنا نام دیکھ کر تو بس ٹپٹا ہی گئے، کہ کسی دشمن نے میری ذات کو نشانہ بنایا ہے، لہٰذا اس کا توڑ کرنے کے لیے دیگر ''عملیات'' کے ساتھ ایک دیگ چاولوں کی بھی پکائی، اور ساری گلی میں تقسیم کی، تو ہمارے گھر بھی لازماً چاول آئے تھے، چنانچہ چاول آئے اور آپ کو بھی ہم نے کھلائے۔ پھر جب یہ ہماری یہ پہلی کوشش پوری طرح کامیاب ہوگئی اور ہم پر کسی کو شک تک نہ ہوا، تو ہمارا حوصلہ بڑھا اور ہم نے اس سے وسیع سکیم بنائی، تاکہ اچھی قسم کی پرتکلف غذا کھائی اور کھلائی جائے۔ حسب سابق یہ خدمت بھی میرے سپرد ہوئی، اور ہم نے اس کے اخراجات کے لیے پانچ پانچ روپے چندہ بھی کر لیا، تب میں نے قصائی سے بکرے کی سری خریدی، اور اس پر مزید سرخ رنگ ڈالا تاکہ زیادہ خون آلود اور خوفناک نظر آئے، اور ساتھ ہی ایک ''تعویذ'' لکھ کر ٹانک دیا مگر اضافہ یہ کیا، کہ سرخ روشنائی سے لکھا کہ خون سے تحریر شدہ معلوم ہو، مزید یہ کہ صوفی صاحب کے نام کے ساتھ ان کی اہلیہ کا نام بھی لکھ دیا، اور ستم بالائے ستم یہ کیا کہ چند سوئیاں بھی تعویذ اور سری میں گاڑ دیں۔ مگر پہلے کی نسبت اس دفعہ مجھے کچھ زیادہ ہی تگ ودو کرنا پڑی، کہ سری کو ان کے مکان کے بیرونی دروازے کی چوکھٹ پر اس زاویہ سے اور اس وقت لٹکانا تھا، جب صوفی صاحب صبح کی نماز کے لیے باہر نکلنے والے ہوں، اگر زیادہ سویرے لٹکائی جاتی، تو کوئی کتا یا بلی جھپٹ لے جاتے، کچھ لیٹ ہو جاتا تو لوگ چلنے پھرنے لگ جاتے اور دیکھ لیتے، بہرحال میں نے خصوصی طور پر ان کا ٹائم ٹیبل نوٹ کیا، اور مذکورہ سری معہ لوازمات دروازے کی کُلی والی اوپر کی چوکھٹ کے درمیان کنڈے پر باندھ دی، پھر ہماری توقع کے عین مطابق صوفی صاحب نماز کے لیے باہر نکلے، تو دروازہ کھولتے ہی مذکورہ سری ان کے سر مبارک سے ٹکرائی۔ اس اچانک افتاد سے وہ پیچھے کی طرف چاروں شانے چت گر پڑے، اور پھر خصوصا سری کی ہیت کذائی دیکھ کر ان کے تو ہوش اڑ گئے۔ گھر بھر جاگ اٹھا اور شور مچ گیا کہ کسی ''ظالم'' نے بڑا ہی سخت وار کیا ہے۔ اسی شور وغوغا میں دن چڑھ گیا اور گھر والوں نے جمعدار (خاکروب) کو بلایا (خود تو ہاتھ لگانے کی ہمت نہ رکھتے تھے پھر اس کو اتروا کر اور ذرا ہٹ

کرسی کے پاس بیٹھ کر ڈرتے ڈرتے بغور معائنہ کیا۔ اور سری کا سارا نقشہ دیکھ کر تو صوفی صاحب کا دل ہی دہل گیا، اور گھر کے باقی افراد کا بھی درجہ بدرجہ حال پتلا ہو گیا۔ پھر خاصی بحث و تمحیص کے بعد گھر کی کیبنٹ میں متفقہ قرار داد منظور ہوئی، کہ اس دفعہ تو حد سے زیادہ ہی وار ہوا ہے، لہٰذا کسی معمولی عامل یا عام طریقہ سے اس کا دفعیہ ممکن نہیں، خصوصی طور پر اس کا اہتمام کرنا چاہیے، تبھی ہم بچ پائیں گے ورنہ ہمارا کوئی اور ٹھکانا نہیں۔ چنانچہ ’’بڑے حضرت صاحب‘‘ یعنی مرشد صاحب کو دور دراز سے خاص طور پر لایا گیا، اور اس کے ساتھ ختم شریف، قوالی، اور محفل میلاد اور حضرت صاحب کے ’’تعویذات‘‘ وغیرہ سب مجموعی پروگرام پر عمل ہوا۔ بڑے پیمانہ پر دیگیں چڑھیں، زردہ اور پلاؤ خوب کھایا کھلایا گیا۔ پڑوسی ہونے کے ناطے ہمارے گھر میں بھی زردہ پلاؤ آیا اور اس میں سے آپ کا ’’حصہ تبرک‘‘ بھی حاضر خدمت کیا گیا تھا۔

نوٹ: اس ڈرامے کا ہیرو خود بھی صوفی صاحب کا ہم مسلک تھا، مگر مذکورہ اوہام و وساوس کا قائل نہ تھا۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

مسور کی دال

فجر کے بعد ایک باوقار خاندان کے گھر میں عورتوں اور بچوں کا شدید شور وغل شروع ہو گیا چھت پر شور' صحن میں غل' اور اندر کمروں میں آہ و بکا۔ یا اللہ خیر! کیا ایمر جنسی ہو گئی؟ کسی کو ہارٹ اٹیک ہو گیا یا کسی عزیز کی وفات کا ٹیلیگرام آ گیا یا کوئی بڑا موذی سانپ نکل آیا؟ نہیں! ایسی کوئی بات نہیں تو پھر ایسا کون سا سانحہ ہو گیا کہ پڑوسی تک گھبرا گئے...... اوہو! آپ تو بالکل ہی سادہ لوح اور کوئیں کے مینڈک ہیں کہ آپ کو پتہ ہی نہیں چلا کہ مذکورہ بالا سب خطرات سے بھی بڑا خطرہ لاحق ہو گیا۔ ارے بھئی کیوں آپ پہیلیاں بجھواتے ہیں؟ جلدی بتایئے کیا مصیبت آ گئی؟ اچھا بھئی! آپ نہیں مانتے تو ذرا جی کڑا کر لیں' دم سادھ لیں اور نہایت خاموشی سے کہ پیروں کی آہٹ کی بھی آواز نہ آئے' انہی پڑوسیوں کی سیڑھیوں پر چڑھ کر اوپر چھت پر آ جائیں۔ آ گئے؟ اچھا اب پھر ایک بار سانس روک کر دل کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر غور سے پڑوسیوں کے بیت الخلاء کی طرف نظر کریں۔ ''کیا وہاں آپ کو بیت الخلاء کے دروازے کے ساتھ ہی باہر کی طرف ''ٹائم بم'' نظر نہیں آ رہا؟'' اجی نہیں۔'' ارے آپ کی بینائی ٹھیک ہے''؟ ''جی ہاں الحمد اللہ'' تو پھر آپ کو وہاں کیا نظر آ رہا ہے''؟ ''اجی حضرت! سورج طلوع ہو چکا ہے اور ہر چیز صاف نظر آ رہی ہے اس جگہ تو صرف ''مسور کی کچی دال'' کی چھوٹی سی ڈھیری نظر آ رہی ہے' اس کے علاوہ مجھے تو کوئی اور چیز نظر نہیں آ رہی''...... ''ارے اللہ کے بندے' یہی چیز جو آپ دیکھ رہے ہیں' یہی تو ہے فساد کی جڑ' بس کی گانٹھ اور یہ مس مس مس مسور ک ککی...... دال' اس کے متعلق آپ نے پوچھا تک نہیں اور کس ''شقاوت قلبی'' سے فٹ اس کا نام لے دیا' ذرا عقل سے کام لو اور سوچو کہ بھلا چھت پر اس جگہ اور اس وقت' اس ''منحوس'' چیز کی موجودگی کا کیا مطلب ہے؟ ارے میاں' غضب ہو گیا ہم پر ہمارے کسی دشمن نے اتنا زبردست ''وار'' کر دیا ہے خدایا! اب ہمارا کیا بنے گا' ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے' اف' اؤ' اؤ' اؤ'...... کیا یہ بھارت کے کسی شہر اور ہندوؤں کے کسی مکان اور خاندان کا منظر ہے؟ نہیں! یہ پاکستان کا ایک چھوٹا سا شہر اور مسلمانوں کا محلہ اور مسلمانوں کا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر ایمان رکھنے والے ہیں' اور کوئی جاہل گھرانہ نہیں' بلکہ ایم اے تعلیم یافتہ گھرانہ ہے' تو پھر یہ اتنے تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہو کر کیوں اس قدر گھبرائے ہوئے ہیں۔ کہ اس بلاء کے پاس جانا تو در کنار' اسے پوری طرح دور سے دیکھنے کی ہمت

بھی اپنے اندر نہیں پاتے، بلکہ اس وقت وہ یہ مشورہ کر رہے ہیں، کہ جلدی سے ”جمعدارنی“ (خاکروب عیسائی عورت) کو بلاؤ اور وہی اسے اٹھائے اور اس سے ہمیں جزوی نجات تو دلائے۔

ابھی یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ ان کی پڑوسن آ گئی، اور ان سے سارا حال سنا تو ان سے اوپر جانے کی اجازت مانگی، پھر وہ اوپر گئی اور ساری دال اٹھا لائی اور کہا مجھے اس کو پکا کر کھانے کی اجازت ہے؟ یہ سن کر گھر والے تو بھونچکا ہو کر رہ گئے، بول بھی نہ سکے، اور ہاتھ کے اشارہ سے ہی اجازت دے دی، کہ جلدی بھاگ جاؤ (ورنہ اگر یہ ٹائم بم یہیں پھٹ گیا تو ساتھ ہم بھی مارے جائیں گے۔) پڑوسن نے گھر آ کر وہ دال پکائی اور سب گھر والوں نے خوب کھائی، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مفت کی دال عطا فرمائی، اور الحمد للہ ان کا تو بال بیکا بھی نہیں ہوا، مگر ”اہل دال“ خاندان کا مذکورہ وہم ختم نہ ہوا، اگرچہ اس ”مسوری بلا“ کے دفعیہ کے لیے متعلقہ عاملین کی خصوصی خدمات بھی حاصل کی گئی ہوں گی، اور اس گھر کو ہر طرح سے ”بلاء پروف“ بنا دیا گیا ہوگا، مگر جب بھی اس گھر میں کسی چھوٹے یا بڑے فرد کو کوئی تکلیف مرض وغیرہ کی ہوتی ہوگی، تو وہ اسے اسی ”مسور کی دال“ کی ”باقیات السئیات“ قرار دیتے ہوں گے، اس طرح شیطان نے ان کے دل، دماغ میں اس ”شجر خبیثہ“ کا بیج بو دیا، جس کی آبیاری گرد و پیش کے وہمی حضرات، خصوصاً خواتین بڑے اہتمام سے کرتی رہتی ہیں، اور پھر اگر اللہ کریم کی نظر رحمت ہو جائے تو ہدایت نصیب ہو جائے، ورنہ وہ تو اس میں مزید آگے ہی آگے بڑھتے جائیں گے **ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی** (سورہ النساء نمبر ۴ آیت ۱۱۵) اور جو شخص رسولؐ کی مخالفت پر کمربستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے، اور آنحالیکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو، تو ہم اس کو اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا۔ غالباً اس کی زیادہ وجہ یہ ہے، کہ دین اسلام کی شریعت کی بجائے ”قبوری شریعت“ یا ”نسوانی شریعت“ پر زیادہ یقین کیا جاتا ہے، لہٰذا اس باطل پرستی کے ثمرات تو ضرور ظاہر ہوں گے اور ان کا مزا بھی چکھنا پڑے گا۔

اور پھر صاف اور سیدھی بات صرف اتنی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے تو یہ اس کا محض اقل قلیل وطن ہے، ورنہ کا اصلی اور دائمی گھر تو جنت ہے جو اللہ تعالیٰ کے رضا کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ بالکل یہی چاہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ اپنی اولاد کو ساتھ لے کر پھر ”اپنے“ متروکہ وطن میں واپس چلے آئیں۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے جس طرح انسان نے پوری زندگی گزارنی ہے وہ طریقہ انبیاء علیہم السلام اور کتب الٰہیہ کے ذریعہ بتا دیا گیا، جس پر چل کر انسان دنیا اور آخرت دونوں جگہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ بالکل ایسے ہی، جیسے جس انجینئر نے ریل گاڑی بنائی، اس نے اس کے لیے ایک لوہے کی پٹڑی بھی بنا دی، اور اس انجینئر نے مختلف ممالک میں اپنے تربیت کردہ نمائندے بھی بھیج دیئے، جو گاڑی کے کل پرزوں وغیرہ کے سب سے زیادہ اور صحیح واقف ہوتے ہیں۔ اب جو لوگ اس انجینئر اور اس کے تربیت کردہ افراد کے علم و عمل کے مطابق گاڑی کو چلائیں گے، وہ منزل مقصود پر بخیریت پہنچ جائیں گے، مگر جو لوگ اس انجن میں سے اپنی مرضی سے کچھ پرزے نکال دیں، اور اپنی مرضی کے دوسرے پرزے ڈال دیں یا انجن کی مشینری

صحیح ہو مگر پٹڑی کی ضرورت محسوس نہ کریں یا پٹڑی لوہے کی بجائے لکڑی کی بنا دیں یا لوہے کی پٹڑی کو پرانی اور بدصورت اور زنگ خوردہ قرار دے کر چاندی یا سونے یا چینی مٹی کی نقش و نگار والی اور چمکدار پٹڑی بنا دیں، تو ظاہر ہے کہ ریل گاڑی تو چلنے سے رہی، بلکہ جتنا زیادہ زور ڈرائیور لگائے گا اتنی ہی وہ زمین میں دھنستی جائے گی، خواہ ڈرائیور اور سواریاں کتنی ہی عاجزی سے دعائیں کریں اور زور و شور سے بیک آواز ''مجاہدین ایکسپریس زندہ باد'' کے نعرے لگائیں۔ کیا ہمارا حال بھی ایسا ہی نہیں کہ انجن میں بے شمار پرزے تبدیل کر دیے ڈرائیور کی قابلیت صرف یہ دیکھی کہ یہ بڑھکیں کتنی بڑی مارتا ہے، خواہ اس کو انجن کی مشینری کی الف با کا علم بھی نہ ہو، نہ مقصد کا تعین نہ منزل کا علم نہ سمت کا خیال۔ اگر ہم صرف کلمہ طیبہ کی بنیاد والی دو باتوں یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور اس کے سچے نبی محمد ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر پورے یقین کے ساتھ کار بند ہو جائیں، تو ہماری بگڑی بن سکتی ہے، اور دونوں جہاں کی مشکلات دور ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے مگر۔

یہ وہ منزل ہے جہاں حضرت شیخ کا نتو نہیں چلتا
نفس اور شیطان اسے روکتے ہیں بہلاوے دیتے ہیں۔ مگر
مژدہ ربانی سنئے۔

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى (سورہ النازعات ۷۹ آیۃ ۴۰، ۴۱)

اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا پس جنت اس کا ٹھکانا ہو گی۔

قد افلح من زكها و قد خاب من دسها ০ (سورہ الشمس ۹۱ آیۃ ۹، ۱۰) اور یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا، اور نامراد ہوا جس نے اسے خاک میں ملا دیا۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

آسیب آب

ایک عزیز (نام آپ صوفی محمد حسین فرض کر لیجیے) کسی مریض کو لائے، جن کا معاملہ بھی مروجہ توہمات (سحر جنات، تعویذات کی کارستانی) سے متعلق تھا، حتی الامکان راقم نے مذکورہ غبار کو صاف کرنے اور کتاب وسنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ اسی سلسلہ میں موجودہ ''دین وایمان کے شکاریوں'' کا ذکر بھی آیا، تو صوفی صاحب نے بتایا، کہ ضلع ملتان کے ایک شہر میں کسی مشہور ''عامل'' کے پاس جانے کا اتفاق ہوا، بیچاری مریضہ کی تکلیف کا سبب ہی ان کے گھر والوں کو معلوم نہ ہوتا تھا، اس کے بغیر ہی وہ مختلف علاج کراتے رہے، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا، وہ لوگ مجھے ساتھ لے گئے کہ سمجھ دار اور جہاندیدہ آدمی ہے۔ عامل صاحب کے ہاں گئے، وہ باری باری ہر ایک کو اندر بلاتا جس کے ساتھ ایک دو تیمار دار بھی ہوتے، ہماری باری آئی تو مریضہ کے ساتھ ایک اس کے گھر کا فرد اور ایک میں اندر گئے، ہم نے تھوڑی سی روئیداد مریضہ کی تکلیف کی بتائی، اور کہا پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا معاملہ ہے؟ عامل صاحب فرمانے لگے ''ابھی معلوم ہو جاتا ہے دیکھو تو سہی'' یہ کہہ کر مریضہ کے بدن پر ایک کورا سفید کاغذ (جو بہت سے اس کے پاس پہلے سے رکھے ہوئے تھے اور ساتھ پانی کا بڑا پیالہ بھی دھرا تھا) لے کر مریضہ کے بدن پر اچھی طرح پھیرا، اور کچھ کلام بھی چپکے چپکے پڑھتا رہا، اور پھر اس نے ہمارے سامنے یہ وہ کاغذ اس پانی میں ڈبو دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ کاغذ ہمیں دکھایا، جو پہلے بالکل سفید تھا مگر اب اس پر ایک خوفناک شکل، بال بکھرے ہوئے بڑے بڑے دانت، آنکھیں پھٹی ہوئیں صاف نظر آ رہی تھیں، جس سے ہم بڑے حیران ہوئے۔ اب عامل صاحب فرمانے لگے یہی ہے وہ چڑیل جو اس کو چمٹی ہوئی ہے، اب تو تمھیں کوئی شک نہیں رہا ہو گا کہ اس کو کوئی دوسری تکلیف بیماری وغیرہ کی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے بطور علاج تعویذات وغیرہ دیے اور اپنا نذرانہ وصول کیا۔ مگر مجھے اس عامل کی شکل وصورت، طرز گفتگو وغیرہ سے اس پر شک ہو گیا اور میں نے وہ پانی کا بھیگا ہوا کاغذ اٹھانے کی کوشش کی، تو اس نے فوراً اسے اپنے پیچھے پھینک دیا، اس پر میرا شک اور بھی بڑھ گیا اور میں وہیں بیٹھا رہا، کہ دیکھوں کہ نئے آنے والے کیس میں یہ کیا کرتا ہے؟ میرے ساتھی تو باہر چلے گئے اور نئے لوگ آ گئے، تو عامل صاحب نے مجھے کہا کہ تم باہر چلے جاؤ! میں نے کہا، آپ کو میرے یہاں بیٹھنے سے کیا تکلیف ہے؟ میرے کاغذ چھیننے کی کوشش سے وہ پہلے ہی الرجک تھا، اب جھگڑنا بھی شروع کر دیا کہ تیرا ان (نئے آنے والوں سے) کیا تعلق؟ ادھر میں بھی اڑ گیا اور کہا کہ میں ان سے پیچھے ذرا دور بیٹھا رہوں گا تیرا اس سے کیا بگڑتا ہے؟ مگر وہ نہ مانا۔ اس کے دیگر حواری بھی جھگڑا سن کر اس کی حمایت میں بولنے لگے، اور نئے مریض بھی میرے خلاف ہو

گئے کہ کیوں ہمارا وقت ضائع کرتا ہے؟ خیر میں مجبور ہو کر باہر آ گیا، مگر میرا تجسس قائم رہا اور میں کھڑکی کی درزوں سے دیکھتا رہا، کہ نئے مریضوں کے ساتھ یہ کیا معاملہ کرتا ہے؟ جتنا کچھ مجھے نظر آیا وہ وہی ہمارے والا معاملہ تھا، اور جب نئے مریض باہر آئے، تو انھوں نے بھی وہی سارا حال بتایا جو ہماری مریضہ پر گزرا تھا۔ یعنی سفید کاغذ بدن پر پھیر کر پانی میں ڈبونا اور کاغذ پر خوفناک شکل ظاہر ہونا اور پھر تعویذات اور فیس! (حالانکہ ان لوگوں کو ہمارے معاملہ کی کوئی خبر نہ تھی) میں نے ان سے کاغذی بلا کی شکل وصورت دریافت کی تو انھوں نے ہو بہو وہی بتائی، جو ہم نے دیکھی تھی۔ بہرحال میں یہ تو سمجھ گیا، کہ یہ کوئی ''ٹھگ'' ہے، صحیح عامل نہیں، مگر مجھے اس کے سفید کاغذ پر پانی میں ڈبونے سے وہ خوفناک شکل بن جانے کی وجہ سمجھ میں نہ آئی۔

راقم نے ان سے کہا کہ جب میں ہندوستان میں اپنے گاؤں سکول میں پڑھتا تھا، تو حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب کی لائبریری میں ایک کتاب مداریوں کے شعبدوں کے متعلق پڑھی تھی، اس میں کئی ایسی روشنائیوں کا ذکر تھا، جو نظر نہ آتی تھیں، مگر بعدہ کسی چیز کے مس سے وہ نظر آنے لگتی تھیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ اچھی قسم کے صابن کو کاٹ کر قلم کی طرح بنا کر صاف سفید کاغذ پر کچھ لکھا جائے، تو وہ لکھا ہوا بالکل نظر نہیں آتا، مگر جب اس کاغذ کو پانی میں ڈبوئیں تو وہ تحریر بڑی واضح نظر آنے لگتی ہے، اسی طرح اگر پیاز کا پانی نکال کر اس سے سفید کاغذ پر کچھ لکھیں، تو وہ تحریر بالکل نظر نہیں آئے گی، مگر جب اسے آگ کے قریب کیا جائے تو اس کے سینک سے نارنجی رنگ کی نہایت خوشنما تحریر نمودار ہوگی۔

یہ سن کر صوفی صاحب بہت حیران ہوئے، کہ کس طرح شعبدہ بازیوں سے ایسے لوگ عوام کا مال اور ایمان لوٹتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک واقعہ عزیز زاہد نے بتایا، کہ والد صاحب نے کراچی شہر میں ایک فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے بہت سے نجومی فال کھولنے اور قسمت کا حال بتانے والے، اپنے بورڈ لگائے براجمان دیکھے۔ والد صاحب غالباً شغلاً یا کچھ ''معلوماً'' ایک نجومی کے پاس بیٹھ گئے، اور کچھ حال بیان کیا کہ کئی پریشانیاں ہیں، جو دور نہیں ہو رہیں معلوم نہیں کیا وجہ ہے؟ تو اس نے کچھ ہاتھ دیکھا، کچھ کتاب کھولی اور کچھ حساب کتاب کیا، اور پھر ایک سفید کاغذ اٹھا کر اسے اپنے مٹی کے تیل کے چولھے کے پاس سینکا، تو اس کاغذ پر ایک خوفناک شکل اور کچھ ہندسے چوکور خانہ دار اور کچھ لایعنی الفاظ نظر آنے لگے۔ یہ کاغذ اس نے والد صاحب کو دکھایا، اور ذرا گھبرائے سے لہجے میں کہنے لگا، آپ کو تو بہت سی بلائیں چمٹی ہوئیں ہیں، یہ دیکھئے! جنات، جادو اور تعویذ، پتہ نہیں آپ کے کتنے زیادہ دشمن آپ کو ختم کرنے پر متحد ہو گئے ہیں۔ جلد اس کا توڑ کراؤ، ورنہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو کچھ نہیں بنے گا۔'' والد صاحب نے اپنی ڈائری سے ایک ورق پھاڑا، اور اس کے سامنے کیا اور کہا کہ اس کو ایک کونے سے ناخن سے پکڑ، اور اپنا کلام اس پر دم کرو، اور پھر مجھے اسی طرح وہی شکل اور الفاظ وغیرہ اس پر بنے ہوئے دکھاؤ! اس وقت وہ اکیلا ہی بیٹھا ہوا تھا، ابا جی کی یہ بات سن کر اپنی گدی سے تھوڑا سا کھسک کر پرے ہوا، اور بولا ''جوان! میرے ساتھ یہاں بیٹھ جاؤ ایک ہزار روپے یومیہ دوں گا۔'' والد صاحب ہنستے ہوئے آگے بڑھ گئے۔''

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

شکست رشتہ تسبیح شیخ

۱۹۸۳ء کی بات ہے، راقم والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضری کے بعد واپس گھر آ رہا تھا، کہ آگے سے ایک صاحب (آپ مسلم نام فرض کر لیں) آ رہے تھے، ان کے جڑواں نواسے پیدا ہوئے، ایک تو چھ سات دن بعد فوت ہو گیا، دوسرے کے لیے مختلف جگہ سے دوا اور دم درود کا علاج کرا رہے تھے۔ پاس آئے تو راقم نے پوچھا، بچے کا کیا حال ہے؟ کہا الحمد للہ ٹھیک ہے، اور پھر خود ہی لمبی گفتگو شروع کر دی کہ دوسرے بچے کو پانچویں دن رات کو دورہ پڑا تھا، سردیوں کا موسم اور ضعف شب کا وقت تھا، ہمیں کوئی اور ذریعہ علاج تو میسر نہ آیا، قریب ہی صوفی صاحب (آپ کرم دین فرض کر لیں) کا گھر تھا، انھیں لے آئے۔ پہلی بات ہی انھوں نے یہ کی، کہ پوچھا کہ بچہ کی عمر کتنی ہے؟ بتایا گیا پانچ دن! فرمانے لگے، اگر بعد ولادت تین دن کے اندر اندر دم کروا لیتے تو یہ تندرست ہو جاتا، مگر اب تو زائد المیعاد ہو چکا اب یہ زندہ نہیں رہے گا۔ میں نے کہا صوفی صاحب! زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، آپ دم تو کر دیں۔ خیر انھوں نے دم کر دیا۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کہ بچے نے تو کوئی بد پرہیزی نہیں کی، پھر یہ کیوں بیمار ہو گیا؟ فرمایا بیماری اس کی ماں کے پیٹ سے آئی ہے، اور پھر خود ہی اس کی تفصیل بھی (بغیر پوچھے ہی) بتانے لگے، کہ یہ اٹھراہ کی مرض ہے اور یہ مرض اس کو یوں لگا، کہ اس کی ماں کسی گلی میں ایسے پانی کے اوپر سے گزر گئی جو کسی ایسی عورت نے جو اٹھراہ کی مریضہ تھی، نہا کر گلی میں پھینک دیا تھا مسلم صاحب کی یہ بات سن کر بندہ کو بہت صدمہ ہوا، کہ اگر وہ اپنی طرف سے یہ بات کہتے تو کوئی تعجب بھی نہ ہوتا، کہ اس فرقہ کے لوگ ایسے توہمات کے شدت سے قائل ہیں، مگر جن صوفی صاحب کا انھوں نے نام لیا تھا، ان کی طرف منسوب یہ بات سن کر بندہ کو بہت تکلیف ہوئی۔ زیادہ اس وجہ سے کہ صوفی صاحب ماشاء اللہ اہلحدیث تھے۔ (مسلم صاحب نے بطور شکایت یہ بات نہیں بتائی تھی بلکہ حکایت کے طور ذکر کی لہٰذا اس کے غلط ہونے کا امکان نہیں تھا، نیز صاحب موصوف یعنی عامل صاحب کسی حد تک اپنی روحانی شہرت کے خصوصی شائق بھی تھے) اتفاق سے ہم دونوں شہر کے گندے پانی کے چھوٹے سے اس پل پر کھڑے ہوئے تھے جو سڑک اور گلی کو ملاتا ہے، راقم سے ضبط نہ ہو سکا اور انا للہ پڑھ کر مسلم صاحب سے کہا آپ ہی سچ سچ بتائیں کہ کیا ان کی یہ بات تسلیم کیے جانے کے قابل بھی ہے؟ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہم کتنے بڑے گندے پانی

کے پل پر کھڑے ہیں، اور اس پانی میں لوگوں کی غلاظت، مویشیوں کا گوبر، عیسائیوں کے غسل اور بیماروں اور میت کو نہلانے کا پانی سب شامل ہوتے ہیں، اور یہ پانی کتنا زیادہ بھی ہے اور اس کے ناپاک ہونے کا ہر شخص کو علم بھی ہے، مگر پھر بھی اس کے اوپر سے گزرنے والے کسی شخص کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا، کہ اس پانی سے ہمیں کوئی بلا یا بیماری چمٹ جائے گی۔ پھر اس تھوڑے سے پانی سے جو سوکھ بھی چکا اور نظر بھی نہیں آیا، کیسے اتنا زبردست مرض اس گزرنے والی عورت کو لگ سکتا ہے، جو نہ صرف اس کو بلکہ اس کی دوسری نسل کو بھی نہیں چھوڑتا ..... اگر یہ اصول مان لیا جائے تو کیا بھارت کے کفارہ جادوگر یہ عجیب موثر اور نسلوں تک کو تباہ کرنے والا آسان ترین نسخہ اس طرح استعمال نہ کرتے۔ کہ پنجاب (پاکستان) میں چار دریاؤں کا پانی ہندوستان سے آتا ہے، تب وہ جادوگر ہر روز یا ہر ہفتہ یا ہر ماہ دو چار سو ایسی گندمی مندی عورتوں کو دریا میں نہلا دیا کریں (اور ایسی عورتیں نہاتی بھی ہوں گی) اور پھر وہ پانی تو پاکستان میں آتا ہی ہے، اس پانی کو جو مسلمان، انسان اور جانور پئیں وہ فوراً مر جایا کریں، جن کھیتوں کو اس پانی سے سیراب کریں وہ فصل سوکھ جائے، اور اس پانی سے جو سیمنٹ وغیرہ میں ملا کر عمارتیں تعمیر کی جائیں، وہ اس پانی نما بلا سے خود ہی گر پڑیں، اور اس طرح نہ بھارت کو کوئی فوج رکھنے کی ضرورت پیش آئے اور نہ ایٹم بم بنانے کی، کیونکہ وہ یہ سارا کام صرف ‘‘بیمار عورتوں کے اشنان (غسل شدہ پانی) سے کرلیا کرے گا۔ سبحان اللہ! کیا کہنے اس ایمان کے، اور قربان جایئے اس توحید کے، کہ صوفی صاحب ماشاء اللہ پکے اہلحدیث تھے اور ایک خاص منفرد اسٹائل کی رفع یدین بھی فرمایا کرتے تھے، بقول اس کے بیٹے کے، وہ ‘‘کالا علم’’ بھی استعمال کرتے تھے مگر برا ہو پیٹ صاحب کا، یہ ہر ‘‘مسلک’’ میں سے اپنا ‘‘مطلب’’ پورا کر لیتا ہے، جس کے طریق کار اور ڈھنگ بھی نرالے ہیں۔ (آگے ‘‘ایک لاکھ جنات کا پیر’’ میں بھی ملاحظہ فرمائیں) اسی نظریہ یا عقیدہ یا وہم کہ اس کی بیماری اس کے غسل سے لگ گئی۔ کے متعلق وضاحت ملاحظہ فرمایئے، کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے شخص کو لگ جانے کی تردید واضح کئی احادیث میں موجود ہے، جن میں عدوی (ایک دوسرے کو بیماری لگنا) ہامہ، شگون بد، ستاروں کے اثرات وغیرہ بھی مذکور ہیں۔ ایک صحابی کا سوال، کہ خارش زدہ اونٹوں میں تندرست اونٹ شامل ہو کر خارش کے مریض بن جاتے ہیں، اور حضور پاک ﷺ کا جواب، کہ ‘‘پہلے اونٹ کو بھی بیماری اللہ کے حکم سے لگی (اس طرح) دوسروں کو بھی اللہ کے حکم سے لگی’’ بھی درج ہے۔ دراصل اللہ کریم مومنین کو ان اوہام وغیرہ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، اور اپنے ساتھ ہمہ وقتی تعلق جوڑ کر اسے صحیح مومن، متقی اور متوکل بنانا چاہتے ہیں۔ مگر ہر شخص ان اوصاف کے اعلیٰ مدارج کا حامل تو نہیں ہوسکتا، لہٰذا فطرت انسانی کو ملحوظ رکھ کر کسی حد تک ادویہ اور جھاڑ پھونک جو مطابق شریعت ہو، کی اجازت عطا فرمائی۔ مگر اس میں بھی ہر وقت یہ نظریہ برقرار رہنا چاہیے کہ شفا صرف اللہ کریم کے پاس ہے، اور وہ اسی کے امر سے اور اسی کی مرضی سے آتی ہے۔ مذکورہ ظاہری اسباب میں شفا نہیں ہے، اور ہم ان ذرائع کو محض سنت نبوی پر عمل کرنے کی نیت سے اختیار کرتے ہیں۔ اور جو شخص ایسی صحیح زندگی بفضلہ تعالیٰ بسر کرے، تو اللہ کریم اسے ہر وقت اپنی نظر رحمت میں رکھتے ہیں، اور اس کے سب کام دونوں جہان کے بناتے ہیں، اور اسے اپنی دائمی رضا کے مقام پر بھی پہنچا

دیتے ہیں **ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ** (الطلاق آیت ۳) جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ باقی رہا سائنس کا معاملہ کہ اس نے تو مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت کر دیا ہے کہ بیماری کے جراثیم ایک مریض سے دوسرے کو لگ کر بیماری پھیلاتے ہیں۔ تو عرض ہے، کہ گھر کے دس پندرہ افراد میں سے ایک دو ہی کیوں اس مرض کا شکار ہوتے ہیں، جبکہ سب خاندان کا معاملہ مریض سے یکساں ہوتا ہے، مگر بیمار سارے لوگ کیوں نہیں ہوتے؟ اور پھر یہ بات بھی ہے کہ کیا اس دنیا کا نظام یونہی بے سرا چل رہا ہے یا اے ملحدین تمھارے سپرد کر دیا گیا ہے؟ اگر تمہارا ایسا خیال ہو تو تمھیں ہی مبارک! جس طرح تم اپنے آپ کو اپنے جد امجد "بندر" کی اولاد سمجھتے ہو تو تمھیں اس کا حق ہے، مگر ہم تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ اور اشرف المخلوقات تھے۔ یہ کیا بات ہے کہ تم قدرت کو ہم سے بھی (تفصیلاً) زیادہ تسلیم کرتے ہو مگر قادر کی ذات کو ہی تسلیم نہیں کرتے؟ اس قادر مطلق نے بے شمار جہان پیدا فرمائے ہیں اور ان کا کلی انتظام بھی بلا شرکت غیرے محض اسی کے ہاتھ میں ہے، اسی اپنی دنیا میں مخلوق کی اولین ناگزیر ضرورت ہوا کا مسئلہ لیجیے کہ ہماری اپنی سائنسی برکات سے جو ہم فضائی آلودگی پیدا کرتے ہیں، کیا ان کا ازالہ عام صاف ہوا سے قدرتی طور پر ہمہ وقت نہیں ہوتا رہتا؟ اور کثیف و لطیف ہوا کے تناسب کا بھی خیال فرمائیے، شاید زمین و آسمان جتنا بڑا فرق ہو۔ اسی طرح کیا بیماری کے جراثیم جو ہم خود اپنی بد پرہیزیوں سے پیدا کرتے ہیں ان کے ازالہ کے لیے قدرت نے کوئی فطری نظام نہیں رکھا؟ قوت مدبرہ بدن کیا ہے، اسی نظام کا ہی ایک حصہ ہے! اور مزید یہ کہ بیماری کے جراثیم تو ہماری شامت کی شکل میں موجود ہو گئے، کیا قدرت نے تندرستی کے کوئی جرثومے تخلیق نہیں کیے؟ وہ سائنس جو نوع انسانی کی خدمت سے زیادہ اس کی تباہی کا باعث بن رہی ہے اور جس کی بنیاد اتنی متزلزل ہے کہ ہر پچاس سال بعد اپنے سابقہ متعدد نظریات تبدیل کرتی رہتی ہے، وہ اب تسلیم کرتی ہے کہ پانی مفرد نہیں مرکب ہے اور ایسا مرکب جو اتنے چھوٹے جرثوموں پر مشتمل ہے جو سوئی کی نوک پر ہزاروں کی تعداد میں آ سکتے ہیں؟ اور جنھیں صرف انتہائی طاقت کی خورد بین ہی دیکھ سکتی ہے۔ پہلے ان سائنس دانوں کو یہ جرثومے کبھی نظر نہیں آئے، اسی طرح تندرستی کے جراثیم بھی ہو سکتا ہے ان کی نظر سے پوشیدہ ہوں اور یہ لوگ کبھی اسے بھی تسلیم کر لیں۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ حدیث **فی سور المومن شفاء** (اوکما قال) مومن کے پس خوردہ میں شفاء ہے، کلی حقیقت پر مبنی ہے۔ اس میں شفا کا تعلق صفت ایمان سے بیان فرمایا گیا ہے اور توکل بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ مومن کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور توکل اسے روحانی و جسمانی قوت عطا فرماتا ہے اور یہ قوت ذریعہ حصول شفا بنتی ہے۔ قرآن پاک بندے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق کا بہترین اور اولین ذریعہ ہے، اس سے مومن کا قلب قوت اور شفا حاصل کرتا ہے **ونزل من القران ماھو شفاء و رحمۃ للمومنین o قل ھو للذین امنوا ھدی و شفاء o ویشف صدور قوم مومنین o وشفاء لما فی الصدور o واذا مرضت فھو یشفین o** ہم نے قرآن میں مومنین کے لیے شفا اور رحمت نازل فرمائی۔ اور کہہ دیجیے کہ مومنین کے لیے یہ ہدایت اور شفا ہے اور اللہ کریم مومنین کے

سینوں میں شفاء عطا فرماتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ ہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ ان معروضات کا مقصد یہ ہے کہ دیگر غیر اسلامی توہمات کے ساتھ جو چھوت چھات، پانی پھلانگ جانا، مرگھا سوتک، زچگی وغیرہ سے دہشت زدگی عوام میں (خصوصاً عورتوں میں) بکثرت پائی جاتی ہے، اس کا ابطال کیا جائے، کہ یہ توہمات دینی اور دنیاوی دونوں نقصانات کا باعث بنتے ہیں، اور جب تک ان سے تائب نہ ہوا جائے، کوئی صحیح علاج بھی کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا عرض کیا گیا کہ سب سے بڑا ذریعہ شفا روحانی و جسمانی قرآن مجید ہے، مگر وہ بھی مومنین کے لیے ہی شفا کا ذریعہ بنتا ہے، ظالمین کے لیے نہیں **و تنزل من القران ماهو شفاء و رحمة للمومنين ولا يزيد الظالمين الاخسارا**○ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۸) ہم نے قرآن میں مومنین کے لیے ہدایت اور شفاء نازل فرمائی ہے، مگر ظالمین اس سے نقصان ہی اٹھاتے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ۔ **ان الشرک لظلم عظیم** (سورہ لقمان آیت ۱۳) یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں اس کا شریک قرار دیا جائے...... اور مذکورہ توہمات اکثر ہندوانہ و کافرانہ تصورات و عقائد سے ماخوذ ہیں۔ جن سے حدود شرک میں دخول و شمولیت کا شدید خطرہ ہے، اور ایسی خرافات حق تعالیٰ دین اور نبی برحق ﷺ سے دوری پیدا کرتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ کریم ہمیں ان سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

ایک لاکھ جنات کا پیر جی

کئی برس کی بات ہے، ایک نووارد، پکی عمر کے، باریش تشریف لائے اور اپنا حال بیان کیا، کہ میں کئی سال سے بمعہ اہل و عیال مالی پریشانیوں اور امراض وغیرہ میں مبتلا ہوں، تفصیل یہ بتائی کہ ضلع (فرضی طور پر سیالکوٹ سمجھ لیں) کا باشندہ ہوں، کچھ اراضی ملنی تھی مگر دینے والوں نے کئی سال لٹکائے رکھا، یعنی نہ میرے نام انتقال اراضی کرتے اور نہ جواب دیتے (یعنی انکار بھی نہ کرتے) تنگ آ کر میں نے اپنی ذاتی تھوڑی سی اراضی فروخت کر کے مظفر گڑھ میں زرعی اراضی خرید لی، مگر وہ دریا کے سیلاب میں بہہ گئی۔ گھر کے اکثر افراد بیمار رہتے ہیں، پتہ نہیں چلتا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ غالباً؟ وہ اپنی دانست میں غیب دانی کے کسی ذریعے سے ان مصیبتوں کی وجہ معلوم کرنے آئے تھے۔ بندہ نے عرض کیا کہ ان مصیبتوں کی وجہ تو خود آپ کو ہی معلوم ہونی چاہیے، کیونکہ مصیبتیں تو نیک و بد ہر طبقہ پر آتی رہتی ہیں، اور مصیبتیں سب سے زیادہ تو انبیاء علیہم السلام پر آتی رہی ہیں خصوصاً سید الانبیا ﷺ پر سب انبیاء سے زیادہ مصائب آئے، اس لیے کہ وہ اپنے مولا کی رضا پر راضی رہیں، اور اپنے امتیوں کے لیے راہ حق میں آنے والی تکالیف کے دور میں نمونہ صبر و استقامت بنیں۔ انبیاء علیہم السلام کا دور تو ختم ہوا اور اب تو باقی ہم گناہ گاروں کا طبقہ ہی رہ گیا، جن پر ان کے اعمال کی وجہ سے مصیبتیں آتی ہیں، اور اکثر تو اللہ کریم ہمیں معاف ہی فرماتے رہتے ہیں **وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر۰** (سورہ الشوریٰ آیت ۳۰) جو مصیبت آتی ہے وہ تمھاری کرتوتوں کی وجہ سے ہی آتی ہے اور ہم تمھارے اکثر گناہ تو معاف ہی فرماتے رہتے ہیں۔ (مفہوم) اب جو شخص جو نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کرے گا اور اس کے دین کی حد توڑے گا تو اسے ہی پتہ ہو گا کہ میں نے کون سا گناہ کیا ہے، جس کی یہ سزا مل رہی ہے۔ جس نے گاجریں کھائیں اور پیٹ میں درد ہوا تو اسے فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ ''پیٹ درد بوجہ گاجر'' دوسرے کسی شخص کو اس کا کیا علم ہو سکتا ہے؟ یہ سن کر وہ شخص بڑا حیران ہوا اور بولا واہ جی واہ! یہ آپ نے کیا کہا؟ میں فلاں شہر (گوجرانوالہ فرض کر لیں) میں فلاں صاحب (جو اہلحدیث علاقہ دیہات) کے پاس گیا تھا (جو عملیات کے لیے مشہور تھے) یہی حالات سنا کر میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی، تو انھوں نے کہا کہ میں ایسے تو نہیں بتا سکتا (یعنی نجوم، جفر فال وغیرہ سے) مگر ایک لاکھ سے زائد جنات میرے مرید ہیں، ابھی کوئی مریضہ ایسی آئے گی تو میں اس میں موجود جن کو حاضر

کروں گا' اور اس مریضہ کا علاج کرنے کے بعد اس جن سے آپ کے مصائب کی وجہ بھی پوچھ لوں گا (قارئین! ملاحظہ فرمائیے' کس طرح نجوم وغیرہ کی نفی کر کے ''اہلحدیثی'' بھی برقرار رکھی جا رہی ہے اور مریضہ کے جن سے غیبی امور دریافت کر کے نخل ایمان پر کلہاڑا چلا کر جب جاہ یا حب مال کا ناجائز ارتکاب بھی کیا جا رہا ہے' اور اس طرح حق و باطل کو ہم آغوش فرمایا جا رہا ہے) تھوڑی دیر بعد ہی ایک مریضہ آ گئی' اور مولوی صاحب نے دم وغیرہ کر کے ''جن'' کو حاضر کیا' اور اس سے کوئی ''مک مکا'' یا ''معاہدہ'' (بطریق مروجہ در علاج ہذا) کیا' پھر اس جن سے میرے متعلق پوچھا' کہ یہ شخص (نام حمایت اللہ فرض کر لیں' اصل نام اور تھا جسے سن کر راقم کے ذہن میں حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب روڑوی کا ارشاد یاد آیا کہ اس نام کے لوگ بہت ہوشیار اور چالاک ہوتے ہیں) اور مظفر گڑھ سے آیا ہے اور پوچھتا ہے کہ ہم پر جو کئی سال سے مصیبتیں آ رہی ہیں ان کی کیا وجہ ہے؟ تو جواب ملا کہ ان کے گھر کے کل نو افراد کے پیچھے سات جن اور جنیاں لگی ہوئی ہیں (یعنی ان پر مسلط ہیں!) بندہ نے (از راہ تفنن) کہا الحمد للہ! تشخیص تو ہو گئی پھر اس کے بعد تجویز یا علاج کیا ہوا؟ کہنے لگے کچھ تعویذات انھوں نے دیے اور ہم نے استعمال بھی کیے مگر بالکل فائدہ نہیں ہوا' (یعنی ذرا بھی فرق نہیں ہوا) یہ صاحب کچھ عالم بھی اور اہلحدیث بھی معلوم ہوتے تھے' ان سے بندہ نے عرض کیا' آپ کو ان آیات کا مطلب معلوم ہی ہوگا' **مادلهم علی موته** اس جگہ اللہ تعالیٰ تو بیان فرماتے ہیں کہ جنات سلیمانی کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا علم (بھی تقریباً ایک سال بعد تب) ہوا جبکہ ان کے عصاء کو جس پر وہ (سہارا لگائے ہوئے فوت شدہ) کھڑے تھے دیمک نے کھا لیا' اور وہ ٹوٹ گیا تو عصاء کے ساتھ ہی حضرت سلیمانؑ بھی گر پڑے۔ (حالانکہ حضرت سلیمانؑ ان جنات سے جو مسجد اقصیٰ تعمیر کر رہے تھے چند گز کے فاصلہ پر تھے' اور یہ انھی کھڑا ہوا دیکھ بھی رہے تھے) اس پر جنات بھاگ گئے اور انھوں نے خوب جان لیا' کہ اگر وہ (جنات) غیب جانتے ہوتے تو (کم از کم یہ ایک سال تو) اس ذلت آمیز عذاب میں نہ پھنسے رہتے۔ اب آپ فرمائیے! کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ جنات کو چند گز دور کا بھی علم نہیں اور آپ کے اہلحدیث مولوی صاحب جن کا دار و مدار ہی قرآن و حدیث پر ہے' وہ جنات سے سینکڑوں میل دور کی خبریں کس بنا پر پوچھتے ہیں؟...... خیر اس بات کا تو وہ کوئی جواب نہ دے سکے' تب بندہ نے عرض کیا حضرت ناراض نہ ہوں' کبھی دوا میٹھی ہوتی ہے کبھی کڑوی! بندہ کا تو نظریہ یہ ہے کہ مسلم بندے کے کام دو قسم کے ہیں' ایک وہ جو اس نے خود کرنے ہیں' دوسرے وہ جو کام تو اس کے ہیں مگر وہ اللہ کریم کے ہاتھ میں ہیں۔ پہلی قسم میں اعمال از قسم احکامات' فرائض و سنن وغیرہ ہیں' دوسری قسم میں بندے کی زندگی' موت' روزی' اولاد' شفا وغیرہ ہیں' ہمارا صحیح طرز حیات تو یہ ہونا چاہیے کہ ہم قسم اول کے کاموں کی حتیٰ الامکان ادا کرنے کی کوشش کریں' دوسری قسم کے کام اللہ کریم ہمارے خود پورے فرمائیں گے۔ مگر ہمارا نفس یا شیطان ہمیں ایک دوسرے تصور' اور پھر اس کے مطابق عمل کے ''جال'' میں پھانس لیتا ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ نے ہمارے کرنے ہیں اس پر تو ہم اعتبار نہیں کرتے' اور کہتے ہیں کہ ہم خود کریں گے' جیسے روزی کہ اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے **وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها** (ہر ذی روح زمین پر چلنے والے

کے رزق کا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے) مگر ہم کیا کہتے ہیں ''کمائیں تو کھائیں گے'' اور جس کام کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے ذمہ لگایا ہے اور فرمایا ہے کہ جنتیوں کو کہا جائے گا ادخلوا الجنة بما کنتم تعملون (اپنے اعمال کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ) اگرچہ ان اعمال کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی مگر اپنے اس فضل و کرم کے ساتھ مزید فضل یہ فرما رہے ہیں کہ دخول جنت کو ہمارے ٹوٹے پھوٹے اعمال سے منسوب فرما رہے ہیں۔ مگر ہم اس دخول جنت کے مبینہ سبب (اعمال) کو خود تو کرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگا دیتے ہیں، کہ اجی اگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمانا ہی ہے اور تقدیر میں ہمیں جنتی لکھا ہی ہے تو کیوں پھر ان اعمال کی مشقت برداشت کی جائے، اور اگر خدانخواستہ دوسرا مقام ہے تب تو عبارت وغیرہ بالکل ہی فضول ہیں۔ (نعوذ باللہ) اور یہ سہل انگاری صرف دین کے اعمال میں ہے، دنیا کے کاموں میں ضرورت سے کئی گناہ زیادہ کھپتے رہتے ہیں، اور ان کاموں میں ہم ایسی کوئی حجت بازی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے آمین!......لہٰذا ان معروضات کی روشنی میں اپنا مسئلہ حل کر لیں اور ممکنہ حد تک اصلاح کی کوشش وغیرہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے دو رکعت نفل صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر مسنون دعائے حاجت کے مطابق دعا کرتے رہیں۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

ڈاکو یا ڈاکٹر

ایک بستی کے ایک دیہاتی شخص (نام ولی محمد فرض کر لیں) نے کئی سال پیشتر دسمبر یا جنوری کی سردی کے ایام میں آ کر اپنا دکھڑا بیان کیا، کہ میں امرتسر کا مہاجر ہوں، وہاں بھی مویشی دودھ کے لیے بھینس وغیرہ رکھتا تھا اور یہاں آ کر بھی ''اویا'' بحمد اللہ موجود ہی رہتا ہے، اس لیے مجھے ان مویشیوں کے معاملات کا خاصہ تجربہ بھی ہے، اس وقت میری بھینس کو تین دن سے بجائے پیشاب کے پورے کا پورا خون آ رہا ہے، میں نے خود بھی دیسی ادویہ دیں اور ڈنگر ڈاکٹر سے بھی دوا لایا اور تین دن میں تین سو روپے خرچ ہو گئے، مگر ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں ہوا (سستے زمانہ کے تین سو روپے ذہن میں رکھیں) رات مجھے اچانک یہ خیال آیا کہ یہ مرض نہیں بلکہ کوئی اور چکر ہے! راقم نے پوچھا کس وجہ سے یہ خیال آیا؟ کہا میری بیوی دس بارہ سال سے مسلسل بیمار ہے، دور دور سے کمالیہ وغیرہ سے اور نزدیک سے بہت علاج کروائے، سوائے ایک جگہ کے جہاں سے تھوڑا سا فائدہ ہوا کسی دوسری جگہ سے ذرہ بھر بھی آرام نہیں ہوا، اور اس شخص کے علاج سے بھی اس وقت تک آرام رہتا جب تک اس کے تعویذات استعمال کرتے، تعویذ ختم تو فائدہ بھی ختم! اس عامل کی شخصیت کی کچھ علامات بتائیں تو راقم کو پتہ چل گیا کہ وہ شخص علی الصبح ہی گلیوں میں ''صدا'' لگایا کرتا تھا۔ جوان، گورا رنگ، دو تین انچ سیاہ داڑھی، سر پر پٹے رکھے ہوئے، ہاتھ میں چھڑی اور غالباً تھیلا، اور اس کی ایسی سریلی پر اثر آواز اور ایسی صدا، کہ بس یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ پر قربان ہی ہو چکا ہے، خیر ولی محمد صاحب نے بتایا کہ پہلی بار اسے گھر لائے، مریضہ کو اس نے مختلف تعویذات دیے چند ایام کے لیے، وہ ختم ہوئے تو چند دن کے اوپر تعویذ دے گیا، وہ ختم ہوئے تو مزید دے گیا، ہمیں ہر دفعہ اس کی خصوصی ''خدمت'' (نقدی سے) کرنا پڑتی۔ خاصا عرصہ اسی طرح گزر گیا، انسان پر تنگی فراخی آتی رہتی ہے، بعض دفعہ بڑی مشکل سے اس کی خدمت یک رقم پوری کی جاتی، تب میں سوچنے لگا، کہ ایک بیماری دور ہوئی مگر دوسری بیماری چمٹ گئی اور پھر ایک دن ایسا ہوا کہ میں بازار میں جا رہا تھا کہ اچانک وہ ''عامل'' مجھے دور سے نظر آیا، اس دن اس نے آنا بھی تھا اور اتفاقاً میری جیب میں اس وقت ایک پیسہ بھی نہ تھا اور نہ گھر میں کوئی رقم تھی، اس لیے میں فوراً کھسک کر گلی میں سے ہو کر کہیں دوسری جگہ چلا گیا، کہ اگر یہاں وہ مجھے مل گیا تو اس کو گھر بھی لے جانا پڑے گا، اور قرض لے کر خدمت بھی کرنی پڑے گی۔ لہٰذا اب وہ اگر گھر میں جائے

گا تو میں اسے وہاں نہیں ملوں گا تو وہ خالی ویسے ہی واپس چلا جائے گا۔ اور میں اپنی دانست میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ مگر گھر آیا تو پتہ چلا کہ وہ عامل تو گھر پر آیا ہی نہیں۔ پھر ایک دو بار یہی معاملہ پیش آیا کہ میں اسے دیکھ کر کھسک جاتا۔ اور وہ اس تمام عرصہ میں ہمارے گھر نہیں آیا' حالانکہ معمول کے مطابق اسے اس عرصہ میں کئی بار آنا چاہیے تھا' جس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس کو بھی یہ علم ہو گیا ہے کہ یہ ''مرغی'' کڑک ہو گئی ہے' اور اب مجھے یہاں سے کچھ حاصل نہیں ہو گا' اور غالباً اسی وجہ سے اس نے کوئی چکر چلا دیا ہے' کہ یہ تنگ آ کر پھر میرے قدموں میں گر جائیں۔ بھلا سردیوں میں بھی بھینس کو اتنی گرمی کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ سو فیصد خون کا ہی پیشاب کرے۔ اس کی بات سن کر بندہ نے کہا کہ انسان کی مشتبہ امراض (تکلیف وغیرہ) کی تشخیص کے لیے تو بندہ اس مریض کو تین ڈلیاں مصری کی دم کر کے کھلانے کو دیا کرتا ہے' کہ تسلی سے ذرا وقفہ سے انہیں کھا کر ان کا ذائقہ بتائے کہ کڑوا ہے یا میٹھا یا پھیکا؟ اور اس سے پتہ چل جاتا ہے (اگرچہ یہ یقینی نہیں بلکہ ظنی ہے) مگر اس جانور کی اس تکلیف کی تشخیص کیسے ہو سکتی ہے؟ خیال ہوا کہ عذر کر دیا جائے مگر پھر اچانک ذہن میں آیا اور اسے کہا کہ کسی چھوٹے برتن لوٹے وغیرہ میں نہر کا پانی لاؤ اور اس پر دم کرواؤ' پھر وضو کر کے بھینس کے صرف منہ ناک اور سر پر اس کے ہلکے چھینٹے مارنا اور خیال رکھنا کہ پانی نیچے گندی جگہ نہ گرے' پھر آ کر مجھے بتانا! چونکہ وہ غرض مند تھا لہٰذا سن کر فوراً چلا گیا اور چھوٹی سی ایلومونیم (سلور) کی بالٹی میں پانی لے آیا اور اس پر دم کروا کے لے گیا' اور تقریباً نصف گھنٹہ بعد واپس آ گیا اور بتانے لگا' کہ میں نے وضو کر کے چھینٹے مارنے شروع کیے تو دو تین منٹ تک تو اس نے کوئی پرواہ نہ کی' اس کے بعد وہ گھبرانے لگی' پھر تھوڑا ناچنے لگی اور پھر تو ایسی بپھری کہ آنکھیں لال سرخ' نتھنوں سے پھنکارے مارنے لگی اور ایسی بھڑکی کہ حد کر دی' میں حیران کہ یہ تو بکری جیسی اصیل تھی' اب ان پانی کے چھینٹوں سے کیوں ایسی بدک رہی ہے جیسی بندوق کی گولی اسے لگتی ہو۔ خیر میں نے پانی ختم کر کے ہی دم لیا' اور اخیر میں یہ بات ہوئی کہ اس نے چند قطرے پیشاب کے کیے' جن میں معمولی سی ہلکی سی سرخی کی جھلک تھی...... اس آخری مشاہدہ سے ولی محمد صاحب کا یقین مزید مضبوط ہو گیا کہ ابھی تو تشخیص ہی کی جا رہی ہے۔ جب صرف اس تشخیص سے ہی اتنا فائدہ ہو گیا تو الحمد للہ علاج سے تو ان شاء اللہ ضرور پورا فائدہ ہو گا! چنانچہ اسے بندہ نے بتایا کہ تمہارا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ پھر نمک دم کر کے دیا کہ اسے پانی میں گھول کر باوضو (دوہنے سے پہلے) پہلے کی طرح چھینٹے مارو پھر اسی نمک والا آٹے کا پیڑا کھلا دینا اور یہ تعویذ گلے میں ڈال دینا...... وہ چلا گیا اور چند دن بعد پھر آ گیا' کہ الحمد للہ بھینس تو بالکل ٹھیک ہو گئی ہے اب میری بیوی کا علاج کرو! بندہ نے پوچھا جو تعویذ آپ کے سائیں صاحب نے آپ کی اہلیہ کو دیے تھے ان میں سے کوئی باقی بھی ہے؟ کہا پینے کے پلا دیے وہ ختم ہو گئے' دھونی اور مالش کے تھے وہ بھی ختم ہو گئے' صرف گلے کا تعویذ باقی ہے۔ راقم نے کہا وہ لا کر دکھاؤ! تھوڑی دیر بعد وہ تعویذ لے آیا جسے شاید ابھی تک اس نے منڈھوایا بھی نہ تھا۔ کہ سکول والی کاپی' کاغذ سخت سا' نیا تہہ کیا ہوا بڑا سا سائز۔ بندہ نے اسے کھولا اور دیکھا اور ششدر رہ گیا' کہ جو کچھ لکھا دیکھا اس میں نوری کلام کے ساتھ ساتھ کتنے ہی غیر اللہ کے نام اور ان سے

استمداد وغیرہ کی گئی تھی، اور اس میں اتنا مبالغہ کیا گیا تھا، کہ یہود و ہنود کے معبودوں سے بھی برکت اور شفا کی خاطر ان کے نام بھی درج تھے، یعنی شروع میں پہلی سطر کے۔ درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور چاروں کونوں پر ہندوؤں کے اوتار رام، لچھمن، سیتا، ہنومان کے نام، پھر نیچے "پنجتن پاک" کے نام، پھر آتش پرستوں کے نو روز اور زردشت وغیرہ، اور درمیان میں چوکور خانوں میں کوئی ہندسے وغیرہ، اور پھر فرشتوں کے نام! یعنی بسم اللہ تو صرف تبرک کے لیے لکھی تھی، باقی سب غیر اللہ سے استعانت و استمداد کی تحریر تھی، اور مقصد صرف یہ تھا کہ جس طرح بھی ہو شیطانی یا رحمانی اثر ہو کر مریض کی کچھ تسلی ہو جائے، اور پھر اس کا اپنا الو سیدھا ہو جائے۔ بہرحال یہ سب کچھ دیکھ کر بندہ نے یہ تو بتا دیا کہ واقعی یہ شیطانی چکر ہی چلایا گیا ہے، مگر بوجہ اپنی مسلسل مرض کے بندہ نے علاج سے فی الوقت معذرت کر دی۔ بتانا صرف یہ ہے، کہ کس طرح لوگ ان شیطانی جالوں میں پھنستے اور پھنساتے ہیں۔ دنیا کے حصول کی خاطر ڈاکٹر سے ڈاکو بھی بن جاتے ہیں۔ انما اشکوابثی و حزنی الی اللہ اس الناک صورت حال کی اللہ تعالیٰ سے ہی فریاد ہے۔ نوٹ: اس عامل کو جب یہ یقین ہو گیا کہ یہ اسامی میرے پھندے سے نکل گئی ہے تو ایسا غائب ہوا، کہ اس کی گلیوں کی صدا تو کجا، اس کی شکل بھی پھر کبھی نظر نہ آئی۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

ایہہ ہور سید اوہ ہور سید

ایک صاحب، کاشتکار، خاصی دور سے تشریف لائے، سخت سردی کا موسم تھا کہنے لگے کہ میری بھینس لہو کا پیشاب کرتی ہے، دواؤں سے آرام نہیں آیا، تعویذ دے دو! بندہ نے کہا اگر مرض ہے تو دوا سے ہی علاج ہونا چاہیے۔ کہنے لگے شاید نظر بد ہو۔ راقم کو گزشتہ واقعہ ولی محمد کی بھینس کا یاد آیا اور مختصر سا انھیں سنایا کہ اتنی سردیوں میں یہ مرض جو گرمی کے موسم میں تو کسی حد تک ممکن ہو سکتا ہے، اتنی سخت سردی میں تو سمجھ میں نہیں آتا۔ ولی محمد کا واقعہ سن کر اس نے بھی اپنا واقعہ سنایا (غالباً پیر پرست طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اس لیے خواہ نقلی پیر بھی ہو اس لفظ کے خلاف کچھ کہنا بھی باعث انقباض و حجاب ہوتا ہوگا) کہ میں تو باہر کھیتوں میں گیا ہوا تھا، گلی میں دروازے پر ایک شخص گھوڑی پر سوار آیا، غالباً دروازہ کھلا ہوا تھا یا دیوار چھوٹی تھی کہ اسے گھوڑی پر بیٹھے ہوئے گھر کے صحن میں پندرہ بیس چوزے نظر آئے، تو کہنے لگا ایک چوزہ مجھے دے دو۔ گھر والی نے اس خیال سے، کہ چلو الحمد للہ یہ اتنے سارے ہیں، ان میں سے ایک اس سائل کو دینے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، چیل یا بلی بھی تو چوزے کو اٹھا لے جاتی ہے، وہ ایک چوزے کو پکڑنے لگی تو چوزے نے شور مچا دیا، جسے سن کر اس کی ماں مرغی بھی بھاگی ہوئی سامنے آ گئی، جب اہلیہ نے چوزہ پکڑا اور اس شخص کو دینے لگی تو وہ مرغی (جو بڑی اعلیٰ اور قیمتی تھی کو) دیکھ کر کہنے لگا، نہیں میں چوزہ نہیں لوں گا بلکہ یہ مرغی لوں گا! اہلیہ نے کہا کہ، اپنے خاوند (گھر کے مالک) کی اجازت کے بغیر چوزہ تو اپنی ذمہ داری پر دے سکتی تھی، مگر مرغی میں ان کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتی۔ یہ سن کر وہ دھمکیاں دینے لگا کہ تمھیں پتہ نہیں میں کون ہوں؟ میں سید ہوں مجھے خالی واپس کرتے ہو، میں تمہارا اور تمھارے جانوروں کا ستیاناس کر دوں گا۔ وغیرہ مگر میری بیوی نے اسے مرغی نہ دی اور وہ اسی طرح بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ شام کو میں گھر آیا تو مجھے یہ قصہ معلوم ہوا اور پھر دوسرے دن بھینس کو یہ تکلیف ہو گئی۔ اس پر راقم نے کہا کہ یہ نظر بد نہیں، بلکہ یہ بھی وہی معاملہ معلوم ہوتا ہے جو میں نے ولی محمد کا آپ کو سنایا ہے۔ بہر حال اسے اسی شیطانی چکر سے دفع کرنے کے لیے ایمان و یقین کی دعوت کے ساتھ تعویذ وغیرہ بھی دیے۔ بعد میں وہ صاحب کسی اور کام کے لیے آئے تو انھوں نے بتایا کہ الحمد للہ شفا ہو گئی ہے۔

تحقیق:۔ ان جدید سیدوں کا حال آپ نے ملاحظہ فرمایا، ایک مرغی کے لیے مسلمان کا بیڑا غرق

کرنے کو تیار ہیں' کیا یہ اصلی سید ہیں؟ اعمال سے تو نہیں لگتے' کہ اصلی سیدوں کے نانا جی ﷺ نے اپنی ذاتی نقصان کا' اور اپنے عزیزوں کا' ان کے قاتلوں تک سے کوئی انتقام نہیں لیا تھا۔ آپ کے دانت مبارک شہید کر دینے والے اور خود مبارک کی کڑیاں آپ کے رخسار مبارک میں پیوست کر دینے والے اور حضرت حمزہ اور حضرت زینب کو شہید کرنے والوں سے کوئی بدلہ نہیں لیا' بلکہ سب کو معاف فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو دوسرے فتنوں اور ان جدید جعلی سیدوں اور پیروں سے محفوظ فرمائے آمین!

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

مرشد کھال کھینچ

ایک دیہاتی غریب آدمی نام اللہ نواز فرض کر لیں' اپنی بھینس کے لیے تعویذ لینے آیا' جیسا کہ آگے آنے والے حال سے معلوم ہوگا کہ وہ اسی "پیر پرستی" میں گرفتار خاندان کا فرد تھا' مگر وہابیوں کی ہمسائیگی سے خاصا متاثر معلوم ہوتا تھا' غالباً اسی لیے اس نے از خود ہی اپنا واقعہ سنایا۔

پاکستان بننے کے چند سال بعد کی بات ہے کہ میں بھی اپنی آبائی رسم و رواج کے مطابق اپنے والد کے اور پھر ان کے پیر صاحب کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سے بیعت ہوا۔ (پیر صاحب کا دربار سرگودھا فرض کر لیں) یہ نئے پیر صاحب بڑے قد آور خوبصورت جوان' اچھے کھانے پینے کے شوقین داڑھی منڈھی ہوئی' (غالباً) نماز روزے سے بھی آزاد نظر آئے۔ سوائے اس کے کہ یہ بڑے پیر صاحب کے بیٹے تھے اور کوئی صفت ان میں پیروں والی نہ دیکھی (یہ بھی المیہ ہے کہ ڈاکٹر کا بیٹا پیدائشی ڈاکٹر نہیں ہوتا اور نہ بغیر انجینئری لکھے پڑھے کوئی انجینئر بن سکتا ہے' مگر پیر صاحب کا بیٹا ضرور پیدائشی ہی پیر ہوتا اور سمجھا جاتا ہے۔ غالباً یہ اس وجہ سے ہے کہ ڈاکٹری اور بغیر انجینئری کا تعلق ہماری دنیا کے معاملات سے ہے اور پیری کا تعلق صرف دین اور آخرت سے ہے' اور ہمارے دل میں دنیا کی تو پوری قدر موجود ہے مگر دین اور آخرت کی کماحقہ اہمیت نہیں' انا للہ) خیر اس کے بعد دو تین دفعہ پیر صاحب کی خدمت میں ششماہی "نذرانہ خدمت" پہنچاتا رہا (کہ اصل مقصد مروجہ پیری کا یہی ہے) اس کے بعد ایک دن مجھے پیغام ملا کہ پیر صاحب تمھیں ملتان میں یاد فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا ملتان کس شخص یا افسر کی کوٹھی میں ٹھہرے ہیں اس کا نمبر پتہ وغیرہ بتاؤ' تو وہ پیامبر کہنے لگا "سنٹرل جیل!" میں نے پوچھا کیا سنٹرل جیل کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کی کوٹھی؟ کہا نہیں بلکہ پیر صاحب جیل میں قید ہیں۔ میں بڑا حیران ہوا' کہ پیر صاحب اور جیل میں؟ یہ کیا بات ہوئی؟ مزید پوچھنے پر معلوم ہوا کہ شجاع آباد (فرضا) میں انھوں نے اپنے مرید کو قتل کر دیا تھا۔ اس پر مجھے اور بھی حیرانی ہوئی کہ یہ کیا؟ کیا پیر صاحب قتل بھی کیا کرتے ہیں؟ خیر میں ملتان پہنچا اور کسی ذریعہ سے پیر صاحب سے ملاقات کی اجازت لی' اب سلاخوں کے اندر پیر صاحب اور باہر میں' میں نے جاتے ہی کہا "پیر سائیں السلام علیکم" (ہاتھ تو چوم نہیں سکتا تھا) پیر صاحب کھڑے حیرانی سے مجھے دیکھتے رہے جیسے مجھے پہچانا نہیں۔ چند لمحہ بعد فرمانے لگے "تم کون ہو؟" میں نے دل میں کہا "او جی! یہ تو یہاں

بھی نہیں پہچانتے، قیامت کے روز ہمیں کیا پہچانیں گے اور کیا ہمیں بخشوائیں گے" خیر میں نے بتایا کہ میں اللہ نواز ہوں اور ..... سے آیا ہوں، پھر میں نے پندرہ روپے ان کی خدمت میں پیش کیے، اتنی دیر میں مجھے سپاہی نے پیچھے کھینچ لیا کہ بس ٹائم ختم ہو گیا اور میں پیر صاحب کو اشارہ سے سلام کر کے واپس آ گیا۔ تقریباً ایک سال بعد مجھے پھر پیر صاحب کا پیغام ملا کہ ملتان فلاں روڈ (جو ملتان شہر کے بیرونی علاقے میں تھی) پر فلاں کارخانہ کے پاس فلاں شخص کی بھینی (مربعہ میں مکان) میں تمہیں پیر صاحب نے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ میں وہاں پہنچا اور بائیس روپے ان کی خدمت کے لیے ہمراہ لے لیے۔ وہاں پہنچا تو پیر صاحب کی خدمت میں کئی آدمی مودب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے پیر صاحب کو سلام کیا۔ اور گٹے گوڈوں کو ہاتھ لگایا اور بائیس روپے نذرانہ پیش کیا اور عرض کیا، کہ میں غریب آدمی ہوں، اپنی حیثیت سے ذرا زیادہ ہی بمشکل یہ نذرانہ لا سکا ہوں قبول فرمائیں! مگر پیر صاحب بائیس روپے دیکھ کر ناراض ہو گئے، اور فرمایا بس یہی کچھ؟ تجھے پتہ نہیں کہ اس کیس میں میرے ہزاروں روپے خرچ ہو گئے، اس تھوڑی سی رقم سے میرا کیا بنے گا؟ مجھے تو تم سے کم از کم تین سو روپے چاہئیں۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب سونا تقریباً ایک سو روپے تولہ تھا۔ یعنی آج کے نرخ کے مطابق پیر صاحب نے پندرہ ہزار روپے طلب فرمائے، خیر میں تھوڑی دیر تو بیٹھا رہا اور پھر استنجا کرنے کے بہانے اجازت لی اور وہاں سے ایسا ہو گا کہ گھر آ کر ہی اطمینان کا سانس لیا۔ یہ ہے ہمارے پیروں کا حال کہ غریبوں کی کیسے کھال کھینچتے ہیں۔ یہ مسند رہنمائی ہے یا خنجر قصائی؟

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

اسماعیل کی آپ بیتی

غلط عاملین کے بعد اب چند واقعات صحیح عاملین کے ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۹۷۰ء کی بات ہے چند اشخاص مرد عورت قوم اوڈ لاہور سے آئے کہ فریق مخالف نے ہم پر جادو کر دیا ہے جس سے ہمارے درمیان آپس میں لڑائی جھگڑا، کاروبار ٹھپ ہو گیا ہے۔ بندہ نے کہا یہ تو آپ نے دوسرے فریق کے کرتوت بیان کیے ہیں، ذرا اپنا حال بھی بتایئے کیا نماز پنجگانہ پڑھتے ہو اور سرمایہ کی زکوٰۃ نکالتے ہو؟ تو وہ چپ کر گئے۔ اس پر بندہ نے کہا کہ ہمارا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو حتی المقدور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے احکام پر عمل کر کے درست کر لیں، پھر اس کے بعد کسی دوسرے معاملہ کو لیں، ہمارا حال تو بنی اسرائیل کا سا ہے کہ جب کوئی عذاب الٰہی ان پر ان کے شکار حق کی وجہ سے امساک باراں، جوئیں یا ٹڈی دل کی صورت میں نازل ہوتا تو وہ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی ''نحوست'' قرار دیتے، کہ انھوں نے اپنے نئے دین کا پھڈا ڈالا ہے تبھی یہ حالات پیش آئے، ورنہ اس سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا، اور اگر اللہ تعالیٰ کوئی آسانی اور خوشی انھیں دیتا تو کہتے ہم تو اسی لائق تھے **واذا جاء لهم الحسنة قالوا لنا هذه وان تصبهم سية يطيروا بموسى و من معه** (سورہ اعراف آیت ۱۳) دوسری طرف ایک اور شخص اسمٰعیل نامی قریبی چک کا بیٹھا ہوا تھا جو اگرچہ انھیں کی برادری کا (اوڈ) تھا، مگر ان سے واقفیت نہ تھی، بندہ کی بات سن کر بولا، بھائیو بہنو، یہ جو نماز والی بات آپ نے سنی ہے، بس اس پر پکے ہو جاؤ، پھر دیکھنا تمہارے سب کام اللہ تعالیٰ خود ہی ٹھیک کرتے ہیں۔ میں یہ کوئی ہوائی بات نہیں کر رہا بلکہ خود میرے ساتھ یہ بات بیتی ہے، اس لیے میں تمھیں بھی اس کی بڑی تاکید کرتا ہوں۔ پھر اس نے اپنا بڑا ہی ایمان افروز واقعہ سنایا، اسی کی زبانی سنئے! جب ہم مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے پاکستان میں آ گئے تو یہاں قریبی چک میں ہمیں بھی اکثر دوسرے مہاجرین کی طرح ایک ایکڑ فی کس زرعی اراضی الاٹ کر دی گئی، دوسرے کاشتکاروں کی طرح میں نے بھی فصل کاشت کی، مگر عجیب بات یہ ہوئی کہ میرے چاروں طرف ملحقہ کھیتوں میں دوسروں کی اچھی بھلی فصل ہوتی، مگر میری فصل زمین سے ایک دو بالشت اوپر ابھرتی اور جل جاتی یا سوکھ جاتی یا کہیں تھوڑی سی اگتی کہیں اگتی ہی نہیں تھی، کئی فصلیں اسی طرح برباد ہو گئیں، تب میں بڑا حیران اور پریشان ہوا کہ یہ کیا بات ہے، کہ میرے کھیتوں کے پڑوسی بھی اسی دوکان سے بیج لا کر فصل بوتے ہیں، جس سے میں بھی

لاتا ہوں، یعنی ایک ہی بیج سب بوتے ہیں اور ایک ہی کھالے کا پانی اسے سارے لوگ لگاتے ہیں اور زمین بھی سب کی ساتھ ساتھ اور ایک ہی قسم کی یعنی اچھی قسم کی ہے، مگر صرف میرے ساتھ ہی یہ نقصان کا معاملہ کیوں پیش آتا ہے؟ (جہاں کسی کو کسی سے اعتقاد ہوتا ہے وہ اپنی مشکل کے حل کے لیے اسی سے رجوع کرتا ہے غالباً اسے بھی یہی مروجہ وہم لاحق ہوا ہوگا کہ کسی مخالف نے میری فصل ''باندھ'' دی ہے اور میری فصل وہ خود ''کھینچ کر'' اپنی فصل میں شامل کر لیتا ہے) بہرحال میں ایک بزرگ (امیر المجاہدین) صوفی عبداللہ (اوڈانوالہ) ماموں کانجن کی خدمت میں حاضر ہوا (غالباً مسلک اور اوڈ کا لفظ وجہ مشترک تھی) اور اپنا سارا قصہ سنایا۔ انھوں نے مجھ سے دوسرے ''عاملین'' کی طرح یہ نہیں پوچھا کہ کیا کسی سے تمہارا کوئی لڑائی جھگڑا ہے؟ بلکہ صرف یہ پوچھا کہ تم نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ''کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی'' فرمایا ''نہ بیٹا! یہ بات نہیں، پوری پانچوں نمازیں روزانہ پڑھو یہ تو اللہ کی مرضی کی نماز ہوئی اور اگر اس سے کم پڑھیں تو وہ اپنی مرضی کی نماز ہوگی اللہ کی نماز نہیں ہوگی! اس کے بعد فرمایا ''بس اسی طرح واپس چلے جاؤ اور آج سے گن گن کر پوری پانچ نمازیں روزانہ چالیس دن پڑھو اس کے بعد پھر میرے پاس آنا'' (یعنی مجھے کوئی تعویذ دم درود وغیرہ نہیں کیا) چنانچہ میں واپس آ گیا اور پورے چالیس دن پوری نمازیں پڑھیں، پھر دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور بتایا کہ میں اکتالیس بتالیس دن پہلے ملتان سے حاضر ہوا تھا اور یہ میرا مسئلہ تھا، جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ چالیس دن نمازیں پڑھ کر دوبارہ آنا لہٰذا میں دوبارہ آیا ہوں، اور آ کر آپ فرمائیں تو میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ میں نے چالیس دن پوری نمازیں پڑھی ہیں اور ایک نماز بھی قضا نہیں کی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا ''کیا اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتے ہو کہ چالیس دن پوری نمازیں پڑھی ہیں۔'' میں نے عرض کیا ''جی ہاں'' (چونکہ ان کے گھٹنوں میں عموماً درد رہتا تھا، لہٰذا وہ اکثر پالتی مار کر بیٹھا کرتے تھے) میرا جواب سن کر وہ دوزانو (التحیات، قعدہ کی شکل میں) ہو کر قبلہ رخ ہوئے اور اوپر کو چہرہ مبارک اٹھا کر بڑی ہی سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ''اے میرے اللہ! (پھر میری طرف اشارہ کر کے فرمایا) اس بندے نے تیری بات مان لی اس لیے اب تو اس کی بات مان لے'' (تو اور اس پر زور دے کر) اور مجھے فرمایا ''بس بیٹا جا چلا جا'' چنانچہ میں واپس آ گیا۔ اور اب آپ اگر چاہیں تو میرے ساتھ جا کر خود دیکھ لیں کہ ''الحمد للہ! میرا کماد اردگرد کے سب کمادوں سے اونچا ہے'' یعنی جب میں صحیح نہیں تھا تو میرے حالات بھی صحیح نہیں تھے اللہ تعالیٰ نے (تھوڑی سی تکلیف بھیج کر) مجھے سیدھے راستے پر لگا دیا، میں صحیح ہو گیا تو میرے حالات بھی صحیح ہو گئے۔ (اللہ تعالیٰ کا مزید کرم یہ ہوا کہ صحیح کتاب و سنت کے عامل و حامل بزرگ کے پاس بھیج دیا، ورنہ دین و ایمان کے مروجہ ڈاکوؤں کے ہتھے چڑھ جاتا تو سب کچھ صفاچٹ ہو جاتا! ''علماحق'' اپنے پاس آنے والے غرض مند اور معتقدین اشخاص کی زندگی کی گاڑی کو ''عملیات'' سے ''اعمال'' کی صحیح پٹڑی پر چڑھا دیتے ہیں وللہ الحمد۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

صوفی عبداللہ صاحب کا صبر و استقامت

صوفی عبداللہ صاحب ماموں کانجن والے اپنے وقت میں سید احمد شہیدؒ کی باقیات تحریک کے امیر تھے جس کا مرکز چمرقند (یاغستان) تھا' بڑے عرصہ روپوش رہ کر زیرِ زمین بھی کام کرتے رہے' تحریک کی مالی امداد تقریباً کلی طور پر انہی کے ذریعہ ہوتی تھی' بڑے ہی نڈر اور جفاکش مجاہد تھے' انگریز ان سے بہت خائف اور ان کا پکا دشمن تھا' اس کا خیال تھا کہ اگر ایسے خطرناک شخص کی نسل چل نکلی تو ہمیں انڈیا سے ضرور بستر گول کرنا پڑے گا۔ راقم نے ان کے خلیفہ محترم الحاج مولانا عاشق محمد صاحب بڈھی مالوی سے حرم شریف میں صوفی صاحب کے صبر و استقامت کا حیرت انگیز واقعہ سنا جو انھوں نے خود صوفی عبداللہ صاحب موصوف سے سنا تھا' صوفی صاحب کی زبانی یہ (مفہوم) انگریزوں نے (غالباً) دھوکے سے مجھے گرفتار کرایا اور مجھ پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی' وہ مجھ سے ہندوستان میں مجاہدین کے پتے' رابطے' ٹھکانے اور انھیں مالی امداد فراہم کرنے والوں کے نام و کوائف پوچھتے تھے' وہ مارتے مارتے تھک جاتے' پھر ان کی جگہ تازہ دم آدمی آ جاتے اور وہ بھی مارتے مارتے عاجز آ جاتے' مگر بحمداللہ میرے منہ سے ایک لفظ بھی ان کے حسب مطالب نہ نکلتا' اور یہ سب کچھ پولیس کا بڑا انگریز افسر اپنی نگرانی میں کراتا۔ ایک دن ایک مسلمان لوہار خوشامدی تھانیدار نے چاپلوسی سے کہا ''حضور! اسے میرے سپرد کر دیں' یہ تو محض ایک انسان ہے اگر ہاتھی ہو تو وہ بھی چیخ نہ پڑے تو میرا نام بدل دینا' چنانچہ مجھے اس ''قصائی'' کے حوالے کر دیا گیا' اور اس نے اپنی لوہاری صفت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ''آہرن'' منگوایا (وہ لوہے کا بھاری چوکور ٹکڑا جس کو زمین میں گاڑ کر لوہے کے کسی دوسرے ٹکڑے کو آگ میں سرخ کر کے اس ''آہرن'' پر رکھ کر بڑے ہتھوڑے سے رسیوں سے مسلسل کوٹتے ہیں) اور پھر مجھے باندھ کر اس آہرن کے اوپر رکھ کر میرے [illegible] ہتھوڑے سے چل دیے گئے۔ (شاید انگریز نے یہ سوچا ہو گا کہ اس طرح ایک تیر سے دو شکار ہوتے ہیں۔ راز اگلوانا اور اس کی نسل کشی) بہرحال ان کے دوسرے حربوں کی طرح یہ حربہ بھی ناکام ہو گیا' اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا صبر عطا فرمایا کہ ان کا مطلوبہ ایک لفظ بھی میرے منہ سے نہ نکلا اور وہ ذلیل و نامراد اپنا سا منہ لے کر رہ گئے' مولانا عاشق محمد صاحب فرمانے لگے کہ یہ سن کر مجھے انتہائی حیرت ہوئی کہ ایسا عظیم الشان صبر اور بے مثل قوت برداشت کا تو ہم لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسی خیال سے میں نے عرض کیا' کہ حضرت! یہ سب کیسے ممکن ہوا اور

آپ نے کیسے اسے برداشت کیا؟ تو فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں یہ تاثیر رکھی ہے'' مولانا فرماتے ہیں یہ سن کر میرے دل نے بے اختیار کہا کہ ''ہاں انہی لوگوں کی قرات فاتحہ صحیح معنوں میں قرات فاتحہ ہے ہمارے جیسوں کی قرات فاتحہ کی کیا حقیقت؟'' ان ہی بزرگ صوفی عبداللہ صاحب ماموں کانجن والوں کا ایک اور واقعہ انشاء اللہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

گم شدہ نوٹ

یہ بھی اس صدی کے ساتویں عشرہ کا واقعہ ہے' محلّہ کی مسجد میں دن کی کسی نماز کی جماعت کے بعد' ایک منحنی سا شخص' میلے کچیلے سے کپڑے' ان پڑھ سا کھڑا ہوا اور نمازیوں سے بڑے ہی مودب طریقے سے مختصر سا اپنی امداد کا سوال کیا۔ لوگوں نے حسب توفیق اس کی خدمت کی۔ بندہ اس کو گھر لایا' چائے پلائی اور کچھ خدمت نقدی سے بھی کی۔ سستا زمانہ تھا دو تین روپے بھی آج کے بیس تیس سے زیادہ قیمت رکھتے تھے۔ اس نے اندازہ کر کے کہ مد زکوۃ سے امداد کی ہے' ایک بڑا ہی عجیب واقعہ سنایا کہ قیام پاکستان سے پہلے ضلع جالندھر کی کسی تحصیل میں چوہدری غلام محمد صاحب ضلعدار نہر تھے جو روزانہ شہر کے بنگلہ نہر میں ڈیوٹی پر آتے اور شام کو اپنی سائیکل پر واپس اپنے گھر جو دیہات میں تھا چلے جاتے۔ ساتھ چپڑاسی بھی اپنی سائیکل پر ہوتا۔ اس زمانہ میں سائیکل ہی بڑی اہم سواری سمجھی جاتی تھی۔ موٹر سائیکل تو کہیں خال خال ہی نظر آتے مہینہ پورا ہوا' اور چوہدری صاحب کو پچاس روپے تنخواہ ملی۔ یہ رقم اس زمانہ بھی خاصی بڑی رقم تصور کی جاتی تھی' خیر انھوں نے پچاس روپے کا نوٹ اپنی بیرونی جیب میں ڈال لیا اور (شام کو) واپس گھر چلے۔ انھیں سگریٹ پینے کی عادت تھی' لہٰذا انھوں نے سگریٹ سلگائی اور ایک ہاتھ سائیکل کے ہینڈل پر اور ایک ہاتھ میں سگریٹ پیتے اور چلتے رہے' جب سگریٹ ختم ہوگئی تو ڈبیہ نکالی' کہ دوسرا سگریٹ سلگاؤں' مگر دیکھا کہ جیب خالی ہے اور پیچھے جہاں سوار ہوتے وقت جیب سے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی تھی اس ڈبیہ کے ساتھ ہی نوٹ نکل کر باہر گر گیا' ان کی ادھر نگاہ ہی نہ گئی اور سائیکل پر سوار ہوگئے اور چلتے رہے۔ اب پتہ چلا کہ نوٹ تو وہیں گم ہوگیا' خیر اتر کر چوہدری صاحب تو وہیں کھڑے ہو کر سگریٹ پینے لگے اور چپڑاسی کو حکم دیا کہ فلاں جگہ (کوئی نشانی) بتائی میں نے یہ ڈبیہ نکالی تھی' وہاں اس کے ساتھ ہی نوٹ باہر آ کر نکل کر گر گیا' تم اسے وہاں سے اٹھا لاؤ! چپڑاسی کہنے لگا' جناب ہم جنگل میں تو نہیں سفر کر رہے' چلتا ہوا بارونق راستہ ہے' کتنے لوگ ہمارے پیچھے آنے والے اور کتنے لوگ ہمارے آگے سے پیچھے جانے والے وہاں سے گزر چکے ہیں' اور وہ دونی چونی تو تھی نہیں کہ گر کر راستے کی کچی مٹی میں دب کر غائب ہو جاتی' وہ تو پچاس روپے کا اتنا بڑا نوٹ تھا' جس کو نظر آیا ہوگا اس نے اسے فورا ہی اٹھا لیا ہوگا اور اس کی تو عید ہوئی ہوگی۔ اس پر چوہدری صاحب نے ذرا خفگی کے ساتھ اسے کہا '' زیادہ باتیں نہ بنا اور جس طرح تمھیں کہا ہے اسی

طرح کر۔" خیر وہ چپڑاسی مجبور سا ہو کر واپس چلا اور سوچتا گیا کہ چوہدری صاحب تو بھولے بادشاہ ہیں' نوٹ کیا وہاں دھرا رکھا ہے۔ مگر تعمیل حکم تو کرنا تھی لہذا اندازا جو جگہ بتائی گئی تھی وہیں بے دلی کے ساتھ دو چار چکر لگائے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عین راستے کے کنارے جو کچی مٹی کے روڑے سے دونوں طرف پڑے ہوئے تھے ایک سائیڈ پر نوٹ ایک ڈھیلے کے ساتھ لگا ہوا پڑا ہے۔ اس نے نوٹ اٹھا لیا اور سوچا کہ چوہدری صاحب شاید مجھ پر اپنے ''توکل'' کا رعب ڈالنا چاہتے ہیں' کہ میں اللہ پر اتنا پکا توکل رکھتا ہوں' کہ وہ میری چیز ہرگز ضائع نہیں کرے گا' اچھا' آج ان کا یہ توکل بھی اس طرح ٹیسٹ کرتے ہیں' کہ تھوڑی دیر تک ان کو میں بتاؤں گا نہیں کہ نوٹ مل گیا' بلکہ کہوں گا کہ نوٹ تو ملا نہیں! پھر جب وہ لازما گھبرائیں گے کہ ایک مہینے کی تنخواہ تو گئی اب گھر کا خرچہ کیسے پورا ہوگا؟ تب میں ان کی گھبراہٹ کو خلاف توکل قرار دے کر نوٹ ان کو دے دوں گا اور کہوں گا چوہدری صاحب! زیادہ شیخی نہ بگھارا کریں تو مناسب ہے۔ یہ سوچ کر اس نے نوٹ جیب میں اچھی طرح ٹھونس کر نیچے کر لیا کہ نظر نہ آئے پھر جب یہ چپڑاسی چوہدری صاحب کے قریب پہنچا تو انھوں نے پوچھا ''کیا نوٹ مل گیا؟'' اس نے کہا ''نہیں'' اس پر تب چوہدری صاحب ذرا بھی نہیں گھبرائے اور بڑے اطمینان سے کہا ''اچھا اگر نوٹ تمھیں نہیں ملا تو جس کسی کو بھی وہ نوٹ ملا ہوگا وہ اس کو لے کر ہمارے پاس پہنچ جائے گا' اچھا اب چلو''! یہ کہ کر وہ سائیکل پر سوار ہونے لگے تو میں دل میں بہت شرمندہ ہوا کہ تیرا خیال تو بالکل غلط نکلا' اس لیے میں نے چوہدری صاحب سے کہا ''چوہدری صاحب! ذرا ٹھہریے! یہ لیں اپنا نوٹ' میں تو مذاق کر رہا تھا کہ مٹھائی کا وعدہ کروا کر نوٹ دوں گا مجھے معاف کر دیں' اور ذرا مجھے یہ بتا کر میری حیرانی کو دور فرمائیں کہ یہ نوٹ اتنے آنے جانے والوں میں سے کسی کو کیوں نظر نہیں آیا؟ چند باراتی' مرد' عورت' بچے تو میرے سامنے مجھ سے چند قدم آگے ہی بالکل اس نوٹ کے پاس سے گزرے ہیں۔ انھوں نے بھی اسے نہیں دیکھا' دوسرے یہ کہ آپ نے مجھے یہ نہیں کہا کہ تلاش کرو شاید نوٹ مل جائے' بلکہ یہ فرمایا کہ ''جاؤ! جا کر نوٹ اٹھا لاؤ'' یعنی ایسے یقین کے ساتھ کہا جیسے کسی شخص کو آپ نوٹ اس کے ہاتھ میں پکڑا کر آئے ہوں' کہ پندرہ بیس منٹ تم اس نوٹ کو ہاتھ میں پکڑے بیٹھے رہنا' پھر ہم واپس آ کر خود تمھارے ہاتھ سے اپنے ہاتھ میں لے کر وصول کر لیں گے۔'' اس پر جو ارشاد چوہدری صاحب نے فرمایا وہ بڑا ہی حقیقت پر مبنی اور ایمان افروز ہے۔ الفاظ تو شاید ان کے نہ ہوں' مفہوم ان ہی کی کلام کا یہ ہے کہ ''عزیزم! یہ کون سی ایسی بات ہے جو سمجھ میں نہ آئے' دیکھ! اصل بات یہ ہے کہ بندے کا وجود ناپاک ہے' یہ تب پاک ہوتا ہے کہ جب اس سے نماز' روزہ اور دوسرے جسمانی اعمال شریعت ادا کیے جائیں' اسی طرح بندے کا مال بھی ناپاک ہے یہ بھی اسی طرح پاک ہوتا ہے کہ جب اس میں سے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زکوٰۃ عشر او فطرانہ قربانی اور صدقات وغیرہ ادا کیے جائیں' اور تمھیں پتہ ہے کہ زکوٰۃ کا حساب سو روپے میں سے اڑھائی روپے ہے' اور وہ بھی جبکہ ایک سال وہ رقم موجود رہے اور خرچ نہ ہو اور دوسری رقم کے ساتھ مل کر پھر اس میں سے اسی حساب سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے' اب مجھے پچاس روپے تنخواہ ملی اگر یہ رقم ایک سال تک باقی رہتی تو زکوٰۃ دی جاتی ورنہ نہیں۔ میرا معمول ہے کہ میں سال بھر کا انتظار نہیں

کرتا کہ اتنا لمبا عرصہ پتہ نہیں کس کو زندہ رہنا ہے اور کس کو نہیں' لہٰذا میں نے ان پچاس روپوں کی زکوٰۃ سوا روپیہ اسی وقت ایک (مستحق) فقیر کو دے دی تھی۔ اب صورت حال یہ بن گئی کہ ایک تو سرکار عالی کی تعمیل حکم باتعجیل ہوگئی' دوسرے یہ کہ مال پاک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات پاک اور طیب اور ہر عیب سے مبرا ہے' اور وہ عمل بھی وہی قبول فرماتے ہیں جو پاک اور خالص ہو۔ نہ صرف قبول فرماتے ہیں' بلکہ اس عمل اور اس کی جزاء میں مسلسل اضافہ بھی فرماتے رہتے ہیں۔ حدیث پاک کے مضمون کے مطابق ''خلوص سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا ہوا ایک چھوہارہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بے مثال مٹھی میں لے لیتے ہیں اور پھر اس کی اس طرح پرورش فرماتے ہیں' جس طرح تم اپنے (گھوڑے کے) بچھیرے کی پرورش کرتے ہو حتیٰ کہ وہ ایک چھوہارہ بڑھتے بڑھتے احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے' اللہ اکبر! اب دیکھو کہ ایک ملازم سرکار' سرکار کے مقرر کردہ وقت سے زائد عرصہ سرکار کا کام بلا معاوضہ کرتا ہے' تو سرکار اس سے خاص طور پر کتنا خوش ہوتے ہوں گے۔ اسی طرح الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دے رکھی ہے کہ میں جانی اور مالی اور دوسرے احکام شریعت کی پابندی بفضلہٖ تعالیٰ کرتا رہتا ہوں۔ اب مذکورہ بالا اصول کی بنا پر میرا مذکورہ نوٹ بھی اللہ تعالیٰ کی پاک بے مثال مٹھی میں آ چکا تھا۔ اب تم خود ہی سوچ لو کہ جو چیز اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی مٹھی میں آ جائے' اس میں کوئی اور ذرہ بھر تصرف کا خیال بھی لا سکتا ہے؟ وللہ الحمد وسبحانہ تعالیٰ

تحقیق:۔ مصیبت تو مومن' مشرک اور منافق سب پر آ جاتی ہے' مگر مومن کا طرز عمل ان دونوں سے مختلف ہوتا ہے' مذکورہ واقعہ میں دیکھئے' ایک مومن کا کردار' حلال کی تنخواہ' شریعت کی پابندی اور اللہ تعالیٰ پر توکل' تو اس کا نتیجہ بھی دنیا اور آخرت میں نفع ہی نفع' بخلاف اس کے عوامی مروجہ ''حل المشکلات'' پر ایک نظر پھر ڈال لیں' اگر چوہدری صاحب خدانخواستہ بے دین اور محض اسمی و رسمی مسلمان ہوتے' تو اول تو رقم رشوت کے ساتھ مخلوط ہوتی اور پھر اس کے اثرات آگے ہی آگے دوسرے اعمال بد کی طرف دھکیلتے رہتے اور پھر وہ '' کاہنوں اور چوری کا پتہ دینے والوں نجومیوں اور عاملوں وغیرہ کے پاس جا پھنستے' نتیجتہً مال' جان' ایمان سب کا نقصان برداشت کرنا پڑتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ٥

اے صاحب نظر لوگو! کچھ عبرت حاصل کرو۔

چھ پیسے کا تالا اور چار چور

اللہ تعالیٰ کی شریعت پر صحیح یقین وعمل کی برکات وانوار کا ایک واقعہ' صحبتے با اولیاء میں مرتب کتاب نے ملفوظات حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ میں بیان کیا ہے' جو بڑا عجیب اور ایمان افروز ہے' ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت بعنوان ''آج بھی ہو جو ابراہیمؑ کا ایمان پیدا'' ارشاد فرماتے ہیں' کہ ہمارے مدرسہ مظاہر العلوم کے بانیوں میں سے ایک حافظ فضل حق صاحب تھے' جن کے صاحبزادے حافظ زندہ حسین صاحب تھے' جن کا تکیہ کلام ''اللہ کے فضل سے'' تھا (جو انھوں نے اپنے والد صاحب سے لیا تھا) ایک روز

بعد نماز فجر حافظ زندہ حسین صاحب مولانا (مظہر نانوتویؒ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' حضرت! رات تو اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب ہو گیا تھا' مولانا ہنس پڑے اور پوچھا' حافظ جی! اللہ کے فضل سے اللہ کا غضب کیا ہوا؟ وہ کہنے لگے' حضرت جی! اللہ کے فضل سے رات تین چار چور میرے مکان میں داخل ہو گئے' میں اللہ کے فضل سے ان کو دیکھ کر بیٹھ گیا' اور ان سے پوچھا ارے تم چور ہو؟ وہ کہنے لگے ہاں اللہ کے فضل سے ہم چور ہیں! میں نے کہا سنو! اللہ کے فضل سے سب جانتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے شہر کے رئیسوں میں میرا شمار ہے' اور اللہ کے فضل سے مدرسہ (مذکور) کا خزانہ (بیت المال) بھی میرے پاس ہے' اور اللہ کے فضل سے وہ' بلکہ میرا سارا کچھ اسی کوٹھڑی میں ہے جس کی چھت پر تم بیٹھے ہو (وہ مدرسہ کے خزانچی بھی تھے) اور اللہ کے فضل سے اس کوٹھڑی کے دروازہ پر صرف چھ پیسے کا معمولی سا تالا لگا ہوا ہے' مگر یہ تالا اللہ کے فضل سے تم سے تو کیا تمھارے باپ دادا سے بھی نہیں ٹوٹے گا خواہ اللہ کے فضل سے تم اسے صبح تک ٹھوکتے رہو! اور پھر حضرت جی! میں تو اللہ کے فضل سے اتنی بات کہہ کر سو گیا' اور پھر اللہ کے فضل سے میں جب سحر کے وقت بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ چور اللہ کے فضل سے ابھی تک اسے ٹھوک رہے ہیں' تو میں نے ان سے کہا کہ میں نے مولوی جی (مولانا مظہر نانوتویؒ) سے سنا ہے کہ اللہ کے فضل سے جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ مال اللہ کے فضل سے اللہ کی حفاظت میں ہو جاتا ہے' اور میں نے اللہ کے فضل سے اس مال کی پوری زکوٰۃ دے رکھی ہے بلکہ کچھ زیادہ! اس لیے اللہ کے فضل سے میں نے پہلے ہی تمھیں کہہ دیا تھا' کہ یہ تالا اللہ کے فضل سے تم سے بلکہ تمھارے باپ سے ساری رات میں بھی نہیں کھلے گا' میری یہ بات سن کر اللہ کے فضل سے وہ چور بھاگ گئے' اور اس طرح اللہ کے فضل سے رات کو اللہ کا غضب ہو گیا۔ (مفہوم)

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ ''یہی قرآن و حدیث صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں تھے' اور یہی اب ہمارے زمانہ میں بھی ہیں' مگر فرق صرف یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کا ان پر ایمان تو قلبی اور حقیقی تھا اور ہمارا صرف زبانی'' ! اللہ کا ایک مسکین سا بندہ کہہ رہا تھا کہ ہم میں اور صحابہ کرامؓ میں یہ فرق ہے کہ دین ان کے دل میں اور دنیا ان کی مٹھی میں ہوتی تھی' جب بھی دین کا تقاضا ہوا مٹھی کھول دی (یعنی دنیا چھوڑ دی)۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ دنیا ہمارے دل میں ہے اور دین مٹھی میں' جب بھی دنیا کا تقاضا ہوا ہم نے فوراً مٹھی کھول دی یعنی دین چھوڑ دیا۔ اسی لیے جتنا فرق ان کے اور ہمارے اعمال میں ہے' اتنا ہی فرق ہمارے حالات میں ہے۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

ختنہ کرنے والے جنات

جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے دور کی بات ہے، حضرت مولانا محی الدین لکھوی صاحب دامت برکاتہم تقریباً بیس سال کے وقفہ کے بعد جامعہ محمدیہ اوکازہ کے سلسلہ میں جہانیاں تشریف لائے۔ یہاں ایک نجی مجلس میں جس میں بعض دوسرے علماء حضرات بھی موجود تھے، بندہ نے دوران گفتگو مروجہ سحر اور جنات کے ''ہوئے'' کی شرعی حقیقت اور اس کے صحیح طریق علاج کے متعلق کچھ دریافت کیا۔ عموماً یہ تکالیف عورتوں کو ہوتی ہے اور علامات سے حقیقت معلوم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ اس کا باعث تین چیزیں ہوتی ہیں۔ ۱۔ مرض (ہسٹریا اختناق الرحم وغیرہ) ۲۔ مکر ۳۔ شر جنات! اگر کوئی دیانتدار اور صحیح علم و عقل کا حامل جو طبیب بھی ہو وہ تو ان سہ امور میں فرق کر کے اصل تشخیص کر سکتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں تو بس ایک ہی جامع اصول پر عمل ہوتا ہے ''ڈنڈا ہے پیر بگڑیاں تگڑیاں داں'' اور پھر جو کچھ اس مریضہ کے ساتھ ہوتا ہے وہ ایک دنیا کھلی آنکھوں دیکھتی ہے۔ مگر یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی نتیجہ ڈھاک کے تین پات ہی رہتا ہے۔ اس پر مولانا نے بھی اس طریق علاج کی تنقیص فرمائی، اور فرمایا کہ ان عوارض شریہ اور دیگر سب مشکلات کا حل ''اتباع شریعت'' ہی ہے (مفہوم)۔ مولانا نے اپنی بات کی ہی تھی، کہ ان کے ہمراہ آنے والے ایک نوجوان طالب علم جامعہ محمدیہ نے کہا، مولانا! آپ وہ وطن والا واقعہ تو انھیں سنائیں! مولانا تو خاموش رہے، مگر ہم لوگوں نے باصرار ان کو مجبور کیا، کہ اب تو ہم وہ واقعہ ضرور ہی سنیں گے۔ تو مولانا نے مختصراً اپنے مخصوص انداز (دھیمے لہجہ اور ذرا توقف کے ساتھ) ہمیں یہ واقعہ سنایا آپ بھی سنئے اور اپنا ایمان تازہ فرمائیے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ (مفہوماً)

میں موضع لکھو کے (فیروز پور۔ مشرقی پنجاب) میں قیام پاکستان سے قبل مدرسہ کے طالبعلموں کو سبق پڑھا رہا تھا، کہ چند دیہاتی آدمی پریشان صورت سے آ کر بیٹھ گئے۔ سبق سے فراغت کے بعد میں نے ان سے پوچھا کیا کام ہے؟ تو انھوں نے کہا مولوی جی! ہم تو بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ ہمارا کوئی چارا کرو۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ تو کہنے لگے کہ جنات نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے، جس کی تفصیل یہ بتائی، کہ اول یہ کہ ہماری کئی سو من توڑی (بھوسہ) کو جو باہر کھیتوں میں ذخیرہ کی ہوئی تھی، جنات نے آگ لگا دیں اس کے بعد یہ حرکت شروع کر دی، کہ ہم لوگ مویشیوں کو جو ''کوتاوا'' ڈالتے، وہ اس کو اٹھا کر

پھینک دیتے جبکہ نظر کوئی نہ آتا۔ تیسرے یہ کہ (اس سے تو حد ہی ہوگئی) کہ ہمارا خاندان خاصا بڑا ہے' ہم لوگ علی الصبح حسب معمول باہر کھیتوں میں گئے ہوئے تھے اور ہماری عورتیں گھر میں صفائی کپڑے دھوتے وغیرہ کے کام کر رہی تھیں' دن خاصا چڑھا ہوا تھا اور ہمارے گھر میں دو بچے شیر خوار تھے' ان کی ماؤں نے چارپائی کے بازو کے ساتھ کپڑا باندھ کر جھولا سا بنا کر اس میں علیحدہ علیحدہ دونوں بچوں کو لٹایا ہوا تھا' اور وہ سوئے ہوئے تھے' کہ اچانک دونوں بچوں نے دردناک چیخیں ماریں۔ ان کی مائیں ان کی طرف دوڑیں تو دیکھا کہ جھولے کے کپڑوں میں سے خون رسنے لگا ہے۔ عورتوں نے جلدی سے بچوں کو جھولے سے نکالا اور گود میں اٹھایا اور دیکھا' کہ جنات ان دونوں بچوں کے ختنے کر گئے تھے۔ (پہلے ان کے ختنے نہیں ہوئے تھے) ایک لڑکے کا ختنہ تو صحیح ہوا وہ تو بچ گیا' دوسرے کا ختنہ غلط ہوگیا اور وہ مر گیا! اب مولوی جی! اگر یہ کام کوئی آدمی کرتا تو ہم ان کا ضرور مقابلہ کرتے' مگر ان جنات سے ہم کیا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اس لیے آپ ہی ہمارا یہ مسئلہ حل کریں اور ان کا بندوبست کریں۔ میں نے ان کی صورتوں سے کچھ تو اندازہ لگا لیا تھا' کہ یہ دیندار مسلمان معلوم نہیں ہوتے' تاہم میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نمازیں پڑھا کرتے ہو؟ تو وہ شرمندہ سے ہو گئے اور بولے جی نہیں! پھر پوچھا روزے رکھتے ہو جواب ملا نہیں! پھر پوچھا زکوٰۃ اور عشر نکالتے ہو؟ کہا نہیں! ان کے یہ جوابات سن کر مجھے غصہ سا آ گیا اور میں نے کہا کہ جب تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کا کوئی حکم بھی نہیں مانتے' تو پھر تمہارے ساتھ یہی کچھ ہونا چاہیے' جاؤ بھاگ جاؤ! چنانچہ وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے' اور واپس جا کر معلوم نہیں کس سے اور کیا مشورہ کیا' کہ چند دنوں بعد وہ میرے استاد محترم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب کا فیروز پور سے سفارشی خط (کہ محی الدین! ان کے ساتھ جاؤ اور ان کا کام کر دو) لے آئے اور تاکیداً ان کے مدرسہ کا ایک طالب علم بھی ہمراہ لے آئے۔ اس پر میں نے ان کو کہا کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے' کہ تم ابھی میرے سامنے توبہ کرو اور آئندہ کے لیے نماز' روزہ' عشر اور زکوٰۃ وغیرہ احکام شریعت کی پابندی کا وعدہ کرو' اس کے بعد میں تمہارا کوئی کام کروں گا۔ خیر انھوں نے میرے سامنے توبہ کی اور مذکورہ احکام الٰہی کی پابندی کا عہد کیا۔ تب میں ان سے کہا' کہ استاد محترم نے جو فرمایا ہے' کہ ان کے ساتھ جاؤ' تو یہ کام تو میں فی الحال نہیں کروں گا' کیونکہ میں اپنے ذرائع سے معلوم کرتا رہوں گا کہ تم نے جو توبہ کی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کا وعدہ کیا ہے' اس پر عمل بھی کرتے ہو یا نہیں؟ اور پھر چالیس دن بعد تمہارے اعمال صحیحہ کو دیکھ کر میں وہاں انشاء اللہ آؤں گا' اور وعظ بھی کروں گا' اور رہا استاد محترم کا یہ فرمان' کہ اُن کا کام کر دو' تو اس کی تعمیل میں ابھی کر دیتا ہوں۔ پھر میں نے کاغذ کا ایک پرزہ لیا اور اس پر لکھا کہ ''یہ نوٹس ہے محی الدین ابن محمد علی لکھوی کی طرف سے ان جنات کے نام' جو اس مکان میں شرارتیں کرتے ہیں' کہ ''تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ' اور اگر نہیں جاؤ گے تو تمھیں بڑی سخت سزا دی جائے گی'' اور ان آدمیوں کو کہا کہ (غالباً باوضو) اس کاغذ کو اپنے مکان کے گلی والے دروازے کے باہر کواڑ پر (آٹے وغیرہ سے) لگا دو۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا' اور بحمد اللہ اسی دن سے ان جنات کی ساری شرارتیں ختم ہو گئیں' اور پھر عرصہ مقررہ کے بعد میں اپنی تسلی کر کے کہ وہ

نماز وغیرہ کے پابند ہو گئے ہیں ان کے گاؤں گیا اور وہاں وعظ کیا۔

تحقیق:۔ مولانا محی الدین صاحب موصوف تعویذات وغیرہ کے قائل نہیں (البتہ دم فرما دیتے ہیں) اس لیے کہ لوگ اعمال شریعت کی طرف تو کما حقہ توجہ کرتے نہیں' ان تعویذات پر ہی تکیہ کرنے لگتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے مذکورہ بالا چٹ لکھی تھی۔ ان کے برادر محترم مولانا معین الدین لکھوی ایم این اے غالباً تعویذات وغیرہ دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے جد امجد حضرت حافظ محمد لکھویؒ نے زینت الاسلام میں ایسے اعمال' وظائف اور تعویذات وغیرہ تحریر کیے ہیں اور پابند شریعت صاحب تقویٰ حضرات کو عموماً اس کی اجازت بھی عطا فرمائی ہے...... غالباً حضرت مولانا معین الدین رخصت پر اور حضرت مولانا محی الدین ''عزیمت'' پر عمل فرماتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

قبر کا طمانچہ

ملک نصر اللہ خاں عزیز مرحوم ایک مشہور صحافی، ادیب اور شاعر تھے، بڑے شگفتہ مزاج اور صحیح العقیدہ اور صالح مسلمان تھے، کئی روز ناموں اور ہفت روزہ جرائد کے مدیر رہے، دین کی خاطر تکالیف برداشت کیں، اور جیل بھی گئے، مسلکاً اہلحدیث اور مولانا حکیم محمد عبداللہ کے ہم عمر اور گہرے دوست تھے، ان کی آپ بیتی سنئے (الفاظ بندہ کے مفہوم ان کا)

ضلع گوجرانوالہ کے ایک موضع میں میرے نانا جی ہمہ وقت مسجد میں ہی رہتے تھے، نماز پنجگانہ کی امامت، درس، نکاح، جنازہ اور بچوں کو دو وقت تعلیم دینا ان کی مصروفیات تھیں۔ چند بڑے طلبا بیرونی علاقہ کے اسی مسجد میں ساتھ رہتے تھے۔ اس زمانہ میں یہ رواج ذرا زیادہ تھا، کہ کسی بھی شادی یا غمی کے وقت لوگ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد والوں کو ضرور یاد رکھا کرتے، اور ان کی دعوت کرتے۔ ایسی ہی ایک دعوت کے موقع پر نانا جی چند ایسے طلباء کے ساتھ کسی قریبی موضع کو جا رہے تھے۔ میں کم عمر بچہ تھا، نہ ان کے برابر چل سکتا تھا اور نہ گود میں اٹھائے جانے کے قابل تھا، لہٰذا ان سے پیچھے رہ جاتا اور کوئی طالب علم رک جاتا، اور مجھے اپنے ساتھ ملا لیتا اور پھر آگے چلتا۔ راستہ میں ایک قبرستان آتا تھا، وہاں سے یہ سب لوگ جا رہے تھے اور میں ان سے پیچھے کچھ فاصلے پر تھا کہ ایک قبر سفیدی تازہ تازہ کی ہوئی، بالکل راستہ کے ساتھ دیکھی اور دل میں خیال آیا، کہ تو اس کے اوپر چڑھ جا! اور میں فوراً اس پر چڑھ گیا۔ ابھی دو چار قدم ہی اس پر چلا تھا، کہ ایک جانب سے میرے منہ پر زوردار تھپڑ پڑا، اور میں اس کی ضرب سے دوسری جانب گر گیا، اور میری چیخ نکل گئی، مگر تھپڑ مارنے والا نظر نہیں آیا۔ میری چیخ سن کر طلبا میں سے جو میرے آگے اور دوسرے طلبا سے پیچھے تھا، اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور مجھے گرا ہوا پایا، تو میرے پاس آ کر اس نے مجھے پکڑ کر اٹھایا اور میرے کپڑوں کی مٹی جھاڑنے لگا۔ ابھی چند لمحے گزرے ہوں گے، کہ میری ناک سے خون جاری ہو گیا، اس پر اس نے گھبرا کر میاں جی کو آواز دی، کہ میاں جی! یہ دیکھنا نصر اللہ کو کیا ہو گیا ہے؟ میاں جی اور سب طلباء واپس آئے تو میاں جی نے میرا حال دیکھ کر خیال کیا، کہ شاید گرمی کی وجہ سے اسے نکسیر پھوٹ پڑی ہے، اس لیے انھوں نے ایک طالب علم کو کہا، کہ اپنا بڑا رومال یا چادر کھالے میں سے بھگو کر جلدی سے لاؤ، اور پھر وہ پانی میرے سر پر نچوڑنا شروع کر دیا، مگر خاصی دیر تک یہی عمل کرنے کے بعد بھی کوئی افاقہ نہ ہوا، بلکہ

ساتھ بخار بھی ہو گیا اور ڈر بھی لگنے لگا' اور میں ڈر سے چیخنے لگا' کہ نانا جی! یہ بلا مجھے کھا رہی ہے۔ تب نانا جی کو خیال ہوا کہ یہ گرمی یا کوئی اور جسمانی بیماری نہیں بلکہ کوئی شیطانی چکر ہے' اس لیے انھوں نے آیات قرآنی پڑھ کر مجھ پر دم کرنا شروع کیا' مگر بجائے افاقہ ہونے کے اضافہ ہی ہوتا گیا' تب نانا جی کو کوئی اور ہی خیال آیا اور مجھ سے پوچھا منے! سچ سچ بتا کیا واقعہ ہوا؟'' میں نے اس ڈر سے' کہ نانا جی مجھے ماریں گے کہ قبر پر کیوں چڑھا تھا جھوٹ نہیں بولا بلکہ بالکل سچ سچ پوری بات بتا دی۔ تھپڑ کا لفظ سن کر انھوں نے میرے چہرے کو غور سے دیکھا اس پر تو انسانی انگلیوں کے ابھرے ہوئے نشانات بالکل واضح نظر آئے۔ اس پر انھوں نے دم کرنا چھوڑا' اور سب طلبا کو حکم دیا' کہ ''اس قبر کے اردگرد بیٹھ جاؤ اور **لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم** پڑھ پڑھ کر اس قبر کو ساتھ ساتھ جوتے بھی مارتے جاؤ'' (یہ عجیب حکم سن کر غالباً وہ طلبا حیران تو بہت ہوئے ہوں گے' مگر تعمیل تو کرنا تھی لہٰذا) سب طلبا نے یہی ''عمل'' شروع کر دیا' اور پھر تھوڑی دیر میں مجھے بحمد اللہ افاقہ شروع ہو گیا' بخار بھی کم ہو گیا اور ناک سے خون آنے میں بھی کمی آ گئی۔ مگر پورا فائدہ نہ ہوا۔ تب نانا جی نے مزید ارشاد فرمایا' کہ ''اب تم اس قبر کے اوپر جوتوں سمیت چڑھ جاؤ' اور اس کو خوب لتاڑو'' سب طلبا نے ایسے ہی کیا اور چند منٹ بعد الحمد للہ میں بالکل تندرست ہو گیا' نہ ہی وہ بخار رہا اور نہ ہی وہ نکسیر۔

عزیز صاحب فرماتے ہیں' کہ نانا جی جہاں عالم بھی تھے وہاں عاقل بھی بہت تھے' تھپڑ پڑنے سے انھوں نے یہ تو اندازہ لگا لیا تھا' کہ یہ شیطانی کارستانی ہے اور اسی لیے انھوں نے آیات قرآنی اور مسنون دعاؤں اور لاحول پر مشتمل دم کیا' مگر جب اس سے بجائے افاقہ کے اضافہ ہوا' تو وہ ابلیس کی پوری سکیم فوراً سمجھ گئے' کہ وہ اس ایک ''تیر'' سے دو شکار کرنا چاہتا ہے' شیطانی تبلیغ کا ارتفاع اور رحمانی تبلیغ کا انقطاع۔ اور وہ یوں کہ نانا جی چونکہ پکے موحد' متبع سنت اور سا کے مبلغ اور قاطع شرک و بدعات تھے' اور ان کے اخلاق حسنہ کی وجہ سے بھی کتاب وسنت کا نور پھیل کر ضلالت کے اندھیرے چھٹ رہے تھے۔ منجملہ پیر پرستی اور قبر پرستی کی تردید شدید سے اہل باطل کے ایوانوں میں ہلچل مچی ہوئی تھی' لہٰذا ابلیسی سکیم کی ابتداء یوں ہوئی' کہ انہی موحد داعی کتاب وسنت کے معصوم نواسے کے دل میں اس نے وسوسہ ڈالا' کہ قبر پر چڑھ جاؤ! اور پھر خود ہی اس نے تھپڑ بھی مارا۔ اور اس کے بعد چونکہ معاملہ تو سارا اسی میاں جی کے پاس ہی آنا تھا' اگر وہ کچے ہوئے تو یہ سن کر۔ کہ قبر کی بے حرمتی ہو گئی'' وہ استغفار'' پڑھیں گے اور اس گناہ کی توبہ و تلافی کی فکر کریں گے۔ تب تو یہ شیطانی سکیم کامیاب ہو جاتی' کہ سارے علاقے میں یہ شہرت ہو جاتی' کہ ''دیکھو! جو وہابی قبر والوں اور اولیاء اللہ کی ''کرنی'' کے منکر تھے' اسی بڑے وہابی کے نواسے نے ''ایک بزرگ'' کی قبر کی بے حرمتی کی' تو اس قبر والے بزرگ نے فوراً اس سے بدلہ لے لیا۔'' اس طرح ان کی توحید وسنت کی دعوت کے اثرات زائل ہو جاتے' اور اس مذکورہ معمولی قبر کی جگہ لوگوں نے ایک عظیم الشان مقبرہ'

روضہ اور دربار شریف بنا دینا تھا' اور پھر اس علاقہ کے لوگوں کو "پرستش" کے لیے ایک نیا "خدا" مہیا ہو جاتا' اور شرک و بدعات کے اندھیرے مزید بڑھ جاتے۔ نانا جی چونکہ صاحب بصیرت عالم اور عامل تھے' انھوں نے سوچا کہ اگرچہ قبر کی بے حرمتی گناہ ہے۔ مگر یہ تو معصوم نابالغ بچہ تھا' جس کو اللہ تعالیٰ کی شریعت تو مورد الزام قرار نہیں دیتی' پھر تو ابلیس ہی رہ جاتا ہے جو ایسی حرکت کر سکتا ہے' لہٰذا انھوں نے اس شیطانی اثرات کو دور کرنے کے لیے دم کیا' مگر جب وہ کارگر نہ ہوا تو انھوں نے اچھی طرح باقی ابلیسی سکیم سمجھ لی' اور اس کا علاج' لوہے کو لوہا کاٹتا ہے' کے اصول پر' اور یہ کہ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے" کے مصداق' بالغ لڑکوں کو قبر پر چڑھا کر کیا' کہ دیکھ! تو جس قبر کی پرستش کی شہرت کرانا چاہتا ہے' اس قبر کی ہم کیسی مٹی پلید کر رہے ہیں اگر کچھ کر سکتا ہے اور ان کی ٹانگ توڑ سکتا ہے' تو توڑ کر دکھائے اور تو بھی ساتھ مل کر زور لگا لے اور ان کی جوتیوں کو پکڑ اور انھیں یہاں سے بھگا دے! مگر ابلیس نانا جی کے یقین و توکل کو دیکھ کر رفو چکر ہو گیا۔ غالباً حدیث مبارک کا مضمون ہے کہ ایک عالم ستر عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے۔

یہاں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ' اگرچہ معصوم کا تو گناہ فرشتے نہیں لکھتے' مگر میاں جی نے بالغ لڑکوں کو کیوں قبر پر چڑھایا؟ ان کے لیے تو یہ کام گناہ تھا! جواب اس کا یہ ہے کہ غالباً متوقع شرک کے اڈے قائم ہو جانے کی نسبت یہ گناہ بہت معمولی تھا۔ کیا کوئی تھوڑا سا فہم دین رکھنے والا شخص قبر پر پاؤں رکھنے اور قبر کو سجدہ کرنے کو یکساں برائی قرار دے سکتا ہے؟ دوسرے یہ کہ اس عمل کی نظیر نص میں موجود ہے' کہ ابتداء اسلام میں مسلمانوں کو اللہ کا یہ حکم نازل ہوا **لا تسیوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم** جس میں مسلمانوں کو کفار کے بتوں کو برا کہنے سے منع کیا گیا ہے' مگر جب مکہ مکرمہ فتح ہو تو خود حضور پاک ﷺ اپنی مبارک چھڑی سے ان بتوں کو گراتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔ **جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوفا ○** (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۷) حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل تو مٹنے والا ہی ہے۔ اسی طرح میاں جی نے ابتداء دم سے اس شر و شریر کا دفعیہ کرنا چاہا مگر وہ سوائے اس "طریقہ عجیبہ" کے جو میاں جی نے اختیار کیا' راہ فرار اختیار کرنے والا نہ تھا۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

داستان سلیم الدین ارائیں

بندہ کے پاس میاں سلیم الدین ارائیں تشریف لائے، تعارف پر معلوم ہوا کہ ان کے آباؤ اجداد سے خاندانی تعلقات ہیں۔ انھوں نے اپنا کوئی معاملہ بیان کیا، جس سے ان کا مروجہ توہمات کا کچھ متاثر سا ہونا مترشح ہوتا تھا۔ لہٰذا بندہ نے ان کو ایمان و یقین کی دعوت دی تو انھوں نے بتایا، الحمد للہ میں ان بدعات، توہمات کا قائل نہیں ہوں، کیونکہ اللہ کریم نے مجھ پر ابتداء میں ہی بڑا ہی احسان یہ فرمایا تھا، کہ میرے چک کے ساتھ والے جس اسکول میں میں تعلیم حاصل کرتا تھا، مجھے جو پٹھان استاد نصیب ہوئے اور ایک حافظ صاحب جن سے میں نے قرآن مجید پڑھا، دونوں نے مجھے سب سے پہلی اور سب سے ضروری بات ہی یہ بتائی کہ دیکھو بیٹا! اگر توحید ہے، تو باقی سارے عمل صحیح، اور انشاء اللہ قبول ہیں۔ اور اگر توحید نہیں تو ساری عمر ٹکریں مارتے رہو گے، ہاتھ پلے کچھ بھی نہیں آئے گا! اس وقت سے میں نے یہ بات مضبوطی سے دل میں جما رکھی ہے۔ اور اس سلسلہ میں مجھے آزمائشیں بھی بہت آئیں۔ **احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون**٥ (سورہ عنکبوت آیت ۲) کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہہ دینے پر چھوڑ دیے جائیں گے، کہ ہم ایمان لائے، اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ میری کھیتی کا نقصان ہوا، ایک دو افراد بھی فوت ہو گئے، بیٹے کا نزدیک سے بہت دور تبادلہ ہو گیا، کئی مویشی بھی مر گئے، اور صرف ایک بھینس دودھ دینے والی باقی رہ گئی تھی، وہ بھی بیمار ہو گئی۔ دوائیوں وغیرہ سے اس کا علاج کیا مگر ذرہ بھر فائدہ نہ ہوا، میرے سب رشتہ دار ''قبوری شریعت'' والے مسلمان تھے، بطور خیر خواہی اور سرزنش مجھے کہتے رہتے، سیدھے راستے پر آ جاؤ، اور فلاں مزار پر جا کر منت مانو، اور ان سے مشکلات حل کرواؤ، ورنہ اسی طرح مسلسل نقصانات اٹھاتے رہو گے! میں جواب دیتا کہ میرا تو کچھ بھی نہیں، سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہے، جب چاہے لے لے، بندہ راضی ہے، اس میں اور کسی کا کیا دخل ہے؟ میرا جواب سن کر وہ کہتے، تجھے کبھی عقل نہ آئے گی، اور تو اسی طرح ''وہابیت'' کے مزے چکھتا رہے گا۔ پھر بھینس کا اخیر یہ حال ہو گیا کہ بس یہ تین چار گھنٹے کی مہمان ہے۔ لیٹی ہوئی، سر ہلانا بھی مشکل، تب میں نے دل ہی دل میں اپنے مولا سے یوں عرض کی ''میرے اللہ! اگر اس سال آپ کی طرف سے اس بندے کے بچوں کے لیے دودھ کا کوٹا نہیں لکھا گیا، تو الحمد للہ! منظور!! ہمارا بھی بغیر دودھ کے گزارا ہو ہی جائے گا، آخر ساری دنیا تو روزانہ دودھ پی کر نہیں سوتی۔

ہزاروں آدمی بغیر دودھ زندگی بسر کرتے ہوں گے، مگر اس جانور پر آپ کا جو ''امر'' دو تین گھنٹے میں نافذ ہونے والا ہے، وہ ''امر'' بندہ ابھی نافذ کر دیتا ہے، کم از کم اس جانور کی اتنی دیر کی تکلیف تو کم ہو جائے گی۔ دل میں یہ کہہ کر میں نے اپنے پڑوسی کو بلا لیا، اور بھینس کی ٹانگوکو رے سے باندھ دیا، اور اپنی دھوتی کا لنگوٹ کس لیا، اور چھری تیز کر کے بھینس کے قریب ہو گیا، تا کہ اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دوں، جونہی میں اس کے قریب ہوا وہ فوراً ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور رمبھانے لگی، جسے سن کر اس کا ''کٹڑو'' بھاگا بھاگا آیا اسے دیکھ کر بھینس ''پسم'' گئی، تھن دودھ سے بھر گئے اور اس کا بچہ چسر چسر دودھ پینے لگا۔ اور پھر تو وہ بھینس الحمد للہ ایسی سیٹ ہوئی کہ بکری جیسی اصیل، تندرست و توانا بنی رہی، نہ صرف یہ کہ بھینس درست ہوئی، بلکہ دوسرے معاملات و حالات بھی اللہ تعالیٰ نے درست فرما دیے۔ غالباً شیطان اپنا آخری داؤ آزما کر ناکام ہو چکا تھا، اور نصرت الٰہی بندہ کے شامل حال ہو چکی تھی۔ فللہ الحمد۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

گوشت کا لوتھڑا

غالباً ۱۹۴۹ء کا واقعہ ہے، مشرقی پنجاب سے ہجرت کے بعد بندہ کا خاندان اور برادرم مولوی محمد عمرؒ کا خاندان جہانیاں بلاک نمبر دو کے ایک مکان میں رہتے تھے، جس میں صرف دو کمرے تھے، ہر خاندان کے لیے ایک کمرہ تھا۔ بندہ کی ایک ہمشیرہ (ز) بھی اسی مکان میں رہتی تھیں۔ ان کے سسرا لمیلسی کے علاقہ میں تھے، اوران کے بچہ ہونے والا تھا، گرمی اور سردی کا بین بین کا موسم تھا، کہ ہمشیرہ بوقت نماز فجر کمرہ سے باہر آئیں، توصحن میں ایک بڑا ٹکڑا تازہ بتازہ گوشت کا دیکھا۔ بڑی حیران ہوئیں، کہ گلی والا دروازہ تو بند تھا، لہٰذا کتا بھی اسے اندر نہیں لا سکتا اور بلی اتنے بڑے اور وزنی گوشت کو لے کر دیواریں نہیں پھاند سکتی، اور پھر یہ کہیں سے کھایا ہوا بھی نہیں ہے، لہٰذا ضرور یہ کسی کی جادوٹونے کی شرارت ہے۔ مگر بحمد للہ والدین اور ماموں جی، نانا جی کی تربیت اور دعاؤں سے اس کا اللہ کریم پر یقین وتوکل ایسا محکم تھا، کہ فوراً ہی دل نے فیصلہ دے دیا، کہ جس نے بھی یہ کارستانی کی ہے وہ انشاء اللہ ناکام ونامراد ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ذرہ بھر نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔ پھر اس نے اس لوتھڑے کو چمٹے سے پکڑا اور بسم اللہ پڑھ کر بلدیہ کے رکھے ہوئے کوڑے کے ڈرم میں باہر گلی میں ڈال دیا۔ دن کو ہماری ضعیف پھوپھی (ن) کو جب یہ سارا قصہ معلوم ہوا تو وہ بیچاری، پرانے زمانے کی سیدھی سادی عورت، بہت گھبرائی، اور کہنے لگی بیٹی! یہ تو نے کیا غضب کیا، کہ خود اسے ہاتھ لگا دیا، تو مجھے کہہ دیتی تو میں اسے اٹھا کر باہر پھینک دیتی تاکہ جو نقصان پہنچنا ہوتا وہ مجھے پہنچ جاتا، اور تو بچی رہتی، اب تو یہ خطرہ پورا موجود ہے کہ کسی دشمن نے یہ سارا کھڑاگ صرف تیرے لیے کھڑا کیا ہے، کہ خدانخواستہ اس طرح تیرے پیٹ والا بچہ زندہ نہ رہے، اور اس دشمن کلموہی کا بچہ بچ جائے۔ اس پر ہمشیرہ نے کہا "پھوپھی! تو ذرہ بھر بھی فکر نہ کر! نہ مجھے انشاء اللہ کچھ (نقصان) ہوگا اور نہ انشاء اللہ تجھے ہوگا۔" اور پھر الحمد للہ کسی کو کچھ بھی نہیں ہوا اور وہی اس کے بطن والا بیٹا اب کئی بیٹے بیٹیوں کا باپ ہے بلکہ الحمد للہ اب تو وہ "نانا جان" بھی بن چکا ہے۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

شربت اور چائے

برادر عزیز و مکرم ڈاکٹر کفایت اللہ سلمانی نے اپنے ایک ڈاکٹر دوست کا دلچسپ واقعہ سنایا۔

ڈاکٹر صاحب (آپ ڈاکٹر عبدالرشید پیہم سمجھ لیں) بڑے قوی الجثہ، ریٹائرڈ فوجی اور صحیح العقیدہ شخص تھے، کسی شہروں کے سرکاری ہسپتالوں میں اپنے فرائض ادا کرتے رہے، انھوں نے خود اپنا واقعہ سنایا، کہ میری شادی ساہیوال کے کسی موضع میں ہوئی تھی، وہاں میں اپنی اہلیہ کو لینے کے لیے پہنچا، کچھ دیر آرام کر کے میں نے اپنی ساس کو کہا ''امی! مجھے جلدی چائے بنا کر دو۔ (چونکہ میں چائے کا عادی تھا) کچھ دیر گزری، تو میں نے دیکھا کہ میری ساس کمرے کے اندر باہر آ جا رہی ہے، خیر میں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی، کہ کھانا وغیرہ تیار کرنا ہوگا، مگر خاصی دیر ہوگئی اور چائے نہ آئی، اتنے میں میری ساس مجھ سے کچھ دور سے ہی کہنے لگی بیٹا! شربت بنا دوں؟ میں نے کہا نہیں امی میں نے تو چائے پینی ہے! اس پر وہ چلی گئی، تھوڑی دیر کے بعد پھر آئی اور کہنے لگی سکنجبین بنا دوں؟ میں نے کہا نہیں! میں نے تو صرف چائے ہی پینی ہے۔ اور ساتھ ہی میں حیران بھی ہوا کہ چائے بنانے میں اتنی دیر کیوں کر رہی ہے؟ میری ساس ادھر ادھر ہوئی، تو میری اہلیہ نے مجھے اشارہ سے بلایا، اور چپکے سے کہا کہ آج ''گیارھویں شریف'' ہے اس وجہ سے گھر کی گائے کا دودھ بالکل استعمال نہیں کریں گے۔ بلکہ جو گاؤں کے ساتھ ہی ''ملنگوں کا ڈیرہ'' ہے، وہاں دودھ ان کو پہنچایا جائے گا اسی لیے امی آپ کی چائے بنانے سے مشکل میں پھنسی ہوئی ہے'' مجھے یہ سن کر بہت غصہ آیا اور کہا امی! ابھی گائے کا دودھ دوہو، اور مجھے چائے بنا کر دو۔ وہ بیچاری تو (اس کفر عظیم کے ارتکاب کے تصور سے ہی) لرز گئی، بولنا چاہتی تھی مگر آواز نہ نکلتی تھی، تب میں نے پھر دوبارہ اسے کہا، امی، یہ کیا فضول حرکت ہے کہ گھر والے مالک تو دودھ کو ترستے رہیں، اور وہ بھنگی چرسی، مسٹنڈے ملنگ اس دودھ پر عیش کریں، جلدی کرو اور دودھ نکالو! تب وہ ہاتھ جوڑ کر بولی بیٹے! مجھ میں تو اتنی ہمت نہیں، اور یہاں قیمتاً دودھ ملتا ہی نہیں، بتاؤ اب میں کیا کر سکتی ہوں؟ اس پر میں نے کہا، اچھا میں خود اس گائے کا دودھ دوہتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں برتن لے کر اس گائے کو دوہنے بیٹھا، تو وہ لاتیں چلانے لگی اور سرخ سرخ آنکھیں نکال کر پھنکارے مارنے لگی۔ تب میں نے اس کے بچھڑے کو اس کے آگے کیا کہ وہ ذرا رام ہو جائے، مگر کیا مجال کہ اس پر ذرا بھی اثر ہو۔ اصل میں شیطان نے اس کو نچانا شروع کر دیا تھا، کہ بچھڑا دودھ پینے کے لیے آگے بڑھتا

اور گائے اس کو لاتیں مارتی، جب کئی بار یہی کچھ ہوا تو مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے باواز بلند اپنی ساس کو کہا امی! اگر آج اس گائے نے دودھ نہ دیا تو خواہ مجھے اسے ذبح کرنا پڑے میں اسے چھوڑوں گا نہیں'' اور پھر میں نے پہلے تو اپنا غصہ بچھڑے پر اتارا، اور اس پندرہ بیس سیر وزنی بچھڑے کو اٹھا کر مکان کی کچی اونچی دیوار کے اوپر سے گلی میں پھینک دیا۔ گلی میں وہ دھماکے سے گرا اور میں نے خیال کیا کہ اس کی گردن نہیں تو ایک آدھ ٹانگ ضرور ٹوٹ گئی ہو گی۔ مگر میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ وہ بچھڑا گلی کے دروازے میں نہایت آرام سے ٹھیک ٹھاک خراماں خراماں چلا آ رہا ہے۔ اس کا رخ اب بھی گائے کی طرف تھا، پھر گائے نے ایک نظر اس کو دیکھا، اور فورا ہی دودھ تھنوں میں بھر کر اسے دودھ پلانے کے لیے تیار ہو گئی، اور بچھڑا آرام سے دودھ پینے لگا اور پھر اسے ہٹا کر میں نے دودھ نکالا اور چائے بنائی گئی۔

تحقیق:۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کوئی دینی مستند مروجہ ٹائپ کے عالم فاضل یا مروجہ معنوں میں عملیات والے ''عامل'' بھی نہ تھے، مگر ان کا پختہ عقیدہ اور یقین و استقلال دیکھ کر شیطان رفو چکر ہو گیا۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

برکت علی گجر

مرحوم برکت علی نہایت سیدھے سادے‘ مفلس مگر مخلص مسلمان تھے‘ صرف قرآن مجید ناظرہ پڑھے ہوئے تھے‘ اور نماز پنجگانہ کے بعد صرف اس کی تلاوت ہی ان کا شغل تھا‘ انھوں نے اپنا واقعہ مجھے سنایا‘ کہ شہر کی ریلوے لائن اور نہر کا پل جہاں کراس کرتے ہیں‘ وہاں چوہدری اللہ رکھا صاحب کا اینٹوں کا بھٹہ ہوا کرتا تھا‘ شیشم کے اونچے گھنے درختوں کے نیچے ایک چھوٹا سا کمرہ سا بنا ہوا تھا جس کے ساتھ ہی چک کا قبرستان بھی تھا‘ (اسی وجہ سے شاید وہاں کوئی چوکیدار نکتا نہیں تھا) ایک بار چوہدری صاحب نے مجھے کہا کہ صوفی! تو رات کو وہاں سو جایا کر! میں نے ہامی بھر لی تو کہا کہ ڈرتا تو نہیں؟ میں نے کہا صرف اللہ سے ڈرنا چاہیے! خیر میں نیرات کو چارپائی اندر سے نکالی اور شیشم کے نیچے بچھا کر نماز سے فراغت کے بعد سونے کے لیے اس پر لیٹ گیا‘ کچھ دیر بعد درخت پر گھڑ بڑ سی ہوئی اور ایک جانور نے اوپر سے چھلانگ لگائی اور مجھ سے کچھ دور گرا اور بھاگ گیا‘ میں نے سوچا بلی ہو گی‘ اور سو گیا۔ دوسری رات پھر درخت سے ایک بلی کی جسامت کے برابر جانور نیچے آیا اور آہستہ سے میرے داہنی جانب چارپائی پر لیٹ گیا‘ میں نے اسے کہنی ماری اور نیچے گرا دیا‘ کچھ دیر بعد وہی ”جانور“ چارپائی پر میری بائیں جانب آ کر لیٹ گیا‘ تو میں نے بائی کہنی مار کر پھر اسے نیچے گرا دیا‘ کچھ دیر بعد پھر وہی جانور میرے پاؤں کی طرف پائنتی پر آ کر لیٹ گیا‘ اور میں نے لات مار کر اسے نیچے گرا دیا۔ اس کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ میں جب تک وہاں رہا نہ وہ کبھی بھی میرے پاس آیا اور نہ کبھی نظر آیا۔

تحقیق:۔ میاں برکت مرحوم بھی محض سیدھے سادے مسلمان تھے‘ اللہ تعالیٰ پر یقین محکم اور غیر اللہ سے بیزاری و بیخوفی کی صفات نے شیطانی سکیم کو ناکام بنا دیا واللہ۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

بہروپیا

بہروپیا۔ ہاں ایک ''متقدس'' بہروپیا، جس نے اپنی ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر رکھی ہے، اور وہ اتنا عیار اور اپنے فن میں اتنا ماہر ہے، کہ بڑے بڑے عقلمندوں کو وہ چکر دینے کی کوشش کرتا ہے اور اکثر کامیاب رہتا ہے، سوائے اس کے جسے اللہ کریم بچانا چاہیں، اس کے جال سے کوئی نہیں بچ سکتا وہ کون ہے؟... مضمون کے اخیر کا انتظار فرمایئے۔

پچھلے صفحات میں امیر المجاہدین صوفی عبداللہ صاحبؒ ماموں کانجن والوں کا ذکر خیر ہوا ہے انہی کا ایک حیرت انگیز بلکہ عبرت انگیز واقعہ سنئے (الفاظ ان کے نہیں مفہوم انہی کا ہے)

اوائل جوانی میں مجھے بزرگوں سے ''فیض'' حاصل کرنے اور معروف عوامی الفاظ میں ان سے ''اللہ اللہ سیکھنے'' کا بہت شوق تھا، اگرچہ میں مسلکاً اہلحدیث تھا، مگر میں نے مذکورہ مقصد کے حصول کے لیے حلقہ ارادت کا دائرہ خاصا وسیع کر رکھا تھا، اور اسی سلسلہ میں میں مشہور ''گدیوں'' اور ''درباروں'' پر بھی جاتا رہا۔ مگر جہاں جاتا، ایسی ظاہر و باہر خلاف شریعت حرکات دیکھتا، کہ دل شکستہ ہو کر دوسری جگہ کا رخ کر لیتا۔ اسی طرح پھرتا پھراتا پنجاب کے ایک مشہور پیر صاحب کی خدمت میں جا پہنچا، جو اگرچہ میرے ہم مسلک تو نہ تھے، مگر وہاں اس حلقہ کی اکثر مروجہ خرافات موجود نہ تھیں، اور پیر صاحب پابندی شریعت کرتے اور کرواتے بھی دیکھے، مثلاً نماز با جماعت کا اہتمام اور نماز کی پہلی صف میں مشرع شکل (داڑھی والے) نمازیوں کو جگہ دینی، اور ان کے مریدین و معتقدین خواہ وہ کتنے ہی بڑے افسر ہوں، اگر وہ اس سنت رسول اکرم ﷺ پر عمل سے محروم ہیں (یعنی داڑھی منڈی ہوئی ہے) تو ان کو پچھلی کسی صف میں جگہ دی جاتی، نیز ان پیر صاحب کے مریدوں کو پیر صاحب کو سجدہ کرنے کی اجازت بھی نہ تھی وغیرہ۔ تب میں نے فیصلہ کیا کہ یہیں ڈیرے ڈال دیے جائیں! (اور اس کے لیے ان کی منظوری اور منظوری سے قبل ''علامات وہابیت در صلوٰۃ کا عارضی التوا ضروری امور تھے) اور پھر میں نے ان سے ''فیض حاصل'' کرنے کی اجازت حاصل کی اور اتنے خصوص اور جذبے کے ساتھ ان کی خدمت کی، کہ بہت جلد پیر صاحب کے دل میں یہ جگہ بنا لی کہ سوائے ایک خصوصی معتمد پرانے خادم کے یا مجھے، اور کسی خادم یا عید کو یہ اجازت نہ تھی، کہ پیر صاحب کے خاص ''حجرہ شریف'' (جو دوسری منزل پر تھا) بغیر اجازت ہر وقت جا سکے۔ اس حجرہ شریف میں حضرت پیر

صاحب آرام یا اور وظائف فرمایا کرتے تھے، بہرحال یہ سلسلہ چلتا رہا، حتیٰ کہ ایک روز میں ان کے حجرہ شریف میں اوپر جانے لگا (غالباً رات کا وقت تھا اور حجرہ کے اندر اور باہر روشنی تھی) حجرہ کا کواڑ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا، میں جونہی دروازے کے قریب ہوا، تو اندر سے مجھے پیر صاحب کی جھلک نظر آئی جو نہایت انہماک اور جذبے کے ساتھ وظیفہ ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ'' ذرا بلند آواز سے ادا کر رہے تھے (چونکہ میں نے ابھی تک ان سے یہ وظیفہ یا ایسا کوئی دوسرا شرکیہ فعل علامیہ سرزد ہوتے نہ دیکھا تھا لہٰذا) مجھے یہ وظیفہ سنتے ہی اتنا صدمہ ہوا کہ میں وہیں سن ہو کر کھڑا رہ گیا، اور میں نے دل میں کہا کہ لے! یہاں بھی کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا والا معاملہ ہی ہوا اب تو یہاں سے کل کوچ کر اور کسی اور جگہ کی راہ لے۔ خیر صبح ہوئی تو پیر صاحب نے مجھے اسی حجرہ شریف میں طلب فرمایا اور فرمایا عبداللہ رات کیا بات ہوئی کہ تو واپس چلا گیا؟ میں نے عرض کی حضرت! آپ کے اس شرکیہ وظیفے نے تو آپ سے میری عقیدت کے سارے محل ہی مسمار کر دیئے، حقیقتہ میں ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے مجھے بجلی کا ''شاک'' لگا ہے، میں نے تو بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور ساری رات بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا۔ حضرت! جہاں توحید کی بجائے شرک ہو رہا ہو وہاں تو اس کی نحوست سے کوئی دوسرا عمل بھی بارگاہ خداوندی میں قبول نہیں ہوتا، خواہ ہم اس کو کتنا ہی روحانیت اور تصوف کے اعلیٰ مدارج قرار دیتے رہیں۔ اس کے جواب میں پیر صاحب نے اس وظیفہ کے جواز کی کوئی تاویلات یا دلائیل بیان نہیں فرمائے بلکہ صرف یہ فرمایا، کہ ''عبداللہ! تجھے پتہ (علم) نہیں، کہ اس وظیفہ کے اثرات کیا ہیں'' اور ''میں کبھی اس کے اثرات تمھیں دکھلاؤں گا'' میں نے دل میں سوچا کہ جو چیز ہے ہی شرک، تو اس کے جو اثرات ہوں گے وہ بھی آلودہ شرک ہی ہوں گے، لہٰذا ان کو دیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ پھر خیال آیا، کہ جہاں اتنا عرصہ تیرا وقت ضائع ہو گیا ہے، وہاں چند دن اور سہی، جہاں ستیاناس، وہاں سوا ستیاناس! ان کے ''اثرات'' بھی دیکھ لے چنانچہ میں بادل ناخواستہ وہاں ٹھہرا رہا۔ چند روز بعد پیر صاحب نے پھر مجھے یاد فرمایا اور فرمایا ''عبداللہ! داتا دربار حاضری دینے جانا ہے تیار ہو جاؤ'' تو میں نے پیر صاحب کا لوٹا اور تھیلا سنبھالا اور ہم لاہور کو روانہ ہوئے۔ راوی کے پل سے کچھ پہلے ہی پیر صاحب نے اشارہ کیا کہ یہیں اترنا ہے۔ چنانچہ میں نے کنڈیکٹر کو کہا اور اس نے ہمیں وہاں اتار دیا، اور ہم سڑک کے کنارے کنارے آگے چلنے لگے، سڑک کے ساتھ ساتھ کھیت تھے اور ابھی دن کی روشنی پوری طرح نہیں پھیلی تھی، پیر صاحب آگے اور میں پیچھے تھا، کہ ایک جگہ پیر صاحب ٹھہر گئے، اور انھوں نے نہایت خاموشی سے اشارہ سے مجھے توجہ دلائی کہ ادھر دیکھو! اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک نہایت وجیہہ وقد آور بزرگ، عربی لباس پہنے نورانی چہرہ اور ایک منقش ٹوپی سر پر، کھالے کی چھوٹی پلی پر تشریف فرما کھڑے ہیں، اور ٹوپی پر خوبصورت الفاظ میں ''علی ہجویری'' لکھا ہوا ہے، عین اسی وقت پیر صاحب نے بڑی مسرت سے، آہستہ سے مجھ سے فرمایا ''عبداللہ! لوگ داتا صاحب کی حاضری ان کے دربار اور قدموں میں جا کر دیتے ہیں، مگر دیکھ!'' اسی وظیفہ'' کی برکت سے داتا صاحب خود بنفس نفیس ہمارے استقبال کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں۔'' پھر پیر صاحب آگے بڑھے، اور ''داتا صاحب'' نے نہایت عجلت سے سبقت فرمائی، اور پیر صاحب کو اپنے سینہ

مبارک سے چمٹا کر کافی لمبا “معانقہ” فرمایا۔ کیسی مبارک اور نورانی فضا تھی' خوشبوؤں کی لپٹیں آ رہی تھیں اور عجیب روحانی کیف و مستی کا سماں تھا۔ ادھر دو “بزرگوں” کا معانقہ شریف طول اور ترقی پذیر ہو رہا تھا' اور ادھر میں اپنے کسی دوسرے ہی خیالات کے مدوجذر میں مبتلا تھا' اور اس ہستی سے جو **نحن اقراب الیه من حیل الورید** کی شان والی ہے' چپکے چپکے یہ عرض کر رہا تھا کہ اے ذوالجلال والاکرام' یہ کیا تماشہ ہے؟ آپ کا یہ فرمان **و من ورانهم برزخ الی یوم یبعثون** بالکل حق! کہ ہر فوت شدہ روز قیامت سے پہلے اس دنیا میں دوبارہ نہیں آئیگا' مگر میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں' کہ حضرت سیدنا علی ہجویریؒ جن کو فوت ہوئے صدیاں گزر چکیں' یہ میرے سامنے موجود ہیں۔ فوراً ہی سرکار عالی سے مجھے اس کا جواب مع طریق کار مرحمت فرما دیا گیا' اور میں بحمد اللہ مطمئن ہو گیا' اور یہ میرا چہار مرحلہ امر (یعنی سوال جواب اور اطمینان اور طریق کار) صرف چند سیکنڈ میں ہی تکمیل پذیر ہو گیا' خیر جب' پیر صاحب معانقے سے فارغ ہوئے' تو انھوں نے مجھے اشارہ کیا' کہ تم بھی داتا صاحب سے معانقہ کرو! چنانچہ میں نے “داتا صاحب” کے سینہ مبارک سے خوب مضبوطی سے اپنا سینہ ملا کر انھیں بھینچ لیا' اور پھر اسی القاء ربانی کے مطابق میں نے اونچی آواز سے **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھا' تب فوراً ہی “داتا صاحب” نے خاصی گھبراہٹ اور طاقت سے اپنے آپ کو مجھ سے چھڑایا' اور گوز مارتے ہوئے ایسی تیزی سے غائب ہوء کہ نام و نشان تک نظر نہ آیا' خود تو غائب ہوئے ہی تھے' مگر طرہ یہ کہ وہ معطر و معتبر فضا' نورانی و متبرک ماحول بھی اپنے ساتھ ہی لے گئے' خوشبوؤں کی بجائے اب وہاں نہایت دل آزار بدبو پھیلی ہوئی تھی' یہ دیکھ کر مجھ پر الحمد للہ سب حقیقت واضح ہو چکی تھی اور الحمد للہ تم الحمد للہ میرے ایمان میں تازگی و اضافہ ہو چکا تھا' مگر اس “الحمد للہ” کے ساتھ ایک “انا للہ” بھی! کہ پیر صاحب یہ سب کچھ دیکھ کر بھی اپنے اس عقیدہ و وظیفہ سے تائب ہونے کے خیال سے بھی محروم رہے کہ کچھ دیر “بھونچکا” سے رہنے کے بعد مجھے فرمانے لگے “عبداللہ! یہ تو نے کیا غضب کیا' کہ داتا صاحب کو ناراض کر دیا' جا تو دفع ہو جا اور آئندہ میرے پاس کبھی نہ آنا” میں نے عرض کیا' حضرت داتا صاحب تو یہی لاحول روزانہ سینکڑوں بار خود پڑھتے ہوں گے' یہ وظیفہ جو ان کو اتنا محبوب تھا' اس سے تو وہ ہرگز ناراض نہیں ہوتے ہوں گے' اور لاحول سے جو ناراض ہوتا اور بھاگتا ہے' اس کا علم آپ کو بھی اچھی طرح ہے' اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ آئندہ میرے پاس کبھی نہ آنا' تو حضرت! آپ کے پاس میں کیا لینے آؤں گا؟ جو کچھ آپ کے پاس تھا اس کا تو پول کھل چکا' **انهم اتخذو اشیاطین اولیاء من دون الله و یحسبون انهم مهتدون** (سورہ اعراف آیت ۳۰) انھوں نے خدا کی بجائے شیاطین کو دوست بنایا ہوا ہے' اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں۔

کیوں جناب! “بہروپئے” کو آپ نے پہچان لیا؟

شاید کچھ احباب صوفی عبداللہ صاحب موصوف کے “وظیفہ” یا شیخ عبدالقادر الخ” سے متعلق نظریہ و عمل کو ضرورت سے زیادہ “سخت اور غلو” قرار دیں' مگر حضرت سیدنا شیخ جیلانیؒ کے متعلق ان کے موجودہ معتقدین جو غلط عقائد و تصورات اپنے اذہان میں پیوست کیے ہوئے ہیں' ان کی حدود و مقدار و اصلیت سے

تو وہ خود ہی واقف ہوں گے، مگر ان لوگوں کے لٹریچر اور مواعیظ میں جو صفات و اختیارات سیدنا جیلانیؒ کے بیان فرمائے گئے ہیں، ان کے علم کے بعد تو صوفی صاحب موصوف کا موقف ضرورت سے کچھ ''نرم'' ہی معلوم ہوتا ہے۔ ایک فوت شدہ لڑکے کو زندہ کرنے کے لیے حضرت جیلانی کا فوری جست فرما کر آسمانوں سے حضرت عزرائیل سے اس دن کی (فوت شدہ لوگوں کی) روحوں کی تھیلی چھین کر الٹ دینا، اور اس سے اس دن کے دنیا کے سارے مردے دوبارہ زندہ ہو جانا، اور پھر عزرائیل کا روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پاس اپنی اس ''توہین'' کا حال بتانا، اور اس کے مداوا کی درخواست کرنا، اور (نعوذ باللہ کفر کفر نباشد) اللہ تعالیٰ کا اس کو چپ کرا دینا اور...... ہندوستان میں راقم الحروف نے بچوں کیلیے لکھی گئی آسان زبان میں ایک چھوٹی سی کتاب جس کا نام یاد نہیں، مگر وہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مختصر سوانعمری پر مشتمل تھی، پڑھی تھی، مصنف تھے مولانا عبدالرحمٰن شوق امرتسری، اس میں ان کی دوسری کرامات کے ساتھ ایک کرامت یہ بھی لکھی تھی، کہ سیدنا جیلانی کی (غالباً افطاری کی) کسی شخص نے آ کر دعوت کی جو حضرت نے منظور فرمائی، وہ چلا گیا تو ایک اور آدمی نے اسی وقت کی دعوت طعام اپنے گھر کی پیشکش کی، آپ نے وہ بھی منظور فرمائی، پھر تیسرا شخص اسی وقت کی دعوت کی منظوری لے گیا، اسی طرح (غالباً) آٹھ دس آدمی ایک ہی وقت کی دعوت افطار اپنے اپنے گھروں میں دے گئے، اور آپ نے سب کی دعوت منظور فرمائی، ایک شخص جو شروع سے ہی وہاں موجود تھا، اس نے عرض کی، حضرت! آپ ان سب لوگوں کی دعوت میں کیسے جائیں گے؟ اس پر آپ نے اسے آنکھیں بند کرنے کا حکم دیا تو اس نے بند کر لیں، پھر فرمایا کھولو! تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں، اور یہ عجیب منظر دیکھا کہ اسی صحن میں ایک بیری کے درخت کے ہر ایک پتے پر آپ علیحدہ علیحدہ جلوہ افروز ہیں، پھر آپ نے فرمایا ''اسی طرح ہم ہر دعوت میں بیک وقت شریک ہوں گے'' اب آپ خود اندازہ فرما لیں، کہ ایسے مومنین اصل خدائی اختیارات تو ایسے بزرگوں کے پاس سمجھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو محض تبرک کے طور پر تسلیم کرتے ہیں وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون٥ (سورہ یوسف آیت ۱۰۶) ان میں سے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں مگر ساتھ شرک بھی کرتے رہتے ہیں۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

وسیلہ اعمال

مغرب کی نماز کے بعد راقم الحروف مسجد سے باہر نکلا، تو ایک نوجوان کو منتظر پایا، تعارف کرایا تو پتہ چلا کہ بے سہارا، مہاجر اور یتیم ہے، اس نے اپنی پریشانی بتائی، کہ میری پیدائش سے قبل ہی میرا والد دوبارہ ہندوستان چلا گیا تھا، پھر چالیس سال ہو گئے پتہ نہیں چلا زندہ بھی ہے یا نہیں؟ میری برادری نے مجھے کوئی سہارا نہیں دیا، اور میں مٹی میں رل مل کر جوان ہو گیا، تو مجھے اپنی شادی کی فکر ہوئی (غریب کو کون پوچھتا ہے؟) خود ہی میں نے تگ ودو کی، اور ایک بیوہ عیسائی عورت جس کی ایک لڑکی بھی تھی، کو مسلمان کیا، اور برادری سے کہا، کہ میں تم سے ایک پیسہ بھی طلب نہیں کرتا، مگر آپ کی مہربانی اور احسان ہوگا، کہ صرف نکاح میں شامل ہو جاؤ! مگر وہ اس پر ناراض ہو گئے، کہ غیروں میں شادی کرتا ہے۔ نہ خود میری شادی کرنی نہ کرنے دینی! بڑی مشکل اور منتوں سے انھیں راضی کیا، پھر بھی کچھ لوگ ہی شامل ہوئے سبھی تو نہ ہوئے۔ اس کے کئی سال بعد اب پھر وہی مسئلہ پیش آ گیا کہ اس عورت کی لڑکی مسلمان نہ ہوئی تھی اور وہ اپنے (عیسائی) ننھیال سے ملتی ملاتی تھی۔ میں نے سوچا کہ اس کو بھی اسی طرح مسلمان کر کے کسی مسلم لڑکے کے نکاح میں دے دیا جائے، تاکہ ننھیال کا مسیحی تعلق ختم ہو۔ مگر اس کے لیے کوئی مسلم لڑکا نہ ملتا تھا، بڑی مشکل سے برادری کا ایک لڑکا تیار کیا، اور برادری کی بھی پہلے کی طرح منتیں کیں، کہ صرف نکاح میں شامل ہو جاؤ، مگر حسب سابق وہ اکڑ گئے، بہزار وقت چند لوگ آمادہ ہوئے، کل کو نکاح ہے، مگر آج (بقایا شرکت نہ کرنے والی برادری نے) سارا کام ہی بگاڑ دیا، کہ جو لوگ شامل ہو رہے تھے ان کو بھی، اور لڑکے کو بھی گمراہ کر دیا، سارے ہی منکر ہو گئے، میرا کچھ کرو! میں نے کہا میں کیا کر سکتا ہوں، کچھ عرصہ باقی ہوتا تو کوئی دعا وظیفہ یا استغفار وغیرہ تو خود کرتا، تو کچھ امید کام بننے کی ہوتی، مگر یہ ہتھیلی پر سرسوں کیسے جم سکتی ہے؟ وہ بیچارا شاید کتنی اور جگہ سے پریشان آیا تھا، مایوس سا ہو کر کھڑا رہا، دفعۃً بندہ کے دل میں خیال آیا اور اس سے کہا کہ اگرچہ صرف آج کی رات ہی میسر ہے، تاہم ایک کام تم خود کر کے دیکھو، شاید اللہ کریم تمہارا کام بنا دیں۔ اور پھر بندہ نے مختصراً بخاری شریف میں مذکور غار میں بند ہو جانے والوں کا واقعہ سنایا، دو آدمیوں کی آپ بیتی تو بندہ کو یاد آ گئی تیسرے کی یاد نہ آئی۔ بہرحال اسی طریقہ پر دعا مانگنے کا بندہ نے اسے کہا، کہ ان لوگوں کی طرح تم بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی پوری یقینی خالص نیکی (جس میں ریا تک کا شائبہ بھی نہ ہو اور تمہارا

دل پر اس پر مطمئن ہو اور اس کے خلوص کی گواہی دے) بطور وسیلہ پیش کرو، اور عرض کرو کہ اے میرے اللہ! اگر میری وہ نیکی، (جو میں نے آپ کے فضل و کرم اور توفیق سے ہی ادا کی) صرف آپ کی رضا کے لیے ہی کی ہے اور وہ آپ کی بارگاہ میں (آپ کے فضل و کرم سے) قبول ہے، تو اس نیکی کے طفیل (صدقہ اور وسیلہ سے) میری یہ مصیبت دور فرما دے، اور میرا کام بنا دے! بندہ کی یہ بات سن کر وہ خاموشی سے چلا گیا، پھر تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا کہ دو آدمی بندہ کے گھر آئے، ایک کی گود میں بچہ تھا، ایک کو تو بندہ نے پہچان لیا، کچھ شکل اور کچھ آواز سے (بندہ کی بصارت کمزور ہے) دوسرے آدمی نے بات کی تو بندہ کو شبہ سا ہوا کہ شاید یہ وہی آدمی ہے، مزید تقویت اس خیال سے ہوئی، کہ اس کا ساتھی اسی کی برادری کا تھا، تب بندہ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو وہی آدمی ہے جس کا بیٹی کے نکاح کا معاملہ گڑبڑ ہو گیا تھا؟ کہنے لگا ہاں! بندہ نے پوچھا کہ اس معاملہ کا کیا بنا؟ کہا میں نے گھر جا کر اسی طرح دعا مانگی، کہ اپنی توبہ کے وسیلہ سے (کہ میں پہلے جوا وغیرہ کئی گناہوں میں مبتلا تھا پھر میں تائب ہو گیا تھا) کہ یا اللہ! اگر میری توبہ صحیح ہے تو اس کے طفیل میرا یہ کام ٹھیک کر دے، اور پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا، کہ صبح کو وہ بگڑے ہوئے سارے افراد خود میرے گھر آ گئے اور کہنے لگے، جلدی کرو! جلدی نکاح پڑھوا کر فارغ ہو جاؤ اور کسی کا انتظار نہ کرو۔'' (اللہ اکبر واللہ الحمد)

تحقیق:۔ اشخاص (فوت شدہ) کے وسیلہ سے دعا مانگنا تو اختلافی ہے، مگر اپنے اعمال حسنہ کے وسیلہ سے بحوالہ واقعہ غار غیر اختلافی ہے۔ زندہ اشخاص کے وسیلہ کی شکل یہ ہے کہ ان سے دعا کرائی جائے، اور فوت شدہ کا وسیلہ پکڑنے کا مسئلہ صرف رواجی ہے، اور جو دلیل اس کے جواز میں دی جاتی ہے صرف ایک نابینا والی روایت ہے جبکہ وہ روایۃ اس لائق نہیں ہے، کہ اسے توحید جیسے راس الاعمال والعقائد امر پر اثر انداز تسلیم کیا جائے، ایک زیادہ یا کم خطرہ والی، اور ایک خطرہ سے بالکل پاک چیز! عاقل ان میں سے کون سی چیز اختیار کرے گا؟ صرف اللہ تعالیٰ سے بغیر کسی وسیلہ کے دعا مانگنے کا تذکرہ اور اس کی تاکید تو اتنی کثرت سے قرآن و حدیث میں آئی ہے کہ بعض اہل اللہ تو اسے مومن کا مقصد حیات ہی قرار دیتے ہیں۔ بدلیل **وما خلقت الجن والانس الالیعبدون** مقصد خلقت عبادت، اور عبادت کا مغز **الدعا مخ العبادہ** کے مطابق دعا، اور دوسری حدیث شریف کے مطابق **الدعاء ھی العبادہ** (دعا ہی عبادت ہے) اور ہمارے لیے قرآنی و نبوی دعائیں ہی دستور حیات ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ سے مانگنے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق جڑا رہتا ہے اور مسنون دعاؤں کی صورت میں نبی اکرم ﷺ سے تعلق بھی جڑا رہتا ہے۔ ان دونوں نعمتوں کے حصول کے بعد اور کیا چاہیے؟ گویا اس طرح مومن کا مقصد حیات پورا ہو رہا ہے۔ نیز قرآنی اور نبوی دعاؤں کی مثال ایسی ہے جیسے حاکم مجاز (مجسٹریٹ) سائل کو بلا کر خود کہے، کہ ''تم اس مضمون کی درخواست لکھ یا لکھوا کر لاؤ'' صرف اتنی بات سے ہی سائل کو اس بات سے بے حد خوشی حاصل ہو گی، اور اسے یقین ہو جائے گا کہ بس میرا کام بن گیا، یہ تو اہمیت ہے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی۔ انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً نبی اکرم ﷺ کے الفاظ اور طریقہ مبارک سے (جس میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام

شامل ہیں) میں سے کسی ایک نبی کی دعا بھی' نص صحیحہ کے مطابق کسی وسیلہ کے ساتھ موجود نہیں' براہ راست صرف اللہ کریم سے ہی مانگنا مذکور ہے (صرف ایک روایت حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی دعا بوسیلہ سید المرسلین ﷺ کے منقول ہے جو روایۃً درایۃً اور صریحاً لائق ترجیح یا تعدیل نہیں' کہ اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتے ہیں **فتلقی ادم من ربه کلمات فتاب علیه** اور دوسری جگہ یہی کلمات **ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین** بیان بھی فرمادیے گئے ہیں' کہ ہم نے آدم کو کچھ کلمات سکھائے' پھر اس کی توبہ قبول کی (وہ کلمات یہ تھے)' اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا' اور اگر آپ ہمیں معاف نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ فرمائیں گے تو ہم یقیناً بڑے نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اور یہ روایت اس کے برعکس کچھ اور ہی بیان کر رہی ہے) اور یہ امر بھی ملحوظ رہے' کہ کیا کسی ضعیف یا موضوع روایت میں بھی یہ تاکید کہیں آئی ہے' کہ ''تم اللہ تعالیٰ سے بغیر وسیلہ اشخاص کے دعا نہ مانگو۔'' اگر وسیلہ اتنا ہی ضروری ہوتا تو جہاں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا ذکر ہے وہیں وسیلہ کی شرط بھی ضرور موجود ہوتی۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ بندہ کے ایک عزیز ایک نوجوان کو لے کر آئے' جو خاصے معزز و متمول خاندان کے فرد تھے' یہ کئی بھائی تھے ان کے والد محترم نے مناسب جانا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگی میں ہی انھیں جائداد تقسیم کر دی جائے' مگر اس سلسلہ میں بڑی رکاوٹ یہ پیش آئی کہ' ایک بیٹا جو ذرا زیادہ ہی غصیلا اور آزاد قسم کا تھا' اپنے حصہ سے زیادہ اور اپنی مرضی کا آئٹم لینا چاہتا تھا' اور اس پر اڑا ہوا تھا۔ والدین' بہنوں' بھائیوں' کسی کی نہ مانتا تھا اور تقریباً مرنے مارنے پر بھی اتر آیا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک پلاٹ کا معاملہ بھی تھا۔ جس کے مطابق اگر وہ بیٹا ان کی بات نہ مانے' تو ان کو لاکھوں کا خسارہ بمطابق ایگریمنٹ اٹھانا پڑتا۔ اور سارے معاملے کی حد الوقت (میعاد) ختم ہونے میں صرف ایک رات ہی باقی تھی' بندہ کو پھر اس سے انقباض ہوا مگر اتفاق سے یہ لوگ بھی پہلے کیس والے کی برادری سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا انھیں بھی 'وسیلہ اعمال' کا نسخہ بتایا اور اضافہ یہ کیا' کہ اپنی امی کو کہنا' کہ وہ تو ضرور ہی یہ عمل کریں کہ وہ بندہ کی والدہ مرحومہ کی دینی بہن ہیں' اور گھر کا کوئی دوسرا فرد یا ان کے والد صاحب بھی کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ سن کر وہ چلے گئے' اور کئی دن بعد دوبارہ کسی اور کام سے آئے' اور اس معاملہ کے متعلق بتلایا' کہ ہم نے اسی طرح ''وسیلہ عمل'' کے ذریعہ دعا کی اور الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا' کہ صبح کو وہ ہمارا ''کوڑو' بھائی خود ہی گھر آیا' اور کہنے لگا کہ اچھا تم جس طرح کہتے ہو میں مان لیتا ہوں' مگر میری یہ شرط ہے (اور بہت ہی معمولی سی شرط پیش کی) اس طرح الحمد للہ وہ ہماری اتنی بڑی مصیبت اللہ تعالیٰ نے دور فرما دی جس کے ازالہ سے ہم سب عاجز تھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

عجز اور فخر

چند سال کا واقعہ ہے کہ جناب حافظ مشہود الحسن (تبدیل شدہ نام) تشریف لائے، مسجد کے باہر منتظر تھے، فرمایا کام ہے! بندہ انھیں گھر لایا، چائے پلائی اور غرض پوچھی، فرمایا، آپ کو معلوم ہے کہ میں دیہاتی سیلانی طبیعت کا مالک ہوں، کچھ عرصہ امامت کرائی پھر دوسری جگہ! میرا معمول ہے کہ میں جہاں جاؤں، خود نماز پڑھاؤں یا کسی کی اقتداء میں نماز پڑھوں، نماز کے بعد کھڑا ہو کر اعلان کرتا ہوں، کہ اگر کوئی شخص آپ میں سے ایسا ہے جس کا یہ خیال ہو، کہ لوگ ٹیکے (انجکشن) لگواتے ہیں، دوا کھاتے ہیں تو اثر اور فائدہ ہوتا ہے، مگر جو لوگ چند لفظ آہستہ پڑھتے اور دم کرتے یا تعویذ دیتے ہیں، یہ سب غلط اور دھوکہ ہے، تو وہ سامنے آئے! اور اگر کسی شخص کا کوئی مسئلہ الجھا ہوا ہے، کسی طرح بھی حل نہیں ہوتا یا کوئی شخص ایسا ہے جو ایسا مریض ہے، کہ ہر قسم کے علاج کروا کر مایوس ہو چکا ہے، تو وہ مجھ سے بات کرے! پھر جو آتا اور میں اسے دیتا یا بتاتا الحمد للہ ہمیشہ فائدہ ہوتا اور کامیابی نصیب ہوتی، مگر اب خود میرے اپنے گھر میں ایک معاملہ ایسا پیش آ گیا (بیٹا نافرمان ہو گیا) کہ میں نے ہر چارا کر ڈالا، اور ہر قسم کے پاپڑ بیلے مگر بالکل بے اثر، پھر میں پریشان ہو کر اپنے مرشد صاحب کے پاس حاضر ہوا اور سارا دکھڑا بیان کیا، اور انھوں نے جو مجھے بتایا وہ بھی میں نے کیا مگر سب کچھ بے فائدہ ثابت ہوا۔ پھر میں ان کے مرشد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا، انھوں نے جو علاج مجھے بتایا وہ بھی کیا، مگر بات وہیں کی وہیں رہی، ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑا، پھر میں کئی اور بزرگوں کے پاس گیا اور جو وظیفہ وغیرہ مجھے انھوں نے بتایا وہ بھی کیا مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات! آج میں یہاں خطیب جامع مولانا (مسلک بریلوی) کی خدمت میں حاضر ہوا، اور انھوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا، اس سے میری تسلی نہیں ہوئی، پھر میں خطیب جامع مولانا (مسک دیوبندی) کے پاس حاضر ہوا اور انھوں نے جو کچھ فرمایا، سچی بات یہ ہے کہ اس پر بھی میری تسلی نہیں ہوئی۔ اب میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ہو گیا؟ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا، اور اب ہوا، تو ایسا سخت معاملہ ہوا، کہ سارے علاج بیکار ثابت ہوئے! بندہ نے عرض کیا ''آپ نے جن دو طبقات سے رجوع کیا ہے، یعنی طبقہ بزرگان اور طبقہ علماء، بندہ ان دونوں میں سے نہیں ہے، البتہ ایک دیہاتی ضرب المثل کے مطابق کے ''اگر مشورے کا وقت نہیں تو دیوار کی طرف منہ کر کے وہ مشورہ طلب بات کہہ دو، شاید اتنی سی دیر میں اللہ تعالیٰ تمھارے اس مطلوبہ مسئلہ کا حل

تمھارے ذہن میں ڈال دیں' بس محض دیوار کی حیثیت سے بندہ عرض کرتا ہے' شاید اللہ کریم آپ کا مسئلہ حل فرمادیں' وہ یہ ہے کہ ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن' جیسے انسان کا جسم اور اس کی روح' یہ پنکھا اور بلب آپ کے سامنے نظر آ رہے ہیں' یہ شکل ان کی ظاہری ہے اور ان کی اصل بجلی ہے' انسان میں روح ہے اور ان چیزوں میں بجلی ہے تو یہ کام کریں گی ورنہ بے کار ہیں۔ اسی طرح آپ جو علاج (بذریعہ دم درود' تعویذ' وظیفہ وغیرہ) کرتے تھے وہ تو اس کام کی ظاہری شکل تھی' اس میں اصل چیز کیا تھی؟ حافظ صاحب تو خاموش رہے' بندہ نے خود عرض کیا کہ ان اعمال میں اصل اور ان کی روح یا جان ''اللہ کریم سے دعا'' تھی کہ اے اللہ کریم! ہم عاجز' بے بس اور خطا کار اس مصیبت کے متحمل نہیں ہیں' لہٰذا اپنی رحمت سے اس کو عافیت کے ساتھ دور فرما دے! پھر اگر سرکار کی مرضی ہو' تو وہ جانور کی بھی مان لیتے ہیں' اور اگر مرضی نہ ہو تو انبیاء علیہم السلام کی بھی نہیں مانتے! اس پر حافظ صاحب فرمانے لگے بس! (الحمدللہ) میری تسلی ہو گئی'' بندہ نے ایک واقعہ از مواعیظ حضرت تھانویؒ (مفہوماً) انھیں سنایا کہ جب سقوط بغداد کے موقع پر تاتاریوں نے لاکھوں انسانوں کو تہ تیغ کر دیا اور کوئی بھی ان کو روکنے والا نہ رہا' اس وقت بغداد کے مضافات کی ایک بستی میں ایک مستجاب الدعوات بزرگ (نام بھول گیا) رہا کرتے تھے' فقیر آدمی تھے' لوگ اپنی مشکلات و امراض کے لیے آتے' اور ان سے دم دعا کرواتے مذکورہ صورتحال میں بستی کے چند دانشور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضرت' بغداد تو ختم ہو گیا' اگر ان ظالم تاتاریوں کا کوئی دستہ لشکر ادھر آ نکلا' تو ہمارا کچھ بھی نہیں بچے گا' آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو ہم سے دور ہی رکھے! انھوں نے فرمایا' اچھا میں بھی دعا کروں گا اور کچھ چارہ تم بھی کرنا' کہ مسجد کی چھت پر ہمہ وقت ایک آدمی نقارہ لے کر موجود رہے۔ اول تو انشاء اللہ تاتاری ادھر کا رخ ہی نہیں کریں گے اور اگر خدانخواستہ وہ ادھر آئے بھی' تو دو تین صد گھوڑوں کی ٹاپوں سے پیدا شدہ گرد کئی میل سے ان کے آنے کی نشاندہی کر دے گی' تب وہ شخص خطرے کا نقارہ بجا دے اور پھر تم کہیں محفوظ مقامات پر چھپ جانا' اور میں بھی اس وقت دعا کروں گا۔ پھر تین چار دن بعد تاتاریوں کے آنے کے خطرہ کا نقارہ بجا' لوگ چھپ گئے اور اس بزرگ ولی اللہ نے نقارہ سن کر اپنے سامنے پڑا ہوا خالی پیالہ بسم اللہ پڑھ کر اوندھا کر دیا۔ امر الٰہی سے بستی حملہ آوروں کی نگاہوں سے غائب ہو گئی' اور وہ ٹھہر کر ادھر دیکھنے' اور آپس میں بحث و تمحیص کرنے لگے' کہ آگے' کہاں جا رہے ہو؟ وہاں تو صرف ریت کے ٹیلے ہی نظر آ رہے ہیں' کچھ ان میں سے اصرار کرتے رہے کہ آگے بستی تھی' مکانات' مسجد اور درخت تھے لہٰذا ضرور جانا چاہیے۔ آخر واپسی کا فیصلہ ہوا اور وہ واپس ہو گئے۔ نقارے والے نے کافی دیر حملہ آوروں کے وہاں نہ پہنچنے پر اطمینان کا سانس لیا اور خطرے کے ختم ہونے کا علامتی نقارہ بجانا شروع کر دیا' بزرگ نے پیالہ سیدھا کر دیا تقدیراً ہوا ادھر کی چل رہی تھی' جدھر تاتاری جا رہے تھے' انھوں نے نقارے کی آواز سنی تو مڑ کر دیکھا کہ بستی' درخت' مکانات' مسجد سب صاف نظر آ رہے ہیں وہ پھر ٹھہر گئے اور کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ جب ہم بستی کی طرف اپنا منہ (رخ) کرتے ہیں تو وہ غائب ہو جاتی ہے' اور پیٹھ کرتے ہیں تو نظر آنے لگتی ہے' اچھا پھر اسی طرف چلتے ہیں' انھیں آتے دیکھ کر نقارچی نے پھر خطرے کا نقارہ بجا دیا

بزرگ صاحب نے پھر پیالہ الٹا کر دیا، بستی نظروں سے غائب ہو گئی، وہ حملہ آور پھر رک گئے اور بحث مباحثہ کے بعد پھر واپس چلے، دوبارہ خطرہ ٹلنے کا نقارہ بجا پیالہ سیدھا ہوا، بستی نظر آنے لگی، تاتاری پھر بستی کو چلے، اسی طرح تین بار ہوا، تیسری بار جب حملہ آور بستی کی جانب بڑھے، اور خطرے کا نقارہ بجا تو ان بزرگ ولی اللہ نے ارادہ کیا، کہ پیالہ کو الٹا کروں، تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا، کہ ‘‘خبردار! تو کیا سمجھتا ہے؟ بستی غائب حاضر تیرے پیالے سے ہو رہی ہے؟ نہیں! یہ تو نہیں ہم کر رہے ہیں، مگر اب ہم یہ نہیں کریں گے، اس لیے کہ تجھے تو اتنا بھی علم نہیں، کہ ہم نے اہل بغداد کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا ہے؟ چونکہ ان کے اعمال بد اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ ان میں اصلاح کی کوئی رمق تک باقی نہ رہی تھی، تب ہم نے تاتاریوں کی صورت میں ان پر ‘‘عذاب’’ نازل کیا ہے اور ان کو سزا دی ہے، تو کون ہوتا ہے ہمارے کاموں میں دخل دینے والا اور مجرموں کو چھڑانے والا؟ کیا تو اپنے آپ کو کچھ ‘‘کرنی والا’’ سمجھتا ہے، اچھا تو ذرا سا ہاتھ بڑھا کر دیکھ! سوائے ایک کام کے اور کچھ بھی نہیں ہو گا، اور وہ کام کیا ہے؟ یہ کہ ہم تیرا نام اپنے ‘‘اولیا’’ (دوستوں) کی فہرست میں سے کاٹ دیں گے!’’ انتباہ ربانی کو سن کر ان کی تو حالت ہی غیر ہو گئی کہ ہائیں! یہ کیا ہو گیا؟ میں تو خدمت خلق اور برادران اسلام کی خیر خواہی سمجھ کر یہ سب کچھ کر رہا تھا، اور اس سے مقصود صرف الہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا، اب اگر سرکار ہی اس سے ناراض ہوں، تو ساری دنیا جائے بھاڑ میں، مجھے اس کی کیا پروا ہے؟ اسی وقت سجدہ میں گر گئے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہے، پھر کہاں کا پیالہ اور کہاں کے لوگ؟ غیر اللہ کے سب خیال تک قلب سے نکل گئے، روتے رہے روتے رہے، حتی کہ ظالموں نے آ کر انھیں بھی شہید کر دیا اور بستی کو بھی تباہ و برباد کر دیا’’ یہ واقعہ سن کر حافظ صاحب موصوف چلے گئے اور تقریباً تین چار سال بعد پھر غریب خانہ پر کسی مقصد کے لیے تشریف لائے، اور ضمناً دریافت کیا، کہ چند سال پیشتر کا میرا واقعہ آپ کو یاد ہے؟ بندہ نے کہا ہاں! پھر خود ہی فرمایا، کہ میں نے آپ سے رخصت ہو کر اللہ تعالیٰ سے خوب ہی استغفار کیا (یعنی بکثرت) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ عقیدہ لاینحل حل فرما دیا وللہ الحمد۔

تحقیق:۔ ہو سکتا ہے کہ حافظ صاحب اپنے طریق علاج کا مریض سے معاوضہ نہ لیتے ہوں مگر غالباً غیر محسوس طریقے پر حب جاہ ساتھ ساتھ چلتی رہی، کہ شہرت تو ہوتی رہی، دوسرے یہ کہ مسلسل کامیابی سے اپنی ذات کے متعلق (غیر محسوس طریقے پر) یہ تاثر ساتھ چلتا رہا، کہ ہم کچھ ‘‘بن’’ گئے ہیں یا کہیں ‘‘پہنچ’’ گئے ہیں! (حالانکہ اصلی بننا اور پہنچنا تو وہ ہو گا جو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو مقام عطا فرما کر اسے ‘‘بنائیں’’ گے اور ‘‘پہنچنا’’ بھی وہی گا جہاں وہ اسے ‘‘پہنچائیں’’ گے، وہی اصلی اور آخری اور پکی الاٹمنٹ ہے۔ اللہ کریم محض اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو حسنت مستقرا و مقاما والوں میں داخل فرمائیں۔ (آمین) اور بزرگوں کے جواہرات میں سے ایک ‘‘کوہ نور’’ حاضر ہے کہ کثرت اوراد و وظائف سے ‘‘عجب’’ پیدا ہوتا ہے، اس کا خیال رکھنا چاہیے، اس کی بجائے ‘‘دعا’’ جتنی بھی زیادہ مانگی جائے اس سے

''عجز'' (عاجزی) پیدا ہوتا ہے'' ظاہر ہے کہ عجب مبغوض ہے اور عجز محمود۔ ایک حدیث قدسی (مفہوم عرض ہے) پر ایمان تو تھا' مگر فہم سے بالا مضمون معلوم ہوتا تھا کہ ''اے آدم کے بیٹو! اگر تم اول سے آخر تک سب جسد واحد بن جاؤ اور کلیتہً میرے مطیع بن جاؤ تو میں ایک دوسری مخلوق پیدا کروں گا' جو گناہ کرے گی اور مجھ سے معافی مانگے گی اور میں انھیں معاف کروں گا'' کیا اللہ تعالیٰ کو گناہ پسند ہیں کہ گناہ نہ کرنے والوں کے ختم ہو جانے کے بعد' نئے گناہ کرنے والوں کو پیدا فرمائے گا؟ نہیں! گناہ مطلوب نہیں بلکہ گناہ گار' گناہ کے بعد جو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے' اور اس معافی میں جو عاجزی (عجز) موجود ہے (اسی انسان کی بھلائی کے لیے) وہی عجز مطلوب ہے۔ فافہم!

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھنے کا فیصلہ فرما لیں پھر اس کے دین کی حفاظت فرماتے ہیں' اور جو دنیا اس کے دین کی بگاڑنے والی ہو' اس کو اس بندے سے دور فرما دیتے ہیں' بظاہر تو اس بندے کا نقصان ہوا مگر حقیقتہً دوہرا فائدہ ہوا کہ زہر قاتل سے بچا دیا اور حیات ابدی کا سامان بنا دیا' جیسے حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضر کے واقعہ میں قرآن مجید میں قتل معصوم کی وجہ' اس لڑکے کا آئندہ طاغوت اور کفر کا نمائندہ بن کر والدین کے دین کو بگاڑنے والا بننا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے اس مضر چیز کو دور فرما دیا' اور اس بچے کے مومنین والدین کے اعمال حسنہ میں جو صبر کی کمی تھی کہ صبر صدمہ پر ہوتا ہے اور صدمہ پہلے پہنچا نہیں تھا' اب صبر کا وقوع ہوا اور اس کا اجر بھی مترتب ہو کر دیگر حسنات میں شامل ہوا تو اردنا ان یبدلهما ربهما خیرا منه زکوة واقرب رحما کے مصداق نہایت صالح' پاکیزہ اخلاق اور رحمدل اولاد اس کے بدلہ میں عطا فرمائی' سبحان اللہ!

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

اینٹوں کی بارش

کئی سال کی بات ہے معمر شخص اپنے وطنی (نام تبصرف قلیل) میاں نور دین بھٹہ آئے اگرچہ امی تھے، مگر حضرت نانا جیؒ نے جو وظیفہ و اعمال و احکام انھیں بتائے تھے ان پر جیسے تیسے بھی ان سے ہو سکا عمل کرتے رہے، نماز روزہ کے پابند تو ہونا ہی تھا، ایک روز تشریف لائے اور فرمایا بیٹا! ہم تو بڑی مصیبت میں پھنس گئے، کہ گرمی کا موسم تھا ہمارے گھر میں (کہ دیہات میں تھا اور اس وقت وہاں بجلی نہ آئی تھی) عشاء کے بعد روڑے برسنے لگے۔ ہم نے سوچا، محلّہ کے لڑکے کھیل کھیل میں شرارتوں پر اتر آئے ہیں لہٰذا اندر سے انھیں للکارا کہ بھاگ جاؤ ورنہ ہم پکڑ کر مرمت کریں گے۔ دوسرے دن، تیسرے دن، روزانہ کئی دن عین اسی وقت پر یہ کام ہوتا رہا، تب ہم نے سوچا ‘‘یہ تو کوئی اور ہی بات ہے، کہ کسی مخالف نے ہمیں ڈرانے کے لیے (کہ یہاں جنات نے ڈیرا ڈال دیا ہے) یہ سکیم بنائی ہے، اور اب کسی ناواقف آدمی کو خریدار بنا کر ہماری زرعی اراضی اور مکانات نہایت تھوڑی قیمت پر ہتھیانا چاہتا ہے، کہ اب تو یہ یہاں سے بھاگنے کو تیار ہی ہوں گے’’، مگر ہم اپنی جدی، موروثی جائداد کو اس طرح ہرگز ضائع نہ کریں گے، بلکہ دشمن کو پکڑنے کا انتظام کریں گے۔ پھر ہم نے مشورہ کر کے اپنے خاندان سے (کہ خاصا بڑا تھا) چار نوجوان تگڑے چھانٹے، اور انھیں چار ٹارچیں نئی خرید کر دیں، کہ جس جانب سے بھی روڑے آئیں، لائٹ پھینکو اور اس کو پکڑ دو! جب مذکور، وقت ہوا تو روڑے پھر آنے لگے، اندر گھر والوں نے شور مچایا، اور بتایا کہ اس سائیڈ سے روڑے آ رہے ہیں، ادھر والے نوجوان نے ادھر ادھر لائٹ پھینکی مگر کوئی متنفس نظر نہ آیا، پھر بقایا تینوں نوجوان بھی اور آ کر ‘‘روڑے مار’’ کی تلاش کرنے لگے، مگر کوئی شخص بھی نظر نہ آیا، تب تو یہ بھی ڈر گئے اور صبح کو تو یقین ہو گیا، کہ جب انھیں روڑے آنے والی جانب زمین پر کوئی ‘‘پیڑ کھرا’’ (نشانات قدم) نظر نہ آیا، کہ یہ انسانوں کی نہیں، بلکہ واقعی جنات کی کارستانی ہے، اس کے علاج کے لیے تمھارے پاس آیا ہوں۔ بندہ نے اس خیال سے کہ عموماً لوگ ایسا علاج کرنے اور کرانے والے پہلا مرحلہ یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ عامل صاحب متاثرہ مقام پر تشریف لا کر اس کا اچھی طرح معائنہ فرمائیں، پھر مراقبہ فرمائیں، فراغت کے بعد پر اسرار انداز میں دائیں بائیں سر ہلائیں، اور بڑی سی ‘‘ہوں’’ کریں اور فرمائیں ‘‘بڑا زبردست حملہ ہوا ہے’’ ‘‘بڑی مشکل سے قابو میں آئیں گے وغیرہ’’ اور پھر وہ اپنا سارا طریق علاج انھیں بتائیں، انقباض محسوس کر کے میں نے انھیں

بتایا کہ آپ کو معلوم ہی ہے میں تو کتنے سال سے کہیں آنے جانے سے معذور ہوں' آپ کسی حافظ صاحب کو بلوا کر وہاں جیسے وہ کہیں پڑھائی کروائیں۔ یہ سن کر وہ چلے گئے' اور کئی دن کے بعد پھر آئے' اور بتایا کہ میں نے کئی دن پڑھائی کروائی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

تو بندہ نے انھیں چند کیل دم کر کے اور ایک تعویذ دیا' کہ ان کیلوں کو چاروں کونوں میں گاڑ دو اور تعویذ مکان میں دیوار پر لگا دو' (غالباً دو تین ہفتہ بعد وہ) پھر آیا اور بتایا' کہ وہ سلسلہ تو اسی طرح جاری ہے اور کوئی فرق نہیں پڑا' بندہ پریشان سا ہوا اور کہا کہ کہیں دوسری جگہ سے پتہ کرو' یہ سن کر وہ بھی پریشان سے ہو گئے' اسی وقت بندہ کے ذہن میں آیا اور بندہ نے ان سے پوچھا کہ مجھے چند باتیں آپ بتائیں گے؟ کہا کیوں نہیں؟ کہا' تمھارے گھر کے جتنے افراد ہیں سب کے نام اور عمریں لکھواؤ' انھوں نے لکھوا دیا تب پوچھا' ان میں سے دس سالہ لڑکا لڑکی اور اس سے بڑے جتنے مرد عورتیں ہیں' ان میں کون نمازی ہے اور کون بے نماز؟ وہ سوچ سوچ کر یاد کر کر کے بتانے لگے' کہ بحمد اللہ وہ سب نمازی ہیں' پھر پوچھا کتا گھر میں پالا ہوا ہے؟ کہا نہیں! پوچھا کوئی تصویر جاندار کی' مرد' عورت' بچہ بزرگ یا کسی جانور کی زیبائش کے لیے مکان میں لگائی ہوئی ہے؟ کہا نہیں' تب بندہ نے کہا' اب انشاء اللہ آپ کا کام بن جائے گا' البتہ پہلے آپ خود صرف دو چھوٹے کام کریں' کہ گھر جا کر سب عورتوں کو کہہ دیں' کہ اگر کوئی اکیلی عورت بھی گھر میں ہو تو' ننگے سر بغیر ضرورت نہ ہو بلکہ کپڑا سر پر رکھے' دوسرے یہ کہ عشاء کی نماز کے بعد اگر آپ کا وضو کا قائم رہنا یقینی طور پر یاد ہو تو فبہا ورنہ دوبارہ وضو کر لیں' اور جس جگہ روڑے گرتے ہیں' روڑے گرنے کے وقت سے بیس پچیس منٹ پہلے وہیں کھڑے ہو جائیں' اور بالکل نہ ڈریں' کہاآپ کو روڑے کی ضرب لگے گی' وہاں کھڑے ہو کر بہ آواز بلند' تین بار یہ الفاظ کہیں کہ ''وہ چار چیزیں ہمارے ہاں نہیں ہیں'' یہی کلمات تین تین بار روزانہ تین رات اسی وقت کہیں! وہ صاحب سن کر چلے گئے' شاید یہ خیال بھی کرتے ہوں گے' کہ اگر ہم خود کر سکتے تو ان کے پاس کیوں آتے؟ اب ہمیں یہ جو کام خود کرنے کے لیے کہہ دیا ہے' تو شاید اس طرح ہمیں ٹرخا دیا ہے' تاہم وہ بیچارے اور کر بھی کیا سکتے تھے! خیر میاں صاحب موصوف نے گھر جا کر پہلے تو عورتوں کو یہ کہا کہ بیبیو! سن لو! اگر اکیلی بھی بیٹھی ہو تو ننگے سر نہ بیٹھنا' بلکہ سر پر کپڑا ضرور رکھنا' دوسرے اس نے نماز عشاء کے بعد خود تین بار وہ کلمات کہہ دیے' اور قربان جایئے' اللہ کریم کی قدرت کے' کہ کتنے عرصہ سے جاری شدہ وہ روڑوں کی بارش کا سلسلہ اسی رات بند ہو گیا الحمد للہ! پھر ایک سال گزرا تو میاں صاحب پھر تشریف لائے اور بتایا' کہ میں نے گزشتہ سال یہاں سے جا کر دونوں کام کیے اور الحمد للہ اسی روز سے آج تک بالکل خیریت اور امن و امان ہے' مگر میں اب اس لیے آیا ہوں کہ گزشتہ رات میں سونے لگا تو مجھے خیال آیا' کہ پچھلے سال یہی موسم تھا اور یہی جگہ تھی' کہ ہم پر کتنی مصیبت آئی ہوئی تھی' اور ہم نے اس کے دور کرنے کے لیے کتنے ترلے کیے' پڑھائی' تعویذات وغیرہ' مگر کوئی بھی علاج کارگر نہ ہوا' اور جو علاج کارگر ہوا وہ ایسا مختصر اور عجیب حیران کن' اور پھر مجھے چار چیزوں والی بات تو یاد آئی مگر وہ چار چیزیں یاد نہیں آئیں' بہت سوچتا رہا مگر کامیاب نہ ہوا' اب دوبارہ وہی چار چیزیں پوچھنے آیا ہوں کہ وہ کون سی تھیں؟ بندہ

نے کہا کہ آپ سے پوچھ کر ہی تو آپ کو یہ کہا گیا تھا، کہ آپ عشاء کے بعد کہیں، کہ وہ چار چیزیں ہمارے پاس نہیں، بغیر پوچھے تو نہیں کہا تھا کہ ایک یا زیادہ چیزیں ان میں سے آپ کے گھر موجود ہوتیں اور آپ غلط بیانی کر دیتے، بولے ہاں بات تو یہی تھی مگر آپ دیکھ نہیں رہے، کہ میں کتنا بوڑھا ہوں اور ان پڑھ بھی ہوں، مجھے وہ بالکل بھول گئیں، دوبارہ بتا دیں! تب بندہ نے انھیں وہ چاروں چیزیں یعنی بے نماز، کتا، جاندار کی تصویر اور ننگے سر عورت بتائیں، اور وہ سن کر چلے گئے، مگر تین ماہ بعد پھر آئے اور کہنے لگے بیٹا جی! وہ کام تو پھر شروع ہو گیا، پتہ نہیں کیوں؟ راقم نے کہا کہ ''وہی چار چیزیں'' یاد کرو، کہ ان میں سے کون سی چیز آپ کے گھر میں آ گئی ہے، اس پر وہ سوچنے لگے اور کہنے لگے ہاں! میرے بڑے سے چھوٹے لڑکے نے نماز چھوڑ دی ہے، بندہ نے کہا بس یہی ہے چور، پھر وہ چلے گئے اور چند ماہ بعد کسی اور کام کے لیے آئے، تو بتایا کہ واپس جا کر میں نے اپنے اس بیٹے کو کہا، کہ پتر! دیکھ! یہ ساری مصیبت دوبارہ صرف تمھاری وجہ سے شروع ہوئی ہے، اب تم جانو اور تمہارا کام! یہ سن کر وہ چپ چاپ اٹھا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی۔ اور اس نے غسل کیا، کپڑے بدلے اور نماز شروع کر دی اور پھر الحمد للہ! کہ اسی دن ہی وہ ''باران رحمت'' بند ہو گئی، اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور احسان ہے کہ کئی سال گزر گئے کہ پھر وہ حرکت ابھی تک نہیں ہوئی۔

تحقیق:۔ دیکھئے عملیات سے حالات درست نہیں ہوئے (اگرچہ یہ عملیات غیر شرعی بھی نہ تھے) مگر اللہ تعالیٰ نے اعمال سے احوال درست فرما دیے۔ ثابت ہوا کہ اعمال شریعت ہی دارین کی کامیابی کا ذریعہ ہیں۔ وللہ الحمد! پہلے تین اسباب بے نمازی، کتا اور تصویر کا ذکر تو یکجا ایک روایت میں ہے کہ ان کی موجودگی میں رحمت کا فرشتہ وہاں نہیں آتا، ننگے سر عورت کا ذکر حدیث جبرئیل علیہ السلام میں ہے، کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے حجرہ شریف میں ان کے سر پر کپڑا نہیں تھا تو جبرئیلؑ اندر داخل نہیں ہوئے، اور ظاہر ہے کہ جب انسان کے محافظ باڈی گارڈ) یعنی فرشتے سرکاری حکم سے اسے چھوڑ کر چلے جائیں، تو ان (شیاطین جنات) چوروں کو آنے سے کون روک سکتا ہے؟

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

لاتوں کے بھوت

یہ بھی کئی سال کا واقعہ ہے' راقم کے ایک دوست بڑے ذہین' عقائد و اعمال صحیح والے (اصل نام پتہ کی بجائے آپ حکیم عبدالحی شمسی سمجھ لیں اور علاقہ وہاڑی کا دیہاتی) تشریف لائے' مقصد آمد دریافت کیا' تو فرمانے لگے میں تو بہت پریشان ہوں' وجہ یہ بتائی کہ میرے بیٹے کو جنات کی تکلیف تھی' میں نے کبھی دم کر دیا کبھی نہ کیا' کبھی کچھ فائدہ ہوا کبھی نہ ہوا' ایسے ہی یہ سلسلہ چلتا رہا' پھر اس سے چھوٹی میری بیٹی بالغ ہو گئی' تو اس شریر نے میرے بیٹے کو چھوڑا اور میری بیٹی کو ستانا شروع کر دیا (دورہ پڑتا تھا کہ پیٹ درد سے شروع ہوتا پھر اینٹھن سے بدن تڑ مڑ جاتا اور بیہوشی ہو جاتی' سخت تکلیف ہوتی تھی) اس بات سے مجھے شدید فکر لاحق ہوا' کہ بیٹی تو پرایا دھن ہے' اب اس کا کیا بنے گا؟ چنانچہ اس تکلیف کے علاج کے لیے جن مشہور عاملوں اور گدیوں کے حالات مزید معلوم کرتا تو صورت یہ بنتی نظر آتی' کہ ان کے علاج میں ''پہلے ایمان کا صفایا پھر کام بقایا'' کا اصول اور طریق کار پر عمل کرایا جاتا ہے' ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کو تو یہ چیز کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی' لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ ایمان بچانا مقدم اور جان بچانا موخر' اور پھر اس کے لیے بہت مشکل سے ایک دیوبندی حافظ صاحب بہاولپور کے دیہی دور دراز علاقہ سے تلاش کیے' انھوں نے فرمایا' میں خود چالیس دن تمھارے پاس رہ کر روزانہ مریضہ کو دم کیا کروں گا' چنانچہ انھوں نے ایسا ہی چلہ پورا کیا' اور الحمد للہ ان چالیس ایام میں مریضہ کو کوئی دورہ نہیں پڑا' تب حافظ صاحب نے فرمایا' اب آپ بالکل مطمئن رہیں کہ وہ تکلیف کلیتہً دور ہو چکی ہے' اب یہ تعویذ لو اور اسے مریضہ کے گلے میں ڈال دو۔ اس کے بعد حافظ صاحب رخصت ہوئے اور ہم بہت خوش ہوئے کہ مصیبت دور ہو گئی' مگر ہماری یہ خوشی بہت عارضی ثابت ہوئی' کہ تیسرے دن ہی پھر وہی سابقہ دورہ پڑا' بچی کو اسی طرح تکلیف شدید شروع ہو گئی' جسے دیکھ کر' اور مزید اس خیال سے کہ ہم نے اپنا پورا زور اور اہتمام صحیح عامل تلاش کرنے میں صرف کیا' پھر عامل صاحب نے بھی اپنا مکمل زور صرف کیا' مگر بات وہیں کی وہیں رہی۔ اب مجھے کوئی راستہ نجات کا نظر نہیں آتا اور نہ کوئی اور صورت کام بننے کی نظر آتی ہے اور اس تاثر سے میرا دل بھر آیا' آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں نے (بچی کی حالت دورہ میں) اس ''دورہ ساز'' جن کے آگے ہاتھ جوڑے' اور عاجزی سے کہا'

آپ اتنی مہربانی فرمائیں، کہ اس بچی کو چھوڑ دیں...... کیونکہ آپ کی بھی کوئی بہن یا بیٹی ہو گی، اسی طرح آپ اس بیٹی کو بھی اپنی بیٹی ہی سمجھ کر چھوڑ دیں، لڑکے کو آپ تنگ کرتے رہیں تو ہم اس پر صبر کر لیں گے، مگر جناب، وہ تو ٹس سے مس نہ ہوا، اور دورہ پورے پہلے وقت تک پڑا رہا، اب میں بے حد پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ بندہ نے عرض کیا کہ اس بات سے تو خوشی ہوئی کہ آپ ''ایمان بگاڑ'' عاملین کے پاس نہیں گئے، مگر یہ بات بندہ کے لیے بہت حیران کن ہے کہ آپ اپنے اس عقیدہ اور عمل کے باوجود، مروجہ خیالات وتوہمات سے کسی حد متاثر ہو گئے، اور آپ اپنے آخری حصہ فعل کی حد تک پہنچ گئے، تفصیل اس اہتمال کی یہ ہے، کہ انسان کو کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو سب سے پہلے تو وہ اپنی عقل کے مطابق اس کی توجیہہ کرتا ہے، وہ فٹ نہ بیٹھے تو اس امر کے ماہرین سے رجوع کرتا ہے یا مشہور زمانہ تاثرات کے مطابق دیگر لائحہ عمل اختیار کرتا ہے، یا کوئی عالمی دانشور (سائنسدان وغیرہ) کے نظریات کے مطابق اس کے وقوع کے اسباب کا تعین اور علاج کرتا ہے، یہ طریقہ تو دیگر سب انسانوں کا ہے، مگر مسلمان کی ترتیب یہ نہیں ہے، بلکہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرمؐ کے دین وشریعت سے اس کے اسباب وعلل معلوم کرتا ہے، بقای دوسرے امور اگر اس کی تصدیق کریں تو فبہا اور اگر اس کے خلاف ہوں، تو ان سب کی (حتی کہ اپنے مشاہدہ کی بھی) تغلیط وتنکیر کرتا ہے، کیونکہ خالق حقائق جو حقائق بیان فرمائے، یا اس کے بتائے ہوئے حقائق اس کا نبیؐ بتائے وہی صحیح بلکہ اصح ہو سکتے ہیں۔ (مشاہدہ مذکور کے متعلق اگر وسوسہ آئے کہ چشم دید گواہ کی شہادت تو ہر زمانہ کی عدالتیں تسلیم کرتی ہیں، ہم اسے کیسے غلط قرار دے دیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے، کہ ہم کئی بار اپنے مشاہدہ کو خود غلط قرار دے دیتے ہیں، اور اس پر ذرا تعجب وتردد نہیں ہوتا، مثلاً ہم ریل گاڑی میں بیٹھے ہیں، اور گاڑی پوری تیز رفتاری سے دوڑی جا رہی ہے، ہم باہر دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ درخت اور مکان پیچھے کو دوڑے جا رہے ہیں اور ہم آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں، مگر فوراً ہی عقل ہمارے مشاہدہ کو غلط قرار دے دیتی ہے، کہ جو کچھ نظر آ رہا ہے حقیقت اس کے برعکس ہے، یعنی درخت اور مکان کھڑے ہیں اور ہم (ریل گاڑی میں آگے کو) دوڑے جا رہے ہیں، یعنی ساکن متحرک نظر آتا ہے اور متحرک ساکن! اسی طرح گھڑی کی سیکنڈ کی سوئی سب کو چلتی نظر آتی ہے، مگر گھنٹے والی چلتی نظر آتی بلکہ ساکن نظر آتی ہے، لیکن اس کی سکونت کی تغلیط عقل فوراً کر دیتی ہے، کہ بیشک یہ چلتی نظر نہیں آتی مگر چلتی ضرور ہے، تبھی تو ایک سے دو، دو سے تین اور ہر اگلے ہندسہ پر پہنچتی ہے) اب آپ اپنے اس معاملہ کو لیں، پہلے تو ہم یہ معلوم کریں اور یہ بنیادی بات ہے کہ اس عالم آب وگل میں انسان وجنات کی حیثیت ومقام عند اللہ کیا ہے؟ ضمناً ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا، کہ ان جنات وشیاطین کے حدود اختیارات کیا ہیں؟ قرآن پاک کے پارہ اول کے مضمون ومفہوم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جب خلافت خاکی (آدم) کو عطا فرمانے کی تقریب منعقد فرمائی، تو اس میں نوری مخلوق (ملائکہ) ناری (ابلیس) موجود تھے ملائکہ کی حیثیت سرکاری فورس کی ہے، جو سرکار کے مقرر کردہ خلیفہ

کے غیبی امور سرکار کی مرضی کے مطابق (نہ کی خلیفہ کی مرضی کے مطابق) سرانجام دیتے ہیں، لہٰذا علامت اظہار اطاعت (سجدہ) کی ادائیگی ملائکہ نے فوراً کر دی، مگر ابلیس نے (جو اپنی خلافت کی توقع میں لاکھوں سال عبادت کرتا رہا، اپنی سکیم فیل ہوتے دیکھ کر) انکار کر دیا، اس نافرمانی کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کے لیے مردود قرار دے دیا، اس کے بعد جنت میں آدمؑ کے دخول اور حوا سمیت اخراج اور ہبوط کے معاملات پیش آئے۔ حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد ابلیس اور اس کی ذریت، سارے کے سارے اسی زمین کے باسی ہیں، اور اپنے حلقہ اور حدود کے اندر زندگی بسر کر رہے ہیں، ظاہر ہے دونوں باہمی دشمن ہیں۔ ایک فریق جنات (کہ ابلیس جنات میں سے تھا) دوسرے سے بہت زیادہ طاقتور، نظر نہ آنے والا، تعداد میں بھی زیادہ، دوسرا فریق (انسان) کمزور، نظر آنے والا اور تداد میں ان سے کم، دونوں ایک ہی دنیا میں ہیں۔ مگر فائق ترین فریق دوسرے اضعف فریق کو (اگر اسے قدرت ہوتو) کیوں نیست و نابود کر کے سب انسانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا نہیں دیتا؟ وجہ وہی، کہ ابن آدم کو سند خلافت ملی ہوئی ہے، اور اس سند کا صحیح ابقاء ایمان و توکل علی اللہ کی صفات کے ساتھ ہے، اور ملائکہ کی گورنمنٹ فورس اس کے ساتھ ہے اس سے ثابت ہوا، کہ جنات محکوم ہیں اور انسان حاکم! دوسری بات اس کے ساتھ یہ ملائیں، کہ کفار عرب سفر میں سنسان جگہ پڑاؤ کرتے، تو سونے سے پہلے ایک آدمی ٹیلے پر چڑھ کر اعلان کرتا کہ ''اے اس علاقہ کے جنو! بھوتو، پریو وغیرہ سن لو! کہ ہم اس علاقہ کے جنات کے سردار کی پناہ میں آ گئے ہیں، لہٰذا ہمیں کوئی جن بھوت وغیرہ تنگ نہ کرے۔'' (یہ ان کی یک طرفہ کارروائی تھی کیونکہ ان کی جنات کے سردار یا کسی اور جن سے ملاقات نہ ہوئی ہوتی تھی تو اس کی پناہ حاصل کرنے کا کیا سوال؟) لیکن حاکم طبقہ (انسان) کے محکوم (جنات) سے خوف زدہ ہونے اور ان کی پناہ حاصل کرنے کے مذکورہ بالا طریقہ نے جنات کو بد دماغ بنا دیا اور وہ اپنے آپ کو ''کچھ'' سمجھنے لگے **وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا** (سورہ جن آیت ۶) اور انسانوں میں سے لوگوں نے جنوں سے پناہ مانگنی شروع کر دی جس نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا۔ اس کی مثال تو ایسی ہے، جیسے ایک ڈپٹی کمشنر چور یا چوکیدار کے آگے ہاتھ باندھ کر اس کی منتیں کرنے لگے، تو اس چور کا بد دماغ ہو جانا اور مغرور بن جانا عین فطری، اور اس کا باعث خود وہ ڈی سی ہے۔ اب آپ خود یہ خیال فرما لیں کہ آپ نے اس ''محکوم'' کے سامنے ہاتھ جوڑے، اور گریہ زاری کی تو کیا صحیح کام کیا؟ اب آپ یہ کام کریں کہ جب دورہ پڑے، فوراً وضو کر لیں، اور مریضہ کی چھنگلیا پکڑ کر آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھ کر دم کریں، اور اپنا عطیہ خداوندی ''حق خلافت'' استعمال کریں، اور اسے کہیں، کہ میں اب تک بھولا ہوا تھا، اب مجھے حقیقت حاصل ہو گئی ہے، اس لیے اب تو میری اس بیٹی کو تو کیا تنگ کرے گا، اگر میں نے اس علاقہ سے تمہاری ساری ''پکھیاں'' (خانہ بدوشوں کے خیمے) نہ اٹھوا دیں تو میرا نام بدل دینا۔ بہرحال حکیم صاحب کچھ مطمئن ہو گئے، اور مزید بندہ نے انھیں ایک تعویذ دیا، کہ مریضہ کے بائیں

بازو پر باندھ دینا..... حکیم صاحب تشریف لے گئے اور تقریباً ایک سال بعد پھر تشریف لائے' اور کارروائی سنائی کہ میں نے یہاں سے واپس جا کر اسی طرح کیا' اور الحمد للہ ایک سال تک کوئی دورہ وغیرہ نہیں ہوا' مگر اب دو تین روز ہوئے' ایسا دورہ پڑا' کہ ساری کسر پوری کر دی۔ ہوا یوں کہ میں شام کو مطب بند کر کے گھر آیا تو اہلیہ نے بتایا' کہ بیٹی کے پیٹ میں درد ہے اور وہ بے ہوش پڑی ہے۔ میرے دل میں یہ تو خیال تک بھی نہ آیا' کہ وہی پہلا (جنات کا بصورت پیٹ درد ابتدائی) دورہ عود کر آیا ہے' کیونکہ مجھے یہ یقین ہو چکا تھا' کہ وہ خبیث تو اسے چھوڑ کر دفع ہو چکا ہے' مگر میں حیران تھا' کہ پیٹ درد کا مریض تو چیختا چلاتا اور درد سے لوٹ پوٹ ہوتا ہے' بے ہوش تو نہیں ہوتا! ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میری اہلیہ نے کہا کہ ہفتہ عشرہ ہوا' یہ نہانے کے لیے غسل خانہ' گئی' تو تعویذ وہاں رکھ کر بھول گئی' پھر وہ تعویذ کہیں گم ہو گیا۔ تب میں سمجھ گیا۔ کہ یہ تو وہی '' سابقہ دورہ '' ہے' مجھے علاج تو آتا ہی تھا' میں نے فوراً وضو کیا اور بیٹی کے پاس آ کر پہلے تو اسے ہوش میں لانے کے لیے آوازیں دیں' پھر پانی کے چھینٹے مارے' مگر وہ اسی طرح بے ہوش اور بے سدھ پڑی رہی۔ تب میں نے سابقہ طریقہ استعمال کیا' اور کہا '' جناب پھر تشریف لے آئے ہیں یہ سن کر لڑکی نے فوراً آنکھیں کھول دیں پھر ذرا دیر کے بعد کہا اب آپ ذرا یہ ارشاد فرمائیں کہ شرافت کے ساتھ رخصت ہونا پسند فرمائیں گے یا کوئی سبق حاصل کر کے جانا ہے؟'' میرا یہ کہنا ہی تھا کہ لڑکی فوراً ہوش میں آ گئی اور دوسرے فقرے پر بے تحاشا ہنسنا شروع کر دیا اور پھر وہ مسلسل ہنستی ہی رہی' جب خاصی دیر ہنستے ہوئے ہو گئی' تو میں یہ سمجھا کہ یہ ہنسنا بھی اسی '' دورہ '' کی دوسری شکل ہے' اس لیے میں اسے کہتا رہا بیٹی چپ کرو' بیٹی چپ کرو' مگر وہ اپنی مرضی سے ہی ہنسنا بند ہوئی' اور کہنے لگی ابا جی! اب مجھے دورہ دورہ کچھ نہیں ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تو ہنستی کیوں تھی؟ کہنے لگی' ابا جی! آپ کو تو نظر نہیں آتا تھا' مگر میں تو دیکھ رہی تھی' کہ جب آپ نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ آپ پھر تشریف لے آئے ہیں' تو وہ (خبیث) میرا گلا چھوڑ کر بھاگا' اور قصبہ کے باہر جو گاؤں کے کوڑے کا بہت بڑا ڈھیر تھا' اس کے اوپر جا کر کھڑا ہو گیا' اور حیران پریشان سا ہو کر ادھر دیکھنے لگا کہ اب آگے کیا ہوتا ہے؟ یعنی اگر یہ لوگ ڈھیلے پڑ گئے تو پھر واپس آ کر پہلے کی طرح تنگ کروں گا' اور اگر دوسرا معاملہ ہوا' تو دیکھا جائے گا' مگر جب آپ نے دھمکی دی' کہ تو نے شرافت کے ساتھ جانا ہے یا کوئی نصیحت حاصل کر کے ہی جانا ہے' تو اتنا خوفزدہ ہوا' کہ اپنی جوتیاں بھی وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا' اس کے جوتیاں چھوڑ کر بھاگنے کے انداز سے ہی مجھے بے اختیار اتنی زبردست اور طویل ہنسی آئی' کہ کہاں تو میرا گلا گھونٹ رکھا تھا' اور کہاں یہ' کہ جوتیاں اس لیے چھوڑ دیں کہ زیادہ سے زیادہ تیز رفتاری سے بھاگ سکے۔

حکیم صاحب نے فرمایا' مہربانی فرما کر مجھے اس کا تعویذ دوبارہ دے دیں' چنانچہ تعویذ دے دیا گیا' اور پھر بحمد للہ اس لڑکی کی شادی بھی ہو گئی۔ اور الحمد للہ تعالیٰ نے اسے بچے بھی عطا فرمائے اور پھر اسے

یا اس کی اولاد کو کوئی ''دورہ'' وغیرہ نہیں پڑا۔

حکیم صاحب صحیح عقائد و اعمال کے حامل تھے، اس لیے ان سے گھر کے حالات کی کوئی تفصیل احکام شرعیہ پر عمل کی نہیں دریافت کی، بعد میں بغیر استفسار کسی اور ذریعہ سے از خود معلوم ہوا کہ ننھیال سے مروجہ توہمات کا تاثر گھر میں موجود تھا، جس کا خاطر خواہ ازالہ نہ ہو سکا تھا، شاید یہ وجہ ''دخول شر'' کی بنی اور پھر شاید مذکورہ حالات سے اللہ کریم نے ان کی کسی حد تک اصلاح فرما دی ہو، تو اتباع شریعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت نازل فرما کر ان کی مشکل آسان فرما دی، اور یہ صفت ''خروج شر'' کا باعث بنی وللہ الحمد۔ وضاحتی نوٹ بھی ملاحظہ فرمائیں[1]

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

---

[1] اگر شبہ ہو کہ یہ بھی ''حلول'' کے اثبات کی دلیل ہے، تو جواب یہ ہے کہ یہ ''مس شیطانی'' ہے جس کا انسان اپنے غلط عقائد اور اعمال کی وجہ سے خود موقع فراہم کرتا ہے، حدیث شریف کے مفہوم کے مطابق شیطان انسان کے کندے پر غالباً (مینڈک کی صورت میں) بیٹھا اپنے لیے سونڈ سے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اگر مسلمان بحمد اللہ متنبہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کو (زبانی و عملی) یاد کیا تو یہ اپنی سونڈ پیچھے کھینچ لیتا ہے، جب انسان غافل ہوا پھر انجکشن لگاتا ہے، اگر وسوسہ سے زیادہ تسلط ہوا تو یہ بھی انسان کی اپنی شامت اعمال سے ہوا انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون ۝ (سورہ النحل آیت ۹۹، ۱۰۰) یقیناً شیطان کا تسلط اللہ پر ایمان لانے اور اس پر توکل کرنے والوں پر نہیں ہوتا، اس کا زور انھیں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔ لہٰذا خواہ مخواہ اس سے خائف ہونے کی ضرورت نہیں۔

پاپوش کفر شکن

یہ مولانا محمد سلیمانؒ روڑوی کا واقعہ ہے، کہ جب انھوں نے کتاب و سنت کی دعوت اور شرک و بدعات کی تردید پر مبنی اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا، تو مروجہ دین دار (جو دین کے علم و عمل سے کورے تھے اور صرف باپ دادا کی رسومات کو ہی دین سمجھ کر اس سے چمٹے ہوئے تھے) اس پر سخت ناراض ہوئے، اور ہر ممکن تکالیف پہنچانے کی کوشش کرتے رہے، حتی کہ ان کا ان کے چند ساتھیوں سمیت بائیکاٹ کر دیا گیا، مسجد میں بھی داخلہ بند کر دیا گیا، آپ ان دنوں قصبہ کے شمالی جانب ایک بڑے تالاب (گرو سر) کے اردگرد بڑے بڑے درختوں کے جھنڈ میں اپنے ہمراہیوں سمیت اذان اور نماز با جماعت ادا کرتے۔ اللہ کریم نے آپ کی دعا **رب دخلنی مدخل مدق و اخرجنی مخرج صدق و اجمل لی من لدنک سلطنا نصیراo** (اے میرے رب تو مجھے جہاں لیجا سچائی کے ساتھ لیجا، اور جہاں سے رخصت کر سچائی کے ساتھ رخصت، کر اور کسی مقتدر کو میرا مددگار بنا دے۔ (مفہوم) قبول فرمائی اور ”سلطان نصیر“ کا اس شکل میں ظہور ہوا، کہ اہل قصبہ غیر مسلموں کے قلوب میں ان کی محبت ڈال دی، یہ غیر مسلم لوگ بڑے با اثر زمیندار تھے، کچھ پرانے زمانہ میں شرافت کی اقدار کو بھی خاصا ملحوظ رکھا جاتا تھا، لہٰذا انھوں نے ان مفسدین کے سرغنوں کو بلا کر دھمکایا کہ خبردار! جو ”میاں جی“ کو کچھ کہا، کیا انھوں نے تمہاری چوری کی ہے، قتل کیا ہے یا گالیاں دی ہیں یا کوئی اور جرم کیا ہے؟ وہ تو بہت بھلے مانس پرش ہیں رب کا نام ہی لیتے ہیں، تمہارا کیا بگاڑتے ہیں۔ اب اگر ان کو کچھ کہا تو ہم تمہیں سمجھ لیں گے“ تب کہیں ان کی جان ان سے چھوٹی۔ انہی ایام کا ایک واقعہ ہے، کہ آپ کے ایک شاگرد مقتدی نے جب ”راہ ہدایت“ پر چلنا اور ”شرک و بدعات“ کو ترک کرنا شروع کیا، تو اسی سلسلہ میں ”گیارھویں شریف“ کی نیاز چھوڑنے کا عہد کر لیا، جب پھر پہلی ”گیارھویں“ کی رات آئی، اور اس نے سابقہ طے شدہ پروگرام کے مطابق ”گیارھویں شریف“ کی رات آئی، اور اس نے سابقہ طے شدہ پروگرام کے مطابق ”گیارھویں شریف“ کی نیاز نہ دی، تو اس کے دل میں یہ خدشہ بھی موجود تھا، کہ اتنی پشتوں سے جس ”عمل“ میں کبھی ناغہ تک نہیں ہوا، اور اسے دودھ اور دودھ دینے والے جانور کے وجود کے لیے کلیتہً لازم و ملزوم سمجھا جاتا رہا، اور اس میں غفلت یا ناغہ کو ان دونوں چیزوں کے نقصان پر محمول کیا جاتا رہا، اب پتہ نہیں کیا بنے گا؟ رات تو خیر گزر گئی، فجر کی اذان کے بعد

ڈرتے ڈرتے مویشیوں کے باڑے کا دروازہ کھولتے ہی، پہلی نظر میں یہ دیکھ کر اسکا دل دھک سے رہ گیا، کہ ساری بھینسیں اور بکریاں مردہ پڑی ہیں بڑا پریشان ہوا اور اسی طرح فوراً دروازہ بند کر کے مسجد میں آیا، نماز ہو رہی تھی، حضرت کی اقتداء میں نماز ادا کی اور انھیں یہ واقعہ بتایا، آپ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے چلو، مجھے دکھاؤ! چنانچہ دونوں وہاں آئے، اور اس شخص نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ سب جانور مرے پڑے ہیں، حضرت اندر داخل ہوئے اور اپنا جوتا اتارا اور بہ آواز بلند **لاحول** پڑھ کر اس بھینس کے دونوں سینگوں کے درمیان جڑ دیا، جو سب سے آگے دروازے کے بالکل قریب پڑی ہوئی تھی، دو تین جوتے ہی اس کے سر پر پڑے تھے کہ کان جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی، پھر دوسری بھینس کی طرف رخ کیا ہی تھا کہ وہ خود ہی کھڑی ہوگئی اور پھر باقی جانور بکریاں وغیرہ بھی اٹھ کر جگالی کرنے لگیں، اور سب ایسی ''فٹ'' ہوئیں، جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں، اور اس طرح ''پاپوش مبارک'' کی ایک ہی ''ضرب مومن'' نے ''کید الشیطان'' کے ''تار عنکبوت'' کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، کیسا عجیب معالج اور کیسا عجیب علاج؟ ایک مریض کو دوا دی تو ''ہسپتال'' کے سارے مریض اسی ایک خوراک سے تندرست ہو گئے، وللہ الحمد۔

واضح رہے کہ مویشی حقیقتہ مر نہیں گئے تھے، بلکہ ''شیطان'' کے ''مس خفی'' سے وہ دم سادھ کر بے ہوش اور ''کالمیت'' بن گئے تھے، وہاں بجلی کی روشنی بھی نہ تھی، اور مالک کا دل پہلے ہی خوفزدہ تھا، ایک لمحہ اس نے ان مویشیوں کو بیک نظر دیکھا ہلایا جلایا بھی نہیں، جس سے اس نے انھیں مردہ خیال کیا، حالانکہ وہ صرف بیہوش تھے۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

حافظ محمد لکھویؒ کی ڈاچی

مشہور مفسر و محدث حضرت حافظ محمد لکھویؒ کا ایک واقعہ اسی قسم کا مولانا محمد ابراہیم خلیل فیروز پوری صاحب نے اپنی تصنیف الفیوض المحمدیہ میں بیان کیا ہے، کہ ایک دفعہ حافظ صاحب سفر میں ڈاچی (اونٹنی) پر سوار کہیں جا رہے تھے، کہ نماز کا وقت ہو گیا، راستہ میں ایک قبرستان تھا، جہاں پانی اور درخت دیکھ کر آپ نے وہاں وضو کیا اور اونٹنی درختوں پر چھوڑ دی، وہاں کے مجاوروں نے ان سے کہا، کہ یہاں اونٹنی نہ چھوڑو ورنہ بابا جی (صاحب مزار) اونٹنی کو مار دیں گے، مگر حافظ صاحب نے اس کی پرواہ نہ کی۔ نماز پڑھ کر انھوں نے دیکھا، کہ اونٹنی بے ہوش پڑی ہے، اور مجاور خوش ہو رہے ہیں کہ ہماری بات نہیں مانی تو نتیجہ دیکھ لیا، حافظ صاحب نے اونٹنی کو دیکھتے ہی اندازہ کر لیا کہ یہ صرف شیطانی اثر (چکر) ہے، چنانچہ انھوں نے اپنا جوتا اتارا اور **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** پڑھ کر اسے مارنا شروع کر دیا، چار پانچ جوتے کھا کر ہی وہ درست ہو گئی کہ شیطان بھاگ گیا، تب مجاور کھسیانے ہو کر کہنے لگے کہ حافظ لکھو کے والے بھی بڑے بھاری بزرگ ہیں، تبھی تو اونٹنی کو زندہ کر کے لیجا رہے ہیں۔ (ص۱۰۲)

وہاڑی کے ایک موضع میں کئی احباب سلیمانی ہجرت کے بعد آباد ہوئے، بارشوں کی وجہ سے سوکھے ایندھن کی قلت تھی، ان میں سے کسی نے قبرستان میں کئی سوکھے درخت دیکھے، تو ان کی تو عید ہو گئی، وہاں کے مقامی مسلمانوں نے روکا کہ جو شخص یہاں کی لکڑی توڑے تو صاحب مزار ناراض ہو کر اس کی ٹانگ توڑ دیتے ہیں، اس پر انھوں نے جواب دیا ”اگر توڑتا ہوگا تو تمہاری توڑتا ہوگا، ہماری نہیں توڑ سکتا“ اور ہوا بھی ایسے ہی، کہ انھوں نے سوکھی لکڑیوں سے قبرستان خالی کر دیا گیا، مگر کسی کو خراش تک نہ آئی۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے میرے انہی پرانے کپڑوں میں ہی دفن کر دینا، نئے کپڑے (کفن) کے مردوں کی نسبت زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں، اسی اصول پر آپ ان لکڑیوں کا معاملہ قیاس کر لیجئے اور یہاں تو ”تردید شرک“ کا عمل بھی مزید شامل تھا، جو اس کی اہمیت پر دال تھا، اور پھر یہ بات بھی ہے کہ ان غیر مرئی مخلوقات سے نفع وضرر کا یقین رکھنے والے ہی کم وبیش ان سے (اپنے اوہام باطلہ کی بنا پر) متاثر ہوتے ہیں، جو صحیح عقیدہ وعمل والے لوگ ہیں، وہ تو ان کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں دیتے، کہ فاعل و موثر حقیقی محض اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات ہی ہے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی ہے کہ ظاہری اعمال پر

عامل کی طرف انتساب ہمارے لیے جائز قرار دے دیا، جیسے کسی نے کسی کو کھانا کھلا دیا تو کہہ سکتے ہیں اس کی امداد کی، اور گالی دی، تھپڑ مار دیا تو اس کی طرف ضرر کی نسبت جائز ہے اگرچہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہی موقوف ہے وہ چاہے تو یہ فعل بھی وجود میں نہ آئے مگر غیر مرئی انتساب ضرر و نفع محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہے، اس کے امر کو کوئی روک نہیں سکتا **وان یمسسک اللّٰہ بضر فلا کاشف له الا هو وان یردک بخیر فلا رادلفضله** (سورہ ھود آیت ۱۰۷) اور اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے تو اس کے سوا کوئی بھی اسے دور نہیں کر سکتا، اور اگر وہ تجھے کوئی خیر عطا فرمانا چاہے، تو کوئی بھی اسے روک نہیں سکتا (مفہوم) اس لیے مومن کا کامل یقین صرف اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات پر ہی ہوتا ہے، اور باقی کل امور اسی یقین و ایمان کے تابع ہیں، اور غیر مومن بھی اگر ان توہمات کا منکر ہو تو اسے بھی کچھ ضرر نہیں پہنچتا (بلکہ وہی لوگ اس "چکر" میں پھنستے ہیں کہ جو ان کے معتقد ہوتے ہیں) شاید اس لیے کہ وہ نادانستہ ہی سہی یکفر بالطاغوت پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ (اگرچہ یومن باللہ کی صفت انھیں نصیب نہیں ہوتی مگر کفر بالطاغوت کا ثمرہ "تحفظ عن الضرر" تو انھیں مل جاتا ہے" "اجر" نہیں ملتا کہ ایمان باللہ سے محروم ہیں، ذیل کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے)

متحدہ ہندوستان میں دو مجرد (چھڑے) بھائی پنڈت رہا کرتے تھے، ایک اپنے دھرم کا غلو کی حد تک پیروکار (بھگت) دوسرا برعکس، بھگت جی نے گھر کے ایک کونے میں اونچا چبوترہ بنا کر اس کو گائے کے پاک (پوتر) گوبر سے لیپ کر، اوپر ایک اور چھوٹی "چبوتری" بنا کر، اوپر اپنے دیوتا (معبود) کا بت نصب کیا ہوا تھا، اور اس کو سردی گرمی سے بچانے کا بھی انتظام کیا ہوا تھا، یہ بھگت بہت سویرے سویرے اٹھتا، اپنے خدا (بت) کو اشنان (غسل) دیتا، پھر لوبان وغیرہ (خوشبو) کی دھونی دیتا، پھر اس کے سامنے چار زانو ہو کر (آلتی پالتی مار کر) بیٹھ جاتا، اور نہایت دھیان (خشوع وخضوع) سے بڑی دیر تک اس کی پوجا (عبادت) کرتا، ماتھا ٹیکتا (سجدہ کرتا) اور اس کے گن گاتا (حمد بیان کرتا)، فارغ ہو کر دونوں کا ناشتہ تیار کرتا، اس کا دوسرا بھائی اس کے بالکل الٹ عقیدہ و عمل کا تھا، چوریاں کرتا، لہٰذا پچھلی رات گھر میں آ کر سو رہتا، اور خاصے دن چڑھے بیدار ہوتا اور اٹھ کر پہلا کام یہ کرتا، کہ خوشبوؤں کے وجود سے وہ سمجھ لیتا کہ اس بھگت نے آج پھر اس پتھر کو نہلایا ہے، اور اس کو خوشبو سنگھائی ہے اور پھر اس کے آگے رویا پیٹا ہے، ہاتھ جوڑے اور ماتھا رگڑا ہے، اس بات سے اسکو غصہ چڑھتا، کہ یہ بھائی کیسا بیوقوف ہے؟ ایسے پتھر کی پوجا کرتا ہے جو ہل جل نہیں سکتا، مکھی نہیں اڑا سکتا، کتا اس پر پیشاب کر دے تو اس کو بھگا نہیں سکتا، جو بت اپنا اتنا کام نہیں کر سکتا وہ اس کے یا دوسروں کے کیا کام بنائے گا؟ اور پھر چونکہ یہ بھائی کمائی بھی کر کے لاتا تھا اور بڑا طاقتور بھی تھا اور بھگت جی نکما، نکھٹو اور منحنی سے جسم کا تھا، لہٰذا اس پر اس کا رعب اور غلبہ بھی لازمی تھا، یہ بھائی اپنے بھگت بھائی کی روزانہ اس فضول حرکت کا غصہ اس بت پر اتارتا، اور بیدار ہو کر پہلا کام یہ کرتا، کہ پانچ سات جوتے اس بت کے سر پر جڑتا، اور پھر گرجدار آواز سے بھائی کو کہتا "او پگلے! لا کیا پکایا ہے" وہ بھگت روزانہ لہو کے گھونٹ پی کر چپ کر جاتا، اور خاموشی سے ناشتہ اس کے آگے لا کر رکھ دیتا اور وہ کھا پی کر اپنی

مجلسوں میں چلا جاتا۔

ایک سال تک روزانہ یہی ہوتا رہا، بھگت بت کی پوجا کرتا رہا اور دوسرا جوتوں سے اس بت کی خبر لیتا رہا، ایک سال کے بعد وہ بت بھگت جی کو خواب میں ملا، اور کہا تم دیکھتے ہو، روزانہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟ اب تک تو ہم نے صبر کیا ہے، مگر اب صبر نہیں ہوتا کہ حد ہوگئی، لہٰذا اب یا تو تم اپنے بھائی کو روک لو ورنہ ہم ”تمہاری“ گردن توڑ دیں گے، یہ سن کر اس بھگت نے ہاتھ جوڑ کر بنتی (عرض) کی کہ مہاراج! اگر آپ کی ہتیا (بے عزتی) کرتا ہے تو وہ کرتا ہے، میں تو روزانہ آپ کی پوجا اور سیوا (عبادت اور خدمت) کرتا ہوں، اس لیے آپ نے گردن توڑنی ہے تو اس کی توڑیں، میری گردن کیوں توڑتے ہیں؟ تو اس بت نے جواب دیا کہ ”ہمارا زور تو تم جیسوں پر ہی چلتا ہے ان جیسوں پر نہیں چلتا“

ہجرت کے بعد مشرقی پنجاب میں ہزاروں ایسے مزارات مسلمان چھوڑ آئے، جن پر وہ ہر جمعرات کو باقاعدگی سے ”چراغاں“ کرتے تھے، اور ہر سال چادر چڑھاتے، ان سے اپنی مصیبتوں کو دور کرنے کی دعائیں مانگتے، نذر دیتے اور منتیں مانتے تھے، اور بفرض محال کبھی ناغہ یا کمی ہو جاتی تو (تقدیراً تکلیف پہنچنے پر ان کے عقیدہ کے مطابق) ان کی شامت آ جاتی اور وہ ان سے ایسے ڈرتے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی شاید اتنا نہ ڈرتے ہوں۔ **کخشیتہ اللّٰہ او اشد خشیہ**، مگر جب یہ لوگ انہیں وہیں چھوڑ آئے تو پھر ان کا کوئی پرسان حال نہ رہا، بلکہ کئی جگہ کفار نے ان مزارات کو پیوند زمین کر کے وہاں اپنی بلڈنگیں تعمیر کر لیں، اور ان لوگوں کا وہ صاحب مزار کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ اسی طرح جو کفار مغربی پنجاب میں اپنے مندر اور استھان چھوڑ گئے، مسلمان مہاجرین نے ان کے بتوں کو پاش پاش کر دیا اور وہاں اپنے مویشی باندھنے لگے۔ مگر ان مسلمانوں کا بال بھی بیکا نہیں ہوا، حالانکہ انہی بتوں کی پوجا پاٹ میں اگر ان کے پرستار ذرا کوتاہی کرتے تو ضرور شیطان ان کو کوئی تکلیف پہنچاتا اور یہ اسے اپنی اسی کوتاہی پر ہی محمول کرتے۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

کالا علم اور نوری علم

اہلیہ کے پاس چند خواتین آئیں، ایک ضعیفہ کہنے لگی، میرا داماد میری بیٹی کو بہت تنگ کرتا ہے، کوئی ایسا تعویذ دو، کہ وہ ٹھیک ہو جائے، بندہ سے رابطہ ہوا، تو بندہ نے کہا، اماں، تیری بیٹی اپنے خاوند کی نافرمان ہو گی، وہ بولی، نہیں! میری بیٹی تو گئو (گائے) ہے، اس کے منہ میں تو زبان ہی نہیں۔ بندہ نے کہا تو تو اس کی ماں جو ہوئی، اس لیے اسی کی حمایت کرتی ہے، اس کی ساس کو لے کر آ کہ اس سے پوچھوں، کہ کس کا قصور ہے؟ اس پر وہ ضعیفہ تو چپ ہو گئی، مگر ایک دوسری عورت جو ذرا تیز طراز تھی، کہنے لگی، اماں، وہ جو پیر صاحب ہیں، اس کے پاس چلی جا، وہ پانچ سو روپے لے گا، اور تمھیں ایسا تعویذ دے گا، کہ تمہارا داماد تمہاری بیٹی کے پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے پھرے گا۔ یہ سن کر وہ ضعیفہ بولی، اگر کسی کے پاس پانچ سو روپے نہ ہوں، (یہ ۱۹۸۰ء کے قریب کا واقعہ ہے جبکہ اسوقت کے پانچ سو روپے آج کے پانچ ہزار سے بھی زیادہ وقعت رکھتے تھے) راقم کو اس مشورہ دینے والی عورت کی بات سے خاصی تکلیف ہوئی، کیونکہ اس عورت کا بہ سلسلہ علاج اکثر آنا جانا رہتا تھا، اور وہ بے شمار مشہور مزاروں، عاملوں اور گدیوں کے علاج سے ناکامی کے بعد، الحمدللہ کامیاب ہو چکی تھی، کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد (دو بیٹے ایک بیٹی) کی نعمت سے نوازا تھا، اور بندہ اسے تصحیح عقائد و اعمال کی دعوت بھی دیتا رہتا تھا، اور یہ عورت کچھ اردو تعلیم یافتہ بھی تھی، لہٰذا پھر جب وہ دوبارہ آئی، تو راقم نے اسے اس کے اس قول "بیوی کے پیچھے خاوند کے ہاتھ باندھے پھرنے کے تعویذ" کے متعلق کچھ عرض کی، کہ آپ نے کسی عورت سے سن سنا، کر بغیر تحقیق اس کی غلط بات پر یقین کر لیا، اکثر ایسی عورتیں ان ایمان کے لٹیرے عاملیں کی ایجنٹ ہوتی ہیں، مسلمان کو تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کلام مبارک پر اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی کلام مبارک پر یقین کرنا چاہیے، اور جو چیز بھی ان کے خلاف ہو، اس پر ذرہ بھر یقین تو کیا، ادھر توجہ بھی نہیں کرنی چاہیے۔ احادیث مبارکہ کی کتابیں تو بہت زیادہ ہیں، مگر قرآن پاک تو ایک ہی ہے، تم خود پارہ نمبر ۲۸ سورہ التحریم کی آخری آیات کا ترجمہ پڑھ کر دیکھ لینا، وہاں اللہ جل شانہ نے یہ مسئلہ بالکل صاف اور واضح فرما دیا ہے۔ آپ نے جس پیر صاحب کے تعویذ کا ذکر کیا ہے، وہ یا تو نوری علم کا تعویذ دیتا ہو گا یا کالے علم کا (جادو کا) نقش دیتے ہوں گے، تیسرا علم تو کوئی اور ہے نہیں، (ایک ثقہ راوی کے مطابق مذکورہ پیر صاحب ایک عورت کو ایک "نقش" دے کر ہدایت فرما رہے تھے، کہ کالے جو لے کر

اس کی روٹی پکانا (غالباً ناپاک حالت میں) اور اس آٹے میں یہ نقش ڈال دینا، اور پھر ایسی کالی رات کو جب چاند طلوع نہیں ہوتا (غالباً ۲۸ویں رات) اندھیرے میں کسی ایسے کتے کو یہ روٹی کھلا دینا، جو مکمل طور پر سیاہ ہو، یعنی ایک بال بھی سفید اس کے بدن پر نہ ہو، ظاہر ہے کہ یہ سب ’’کالے امور‘‘ ’’کالے علم‘‘ اور ’’کالے عمل‘‘ کے لوازمات ہی ہیں) اس لیے آیئے اب ہم دیکھتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ عزوجل سے عرض کرتے ہیں، کہ ہمیں نوری یا کالے علم سے کسی کو تابعدار بنانے کے مسئلہ کی حقیقت بیان فرمائیں، کہ ہم سراسر بے علم اور محتاج ہیں، جواب سنیے **وضرب اللّٰہ مثلاً اللذین کفروا امراۃ نوح و امراۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتا ھما فلم یغنیا عنھما من اللّٰہ شیئا و قیل ادخلا النار مع الداخلین٥ وضرب اللّٰہ مثلاً اللذین امنوا امراۃ فرعون اذ قالت رب بن لی عندک بیتا فی الجنۃ و نجنی من فرعون وعملہ و نجنی من القوم الظالمین٥** (ترجمانی) اور اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے کفار کے معاملہ میں (حضرت) نوحؑ کی بیوی اور (حضرت) لوطؑ کی بیوی کی، کہ دونوں ہمارے صالح بندوں (انبیاءؑ) کی بیویاں تھیں، مگر انھوں نے جب اپنے خاوندوں کے مقابلہ میں (اپنی قوم کے کفار کی حمایت کر کے) اپنے خاوندوں کی خیانت کی، (تو پھر) ان کے (نبی) خاوند بھی انھیں اللہ (کے عذاب سے) ذرا بھی نہ بچا سکے، اور ان کافرعورتوں کو (ہمارا سرکاری) آرڈر جاری کر دیا گیا، کہ جاؤ! جہنم کی آگ میں، تم بھی دوسرے جہنمیوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور ایمان والوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ فرعون کی بیوی کی مثال فرماتا ہے، کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، کہ ’’اے میرے رب! (میں اب تیری راہ میں شہید ہو رہی ہوں) آپ میرے لیے اپنے پڑوس میں جنت میں مکان عطا فرما دیں، اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچا لیں، اور مجھے اس ظالم قوم سے نجات عطا فرمائیں۔ فرعون کی بیوی ’’آسیہ‘‘ اسلام قبول کر چکی تھیں، اور فرعون (شاید اس وجہ سے کہ جب اس کی بیوی ہی اس کی باغی ہے تو رعایا کیسے مطیع ہو گی) اسے دھمکیاں دیتا تھا، کہ تو موسیٰؑ کا دین چھوڑ دے، ورنہ میں تمھیں اپنی فرعونی سزا سے ہلاک کر دوں گا۔ (فرعون ’’ذوالاوتاد‘‘ تھا، یعنی ’’ملزم‘‘ کو چت لٹا کر اس کے سر، سینہ، ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی میخیں ٹھکوا کر ہلاک کرواتا تھا) مگر حضرت آسیہؓ نے اس دھمکی کی کوئی پروا نہ کی، اور اس ظالم نے اسی طریقہ سے انھیں شہید کر دیا، اس آخری وقت شہادت حضرت آسیہؓ نے مذکورہ دعا کی تھی، یعنی اس جسمانی طور پر کمزور عورت نے فرعونی مظالم برداشت کیے، مگر دین حق کو نہ چھوڑا، ان دونوں واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نوری علم اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کسی فرد بشر کے پاس نہیں ہوتا، مگر یہ دونوں انبیاءؑ اپنی بیویوں کو اپنے نوری علم سے اپنا تابعدار نہیں بنا سکے، اور فرعون سے بڑا کافر آج تک دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا، جس کے ماتحت کم و بیش ستر ہزار جادوگر تھے، مگر فرعون بھی معہ اپنے ہزاروں جادوگروں کے ایک کمزور سی عورت کو بھی اپنے ’’کالے علم‘‘ سے اپنا تابعدار نہ بنا سکا، لہٰذا کالے پیلے اور نوری علم کی کچی پکی باتیں کر کے اپنے اور دوسروں کے ایمان کو خراب نہ کرنا چاہیے۔ اللہ کا شکر ہے، کہ اس عورت نے پھر ایسی کوئی بات نہیں کی۔

''حب زوجین کا صحیح عمل''

سب سے پہلے تو اس عمل ''حب زوجین'' کی ضرورت اور اس کے ضرورت مندوں کے متعلق کچھ معروضات پیش خدمت ہیں، کہ اس عمل کی ضرورت مرد حضرات کو تو بہت کم پیش آتی ہے اور یہ ضرورت بھی عموماً فریق ثانی کے ردعمل کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے، کیونکہ مرد تو اپنی جبلی وفطری صفات کی بنا پر جنس لطیف کی طرف نسبتہً زیادہ کشش اور التفات رکھتا ہے، مگر جب اس کی اہلیہ ایک یا ایک سے زیادہ ایسے غلط اعمال پر مسلسل اصرار کرتی چلی جاتی ہے، تو اس کے تدارک کے لیے اس کو کوئی ایسا حیلہ و علاج کرنا پڑتا ہے، اور ایسی عورت کے غلط اعمال کیا ہیں؟ اوّل یہ کہ نفس اور شیطان اسے اس لائن پر لگا دیتے ہیں، کہ وہ زبان یا اپنے عمل سے خاوند کو اپنے اس نظریہ کی قائل اور عامل بنانا چاہتی ہے، کہ میں تو اپنے ماں باپ کو چھوڑ آئی ہوں، لہٰذا تم بھی اپنے ماں باپ کو چھوڑ دو، بس اب تو تم ہو اور میں ہوں، تم کماؤ اور ہم دونوں کھائیں، عیش اور موج کریں، یہ بڈھے کھوسٹ کیوں ہمارے رنگ میں بھنگ ڈالتے ہیں؟ (حالانکہ یہ نظریہ کئی بنا پر غلط ہے، اوّل یہ کہ وہ عورت اگرچہ ظاہری طور پر والدین سے جدا ہوگئی ہے، مگر دل اس کا ابھی تک وہیں اٹکا ہوا ہے، (اگرچہ کسی حد تک تو والدین کی محبت اور تعلق فطری ہیں، جن کا کوئی ضرر نہیں) اور اس کی والدین سے اس ''مزعومہ جدائی'' کا بھانڈا اس وقت پھوٹ جاتا ہے، جب خاوند اس کو اس کے والدین کے پاس جانے سے منع کر دے، پھر دیکھیں کہ وہ کتنا شور شرابہ کرتی ہے، دوسری بنا اس غلط عمل کی یہ ہے، کہ یہ عملاً اسلامی بلکہ انسانی نظریہ کے ہی خلاف ہے، کہ پہلے فریقین میں سے جس طرح قوی ضعیف کی پرورش کرتا تھا، اب بھی اسی عمل کا تسلسل برقرار رہنا چاہیے، یعنی پہلے والدین قوی تھے اور اولاد جوان ہو کر قوی ہوگئی، بچی تو پرایا دھن ہوتی ہے، لہٰذا اب بیٹوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے، کہ وہ والدین کی پرورش کریں، مگر عین اس شدید احتیاج کے وقت بی بی صاحبہ اپنے شوہر کو اپنے مذکورہ نظریہ کی قائل کر کے اپنے سسر اور ساس کو بے سہارا چھوڑنا چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس ظلم کی نحوست ضرور رنگ لائے گی، مگر اپنے وقت پر! ادھر والدین کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ تو فطری اور موروثی جذبہ یعنی محبت اولاد کی وجہ سے اپنی اولاد پر جان نچھاور کرنے کو تیار رہتے ہیں (اولاد کی محبت موروثی یوں ہے کہ اولین مرد اور عورت یعنی بابا آدمؑ اور اماں حواؑ کی اولاد ساری دنیا کے انسان ہیں، مگر حضرت آدمؑ اور حواؑ کے والدین کوئی نہیں تھے، لہٰذا جو چیز موجود تھی اس کی اہمیت اور محبت بھی ان کے قلوب میں موجود تھی یعنی اولاد کی، اور جو چیز موجود نہیں تھی یعنی والدین، ان کی اہمیت و محبت بھی موجود نہ تھی، اور یہی صفت اولین سب انسانوں میں موجود ہے، یعنی والدین کی محبت بھی موجود نہ تھی، اور یہی صفت اولین سب انسانوں میں موجود ہے، یعنی والدین کی محبت غیر موجود، اور اولاد کی محبت موجود! اسی عدم توازن کی وجہ سے والدین کے حقوق اور ان کی عظمت اور خدمت پر شریعت نے خصوصی زور دیا ہے، اور چونکہ اولاد کی محبت تو پہلے ہی موجود تھی، لہٰذا اس کے متعلق نسبتہً کم توجہ دلائی گئی، والدین کی عزت و مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ واعبدو اللہ ولا تشرکوا بہ شینا و بالوالدین احسانا، (سورہ النساء، آیت

۳۶) اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو! سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی کا مفہوم ہے کہ ''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر ان میں سے تمھارے پاس کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انھیں تم اف تک نہ کہو، نہ انھیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان کے ساتھ احترام کے ساتھ بات کرو، اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو، اور ان کے لیے یہ دعا کیا کرو کہ ''اے میرے پروردگار ان پر رحم فرما، جس طرح انھوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا'' (آیت ۲۴)

اور حدیث شریف کے مضمون کے مطابق، اگر والدین تم سے راضی ہیں، تو تمھارے لیے یہی جنت، اور اگر ناراض ہیں تو یہی جہنم وغیرہ، اور اس کے برعکس اولاد کی صحیح اسلامی تربیت پر تو زور دیا گیا ہے، مگر ان کے حقوق وغیرہ کے متعلق تاکیدی انداز بیان اختیار نہیں فرمایا گیا، اس لیے کہ اولاد کی محبت تو دلوں میں پہلے سے ہی موجود ہے۔ تو اب وہ والدین، جنھوں نے اپنا تن من دھن ننھے بچوں کی محبت اور پرورش میں کھپا دیا، ضعیف ہو کر ہر قسم کی امداد اور سہارے کے محتاج ہو گئے، لہٰذا ان کے بیٹوں کا یہ فرض بنتا ہے، کہ ان کے احسانات کا بدلہ چکائیں، مگر اسی وقت عین شدید احتیاج اور کسمپرسی کے عالم میں نو آمدہ بی بی صاحبہ اپنی محبت اور خیر خواہی کے رنگ میں انھیں چھوڑ دینے کا مشورہ اپنے شوہر کو دیتی ہے، تو اس سلوک پر جو کیفیت بوڑھے والدین کے دلوں کی ہوتی ہوگی، آپ اس کا ذرا اندازہ ہی لگا لیں، کہ وہ بیچارے اب کہاں اور کس کے پاس جائیں؟ جب ان کی حقیقی اولاد نے ان کو نہیں سنبھالا، جس کو انھوں نے بڑے ناز و نعم اور لاڈ پیار سے پالا تھا، تو غیروں سے ان بیچاروں کی خدمت یا امداد کی کیا امید؟ اور غالباً اسی جرم عظیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتے ہی۔ اگرچہ یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء! یعنی اچھے یا برے اعمال کی جزا و سزا یہاں نہیں وہاں ملے گی، اگر دنیا میں ہی ہر نیکی کا انعام فوراً مل جاتا تو سب لوگ نیک بن جاتے اور اگر ہر گناہ کی سزا فوراً ہی مل جاتی تو کوئی فرد بھی گناہ نہ کرتا، مگر والدین کو ستانے کی سزا اللہ تعالیٰ نے آخرت پر موقوف نہیں فرمائی، بلکہ دنیا میں بھی اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، اور آخرت میں بھی! کہ جیسا سلوک، اولاد، ماں باپ کے ساتھ کرتی ہے، اس اولاد کی اولاد ویسا ہی سلوک اس کے ساتھ کرتی ہے۔ اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے کیا خوب سودا نقد ہے۔ اور جو لوگ اپنے والدین کے حقوق بقدر استطاعت، احسن طریقہ سے ادا کرتے ہیں، اور ان کی بیش بہا دعاؤں سے مستفید و مستفیض ہوتے ہیں، اور دوسرے احکام شرعیہ پر بھی عمل پیرا ہیں، ان کے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بلکہ اولیاء اللہ ہونے میں کیا شبہ؟ (غالباً ایسے ہی پہلی قسم کے کچھ لوگ اپنی اہلیہ کی طرف سے اپنے والدین کے ساتھ منفی رویہ کی اصلاح کے لیے حب زوجین کی ضرورت محسوس کرتے ہیں) دوسری وجہ خاوند کے لیے حب زوجین کے عمل کی یہ ہو سکتی ہے، کہ عورت امیر گھرانہ کی اور خاوند غریب ہو، تیسری وجہ یہ کہ خاوند معمولی شکل و صورت کا اور بیوی حسینہ و جمیلہ ہو، کبھی اس کا برعکس بھی ہوتا ہے، کہ خاوند حسین و جمیل اور بیوی معمولی شکل صورت کی، (بدصورتی کا لفظ بندہ صحیح نہیں سمجھتا، کیونکہ یہ

اعتراض ''تصویر پر'' نہیں بلکہ ''مصور'' پر قرار دیا جا سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ) اور اس فرد کو جسے دوسرے ''بدصورت'' سمجھتے ہیں' اسے تو اپنی نظروں میں اپنے سے زیادہ حسین کوئی بھی نظر نہیں آتا' اور پھر یہ ''حسن'' کا معیار بھی ''متفقہ عالم'' ابھی تک تو وجود میں نہیں آیا' کہ ہر ملک وقوم کا معیار حسن علیحدہ ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ ایک خطہ کا ''حسن'' دوسری جگہ ''مروجہ'' بدصورتی سمجھا جاتا ہے' برصغیر ہندو پاکستان میں گورا رنگ' ستواں ناک' سرمگیں آنکھیں اور لمبی گردن معیار حسن ہے' مگر افریقہ میں سیاہ رنگ' چپٹی ناک اور موٹے ہونٹ معیار حسن ہے' وہاں اگر کوئی بچہ شومئی قسمت سے گندمی رنگ کا ان میں پیدا ہو جائے' تو وہ اس بدصورت بچہ کو حسین بنانے کے لیے اسے تیل مل مل کر اس وقت تک دھوپ میں ڈالے رکھیں گے جب تک وہ دوسروں کی طرح سیاہ رنگ کا حسین نہ ہو جائے۔ چین' جاپان' انڈونیشیا وغیرہ میں چوڑا چہرہ' چپٹی ناک' چھوٹی چھوٹی آنکھیں' زرد رنگ' اور گردن عنقا' یہ معیار حسن ہے' اور پھر یہ سارا کھڑاگ ہی نظر کا فریب قرار دیا جا سکتا ہے' مطابق غیر ملکی ضرب المثل ''کہ چراغ بجھا دو سب عورتیں یکساں ہو جائیں گی'' یعنی اس حسن و جمال کا مسئلہ ہی اس ''روشنی نما اندھیرے'' کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اپنے مقصد تخلیق کو ہمہ وقت مستحضر رکھا جائے' تو یہ امور حصول خیر وحیات طیبہ میں کوئی مانع نہیں بن سکتے' کہ اگر زوجین میں غیر اختیاری صفات کا تفاوت ہے' مگر اختیاری صفات واعمال مطابق شریعت ہیں' تو یہی غیر اختیاری صفات' جو یہاں فریق ثانی کے لیے طبعاً پسندیدہ نہیں' ایک وقت آئے گا کہ اتنی اعلیٰ اور احسن اور دائمی بنا دی جائیں گی کہ کسی انسان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتیں' یہی مرد اور عورتیں جب جنتی مخلوق بن جائیں گے' تو ان کی صفات حسن وجمال اس شان کی بنا دی جائیں گی کہ اگر ایک جنتی کا بال اس زمین پر گر جائے' تو اس کے نور اور روشنی اور حسن سے سورج کو گرہن لگ جائے' اور اس زمین پر گر جائے' تو اس کے نور اور روشنی اور حسن سے سورج کو گرہن لگ جائے' اور اس زمین کے ہزاروں میل لمبے ہزاروں میل چوڑے اور ہزار میل گہرے کڑوے اور بدبودار پانی کے سمندر میں ایک جنتی صرف تھوک دے' تو یہی پانی اتنا میٹھا اور خوشبودار ہو جائے کہ لوگ بوتلو میں بھر کر دوسروں کو تحفہ بھیجیں' اور پھر جب سب لوگ جنت میں جا چکے ہوں گے' اور جنتی زندگی وہاں جاری وساری ہوگی' ایک دن وہاں ایسی تیز' ٹھنڈی' لطیف اور رنگین روشنی ساری جنت کی فضا میں اچانک نمودار ہوگی' جیسے ہم یہاں کبھی بڑے شہاب ثاقب ستارہ کو ٹوٹنے سے' بڑی تیز رنگین روشنی کی بڑی اور واضح لکیر دیکھتے ہیں' اس نئی روشنی سے جنت کی دوسری روشنیاں ماند پڑ جائیں گی' اور سب جنتی بہت حیران ہوں گے' کہ یہ کیسی عجیب اور اعلیٰ نئی روشنی ہے' پھر جنت کے ''دفتر معلومات'' میں ٹیلیفون کر کے دریافت کریں گے' تو معلوم ہوگا کہ ایک جنتی مرد اور اس کی حور آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے' کہ کسی بات پر اس کی حور کھل کھلا کر ہنس پڑی' اس کی ہنسی سے یہ روشنی پیدا ہوئی ہے' اور پھر وہاں بدن کی کثافت ختم اور لطافت باقی رہ جائے گی' بدن شیشہ کی مانند بنا دیا جائے گا' دنیا کی نایاب چیزیں ایسی عام عطا فرمائی جائیں گی کہ جنتیوں کے محلات سونے چاندی کی اینٹوں اور کستوری کے گارے سے تعمیر کیے جائیں گے' سب سے بڑی نعمت اللہ کریم کی زیارت بے حجاب اور اللہ تعالیٰ جل شانہ' کا پانی زبان مبارک سے اپنی

کلام قرآن مجید کی تلاوت سے جنتیوں کو سرفراز فرمانا، غرض یہ کہ اللہ کریم کی رضا کے اس مقام (جنت الفردوس) میں ایسی ایسی بیمثال اور لازوال نعمتیں، اور دائمی زندگی عطا فرمائی جائے گی، جو اب کسی انسان کے خیال وتصور میں بھی نہیں آ سکتیں مگر یہ سب کچھ اللہ جل شانہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی محبت اور تابعداری سے ہی ملے گا۔ اپنی مرضی جو خلاف شریعت ہو، چھوڑنی پڑے گی، اور مسلمان بیوی کے لیے تو یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ اپنے خاوند کی (مطابق شریعت) بات ماننا صرف وہ ہے، جو اس عورت کی اپنی مرضی کے بیشک خلاف ہی ہو، اور اگر خاوند کی وہ بات اس نے مانی جو اس کی اپنی مرضی کے مطابق ہی تھی، تو وہ تو اپنے نفس کی مانی بات ہی ہوئی، یہ بہت اہم نکتہ ہے، اور نفسیاتی معاملہ بھی ہے۔ بعض لوگ اپنے کسی اہم معاملہ میں کسی مفتی صاحب سے مسئلہ پوچھتے ہیں، مگر جواب اپنی مرضی کے مطابق نہیں آتا، تو کسی دوسرے عالم اور مفتی صاحب کی خدمت میں مسئلہ لکھ کر بھیج دیا جاتا ہے۔ وہاں سے بھی جواب اپنی پسند کا نہ ملا، تو تیسرے مفتی صاحب سے رجوع کیا، حتیٰ کہ کسی مفتی صاحب نے سائل کے استفتاء کے الفاظ سے اپنے اجتہاد سے ایسا جواب عطا فرمایا، جو عین سائل کی مرضی کے مطابق ہے تو سائل اب بے حد خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے، کہ یہ (آخری) مفتی صاحب سب سے بڑے عالم اور شمس العلماء ہیں، مگر حقیقت کیا ہے؟ اگر شخص مذکور ذرا بھی فہم وتدبر سے کام لے، تو اسے معلوم ہو جائے گا، کہ اس کا پسندیدہ عالم سب سے بڑا مفتی نہیں، بلکہ خود تیرا نفس سب سے بڑا مفتی ہے، کہ جب تک تیرے نفس کی خواہش کے مطابق فتویٰ نہیں آیا، تو نے کسی اور فتوے کو قبول نہیں کیا، اور مفتی تو صرف مفتی ہوتا ہے ''مفتش'' یعنی تفتیش کرنے والا نہیں ہوتا، اسے اصل واقعہ کی کیا خبر، وہ تو صرف استفتاء کے الفاظ کے مطابق اپنے فہم واجتہاد سے فتویٰ دیتا ہے، اگر تو نے واقعی شریعت کی پابندی کرنی ہوتی تو پہلے مفتی صاحب کے فتویٰ پر ہی عمل کرتا، مگر اب اس طرح تیرے نفس نے تجھے یہ بہلاوا دے کر گناہ پر مطمئن کر دیا ہے، اور حقیقتاً یہ سارا دھندہ ''خدا پرستی'' کا نہیں بلکہ ''خود پرستی'' کا ہے۔ بعض اوقات زوجین میں اگر صوری فرق (بمطابق معیار مروجہ) انھیں زیادہ ہی محسوس ہوتا ہو، تو ان میں سے ایک فریق دوسرے کی خوبیوں کو مستحضر کر کے، کسی خوش طبعی سے اس احساس منفی کا کچھ ازالہ بھی کر سکتا ہے، ابن جوزیؒ نے ''لطائف صلمیہ'' میں ایک ایسا ہی لطیف واقعہ بیان کیا ہے، کہ ایک مرد خوبصورت اور اس کی زوجہ مقابلتہ بہت، معمولی شکل وصورت والی تھی، (جسے ہر زمانہ میں لوگ ''بدصورت'' کہتے آئے ہیں) اس تفاوت کا کچھ کچھ احساس دونوں کو تھا، غالباً ایک دن بیوی کی کسی بات پر خاوند نے انقباض محسوس کیا، مگر اس نے اس انقباض کو فساد بنانے کی بجائے خوش طبعی سے اصلاحی لطیفہ بنا دیا، کہ بیوی سے کہا، بی بی! الحمد للہ ہم دونوں جنتی ہیں! وہ بولی، کیسے؟ کہا، میں آپ کو دیکھ کر صبر کرتا ہوں، اور آپ مجھے دیکھ کر شکر کرتی ہیں، اور صابر اور شاکر دونوں جنتی ہیں!

مرد کی طرف سے عمل ''حب زوجین'' کی ضرورت اور وجوہات کے بعد، اب عورتوں کی طرف سے اس کی ضرورت اور وجوہات کا بیان ملاحظہ فرمایئے، اوّل یہ کہ اکثر اس کی شائق خواتین ہی ہوتی ہیں، اگرچہ عورت کا خاوند اس سے اچھا سلوک کرنے والا اور عورتوں کی لغت میں اس کا ''بندہ'' ہو، مگر عورت

کی پوری طرح تسلی نہیں ہوتی' کیونکہ وہ اس سے اپنی کامل اور بلا شرکت غیرے اطاعت کی طلبگار ہوتی ہے (خواہ اسے تسلیم نہ ہی کرے) اور اسی غیر مشروط اطاعت کا نام ''حاکمیت'' ہے اور وہ اس حاکمیت کی حدود کی توسیع میں اتنی وسعت قلبی کا ثبوت دیتی ہے' کہ اسے اپنی اس حاکمیت کی حد ہی نظر نہیں آتی' جس کے لیے وہ **ھل من مزید** کا وظیفہ دل میں جپتی رہتی ہے' اور اس کے لیے وہ کسی عامل سے ''حب زوجین'' کے عمل کی طالب ہوتی ہے۔ مگر بہ نظر غائر اسے دیکھا جائے' تو یہ سب چکر نفسانی ہے' سب سے پہلے یہ کہ یہ **الرجال قوامون علی النساء** کے خلاف ہے' کہ رعایا راعی بننا چاہتی ہے' دوسرے مذکورہ دربیان سابقہ ہے' کہ شوہر کے والدین کے حقوق کی پامالی ہے' تیسرے یہ کہ اس عورت کے لیے مقام رضاء الٰہی کے بآسانی حصول کی سکیم کو ناکام بنا کر' اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مقام کی طرف دھکیلنے کی' شیطانی سکیم کی کامیابی کا عمل ہے' اور وہ اس طرح کہ مومن اس دنیا میں اپنے دادا حضرت آدم علیہ السلام کی بے مثال اور لازوال میراث ''جنت'' (جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے) کے دوبارہ حصول کے لیے آیا ہے' اور اس مقصد کے لیے وہ سب اعمال پر کاربند ہوتا ہے' جو سرکار عالی جل جلالہ نے اپنی دائمی اور آخری شریعت کی صورت میں ہمارے لیے عطاء اور ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ان اعمال کا دائرہ کار مردوں کے لیے تو بہت ہی وسیع ہے' جو ساری دنیا کے معاملات پر مشتمل ہے۔ اور مرد ان سب امور میں ذمہ دار اور مسئول ہے' ان سب امور میں کامیابی کے بعد ہی اسے جنت مل سکتی ہے' مگر مقابلتہً عورت کا دائرہ کار بمطابق شریعت بہت محدود ہے (آج کل کے ابلیسی نظرہ ''کلی مساوات مرد وزن کے مطابق نہیں) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے احکامات پر عمل' اولاد کی صحیح اسلامی تربیت' اور خاوند کی خدمت' اور اس کی امانت میں عدم خیانت' یہ سب اعمال صرف اپنے گھر کے محدود حلقہ میں سرانجام دے کر بھی وہ جنت کی مستحق ہو سکتی ہے' بمطابق مضمون حدیث شریف کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں' ہر دروازہ ایک خصوصی عمل اور اس کے عاملین کے داخلہ کے لیے مخصوص ہے' مثلاً ''باب الصلوٰۃ'' حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری آدمی تک جو لوگ فرض نمازوں کے بعد نوافل بکثرت ادا کرتے تھے' وہ سب اس دروازہ سے جنت میں داخل ہوں گے' اور جو لوگ فرض روزوں کے بعد نفلی روزوں کا زیادہ اہتمام اور کثرت پر عمل کرتے تھے' وہ باب الصیام میں سے داخل ہوں گے۔ جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد نفلی صدقات کا بکثرت اہتمام کرتے تھے' وہ باب الزکوٰۃ میں سے داخل ہوں گے' اسی طرح باب الحج' باب الجہاد وغیرہ قیاس فرما لیجئے' نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا' حضور! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا' جو ان مذکورہ سب اعمال میں کامل ہو' جواباً حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم ہی ایسے شخص ہو گے' (مفہوم) ایک دوسری حدیث شریف کا مفہوم ہے' کہ جو مسلمان عورت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پیروی کرتی ہے' بچوں کی صحیح اسلامی تربیت کرتی ہے اور خاوند کی امانت میں خیانت نہیں کرتی تو وہ جنت کے جس دروازے میں سے چاہے داخل ہو جائے' دیکھئے کس آسانی سے مسلمان عورت کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جزوی مساوات حاصل ہو گئی' جبکہ کسی اور مرد کو یہ فضیلت حاصل نہ ہوئی' مگر نفس اور شیطان اس کو اتنی آسانی

سے یہ مقام حاصل نہیں کرنے دیتے، بلکہ اس کو دوسری لائن پر لگا دیتے ہیں جس کا پہلے ذکر ہو چکا، کہ اب تو صرف تجھے ہی اس گھر کی ملکہ اور مالکہ ہونا چاہیے، کیونکہ تو تو اتنی زبردست قربانی دے کر آئی ہے، کہ اس شخص کے لیے تو اپنے ماں باپ، بہن بھائی، سہیلیوں اور پر عیش زندگی ہی چھوڑ کر آئی ہے، لہٰذا اس قربانی کا صلہ کم از کم اتنا تو ہونا ہی چاہیے، کہ یہ شخص صرف ''تمہاری ہی بات مانے'' تمہارا اس کے سوا اب اور کون ہے؟ مگر اس کے تو یہاں سارے لوگ ہیں۔ تمہارا ہی کوئی نہیں۔ حالانکہ یہ نظریہ عقلاً اور شرعاً غلط ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو گھر کا ''قوام'' بنایا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو ادارہ کا قوام (نگران حاکم) ہو گا، بات اسی کی مانی جائے گی مگر یہاں ترتیب الٹ کر دی گئی، کہ گھوڑا پیچھے اور تانگہ آگے کر دیا گیا، مگر زور لگا رہے ہیں کہ گاڑی چلے، مگر وہ نہیں چلتی، اس لیے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی حدود توڑے گا اس کی شامت تو ضرور پڑے گی۔ فی الوقت تو جہالت اور مغربی تہذیب (ٹی وی سی آر بے حجابی اور مخلوط مجالس وغیرہ) نے زبردست تباہی پھیلا رکھی ہے اور ہم لوگ اس میٹھے زہر کو ''نعمت غیر مترقبہ'' سمجھ کر ہڑپ کر رہے ہیں، نہ ہمیں موت، آخرت یا اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کا خیال آتا ہے، اور نہ ہمیں ''علمائے حق'' سے شریعت مطہرہ کے مسائل دریافت کر کے اپنی زندگی کو صحیح طریقے پر بسر کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

زیر بحث مسئلہ میں ایک دو امور کا ذکر غالباً بے محل نہ ہو گا۔ کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جبکہ احکام شریعت ابھی تھوڑے سے ہی نازل ہوئے تھے، بعض صحابہؓ پڑوسی غیر مسلم ممالک میں بہ سلسلہ سفر گئے، اور واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، حضور ہم نے ایران، روم اور شام وغیرہ میں دیکھا کہ وہ اقوام اپنے بادشاہ کی بے حد عزت و تعظیم کرتی ہیں، ان کے آگے ہاتھ باندھ کر چپ چاپ عاجزی سے کھڑے ہوتے ہیں جب آگے بڑھنے اور بولنے کی اجازت ہوتی ہے کہ آگے بڑھ کر وہ سب سے پہلے اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں، پھر اٹھ کر خاموشی سے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر اذن باریابی و گفتگو کے بعد اپنے بادشاہ کی بہت زیادہ تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ پھر حرف مطلب زبان پر لاتے ہیں۔ مگر ہم تو بے تکلفی سے صرف السلام علیکم کہہ کر آپ کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، اور بات چیت شروع کر دیتے ہیں (حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہؓ میں بالکل گھل مل کر بیٹھتے تھے کہ آپ کو ان سے ممتاز علامت تفوق پسند نہ تھی، اسی لیے بعض نو وارد اشخاص کو پتہ نہ چلتا کہ ان لوگوں میں سے حضور نبی کریم ﷺ کون سے ہیں لہٰذا وہ دریافت کرتا تو صحابہ کرامؓ اسے بتاتے کہ یہ صاحب جو گورے چٹے تشریف فرما ہیں یہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں) اس سے ہماری تسلی نہیں ہوتی، کہ وہ لوگ اپنے جھوٹے بادشاہوں کی اتنی زیادہ عزت کریں، اور ہم صرف اسلام علیکم پر ہی اکتفا کر لیں، اس لیے آپ ہمیں اجازت عطا فرمائیں، کہ ہم آپ کو سجدہ کیا کریں، تو آپ نے جواباً فرمایا کہ جس ذات اقدس نے سر کو پیدا فرمایا ہے صرف وہی ذات سجدہ کے لائق ہے، اگر امت میں سے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا، تو میں مسلمان بیویوں کو حکم دیتا، کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ ان فرامین متبرکہ کی روشنی میں خاوند کے مقام، حقوق اور ان پر عمل پیرا ہونے کے دنیوی و اخروی فوائد کا کچھ بیان ہو گیا، مگر شیطان یہ گوارا نہیں کر

سکتا' کہ کوئی عورت اتنی آسانی سے جنت کی حقدار بن جائے لہٰذا وہ الٹی پٹیاں پڑھاتا ہے۔ اور بجائے اس صحیح طرز عمل کے' کہ وہ عورت اپنی روش پر نظر ثانی کرے' توبہ و استغفار اور اپنی اصلاح کرے' خاوند سے بھی معافی مانگے' وہ دوسرا عام غلط راستہ اختیار کرتی ہے۔ کہ اپنے کو بے قصور اور خاوند کو قصور وار سمجھ کر ایسے غلط عاملین کے پاس جاتی ہے' اور وہ عیار' مختلف نفسیاتی ہتھکنڈوں اور شعبدہ بازیوں سے اس کا مال اور ایمان اور عزت لوٹتے ہیں اگر تقدیراً کسی حد تک کسی عورت کو مطلوبہ کیس میں کچھ کامیابی نظر آتی ہے تو وہ محض عارضی ہوتی ہے کہ زوجین میں پھر وہی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں کہ میں میکے ضرور جاؤں گی تم بڈھوں کے پاس نہ جانا' ساس نند' اور بچوں کی رشتوں کی ذمہ داری وغیرہ کے معاملات اختلافات کو مزید پڑھا دیتے ہیں تب وہ عورت پھر اسی عامل کے پاس جاتی ہے' تو جواب ملتا ہے کہ "مخالف نے نیا وار کر دیا ہے" پھر نیا کیس' نیا علاج اور نئی فیس' نتیجتہً عامل صاحب کی چاندی' اور اس سادہ لوح عورت کے لیے کولھو کے بیل کا چکر حصہ میں آتا ہے اور یہ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔

راقم تو ہر دو جنس "جنس کثیف" و جنس لطیف کو ان سب پریشانیوں کا علاج اپنی فہم و فراست کے مطابق کتاب اللہ اور سنت رسول اکرم ﷺ پر عمل کرنا ہی بتاتا رہتا ہے مردوں کو بیویوں سے نرمی اور درگزر کرنے کی تلقین و گزارش کرتا ہے' کہ مطابق فرمان رسول اکرم ﷺ' تم میں سے وہ شخص اچھا ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہے۔ اور میں تم سب میں سے اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہوں' (مفہوم) اور اس کے ساتھ مفہوماً حضرت عمر فاروق ؓ کا واقعہ بھی بیان کر دیتا ہے' کہ خلاف فاروقی کا دور تھا' مدینہ طیبہ ابھی چھوٹی سی بستی تھی' ایک شخص کی بیوی بہت تیز مزاج اور لڑاکی تھی' ایک دن اس کے خاوند کو خیال آیا' کہ حضرت عمرؓ کے رعب و دبدبہ نے تو قیصر و کسریٰ کے کس بل نکال دیے ہیں۔ ان سے کہوں' کہ میری بیوی کو بھی بلا کر ذرا ڈانٹ ڈپٹ کریں' کیا مجال ہے کہ وہ سیدھی نہ ہو' اس خیال سے وہ حضرت عمرؓ کے گھر کو چلا' قریب پہنچا تو اندر سے کسی عورت کی سخت غصہ اور لڑائی بھڑائی کی آواز آئی' مگر جواباً کسی دوسرے فرد کی کوئی آواز سنائی نہ دی' وہ وہیں کھڑا سوچتا رہا کہ یہ عورت معلوم تو حضرت عمرؓ کی بیوی ہی ہوتی ہے' مگر یہ کس سے لڑ رہی ہے؟ اس کا پتہ نہ چلا' سوچا' کہ اگر مقابلے میں کوئی عورت ہوتی' تو وہ تو ضرور جواب دیتی' اور مرد اس گھر میں صرف ایک ہی ہے اور وہ حضرت عمرؓ ہی ہیں' تو کیا یہ عورت اپنے خاوند حضرت عمر کی جان کو آ رہی ہے؟ وہ ابھی اسی شش و پنج میں تھا کہ اس عورت نے حضرت عمرؓ کا نام لے کر ہی کوسنا شروع کر دیا' تو اس آدمی کو کوئی شک نہ رہا' اور وہ بددل ہو کر واپس چل پڑا' حضرت عمرؓ نے کواڑ کی درز سے دیکھ لیا' تو دوڑ کر اس کے پاس پہنچے اور پوچھا' بھائی! کیا کام آئے تھے اور کیوں چپ چاپ واپس ہو گئے؟ اس نے ٹالنا چاہا' مگر حضرت عمرؓ نے اصرار کیا تو اس نے صاف بات بتا دی' کہ حضرت جس بیماری کا علاج میں آپ سے کرانے آیا تھا' وہ بیماری تو خود آپ کے گھر میں بھی موجود ہے' اس پر حضرت عمرؓ نے اس شخص سے فرمایا' بھائی! تو غور تو کر! یہ میری بیوی میرے کتنے کام کرتی ہے' یہ میری دھوبن ہے' میری باورچن ہے' میری خاکروب ہے' میرے بچوں کی آیا ہے' میرے گھر کی چوکیدار ہے اور میرے نصف ایمان کی محافظ ہے' مگر ذرا تیز مزاج ہے' جلدی

غصہ میں آ جاتی ہے' اور جو کچھ منہ میں آیا' کہتی رہتی ہے' پھر خود ہی تھک کر چپ ہو جاتی ہے' اور میں یہ سوچ کر خاموش رہتا ہوں' کہ اتنی خوبیوں میں اگر ایک خامی ہے تو کیا ہوا؟ گرجتی ہے برستی تو نہیں! اور میں اگر اس کو چھوڑ دوں' تو میں غریب آدمی اتنے کاموں کے لیے اتنے ملازم کیسے رکھوں؟ اسی طرح تو بھی عفو اور درگزر سے کام لیا کر' اور دیکھ کہ میں جیسے پہلے جیسا عمر تھا' اب بھی ویسا ہی عمر ہوں۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت حوا حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کی گئی' تو جو صفت پسلی کی ہے وہی عورت میں ہے' یعنی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی' طاقت سے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو ٹوٹ تو جائے گی' مگر سیدھی نہ ہو گی' یہی حال عورت کا ہے' لہٰذا مرد کو حکمت کے ساتھ اس کی اسی حالت میں کام لینا اور گزارا کرنا چاہیے' یعنی سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلتا تو ٹیڑھی انگلیوں سے نکال لو۔ استغفار اور لاحول کی کثرت رکھو اور اللہ کریم سے اصلاح کی دعا کرتے رہو۔ انشاءاللہ ضرور نفع ہو گا۔

یہ گزارشات تو مرد حضرات کی خدمت میں ''حب زوجین'' کے سلسلہ میں تھیں' خواتین سے بہ معرفت اہلیہ راقم بندہ یہی عرض کرتا رہا ہے' کہ آپ اپنی اس چند منٹ کی مزعومہ جھوٹی ''حاکمیت'' کا خیال چھوڑیں اور اللہ کی بے مثال اور لازوال دائمی نعمتوں والی جنت کی پکی الاٹمنٹ کا فکر کریں' مگر اس کے لیے کچھ قربانی دینا پڑے گی' کس چیز کی؟ اپنی ان غلط خواہشات نفسانی کی' اللہ تعالیٰ اگر توفیق فہم اور ہمت دیں تو بہت زیادہ مشکل مسئلہ نہیں' آسان سی صرف اتنی سی بات ہے' کہ اپنا ایک پاؤں اپنے نفس کی گردن پر رکھ دو' اور دوسرا جنت میں رکھ لو! صرف دو قدم کی بات ہے' حقیقی کامیابی حاصل کر لو گی' اور پھر تم میں جنتی حوروں کی سب صفات پیدا کر دی جائیں گی اور تمھیں حوروں کی نمبردارنی بنا دیا جائے گا' اگر کچھ لینا چاہتی ہو' تو ان چیزوں کو لو! اور ان ہی کی فکر کرو' **وفی ذالک فلیتنا فس المتنافسون**○

مسلمان عورت کے لیے یہ نظریہ بھی انشاءاللہ بہت نفع بخش اور فائدہ مند ثابت ہو گا کہ شادی سے پہلے وہ اپنے والدین کو اپنا پیر و مرشد سمجھے (احکام شریعت اور اصلاح نفس کے لیے) اپنی مرضی ان کی مرضی کے تابع کر دے' اور شادی کے بعد اپنی مرضی خاوند کی مرضی کے تابع کر دے' اور اس پر قائم رہے' اس عمل سے اس کو نبی کریم ﷺ کی شریعت کی پیروی کی مشق ہو گی' اور حضور اکرم ﷺ کی تابعداری کرنی آ جائے گی اور' جب حضور اکرم ﷺ کی اتباع نصیب ہو گی' اور اس پر استقامت بھی رہی' تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی اتباع کرنی آ جائے گی' اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا نصیب ہو جائے گی' بلکہ حضور اکرم ﷺ کے اتباع کی برکت سے اتنا اونچا مقام حاصل ہو جائے گا کہ اللہ عزوجل خود تم سے محبت فرمانے لگیں گے۔ اور تمھارے سب گناہ معاف فرما دیں گے' **قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ یغفرلکم ذنوبکم واللّٰہ غفور رحیم** (سورہ آل عمران آیت ۳۱)

بعض اوقات عورت کا ساس اور نند کے ساتھ چپقلش' اور خاوند کا اپنی ماں بہن کی حمایت کرنے کا معاملہ بھی بگاڑ کا باعث ہوتا ہے۔ اور پھر اس بگاڑ کو سنوارنے کے لیے حب زوجین کے عمل کی ضرورت عورت کو پیش آتی ہے۔ اس بارہ میں بھی عرض ہے کہ ان ساس بہو اور نند بھاوج کے جھگڑوں کی تاریخ تو

ہزاروں سال پرانی ہے، اب تک تو یہ ختم نہیں ہو سکے تو آئندہ کیا ہوں گے؟ مگر بعض طریقوں سے اس کے ضرر کو دور یا کم کیا جا سکتا ہے، بغیر تعصب کے حقیقت پسندی کے ساتھ اس معاملہ کا تجزیہ کریں، جہاں خرابی ہو اور جتنی خرابی ہو، اصلاح کی جائے، تو انشاء اللہ اچھے نتائج برآمد ہوں گے، مریض کو کبھی کبھی کڑوی دوا بھی دی جاتی ہے جبکہ میٹھی دوا اس کو مضر ہو، اس طرح فی الوقت وہ دوا ناگوار مگر بعد میں مفید ثابت ہوتی ہے، اس لیے سب سے پہلے تو اپنی ذات سے علاج شروع کریں، اور دیکھیں کہ کیا یہ "عمل" اپنے ہی کسی "عمل" کا ردعمل تو نہیں؟ یعنی جو سلوک تم سے اب یہاں تمہاری نند کر رہی ہے، یہی سلوک تم اپنی بھابھی کے ساتھ کرتے تو نہیں آئی؟ اگر یہی بات ہے تو پھر رونا کا ہے کا؟ جیسی کرنی ویسی بھرنی! اب بھی اگر اللہ تعالیٰ تحمل اور ہدایت عطا فرما دے، تو سب سے پہلے جس کی حق تلفی کر کے اس کا دل دکھایا ہے، اس سے معافی طلب کرو، اور اس کو راضی کرو، اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی استغفار کرو، اور کوئی بات یا امر خلاف طبع پیش آئے تو صبر وضبط سے کام لو اور **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** دل ہی دل میں پڑھتی رہو، کچھ دن مشق سے انشاء اللہ آسانی ہو جائے گی، اور ایسی فرحت ومسرت حاصل ہوگی، جو لڑائی جھگڑے میں جیت کر بھی کبھی محسوس نہ کی ہوگی۔ اور اس وقت اس معاملہ میں یہ سوچو کہ اگر فریق ثانی تمہارا جو نقص بیان کر رہا ہے اگر فی الواقع وہ موجود ہے خواہ اس کے بیان کردہ سے کم ہی ہو تو اس نے سچ کہا ہے، تمھیں اس نقص کو خود دور کرنا چاہیے اور ناراض نہ ہونا چاہیے، کہ جسمانی امراض کے ماہرین ہمارے نقص وامراض بتاتے ہیں۔ اور ہم انھیں فیس بھی دیتے ہیں، اگر کسی شخص نے ہمارا روحانی واخلاقی نقص بیان کر دیا، اور وہ واقعی ہم میں موجود ہے، تو اس پر ناراضگی کیوں؟ ہاں اگر وہ علیحدگی میں تمھیں مطلع کر دیتا تو دونوں کے لیے بہتر تھا، مگر یہ خلوت اور جلوت میں بیان کا فرق اتنا جرم عظیم نہیں ہے، کہ محض اسی بنا پر فریق ثانی کو اپنا دشمن قرار دے دیا جائے، اگر تم اس کے لیے ہدایت کی دعا کرو گی تو اجر کی مستحق قرار پاؤ گی۔ (انشاء اللہ!) اور اگر فریق ثانی نے غلط بات تم پر چسپاں کی، تو پہلے تو یہ خیال کرو، کہ یہ شاید ان کو غلط فہمی لاحق ہو گئی ہے، اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، کہ وہ عیب تم میں موجود نہیں ہے، اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس عیب سے پاک صاف ہو، اور اگر فریق ثانی جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے تو صبر کرو، جواب سے جواب الجواب اور پھر جواب جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، اور پھر زبان کی منزل سے ہاتھوں تک بات پہنچ جائے گی، جس کے خوفناک نتائج غیر متوقع نہیں ہوتے۔ لہٰذا صبر ہی بہتر ہے۔ اور ساتھ ہی یہ خیال کرو کہ ہم تو چیز ہی کیا ہیں؟ لوگوں نے تو ام المومنین حضرت عائشہؓ کو بھی نہیں بخشا، مگر انھوں نیکوئی جزع فزع یا شور شرابا نہیں کیا، صرف صبر اور خاموشی اختیار کی، تو اللہ تعالیٰ کو آپ کا صبر اتنا پسند آیا، کہ پوری ۱۶ آیات ان کی برات اور شان میں اور بہتان لگانے والوں کی مذمت کے واقعہ کی نازل فرمائیں۔ اور قیامت تک ان کی تلاوت ان گنت اشخاص کرتے رہیں گے۔ حالانکہ ام المومنینؓ بالکل بے قصور تھیں۔ اور ہمارا تو پھر بھی کچھ نہ کچھ قصور ہوتا ہی ہوگا، بس اس کو تسلیم کر کے، حقوق کی ادائیگی کر کے ان کی اور اپنی اصلاح کے لیے سکون کے وقت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا کرتے رہیں۔ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ اور اگر پھر بھی کسی حد تک تلخی باقی یا موجود

رہے' تو اپنے مذکورہ اعمال پر نظر ثانی کریں' اور دوبارہ جو کمی ہے' پوری کر کے یہی اعمال کریں' پھر بھی پورا کام نہ بنے تو پھر یہی اعمال کریں' گوہر مراد پائیں گی' اگر کلی حالات درست ہو گئے تو فبہا ورنہ انشاء اللہ آپ کو سکون قلب کی دولت نصیب ہو جائے گی' اس کی حفاظت کریں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔ ان اللّٰہ مع الصابرینo ان اللّٰہ مع المتقینo ان اللّٰہ مع المحسنینo اللہ کریم کی معیت کی نعمت صابرین' متقین اور محسنین کے لیے ہے' اور ظاہر ہے کہ اگر آپ کے مذکورہ اعمال بہ صورت موجودہ صحیح ہیں' تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو بالکل صحیح ہے ہی' اسی معیت الٰہی کی نعمت سے سکون قلب حاصل ہو گا۔

یہ بھی خیال فرمایئے کہ نفس بڑا عیار ہے' اس نے اپنے نقائص تو کیا بتانے تھے' بلکہ ان نقائص یا خرابیوں کو اس کی خوبیاں بنا کر دکھاتا ہے' اس طرح ظاہر ہے' کہ اس فریب خوردہ انسان کو اپنی اصلاح کا خیال بھی نہیں آئے گا۔ مخالفین کو فریق ثانی کے عیوب ضرور نظر آتے ہیں' اگرچہ کمی بیشی تو ہو سکتی ہے' مگر اسے ضرور علم ہوتا ہے' لہٰذا اگر اس سے اپنے نقائص معلوم ہوں' تو ان کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے اور مخالف کے لیے دعائے خیر اور ہدایت کی دعا کرنی چاہیے۔ اپنے آپ کو تقریباً ہر آدمی بہتر اور پاک باز ہی سمجھتا ہے (الا ماشا اللہ) اللہ کریم اس صفت کو پسند نہیں فرماتے ارشاد ہے۔ فلا تزکوا انفسکم ھوا علم بمن اتقیo (سورہ النجم آیت ۳۲) اپنے آپ کو پاک باز نہ ظاہر کرتے پھرو' اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے' جو اس سے ڈرنے والے ہیں۔ (مفہوم) ایک اللہ کے مخلص بندے نے دوسرے بزرگ عالم کو اپنے کچھ روحانی حالات (غالباً مدارج' انوارات' کشف وغیرہ) تحریر کیے' شیخ نے انھیں یہ مراقبہ تجویز کیا' کہ یوں تصور کرو کہ' میں اللہ کے سامنے حاضر ہوں اور اپنے اعمال اللہ کریم عالم الغیب کی خدمت میں (ھدیۃً) پیش کر رہا ہوں' اس مراقبہ کے بعد سائل مذکور کی جو کیفیت ہوئی' وہ خود انھوں نے لکھ کر بھیجی جس کا مفہوم کچھ ایسا ہے' کہ حضرت! پہلے تو میں اپنے قلب کو ایسی خوبصورت صندوقچی کی مانند سمجھتا تھا' جو ہیرے اور جواہرات سے بھری ہوئی ہو' مگر آپ کے مذکورہ مراقبہ پر عمل کے بعد یہ حقیقت منکشف ہوئی' کہ میرا دل تو گوہ (پاخانے) سے بھرا ایک ٹوکرا ہے'' اللہ اللہ! انسان کی خود فریبی' جس کا پردہ یہاں ہی چاک ہو جائے تو بہتر ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تو اگر سرکار کی نظر رحمت (خدانخواستہ) نہ ہوئی تو قلوب کو اپریشن کی ٹیبل پر چیرا جائے گا' اور اس میں موجود ریا' عجب حسد' فساد' کبر وغیرہ سب عیوب باہر نکال لیے جائیں گے' اور ان اخلاق ذمیمہ سے سب اعمال آلودہ ہوں گے' کیا ان غلاظتوں سے بھرے اعمال اس قابل ہیں' کہ اس شہنشاہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں ہدیۃً پیش کیے جائیں؟ انعام تو گئے کہیں کھوہ کھاتے میں' یہ تو جوتیوں کے لائق سامان تیار ہو گیا۔ یا اللہ رحم فرما! معاف فرما! و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرینo پس ابھی وقت ہے کہ اپنا محاسبہ کرتے رہیں' اس سے پہلے کہ ہمارا محاسبہ کیا جائے حاسبوا قبل ان تحاسبوا بعض خواتین یہ شکایت کرتی ہیں' کہ میرا خاوند غیر عورت یا عورتوں سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔ مگر عموماً یہ صرف اس خاتون کا ہی موقف ہوتا ہے حقیقت نہیں ہوتی' شاید اس لیے کہ اس کو اپنے خاوند سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے' اور وہ جائز طور پر اس محبت کا حق صرف اپنے لیے ہی محفوظ سمجھتی ہے' اور اپنے اس حق میں وہ کسی غیر

عورت کی شمولیت کا تصور بھی جائز نہیں سمجھتی، لہٰذا اگر کسی رشتہ دار غیر محرم عورت سے شوہر نے ہنس کر بات بھی کر لی، تو وہ اسے بڑی تیز رفتاری سے تعلقات کی آخری منزل متصور کر لیتی ہے۔ اگرچہ ایسی قریبی رشتہ دار غیر محرم جوان خواتین سے تنہائی میں باتیں کرنا بھی جائز نہیں۔ مگر دوسروں کے سامنے اس سے ہنسی کی بات کر لینا اتنا بڑا گناہ نہیں، جتنا وہ سمجھتی ہے، غالباً اس کی وجہ بھی خاوند کی محبت ہی ہے، جیسا کہ مشہور ہے۔ عشق است ہزار بدگمانی..... مگر ہر کام میں احتیاط، تقویٰ اور صحیح طرز عمل ہی اختیار کرنا اولیٰ ہے، اور یہ خاتون جو محض اپنی محبت یا نادانی سے اتنا بڑا الزام لگا رہی ہے، اس کے ثبوت کے لیے چار چشم دید گواہ لازمی ہیں، اور ایسا کوئی واقعہ ہوا ہو تو اس کا گواہ بھی موجود ہو، مگر یہ زیادہ تر بدظنی پر ہی مبنی ہوتا ہے، اور پھر وہ خاتون اپنی بے احتیاطی سے دوسری سہیلیوں سے اسے خفیہ رکھنے کی تاکید کے ساتھ نشر کرتی پھرتی ہے اور پھر یہ سہیلی اپنی اگلی سہیلی کو یہ نئی خبر اسی طرح خفیہ رکھنے کی تاکید کے ساتھ اور کسی کو ہرگز نہ بتانے کی فرمائش کے ساتھ بتاتی چلی جاتی ہے، نتیجہ یہ بات لیک آؤٹ ہو کر زبردست افتراق و انتشار اور فساد کا باعث بن جاتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دور خلافت تھا، ایک عورت آئی اور کہنے لگی، حضرت میرا خاوند غیر عورتوں سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے، اس کا کوئی علاج فرماؤ! مگر آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی، اس عورت نے پھر یہی بات کہی، مگر آپ نے کوئی پرواہ نہ کی، تیسری بار پھر اس عورت نے یہی بات کہی، تو آپ نے اس سے فرمایا، بی بی! میری بات غور سے سن! اگر تو سچی ہے تو ہم تیرے خاوند کو اس کا جسم کا نصف نچلا حصہ زمین میں گاڑ کر پتھروں سے سنگسار کر دیں گے، بول اب کیا کہتی ہے؟ یہ سن کر وہ عورت چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی۔ مقصد اس عرض کرنے کا یہ ہے کہ اکثر عورتیں غیر ذمہ داری سے باتیں کرتی ہیں، اس کی بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔ عربی نصیحت کے مطابق یہ بات صحیح ہے، کہ تلواروں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں مگر زبان کے زخم مندمل نہیں ہوتے۔

ایک عرض اور ہے کہ کوئی مرد یا عورت بس، ٹرین میں سفر کرے، تو ساتھ کی سیٹ والے یا والی سے وہ چند گھنٹوں میں اتنا ضرور واقف ہو جائیں گے کہ یہ ساتھی کس طبیعت، اور قماش اور کس مزاج کا مالک یا مالکہ ہے، مگر حیرت ہے کہ بیوی کو دو چار پانچ دس سال گزارنے کے باوجود خاوند کی طبیعت اور مزاج کا علم نہیں ہوا؟ ہوا تو ضرور ہو گا، مگر اس کی پرواہ نہیں کی جاتی، کیا مشکل بات ہے کہ اگر اس کی پسند کو اپنی پسند بنا لیا جائے، اور اس کی ناگواری کو اپنی ناگواری! اس طرح حسن اخلاق اور قربانی سے آپ اپنے خاوند کو ''اپنا'' بنا سکتی ہیں۔ اور یہ اپنائیت انشاء اللہ حقیقی مضبوط اور مستقل ہو گی، اور اگر اللہ کریم کی رحمت سے دونوں کی زندگی اسلام پر گزری، اور اس زندگی کا خاتمہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ ایمان پر ہی ہوا، تو یہ جوڑی بہشت میں بھی قائم رہے گی، اللہ کریم اس کی توفیق عطا فرمائیں آمین!

حسن اخلاق سے دل جیت لینا اور اپنا بنا لینے کا ایک واقعہ دیر ہوئی پڑھا تھا، جس کا تذکرہ غالباً مناسب ہو گا، کہ ایک بادشاہ کی افواج کا سپہ سالار خفیہ طور پر دشمن سے مل گیا، کسی مخبر نے بادشاہ کو اطلاع دے دی، بادشاہ نے کہا کہ میں ابھی اس کو جیل خانہ میں قید کراتا ہوں، اور ایک پیادے کو اسے لانے کے لیے بھیج دیا، اور مخبر کو کہا، کہ تم پردے کے پیچھے چھپ جاؤ، سپہ سالار آیا تو بادشاہ نے خلاف معمول اس کا کھڑے ہو کر

استقبال کیا' اور اپنے بائیں جانب تخت پر بٹھایا' اس سے مصافحہ و معانقہ کیا' اس کے سب اہل و عیال کی خیر و خیریت پوچھی' اور (مطابق سکیم) کہا کہ رات میں لیٹے لیٹے یہ سوچ رہا تھا کہ آپ کا دادا میرے دادے کا سپہ سالار' آپ کا والد میرے والد کا سپہ سالار' اور آپ میرے سپہ سالار! ہمارا تو آپس کا بہت پرانا اور مضبوط رشتہ اور تعلق ہے اور اس کا میں نے اب تک جو آپ کو معاوضہ دیا ہے' سچی بات ہے وہ آپ کے شایان شان اور خدمت کے مطابق نہیں' لہٰذا آپ کی تنخواہ آج سے اتنی بڑھا دی گئی ہے' اور آپ کے نام فلاں جاگیر بھی کر دی گئی ہے' اور آپ کی خدمت میں یہ خلعت بھی پیش کی جا رہی ہے۔ قبول فرما کر ممنون فرمائیں! ساتھ ہی خلعت اور تحائف کا تھال بھی ملازم نے پیش کر دیا۔ بادشاہ سپہ سالار سے باتیں بھی کرتا جاتا تھا اور کنکھیوں سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ بھی لے رہا تھا' ادھر سپہ سالار کا یہ حال تھا کہ باشاہ کے ہر فقرے پر وہ شرمندگی سے دل ہی دل میں کٹتا جا رہا تھا' اور اپنے آپ کو کوس رہا تھا' کہ اے ناہنجار! بادشاہ سلامت تو تیرے باپ دادے کا احسان بھی نہیں بھولے' اور تو اب اتنا کمینہ بن گیا ہے' کہ اپنے مربی اور محسن سے غداری پر آمادہ ہو کر' اپنے آقایان نعمت کو تہ تیغ کرانا چاہتا ہے' بس اب تو توبہ کر اور اس دشمن کو جواب دے دے' ورنہ تیری دنیا اور آخرت دونوں تباہ و برباد ہو جائیں گی' چنانچہ وہیں اس نے یہی فیصلہ کر لیا' اور پھر بادشاہ نے بڑے اعزاز اور انعام و اکرام اور تپاک سے بغل گیر ہو کر اسے رخصت کیا۔ اس کے بعد وہ مخبر باہر نکلا' اور بہت حیران ہوا' اور عرض کیا' بادشاہ سلامت! آپ نے تو مجھ سے فرمایا تھا کہ میں اس غدار سپہ سالار کو ابھی جیل خانہ میں قید کراتا ہوں' مگر آپ نے تو اس کے ساتھ بالکل برعکس معاملہ کیا' کہ سزا کی بجائے انعام و اکرام اور جاگیر' خلعت وغیرہ سے پہلے کی نسبت بہت عزت افزائی فرمائی' آپ کے اس طرز عمل کی مجھے تو بالکل سمجھ نہیں آئی! بادشاہ نے جواب دیا' میں نے جو کچھ کہا تھا' وہی کیا ہے' جسے ذرا سمجھنے کی کوشش کریں' بات دراصل یہ ہے کہ اگر میں اسے حوالات بھیج دیتا تو عین ممکن ہے' کہ وہ اسی حرام کمائی یعنی رشوت سے جو اس نے میرے دشمن سے حاصل کی تھی' داروغہ جیل کو بھاری رشوت دے کر فرار ہو جاتا' اس طرح میری قوت کمزور اور دشمن کی قوت قوی ہو جاتی' لہٰذا میں نے اس کی دکھتی رگ پکڑی' کہ اس وقت اسے دنیا کے حصول کا دورہ پڑا ہوا ہے' اور اس ''مرض'' کی شدت میں اسے حرام و حلال کی تمیز بھی نہیں رہی' اس لیے میں نے اس کے علاج کے لیے دوہرے فائدہ کا طریقہ اختیار کیا' کہ اس کے ساتھ شفقت و رحمت کا سلوک کیا' تا کہ اس کا دل نرم ہو' اور ''اچھی بات قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائے' پھر احسان و انعام کا سلوک بھی کیا کہ اسے اپنے فعل پر ندامت ہو' اور حرام دنیا کی نحوست اس کے قلب سے نکلے' اور نسبتاً حلال دنیا اسے دی تا کہ اس کی برکت سے وہ صحیح رویہ اختیار کرے' اور اس پر وہ جما بھی رہے' اور الحمد للہ میری یہ سکیم کامیاب رہی' کہ میں اس کے چہرے سے اس کے شواہد ملاحظہ کر رہا تھا' اس طرح میں نے اسے اپنے اخلاق اور احسان کے اس ''غیر مرئی' جیل خانہ میں قید کر دیا ہے' جس سے اب وہ انشاء اللہ نکل ہی نہیں سکے گا۔ اور عملاً بعد میں ایسے ہی ہوا کہ وہ سپہ سالار' بادشاہ کا پہلے سے بھی بہت زیادہ وفادار ہو گیا' کہ اس کے لیے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو ہمہ تن تیار رہتا۔ اسی طریقہ سے ہر شخص عموماً اپنے مخالف کو موافق بنا سکتا

ہے۔ ارشاد ربانی کا مفہوم ہے ''اور نیکی اور برائی برابر نہیں۔ بدی کو نیکی سے دور کرو، بہترین طریقہ سے، پھر تم دیکھو گے کہ تمہارا دشمن ہی اب تمہارا جگری دوست بن گیا ہے۔ مگر یہ صفت (اتنے اچھے اور اونچے احسان اور اخلاق کی) مفت نہیں ملتی، سوائے ان لوگوں کے جو صبر کرتے ہیں اور بڑے نصیبے والے ہیں'' (سورہ حم السجدہ آیت ۳۵) محبت سے تو وحشی جانور بھی مطیع بن جاتے ہیں، بیوی کے لیے خاوند کے ساتھ صرف محبت ہی ہر قسم کی خیر کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، بس ذرا ہمت، وسعت قلب ونظر، دعاؤں اور استقامت کی ضرورت ہے، اللہ کریم نصیب فرمائی۔ (آمین!)

اگرچہ بعض مرد بھی بہت کرخت طبیعت کے مالک بلکہ ظالم ہوتے ہیں۔ مگر ان کا سخت رویہ کم و بیش سب کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ لہذا بیوی اگر اسے انفرادی مصیبت کی بجائے اجتماعی ضرر سمجھ کر شوہر کی ہدایت کے لیے دعائیں کیا کرے، تو انشاء اللہ زیادہ اور جلدی اصلاح کی امید ہے۔ پھر بھی اگر مطلوبہ صحیح حد تک کامیابی نہ ہو، تو اپنی رائے کو خاوند کی رائے اور مزاج کے تابع کر دے، کہ دانشمندی کا تقاضا یہی ہے۔ کہ بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹا نقصان برداشت کر لیا جائے، اور بڑے فائدہ کے حصول کے لیے چھوٹا فائدہ چھوڑ دیا جائے، اور ظاہر ہے کہ گھر کا باہمی فساد سب سے بڑا نقصان، اور گھر میں اتفاق ومحبت سب سے بڑا فائدہ ہے۔ عورت کو بگڑا ہوا خاوند اپنا دشمن نہ سمجھنا چاہیے، بلکہ روحانی مریض سمجھنا چاہیے، اور اس سے ایسی ہمدردی کا سلوک کرنا چاہیے جو جسمانی مریض سے کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ یہ طریق کار بھی مفید ثابت ہوگا۔ بعض افراد ''کوکڑو'' قسم کے ہوتے ہیں، جن پر کوئی کلام نرم ونازک اثر نہیں کرتی، ایسے حالات میں یہ نظریہ تازہ اور ذہن نشین کریں۔ کہ جو انسان بھی اس دنیا میں آیا ہے، وہ ہر وقت غیر مرئی اور غیر محسوس طریقہ سے اپنا اپنا نامہ اعمال تیار کر رہا ہے۔ اور آخر میں وہ یہی اعمال نامہ اپنے ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہوگا، جہاں اس سے صرف اسی کے اعمال کی باز پرس ہوگی، لہذا تم صرف اپنے اعمال نامہ کی فکر کرو، کہ اس میں ''صبر'' تو ہو ظلم نہ ہو، اور اگر متعلقہ فرد کے اعمال نامہ میں تم پر ظلم درج ہے تو یقین رکھو کہ تمہارا نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہوا ہے۔ یعنی تمہارا اتنا سرمایہ اس کے کھاتہ میں امانتاً جمع کر دیا گیا ہے، اور روز محشر جبکہ نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور سب سے زیادہ محبت کرنے والی ہستی یعنی ماں بھی اپنے بیٹے کو صرف ایک نیکی بھی نہ دے گی، اس وقت اس حق تلفی کرنے والے کی نیکیاں تمہیں دلوا دی جائیں گی، اور اس بازار میں صرف نیکی کی کرنسی ہی چلے گی، اگر ایک نیکی سے کوئی جہنمی سے جنتی بن جائے تو اس سے سستا سودا اور اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اور کوئی نہیں! صرف یقین اور ہمت کی بات ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمایئے۔ (آمین!)

ایک اور امر یہ ہے کہ مردوں میں عموماً اور عورتوں میں خصوصاً دنیا کی محبت اور نام ونمود کی خواہش بہت زیادہ پائی جاتی ہے، اور عورت تو شاید اپنی زندگی کا مقصد واحد نہیں تو سب سے بڑا مقصد بناؤ سنگار اور زیب وزینت کو ہی سمجھتی اور اسی دھندے میں پھنسی رہتی ہے۔ اومن ينشاء فی الحلية (سورہ الزخرف آیت ۱۸) وہ (عورت) جو زیورات میں ہی پرورش پاتی ہے۔ اور سامان آرائش کے لیے خاوند کی جان کو عذاب میں ڈالے رکھتی ہے۔ اور پھر اس کی اس طلب کی کوئی حد بھی نظر نہیں آتی، جہاں کسی عورت کا نئی قسم کا

کپڑا زیور کا یا نیا ڈیزائن دیکھا، بس تڑپ ہی تو گئی، اب اس وقت تک اسے چین نہیں آئے گا۔ جب تک مطلوبہ چیز حاصل نہ ہو جائے، خصوصاً آج کل تو غالباً قوم پر سب سے بڑا عذاب یہی ہے۔ کہ مغرب زدہ ابلیس کی ایجنٹ خواتین ذرائع ابلاغ، ٹی وی، ریڈیو، پریس اور مخلوط مجالس میں اپنے نیم عریاں اور فحش فیشن کے ذریعہ قوم کی بچیوں کے ذہنوں کو مسموم اور عورتوں کو قعر ضلالت و ہلاکت میں دھکا دینے پر ہمہ تن اور ہمہ وقت کمربستہ ہیں، حرام وحلال کی تمیز نہ رکھنے والے دنیادار تو پہلے سے ہی اس تہذیب میں غرق تھے، افسوس ہے کہ دینی گھرانے بھی اس وبا سے محفوظ نہیں رہیں (الا ماشاء اللہ) اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اگر کسی متعلقہ ایسے مقتدر طبقہ کے سینہ میں "ضمیر" نام کی کوئی چیز موجود ہو، تو انہیں بلکہ ہم سب کو یہ سوچنا چاہیے، کہ دنیاوی لحاظ سے بھی ہم یہ کون سا عقلمندی کا کام کر رہے ہیں۔ کتاب سیرت المصطفیٰ ﷺ میں حضرت مولانا ادریس کاندھلوی کے ارشادات کا مفہوم عرض ہے، کہ ہر انسان کے جسم میں اسی کی ہمشکل روح موجود ہے، اور وہ روح ہی اصل اور اہم چیز ہے۔ جسم تو اس روح کا محض لباس ہے، سر، روح کی ٹوپی ہے، بازو روح کی آستینیں اور ٹانگیں روح کا پاجامہ ہیں۔ جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا، کہ ہمارا یہ ظاہری جسم، اصل جسم نہیں، بلکہ حقیقی جسم تو ہماری روح ہے، تب ہم پر از خود لازم ہو گیا، کہ جس طرح پہلے ہم اپنے جسم کی ضروریات اور اس کی صحت و مرض کا خیال رکھتے تھے، اب اتنا خیال اور اہتمام تو ضرور روح کے لیے کرنا چاہیے، اور اس ظاہری جسم کے لیے جو اہتمام کرتے تھے، وہ کم کر کے اتنی ہی حیثیت والا معاملہ اس سے کرنا چاہیے، جتنا اپنی پوشاک سے کرتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کہیں ایسی صورت حال ہو، کہ مریض کی حالت خطرناک ہو، مسلسل بیماری سے نہایت نحیف و لاغر ہو چکا ہو، کہ خود اٹھنا بیٹھنا تو درکنار، بولنا بھی مشکل ہو، اور وہ صرف اشاروں پر ہی قادر ہو، مگر اس کے گھر والے اس کی تیمارداری یوں کر رہے ہوں، کہ اس کی دوا کا کوئی فکر و ذکر تک نہ ہو، بلکہ شور مچا رکھا ہو، کہ بہترین قیمتی سوٹ اسے پہناؤ، خوشبودار پاؤڈر لگاؤ، بہترین میک اپ کرو، اور اسے شاہی پان کھلاؤ!...... ایسے لوگوں کو ہم لوگ یقیناً احمق قرار دیں گے، کہ مریض کی جان کی تو کوئی فکر نہیں، بلکہ صرف ظاہری ٹیپ ٹاپ اور آرائش و نمائش میں لگے ہوئے ہیں، اگر مریض چل بسا تو ان کا یہ سب اہتمام فضول اور وہ سب ابوالفضول بن کر رہ جائیں گے۔ مگر کیا ہم سب کا یہی حال نہیں ہے؟ ظاہری جسم یعنی پوشاک کا تو بہت فکر ہے، مگر اصلی جسم یعنی روح بیمار ہے، اس کا کوئی فکر ہی نہیں۔ روح بیمار ہے تو اس روح سے جسم کے ذریعہ خراب اعمال نکلیں گے، معاشرہ متاثر ہو گا، اور بناؤ کی جگہ ہر مقام پر بگاڑ پیدا ہو گا **ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس** (سورہ روم آیت ۴۱) لوگوں کی کرتوتوں کی وجہ سے زمین اور سمندر ہر جگہ فساد برپا ہو گیا (مفہوم) یعنی اس طرح دنیا دارالفساد بن جائے گی اور اگر روح صحت مند ہوئی، تو بدن کے اعمال صالحہ نکلیں گے، ایمان اور اعمال صالحہ کی عمومی توفیق بھی نصیب ہو گی، معاشرہ میں امن و امان ہو گا اور "خلافت الہیہ" کی نعمت عطا فرمائی جائے گی، اور یہی دنیا جنت کا ایک چھوٹا سا نمونہ بن جائے گی۔ "حب زوجین" یا میاں بیوی میں اتفاق و اتحاد، پھر خاندان، محلہ، شہر، ملک اور پوری دنیا میں امن و سکون کے لیے یہی صحیح طریقہ کار ہے، فرد درست ہو گا تو قوم درست ہو گی، اور اس

''اصلاح یافتہ'' قوم اور احسن معاشرہ کو دیکھ کر دیگر اقوام اس کی پیروی کریں گی! اور یہ محض ایک تخیل اور مفروضہ نہیں‘ بلکہ اس کے مثبت اور منفی دونوں عملی نمونے یہ دنیا دیکھ چکی ہے‘ نبی کریم ﷺ کا قائم کردہ صالح معاشرہ جب تک صحیح بنیادوں اور اصولوں پر عمل پیرا رہا‘ پوری دنیا میں زمین و آسمان اپنی برکات ان پر نچھاور کرتے رہے‘ اس کے برعکس ماضی قریب میں دجل و فریب پر مبنی‘ ایک یہودی فرد کا وضع کردہ نظام (کمیونزم) اپنے فریب کی بنیاد پر اگرچہ قائم بھی ہوا‘ اور دنیا کے معتدبہ حصہ کو اپنی لپیٹ میں بھی لے لیا‘ مگر غیر فطری اور عملاً انصاف کی بجائے ظلم و جبر کے حامل و عامل ہونے کیوجہ سے‘ اس نظریہ و نظام سے موجودہ ذمہ دار کمیونسٹ لیڈر کے ہاتھوں ہی وہ موت کے گھاٹ اتر گیا‘ لہٰذا ہر فرد مسلم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے بنائے اور بتائے ہوئے قوانین اور طرز حیات کے مطابق پوری زندگی گزارنی چاہیے‘ اور غیر اسلامی نظریات‘ نظام‘ تہذیب و تمدن سے کلی اجتناب کرنا چاہیے‘ اللہ تعالیٰ کا دین اسلام کامل و مکمل ہے‘ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی دین (نظام زندگی) قابل قبول نہیں ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین (طریق زندگی) اختیار کرے گا‘ تو اسے اللہ تعالیٰ ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ (مفہوم)

مسمریزم

بعنوان ”قربانی کا بکرا“ مسمریزم کے ذکر میں یہ بیان کیا جا چکا ہے، کہ یہ محض ایک نفسیاتی تاثر ہے، جو عامل و معمول پر اپنے ہاتھوں، باتوں اور نگاہوں وغیرہ سے طاری کرتا ہے، اور پھر اگر یہ تاثر شدید صورت اختیار کر لے، تو معمول اپنا ذہن و دماغ بالکل عامل کے تابع کر دیتا ہے، حتیٰ کہ اگر عامل معمول کے سامنے پڑی ہوئی رسی کو سانپ باور کرانا چاہے تو معمول اسے سانپ ہی سمجھے گا، اور اس رسی سے اسی طرح خوف کھائے گا، جس طرح سانپ سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ تماشہ کرنے والے مداری بھی اپنی چرب زبانی، حرکات و سکنات اور شعبدوں سے مجمع کو متاثر کر کے ان کی جیبوں سے پیسے نکلوا لیتے ہیں، اور کئی بہترین مقرر اپنی فصاحت و بلاغت اور طرز بیان سے حاضرین کو مسحور کر لیتے ہیں، اور کچھ شاعر بھی اپنے اشعار سے لوگوں کو بے خود بنا دیتے ہیں، **ان من الشعر لحكمة وان من البيان لسحره (او كما قال)** یقیناً یا بعض اشعار میں حکمت اور بعض مواعیظ میں سحر جیسا اثر ہوتا ہے۔

انسان جن اعضاء سے دوسروں کو متاثر کرتا ہے، وہ زبان، ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ ہیں، مگر ان میں سب سے زیادہ اہم اور زیادہ متاثر کن عضو آنکھ ہے، بغیر زبان ہلائے کوئی انسان دوسرے انسان کو کچھ نہیں سمجھا سکتا، ہاتھ متحرک نہیں تو بے اثر، مگر آنکھ سے انسان خاموشی سے سینکڑوں تاثرات کا اظہار کر سکتا ہے اور دوسرے کو کسی حد تک متاثر بھی کر سکتا ہے، مثلاً حیرت، مسرت، بشاشت، رغبت، فرحت، حلاوت، رافت، رحمت، محبت، الفت، عقیدت، رعایت، صداقت، اجازت، انابت، اصابت، ارادت، نجابت، طمانیت، فضیلت، ظرافت، شرارت، بضاعت، عنایت، حمایت، لطافت، فطانت، مروت، شفقت، سطوت، شوکت، تمکنت، عزت، ذلت، فکاہت، ذکاوت، سلامت، سخاوت، فراست، اطاعت، عزیمت، ذہانت، استقامت، وقعت، شناخت، متانت، مہارت، حسرت، ملامت، ندامت، رزالت، جہالت، علالت، قباحت، دہشت، نفرت، حقارت، حماقت، علامت، جلالت، صلابت، دنائت، اہانت، سماجت، خفت، عفت، گراوٹ، خجالت، خیانت، شقاوت، برات، انانت، حفاظت، خباثت، غباوت، شرافت، ہمت، جسارت، رعونت، نخوت، نقاہت، وحشت، ہزیمت، شکایت، لجاجت، کاغت، منت، شہوت، ہیبت، قناعت، وجاہت، جلالت، دنانت، امانت، افادت، گھبراہٹ، بوکھلاہٹ، ہچکچاہٹ، تلملاہٹ، مسابقت، ممانعت، مداومت، متابعت، منافرت، منافقت، مناقشت، مداہنت،

معاونت' مصالحت' مسامرت' مزاحمت' مرافقت' مخاصمت' مراغبت' مساعدت' مسامحت' مراجعت' منازعت' مشارکت' مخالفت' منافست' مقاومت' مراغبت' مغائرت' مصاحبت مواظبت' موافقت' مؤالفت' مؤانست' محافظت' شرم' حیا' ادب' تعظیم' تکریم' تحسین' تمجید' تحمید' تعمیل' تعجیل' تواضع' اعتراف' غداری' عطا' عیب' حلم' لطف' وکرم' شکر' فکر' عقل' فضل' رحم' سکون' توکل' عجز' فخر' کبر' قہر' انکار' اقرار' التفات' اجتناب' افتخار' افتقار' اشتعال' اشتیاق' امتناع' انتظار اضطراب' انقباض' انشراح' انبساط انقطاع' انفصال' استہزا' انتقام' غضب' تشویش' درد' کرب' خلش' بخل' حرص' رعب' فہم' تکلف' تردد' تدبر' تفکر' تشکر' تاسف' تذبذب' اعراض' خوشامد' ضعف' غفلت' انکسار' بغض' حسد' استخفاف' استحقاق استمداد' استقرار' استحصال' استقلال' استخلاص' استغراق' استحسان' استحکام' استخفاف' استفہام' استمداد' استغفار استعلا' استغناء' استفسار' اداسی' بے چارگی' اچھائی' ڈھٹائی' آشنائی' خوشنمائی' خودنمائی' بے وفائی' بے حیائی' پارسائی' دلربائی' ملنساری' غمگساری' شرمساری' وغیرہ غرض یہ کہ نفسانی' شیطانی' انسانی وملکوتی اکثر صفات کے اظہار کا بڑا ذریعہ آنکھ ہے۔

عربی' یونانی' لاطینی' انگریزی' وغیرہ ہزاروں سال پرانی زبانیں ہیں' اور حکومتیں ان کی سرپرستی کرتی آئی ہیں مگر اردو ابھی تک ایک یتیم بچی ہے' جس کا کوئی پرسان حال نہیں کہ کوئی قوت مقتدرہ اسے سہارا دینے کو تیار نہیں' کہ آقایان ولی نعمت کی انگلش مادری و پدری زبان ہے۔ لہٰذا بیچاری اردو خواص کی نہیں عوام کی زبان ہے۔ جو کسی نے بنائی نہیں بلکہ خود وجود میں آئی! صرف ڈیڑھ دو صدی پیشتر مغلیہ دور میں ہندوستان میں دوسرے ممالک سے اور خود ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے لوگ فوج میں بھرتی ہونے کے لیے آتے کہ یہ ملک بہت بڑا تھا' حکومت بھی بڑی اور فوج بھی بڑی' کہیں نہ کہیں کوئی چھوٹا موٹا رجواڑہ شورش کھڑی کر دیتا' اسے فرد کرنے کے لیے لشکر بھیجا جاتا' مختلف ممالک اور علاقوں کے لوگ لشکر میں اکٹھے ہوتے' اور اپنی اور دوسرے کی نئی عجیب سی مخلوط زبان میں بات چیت کرتے' اس طرح کچھ عرصہ میں یہ بہت سی زبانوں پر مشتمل ایک عجیب زبان وجود میں آ گئی' جس کا نام ''اردو'' مشہور ہو گیا' اردو ترکی کی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی لشکر کے ہیں اس مسکین اور غریب زبان میں ''آنکھ'' اور اس کے متعلق اردو لغت میں ۹۰۰ الفاظ ومحاورات ہیں جن میں سے ۴۰۰ ابرو' پلک بھنویں' نظر' نگاہ' آنسو' وغیرہ کے متعلق اور ۵۰۰ صرف آنکھ کے متعلق ہیں۔ جن سے آنکھ اور اس کے اعمال کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق ہی اس کی قدرت کا شاہکار ہے۔ اگر انسان اس کے بارے میں تدبر وتفکر سے کام لے تو اسے اسی چیز سے ہی اللہ تعالیٰ کے وجود اور توحید کا علم ویقین حاصل ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ اسے تسلیم کرے یا نہ کرے۔ دیکھیے! جتنے اعضاء ہاتھی جیسے عظیم الجثہ جانور کی زندگی کے لیے ضروری ہیں۔ اتنے ہی اعضاء اللہ کریم نے مچھر کو بھی عطا فرمائے ہیں' بلکہ ایک ایسے جراثیم کے جسم میں بھی وہ سب اعضاء اور نظام موجود ہیں' جو اتنے ننھے ہیں کہ سوئی کی نوک پر بھی سینکڑوں آ سکتے ہیں۔ انسان کے صرف بال میں ایسی قدرت کی عجیب نشانیاں ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ دنیا میں کسی انسان کی شکل دوسرے سے جس طرح نہیں ملتی' اسی طرح اس کا کوئی عضو بھی دوسرے انسان کے عضو سے نہیں ملتا۔

(مشابہ ہوتا) ہاتھ کے انگوٹھے کی لکیریں میں ہر انسان کی اللہ تعالیٰ نے مختلف بنائی ہیں اور "فنگر پرنٹ" انہی لکیروں سے انسان کی شناخت کر لیتے ہیں، اسی طرح کسی انسان کا بال دوسرے ہر انسان کے بال سے بالکل مختلف ہوگا، اور بال کی نسبت آنکھ کتنا عجیب اور اہم عضو ہے، آپ اس سے خوب واقف ہیں، اس کی تخلیقی انفرادی اور خصوصی صفت کا تو بندہ کو علم نہیں۔ البتہ آنکھ کے آخری عمل کے متعلق معلوم کیجیے، کہ یہ آنکھ ہی ہے جو انسان کی آخری وقت تک بلکہ سب اعضاء کے بعد تک اس کی رفاقت کا حق ادا کرتی ہے۔ مطابق مضمون حدیث شریف، انسان کی روح پرواز کرنے کے بعد، اس انسان کی آنکھیں اس کی روح کو جاتے اور پرواز کرتے دیکھتی ہیں۔ تبھی میت کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، جس کو وارثان بعد میں بند کرتے ہیں۔ دیکھیے اس انسان کا تنفس (سانس) ختم ہوگیا، اسی کا نام زندگی تھا، یعنی زندگی ختم ہوگئی، مگر زندگی کے بعد صرف جب سب اعضاء جواب دے گئے اس وقت صرف اس کی آنکھ ہی ہے، جو اس کی زندگی کے بعد بھی جہاں تک اس کے بس میں ہے، اس کی رفاقت کا حق ادا کر رہی ہے۔

آنکھ سے خیر و شر کے کئی اعمال بھی منسوب ہیں، آنکھ سے قرآن مجید کی تلاوت کیجیے، ترجمہ و تفسیر پڑھیے، احادیث مبارکہ اور دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ کیجیے، کلام پاک کی تلاوت پر ہر حرف کے بدلے کم از کم دس نیکیاں حاصل کیجیے، بیت اللہ شریف پر صرف ایک نظر ڈالیے اور اللہ کریم کی بیس رحمتوں کے مستحق بن جائیے، ماں باپ پر ادب اور محبت کی نگاہ ڈالیے، ایک حج کا ثواب لیجیے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے خوف سے تنہائی میں رونے والی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کی رات جاگ کر پہرہ دینے والی آنکھ پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ حرام فرما دی ہے۔ وغیرہ...... اب آنکھ سے متعلق ایسے اعمال سنیے، جن سے اللہ کریم ناراض ہوتے ہیں۔ اور ابلیس خوش ہوتا ہے، مخرب اخلاق کتب و رسائل پڑھنا سینما دیکھنا، ٹی وی، وی سی آر پر فحش مناظر دیکھنا، غریب کو حقارت سے دیکھنا، غیر محرم عورتوں کو دیکھنا، (پہلی نظر غیر ارادی معاف ہے، جبکہ فوراً نظر ہٹالی جائے)۔

جلووں کے اژدھام میں لازم ہے احتیاط
سہو نظر معاف ہے قصد نظر حرام

عورتوں کے لیے غیر محرم مردوں کو دیکھنا بھی اسی طرح حرام ہے، ایک نابینا صحابیؓ حضور اکرمؐ کے گھر حاضر ہوئے، ایک ام المومنین ان کی طرف دیکھنے لگیں تو آپؐ نے منع فرمایا، انھوں نے عرض کیا۔ حضور یہ تو نابینا ہیں، آپ نے فرمایا "تو تو نابینی نہیں"، اللہ کریم نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو اپنی نگاہیں پست رکھنے کا حکم دیا ہے، ایک دوسری حدیث کے مطابق آنکھ بھی زنا کرتی ہے۔ ہاتھ اور پاؤں بھی زبان بھی، اور آخر میں شرمگاہ یا تو اس کی تکمیل و تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب! یعنی یہ سب اعضاء اس میں حصہ دار ہیں، لہٰذا ان سب اعضاء کو معمولی درجہ میں بھی گناہ میں ملوث ہونے سے بچانا چاہیے۔

پہلوان لوگ کسرت اور ورزش سے اپنے تمام جسم کو غیر معمولی طور پر مضبوط بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ اپنے بعض حصہ جسم کی ورزش کر کے اسے غیر معمولی قوت کا حامل بنا لیتے ہیں۔ بعض لوگ

دانتوں کی ورزش کر کے دانتوں سے موٹر کار کھینچ لیتے ہیں، بعض لوگ آنکھ کی ہڈی کی ورزش کر کے آہنی سریا اس ہڈی سے دبا کر اس سریے کو ٹیڑھا کر دیتے ہیں، راقم نے بچپن میں جانوروں کے ایک سرکس کے جزوی شو میں ایک جاپانی کو دیکھا، جس نے اپنے بازوؤں کی ورزش کر کے انھیں اتنا قوی اور موٹا بنا لیا تھا کہ عام آدمی کی ران بھی اتنی موٹی نہ ہو گی، وہ جاپانی شامیانے کے اندر لگے ہوئے ایک بانس کو پکڑ کر فنافٹ اس طرح اوپر چڑھ گیا جس طرح ہم بلندی سے نیچے اترتے ہیں۔ ایک شخص نے کان کی پریکٹس کی تھی اور وہ اپنے کانوں کو اس طرح ہلا لیتا تھا جس طرح بکری اپنا کان ہلا لیتی ہے۔ اس طرح مسمریزم اور ہپناٹزم والے بھی کچھ ایسی ہی مشقیں کر کے کچھ خصوصیات حاصل کر لیتے ہیں۔ خاص طور پر آنکھوں کی پریکٹس اور اپنی قوت ارادی یا قوت متخیلہ سے……!

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

غلط عاملین سے نجات

چند امور ضرور یہ جو اپنے مقام پر ذکر کرنے سے رہ گئے، اب عرض خدمت ہیں۔

ا۔ غلط عاملین جو لوگوں کے ایمان اور مال لوٹتے ہیں، یہ کیوں اتنے (دنیاوی لحاظ سے) روز بروز ترقی پر ہیں؟ اور ان کا مکروہ کاروبار عروج پر ہے۔ اسکے سمجھنے کے لیے چند باتیں پہلے ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ نے نزدیک (بمطابق مضمون حدیث قدسی) ''دنیا اور مافیہا کی حیثیت اور قدر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، اگر اتنی بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیا جاتا'' بزرگوں کی تشریح کے مطابق کفار اور نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اسی لیے وافر دے رکھی ہے، جیسے لوگ کوڑا کرکٹ گھر سے باہر پھینک دیتے ہیں، اور اس کوڑے کو جمع کرنے والے بھنگی (خاکروب) شام کو اکٹھے ہو کر فخر کریں کہ میں نے چار نوکرے گندگی کے کمائے دوسرا کہے پانچ، تیسرا کہے چھ؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر صرف دین کی ہے، اور وہ یہ نعمت اسے عطا فرماتے ہیں جس سے اس کو پیار و محبت ہو، اور اللہ کی رضا اور دخول مقام رضا یعنی جنت بھی اہل دین کے لیے ہی مختص ہے، اور ظاہر ہے کہ ایسے ایمان کے لٹیروں کے پاس آنے والے دینی رہنمائی کے حصول کے لیے تو نہیں آتے، بلکہ صرف دنیا کے مفادات (جائز و ناجائز) کے لیے آتے ہیں، اور پھر اللہ تعالیٰ کوڑا کرکٹ ان کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ **من کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا ومالہ فی الاخرۃ من نصیب**o سورۃ الشوریٰ آیت ۲۰ جو شخص دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے ہم دنیا میں ہی دے دیتے ہیں، مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ اور پھر یہ بدقسمت لوگ اپنی دنیا کا حصہ حاصل کر کے ''حظ آخرت'' سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اللھم احفظنا۔

ب۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی روزی جتنی مقدر فرمائی ہے وہ بصورت حلال ہے، مگر شیطان اپنے ہتھکنڈوں سے اسے حرام ذرائع سے دلواتا ہے یہ چکمہ دیکر، کہ تو یہ فراڈ اور ظلم کرے گا تو تھوڑی سی مدت میں ہی امیر بن جائے گا، حالانکہ اسے اس سے ذرہ بھر بھی زیادہ نہیں ملے گا جو اس کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے، اور جس کا اسے علم نہیں ہے، حضرت علیؓ کو دن چڑھے سفر میں کوئی نفل نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آئی، تو اس صحرا میں کوئی درخت وغیرہ نہ ہونے کے باعث ایک راہ گیر کو کہا کہ بھائی، اگر کوئی تکلیف نہ ہو تو تھوڑی

دیر میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر بیٹھے رہو میں دو نفل ادا کر لوں' اس نے بخوشی قبول کیا' حضرت نے نماز شروع کی' صحابہ کرامؓ کی نماز تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں بالمشافہ حاضری ہوتی تھی' ان کی نماز میں محویت دیکھ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ تو اگر گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جائے تو انہیں پتہ بھی نہیں لگے گا' مگر جب پکڑا گیا تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا' لہٰذا یہ سکیم تو رہنے دیے' البتہ لگام اتار کر بھاگ جا' چنانچہ اس نے گھوڑے کی لگام اتاری اور رفو چکر ہو گیا' حضرت علیؓ نے نماز ختم کی' تو دیکھا کہ نہ لگام موجود نہ لگام تھامنے والا' اور گھوڑا چکر سا کاٹ رہا ہے۔ حضرت علیؓ نے اپنا پٹکا اس کے گلے میں ڈالا اور شہر میں آ گئے' شہر کے بازار میں ایک نیا آدمی وہی لگام ہاتھ میں لیے بیچنے کی آواز لگا رہا تھا' حضرتؓ نے فرمایا یہ تو میرے گھوڑے کی لگام ہے۔ اس نے کہا تو پھر آپ لے لیں۔ فرمایا قیمتاً لوں گا' مگر پہلے یہ بتا کہ یہ تو نے کہاں سے لی ہے؟ وہ بولا ایک آدمی بازار میں بیچ رہا تھا' دیہاتی سا تھا میں نے اس سے خرید لی' حضرت نے اس کا حلیہ پوچھا تو وہی آدمی معلوم ہوا' پھر آپ نے پوچھا کتنے میں خریدی؟ کہا دو درہم میں! حضرت علیؓ دو درہم کا لفظ سن کر ہنسنے لگے' اس نے پوچھا حضرت ہنسنے کی کیا بات ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا (واقعہ بتا کر) کہ جب میں نے وہ نفل نماز شروع کی تھی' تو دل میں ہی پہلے یہ نیت کر لی تھی کہ اس شخص کے احسان کے عوض میں اسے دو درہم نماز پڑھ کر دے دوں گا' مگر شیطان نے اسے ورغلایا اور جو درہم اسے حلال طریقے سے نیکی کے ساتھ ملنے تھے' اتنے ہی درہم اسے ملے مگر حرام طریقے سے گناہ کے ساتھ! بس یہی بات ہے اگر انسان صبر کر لے تو بہت سی حرام کاریوں سے بفضلہ تعالیٰ بچ سکتا ہے' اور پھر یہ بات بھی ہے کہ جو لوگ اپنی روزی حرام ذریعہ سے ہی حاصل کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو حرام ہی دیتے ہیں کیونکہ حرام غذا سے بدیوں کے ارتکاب کے خیالات ہی پیدا ہوں گے۔ اور وہ ان پر عمل کرتا رہے گا اور گناہ کی سڑک پر دوڑتا ہی رہے گا' حتی کہ اگر توبہ کی توفیق نہ ملی تو سیدھا جہنم میں جا گرے گا (العیاذ باللہ) حدیث پاک کا مضمون ہے کہ حرام غذا سے پرورش پانے والا بدن (دوزخ) کی آگ کے ہی لائق ہے' اب یہ دین و ایمان کے دشمن لوگوں کو فریب کاریوں سے لوٹتے ہیں۔ سراسر حرام ہے اور ان لوگوں کو حلال کبھی نصیب نہیں ہوتا' سچا واقعہ سنئے۔ مولانا حکیم محمد عبداللہؒ روڑوی لاہور میں کسی دوست کے پاس ملنے گئے' دن کی کسی نماز کا وقت گیا دونوں قریبی مسجد میں چلے گئے' حکیم صاحب فرماتے ہیں میرا جوتا خاصا پرانا تھا پھر چوری کے خطرہ سے باہر سیڑھیوں پر اتار کر ساتھ لے لیا' مگر میزبان صاحب نے اپنی جوتی جو تقریباً نئی تھی' وہیں سیڑھیوں پر جو بازار کی سڑک سے ملتی تھیں چھوڑ دی' میں نے خیال کیا کہ شاید بھول گئے ہیں لہٰذا ان سے کہا' کہ کیا میں آپ کی جوتی اٹھا کر اندر لے آؤں؟ تو انھوں نے کہا نہیں یہیں پڑی رہنے دیں' میں نے کہا حضرت! کتنی قیمتی جوتی ہے' کوئی اٹھا لے گا' بولے نہیں' میری جوتی کوئی نہیں اٹھائے گا' خیر میں تو اپنا جوتا اندر ہی لے گیا اور نماز پڑھ کر ہم مسجد سے باہر آنے لگے' تو مجھے غالب گمان یہی تھا کہ جوتی وہاں موجود نہیں ہو گی' مگر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جوتی وہیں پڑی تھی' خیر ہم گھر واپس آئے' راستہ میں میں نے ان سے پوچھا کہ یہ معاملہ صرف آج ہی

ہوا ہے یا پہلے بھی کبھی ہوا ہے؟ میزبان فرمانے لگے میرا تو یہ روزانہ کا یہی معمول ہے، اس پر میں نے ان سے پوچھا کیا آپ جوتی پر کوئی دم کرتے ہیں؟ کہا نہیں بلکہ ایک چٹکلا استعمال کرتا ہوں، میں نے پوچھا وہ چٹکلا ذرا بتائیں تو سہی، فرمایا چٹکا یہ ہے کہ ’’جب میں جوتی اتارتا ہوں تو ضرور یہ نیت کر لیتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے میری یہ جوتی چرالی، تو میری طرف سے اسے معاف اور حلال ہے‘‘ اب جو شخص اسے چرانے کی کوشش کرتا ہے پہلے اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ خاصا قیمتی مال ہے، مگر فوراً ہی شیطان اس کے دل میں یہ وسوسہ یا خیال ڈالتا ہے کہ کنکھیوں سے دیکھ وہ آدمی تجھے دیکھ رہا ہے، ابھی تو دھر لیا جائے گا، چنانچہ وہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور آگے بڑھ جاتا ہے، اور دوبارہ پھر دوسری جانب سے آتا ہے تو سامنے دوسری جوتیاں پڑی ہوتی ہیں، وہ ان میں سے کوئی ایک اٹھا کر چھپا لیتا ہے، اور اس وقت اس کے دل میں کوئی خطرہ یا خیال پیدا نہیں ہوتا سوائے اس کے، کہ تو کتنے عرصہ سے یہ کام کامیابی کے ساتھ کر رہا ہے، ایسے ہی اب بھی کامیاب ہو گا، بھلا شیطان ان پہلی جوتیوں کے اٹھانے کے وقت کیوں اسے روک دیتا ہے، اس لیے کہ اگر حلال لقمہ اور روزی اسے نصیب ہو گئی، تو اس کی برکت سے کہیں یہ تائب ہی نہ ہو جائے اور پھر حرام خوری کے ساتھ تسلسل اسے مزید گمراہی میں دھکیلتا رہتا ہے، اور جس طرح ایک صالح اور متقی، حلال کمائی سے روزی حاصل کرنے والے شخص کو حرام، بلکہ مشتبہ روزی بھی بلائے جان اور عذاب معلوم ہوتی ہے، اسی طرح حرام کھانے والوں کو حلال روزی بھی وبال جان معلوم ہوتی ہے، اور شیطان اس سے نفرت یا کراہت یا مصنوعی خوف کے ذریعہ اسے اس سے باز رکھتا ہے، بس یہی ٹوٹکہ ہے (الفاظ یا تطویل صاحب میزبان کی نہیں البتہ مفہوم ان کا ہے) ایسے عاملین و حاملین ضلالت تو ظاہر ہے کہ حرام مال کے انبار جمع کر رہے ہیں، مگر کسی حد تک اس معاملہ کا یہ پہلو بھی شاید مبنی بر حقیقت ہو، کہ جس طرح بدکردار، حرام خور وہ دین اور عقل کے دشمن ’’عاملین‘‘ ہوتے ہیں، اسی طرح اکثر ان کے پھندے میں وہی لوگ پھنستے ہیں جو بے دین، جاہل، مشرک اور حرام کاروبار کرنے والے ہوں، ذرا وسعت نظر سے کام لیں، آج کل زندگی کے ہر شعبہ میں دیانت و امانت عموماً رخصت اور خیانت و ظلم اور مکر و فریب کا دور دورہ ہے، چوری، ڈاکے، قتل، لوٹ مار، ملاوٹ، منشیات کے ساتھ سود اور جوا تو اتنا عام ہو گیا ہے، کہ پوری معاشی اور معاشرتی زندگی پر حاوی ہو چکا ہے، کوئی بھی متقی شخص اس سے باوجود کوشش کے نہیں بچ سکتا، روٹی، پانی، کپڑا، گلیاں، سڑک، جنھیں آپ استعمال کرتے ہیں، یہودیوں کے دیے ہوئے قرضوں سے، سود کے ساتھ چلنے والے کارخانوں، نہروں، ہیڈ ورکس، بیج، کھاد، تعمیراتی ٹھیکے ان سب سے آپ مستغنی نہیں ہو سکتے۔ ان میں سے جو چیز آپ نے خریدی تو اس میں آپ نے بھی حصہ سود ادا کیا، ہاں اضطراراً اور اختیاراً کا فرق ضرور ہے اور اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ اس شخص سے معاملہ فرمائیں گے، مگر صریحاً اخلاقی جرائم پر مبنی دولت جب آئے گی تو اخراج کے لیے زور لگائے گی، اور پھر وہ انہی حرام خوروں کے پاس نذرانوں کی صورت میں، یا اولاد کے الللے تللوں میں یا موذی امراض کے علاج میں خرچ ہو گی۔ اس طرح وہ مال تو اپنے پاس رہا نہیں، البتہ جس کا حق مار کر اسے حاصل کیا اس کا وبال ضرور سر پر باقی رہا،

اور آپ کی بصیرت اگر ذرا غور و تدبر فرمائیں تو یہ دیکھے گی اور گواہی دے گی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے پابند شریعت لوگ جو بفضلہ تعالیٰ حتی الامکان غلط عقائد و اعمال اور اوہام و خرافات خصوصاً دنیا کی زیب و زیبائش کے پھندے سے بچتے ہیں، کتنی سکون سے اور صاف ستھری زندگی بسر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی جان، مال، رزق اور اولاد میں برکت عطا فرماتے ہیں، وہ دین کے معاملہ میں اونچے کو اور دنیا کے معاملہ میں نیچے کے شخص کو دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور آخرت کی اصلی اور دائمی زندگی کو پیش نظر رکھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کو اکثر مصائب و آلام، موذی امراض، سیئی الاسقام، حادثات، مقدمات اور نافرمان اولاد وغیرہ سے بچائے رکھتے ہیں، ایسے لوگ ہرگز دین و ایمان کے ڈاکوؤں کے قابو میں نہیں آتے، کیونکہ وہ ان کے قریب ہی نہیں جاتے نہ وہ خود کسی کو دھوکہ دیتے ہیں اور نہ کسی سے دھوکا کھاتے ہیں۔ **لا یخدع ولا یخدع**، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمہ وقت ان کے شامل حال رہتی ہے نتیجہ جان بھی محفوظ، ایمان بھی محفوظ، اور مال بھی محفوظ **نعم اجر العاملین** کا کچھ مزہ دنیا میں بھی انھیں نصیب ہوجاتا ہے وللہ الحمد۔ اور اگر انھیں تقدیراً کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان کا رجوع پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے اور اس تکلیف کا تدارک بھی بمطابق شریعت کرتے ہیں، مگر ان کی نظر ظاہری اسباب و علاج پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہی رہتی ہے غیر اللہ کی طرف غیر شرعی رابطہ کا تو انھیں تصور تک نہیں ہوتا

اولئک علیہم صلوات من ربہم و رحمۃ و اولئک ہم المہتدون○ (البقرہ آیت نمبر ۱۵۷)

انھیں خوشخبری دے دو کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔

ج۔ اس معاملہ کا، کہ یہ جو غلط گمراہ کن لوگ پھل پھول رہے نظر آتے ہیں، ایک پہلو اور بھی ہے بقول مولانا سعید احمد صاحب مکی و مدنی دامت برکاتہم جو انھوں نے اپنے وعظ ملتان میں ارشاد فرمایا، وہ کسی خاص فرد یا طبقہ سے مخاطب نہیں بلکہ عمومی بات بیان فرما رہے تھے کہ "بھائیو! یہ فکر نہ کرو کہ تمھیں روزی ملے گی یا نہیں؟ ضرور ملے گی، بلکہ سارے ہی کام بنیں گے، کیونکہ جس ذات (حق تعالیٰ جل شانہ) نے اپنی جمیع مخلوق کو پیدا فرمایا ہے، ان کی ضروریات کا تکفل بھی اسی کے ذمہ ہے، کیونکہ خالق، مالک اور حاجت روا وہی ایک ہستی ہی ہے، اور سب انسانوں کے کام بھی وہی بناتا ہے، مگر دو طریقے سے، فرمانبرداروں کے خوشی سے اور نافرمانوں کے ناراضگی سے، بناتا ضرور ہے، کیونکہ اور کوئی خدا تو ہے نہیں، مثلاً یوں سمجھئے جیسے ایک آدمی نے طوطا پالا ہے، وہ روزانہ اس کو روٹی دیتا ہے، خوشی سے کہ وہ بول چہک کر مالک کا دل خوش کرتا ہے، ایک دن سا گھر میں کہیں سے چوہا آگھسا، مالک مکان نے اسے پکڑنے کے لیے پنجرہ (چوہے دان) میں اسی روٹی میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر اس میں لگا دیا، دیکھئے دونوں جانور اس کے گھر میں رہتے ہیں، اسی طرح مسلم و کافر بھی اس دنیا میں رہتے ہیں، اور مکان والے نے دونوں کو ایک ہی روٹی دی، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مسلم و کافر کو روزی دے رہے ہیں، دونوں کاموں میں مساوات ہے، مگر ہر صاحب عقل فوراً سمجھ لیتا ہے کہ

ٹلے کی روٹی اس کے لیے رحمت ہے، اور چوہے کے لیے عذاب!" (مفہوم) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مربستہ شخص کی زندگی حقیقتہً عذاب ہوتی ہے کہ سکون نصیب نہیں ہوتا، جو اصل ہے عمدہ زندگانی کی، اور پھر موت کے وقت تو (اللہ تعالیٰ بچائے) وہی چوہے کے "کڑکی" میں گردن پھنسی، آنکھیں باہر نکلی ہوئیں اور جیسے زمین اور آسمان چکی کے دو پاٹ ہیں اور درمیان میں وہ پس رہا ہے کی حالت! بس فکر اللہ کریم کی خوشی اور رضا کی کرنی چاہیے؟

د۔ محدود اور لامحدود کا کیا تقابل و موازنہ، کہ آخرت لامحدود اور دنیا کی انسان کی انفرادی زندگی بالکل محدود پھر بھی سمجھانے کے لیے اللہ کے بندے آخرت کے ایک دن کا اور انسانی زندگی کی اسی (۸۰) سالہ عمر کا تقابلی حساب کر کے بتاتے ہیں، کہ **کان مقدارہ خمسین الف سنۃ**o کے مطابق آخرت کا ایک (خاص) دن پچاس ہزار سال کا ہوگا (ہمارے سالوں کے حساب سے) جو شخص اس دنیا میں اسی (۸۰) سال زندگی گزار گیا، اس کی پوری زندگی اس ایک دن کے مقابلے میں صرف اڑھائی منٹ بنتی ہے، اب ہم ذرا غور کریں کہ اس اڑھائی منٹ کے لیے ہم اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کتنے اور کیسے بے دردی سے ضائع کرتے ہیں۔ پورے عرصہ آخرت کے مقابلے میں تو شاید ساری انسانی زندگی ایک سیکنڈ کا ہزارواں حصہ بھی نہ بنے۔

۲۔ مذکورہ غلط قسم کے عاملین کے دل میں اگر ذرا سا بھی خدا کا خوف موجود ہو، تو اپنے فریب اور حرام روزی کے ساتھ ایک اور خوفناک جرم کے ارتکاب کے امکان کی طرف بھی توجہ فرمائیں، کہ مسئلہ ثقہ بندہ نے دیکھا، کہ اگر کوئی شخص (از قسم عامل) کسی مریض کے متعلق دل میں یہ سمجھتا ہے، کہ اس کا صحیح علاج ادویہ یا آپریشن وغیرہ سے ہی ہو سکتا ہے، مگر وہ اپنی عیاری، چرب زبانی اور محض اپنے مفاد کے لیے اسے کہتا ہے کہ "جی! یہ تو چیز ہی کیا ہے، میرے پاس ایسے عملیات، حاضرات اور موکل وغیرہ ہیں، جو اس مرض کو کلیتہً جلد دور کر دیں گے، میرے سامنے ان ڈاکٹروں، حکیموں کی کیا حیثیت ہے؟ اور بس تم فوراً صرف میرا ہی علاج شروع کر دو۔ پھر دیکھو کیسے فٹافٹ ٹھیک ہوتے ہو، اور اس طرح اگر وہ مریض صحیح علاج نہ ہونے سے مر جاتا ہے، تو یہ عامل عنداللہ اس کا کلی یا جزوی قاتل قرار دیا جائے گا۔

۳۔ جائز قسم کے تعویذات، عملیات، دم درود وغیرہ کرنے والے حضرات بھی اس کے متعلق نوٹ فرما لیں، کہ "دعویٰ شفاء" کرنا تو محض طفلانہ حرکت ہے، اور "دعویٰ علاج" بھی بذریعہ تعویذات و عملیات صرف تین چار تکالیف کے لیے ہو سکتا ہے، یعنی جنات، سحر، نظر بد اور اٹھراہ ہمراہ مناسب ادویہ، باقی جتنے امراض ہیں وہ لائق دوا ہیں، جن کی ادویہ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں، اور وہ بے فائدہ پیدا نہیں کی گئیں، ان کا علاج انہی سے کیا جانا چاہیے۔

۴۔ آخری اور ضروری موضوع: "لاتوں کے بھوت" کے واقعہ کے تحت جنات اور اس کے شرکی

حقیقت و وظیفہ کا کچھ ذکر ہو چکا ہے، مگر ''سحر'' کے متعلق ذکر نہیں ہوا حالانکہ یہ بھی ''جنات'' کے ہوا سے کم نہیں، بلکہ شاید اس سے زیادہ ہی ہو۔ لہٰذا اس کے متعلق بھی کچھ معروضات! بہ عنوان ''قربانی کا بکرا'' کچھ ذکر مسمریزم کا اور ساحرین فرعون کا ہوا ہے، جس سے **یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی** اور **سحروا اعین الناس** کی آیات سے حقیقت سحر یہی معلوم ہوئی کہ ساحر (عامل) فریق ثانی (معمول شعوری) یا غیر شعوری کو اپنے جسم کی مختلف حرکات چرب زبانی، آنکھوں، ہاتھوں وغیرہ سے نیز مزید کسی شعبدہ بازی سے متاثر کر لیتا ہے، اور وہ مطلوبہ ساحر چیز کو اسی طرح دیکھتا ہے، جیسے اور جسے ساحر مکرر کہہ کہہ کر دکھلانا چاہتا ہے، یعنی ''رائی'' کی قوت متخیلہ کو متاثر کر کے اسے خلاف حقیقت مشاہدہ کراتا ہے، ''رائی'' کی ''رویت'' کے ذریعہ وہ اس کی ''نظر بندی'' بھی اسی طرح کرتا ہے (غالباً لفظ نظر بندی صحیح نہ ہو کہ نظر بند تو نہیں ہوتی البتہ فریب ضرور کھا جاتی ہے لہٰذا لفظ ''نظر فریبی'' غالباً مناسب ہو گا) اس ''سحر'' کے ذریعہ مرئی (نظر آنے والی چیز) کی قلب ماہیت نہیں ہوتی، بلکہ یہ محض فریب نظر ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تاثر عامل اور معمول کے بالمشافہ (آمنے سامنے) ہونے پر ہی ہوتا ہے، غائب پر اس کا اثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اور بالمشافہ بھی آپ نے کسی اندھے بہرے شخص پر بغیر اسے مس کیے، یا اطلاع دیے، سحر یا مسمریزم کا اثر ہوتے کبھی نہیں دیکھا ہو گا، لہٰذا سب سے بڑے تاریخی و قرآنی واقعہ ساحرین سے اس سحر کی حقیقت تو معلوم ہو گئی، سحر کی دوسری قسم استمداد از شیاطین کے ذریعہ روحانی و جسمانی غلاظت خور و غلاظت پوش لوگ کچھ خوفناک قسم کی حرکات کرتے، ہیں اور شیاطین الانس و الجن ان کی ہیبت کذائی اور غلط سلط پروپیگنڈہ سے لوگوں میں ان کے ''حل المشکلات'' ہونے کا تصور پھیلاتے ہیں، صحیح علم دین نہ ہونے کے سبب لوگ، خصوصاً خواتین، ان کے جال میں زیادہ پھنستی ہیں، مگر یہ اپنے خداؤں (شیاطین) سے صرف اتنا کام ہی کروا سکتے ہیں، جتنا ان کے اختیار اور بس میں ہے اور وہ بالکل معمولی ہے، اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ مشروط ہے، اگر اللہ جل شانہ نہ چاہیں تو وہ ذرہ بھر بھی وہ نفع و ضرر نہیں پہنچا سکتے، اور اتنا کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کی آزمائش کے لیے رکھا ہے۔

شیطانی اختیارات کی حقیقت و حدود: اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں **انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا و علی ربھم یتوکلون ○ انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ھم بہ مشرکون ○** **بعد ھم و یمنیھم و مایعدھم الشیطن الا غرورا ○** (سورہ نحل آیت ۹۹، ۱۰۰) **شیطان کا قابو** صحیح ایمان اور توکل رکھنے والوں پر نہیں چلتا بلکہ صرف شیطان کے دوستوں اور مشرکوں پر چلتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ (سورہ النساء آیت ۱۲۰) وہ (شیطان) ان سے جھوٹے وعدے کرتا ہے اور انھیں (غلط) امیدیں دلاتا ہے، مگر شیطان کے سارے وعدے محض فریب (دھوکا) ہیں، شیطان انسان کو صرف جھوٹے وعدوں اور خوشنما

تمناؤں کے جال میں پھنساتا ہے (زبردستی کسی کو گمراہ نہیں کرسکتا) دوسری جگہ ارشاد ربانی کا مفہوم ہے کہ قیامت کے روز شیطان اپنے پیروکاروں کو کہے گا کہ میرا تم لوگوں (انسانوں) پر کوئی زور نہیں تھا، میں صرف تمھیں بلاتا تھا اور تم دوڑے چلے آتے تھے، اب مجھے الزام نہ دو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ (سورہ ابراہیم آیت ۲۲) ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اس شیطان کو ان پر کوئی اقتدار حاصل نہیں (قابو نہیں) مگر جتنا کچھ ہے، اس سے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں، کہ کون آخرت کو ماننے والا، اور کون اس کے بارے میں شک میں ہے (۲۱:۳۴) یعنی یہ ابلیس قلب انسانی میں وساوس پیدا کرتا ہے، اگر فوراً (بفضلہ) تعالیٰ متنبہ ہو کر استغفار، لاحول پڑھ کر اللہ کی طرف رجوع کیا تو یہ دوڑ جاتا ہے، اگر اپنے اختیار سے اس وسوسہ کو آگے چلاتے رہے، اور سکیم بناتے رہے اور پھر اس پر عمل بھی کرلیا تو خود پھنسے۔ یہ تو روحانی ضرر کا بیان ہوا، اسی پر جسمانی ضرر کو قیاس کرلیجیے (وسوسہ آجانا غیر اختیاری ہے لہٰذا اس پر مواخذہ نہیں نہ اس کا ضرر ہے، اس سے آگے اختیاری ہے کہ اسے آگے چلاتا رہے، تو اس پر مواخذہ ہے **وان تبدو ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ** (سورہ البقرہ آیت ۲۸۴) تم اپنے دل کی باتوں کو خواہ ظاہر کرو، خواہ چھپاؤ، اللہ تعالیٰ تم سے بہرحال ان کا حساب لے لے گا) جسمانی ضرر کی مثال لیجیے۔ دس بارہ افراد سردیوں میں ایک کمرے میں سوئے ہوئے ہیں، بچے مرد، عورتیں! مگر صرف ایک عورت کے بال کی لٹ بیدار ہونے پر کٹی ہوئی ملتی ہے، کیا کوئی ساحر خود آیا؟ نہیں! باہر سے دروازہ بند، اور اندر اس کمرے کا بھی کنڈا لگا ہوا، ظاہر ہے، کہ کسی جنات کے ذریعہ ہی یہ حرکت کی گئی ہے (بلکہ کروائی گئی ہے)، یعنی جو ایسا مس شیطانی ہوگا وہ ''ممسوس'' یعنی خود انسان کی غلطی کی وجہ سے ہوگا اور وہ بلا واسطہ ہوگا اسے جنات کی شرارت کہتے ہیں، اور جو ساحر جنات کے ذریعہ ایسی کارروائی کرائیں وہ بالواسطہ ہوگا اسے سحر یا جادو کہتے ہیں یعنی، دونوں میں جنات ہی کی کارستانی کارفرما ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بال تراش جن بھی دشمن ہے، اور اسے بھیجنے والا بھی دشمن اور بھجوانے والا بھی دشمن، اب اس دشمن جن کو سو فیصد کلی ضرر پہنچانے کا سنہری موقع حاصل ہے مگر وہ صرف بال کاٹنے پر اکتفا کیوں کرتا ہے؟ اور یہ جن غائب بھی ہے (نظر بھی نہیں آتا) اور جس پر ''وار'' کیا جارہا ہے وہ بیدار بھی نہیں کہ شور ہی مچاسکے، جن قوی تر بھی ہے اور عورت کمزور، پھر وہ اس عورت کی گردن ہی کیوں نہیں کاٹ دیتا؟ وجہ یہ ہے کہ اسے یہ اختیار ہی حاصل نہیں، اس کے اختیار کی حد اور اختیار صرف بال یا کپڑا کاٹ دینے تک ہے۔ (کبھی آپ نے دیکھا یا سنا ہوگا کہ جنات جو روڑے اینٹیں وغیرہ پھینکتے ہیں، وہ انسانوں یا جانوروں کے جسم پر نہیں گرتیں، بلکہ ان کے پاس ادھر ادھر گرتی ہیں، اور جب سے انسان کی تاریخ کا علم ہوا ہے، کبھی دنیا بھر میں کسی جن نے نہ کسی انسان کو قتل کیا اور نہ اس کی گردن کاٹی، بلکہ یہ جنات تو صرف وہم ڈالنے کے لیے ایک شوشہ چھوڑتے ہیں، اگر انسان کیوں اور کیسے اور کون کے تین ''ککوں'' کے چکر میں پھنس گیا، تو شیطان کی سکیم چالو ہو جاتی ہے، اور پھر وہ شخص غیر اللہ کے پاس پہنچتا ہے، اور اپنا مال جان اور ایمان برباد کرتا ہے، اور اس پر پر شطیان کا تسلط مزید بڑھ جاتا ہے۔ اگر نظر صرف اللہ کریم پر ہی رہی، اور اس

کے احکام پر عمل کیا تو شیطانی مکر کا جال ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

قصہ ہاروت و ماروت:۔ اس قصہ کے متعلق جو داستانیں بعض کتب میں ملتی ہیں وہ عجیب ہوشربا ہیں' دو فرشتوں' ہاروت و ماروت کا انسانی شکل میں دنیا میں آنا' اللہ تعالیٰ کا انکو سحر دے کر نازل فرمانا اور ان کا لوگوں کو سحر (جادو) سکھانا اور ایک عورت ''زہرہ'' نامی سے تعلق پیدا کرنا اور پھر اس عورت کا اڑ کر آسمان پر ''ستارہ'' بن جانا اور فرشتوں کا سزا کے طور پر بابل میں کنویں میں الٹا لٹکا دیا جانا' حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں جادو کا زور و شور ہونا بلکہ نعوذ باللہ حضرت سلیمانؑ کا خود بھی جادو کرنا کروانا مذکور ہے۔ دراصل یہ بھی اسی بنی اسرائیلیات میں سے ہے' کیونکہ یہودی (بنی اسرائیل) اپنے تعیشات کے جواز کا بہانہ بنانے کے لیے مختلف انبیا پر نہایت شرمناک الزامات لگاتے تھے (بلکہ وہ ان کی کتب میں بھی درج تھے) کہ جب انبیاء گناہوں سے نہیں بچ سکے تو ہم کیسے بچ سکتے ہیں یہ بھی انھیں میں سے ایک ہے' ثقہ محدثین' مفسرین نے اس قصہ میں جہاں وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا (سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین (جن) کفر کا کام کرتے تھے' اسی طرح آگے وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت بھی ما نافیہ ہے' یعنی بابل میں ہاروت و ماروت نامی فرشتے بھی نازل نہیں کیے گئے بلکہ جن شیاطین۔ (سحر) کا کام کرتے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ یہود کے اس الزام کی تردید فرماتے ہیں کہ یہ سارا واقعہ (کفر سلیمان اور نزول ہاروت و ماروت) ہی جھوٹ ہے' حضرت سلیمانؑ نے کوئی کفر نہیں کیا' اور نہ ہی بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتے نازل کیے گئے (جب وہ آئے ہی نہیں تو ان کا بابل میں سحر سکھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) البتہ دو شیطان جنات تھے' جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے وہ کفر کا کام کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو ہمیشہ حق دے کر نازل فرمایا ہے: ما تنزل الملائکۃ الا بالحق، سحر جو باطل اور کفر ہے' دے کر کبھی نازل نہیں فرمایا' لہٰذا مذکورہ یہ نظریہ بھی صحیح نہیں ثابت ہوتا۔

مدنی یھودی جادوگروں کا قصہ: اچھے بھلے ثقہ دینداروں میں مدینہ منورہ کے یہودی لبید بن اعصم کے حضور نبی کریم ﷺ پر جادو کر دینے' اور اس میں کامیاب ہو جانے کے ''واقعہ'' سے ''سحر'' کا برحق ہونے' اور انتہائی ضرر رساں ہونے کا یقین اور خوف پھیلا ہوا ہے' واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے' کہ مدینہ منورہ کے یہودی لبید بن اعصم نے کسی طرح حضور اکرم ﷺ کے کنگھے سے چند بال مبارک حاصل کر لیے' اور پھر ان پر سحر کی کلام پڑھ پڑھ کر پھونکیں مارتا اور بالوں کو گانٹھیں دیتا رہا' پھر ان موئے مبارک کو کھجور کے درخت کے خوشہ میں (کہ انسانی شکل سے مشابہ ہوتا ہے) بند کر کے' دو پتھروں کے درمیان اسے رکھ کر جنگل کے کسی کنوئیں میں ڈال دیا (تو پتھروں کا بوجھ خوشہ پر اور بال مبارک پر پڑا' جس سے حضور اکرمؐ کی طبیعت پر بھی بوجھ پڑا) اور آپ کی طبیعت ناساز رہنے لگی' اور (دنیاوی بعض معاملات میں) آپؐ کو نسیان لاحق ہو گیا' پھر آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ یہ کیا ہو گیا؟ مجھے بتایا جائے! تو دو فرشتوں کے باہمی مکالمہ سے سارا معاملہ معلوم ہو گیا' اور آپؐ نے دو صحابہؓ کو بھیج کر کوئیں سے پتھر نکلوائے اور پتھروں میں

سے بال نکلوائے اور معوذتین پڑھیں، تو ہر آیت پر بال کی ایک گرہ کھل جاتی، اور جتنی آیات تھیں، اتنی ہی گرہ تھیں جب آیات سے پوری گرہ کھل گئیں، تو طبیعت مبارک ہشاش بشاش ہوگئی (مفہوم) یہ روایت کئی وجوہ کی بناء پر نقلاً و عقلاً محل نظر ہے، اوّل یہ کہ سند کے تیسرے واسطہ تک خبر واحد ہے، اور خبر واحد دین کے بنیادی امور عقائد و فرائض وغیرہ میں حجت تسلیم نہیں کی جاتی، اور صحاح کی ایک روایت میں تو تیسرے درجے کی ضعیف روایات کا سہارا لیا گیا ہے، دوم: اگر یہ واقعہ اسی طرح ''واقع'' ہوا ہوتا تو جملہ اعدائے اسلام یہود، کفار اور منافقین کے لیے تو ایک زبردست ہتھیار مہیا ہو جاتا، اور وہ حضور اکرم ﷺ کو ہر ممکن طریقہ سے مطلوبہ ضرر پہنچانے میں ناکامی کے بعد، ایسی زبردست کامیابی حاصل کر کے پروپیگنڈے کا ایسا طوفان بپا کرتے، کہ اسلام کے دوستوں اور دشمنوں، دونوں طبقات کی طرف سے صحیح اور غلط ہزاروں روایات اس واقعہ کی ملتیں، خصوصاً صحابہ، تابعین، حضرت امام مالکؒ وغیرہ سے تو بکثرت صحیح روایات ملتیں، مگر کتب سیرت و تاریخ اس صورت حال سے خالی ہیں سوم درایۃً تو اس روایت کا متن ہی نص سے متعارض ہے روایۃً اس کا حال یہ ہے کہ اس میں ایک راوی ہشام بھی ہے جس کا دماغ بالتحقیق ۱۳۲ھ میں خراب ہو گیا تھا، اور اس ہشام سے روایت کرنے والے سب عراقی ہیں۔ مدنی کوئی بھی نہیں، چہارم: ہشام کے بعد کے راویوں میں اختلافات کی وجہ سے یہ حدیث مضطرب ہے، کوئی کہتا ہے کنگھی نکالی گئی، کوئی کہتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پوچھتی ہیں، کہ یارسول اکرم ﷺ آپ نے کنگھی کو کیوں نہیں نکالا؟ ایک راوی کہتا ہے کہ آپؐ نے اچانک فرشتوں کو خواب میں دیکھا (جنھوں نے حقیقت واقعہ بیان کی) دوسرا کہتا ہے کہ آپ نے خوب دعا کی، ایک راوی کہتا ہے کہ آپ کو مغالطہ صرف ازواج مطہرات کی باری میں ان کے ہاں جانے میں ہوتا تھا، دوسرا کہتا ہے ہر کام میں ہوتا تھا، ایک راوی مذکورہ کیفیت چھ ماہ، دوسرا نو ماہ، تیسرا ایک سال اور کوئی راوی بقایا ساری عمر بیان کرتا ہے، رواۃ کی اس حالت سے تو یہ شبہ قوی ہوتا ہے کہ واقعی ہشام کا دماغ خراب ہو گیا تھا پنجم، سحر کی پہلی قسم یعنی تاثر بالمشافہ (مسمریزم) تو یہ ہے ہی نہیں، کہ یہودی جادوگر نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے آ کر تو جادو نہیں کیا اور اس طرح ہوتا بھی تو حضورؐ اس سے ہرگز متاثر نہ ہوتے اور یہ دوسری قسم کا بھی ناممکن ہے، کہ سب خباثتوں کی جڑ ابلیس ہے اور اس کو اور اس کی نسل کو جب عام متقی مسلمانوں پر بھی ایسی دسترس حاصل نہیں ہے **انه ليس له سلطان على الذين امنوا و على ربهم يتوكلون** اور **ان عبادی ليس لک عليهم سلطان** تو سید الانبیا ﷺ پر تو کوئی شیطانی اثر خفیف تر درجہ کا تصور بھی نعوذ باللہ نہیں کیا جا سکتا، کہ یہ سحر بھی اگر ہوتا تو استمداد عن الشیاطین پر ہی مبنی ہوتا۔ جو علماء یہ دلیل دیتے ہیں کہ نبی کو بخار ہو سکتا ہے، ان کے دانت مبارک شہید ہو سکتے ہیں تو ان پر سحر جادو کا اثر بھی ہو سکتا ہے، اس کے متعلق عرض ہے کہ مذکورہ تکالیف تو بدنی ہیں، جن سے کوئی بشر مستغنی نہیں ہو سکتا، جس طرح بھوک، نیند، سردی، گرمی، بیماری، وغیرہ حاجات بشریہ ہیں، مگر سحر جسمانی عارضہ نہیں، روحانی عارضہ ہے، اور روح اور قلب صبط وحی ہیں، اگر وہ مس شیطانی یا نعوذ باللہ دخل شیطانی کی زد میں آ جائیں، تو وحی مشکوک اور دین کی بنیاد ہی

متزلزل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا روایت مرجوح کے متن پر غور کرنا چاہیے! سب سے مقدم کتاب اللہ ہے' جس کی حفاظت کا وعدہ اور ذمہ اللہ جل شانہ نے خود لیا ہے' پھر اس کی آیات دوسری آیات کی تفسیر کرتی ہیں' اس سے مابعد کے ماخذ' جو اور جتنا اس کی تصدیق کریں' وہ مطابق نص ہیں! بقایا ماخذ کی تطبیق کریں گے نہ ہو سکے تو اس مسئلہ کو پھر کتاب اللہ اور سنت رسول اکرم ﷺ کی طرف لوٹا دیا جائے گا' اور گزارش ہے کہ ان روایات کو بھی اسی اصول کے مطابق دیکھا جائے ششم' اس مزعومہ واقعہ کی شہرت روایان کے مطابق ''وقوعہ'' سے ۱۳۳ سال بعد ہوئی' اور حضور اکرم ﷺ کی وفات کے ۱۳۰ سال بعد سوا صدی کے طویل زمانہ میں چند اشخاص کے سوا کسی کو بھی اس کی خبر نہیں ہوئی! کیا یہ کوئی ''علم باطنی'' تھا جس کا اخفا ضروری تھا؟ ہفتم روایات مذکورہ میں آپؐ کو نسیان کی وجہ سے جو عوارض پیش آتے تھے وہ متعدد بیان کیے گئے ہیں' آپ نے کوئی کام نہیں کیا (ہوتا تو خیال فرماتے کہ کر لیا ہے' اور کوئی کام کر چکے ہوتے تو خیال فرماتے کہ نہیں کیا' ازواج مطہرات کی باری بھول جاتے' کسی چیز کو دیکھنے میں بھی شبہ ہونے لگا کہ دیکھا ہے یا نہیں؟! آپ کھلنے لگے وغیرہ..... مگر آپ ذرا غور فرمائیں کہ خیالات و یادداشت کا مرکز دماغ ہے' مذکورہ بیانات سے کیا ثابت کیا جانا مقصود ہے؟ اعدائے اسلام کے لیے تو سنہری موقع ہوگا' کہ نعوذ باللہ یہ مسلمان خود تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے نبی کے دماغ پر اثر ہو گیا تھا (استغفر اللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایسی آفات سے محفوظ رکھنے کا اولین اہتمام فرمایا ہے۔ کفار انبیاء کو کہتے کہ یہ دیوانہ اور مجنوں ہے' اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں فرماتے' بلکہ

ان کے اس بکواس کی سزا کا ذکر فرماتے ہیں **وفی موسی اذا رسلناہ الی فرعون بسلطان مبین الی وقال ساحر او مجنون' فاخذناہ وجنودہ فنبذناہ بالیم۝** دیگر انبیاء سب کو کفار نے مجنون کہا **کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالو ساحرا و مجنون** یعنی منکرین حق کا یہ الزام تھا کہ یہ نبی مجنون ہے (نعوذ باللہ) اس کا دماغ چل گیا ہے' مگر کیا صورت بالا میں نبی اکرم ﷺ کے مرکز یادداشت پر باطل اثرات کے موثر ہونے کی تصدیق کر کے ہم مذکورہ مسلسل الزام کی تائید کر رہے ہیں یا تکذیب؟ اور یہ پہلو بھی مدنظر رکھئے' کہ شریعت کے احکام کا مکلف تو صحیح الدماغ شخص ہی ہوتا ہے' اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو محترم ہستی شریعت کے احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی وصول کرتی ہے'' ایک طرف مکلف سے ہزاروں لاکھوں درجہ افضل اور مستحق بلکہ منبع شریعت بھی ہو' اور دوسری طرف نعوذ باللہ اپنی دماغی کیفیت کی وجہ سے اس شریعت پر عمل کرنے کی مکلف بھی نہ ہو مگر اپنے امتیوں پر وہ شریعت نافذ بھی کرتے رہیں۔ یہ کیسا عجیب تضاد ہے؟ ہشتم کفار عموماً انبیاء علیہم اسلام کو مسحور (سحر زدہ) بھی کہتے تھے خاص طور پر حضور اکرم ﷺ کو ''رجل مسحور'' کہتے تھے **ان تتبعون الا رجلا مسحورا** اور اللہ تعالیٰ اس کی تردید فرماتے ہیں کہ باطل (سحر' شیطان وغیرہ) اس کے قریب بھی نہیں آ سکتے۔ **لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و من خلفہ** اور **واللہ یعصمک من الناس**' مگر اس روایت کے ذریعہ ہم کفار کے اس الزام کو صحیح ثابت کر رہے ہیں یا غلط؟ نہم مذکور روایت کا مضمون **ولا یفلح السحر حیث اتی** کے بھی

متعارض ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''ساحر کبھی کامیاب نہیں ہوتا'' مگر یہاں ساحر کو کامیاب بیان کیا گیا ہے دھم: فرق مراتب: ساحرین فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میدان مقابلہ میں ساحرین کا نعرہ تھا قد افلح الیوم من لستعلی آج کے دن جو غالب آ گیا وہی کامیاب ہو گا) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی موسیٰؑ کو اسی جگہ یہ بشارت دی لا تخف انک انت الا علی گھبرا نہیں تو ہی کامیاب ہو گا) اور پھر دنیا نے دیکھا' کہ فرعونی جادوگر ناکام اور بنی اسرائیل کے نبی کامیاب ہو گئے' مگر یہاں آپ کیا دیکھ رہے ہیں' کہ بنی اسرائیل کا یہودی ساحر کامیاب اور سید الانبیاء علیہم السلام غیر کامیاب! کیا یہ انہی بنی اسرائیلیات کا تبرک نہیں ہے؟

جو انبیاء علیہم السلام پر شرمناک الزمات گھڑنے والے ماحول سے آ کر اسلام قبول کرنے والے چند اشخاص' غیر شعوری طور پر بقدر قلیل یہ تاثر ہمراہ لائے' اور نسل بعد نسل اس میں اضافہ ہوتا رہا' اور محققین نے اس کی تنقیح بھی کی۔ ملعون یہودیوں (بنی اسرائیل) کے خرافات کا تاثر کتب متعلقہ میں نمونہ ملاحظہ فرمایئے: حضرت سلیمانؑ کا دنیا میں پہلی بار بلقیس کی پنڈلیوں کے لیے ہڑتال سے ''بال صفا پاوڈر'' تیار کرانا' حضرت اسماعیلؑ کی جگہ حضرت اسحٰقؑ کو ''ذبیح اللہ'' قرار دینا' حضرت داؤدؑ کا اپنی فوج کے افسر کی بیوی کو چھت سے نہاتے دیکھ کر اس کے خاوند کو محاذ کے فرنٹ پر بھیج کر مروا دینا' اور اس کی بیوی کو حرم میں داخل کر لینا' حضرت سلیمانؑ کی قوت مردی کا ایسا حساب لگانا' جو عقل اور حیاء بھی تسلیم کرنے سے منقبض ہو' نیز حضرت سلیمانؑ کی حکومت بے مثال کی وجہ محض ایک انگوٹھی قرار دینا' حضرت سلیمانؑ والی نمل (چیونٹی) بھیڑیے کی جسامت کی بنا دینا وغیرہ سے اندازہ کیجئے۔ اس بھیڑیے جتنی چیونٹی کی روایت کی حقیقت ابن کثیرؒ نے عجیب طرح کھول کر رکھ دی' فرماتے ہیں ''نمل'' مذکور ''زباب'' یعنی مکھی جتنی بڑی تھی' مگر پڑھنے والے نے ''زباب'' کو ''ذئب'' یعنی بھیڑیا پڑھ لیا (عرب بغیر الف درمیانی کے بھی اسم لکھتے تھے جیسے رحمٰن' کفر (رحمان اور کافر) ایسے ہی ذبب اور ذئب تقریباً یکساں الفاظ معلوم ہوتے ہیں) اس طرح چشم زدن میں چیونٹی' مکھی کی جسامت سے بڑھ کر بھیڑیے کی جسامت کے برابر ہو گئی۔

ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ یہ خیال کریں' کہ یہودی مدنی جادوگروں والی حدیث کی سند تو بہت مضبوط ہے' لہٰذا اس میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہیں' تو اس کے متعلق عرض ہے' کہ کیا کلام اللہ سے بھی زیادہ کوئی اور بات مستند ہے؟ اور کیا یہ حرفاً حرفاً بلکہ حرف کے شوشہ تک اسی طرح مصئون و محفوظ اور لاریب ہے جسطرح قرآن پاک' جس کے متعلق حق تعالیٰ گارنٹی بیان فرما رہے ہیں۔ اذا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (سورہ الحجر آیت ۹) اور ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہاں ایک عجیب چیز حفاظت کلام الٰہی کی (صرف صوری کے) متعلق ملاحظہ فرمایئے' قرآن پاک کے کاتب کئی صحابہ کرامؓ تھے' ان میں سے کسی نے کہیں کوئی لفظ دوسرے سے ذرا سا مختلف حروف میں لکھ دیا (پڑھنے میں دونوں یکساں ہیں) مگر آج تک وہ دونوں صحابہ کرامؓ کی وہی اولین

کتابت اسی طرح چلی آ رہی ہے' جیسے لفظ شجرۃ ہر جگہ گول تا (ۃ) سے ہے' مگر سورہ الدخان آیت نمبر ۴۳ میں یہ لفظ (صرف ایک ہی جگہ) کشتی نما تا (ت) سے ہے ان شجرت الزقوم۔ اسی طرح جس جگہ کاتب نے حیوۃ لکھ دیا وہاں وہ اسی طرح چلا آ رہا ہے' اور جہاں حیات لکھ دیا وہ اسی طرح چلا آ رہا ہے۔ اسی طرح صلوۃ اور صلوات کا بھی غالباً فرق موجود ہے وغیرہ' مگر احادیث میں اکثر ایک واقعہ کے مختلف الفاظ اور بیانات جن میں راوی کا مفہوم بھی شامل ہوتا ہے موجود ہوتا ہے' اگرچہ بہت حد تک بعض محتاط راویان کرام نے وضاحت بھی فرما دی ہے کہ مجھے اس لفظ میں شک ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ لفظ ارشاد فرمایا تھا یا یہ؟ تاہم کسی صورت میں بھی سنداً قرآن پاک و حدیث مبارک کے موجودہ ذخائر ہم پلہ قرار نہیں دیے جا سکتے' اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ہر چیز کو سب سے پہلے کلام اللہ پر پیش کرنا ہی صحیح بلکہ اصح طریقہ ہے' لہٰذا اس چیز کا حل بھی قرآن پاک کی دوسری آیات سے کیا جانا چاہیے' اس کے بعد سنت رسول اکرم ﷺ پھر امثل فالامثل۔ کلام اللہ کے متعارض یا غیر مطابق امر لائق تاویل ہوگا۔ امام ابوبکر جصاص نے آنحضرت پر سحر موثر کی احادیث کو وضعی (بمطابق استفادہ از جماعت المسلمین) اور شرمناک کہا ہے۔

کذبات ثلاثہ:۔ مضبوط سند کی دلیل والے دوستوں کی خدمت میں کذبات ثلاثہ کی مثال پیش خدمت ہے' حدیث شفاعت کبریٰ میں قیامت کے روز حضرت ابراہیمؑ کے اپنے تین ''جھوٹ'' بولنے کی حیاء کی وجہ سے' اللہ تعالیٰ کے دربار میں لوگوں کی شفاعت کرانے سے عذر کر دینا مذکور ہے' اور وہ جھوٹ بھی بیان کیے گئے ہیں' جن میں سے دو کا ذکر قرآن پاک میں اور ایک کا حدیث (روایت) میں ہے' قرآن میں تو ایک بت توڑ کر مکر جانا (نعوذ باللہ) **بل فعله كبير هم هذا** اور دوسرا غالباً اسی واقعہ سے پہلے شہر سے باہر میلہ قومی میں شرکت نہ کرنے کا ''بہانہ'' کہ میں تو بیمار ہوں **فقال انی سقیم** تیسرا جھوٹ روایت میں ہے' کہ اپنی ہجرت کے وقت راستہ میں حضرت سارہ کی عزت و عصمت کی حفاظت کے لیے ظالم بادشاہ کو' بجائے ان کو اپنی بیوی کے اپنی بہن بتلایا' اس جھوٹ کو جائز ثابت کرنے کے لیے علماء نے تاویل کی ہے' کہ دو جھوٹ تو اللہ کے لیے تھے' اور وہ بھی جھوٹ نہیں بلکہ ''توریہ'' تھے۔ یہ نقشہ تو روایتی ہے مگر اللہ جل جلالہ اپنے ''خلیل'' (دوست) کا اپنی کلام میں اس کا نقشہ ''بالکل مختلف'' بیان فرما رہے ہیں' ان کی خصوصی عزیمت' ایمان' قربانی' حنیفیت' اور صدق وغیرہ کا کئی جگہ ذکر فرمایا گیا' آپ کا خطاب **انی جاعلک للناس اماما** (امام الناس) **ان ابراهیم كان امة قانتا لله حنيفا** (ابراہیم اپنی تنہا ذات میں پوری امت تھے اور حنیف یعنی سب سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ سے جڑ جانے والے) **لواها منيبا** بہت نرم دل غمزدہ اور رجوع الی اللہ والے' سب آزمائشوں میں درجہ اوّل پانے والے **واذ ابتلى ابراهيم ربه بكلمات فاتمهن** اور **وتلك حجتنا اتينا ها ابراهيم على قومه نرفع درجات من نشاء** (ترفع درجات)' ساری زندگی قربانیوں سے بھرپور' آپ نے اپنی ہر محبوب چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے قربان کیا' اور ہر خطرے کو جو کسی کو انسان کو پیش آ سکتا ہے' اسے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر قبول کیا اور جھیلا' ایسی زبردست

عزیمت اور شان والے اپنے خلیل نبی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اللہ عزوجل اپنی کلام میں اللہ کریم ایک جگہ پوری نو (۹) صفات بیان فرماتے ہیں۔ **ان ابراهيم كان امة قانتا لله حنيفا، لم يك من المشركين، شاكر الا نعمه، اجتباه، وهداه الى صراط مستقيم، واتيناه في الدنيا حسنة و انه في الاخرة لمن الصالحين**o سورہ النمل آیت نمبر۱۲ تا ۲۲ (اپنی ذات میں پوری امت، ۲۔ اللہ کا پورا مطیع فرمان، ۳۔ یکسو، ۴۔ کبھی بھی شرک نہ کرنے والا۔ ۵۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا ۶۔ اللہ کا چنا ہوا۔ ۷۔ اللہ تعالیٰ کے سیدھے رستے کو پانے والا، ۸۔ دنیا میں بھلائی پانے والا ۹۔ اور آخرت میں صالحین میں سے اتنی صفات احسن بیان فرما کر اللہ کریم اپنے حبیب محمد رسول اکرمؐ خود اپنی سعادت کا اظہار فرماتے ہیں، کہ میں (اپنے محترم دادا) حضرت ابراہیم (خلیل اللہ) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا (کی قبولیت کا ثمرہ) ہوں **(ربنا و ابعث فيهم رسولا منهم)**، اور ایسے عظیم الشان جلیل القدر نبی جن کی بہت سی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ صرف خود نہیں بلکہ سب گھرانہ ہی اللہ تعالیٰ کی خصوصی محبت، قربانیوں اور رحمتوں کا مظہر تھا، اور اللہ تعالیٰ کا اتنا محبوب گھرانہ تھا، کہ ان کی قربانیوں کی اداؤں کو قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرما دیا، اور ان سب ''عابدین'' کے لیے، جو اس کے دربار میں حاضری دے کر، اس کی مقرر کردہ جمیع فرائض عبادات کا مجموعہ رکن یعنی ''حج'' ادا کرنا چاہیں، اور اپنے کو اللہ تعالیٰ کا عابد، عاشق اور مجاہد ثابت کرنا چاہیں، وہ میرے اس دوست (ابراہیم) کی، اور ان کے پیارے گھرانہ کی قربانیوں کی، اسی وقت اور اسی مقام پر، اور اسی طرح، ان کی نقل کریں، تب تمہارا نام صحیح دعویداروں میں لکھا جائے گا، میری بندی ہاجرہ جہاں اور جس طرح دوڑی، اسی طرح تم بھی دوڑو، جہاں میرے بندے ابراہیمؑ نے اپنے بڑھاپے کے (مجازی) سہارے اسمٰعیل کو منہ کے بل اوندھا لٹایا، اور اس پر چھری چلا دی، تم سے اتنی رعایت ہے کہ بجائے بیٹے کے جانور کے گلے پر اسی طرح اسی جگہ چھری چلا دو، اور جہاں شیطان انھیں بہکانے آیا اور انھوں نے اسے کنکریاں مار کر بھگا دیا، وہیں تم بھی کنکریاں مارو، اور جس طرح وہ میرے اس گھر کے گرد ذوق وشوق سے بیتابانہ چکر لگاتا اور میرے (مجازی) ہاتھ حجر اسود کو بوسہ دیتا تھا، تم بھی اسی طرح کرو، بلکہ اپنی پوری زندگی کو اسی پوری روش پر لاؤ، کہ وہ ''حنیف'' تھا ''مشرک'' نہ تھا، یعنی سب مخلوق سے کٹ کر اور بیزار ہو کر صرف اور صرف اللہ کا ہو کر رہ گیا تھا۔ اسے مخلوق کی ذرہ بھر پرواہ نہ تھی، اگرچہ وہ اکیلا تھا، صرف گھر میں یا شہر یا ملک میں اکیلا نہیں، بلکہ پوری دنیا میں اکیلا، یعنی ایک فی دنیا! کیا اس سے زیادہ کوئی ''اقلیت'' ہو سکتی ہے؟ اسے ذہن میں رکھنا اور کبھی اپنی اقلیت کا بہانہ نہ کرنا، اور پھر میرے اس ''دربار'' میں چاروں طرف نظر دوڑاؤ! میرے اس دوست کے گھرانہ کی نشانیاں تمھیں چاروں طرف ابھی تک بکھری نظر آئیں گی، یہ میرا گھر، (بیت اللہ) جسے دونوں پیارے باپ بیٹوں نے تعمیر کیا، یہ رہا زمزم، جو ننھے اسماعیلؑ کی ایڑیوں سے پھوٹا، یہ ہے صفاء و مروہ، جہاں میری بندی ہاجرہ پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان بیقرار دوڑتی رہیں، یہ ہے مقام ابراہیم، جہاں میرے ابراہیمؑ کے پاؤں میرے گھر کی تعمیر کے وقت پتھر کے اندر ایسے گہرے ثبت ہو گئے، جیسی گیلی

منیٰ میں' اور یہ رہا منحر (قربان گاہ منیٰ)' اور یہ ہے مقام رمی جمار' ان دونوں باپ بیٹوں سے [illegible] کی یادگار مقامات' میں نے یہ شرف اپنے کسی اور نبی کو نہیں بخشا' **وجعلها كلمة باقية في عقبه** کیا آپ نے ان پتوں کو دنیا میں کہیں دیکھا ہے' جو آدم اور حوا جنت سے اپنے بدن پر لپیٹ کر یہاں لائے تھے؟ **طفقا يخصفان عليهما من ورق الجنة** کیا صالح علیہ السلام کی اس عجیب الخلقت اور بے نظیر اونٹنی کی کھال کا کوئی ٹکڑا دنیا میں کہیں موجود ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کی اس زبردست آیت (عصائے موسوی) [illegible] ہے؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام کے باذن اللہ مٹی سے پرندے بنا کر اڑائے جانے والے پرندے [illegible] کسی نے زیارت کی؟ کیا حضرت سلیمانؑ کے عظیم الشان تخت کی کوئی علامت اب کہیں باقی ہے [illegible] اعزازات اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دوست کے خاندان ابراہیمی میں ہی محفوظ اور ختم کر دیے۔ اپنے ''خلیل'' کی ایک اور صفت حسنہ کا ذکر' خصوصاً اللہ کریم نے فرمایا ہے' اور وہ ہے ''صدق'' (سچائی) جو ''کذب'' کی ضد ہے' دیکھیے **واذ كر في الكتاب ابراهيم انه كان صديقا نبيا** (سورہ مریم آیت ۴۱) یہاں ''صدیق'' ہی بیان فرمایا گیا ہے' یعنی ہمیشہ سچ بولنے والا' پکا سچا! صادق نہیں فرمایا' یعنی صرف سچا نہیں بلکہ صیغہ مبالغہ بہت ہی سچا' بمطابق لغت المنجد بہت سچا' سچائی میں کامل' عمل سے اپنی سچائی کی تکمیل کرنے والا' اور مطابق صاحب معارف القرآن' جس نے عمر بھر کبھی جھوٹ نہ بولا ہو اور جس نے اپنے عقیدہ و قول' عمل اور ہر حرکت و سکون میں اپنے کو صادق (سچا) ثابت کیا ہو' اللہ تعالیٰ کا یہ دوست خود بھی بہت سچا تھا' ان کا خلف الرشید اسمٰعیل بھی صادق الوعد' اور ان کا دوسرا بیٹا اسحاق اور پوتا یعقوب بھی عطیہ خداوندی تھے اور ان سب کو ہم نے نبی بنایا اور سب کو سچی نام وری عطا فرمائی **وجعلنا لهم لسان صدق عليا** اور فرماتے ہیں **وجعلها كلمة باقية في عقبه**' اور اس کا ذکر خیر ہمیشہ باقی رکھا' یہ نقشہ تو وہ ہے جو اپنے دوست خلیل اللہ کا اللہ جل شانہ بیان فرما رہے ہیں' ذرا اس کو ذہن نشین فرمایئے! اور پھر دوسرا نقشہ جو روایت بالا میں موجود ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں! جو تضاد ہوگا وہ ظاہر و بین معلوم ہوگا' امام الامم اور جد نبی کریم ﷺ اور صاحب کلمہ باقیہ' مجسم قربانی' عزیمت کے کوہ ہمالہ' صرف اللہ کی طرف یکسو اپنی ذات میں امت اور انتہائی سچا' اللہ کا دوست یہاں ''صاحب کذبات ثلاثہ'' بنا دیا گیا ہے! جبکہ اللہ کریم اپنے حبیب ﷺ کو ان **صلوتي و نسكي و محياي ومماتي لله رب العالمين** کی تلقین فرماتا ہے کہ میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور موت سب کچھ ہر لمحہ صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہے اور یہ میرا طریقہ میرے (بزرگ نبی) کا طریقہ ہے' صاف اور سیدھا' جس میں بالکل کجی نہیں' اور یہ طریقہ ابراہیم کا طریقہ و راستہ ہے جو صرف اللہ کی طرف یکسو تھا' اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا (۶:۱۲۶۲۱) اس ''مطیع اعظم'' اور ''صدیق اعظم'' کے لیے یہ الفاظ کہ وہ دو جھوٹ تو اللہ کے لیے تھے! حالانکہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کے لیے تھا (نعوذ باللہ تیسرا جھوٹ جو مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ؟)' حالانکہ بل فعله کے قول کے وقت اس بات کو سننے والے یا کسی بھی سننے والے نے اسے جھوٹ نہیں سمجھا' تو تعجب ہے کہ بعد کے لوگ اسے کیسے جھوٹ تسلیم کر سکتے ہیں؟ اور پھر

یہ بھی ہے کہ کسی بھی نبی پر دشمنوں نے بھی کوئی اخلاقی الزام عائد نہیں کیا، یعنی جھوٹ، خیانت وغیرہ! بلکہ حقیقتاً یہ الزامی جواب تھا **بل فعله كبيرهم هذا** جس کا جواب کفار نے **لقد علمت ماهولاء ينطقون** میں دیا ہے کہ تو بھی اچھی طرح جانتا ہے، کہ یہ تو بول بھی نہیں سکتے (یعنی زبان جو چھوٹی سی ہے وہ نہیں ہلا سکتے تو اتنا بڑا ہاتھ مع گرز کیسے چلا سکتے ہیں؟) اس پر حضرت ابراہیمؑ کا یہ قول **قال اف لكم ولما تعبدون من دون الله افلا تعقلون** (افسوس اور تف ہے تمہاری عقل پر، اور ان بتوں پر، جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کر رہے ہو) بھی اسی پر دلالت کرتا ہے، اور اس دلیل کا وہ کوئی جواب نہیں دے سکے، بلکہ انھوں نے ''طاقت'' کا استعمال تجویز کیا، کہ اسے آگ میں جلا دو، دوسرا مبینہ جھوٹ **فنظر نظرة فی النجوم فقال انی سقیم** بیان کیا گیا ہے، کیا ان قائلین محترم کے پاس کوئی دلیل ایسی ہے، کہ حضرت ابراہیمؑ اس وقت بیمار نہیں تھے، اور کیا ان لوگوں کے پاس صحت کا ''کوئی سرٹیفکیٹ موجود تھا! جسمانی بیماری، خواہ خفیف ہو، کا امکان بھی ہے، اور ہو سکتا ہے کہ عذر کرنے کے لیے یہ فقرہ مروج ہو، **نظر نظرة فی النجوم** اور انبیاء علیہم اسلام کو لوگوں کے اللہ کریم کے دین کی دعوت کو قبول نہ کرنے کا غم ہر وقت سوہان روح بنا رہتا تھا، حضور اکرمؐ کو اللہ کریم فرماتے ہیں **لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین** کیا آپ اپنے آپ کو ہلاک کرلیں گے اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے (مفہوم) **ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون** ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو باتیں تمہارے متعلق بناتے ہیں، ان سے تمہارے دل کو سخت کوفت ہوتی ہے، **فلا تذهب نفسک علیهم حسرات** پس اے نبیؐ خواہ مخواہ تمہاری جان ان لوگوں کی خاطر غم و افسوس میں نہ گھلے، حضرت لوطؑ فرماتے ہیں **انی لعملکم من القالین** میں تمہاری کرتوتوں سے ناراض و نالاں ہوں، کیا دل کی گھٹن، غم اور افسوس اور بدن گھلنا صحت کی نشانی ہے؟ اسی طرح امت کے کفر کا غم حضرت ابراہیمؑ کو بھی تھا (انی سقیم) سوال پیدا ہو سکتا ہے، کہ پھر بیماری کی حالت میں حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کو کیسے توڑا؟ جواب یہ ہے اللہ کے دشمنوں کے خلاف جذبہ جہاد، ایمان کو اور پھر جسم کو قوت بخشتا ہے، اسی جذبہ اور قوت ایمانی نے ان کو بتوں کی شکست و ریخت پر ابھار کر قوی بنا دیا، اور اس طرح آپؑ کو شفاء قلبی وقتی اور فوری حاصل ہوئی، جس طرح امت محمدیہ کو ارشاد ربانی ہے **قاتلو هم یعذبهم الله بایدیکم و یخزهم و ینصرکم علیهم ولیشف صدور قوم مومنین**۝ سورہ انفال، آیت نمبر ۱۴۔ اے مومنو! تم کفار سے لڑو! اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا، اور انھیں ذلیل و خوار کرے گا، اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد فرمائے گا اور مومنین کے دل ٹھنڈے کرے گا، یعنی قتل کفار سے شفاء قلبی کا حصول ہوگا، تیسری بات (متعلقہ کذب غیر قرآنی ہے جس سے فی الحال صرف نظر ہے) سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کے اس طرح دو مختلف کردار قاری کے سامنے آتے ہیں، اور یہ تصور تو کسی مومن کے حاشیہ خیال میں نہیں آ سکتا، کہ حضور پاک ﷺ کا کوئی قول و فعل اور مرضی مولا'' دونوں میں ذرہ کا لاکھواں حصہ بھی تفاوت ہو گا **وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی** اور **ان صلوتی و نسکی و محیایی و معانی لله رب العالمین لا شریک**

له، اس کے بعد تو صرف یہ امر قابل غور رہ جاتا ہے، کہ متن روایت چونکہ کلام الٰہی سے مختلف و معارض ہے، لہذا یہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک نہیں ہو سکتا، عصمت انبیاء ایک بنیادی اور امت کا عام اجماعی مسئلہ ہے، انبیاء کے نبوی اور روحانی درجات تو خصوصی عطاء الٰہی اور بے مثال ہوتے ہیں، دنیوی خصائص عقل، شکل، نسل، عمل اور فضل میں بھی وہ سب سے اعلیٰ اور ممتاز ہوتے ہیں، لہذا اس کا صحیح اور ممکنہ حل وہی ہے، جو حدیث کے بارہ میں افراط و تفریط رکھنے والے دونوں گروہوں کے متعلق بعض محقق علماء نے اختیار کیا ہے کہ ایک گروہ اس روایت کو لے کر پورے ذخیرہ حدیث پر حملہ آور ہو جاتا ہے کہ (نعوذ باللہ) تمام حدیثوں کو اٹھا کر پھینک دو، اور دوسرا گروہ اس روایت کی وجہ سے روایت پرستی میں غلو کر کے اس حد تک چلا گیا ہے، کہ اسے بخاری و مسلم کے چند راویوں کی صداقت زیادہ عزیز ہے، اور اس بات کی پرواہ نہیں، کہ ایک جلیل القدر نبی پر جھوٹ کا الزام عائد ہوتا ہے اور یہ روایت کذبات ثلاثہ والی محض اسی وجہ سے ہی قابل اعتراض نہیں، کہ یہ ایک نبی کو۔ (نعوذ باللہ) جھوٹا قرار دے رہی ہے، بلکہ اس بنا پر بھی غلط ہے کہ وہ تینوں مذکورہ واقعات ہی محل نظر ہیں...... فن حدیث کے نقطہ نظر سے کسی روایت کی سند کا مضبوط ہونا اس بات کو مستلزم نہیں، کہ اس کا متن خواہ کتنا ہی قابل اعتراض ہو، مگر اسے ضرور آنکھیں بند کر کے مان لیا جائے، کیونکہ سند کے قوی اور قابل اعتماد ہونے کے باوجود بہت سے اسباب ایسے ہو سکتے ہیں، جن کی وجہ سے متن غلط صورت میں نقل ہو جاتا ہے، اور وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہوتا ہے، جس کی قباحت خود پکار رہی ہوتی ہے، کہ یہ باتیں نبی اکرم کی فرمائی ہوئی نہیں ہو سکتیں! اس لیے سند کے ساتھ متن کو دیکھنا بھی ضروری ہے۔

یہ طویل معروضات ایسی روایات، جس کی سند ''مضبوط'' مگر متن کلام اللہ اور دیگر احادیث و تعلیمات دین کے بنیادی امور سے متعارض و مختلف ہو، کے حوالہ سے اس لیے پیش خدمت کی گئیں، کہ ''مدنی یہودی جادوگر'' والی روایت میں بھی ایسی ہی صورت حال ہے، لہذا جب ان کی واقعات کی صحت و بنیاد ہی مشکوک ہے، تو امت کو مزعومہ و مروجہ سحر، جادو، ٹونا، افسون، کالا، پیلا علم، جنتر، منتر، طلسم وغیرہ کے غیر حقیقی وجود اور اس کے ضرر، بلکہ دہشت انگیز اوہام و خرافات موجودہ کو، پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہیں دینی چاہیے کیونکہ یہ انسان کو انتہائی وہمی بنا دیتی ہیں اور مسلمان کی شان سے تو یہ بعید ہے، کہ وہ ان کی طرف ذرا بھی التفات بھی کرے، کہ ہمہ وقت اس کی نظر اللہ کریم پر رہنی چاہیے۔ جو **نحن اقرب الیه من حبل الورید** اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب کی شان والی ہے، اور **اجیب دعوة الداع اذا دعان** فرما کر ہر وقت اپنا دربار کھلا رکھتے ہیں۔ جنھیں نہ تھکن ہوتی ہے نہ غفلت، نیند آتی ہے نہ بھوک، اور جس کے پاس ہی سب کچھ ہے اور جو کچھ ہے صرف اسی کا ہے، اور جو سب سے بڑا سخی اور رحم فرمانے والا ہے، بغیر مانگے ہمیں ہزاروں نعمتیں عطا فرمائیں اور عطا فرماتے رہتے ہیں۔ مانگنے پر کیوں نہ عطا فرمائیں گے؟ آداب و شرائط کے ساتھ دعا کبھی ضائع نہیں جاتی، ضرور ملتا ہے، یہاں یا وہاں، دیر یا سویر، تھوڑا یا بہت، کچھ نہ کچھ ملتا ضرور ہے۔ اللہ مانگنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

توہمات مروجہ کے سلسلہ میں اکثر پیشہ ور عاملین نے جنات کے ساتھ ساتھ چڑیل، چھلاوہ، سایہ، پریت، پری، آسیب، ڈائن، چڑیل، ہمزاد، موکل وغیرہ اقسام بھی مشہور کر رکھی ہیں۔ بعض دینی ذہن کے لوگ ہمزاد اور قرین کو ایک ہی جنس قرار دیتے ہیں، بلکہ ایک ہی ہستی! مگر حقائق اس کی تصدیق نہیں کرتے، کیونکہ قرین یا دوسری مذکورہ “بلائیں۔” اکثر و بیشتر ان عاملین و متاثرین کے نزدیک صرف جسمانی ضرر پہنچاتی ہیں، جبکہ “قرین” قرآن پاک میں صرف “دینی ضرر (گمراہ کرنے والا) یعنی شیطان کی ڈیوٹی دینے والا مذکور ہے، لہٰذا قرین (قریبی ساتھی) شیطان ہی ہے، کوئی علیحدہ مخلوق نہیں۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں ومن یکن الشیطان له قرینا فساء قرینا (شیطان جس کا ساتھی ہو، وہ بہت برا ساتھی ہے) اور یہی ہمزاد ہے، یار لوگوں نے اپنے مفاد کے لیے غیر مسلم اقوام کے توہمات سے مشابہ ایسی ہوائی مخلوق غیر مرئی خود گھڑ لیں، ورنہ ان کا کوئی حقیقی وجود ثابت نہیں۔

حلول:۔ اس مریضہ میں جن گھس گیا وہی بول رہا ہے، اس مرد میں جنی داخل ہو گئی، وہ اس پہ عاشق ہو گئی تھی، وغیرہ باتیں تو مذکورہ ماحول میں کئی بار سنی جاتی ہیں، اگر اس سے مراد شیطان ہو، تو شیطان تو وساوس کے لیے ہر وقت انسان کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور وسوسے ڈالتا رہتا ہے، اگر کوئی دوسری جنس مراد ہے تو اسکا غیر جنس میں گھسنا ناقابل فہم ہے، جیسا ماقبل عرض کیا گیا، کہ اس کرہ ارضی میں اصل کردار تین ہی ہیں، خاکی، نوری، ناری، جب سے یہ مخلوق بسی ہیں، ان میں سے کسی دو مخلوق کی مخلوط نسل وجود میں نہیں آئی، یعنی جس طرح گدھی اور گھوڑے کی مخلوط نسل خچر! نہ کبھی فرشتے اور انسان کی مخلوط مخلوق بنی، نہ فرشتے اور جن کی، اور نہ فرشتے اور انسان کی نہ انسان اور جن کی! اسی طرح اگر فرشتہ انسان کے جسم میں آج تک نہیں داخل ہوا تو جنات کیسے انسان میں گھس جاتے ہیں، اور کیا کبھی انسان نے بھی کسی جن کے اندر داخل ہو جانے کا تصور بھی کیا ہے؟ اگر دلیل یہ دی جائے کہ وہ جو مریضہ کے اندر بول رہا ہے، وہ کون ہے؟ جن ہی تو ہے! تو عرض ہے کہ وہ جو نظر آ رہی ہے، وہ خود ہی ہے، اکثر تو مکر ہوتا ہے۔ کبھی سازش یا مرض! اگر دوسری مخلوق اس میں بول رہی ہے تو وہ خود کیوں نہیں بولتی؟ مریضہ کو خواب آور دوا دے دیں تو وہ مخلوق کیوں چپ کر جاتی یا بھاگ جاتی ہے؟ ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ مریضہ میں چار پانچ آدمیوں جتنی طاقت آ جانا یہ ثابت کرتا ہے، کہ اس کے اندر کوئی غیر مرئی طاقتور مخلوق گھس گئی ہے۔ اللہ کے بندو! پاگل آدمی کو کوئی جن نہیں چمٹتا بلکہ صرف اس کا دماغ خراب ہوتا ہے، اس مرض سے اس میں چار پانچ آدمیوں جتنی طاقت کیوں آ جاتی ہے؟ حالانکہ وہ صرف بدنی مرض ہے! اسی طرح عورتوں کو ہسٹریا یعنی اختناق الرحم کی مرض سے دورے پڑتے ہیں، اور اس میں کئی گنا طاقت آ جاتی ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ بھی مرض ہے۔

تھوڑی سی بات رہ گئی کہ اگر دیندار حضرات یہ فرمائیں کہ صاحب ہم سفلی اعمال سحر وغیرہ کے “ہوا کو کر تو تسلیم نہیں کرتے، مگر “نوری” علم تو حضرت سلیمانؑ کے واقعہ سے ثابت ہے، کہ جس علم سے ان کے وزیر آصف بن برخیاہ نے ہزاروں میل دور سے پلک جھپکتے میں تخت بلقیس منگوا لیا تھا” تو حضرت، عرض

ہے! کہ کلام پاک کو پہلے کلام پاک سے سمجھنے کی سعی فرمائیں! اور پورے دین کو خصوصاً اس کے بنیادی امور کو ذہن میں رکھیں کہ کوئی بھی امر اس کے متعارض نہ ہو واقعہ مذکور کا قرآنی مفہوم یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے تخت بلقیس یمن سے بیت المقدس اپنے اسی منعقدہ دربار میں منگوانے کا ذکر کیا، تو ایک قوی جن نے کہا کہ میں اس مجلس کے برخواست ہونے سے پہلے لاسکتا ہوں، اس پر اس نے جس کے پاس الکتاب کا علم تھا کہا میں اسے پلک جھپکنے تک ابھی لاسکتا ہوں یعنی چند گھنٹوں کی بجائے چند سیکنڈ میں اور پھر سب نے دیکھا کہ وہ تخت وہاں پڑا ہوا تھا، اس پر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا یہ میرے رب کا مجھ پر فضل ہے۔ گفتگو تو اس پر خاصی ہوسکتی ہے، مگر نہایت مختصر! **قال الذی عندہ علم من الکتاب** جس کے پاس ''الکتاب'' کا علم تھا اس نے یہ کام کیا، واضح رہے کہ لفظ ''الکتاب'' ہے یعنی ''خاص کتاب'' لفظ کتاب نہیں جو مکتوب سلیمانی نامہ بلقیس **انی القی انی کتاب کریم** میں مذکور ہے، قرآن پاک میں تقریباً ۱۳۵ جگہ لفظ ''الکتاب'' اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کے لیے استعمال ہوا ہے، اور بہت کم صرف چند بار یہ لفظ معاہدہ، مدت اور لوح محفوظ وغیرہ کے لیے آیا ہے، اور اللہ کی کتاب اس کے نبی پر ہی نازل ہوتی ہے اور اسی کو اس کا صحیح اور مکمل علم دیا جاتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا، کہ اس نبی کے کسی امتی کو خواہ وہ اس کا کتنا ہی زیادہ مطیع ہو اس کتاب کا علم اس نبی سے زیادہ عطا فرمایا جائے۔ اگر وہ امتی اتنے زیادہ علم کا مالک تھا تو پھر اللہ تعالیٰ اسی امتی کو ہی نبی بناتے یہ کیا بات ہوئی کہ کتاب نبی پر نازل کی اور اس کتاب کا علم نبی سے زیادہ کسی اور کو دے دیا؟ بلکہ حقیقت وہ ہے جو امام ابن کثیرؒ وغیرہ نے بیان فرمائی ہے کہ ''علم من الکتاب'' والے صاحب، خود حضرت سلیمانؑ تھے: اللہ تعالیٰ نے ان کو فہم خصوصی میں ملکہ عطا فرمایا تھا، اپنے والد حضرت داؤدؑ کے بکریوں والے مقدمے کے فیصلہ میں نہایت مدبرانہ مشورہ دیا جو قبول ہوا، آپ کی متعدد صفات حضرت یوسفؑ سے مشابہ ہیں جن کے متعلق فرمایا **ولنعلمہ من تاویل الا حادیث** باتوں یا کاموں کی تہہ تک پہنچ جانا) اور حضرت سلیمانؑ سے مذکورہ بکریوں کے واقعہ میں ان کے برطابق مشورہ احسن فیصلہ کے متعلق فرمایا، **ففھمنا ھا سلیمان** (ہم نے وہ فیصلہ سلیمانؑ کو سمجھایا) اس طرح ہوسکتا ہے کہ سیدنا یوسف کو جب بچپن میں سوتیلے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا، تو اسی ابتدائی مرحلہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے اس ''المیہ'' کا انجام ننھے یوسفؑ کو بتلا دیا **و اوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون** اور ہم نے (اس وقت) اس کی طرف وحی نازل کی کہ ایک وقت آئے گا، کہ تو ان کو ان کی یہی حرکت جتلائے گا مگر وہ تم کو پہچانتے نہیں۔ (سورہ یوسف آیت ۱۵) اسی طرح جب ہدہد نے اس واقعہ کی ابتداء میں ہی بلقیس کے عظیم الشان تخت کا ذکر کیا، اور آپ نے بعد میں اسے خط لکھا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اسی ابتداء واقعہ کے وقت ہی اسی طرح اس واقعہ کا انجام بتلا دیا ہو، کہ وہ تخت دربار کے اس کمرے میں پڑا ہے اور یہ اشارہ بھی فرما دیا گیا ہو، کہ اسے بھی خود منگوا لو اور حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کی روانگی کے بعد جنات سے بآسانی وہ تخت منگوا کر مذکورہ مجلس منعقد ہونے سے پہلے ہی پردہ کے پیچھے رکھوا چھوڑا ہو اور آپ نے اس جن عفریت کے جواب کے بعد خود فرمایا ہو کہ

انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک اور پھر فوراً آپ نے پردہ ہٹا دیا ہو' اور پھر تخت سب کے سامنے موجود! چند سیکنڈ میں سینکڑوں ہزاروں میل دور تو آج سائنس کے زمانہ میں بھی کوئی تیز سے تیز رفتار جہاز نہیں جا سکتا' اور پھر آپ نے اسی انعام الٰہیہ خصوصی کا شکریہ **هذا من فضل ربی** سے ادا فرمایا۔ ایک بات اور' کہ سارے امتی مل کر بھی اپنے نبی کے برابر افضل نہیں ہو سکتے' کیونکہ نبوت وھبی (عطائے الٰہی) ہے کسی نہیں' **الله لیصطفی من الملائکة رسلا و من الناس** (اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے خود رسول منتخب فرماتے ہیں) اور ظاہر ہے حضرت سلیمانؑ کا دوسرا شخص ان کا امتی ہی ہوگا' وہ نبی سے کیسے افضل ہو سکتا ہے؟ نہ بلحاظ علم' نہ بلحاظ عمل نہ بلحاظ درجات!

دراصل بات یہ ہے کہ جب کسی قوم پر اخلاقی و مادی انحطاط کا دور آتا ہے' تو وہ عالی ظرفی و بلند حوصلگی کی بجائے توہمات جادو' ٹونے' ٹوٹکے' طلسمات' جنتر' منتر' وغیرہ کی طرف دوڑتے ہیں' کہ بغیر کسی محنت و مشقت کے محض پھونکوں سے اپنے سارے کام بن جایا کریں اور انہی چیزوں سے مخالفین کے کام بگڑ جایا کریں' حالانکہ یہ محض خام خیالی ہے! جو لوگ ایسی چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں' انھیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر یہ چیز انفرادی طور پر موثر ہو سکتی ہے تو اسے افراد یا مقدار کی کثرت سے اجتماعی طور پر اتنا ہی زیادہ موثر بھی بنایا جا سکتا ہے۔ انفرادی نفع' خصوصاً ضرر کا تاثر تو عوام کے دلوں میں تقریباً پیوست ہی ہو جاتا ہے' مگر اجتماعی ضرر کا ان لوگوں کو خیال تک نہیں آتا بلکہ ان ''ضرر رساں'' طبقہ کو بھی شاید کبھی اس کا تصور تک نہ آیا ہوگا۔ یعنی دنیا میں آج تک ایسا نہیں ہوا' کہ کسی بادشاہ نے اپنی فن حرب میں ماہر اور مسلح فوج کی بجائے دو تین سو جادوگر ساتھ لے کر محاذ جنگ پر لڑائی لڑی ہو (کامیابی ہونا یا نہ ہونا تو بعد کی بات ہے) اور نہ کسی بادشاہ نے امور سلطنت چلانے کے لیے حسب معمول وزرا یا محکمہ جات کے افسران و کارکنان مقرر کرنے کی بجائے سو یا دو سو جادوگر بھرتی کر لیے ہوں' اور وہ سارے ملک کا انتظام جادو سے چلا رہے ہوں سب سے بڑا صحیح تاریخی قرآنی واقعہ ساحرین بتاتا ہے' کہ ان ساحرین کا آقا۔ (فرعون) بھی ان کے سحر کو یقینی اور صحیح نہیں سمجھتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ ساحرین کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ڈرتا کہ وہ تو اب میرے دشمن سے مل گئے ہیں اور اب تو وہ سارے مل کر اپنے جادو سے مجھے تباہ کر دیں گے۔ مگر اسے ذرہ بھر بھی جادوگروں کے جادو کا خوف نہیں ہوا' بلکہ انھیں عام لوگوں کی طرح عام انسان سمجھ کر سولی پر چڑھانے کی دھمکیاں دینے لگا۔ اور یہ جادوگر تو اس کے مستقل ملازم اور تنخواہ دار تھے' جب بنی اسرائیل میں سے اس بچے کے پیدا ہونے کا اسے خطرہ لاحق ہوا' جو اس کی سلطنت کو ختم دے گا تو اس نے جادوگروں کو آرڈر نہیں دیا کہ تم زور و شور سے جادو کر کے بنی اسرائیل کے بچوں کی پیدائش بند کر دو (افسوس ہے کہ آج کل کے بعض مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس عورت کے اس لیے اولاد نہیں ہوتی کہ کسی نے جادو سے اس کی ''سوء بندی'' (بندش ولادت) کر دی ہے) بلکہ اس نے سرکاری جلادوں کے ذریعہ بچوں کا قتل عام کروایا۔ اور پھر ساحرین کو بھی اگر اپنے سحر پر یقین ہوتا' تو وہ فرعون کی دھمکی کے جواب میں فرعون پر جادو چلاتے اور اسے تباہ کر دیتے' مگر

ان ساحرین مومنین نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا' کہ تو جو کچھ تکالیف ہمیں دے گا۔ وہ صرف ہماری اسی دنیوی زندگی میں ہی دے گا۔ اور جس آخرت اور اس کی نعمتوں پر ہم ایمان لا چکے ہیں' ان پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکتا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں جو وہ چاہیں کر سکتے ہیں' اور کرتے ہیں' مگر اس نے ہمارے انسانوں کی ضعیفی پر رحم فرما کر ہمارے کاموں کو اسباب کے ساتھ جوڑ دیا ہے' اور ہم اگر اسی طریقے سے جو شریعت نے ہمارے لیے مقرر فرمایا ہے وہ کام کریں گے' اور یقین اللہ کی ذات پر رکھیں گے' اور اس سے دعائیں بھی مانگتے رہیں گے' تو یہ نہایت صاف سیدھا اور آسان راستہ دونوں جہانوں کی کامیابی کا ہے' اور اگر عمل سے گریز' تن آسانی اور بہانہ سازی کی راہ اختیار کر کے خلاف فطرت طریقے اختیار کریں گے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے' اور اللہ تعالیٰ کو یہ طریقے تکوینی یا تشریعی کسی طور پر پسند نہیں' اس معاملے کا ایک اور پہلو بھی ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ کریم مذکورہ بالا غیر فطری طریقوں سے کوئی بھی کام عموماً نہیں بناتے (معجزہ اس سے مستثنیٰ ہے) اور نہ شیاطین کو اس کا اختیار دیا ہے' ارشاد ربانی ہے ولو ان قرانا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتی بل لله الامر جمیعا (سورہ رعد آیت ۳۱) اور کیا ہو جاتا اگر قرآن سے پہاڑ چلنے لگتے' یا زمین شق ہو جاتی یا مردے بولنے لگتے' مگر سارا اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے' کفار حضور اکرمؐ سے ایسی نشانیاں طلب کرتے تھے اس کے جواب میں اللہ کریم فرماتے ہیں (کہ جن لوگوں کو قرآن کی تعلیمات میں' کائنات کے آثار میں اور نبی اکرمؐ کی پاکیزہ زندگی میں اور صحابہ کرامؓ کے انقلاب حیات میں کوئی نور حق نظر نہیں آیا' کیا وہ پہاڑوں کے چلنے' زمین کے پھٹنے اور مردوں کے قبروں سے نکل آنے سے کوئی روشنی پالیں گے؟ یہاں غالباً اللہ کریم کی یہ منشا معلوم نہیں ہوتی کہ اپنی کلام پاک (قرآن مجید) سے یہ تینوں کام کیے جائیں' لہٰذا جب عین کلام حق سے بھی انکا وقوع ممکن نہیں' تو کلام باطل یعنی سحر وغیرہ سے بھی ان کا وقوع بالکل ناممکن ہے' اور تاریخ عالم اس پر شاہد ہے۔

اگرچہ یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے ''دارالجزاء'' نہیں بنائی اور تمام اعمال کی جزا اور سزا کے لیے ''یوم الدین'' مقرر فرمایا ہے' اور یہ دنیا تو صرف ''دارالعمل'' ہے' مگر اس کا یہ مطلب نہیں' کہ اس دنیا میں نیک اعمال کا کوئی اثر نہیں ہوتا یا اللہ تعالیٰ کی پے در پے نافرمانیوں کی کوئی شامت اس دنیا میں نہیں پڑتی۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اچھے یا برے اعمال کا اثر اور نتیجہ' فوری یا کچھ دیر سے' اس دنیا میں بھی دکھلا دیتے ہیں' متعدد واقعات اس پر شاہد ہیں' یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ دین یا دنیا کے نام پر لوگوں سے فریب دہی کے ذریعہ جو دنیا کمائی جائے گی' عموماً وہ بھی پاس نہیں رہتی' بلکہ داغ فراق لگا کر تڑپاتی رہتی ہے' اور جاتی ہوئی کچھ حصہ مزید اپنے ساتھ لے جاتی ہے' دید وشنید کے ذریعہ ایسے واقعات کا علم ہوتا رہتا ہے' جو شخص ذرا تدبر سے کام لے گا' وہ جان لے گا' کہ اس نقصان کی وجہ اللہ تعالیٰ کی فلاں حد یا حدود کا توڑنا ہے' ایک حضرت جو ایسا ہی کاروبار ڈنکے کی چوٹ سے سستے اور مہنگے کوالٹی دار تعویذات فروخت کر کے کیا کرتے تھے' ایک مسکین' بے سہارا' معذور شخص کی ''امداد'' کے چکر میں مقدمات میں پھنس گئے' (دراصل ایک قیمتی

پلاٹ تھا جس کے حصول کا لالچ انھیں لے ڈوبا) ساری کمائی ادھر نکل گئی اور مقدمہ بھی ہار گئے' اس کا ایک عزیز (شکایتہ نہیں حکایتہ) کہہ رہا تھا کہ حج نہیں تو عمرہ ہی کر لیتے' ارادہ تو تھا' مگر جو آتا ہے کچہریوں میں چلا جاتا ہے' کیا کریں۔ اور پھر حضرت مقدمہ کیا ہارے' کہ اس کے ساتھ نقد جان بھی ہار گئے۔ ایک صاحب فرمایا کرتے' کتنے روپے والا دم کروانا ہے؟ اور ان کو شامت اعمال نے ایسا گھیرا' کہ ان کے جوان لڑکے نے دوسرے کسی لڑکے کو معمولی سی بات پر چھرا مار دیا' جس سے وہ مر گیا' اور وہ ساری ''کمائی'' اس کے ورثاء کو ''راضی بندہ'' کر کے ادا کرنی پڑی۔ ایک حضرت صاحب مریض کو پہلے ہی مطلع فرما دیتے ہیں' کہ میری تشخیص و تجویز بہ سلسلہ تعویذات وغیرہ کی فیس سوا سو (۱۲۵) روپے ہے (علاج کا معاوضہ تو شاید علیحدہ لیتے ہوں گے) کام چلتا رہا' پھر ''امر الٰہی'' وارد ہوا' کچھ مریض شاندار کار میں قریبی شہر میں ایک مریضہ دکھانے کے لیے لے گئے دم ہوا' معمول سے کہیں زیادہ رقم فیس ملی اس طرح دو چار چکر لگے' پھر ذرا باہمی واقفیت اور ''انس'' پیدا ہو گیا' پھر انھوں نے بتایا کہ ہم ''بس'' خرید رہے ہیں' یہ منافع بخش کاروبار ہے' اتنی دیر میں اتنا کما چکے ہیں' اگر آپ کا بھی شراکت کا ارادہ ہو تو دیکھ لیں' حضرت صاحب کو بڑی ہی مسرت ہوئی' اور خوشی خوشی خاصی بڑی رقم ان کے حوالے کر دی' انھوں نے قریبی دن اور تاریخ کا وعدہ کیا' کہ گاڑی آپ کے مکان کے دروازہ پر عین وقت پر پہنچ جائے گی' وہ دن اور وقت آ گیا' مگر بس یا بس والوں کا نام و نشان تک نظر نہ آیا' گھبرا کر اس شہر میں ان کی ''حلقہ مترفین'' میں اس کوٹھی پر پہنچے' جہاں وہ مریضہ کو کئی بار ''دم'' فرما چکے تھے' وہاں تالا لگا ہوا تھا' بڑے پریشان ہوئے' پڑوسیوں سے پوچھا تو پتہ چلا' کہ وہ تو صرف کرایہ دار تھے' معلوم نہیں کون تھے اور کہاں کے تھے اور کہاں گئے؟ ... حضرت صاحب منہ لٹکائے واپس آ گئے' اور لوگوں کو تبصروں کا بڑا ''رنگین اور نمکین'' موضوع ہاتھ آ گیا' اس طرح وہ دولت ور دولت سے رخصت ہو گئی' ایک اور عامل صاحب بھی ایسے ہی کاروبار کے جھانسے میں آ کر لٹ گئے۔ ایک ''وہابی'' نے بھی مزدوری کے ساتھ ساتھ یہ ''کاروبار'' بھی کیا ہوا ہے' لوگوں کو دشمنوں کے دوست بنانے کے' اور اس کے علاوہ بہت سے کاموں کے گراں قیمت تعویذ دیتا ہے' مگر خود اس کا بیٹا اس کا ایسا نافرمان نکلا ہے' کہ گھر کیساتھ مسلک' بلکہ نماز روزہ بھی چھوڑ دیا' اور بھنگ پی کر گھنگرو باندھ کر ناچتا ہے' اور ایک مست کے مزار کا مجاور بنا ہوا ہے۔ ایک عامل صاحب کو اپنے ہی تعویذ ''لڑ'' گئے کہ اپنی ہمشیرہ کے بیٹے کو بیٹی کا نکاح دیا' چند روز ہوئے ہوں گے' کہ راقم کے پاس لڑکے والے آئے کہ اس لڑکی نے (والد سے تعویذ لے کر) ہمارے لڑکے کو پلا دیئے' جس سے وہ ہمارے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے لگا تھا' پھر ہم نے ساہیوال سے تعویذ لا کر اسے پلائے' تو کچھ فائدہ ہو گیا۔ بندہ نے کہا یہ چکر سارا ہی شیطانی ہے' نہ تعویذوں سے لڑکا بگڑا اور نہ تعویذوں سے ''ٹھیک'' ہوا۔ مگر ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی' اور وہ کہتے رہے کہ لڑکا تو اتنا غصہ میں بھرا ہوا تھا' اور کہتا تھا کہ میں تو اسے طلاق دوں گا۔ اس پر راقم کو اس کے ''ٹھیک'' ہونے کی حقیقت معلوم ہوئی کہ وہ اپنے گھر کے دوسرے افراد کا ہم خیال ہو گیا ہے' کہ میری بیوی نے مجھے تعویذ پلا دیئے' اور اس جرم کی

سزا وہ ''طلاق'' سے کم کسی صورت میں نہیں دے رہا العیاذ باللہ! ایک اور مشہور عامل دور کے کسی شہر کے باہر ایک اہم مقام پر، غالباً ایک ہی ''عمل'' فرماتے تھے، کہ ہر وقت انگیٹھی کے نیچے آگ جلتی ہوئی اور انگیٹھی کے اوپر ایک چھوٹی سے کڑاہی میں کھولتا ہوا تیل موجود رہتا' کوئی بھی مریض آتا یا مریضہ، وہ اپنی ایڑی کھولتے ہوئے تیل میں ڈالتے اور درد کی جگہ اپنی ایڑی لگاتا' شروع شروع میں تو وہ بلا معاوضہ یہ عمل کرتا رہا' مگر جب خاصی شہرت ہوگئی' تو رقم لینے لگا اور پھر رقم کا ریٹ بھی مطابق گرانی بڑھتا رہا' اور وصولی میں رویہ بھی سخت ہونے لگا' کہ ٹھوک بجا کر رقم لیتا' نتیجتہً وہ مفلس و قلاش عامل کئی مربعہ زرخیز اراضی کا مالک بن گیا' اسی طرح اس عامل کا دھندا چلتا رہا' حتی کہ موت کا پھندہ اس کے گلے میں آگیا اور اس کی روح پرواز کرگئی' جب غسل دینے کے لیے اسے تختہ غسل پر رکھنے لگے' تو عجیب ماجرا دیکھا گیا' کہ چاروں طرف سے شہد کی مکھیاں آکر میت کو چمٹ گئیں' گھر والوں نے یا غسال نے اڑانے کی بہت کوشش کی مگر بے فائدہ' آخر شہد کے چھتوں سے شہد نکالنے والے ''اوڈ'' بلائے گئے' انھوں نے دھواں وغیرہ کر کے مکھیوں کو بھگایا' پھر جب جنازہ کے بعد' میت کو لحد میں اتارنے کے لیے پہلے ایک آدمی قبر میں اترنے لگا' تو وہ دہشت زدہ ہوگیا' کہ قبر میں بچھو اور سانپ موجود تھے۔ یہ دیکھ کر سب لوگ توبہ توبہ کرنے لگے' اور چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں' کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اور اب کیا کیا جائے؟ نئی قبر اس خدشہ سے نہیں بنائی' کہ وہاں بھی وہی ''خطرہ'' موجود ہونے کا غالب گمان تھا' آخر لاش کو قبر میں پھینک کر مٹی ڈال دی اور بھاگ آئے۔ **فاعتبروا ایا اولی الابصار**. ذرا سی تحقیق پر معلوم ہوگیا کہ عامل صاحب مریضہ کے بھی کپڑے کے اوپر نہیں' بلکہ اس کے بدن پر ''ایڑی مبارک'' مقام درد پر لگاتے تھے **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** دین اسلام کے کسی بھی مسئلہ کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے سارے دین پر بیک وقت نظر ہونا چاہیے۔ صرف ایک چیز کو لے کر اسے اتنی اہمیت دینا کہ وہ جز کی بجائے کل معلوم ہونے لگے صحیح نہیں! اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے' اسے ایک مکمل مشینری کی یا ایک پورے جسم انسانی کی مانند سمجھنا چاہیے' کہ انسانی بدن کا ہر جزو اپنی جگہ اپنی خصوصی اہمیت رکھتا ہے مگر اعضاء رئیسہ کی مثل دوسرے اعضاء نہیں ہو سکتے۔ سر سب کا سردار ہے آنکھ' ہاتھ' ٹانگ کے بغیر بھی انسان موجود ہوتا ہے' اور کام کر سکتا ہے مگر ناقص البدن ہوگا' لیکن سر کے بغیر کوئی انسان زندہ اور کارآمد نہیں ہوسکتا۔ راس العقائد والا اعمال توحید ہے' دوسرے ارکان و احکام اپنی جگہ مسلم ہیں' مگر اس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ توحید کی مثال جسم انسانی میں سر کی خیال فرمائیے۔

نبی کریمؐ کے ارشاد کا مفہوم ہے' میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں' اگر تم نے انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے' وہ دو چیزیں ہیں اللہ کی کتاب اور میری سنت! کلمہ طیبہ' جو دین اسلام کی بنیاد ہے وہ بھی توحید و رسالت دو ہی چیزوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام امت کے لیے نبی کریمؐ کی ذات گرامی زندگی بسر کرنے کے لیے ''اسوہ حسنہ'' یعنی نمونہ بنائی **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** ' اور اس ''اسوہ حسنہ'' پر سب سے پہلے اور سب سے عمدہ عمل' صحابہ کرامؓ نے کیا' اور ان کے ایمان کو

دوسروں کے لیے معیار قبولیت و ہدایت قرار دیا گیا **فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا** (یہ اہل کتاب اگر تمھارے (یعنی صحابہ کرامؓ) کی مثل ایمان لائیں، تب انھیں ہدایت یافتہ تسلیم کیا جائے گا) اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے معیاری ایمان کے بعد، ان کے معیاری و مقبول اعمال کا ثمرہ دنیا میں ہی سنا دیا، ان کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ یا ان کی تابعین اولاد یا ان کی اولاد تبع تابعین میں، کہیں ان دو مقدس امور کے علاوہ کوئی دوسرا معیار حق و اطاعت نظر نہیں آتا، اور مذکورہ ماقبل توہمات کا تو نام و نشان تک نہیں ملتا، اللہ کریم ہمیں صحیح فہم اور حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین) **لقد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین یهدی به اللّٰه من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم من الظلمات الی النور باذنه ویهدیهم الی صراط مستقیمo** تمھارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے، اور ایک ایسی حق نما کتاب، جس کے ذریعہ سے ان لوگوں کو جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے، اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔

تحریر ہذا باوجود معمول سے خاصی زیادہ کدو کاوش کے تقریباً چار مہینہ میں پوری ہوئی، بوجہ عذرات متعدد جسمانی و روحانی امراض، مزید یہ کہ نہ علم نہ عمل نہ فہم اور نہ کوئی دوسرا وصف استحقاق، نہ تجربہ کاری اور مضمون نویسی کی قابلیت، اور نہ مشق، بس غالب خیال یہی تھا، کہ عملیات کی دنیا میں جو توہمات اور خرافات کثیرہ پھیلی ہوئی ہیں، ان کے بارے میں کسی حد تک اگر کسی کی اصلاح کا ذریعہ بن جائے، اور اللہ کریم کی بارگاہ میں ذرہ بھر بھی قبولیت ہو جائے تو زہے قسمت! مگر اس کے ساتھ یہ احساس بھی دامن گیر رہا، کہ بعض واقعات میں راقم الحروف خاطی کا بھی ذکر (خواہ مجبوراً) آ رہا ہے، اس میں بعض اعمال شرعیہ کے خوشگوار نتائج کا ذکر آ گیا ہے، جو بصورت واقعہ ہے۔ اگرچہ کوشش کی گئی ہے کہ قاری کو یہی باور کرایا جائے کہ یہ اسی احسن ‘‘عمل’’ کی برکت ہے نہ کہ (مشیر الیہ) مجوز کی، مگر شاید فریقین کو اس سے غلط فہمی پیدا نہ ہو جائے اور وہ ‘‘کج مج’’ کو ‘‘کچھ کچھ’’ سمجھنے لگیں، اور ایسا سمجھنا ان کے لیے مضر نہ ہو، یہ انقباض بھی ساتھ ساتھ کسی حد تک چلتا رہا، کہ اس سلسلہ شروع کرنے کے چند روز بعد ایک عزیز دوست تشریف لائے، اور اپنا خواب سنایا، کہ امشب تم (راقم) اور ام زبیر (راقم کی اہلیہ۔ برقع میں) بس سے اتر کر سفر سے واپس آئے، سامان خاصا تھا، لہٰذا میں نے ساتھ امداد کی، اور سب (راقم کے غریب خانہ) گھر پہنچے، محترمہ اندر زنان خانہ چلی گئیں، اور ہم دونوں بیٹھک میں داخل ہوئے، جہاں حضرت مولانا حکیم الحاج محمد عبداللہ صاحب روڑویؒ تشریف فرما ہیں، سیاہ داڑھی، چہرہ نہایت روشن اور خوب صحت مند۔ پہلے تم (راقم) سے بغل گیر ہوئے پھر مجھ سے، اور یہ خواب ایک گھنٹہ جاری رہا پھر منظر بدلا اور حضرت حکیم صاحب موصوفؒ نے مجھے آموں کی تین پیٹیاں دیں کہ اسے (راقم) کے گھر پہنچا دو’’

نبوت ختم ہو چکی، البتہ مومن کے خواب میں اس کا کچھ پرتو باقی ہے، حدیث مبارک میں مومن

کے رویائے صادقہ کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ بیان فرمایا گیا ہے' اگر معروضات کسی حد تک صحیح ہوں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور نانا جیؒ نانی جیؒ والدینؒ کی دعائیں اور خصوصاً حضرت حکیم مولانا صاحب موصوف کا فیض ہے (آم کی تعبیر تعبیر الرؤیا میں فیض لکھی ہے) اللہ کریم اپنے کریمانہ دستور کے موافق از خود ان کو اس کا اجر انشاء اللہ عطا فرمائیں گے' اور دعا ہے کہ اس اجر کو مزید ہر لحہ مضاعف فرمائیں اور جو غلطیاں شعوری یا غیر شعوری اس میں ہیں' وہ بندہ کی ہیں' اللہ کریم ان کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں (قارئین خصوصاً علماء سے بھی ان کی نشاندہی کی درخواست ہے) اور اپنی رحمت سے معاف فرمائیں۔ (آمین!) اور عجیب توارد ہے' کہ اسی رات راقم خاطی نے بھی خواب میں خود کو بمعہ اہلیہ عازم حرمین الشریفین دیکھا' ہوائی جہاز سے کراچی سے بذریعہ جدہ' یہاں بھی سامان کافی زیادہ دیکھا' خیال آتا ہے کہ فی کس مقررہ وزن سے تو یہ بہت زیادہ ہے' مگر کوئی باوردی افسر ہمراہ ہے' وہ اطمینان دلاتا ہے' کہ ہم ہی تو لیجانے والے ہیں حرمین الشریفین میں حاضری کی تمنا تو ہر مومن کے قلب میں رچی بسی ہے' ایک بار نصیب ہو جائے' تو بار بار حاضری کی تڑپ تڑپاتی رہتی ہے' یہاں تو تڑپ ہی ہے کوئی جا نہیں سکے' جانے کے لیے تڑپتے ہیں' کوئی جا کر اور آ کر بھی تڑپتے چلے جا رہے ہیں۔ بہر حال بندہ کے نزدیک تو اگر جنت کے دو ٹکڑے اس عالم آب و گل میں ہیں' تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبؐ کے یہی حرمین الشریفین ہیں۔ وہاں پہنچ کر ایسا محسوس ہوتا ہے' کہ "اب تک پردیسی تھے اور ادھر بھٹکتے رہے اب اپنے گھر پہنچے ہیں" دعا، تو یہی ہے کہ اے مولا! دنیا میں تیری رضا، کے گھر یہ ہیں' اور ایک آخرت میں ہے' محض اپنے فضل و کرم اور رحمت و رافت اور عافیت سے دونوں جگہ کے لیے قبول فرما (آمین) حرمین الشریفین کی محبت اور تعظیم کی طرف اشارہ **ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب** (تقویٰ) اور **ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر له عند ربه** سے غالباً اشارہ (خیر) کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی سعی ھذا سے تقویٰ اور عند اللہ خیر کی نسبت کی تعبیر بھی لی جا سکتی ہے' اور دونوں رویاء میں اہلیہ کو ہمراہ دیکھنا شاید اس بات کی دلیل ہے' کہ اہلیہ محترمہ کے تعاون کے بغیر شاید یہ کوشش پایہ تکمیل تک نہ پہنچ پاتی' اس کی محبت' خدمت' توجہ اور دعاؤں نے بندہ کی پست ہمت کو حوصلہ اور تسلسل بخشا **فجزاھا اللہ فی الدارین خیرا** (آمین) (اہلیہ راقم' حضرت مولانا حکیم محمد عبد اللہ صاحب کی دختر ہیں)

اس تحریر کو شروع کیا تو پہلے منتشر مختلف اوراق پر' حوالہ جات کے لیے متعلقہ کتب کی طرف رجوع کیا گیا' دوسرا مرحلہ انھیں ترتیب سے کاپی پر نقل کرنا' وہ کچھ مختلف ہو گیا' پھر اپنے محترم غائبانہ دوست صاحب کی فرمائش پر موجودہ کاغذات پر' یہ کچھ دونوں سے ذرا مختلف ہو گیا' بہر حال ڈھانچہ سا کھڑا ہو گیا اور اس طرح تین صورتوں میں مقصدی مواد تو موجود ہو گیا۔ گویا یہ تین پیٹیاں کھول کر آپ کی نیافت طبع کے لیے پیش خدمت کر دی گئی ہیں' اسے سلامت طبع کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں' انشاء اللہ کچھ نہ کچھ روحانی آم کا مزا آئے گا' مگر پھر بھی "بزرگوں" سے خوف آتا ہے' کہ یہ نہ فرمائیں کہ "آم" سمجھے بیٹھا ہے' ہمیں تو آک معلوم ہوتے ہیں' اگر کسی صاحب کو یہ خیال آئے تو ان کے لیے حضرت حکیم صاحب موصوفؒ کی صرف

وفات کا منظر پیش خدمت ہے، کہ وہ وقت انسان کی ساری زندگی کا نچوڑ ہوتا ہے، اور اس وقت تصنع وغیرہ کے سارے ملمع اتر جاتے ہیں، اور حقیقت نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ حضرت کی وفات؟ اللہ اکبر! جس طرح ان کی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبؐ کے احکامات کے مطابق (اختیاری) قابل رشک گزری، اسی طرح اللہ کریم نے ایسی مقبول زندگی کا اختتام بھی (غیر اختیاری) طور پر کئی اعلیٰ صفات و انعامات کے ساتھ کیا، مسنون یوم وفات (یوم الاثنین) باوضو، (غسل کے اخیر تک نواقض وضو اور آلائش سے مبرا) آخری نماز با جماعت کی ادائیگی، مہمان نوازی فرماتے ہوئے، درویشی کی حالت میں، کرایہ کے مکان میں مستعملہ کپڑے اور دعوت کی چائے، نہ گھر اپنا، نہ کپڑے امیرانہ سلوا کر، نہ کھانا اپنا، بحالت فقیری اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے اور اس کے پیارے نبی اکرمؐ کی نعت (اپنی تصنیف کردہ) پڑھتے ہوئے اللہ کریم کے پاس حاضر ہو گئے یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔

اک عالم کو رشک ہے حضرت کی موت پر

عمل حب

طبقہ عاملین میں "عمل حب" کا بہت چرچا ہے، اور اس کے متعلق بڑے بلند بانگ دعوے کیے جاتے ہیں، عمل تسخیر، طلسمی انگوٹھی، تعویذ حب، کچے دھاگے میں چلی آئے گی سرکار بندھی، وغیرہ کے پروپیگنڈے کا طوفان برپا کیا ہوا ہے، اور اس دنیائے شور و غوغا میں ہر دو قسم یعنی نوری علم اور کالے علم والے عاملین شامل ہیں جو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں، کہ ہم سنگدل کو موم کر کے قدموں میں ڈالنے کی طاقت رکھتے ہیں، اور مطلوب خواہ کہیں بھی ہو، اپنے علم کے زور سے اسے چشم زدن میں حاضر کر سکتے ہیں...... مگر اس کلی ہاد ہو کی حقیقت کیا ہے؟ دو واقعات کی روشنی میں اس کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے۔

صوفی بے چارہ

دو شخص، دونوں ہی مخلص اور مفلس، ایک نوجوان جو معمولی پڑھا لکھا تھا، دوسرا معمر، جو ان پڑھ مگر ذکر و اذکار و صاحب وظائف، نیز ہمہ وقت تسبیح بدست، اتفاقاً ایک ہی مسجد کے درویش، نوجوان نے ایک روز بندہ سے پوچھا، کہ کیا کسی دور کے آدمی کو تعویذ وغیرہ سے لایا یا بلایا جا سکتا ہے؟ بندہ نے کہا نہیں! یہ امر قوانین قدرت کے خلاف ہے، جواباً اس نے کہا، کہ یہ صوفی صاحب تو کہتے ہیں، کہ میں اس طریقہ سے بلا سکتا ہوں، بندہ نے کہا، تو بلوا لو! دوسرے دن صوفی صاحب نے بندہ کو کہا، کہ مجھے ایک کاغذ پر آیت والقیت علیک محبۃ منی لکھ کر دے دو، بندہ سمجھ گیا کہ وہی کام ہے، مگر یہ یقین تھا کہ ہوگا کچھ بھی نہیں، شغل ہی سہی، آیۃ مذکورہ لکھ دی، اور پھر اس نوجوان کو کہا کہ نکھٹو نہ رہنا، پوچھ لینا کہ کتنے دن کا کورس ہے؟ دو تین ہفتہ بعد یہ نوجوان بندہ کو کہنے لگا، وہ تو کچھ بھی نہیں بنا، بندہ نے کہا، اسی صوفی صاحب سے یہ بات کہو! تو جواباً صوفی

صاحب نے فرمایا' کہ دو چیزوں میں فرق رہ گیا' اوّل یہ کہ اس نے تو پین سے آیت لکھ دی' حالانکہ وہ زعفران کی روشنائی سے لکھنی تھی' اور قلم بھی سرکنڈے کی نئی چاہیے تھی' دوسرے یہ کہ موزوں آدمی سے لکھوانی تھی لہٰذا اب میں زعفران سے فلاں صوفی صاحب سے جو ان کے پیر بھائی تھے' لکھوا کر دوں گا' چنانچہ یہ کسر بھی پوری کر لی گئی اور دن مقررہ گزر گئے' مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ کامیابی کے آثار تک نظر نہ آئے تھے' نوجوان دل گرفتہ بندہ کے پاس آیا اور پھر وہی بات کہی کہ ''اجی وہ تو کچھ بھی نہ بنا'' راقم نے عرض کیا' کہ بندہ نے تو ابتدا ہی میں آپ سے عرض کر دیا تھا کہ یہ کام اللہ کریم کے مقرر کردہ قانون فطرت کے خلاف ہے' لہٰذا یہ کام بالکل نہیں بنے گا' اور اگر اب بھی صوفی صاحب کوئی مزید کسر پوری کر کے یہ کام کر سکتے ہوں' تو انھیں کہنا کہ ایک آدمی آپ کو پانچ سو روپے پیش خدمت کرے گا' اگر وہ اسی عمل سے ''اندرا گاندھی'' کو یہاں بلا دیں' اس لیے کہ یہ تو دوسرے ایسے کاموں کی نسبت بہت بڑا نیکی کا کام ہے کیونکہ وہ خبیث عورت ہر سال ہندوستان میں جب بھی کوئی مسلمانوں کا تہوار عید و بقر عید وغیرہ آئے' یا ہندوؤں کا تہوار ہولی دیوالی وغیرہ آئے' تو ہر تہوار پر ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو اس لیے شہید کرا دیتی ہے' کہ ہندوؤں کو خوش کر کے ان کے ووٹ حاصل کر لے' لہٰذا آپ اپنے عمل سے اسے یہاں بلا دیں۔ تاکہ ہم اس کا گلا گھونٹ دیں' اور ان مظلوم ہندوستانی مسلمانوں کی کچھ دیر کے لیے' اور کسی حد تک تو جان چھوٹے' اور مزید یہ کہ صوفی صاحب اخبار میں بھی اشتہار دے دیں' کہ میں اپنے اس عمل سے پھانسی کی کوٹھڑی میں پھانسی کے منتظر قیدیوں کو' تعویذ پر اسوار کرا کے' اڑا کر ان کے گھر پہنچا سکتا ہوں' اس لیے ایسے قیدیوں کے وارث صوفی صاحب سے رابطہ کریں' اور پھر ان سے فی کس ہزاروں لاکھوں روپے فیس وصول کر کے چند دنوں میں کروڑ پتی بن جائیں' وہ اب یہاں کیوں اس مسجد میں دو وقت کی روٹی کو ترستے ہیں؟ مگر صوفی صاحب بیچارے خاموش! کیوں؟ اس لیے کہ یہ وہ منزل ہے کہ جہاں حضرت شیخ کانو نہیں چلتا۔

(بحوالہ جنات اور جادو حقیقت اور علاج)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ
کی مجلس میں ایک روح کی آمد

اس واقعہ کے راوی ڈاکٹر قیس مینائی ہیں اور یہ ان کی آپ بیتی ہے، وہ علامہ تاجور نجیب آبادی مرحوم کے ہموطن اور دوست تھے۔ ان کے متعلق چرچا تھا کہ انھیں روحانیت میں بڑا درک حاصل ہے، یہ بات جب علامہ اقبال کو پہنچی تو انھوں نے ڈاکٹر صاحب سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ خود ڈاکٹر مینائی صاحب کے الفاظ میں سنئے۔ ان کی یہ روائیداد ابتداء مجلّہ حمایت اسلام لاہور کی ۲۶ جنوری ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں شائع ہوئی تھی۔ یہ ۱۹۳۵ء کی بات ہے مینائی صاحب نے کہا ''ایک روز ڈاکٹر اقبال صاحب کا پیغام پہنچا کہ جلد پہنچیے! ڈرائیور غالباً ڈاکٹر صاحب موصوف کا ہی تھا میں بعد نماز مغرب کوٹھی پر پہنچا، تو دس گیارہ حضرات تشریف فرما تھے، علامہ تاجور بھی موجود تھے، علیک سلیک کے بعد فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے، کہ آپ کو روحانیت سے بھی شغف ہے، اس کے بعد ایک صاحب سے تعارف کرایا اور کہا کہ یہ صاحب لندن سے تشریف لائے ہیں، اور ان کا بیان ہے کہ وہاں ایک شخص کی جائیداد کا اہم کاغذ گم ہو گیا تھا جو چھ ماہ کی تلاش بسیار کے باوجود جب نہ ملا، تو ایک عامل روحانیات سے رجوع کیا گیا تو عامل نے کسی روح کو بلا کر دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ کاغذ اس کے گھر میں بڑے بکس کے نیچے فرش پر پڑا ہے، چنانچہ وہ اسی جگہ سے مل گیا، اس پر آپ کے وطن کے یہ نوجوان کہنے لگے، کہ ڈاکٹر قیس مینائی ہمارے وطن نجیب آباد کے ہیں، ڈیرہ دون میں کرنپورہ محلّہ میں قاضی محمد اکرم صاحب انسپکٹر پولیس کے بنگلہ پر انھوں نے بھی ایک روح کو بلا کر ایک پوشیدہ راز معلوم کر کے بتلایا تھا، اس پر علامہ تاجور صاحب نے فرمایا، کہ قیس مینائی ہمارے ہم وطن اور ہم محلّہ ہیں، مگر مجھے تو ان کے اس ''علم'' کا علم نہیں، اور وہ آج کل ڈاکٹر مسعود قریشی ہومیو پیتھ کے بالکل قریب پریکٹس کرتے ہیں، اسی لیے آپ کو تکلیف دی گئی ہے کہ اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔

(اس کے بعد قیس مینائی صاحب نے لکھا ہے کہ) خاکسار نے دل میں سوچا، کہ اگر ابھی صاف کہہ دوں کہ یہ سب دھوکہ بازی ہے، کوئی روح وغیرہ نہیں آتی تو تفریح کیا ہوئی؟ سو میں نے عرض کیا

کہ آخر روح کو بلا کر آپ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ڈاکٹر اقبال صاحب نے فرمایا کہ مولانا تاجور کو نیند نہیں آتی، بے خوابی کا مرض لاحق ہے، اس لیے کسی بڑے طبیب کی روح کو بلوا کر کوئی نسخہ معلوم کریں۔ میں نے عرض کیا کہ خاندان شریفی کے کسی طبیب مثلاً حکیم محمود خاں دہلوی کی روح کو بلا دوں؟ فرمایا مناسب ہے!

چنانچہ میں نے عرض کیا، کہ ایک قد آدم آئینہ اور ایک گلاس پانی منگا دیجئے! ڈاکٹر اقبال صاحب نے فرمایا کہ اگر قد آدم آئینہ نہ ہو، نصف قد ہو تو؟ میں نے کہا وہی سہی! چنانچہ ایک سنگار میز آ گئی اور میز کے ایک کونے میں میز پر وہ آئینہ اور اس کے آگے پانی کا گلاس رکھ دیا گیا، اور میں اس کے عین دوسرے کنارے پر ایک کرسی پر بیٹھ گیا، اور حاضرین سے کہا کہ آپ آئینہ کی طرف دیکھتے رہیں، تھوڑی دیر بعد پانی کے گلاس میں سے تولہ بھر پانی بھاپ بن کر اڑا، اور آئینہ کو دھندلا گیا اور اس پر ایک شبیہ (تصویر) نمودار ہوئی، اور آواز آئی ''السلام علیکم، محمود خاں حاضر ہے! میں نے کہا حکیم صاحب! ہمارے مولانا تاجور صاحب کو سہر کا مرض ہے نیند نہیں آتی، کوئی نسخہ تجویز فرما دیجئے۔ آواز آئی قیس صاحب! وہ جو آپ کا مجوزہ نسخہ ''خواب راحت'' ہے وہی استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ شفاء کلی حاصل ہوگی، پھر آواز آئی ایک گلاس پانی تو پلائیے! میں نے عرض کیا ''بھلا روحوں کو بھی پیاس لگتی ہے؟'' جواب ملا ''آپ کی دنیا میں جو آ گئے'' چنانچہ گلاس اٹھا اور شبیہ کے منہ سے جا لگا، پھر چھت کو چھو کر آہستہ سے میز پر آ کر ٹھہر گیا۔ اور آواز آئی ''الحمد للہ جزاک اللہ'' اور تصویر غائب! تمام حاضرین مجلس کی حیرت و استعجاب کی حد نہ تھی۔ دوستوں نے مجھے گھیر لیا اور علامہ اقبال اور علامہ تاجور بڑی حیرت سے مجھے لپٹ گئے، تاجور نے فرمایا کہ اب ذرا اس علم پر روشنی بھی ڈال دیں۔ مزید ڈاکٹر صاحب اور ایک دو دیگر حضرات نے بھی اصرار کیا، تو میں نے عرض کیا کہ مولانا نے مجوزہ علاج کے بعد انشاء اللہ مجھے یقین ہے کہ ہفتہ عشرہ میں ہی مکمل شفاء ہو جائے گی۔ فی الحال میں انہیں دوا دے رہا ہوں۔ اس کے استعمال کے بعد بات کریں گے، چنانچہ میں نے شوگر آف ملک میں یونہی کوئی دوائی ملائی، اور اسے مولانا تاجور صاحب کو دے دی۔

تقریباً ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا، تو علامہ اقبال صاحب کی جانب سے پیغام آیا، کہ آئندہ اتوار کی شام کھانا ہمارے یہاں کھائیے، چنانچہ اتوار کو میں وہاں حاضر ہوا۔ حاضرین قالینوں پر بیٹھے تھے، گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے اور پیچوان چل رہا تھا، ڈاکٹر صاحب نے وعدہ یاد دلایا، تو میں نے عرض کیا کہ پہلے تو مجھے آپ یہ بتائیں، کہ اس روز کی مجلس کے کتنے حاضرین یہاں موجود ہیں؟ بتایا گیا کہ بشمول دونوں علاماؤں کے نو حضرات وہی سابقہ افراد ہیں، صرف دو غیر حاضر تھے، میں نے کہا ٹھیک ہے اکثریت وہی موجود ہے، پھر میں نے پوچھا مولانا تاجور صاحب! آپ نے وہ دوائی استعمال کی یا نہیں؟ اگر کی ہے تو اس کا کیا اثر ہوا؟ تاجور صاحب نے فرمایا ''پہلی ہی رات چار گھنٹے پھر بتدریج پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے، حتیٰ کہ رات کو آٹھ گھنٹہ روزانہ سو کر میری نیند اب بالکل نارمل ہو گئی ہے، اور اب میں روزانہ چھ گھنٹہ سوتا ہوں، اور میری نیند تو

پوری ہو ہی گئی‘ مزید دماغ کو عجیب سکون اور قلب کو بڑی فرحت محسوس ہوتی ہے‘ تب میں نے عرض کیا ’حضرات! کیا آپ نے حکیم محمود خاں دہلوی کی روح کو اپنی آنکھوں سے دیکھا! سب نے جواب دیا ہاں ہم نے دیکھا! پھر میں نے پوچھا کیا آپ نے روح کی آواز سنی؟ کہا جی ہاں! بلکہ روح کو پانی پیتے بھی دیکھا‘ اس کے بعد میں نے عرض کیا حضرات! ذرا غور فرمایئے‘ قرآن حکیم کے مطالعہ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے‘ کہ عالم برزخ کے دو درجات ہیں ”علیین“ اور ”سجین“ اور یوم نشور سے قبل روح کو اپنے اس مقام سے مفر نہیں۔ ابرار کی ارواح بطور ویٹنگ روم علیین میں اور فجار (بروں) کی ارواح بطور حوالات سجین میں موجود ہیں‘ اور روحیں وہاں سے کسی اور جگہ آ جا نہیں سکتیں‘ **ومن ورائهم برزخ الى يوم يبعثون** مگر آپ حضرات فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے روح کو اچھی طرح دیکھا اور اس کی آواز بھی سنی ہے‘ لہٰذا اب آپ حضرات یہ فرمایئے‘ کہ آپ کا مشاہدہ غلط ہے یا نعوذ باللہ قرآنی نظریہ غلط ہے؟

کسی نے کوئی جواب نہ دیا‘ تو میں نے مولانا تاجور صاحب سے درخواست کی تو انھوں نے فرمایا ”ہم نے اسی کے لیے تو آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ ہی اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں“ میں نے عرض کیا‘ ماشاء اللہ آپ فاضل دیوبند بھی ہیں‘ اور پنجاب یونیورسٹی کے فاضل بھی‘ لہٰذا میں قرآنی علوم کے متعلق آپ سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں؟ فرمانے لگے ”اچھا! زیادہ نخرے نہ دکھا“ پھر میں علامہ اقبال صاحب کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا ”آپ ہی کچھ فرمایئے“ تو وہ کہنے لگے ”قرآن بھی سچا اور ہمارا مشاہدہ بھی سچا‘ صرف ہمارا فہم سچا نہیں‘ اس لیے ہم آپ کے تجربہ اور نظریات کو سمجھنا چاہتے ہیں“ تب میں نے بطور قول فیصل یہ عرض کیا‘ کہ حضرات! قرآن کریم ہی سچا ہے اور آپ کا مشاہدہ غلط! کیونکہ وہ صرف فریب نظر تھا ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ‘ دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا...... کیونکہ وہ کسی کی روح نہ تھی بلکہ میرے ذہن میں میرے استاد سید شبیر علی صاحب کی صورت کا جو تصور موجود تھا‘ وہ میں نے علم توجہ کے اثر سے پانی کی بھاپ اڑا کر آئینہ دھندلا کر وہ تصویر آپ کو دکھائی‘ اور وہ آواز بھی میری اپنی آواز تھی۔ آپ نے دیکھا ہوگا‘ کہ میں اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتا تھا اور میری آنکھوں سے باریک سی شعائیں نکل رہی تھیں‘ اس پر ایک نوجوان اور علامہ اقبال نے ان شعاعوں کو دیکھنے کی تصدیق کی تو میں نے کہا بس یہ سارا گورکھ دھندا انہی شعاعوں کا تھا‘ کہ وہ شعائیں مقناطیسی اور ایٹمی قوتیں ہیں۔

غرض یہ مختصر سی تقریر ختم ہوئی‘ تو بعض حضرات نے اصرار کیا تو ہم تو اس مجلس میں موجود نہ تھے‘ لہٰذا ہمیں بھی کچھ مشاہدہ کروا دیجئے۔ ایک صاحب نے اپنی جیب سے اپنی دھوپ کی عینک نکالی‘ دوسرے نے اپنی انگوٹھی میز پر رکھ دی‘ میں نے کہا ایک قلم بھی لایئے! تو ایک صاحب نے اپنا فونٹین پین میز پر رکھ دیا۔ تب یہ تماشہ شروع ہو گیا۔ کہ عینک اٹھی اور اس صاحب کی آنکھوں پر جا لگی‘ پھر انگوٹھی حرکت میں آئی‘ اور پین کی طرف چلی‘ پین نے چند قدم آگے چل کر انگوٹھی کا استقبال کیا‘ اور انگوٹھی میں سے گزر کر میری طرف بڑھا‘ اور میری شعاع نظر نے قلم کو سرفرازی بخشی‘ اور قلم نے سر جھکا کر سب حاضرین کو سلام کیا‘ اور پھر

چاروں طرف رقص کرنے لگا۔ حاضرین نے تالیوں سے داد دی، اور قلم پرواز کر کے میرے ہاتھوں میں تھا"

یہ سب ڈاکٹر صاحب کی قوت ارادی کے کرشمے تھے اور یہ ان کی دیانتداری تھی کہ انھوں نے اسے روحانیت کے مقدس لبادہ میں لپیٹ کر پیش نہیں کیا، ۱۹۶۵ء میں ٹائیفائڈ، اعصابی کمزوری اور موتیا بند ہو گیا جس سے وہ صرف ایک دو تولہ اشیاء کو متحرک کرنے تک آ گئے، ورنہ پہلے وہ ایک دو پاؤنڈ اشیاء بھی اپنے اشارہ چشم سے باآسانی رقصاں کر لیتے تھے۔ (ماہنامہ رفتار زمانہ لاہور مارچ ۱۹۷۳ء)

علم نجوم

آسمانی سیاروں کی رفتار سے زمین کے حادثات اور واقعات کو منسوب کرنا تنجیم کہلاتا ہے۔

نجومیوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ آنے والے فلاں دن یا فلاں مہینے میں یہ حادثہ رونما ہوگا یا فلاں چیز مہنگی ہو جائے گی' فلاں سستی ہو جائے گی یا آج کا دن کیسا رہے گا اور آپ کا یہ ہفتہ کیسا گزرے گا وغیرہ' علم نجوم ہے اور یہی وہ علم ہے جس کی قرآن وسنت میں ممانعت ہے کیونکہ نجومیوں کا یہ کہنا حقیقت میں علم غیب کا دعویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے۔ (الخطابی فی صحیح بخاری)

خطیب بغدادی ''کتاب النجوم'' میں حضرت قتادہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کریم نے ستاروں میں صرف تین فائدے رکھے ہیں۔

۱۔ آسمان کی زینت
۲۔ مسافروں کیل یے نشان راہ
۳۔ شیاطین کے لیے شعلوں کا کام

جو شخص ان کے علاوہ کچھ اور سمجھے تو اس نے اپنی رائے سے کام لیا۔ خطا کھائی اور اپنے دین کو ضائع کر بیٹھا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انا زینا السماء الدنیا بزینهن الكواكب ○ وحفظا من كل شیطن مارد ○ لا یسمعون الى الملاء الاعلى و یقذفون من كل جانب ○ دحورا ولهم عذاب واصب ○ الا من خطف الخطفه فاتعه شهاب ثاقب ○

''بیشک ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے بارونق بنا دیا اور ہر شیطان سرکش سے اس کی حفاظت کی کہ اوپر کی مجلس کی طرف بن نہ لگا سکیں اور ہر طرف سے ان پر انگارے پھینکے جاتے ہیں۔ ہاں جو کوئی فرشتوں کی کسی بات کو جھپٹ لینا چاہتا ہے تو جلتا ہوا انگارہ اس کے پیچھے لگتا ہے۔''

نیز سورۂ جن میں جنات کا قول یوں بیان کیا گیا ہے۔

وانا لمسنا السماء الدنیا فوجدناها ملئت حرسا شدیدا وشهبا ○ وان كا منها مقاعد

للسمع فمن یسمع الان یجدله شهابا رصداo

''ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اس کو مضبوط چوکیداروں اور انگاروں سے بھرا ہوا پایا اور یہ کہ پہلے ہم وہاں بہت سے مقامات میں خبریں سننے کے لیے بیٹھا کرتے تھے اب کوئی سننا چاہے تو اپنے لیے انگارا تیار پائے گا۔''

یعنی ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کے ساتھ زینت بخشی ہے اور انھیں شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہر سرکش شریر شیطان سے ستاروں کے ذریعے آسمان کی حفاظت فرمائی ہے۔ چنانچہ کسی شیطان کے بس میں نہیں کہ وہ آسمان تک پہنچ کر فرشتوں کی باتیں سنے اور لے اڑے۔ جونہی کوئی شیطان امور غیب اور تقدیر سے متعلق فرشتوں کو دیے گئے احکامات کا بھید چرانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہیں ایک تیز شعلہ اس کی طرف لپکتا ہے اور اسے جلا ڈالتا ہے۔ ہاں کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی جن نے کوئی کلمہ خیر کسی فرشتے کی زبان سے سن لیا اور جلائے جانے سے قبل اپنے نیچے والے جن سے کہہ دیا اور اس نے اپنے نیچے والے سے کہہ دیا۔ یہی وہ باتیں ہیں جو کاہنوں کے کانوں تک شیاطین کے ذریعے پہنچ جاتی ہیں اور کاہن ان باتوں کو بہت کچھ نمک مرچ لگا کر اور ایک میں سو جھوٹ ملا کر اپنے ماننے والوں سے کہتے ہیں۔ چنانچہ کچھ باتیں کبھی کبھار درست بھی ثابت ہو جاتی ہیں لیکن یہ کسی علم کی بنیاد پر نہیں بلکہ اتفاقاً درست بھی ثابت ہو جاتی ہیں اس میں نجومی کا کوئی کمال نہیں ہوتا۔ (یاد رہے کہ حضورؐ کی بعثت سے پہلے شیاطین فرشتوں کی باتیں چرانے کے لیے آسمان دنیا کے قریب چلے جاتے تھے لیکن آپ کی بعثت کے بعد آسمان پر نگرانی سخت کر دی گئی ہے اب اگر کوئی شیطان آسمان کے قریب جانے کی کوشش کرتا ہے تو آسمان کے ستارے انگاروں کی شکل میں اس پر برستے ہیں۔'' جیسا کہ سورۂ جن کی مذکورہ بالا آیات میں بھی بیان ہو چکا ہے۔'' لہٰذا اب وہ بہت ہی مشکل سے کوئی بات سن پاتے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ شیاطین جن بعض علاقوں کی خبریں دوسرے علاقوں کے کاہنوں اور نجومیوں کو بتا دیتے ہیں۔ جنھیں جاہل لوگ ان کاہنوں کی کرامت اور کشف سمجھتے ہیں۔ اس طرح اکثر لوگ اس دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یہ کاہن اور نجومی غیب کی خبریں بتانے والے ہیں اور پہنچے ہوئے بزرگ یا اولیاء اللہ ہیں حالانکہ یہ سب کچھ شیاطین کا کیا دھرا ہے۔ جبکہ کوئی بزرگ بھی علم غیب نہیں رکھتا۔

قرآن مجید میں مزید ارشاد ہوتا ہے۔

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنها رجوما للشیطینo (الملک: ۵)

''ہم نے آسمان دنیا کو (ستاروں کے) چراغوں سے آراستہ کیا اور انھیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا۔''

ایک مقام پر فرمایا:

وعلمت وبالنجم هم يهتدون○ (النحل : ١٦)

’’اس (اللہ پاک) نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ان کا پتہ معلوم کرتے ہیں۔ یعنی ان ستاروں سے، سمندر اور جنگلوں میں مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کی سمت کا پتہ لگایا جاتا ہے جس سے مسافر اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتے ہیں۔‘‘

پھر فرمایا:

وهو الذی جعل لكم النجوم لتهتدوا بها فی ظلمت البر والبحر……

’’اللہ تعالیٰ وہ ذات کبریا ہے، جس نے تمھارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تا کہ تم ان سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرسکو۔‘‘

- یعنی ان ستاروں سے سمندر اور جنگل میں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی سمت کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ جس سے مسافر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ لیکن جاہل لوگ جو اللہ کے اوامر کو نہیں جانتے انھوں نے ان ستاروں سے متعلق نئی نئی باتیں بنائیں مثلاً یہ کہ جو شخص فلاں فلاں ستاروں کی گردش میں شادی کرے گا اس کا حال یوں اور یوں ہوگا اور جو شخص فلاں فلاں ستاروں کی گردش میں سفر کرے گا اس کا سفر یوں اور یوں ختم ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ نیز ستارہ پرست فرقہ سات ستاروں کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بھلائی برائی انہی کے باعث ہوتی ہے۔ (یاد رہے کہ آج کل بھی انہی سات سیاروں مریخ، زہرہ، عطارد، مشتری، زحل، یورینس اور شمس کو موثر کائنات اور مختلف برجوں کے حاکم سمجھا جاتا ہے۔) اور نجومی تمام قسم کی پیش گوئیاں اس دلیل کی بنیاد پر کرتے ہیں کہ فلاں ستارہ جب فلاں برج میں داخل ہوتا ہے یا فلاں ستارے جب جمع یا الگ ہو جاتے ہیں تو ان کی وجہ سے زمین پر اس قسم کے انقلابات و تغیرات ظاہر ہوتے ہیں۔

بہر حال فلکیات اور ستاروں، سیاروں کی حرکات اور ہیات کے متعلق بحث و تحقیق نیا فن نہیں ہے بلکہ ہزاروں سال پہلے بھی مصر، شام، ہند، چین میں ان فنوں کا چرچا تھا جس کا پتہ اشعار جاہلیت سے ملتا ہے۔ نیز بقول امام ابن کثیر ’’جن لوگوں نے دمشق شہر آباد کیا تھا۔ وہ ستاروں اور سیاروں کے پجاری تھے اور دمشق کے پرانے دروازوں پر ان لوگوں نے ستاروں کے ہیکل (عبادت خانے) اور (فرضی) شکلیں بنا رکھی تھیں۔ نیز نزول قرآن سے پہلے عرب لوگ آسمان میں اس قسم کے برجوں کے قائل تھے۔ (مگر حقیقت حسب ذیل ہے)

برجوں کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک سورۂ مبارکہ کا نام ’’سورۂ البروج‘‘ رکھا ہے جس میں ارشاد گرامی کا آغاز ہی **والسماء ذات البروج○** ’’قسم ہے برجوں والے آسمان کی‘‘ سے کیا ہے۔

اسی طرح ’’سورۃ الفرقان‘‘ میں فرمایا:

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا○

”بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمانوں میں برج بنائے۔“

اور ”سورۂ حجر“ میں فرمایا:

ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزینها للنظرین ο وحفظنها من کل شیطان الرجیمοالا من السترق اللسمع فاتبعه شهاب مبینο (۱۶ . ۱۸)

”اور بے شک ہم نے آسمانوں میں برج بنائے اور اس (آسمان) کو دیکھنے والوں کے لیے سجا دیا۔ اور اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا مگر جو کوئی چوری سے سن بھاگے تو اس کے پیچھے دہکتا ہوا انگارا پڑ گیا۔“

گویا توحید باری تعالیٰ کے سلسلہ میں آسمانی دلائل میں سے پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں برج بنائے اور آسمان کو ستاروں سے سجا دیا اور شیاطین سے اس کو محفوظ رکھا کہ کوئی شیطان وہاں تک جا نہیں سکتا اور جو کوئی چوری چوری بات سننے کو آسمان دنیا کے قریب جا بھی پہنچا تو شہاب مبین یا شہاب ثاقب یعنی آگ کا شعلہ اس کے پیچھے دوڑتا ہے جسے عرف عام میں ستارہ ٹوٹنا کہتے ہیں۔ گویا شیاطین کو آتشی شعلوں کے پتھر مارے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ شیاطین کو لطافت مادہ کی وجہ سے اونچا چڑھنے اور ملائکہ کی باتیں سننے کی قدرت عطا کی گئی تھی مگر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ طاقت سلب کر لی گئی ہے اور اب انھیں جلتے ہوئے ستاروں سے رجم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور قرآن مجید کی سورۂ جن میں بھی جنات کا قول نقل کیا گیا جس کا حوالہ ہم پہلے درج کر چکے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ نے طبیعات فلکیہ کو پیدا کیا۔ اس میں گوناگوں چیزوں کو پیدا کیا اور ان میں کمی بیشی کے ساتھ ان کے اجزاء کو مرکب کیا۔ نیز ستاروں کو نہ صرف آسمان کی زینت اور زیبائش بنایا بلکہ ان ستاروں کے ذریعے وہاں کا انتظام و انصرام بھی قائم کیا اور انھیں شہاب ثاقب کی صورت میں شریر شیطانوں کے لیے ”کوتوال“ بھی بنایا۔

رہا یہ سوال کہ ”بروج“ کن کو کہتے ہیں اور ان کی کیفیت کیا ہے؟ تو ”بروج“ جمع ”برج“ کی ہے اور مفسرین و اہل لغت نے اس کے متعدد معانی بیان کیے ہیں۔ صاحب ”مفردات القرآن“ امام راغب اصفہانی نے اسکا ایک معنی ”مضبوط قلعے“ کیا ہے۔ صاحب معارف القرآن کے نزدیک ”بروج“ سے مراد محلات اور قصور نیز وہ مکانات آسمان جو پہرہ دار نگران فرشتوں کے لیے مقرر ہیں۔

صاحب تدبر قرآن کے مطابق جس طرح ایک قلعے کی برجیوں پر مامور سپاہی دشمن کے آدمیوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں اور کسی اجنبی کو اپنی حدود کے اندر گھسنے کا موقع نہیں دیتے۔ اسی طرح خدا کے مامور فرشتے ان شیاطین کو شہاب ثاقب کا نشانہ بناتے ہیں جو آسمانی حدود کی ٹوہ میں رہتے اور ان میں گھس آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے ”کہانت“ کی بنیاد ڈھے جاتی ہے جس کی آڑ میں کاہن (نجومی) لوگ غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام کو بے وقوف بناتے ہیں۔ چنانچہ ملاء اعلیٰ (مقرب فرشتوں کی

محفل) تک شیاطین کو رسائی حاصل نہیں۔ اگر وہ چوری چھپے کان لگا کر سننے کی کوشش کرتے ہیں تو شہاب ثاقب کی سنگ باری ہوتی ہے۔

جیسے آج کل جیل خانہ کی چار دیواری کے کونوں پر سپاہی کے لیے گنبد نما کمرہ ہوتا ہے۔

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس سے وہ قلعے اور دیدبان (قلعے کی فصیلوں پر موجود برجیاں جہاں سے دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جاتی ہے) مراد ہیں۔ جو اس نظام کائنات میں اللہ تعالیٰ نے اس لیے بنائے کہ شیاطین ایک حد سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ ان قلعوں میں اللہ کے فرشتوں کا پہرہ رہتا ہے تاکہ چوری چھپے سماعت کرنے والے شیاطین کی نگرانی کر سکیں۔ یہ انتظام اللہ تعالیٰ نے اس لیے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے حدود میں مقرب فرشتوں کے سوا کوئی رسائی نہ حاصل کر سکے۔

تفسیر ابن کثیر میں حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ بروج وہ ہیں جن میں حفاظت کرنے والے (فرشتے) رہتے ہیں۔ عطیہؒ کہتے ہیں کہ بروج وہ جگہیں ہیں جہاں چوکی پہرے ہیں اور جہاں سرکش شیطانوں پر مار پڑتی ہے کہ وہ بلند و بالا فرشتوں کی گفتگو نہ سن سکیں۔ جو شیطان آگے بڑھتا ہے شعلہ اس کے جلانے کو لپکتا ہے کہ کہیں یہ نیچے والے (شیطان) کے کان میں بات نہ ڈال دے۔ اس سے پہلے ہی اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے (الحجر: ۱۶) صاحب تفسیر حقانی کے مطابق برجوں والے آسمان سے مراد یہ ہے کہ آسمان پر آفتاب کی گردش سے ایک دائرہ پیدا ہوتا ہے جس کو دائرہ البروج کہتے ہیں اس کو آفتاب اپنی حرکت سے سال بھر میں مکمل کرتا ہے۔ جب اس دائرے کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ہر ایک حصہ برج ہے۔ جیسا کہ خربوزے کی پھانکیں اور ہر ایک پھانک کو برج کہا جائے۔ بعض مفسرین نے بڑے بڑے ستارے اور سیارے یا ان کے نمودار ہونے کی جگہ مراد لی ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ''ابن خثیمہ'' کے مطابق بروج سے مراد سورج اور چاند کی منزلیں ہیں، جو تعداد میں بارہ ہیں۔ سورج ان میں سے ہر ایک منزل میں ایک مہینہ چلتا ہے اور چاند دو دن اور ایک تہائی دن کم تو یہ اٹھائیس دن ہوئے اور دو راتوں تک پوشیدہ رہتا ہے۔

قرآن مجید کی سورہ البقرہ (آیت ۱۸۹) میں ہے **یسئلونک عن الاھلۃ، قل ھی مواقیت للناس والحج** (لوگ تم سے چاند (کے بڑھنے گھٹنے) کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ یہ لوگوں کو اوقات معلوم کرانے کی خاطر اور حج کے دنوں کی پہچان کے لیے ہے۔ گویا چاند کا گھٹنا بڑھنا ایک ایسا منظر ہے جس نے ہر زمانے میں انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا ہے اور اس کے متعلق طرح طرح کے وہم، خیالات اور رسمیں دنیا کی قوموں میں رائج رہی ہیں۔ چاند سے اچھے یا برے شگون لینا بعض تاریخوں کو اچھی اور بعض کو منحوس سمجھنا کسی تاریخ کو سفر کے لیے، شادی بیاہ کے لیے یا کوئی کام کرنے کے لیے منحوس یا نیک بخت خیال کرنا اور یہ سمجھنا کہ چاند کے طلوع و غروب اور اس کے گرہن کا کوئی اثر انسانی قسمت پر پڑتا ہے یہ سب باتیں جاہل قوموں کی ہیں۔

اسی لیے عربوں نے بھی نبیؐ سے چاند کی حرکت کی حقیقت دریافت کی جواب میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی بتایا کہ چاند کا یہ گھٹنا بڑھنا تمہارے لیے اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک قدرتی جنتری ہے جو آسما

دنیا پر نمودار ہو کر دنیا بھر کے لوگوں کو ان کی تاریخوں کا حساب بتاتا ہے۔

عربوں کا عقیدہ تھا کہ جب چاند ایک منزل سے غروب ہونے کے بعد اس کے بالمقابل منزل سے طلوع ہوتا ہے تو اس وقت بارش ہوتی ہے حالانکہ قرآن مجید نے انسان کی فطری کمزوری اور توہم پرستی کا ذکر کرتے ہوئے چاند کی منزلوں کے بارے میں فرمایا ہے:

والقمر قدرنه منازل حتى عاد كالعرجون القديمo (يٰسين: ٣٩)

''اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ گھٹتے گھٹتے کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔''

ابو السعادتؒ نہایہ میں فرماتے ہیں کہ چاند کی ۲۸ منزلیں ہیں اور وہ ہر رات ایک منزل تبدیل کرتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میری امت جاہلیت کے چار کام ترک نہیں کرے گی جن میں سے ایک ستاروں سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا ہے۔

سورۂ توبہ کی آیت ۳۶ میں ہے:

ان عده الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم خلق السموات والارض.

''بے شک زمین و آسمان کی پیدائش کے دن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہی مقرر ہے۔''

بہر حال ایک اللہ تعالیٰ اور' قوی اور قہار و جبار نے چاند اور سورج میں حرکت پیدا کر دی ہے۔ چاند کی حرکت سے لوگ دنوں اور مہینوں کی تعداد معلوم کرتے ہیں جبکہ سورج کی حرکت سے موسموں کا تغیر و تبدل نیز سال بھر میں چار فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ تفسیر حقانی میں ہے کہ آفتاب کی حرکت سے چار فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ ربیع' صیف' خریف' شتا یعنی بہار' گرمی' خزاں' جاڑا۔ اصل دو فصلیں (موسم) ہیں جاڑا اور گرمی' مگر جاڑے کے بعد جب گرمی آتی ہے تو دفعتاً نہیں آتی بلکہ ایک زمانہ بیچ میں حائل ہوتا ہے اور اس کو ربیع (بہار) کہتے ہیں اور اسی طرح گرمی کے بعد سردی بھی دفعتاً نہیں آتی بلکہ درمیان میں ایک زمانہ دونوں سے ملتا جلتا ہوتا ہے اس کو خریف کہتے ہیں۔ یہ موسم (متحدہ) ہندوستان میں برسات کے بعد پیدا ہوتا ہے یہ چار فصلیں (موسم) ہیں اور ہر ایک فصل کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ ابتدا' انتہا اور وسط آفتاب کی حرکت جس سے یہ فصلیں پیدا ہوتی ہیں جمہور کے نزدیک آسمان پر ہے۔ اس لیے آسمان کے باعتبار ہر ایک فصل کے چار حصے کیے اور ہر ایک حصہ کے (مزید) تین تین۔ ہر حصہ کا نام ''برج'' ہوا۔ (اسی طرح ''برج'' بارہ ہیں) (جغرافیہ دانوں اور سائنسدانوں نے زمین کی جو کروی شکل بنائی ہے۔ وہ بھی خربوزے کی مانند ہے جس پر متعدد لکیریں کھینچی گئی ہیں جنھیں خطوط عرض بلد وغیرہ کہتے ہیں اور ان حصوں پر سورج کی آڑی اور سیدھی شعاعیں پڑنے سے موسم گرما اور سرما نمودار ہوتا ہے۔ ان حضرات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں ایک نظام شمسی رکھا ہے جس میں کل نو بڑے سیارے (Planets) شامل ہیں جو اپنے مقررہ

راستوں یا مدار (Orbits) میں سورج کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے سیارے نو ہیں ان کے نام یہ ہیں: عطارد (Mercury)، زہرہ (Venus)، زمین (Earth)، مریخ (Mars)، مشتری (Jupiter)، زحل (Saturn)، یورنیس (Uranus)، نیپچون (Neptune) اور پلوٹو (Pluto) یہ تمام سیارے سورج کے گرد خاص راستوں پر گردش کرتے ہیں۔ یہ راستے ان کے مدار کہلاتے ہیں۔ تمام سیارے اپنے اپنے مداروں پر سورج کے گرد ایک ہی رخ پر گھومتے ہیں۔

ہر سیارہ ایک خاص مدت میں سورج کے گرد ایک چکر مکمل کرتا ہے چنانچہ عطارد ۸۸ دن میں، زہرہ ۲۲۵ دن میں، مریخ ایک سال ۳۲۲ دن میں، مشتری ۱۱ سال میں، زحل ۲۹ سال ۱۶۸ دن میں، یورنیس ۸۴ سال میں، نیپچون ۱۶۵ سال میں اور پلوٹو ۲۴۸ سال میں ایک چکر مکمل کرتا ہے۔

صاحب تفسیر حقانی مزید لکھتے ہیں کہ آسمان میں مختلف ستاروں کے نمودار ہونے کی وجہ سے خربوزے کی پھانکوں کی طرح آسمان کے بارہ حصے یا ٹکڑے جدا جدا معلوم ہوتے ہیں اور ان کے عربی زبان میں یہ نام مشہور ہیں۔ حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزن، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت...... یا یوں کہو کہ رات کے وقت آسمان پر ستاروں کے اجتماع سے مختلف اشکال نمودار ہوتی ہیں۔ آسمان کے ہر حصہ کو ان اشکال کے لحاظ سے نامزد کیا گیا ہے۔

۱۔ حمل (مینڈے کا بچہ): چونکہ تیئس ستاروں کے باہم ملنے سے مینڈھے کی شکل پیدا ہوگئی ہے جس کا مغرب کی طرف سر مشرق کی طرف دم ہے۔

۲۔ ثور (بیل): بتیس ستاروں کے ملنے سے بیل کی صورت نمودار ہوگئی ہے جس کا سر بجانب مشرق اور دم بجانب مغرب ہے۔

۳۔ جوزا (دو آدمی ملے ہوئے): اٹھارہ ستاروں کے ملنے سے ایسی صورت پیدا ہوگئی ہے کہ گویا دو آدمی جڑے ہوئے ہیں۔

۴۔ سرطان (کیکڑہ): نو ستاروں کے ملنے سے یہ صورت بن گئی ہے۔

۵۔ اسد (شیر): ستائیس ستاروں کے ملنے سے یہ شکل پیدا ہوگئی ہے۔

۶۔ سنبلہ (خوشہ): جو ایک عورت کے ہاتھ میں معلوم ہوتا ہے جس کا سر اسد کی دم کی طرف اور پاؤں میزان کی طرف۔ اور اس کے اس ہاتھ کے پاس کہ جس میں خوشہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک ستارہ ہے یہ شکل چھبیس ستاروں سے بنی ہے۔

۷۔ میزان (ترازو): یہ آٹھ ستاروں سے بنی ہے۔

۸۔ عقرب (بچھو): یہ شکل اکیس ستاروں سے بنی ہے۔

۹۔ قوس (کمان): یہ ایک ایسی شکل ہے کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں کمان ہے جس میں تیر لگا ہوا ہے۔ یہ اکتیس ستاروں سے مرکب ہے۔

۱۰۔ جدی (بھیڑ کا چھوٹا بچہ): یہ اٹھائیس ستاروں سے مرکب ہے۔

۱۱۔ دلو (ڈول): ایک مرد کے ہاتھ میں ایک ڈول سا معلوم ہوتا ہے یہ بیالیس ستاروں سے مرکب ہے۔

۱۲۔ حوت (مچھلی): یہ دو مچھلیاں باہم ملی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ ایک کا منہ دوسرے کی دم کی طرف ہے۔ یہ چھبیس ستاروں سے مرکب ہے۔

یعنی دراصل آسمان پر گنبد نما عمارت وغیرہ کچھ نہیں بلکہ اہل ہیئت و نجوم (ماہرین علم الفلکیات (Astronomist) نے ستاروں کی رفتار و مقام سمجھنے کے لیے بارہ حصے مقرر کے لیے ہیں اور پھر ستاروں کے اجتماع سے جیسی شکل پیدا ہوگئی ہے اس کو اسی نام سے موسوم کر دیا ہے کہیں بیل کی شکل نمودار ہے تو اس حصہ کو ''برج ثور'' کہتے ہیں۔ کہیں مچھلی کی شکل بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے تو اسے ''برج حوت'' اور کہیں بچھو کی شکل نظر آتی ہے تو اسے ''برج عقرب'' نامزد کیا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس۔

(بحوالہ جادو اور کہانت)

بہرحال مقام افسوس ہے کہ آج بھی اس جاہلیت قدیمہ پر عمل جاری ہے۔ جس کے مفروضے نسل در نسل منتقل ہوتے آئے ہیں' اور اخبارات میں ہر روز بڑے اہتمام سے ''آپ کا یہ دن کیسا گزرے گا؟'' اور ''آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟'' کے کالم شائع ہوتے ہیں۔ جن میں ان برجوں کی من گھڑت خصوصیات تحریر ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہر شخص اپنی تاریخ پیدائش کے حوالے سے با آسانی وہ شمسی برج جان لیتا ہے' جو اس کی ولادت سے منسوب کیا گیا ہوتا ہے۔ نیز اس میں مذکور برج سے منسوب تاریخوں میں پیدا ہونے والے بچوں کے نام رکھنے کے لیے ابتدائی حروف' اس برج سے منسوب اشخاص کے لیے موافق' رنگ' نگینے' خوش بختی کے ہندسے اور مبارک دنوں کا ذکر بھی بزعم خویش موجود ہوتا ہے۔ مثلاً برج اسد' تاریخ (۲۴ جولائی تا ۲۳ اگست) موافق رنگ سرخ' سبز' اور نارنجی۔ موافق نگینہ ہیرا اور لعل' خوش بختی کا ہندسہ ا' ۴ اور ۱۱' مبارک دن اتوار۔ نیز ان تاریخوں کے درمیان پیدا ہونے والے بچوں کے نام کے ابتدائی حروف ٹ اور م ہونا چاہئیں۔ اسی طرح دیگر برجوں کے بارے میں بھی قیاسی باتیں مذکور ہوتی ہیں۔

صاحب تدبر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی قرآن مجید کے اس مقام کے متعلق لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم نے اس جگہ بڑے بڑے ستاروں' سیاروں اور فلکیات کا ذکر کرنے کے بعد یہ بھی بتلا دیا کہ قرآن ان چیزوں کا ذکر بار بار اس لیے کرتا ہے کہ تم ان کی تخلیق اور حرکات سے پیدا ہونے والے آثار (جیسے تاریکی اور روشنی' دن اور رات' موسم اور فصلیں وغیرہ) میں غور کر کے ان کے پیدا کرنے والے اور چلانے والے کو پہچانو اور شکر گزاری کے ساتھ اسے یاد کرتے رہو۔ البتہ انسان کی معاش یا معاد کا کوئی مسئلہ اس سے وابستہ نہیں ہے۔

اور بقول صاحب معارف القرآن مفتی محمد شفیع مقصود ان آیات سے انسان کو یہ بتلانا ہے کہ ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے شمس و قمر اور ان کے ذریعہ رات دن کا انقلاب' ان کی تاریکی اور روشنی اور زمین و آسمان کی تمام کائنات اس لیے پیدا کی ہے کہ غور و فکر کرنے والے کو اس میں حق تعالیٰ کی قدرت

کاملہ اور توحید کے دلائل فراہم ہوں۔

سیاروں اور ستاروں کے متعلق مغربی تصورات

حیرت کی بات ہے کہ اس جاہلیت کے ڈانڈے ترقی یافتہ اور سائنسی و تکنیکی علوم پر یقین رکھنے کے دعویدار معاشروں سے بھی جا ملتے ہیں۔ چنانچہ ہفتہ بھر کے دنوں کے انگریزی ناموں کی بھی تحقیق کریں تو ان کو بھی ستاروں اور سیاروں سے منسوب کیا گیا ہے۔ مثلاً

۱۔ Sun-day (سورج کا دن)

۲۔ Mon-day (چاند کا دن) کیونکہ اصلاً یہ لفظ Moon-day سے بنایا گیا ہے۔

۳۔ Tues-day (مریخ کا دن)۔ کیونکہ اصلاً انگریزی لفظ (Tues) فرانسیسی زبان کے لفظ (mars) کا ترجمہ ہے اور فرانسیسی زبان میں مریخ سیارہ کو Mars کہتے ہیں۔

۴۔ Wednes-day (عطارد کا دن) کیونکہ Wednes کا لفظ فرانسیسی لفظ Mercury کا ترجمہ ہے۔ اور فرانسیسی زبان میں Mercury سیارہ مریخ کو کہتے ہیں۔

۵۔ Thurs-day (مغربی لغت میں "Thrus" سیارہ مشتری کو کہتے ہیں۔ لہٰذا ترجمہ ہوا ''مشتری کا دن''

۶۔ Fri-day (زہرہ کا دن)

۷۔ Satur-day (زحل کا دن) کیونکہ سیارہ زحل کو انگریزی زبان میں Saturn کہتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ مغربی ممالک میں بھی ''کواکب پرستی'' کا رواج رہا ہے۔ اسی لیے ایام کو ''کواکب'' سے منسوب کیا گیا ہے۔ (یاد رہے کہ غالباً انہی نظریات یا آثار کے پیش نظر ''جمعرات'' کو پیروں، فقیروں کا دن گردانا گیا ہے۔ اور ''سوموار'' کو 'پیر' وار کہا جانے لگا ہے۔

شاعر ملت اسلامیہ علامہ محمد اقبال نے خوب فرمایا ہے کہ:

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا
کہ خود ہے وسعت افلاک میں وہ خوار و زبوں

اور ایک دوسرے شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے کہ:

چاند ستاروں سے کیا پوچھوں! کب دن میرے پھرتے ہیں
یہ تو بیچارے خود ہیں بھکاری مارے مارے پھرتے ہیں

یہ بات پہلے بھی بیان ہو چکی ہے کہ عرب لوگ ستاروں کو بارش برسنے کا باعث سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت زید بن خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاکؐ نے مقام حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز ایک ایسی رات میں پڑھائی جس میں بارش ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضورؐ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج صبح یہ بہت سے بندے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر۔ پس جس نے یہ کہا کہ یہ بارش اللہ تعالیٰ کے فضل

اور رحمت سے ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کے اثر کا انکاری ہوا اور جس نے یہ کہا کہ بارش فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی ستارے میں کسی قسم کا کوئی سبب بارش برسانے کا نہیں رکھا یہ تو اس کا خاص فضل اور احسان ہے کہ جب چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے روک لیتا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ''ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ملی'' تو کہنے والے کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ بارش برسنے میں ستاروں کو بہت بڑا دخل اور اثر حاصل ہے۔ پس یہ عقیدہ کفر و شرک ہے۔ ابن مفلح نے اپنی کتاب ''الفروع'' میں اس کی تصریح کی ہے کہ بارش کو کسی ستارے کی طرف نسبت کرنا حرام ہے اور ایسا کہنا بھی حرام ہے۔ اس کی حرمت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ کہنے والے نے ایک ایسے فعل کی نسبت ایسی مخلوق کی طرف کی جس کو اس فعل پر قطعاً کوئی قدرت نہیں ہے بلکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع اور مسخر ہے۔ **وسخر لکم الشمس والقمر** اور اسے نفع اور نقصان پہنچانے کا ذرہ بھر بھی اختیار نہیں ہے۔ حضرت علی سے مروی ایک روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ بجائے اللہ کا شکر کرنے کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ بارش فلاں ستارے کے فلاں برج میں داخل ہونے سے ہوئی ہے (ابن جریر، ابن ابی حاتم)۔

علامہ قرطبی زید بن خالد سے بیان کرتے ہیں کہ جب عرب لوگ کوئی ستارہ مشرق سے طلوع ہوتے اور اسی وقت کوئی دوسرا ستارہ مغرب میں غروب ہوتا دیکھ لیتے اور اتفاقاً اس وقت بارش برسنے لگتی یا ہوا چل پڑتی تو بعض لوگ یہ کہتے کہ چونکہ فلاں ستارہ غروب ہوا ہے اس لیے بارش ہوئی ہے اور چند دوسرے لوگ یہ کہتے کہ چونکہ فلاں ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس لیے بارش ہوئی ہے۔''

گویا رسول پاکؐ نے اپنی اس حدیث میں ایسی بات کہنے سے اسی لیے منع فرمایا ہے تاکہ کم فہم لوگ عربوں کے اس کفریہ عقیدے کے جال میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ بارش کا برسانا صرف اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور اس میں ستاروں کی تاثیر کو بالکل کوئی دخل نہیں یہ تو عرب کے مشرک تھے جو ستاروں میں تاثیر کے قائل تھے۔ (جاہلیت جدیدہ بھی یہ ہے کہ اگر کسی بزرگ کے عرس کے موقع پر اتفاق سے تیز ہوا چلنے لگتی ہے یا آندھی آ جاتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ شاہ امیر دیے جلا رہا ہے اور شاہ غریب دیے بجا رہا ہے) قرآن مجید میں ہے۔

ولئن سالتهم من نزل من السماء ماء فاحيا به الارض من بعد موتها ليقولن الله.

''اے نبیؐ! اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمان سے پانی برسایا پس اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا تو کہیں گے اللہ نے۔''

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ کے دور میں ایک دفعہ بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا بعض افراد نے اللہ کا شکر کیا اور بعض نے کفر کیا ہے۔ شکر کرنے والے وہ افراد ہیں جنھوں نے یہ کہا کہ یہ بارش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور کفر کرنے والے وہ افراد ہیں جنھوں نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں ستارے کی

وجہ سے بری ہے۔

حضرت ابو سعید سے مروی حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر پانچ برس تک بارش کو بند رکھے اور پھر بارش برسائے اور لوگ یہ کہیں کہ چاند کے مداء کے سبب ہم پر بارش ہوئی ہے تو لوگوں کی یہ جماعت اللہ کا انکار کرنے والی ہے۔ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ایک رات صحابہؓ کرام حضورؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور روشنی پھیل گئی۔ حضورؐ نے پوچھا کہ لوگ ایام جاہلیت میں کیا کہتے تھے؟ عرض کیا یہ کہ آج کوئی بڑا شخص پیدا ہوا یا مرا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ستارے کے ٹوٹنے سے نہ کسی کی موت کا تعلق ہے اور نہ ہی حیات کا۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے ستاروں میں نہ کسی کی زندگی رکھی ہے، نہ موت اور نہ ہی رزق۔ یہ لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ستارہ کو چیزوں کے وجود و عدم کا سبب قرار دیتے ہیں۔
اسی طرح رسول پاکؐ نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارے میں فرمایا:

ان الشمس والقمر ایتان من ایات اللہ لا یخسفان لموت احدو لا لحیاتہ۔

"بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو کسی کی موت یا پیدائش کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔"

مزے کی بات ہے کہ جاہلیت کی روایات اور مشرکانہ عقائد عجب تضاد کا ملغوبہ ہوتے ہیں۔ اب ایک طرف تو سورج اور چاند جیسے سیاروں کی خیالی تصویریں اور مورتیاں بنا کر پرستش کی جاتی ہے، اہل تنجیم کے ہاں ان سیاروں کو حاکم اور موثر سمجھا جاتا ہے، ان سے کائنات کے واقعات اور انسانی تقدیروں کو وابستہ کیا جاتا ہے۔

اور دوسری طرف اتنے گئے گزرے کہ موت و حیات سے ان سیاروں کو گرہن لگ جانے کا قدیم عقیدہ موجود ہے۔ جیسا کہ حضورؐ کے بیٹے ابراہیمؑ کی وفات پر اتفاقاً گرہن ہو گیا اور لوگوں نے آپ کے صاحبزادے کی وفات کے باعث سورج کا گرہن میں آنا قرار دیا۔ مگر حضورؐ نے اس کی واضح طور پر نفی فرما دی اور ان کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا تاکہ انسان کی نظر توحید باری تعالیٰ پر مرکوز رہے۔ اور یہ ثابت ہو جائے کہ سورج اور چاند بذات خود زوال پذیر ہیں۔ نیز سورج گرہن اور چاند گرہن کے دوران میں نماز کسوف اور نماز خسوف پڑھنے کا حکم دیا تاکہ عظمت باری تعالیٰ مومن کے دل میں مزید مستحکم اور جاگزیں ہو جائے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو اپنی قدرت کی نشانیاں اور انسانی ضروریات میں ممد و معاون قرار دیا مگر یہ باتیں عقل مند انسانوں کے لیے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وسخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ، ان فی

ذلک لایت لقوم یعقلون ○ (النحل: ۱۲)

''اور اسی نے تمھارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو کام میں لگایا اور اسی کے حکم سے ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ سمجھنے والوں کے لیے اس میں قدرت خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں۔''

چنانچہ سمجھدار لوگ جب سورج کی تمازت سے فصلیں پکتی اور چاند کی چاندنی سے پھلوں کو رسیلا بنتے دیکھتے ہیں تو کبھی بھی انھیں موثر کائنات اور انسانی تقدیر کا مالک نہیں سمجھتے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہواؤں کو چلانے اور بادلوں سے بارش کو برسانے والا ''ایک اللہ تعالیٰ'' ہی ہے اور وہی موثر و مدبر کائنات ہے۔

بہرحال تنجیم کوئی تحقیقی عمل نہیں ہے جس کی بنیاد حقائق (Facts and Figures) پر ہو نہ ہی کوئی سائنسی علم ہے جس کی بنیاد مشاہدات و تجربات پر ہو بلکہ علم نجوم ایک قیاسی علم اور توہماتی بات ہے جس کی بنیاد ظن و تخمین اور اٹکل پچو پر ہے۔

پامسٹری

علم نجوم تو ایک توہماتی بات ہے ہی البتہ پامسٹری کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ شاید یہ کوئی سائنسی اور تحقیقی علم ہوگا جس میں 2+2=4 یا H_2O-Water (آکسیجن $_2$ + ہائیڈروجن = پانی) ثابت کیا جا سکے۔ مگر یہ بھی اٹکل پچو پہ مبنی بے سند باتیں ہیں۔ ماہرین پامسٹری خود رقم طراز ہیں کہ پامسٹری علم نجوم کی بہن ہے۔ پامسٹری کا علم جاننے کے لیے علم نجوم کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ پامسٹری کا علم نجوم سے گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ انسانی ہتھیلی اور اس کی انگلیوں کے نام اور ان کی خصوصیات، سیارگان کے نام اور خواص سے منسوب ہیں۔

جس شخص کا ہاتھ زیر غور ہو اس کے شمسی برج کے بارے میں علم کا ہونا بھی ضروری ہے مثلاً اسد سنبلہ یا جوزا وغیرہ۔ نیز اس کے شمس برج کا پتہ لگانے کے لیے اس کی تاریخ پیدائش کے مطابق شمسی برج کا تعین کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ سورج اس وقت کون سے برج میں موجود اور سیر کناں تھا۔ کیونکہ بقول ماہرین پامسٹری پیدائشی برج میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جن کا تعلق دست شناسی سے بھی ہے۔ نیز علم پامسٹری والوں نے ہر برج کا ایک حاکم سیارہ مقرر کر رکھا ہے جس کی خصوصیات اس برج پر اثر انداز ہوتی ہیں مثلاً:

۱۔ مریخ، برج حمل اور عقرب پر اثر انداز ہوتا ہے جس کی خصوصیات تندخوئی اور قوت مردانہ ہیں۔
۲۔ زہرہ، برج ثور اور میزان پر جس کی خصوصیات خوبصورتی، فنون اور نسوانیت ہیں۔
۳۔ عطارد، برج جوزا اور سنبلہ پر جس کی خصوصیات ذہانت اور صحت ہیں۔
۴۔ مشتری برج قوس اور حوت پر جس کی خصوصیات دولت اور حکومت ہیں۔

۵۔ زحل برج جدی پر جس کی خصوصیات فرض اور خدمت ہیں۔

۶۔ یورینس برج دلو پر جس کی خصوصیات ایجاد، ذہانت اور تخلیق ہیں۔

۷۔ شمس برج اسد اور سرطان پر جس کی خصوصیات خودداری اور انا ہیں۔

یہ سب باتیں بے سند اور من گھڑت ہیں جو محض روایت کے تحت نسل در نسل دورِ جاہلیت سے منتقل ہوتی رہی ہیں۔ مزید یہ کہ بزعم خویش ہتھیلی پر موجود قدرتی لکیروں کو مختلف کاموں اور ناموں سے منسوب کیا گیا ہے مثلاً:

۱۔ دل کی لکیر، جو خوشی، غمی اور عشق و محبت سے منسوب ہے۔

۲۔ زندگی کی لکیر، جو حادثات سے منسوب ہے۔

۳۔ صحت کی لکیر، جو عمر اور بیماری سے منسوب ہے۔

۴۔ قسمت کی لکیر، جو عزت اور دولت سے منسوب ہے۔

۵۔ شادی کی لکیر، جو شادی کے متعلق حالات کو ظاہر کرتی ہے۔

۶۔ دماغ کی لکیر، جو عقل و دانش اور سمجھ بوجھ کو ظاہر کرتی ہے۔

یہ سب باتیں محض روایتی ہیں۔

علم جفر

یہ علم حروف ہجا نیز اسماء الحسنٰی اور اسمائے ملائک کے حروف کے سری خواص پر مبنی ہے۔ حروف کو باہم اس طرح ملانا کہ ایسے مخصوص خواص کا کوئی کل حاصل ہو جائے جن کے بارے میں فرض کیا جاتا ہے کہ وہ مطلوبہ نتیجے یعنی پیش گوئی، فال اور ساحرانہ تاثیر تک پہنچا سکتے ہیں یہاں بعض اسماء کسی مقدس کتاب مثلاً موجودہ صورت میں قرآن مجید سے لیے جاتے ہیں پھر ان اسماء کو حروف میں توڑ کر ایک پیچیدہ علم کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ جو عددی، وصفی، مقداری اور نجمی اجزاء پر مبنی ہے مثلاً حرف، ب کے ۲، ک کے ۲۰، ر کے ۲۰۰ اعداد کے گروہ کو حروف، د کے ۴، م کے ۴۰، ت کے ۴۰۰، اور حرف ح کے ۸، ف کے ۸۰، اور ص کے ۸۰۰ کے اعداد کے گروہوں سے تقویت پہنچائی جاتی ہے۔ جس کے ذریعے وہ فطرت پر اثر انداز ہو کر اس کے ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں راز معلوم کرنے پر قادر ہو سکیں۔ (یہ علم بھی بے سند ہے)

علم رمل

لغوی معنی ریت ہے۔ اصطلاحاً وہ علم جس میں سوال کے وقت رمل کی شکلوں سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اس علم میں بروج سماوی کے مطابق بارہ شکلیں ہیں۔ اس علم کے اکثر مسائل تخمینی ہوتے ہیں جو

غیبی امور میں یقین کرنے کے لیے کافی اور مسلم نہیں ہوتے..... رمل نقطوں اور لکیروں کا عمل ہے جس میں بعض معانی کی مدد سے آئندہ واقعات کی تعبیر یا ان کی اطلاع حاصل کی جاتی ہے۔ اس علم کا مدار اربع عناصر یعنی باد و خاک اور آب و آتش پر ہے۔ ایک نابالغ لڑکے کو پاک ریت پر کھڑا کیا جائے جس پر کسی کا پاؤں نہ پڑا ہو۔ ریت پر آیت الکرسی اور سورۃ الفلق اور الناس پڑھ کر دم کیا جائے اور ایک مخصوص دعا پڑھی جائے اس کے بعد ریت پر انگلی سے نقطے بنائے جائیں مگر انھیں گنا نہ جائے۔ عمل کے لیے ریت کا پاک ہونا اور لڑکے کے جسم پر زخم کا نشان نہ ہونا ضروری ہے۔ جس دن پانی برس رہا ہو یا ہوا سخت چل رہی ہو اس دن عمل نہ کیا جائے۔ عمل کرنے کا وقت صبح سے ظہر تک ہے۔ ریت پر کھنچے ہوئے خطوط سے شکلیں مستخرج کی جاتی ہیں پھر ان پر حکم لگایا جاتا ہے۔ انگلی سے ریت پر نقطے گنتی کے بغیر سیدھی لکیروں میں ڈالنے چاہئیں تاکہ ان سے ایک خط کی صورت پیدا ہو جائے۔ اس طرح نقطوں کی چار سطریں بنائی جائیں تاکہ چار خط پیدا ہو جائیں۔ پھر دو دو نقطے اس طرح دیں کہ ان خطوط کے آخر میں جفت یا طاق نقطے رہ جائیں۔ ان سے ایک ایک شکل پیدا ہو گی۔

(بحوالہ جادو اور کہانت)

فال اور شگون کی حقیقت

مشرکین عرب کی یہ عادت تھی کہ کسی کام کو شروع کرنے سے قبل پرندوں کے اڑنے اور حیوانات کے گزر جانے سے شگون لیتے تھے۔ لیکن آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔ اور اسے باطل قرار دیا۔ امت کو بتایا کہ یہ حرکت نہ حصول نفع کا باعث ہے، نہ ہی دفع ضرر کا سبب ہے۔ اس طرح آپؐ نے وضاحت فرما دی کہ ''براشگون'' لینا انسان کے عقیدہ کو کمزور کرتا ہے۔ کیونکہ انسان کا وہم، خوف اور شرک میں مبتلا ہو جانا، اس کے دیکھنے اور سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ''بدشگونی'' کی کوئی وجہ جواز اور علامت بیان نہیں کی۔ تاکہ لوگوں کے دل کسی چیز کو دیکھ کر یا کسی بات کو سن کر مضطرب نہ ہوں، بلکہ مطمئن رہیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت راسخ ہو جائے۔ یہی وہ مقصد عظیم ہے۔ جس کی وضاحت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور مخلوق کی ہدایت کے لیے کتابیں نازل فرمائیں۔ اسی مقصد اعظم کی خاطر زمین و آسمان کی تخلیق کی اور جنت و دوزخ میں داخلہ کے لیے ''توحید'' کو معیار اور پیمانہ قرار دیا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے لوگوں کے دلوں سے شرک و بدعت کی جڑوں کو کاٹا تاکہ لوگ اہل جہنم کے عمل سے بچیں۔ پس جو شخص توحید کی مضبوط رسی کو تمام لے اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور یقین پختہ کر لے تو ''بدشگونی'' وغیرہ کے دل میں جاگزیں ہونے سے پہلے ہی اس کی جڑیں کٹ جائیں گی۔ اور اس کے تمام خیالات باطلہ اور وسوسے ختم ہو جائیں گے۔

اس سلسلہ میں کئی ایک واقعات ہیں[1] جیسے حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ہمارے اوپر سے ایک پرندہ چیختا ہوا گزر گیا۔ ایک آدمی کہنے لگا ''خیر خیر'' یعنی بھلائی ہے، بھلائی ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ دیکھو! ''**لا خیر ولا شر**'' یعنی نہ اس میں خیر ہے اور نہ شر ہے۔ یوں فوراً تردید اور ممانعت فرما دی کہ کہیں اس کے دل میں پرندوں کے ذریعے خیر و شر کا عقیدہ نہ پیدا ہو جائے۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت طاؤس کسی شخص کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ کسی مقام پر کوا ''کائیں کائیں'' کرتا ہوا گزرا۔ ساتھی بولا۔ ''خیر'' (بھلائی ہو) حضرت طاؤس فوراً بولے۔ اس کے اختیار میں کون سی بھلائی ہے؟ یہ کہا اور فرمایا۔ ''**لا تصحبنی**'' جاؤ میرے ساتھ سفر میں شریک نہ رہو! اس طرح واضح

کر دیا کہ کسی کو بدبخت یا نیک بخت اور صاحب خیر پیدا کرنا ’’اللہ‘‘ کے قبضہ واختیار میں ہے۔

ابن عربی فرماتے ہیں دورِ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر اُلو مکان پر بیٹھ جاتا تو اسے نحوست سے تعبیر کرتے اور کہتے ’’اب یا تو میری موت کا وقت آ گیا ہے یا میرے گھر والوں کا‘‘ آنحضرتؐ نے اس کی تردید اور ممانعت فرمائی۔ امام ابو داؤد' محمد بن ارشد سے نقل کرتے ہیں کہ ’’مشرکین ماہ صفر کو منحوس سمجھتے تھے‘‘ حالانکہ سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جس نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے۔ ’’انا الدھر‘‘ میں زمانے کا مالک اور الٹ پھیر کرنے والا ہوں۔ اس لیے زمانہ (دن' مہینے یا سال) کو مت برا کہو یا سمجھو لہٰذا بدشگونی اللہ تعالیٰ کی ذات سے بدگمانی کے سوا اور کچھ نہیں۔

یاد رہے کہ آج بھی ہمارے ہاں ’’ماہِ صفر‘‘ میں شادی کرنا برا سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جس شخص کو ’’فال بد‘‘ اپنے کام سے روک دے۔ اس نے شرک کیا۔ یعنی کسی چیز کو دیکھ کر یا سن کر اس کو منحوس سمجھتے ہوئے اپنے کام سے یا سفر سے رک جانا شرک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد نہیں کیا بلکہ ’’غیر اللہ‘‘ پر اعتماد کر لیا ہے۔ اسی لیے اس کے اس فعل میں شیطان کا عمل دخل ہو گیا۔ لیکن حضورؐ ہمیشہ ’’نیک فال‘‘ کو ہی پسند فرماتے تھے۔ تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فائدے کی امید ہی کریں۔ اور اچھے نتائج کی توقع ہی رکھیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو سب خواہ بدکا ہو یا بڑا خیر ہی ہوگی۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے امیدیں اور آرزوئیں ختم کر لیں گے۔ تو سوائے مصائب کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ حضورؐ سے پوچھا بھی گیا تھا۔ ’’مالفال قال الکلمة الطیبه‘‘ فال کیا چیز ہے؟ فرمایا: اچھی بات کو فال کہتے ہیں یعنی کامیابی' تندرستی' سرخروئی اور مبارک باد نہ دی وغیرہ کے الفاظ سن کر انسان کی طبیعت کھلکھلا اٹھتی ہے۔ دل مضبوط ہوتا اور سینہ کھل جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر بدگمانی اور بدشگونی کی جائے تو خوف اور غم کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ جسم گھٹن محسوس کرتا ہے۔ سینہ تنگ ہو جاتا ہے (جیسے صبح ہی صبح ادھار لینے والے گاہک کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔) جس کا لازمی نتیجہ قوت ایمانی میں کمی' دنیا میں مصائب' مشکلات اور انسان شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نیک فال پسند فرماتے۔ (شرح السنۃ)

حضرت عروہ بن عامرؓ سے مروی روایت میں ہے کہ اگر انسان کسی ایسی بات کو سنے یا دیکھے جسے وہ برا خیال کرتا ہو تو یہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ لا یَاتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا انت ولا یرفع السیات اِلَّا انت ولا حول ولا قوة اِلَّا باللّٰه.

’’اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائیوں کا پہنچانے والا نہیں ہے۔ اور تیرے سوا نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی ہم میں کوئی طاقت نہیں ہے۔‘‘

حلیمی فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے (نیک) فال کو اس لیے پسند فرمایا کہ نحوست (بدشگونی) بری

چیز تھی۔ جس سے انسان اللہ تعالیٰ کے متعلق بلاوجہ بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب کہ نیک شگون لینے سے حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ حسن ظن اور اچھی امید رکھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنے کا حکم دیا گیا۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں۔ اگر وہ مجھ سے نیک سلوک کی امید کرتا ہے۔ تو میں اس سے نیک سلوک ہی کرتا ہوں۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کو تمام دنیا سے قطع کر کے صرف اللہ تعالیٰ سے جوڑے کیونکہ نفع ونقصان دینا یا کسی نعمت سے مالا مال کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور اسی کا نام ''اصل توحید'' ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ نفع ونقصان پہنچانے میں کسی اور کو بھی دخل ہے، وہ احمق اور مشرک ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ سے استعانت کرنا اور مدد چاہنا ''توحید کا اصل الاصول'' اور مغز سیارہ ہے۔

فالنامہ کی حقیقت

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو شخص خود فال نکالے یا اس کے لیے فال نکالی جائے (یعنی وہ کسی کے پاس جا کر فال نکلوائے) یا خود کاہن بنے یا اس کے لیے کوئی دوسرا شخص کہانت کرے یا خود جادو کرے یا اس کے لیے دوسرا شخص جادو کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ سورۃ النساء کی آیت ۵۱ ''الم تر...... سبیلا'' میں لفظ ''جبت'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسرین بیان کرتے ہیں کہ ''جبت'' کے اصلی معنی ''بے حقیقت' بے اصل اور بے فائدہ'' چیز کے ہیں۔ اسلام کی زبان میں جادو' کہانت (جوتش) فال گری' ٹونے ٹوٹکے' بدشگونی اور تمام دوسری وہمی اور خیالی باتوں کو ''جبت'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے ''الحیافته والطرق والطیر من الحیث'' یعنی جانوروں کی آوازوں سے فال لینا' زمین پر جانوروں کے نشانات قدم سے شگون نکالنا اور فال گری کے دوسرے طریقے سب ''جبت'' ہیں۔ اسی کو اردو میں ''اوہام'' اور انگریزی میں "Superstition" کہتے ہیں۔

اسی طرح سورۂ مائدہ کی آیت ۳ ''ان تستقسمو ابالا زلام ...'' کی تفسیر یوں کی گئی ہے ''وہم پرستانہ فال گری جس میں زندگی کے معاملات کا فیصلہ عقل و فکر سے کرنے کی بجائے کسی وہمی و خیالی چیز یا کسی اتفاقی شے کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔ یا قسمت کا حال ایسے ذرائع سے معلوم کرنے کی کوشش کرنا جن کا ذریعہ علم غیب نہ ہو جیسے نجوم' رمل' جفر اور مختلف قسم کے شگون' پنچھتر اور فال گری کے بے شمار طریقے ''ازلام'' میں داخل ہیں۔ اسلام سوائے نماز استخارہ کے فال گری کی ہر قسم کو ناجائز قرار دیتا ہے' اسی سے منسوب کر کے ''فالنامہ قرآنی'' کے نام سے کتابیں شائع کی جاتی ہیں۔ جس میں ''قسمت کا حال' فالنامہ برائے مریض' فالنامہ موکلان' مفرور اور گمشدہ کا حال' فالنامہ برائے شادی' فالنامہ چور' دشمن کے مقابلہ میں فتح و شکست کا حال' قرض کی ادائیگی اور وصول یابی' فالنامہ جوتش' ستاروں کے ذریعہ قسمت کا حال معلوم کرنا' بنگالی فالنامہ' فالنامہ حروف تہجی' ہر کام کا نتیجہ معلوم کرنا اور امید کب پوری ہوگی جیسے عنوانات کی بھرمار ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ان لوگوں کے بارے میں جو حروف ابجد وغیرہ لکھ کر حساب کرتے ہیں' فرماتے ہیں جو شخص ایسا علم کرے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ سوچئے تو سہی کہ یہ عبارات کہاں سے نقل کی گئیں جو قرآنی فالناموں کے نام سے چھپنے والی کتابوں میں موجود ہیں کیا یہ تفصیلات قرآن و

حدیث سے لی گئی ہیں یا محض انسانوں کی من گھڑت تعبیرات ہیں جو سینہ در سینہ منتقل ہوتی آ رہی ہیں اور جن کی کوئی سند اور اصل نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ پیسے بٹورنے کے لیے قرآن پاک سے منسوب کر دی گئی ہیں حالانکہ ایسی چیزوں کو قرآن پاک سے دور کی بھی نسبت نہیں۔ کس قدر ظلم ہے کہ قرآنی فالناموں کے نام پر ایسے پنجھترا اور زائچے فروخت کیے جا رہے ہیں جو سراسر غیر شرعی ہیں۔

آخر اس کی کیا سند ہے کہ چند خانے یا دائرے بنا کر ان میں حروف تہجی یا حروف ابجد لکھ لیں اور آنکھیں بند کر کے انگلی رکھیں اور پھر اس حرف یا عدد کی تفصیل میں مصنف کتاب کی لکھی ہوئی عبارات کو پڑھ کر یقین کر لیا جائے کہ یہ میری قسمت کا حال یا گمشدہ چیز کی تفصیل ہے؟

افسوس در افسوس یہ ہے کہ آج کل قرآن مجید کے ایسے نسخے بازاروں میں مل رہے ہیں جن کے آخر میں ''فالنامہ قرآن شریف'' اور نقش قرآن جیسی خود ساختہ عبارتیں تحریر ہیں۔

(بحوالہ جادو اور کہانت)

جادوگروں کے گُر

جادوگر جنوں کو کیسے حاضر کرتا ہے؟

جادوگر اور شیطانوں کے درمیان طے پانے والا معاہدہ

جادوگر اور شیطان کے درمیان اکثر و بیشتر ایک معاہدہ طے پاتا ہے، جس کے مطابق جادوگر کو کچھ شرکیہ یا کفریہ کام چھپ کر یا علی الاعلان کرنا ہوتے ہیں اور اس کے بدلے شیطان کو جادوگر کی خدمت کرنا ہوتی ہے یا اس کے لیے خدمت گار مہیا کرنے ہوتے ہیں، کیونکہ جس شیطان کے ساتھ جادوگر معاہدہ کرتا ہے وہ جنوں اور شیطانوں کے کسی ایک قبیلے کا سردار ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے قبیلے کے کسی بے وقوف کو احکامات جاری کرتا ہے کہ وہ اس جادوگر کا ساتھ دے اور اس کی ہر بات تسلیم کرے چاہے وہ واقعات کی خبریں لانے کا کہے، یا دو آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنے یا ان میں محبت پیدا کر دینے کا حکم دے، یا خاوند کو اس کی بیوی سے الگ کر دینے کا آرڈر جاری کرے اس طرح جادوگر اس جن کو اپنی پسند کے برے کاموں کے لیے استعمال کرتا ہے، اگر جن اس کی نافرمانی کرے تو جادوگر اس کے قبیلے کے سردار سے رابطہ کرتا ہے اور مختلف تحائف پیش کر کے اس کو یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس سردار کی تعظیم کرتا ہے اور اسی کو اپنا مددگار تصور کرتا ہے، چنانچہ وہ سردار اس جن کو سزا دیتا ہے اور اسے جادوگر کی خدمت کرنے یا اس کے لیے خدمت گار مہیا کرنے کا حکم صادر کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جادوگر اور اس کی خدمت کے لیے مقرر کیے گئے اس جن کے درمیان نفرت ہوتی ہے اور یہ جن خود جادوگر کو یا اس کے گھر والوں کو پریشان کیے رکھتا ہے، چنانچہ جادوگر ہمیشہ سر درد اور بے خوابی کا شکار رہتا ہے اور رات کے وقت اس پر گھبراہٹ طاری رہتی ہے، بلکہ گھٹیا قسم کے جادوگر تو اولاد سے بھی محروم ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے خدمت گار جن ان کی اولاد کو ماں کے پیٹ میں ہی مار دیتے ہیں اور یہ بات خود جادوگر اچھی طرح سے جانتے ہیں اور کئی جادوگر تو صرف اس لیے جادو کا پیشہ چھوڑ دیتے ہیں کہ ان کو اولاد کی نعمت عطا ہو۔

اور مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک خاتون کا علاج کیا جس پر جادو کیا گیا تھا، میں نے اس پر جب

قرآن مجید کو پڑھا تو جن خاتون کی زبان سے بولا میں اس سے نہیں نکل سکتا۔

کیوں؟...... کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ جادوگر مجھے قتل کر دے گا۔

تم کسی ایسی جگہ پر چلے جانا جہاں جادوگر تمہارا پتہ نہ چلا سکے!

وہ میرے پیچھے دوسرے جنوں کو بھیج کر مجھے پکڑ والے گا۔

اگر تم اسلام قبول کر لو اور سچے دل سے توبہ کر لو تو میں تمھیں ایسی قرآنی آیات سکھلا دوں گا جو تمھیں کافر جنوں کے شر سے بچا لیں گی۔

نہیں' میں ہرگز اسلام قبول نہیں کروں گا اور عیسائی ہی رہوں گا۔

چلو خیر' دین میں جبر نہیں ہے' البتہ اس عورت سے تمہارا نکل جانا ضروری ہے!

میں ہرگز نہیں نکلوں گا۔

میں تمھیں نکال دینے کی طاقت رکھتا ہوں (اللہ کی مدد کے ساتھ) ابھی میں قرآن پڑھوں گا اور تم جل جاؤ گے۔

پھر میں نے اسے شدید مارا' اور آخر کار کہنے لگا میں نکل جاؤں گا!

اور اس طرح وہ الحمدللہ اس خاتون سے نکل کر چلا گیا۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ جادوگر جس قدر زیادہ کفریہ کام کرے گا جن اتنا زیادہ اس کے احکامات کو مانیں گے اور بڑی تیزی کے ساتھ ان پر عمل کریں گے اور وہ جتنا کم کفریہ کاموں کے قریب جائیگا' جنات اس کی باتوں پر اتنا کم عمل کریں گے۔

جادوگر جنوں کو کیسے حاضر کرتا ہے

اس کے بہت سارے طریقے ہیں اور ہر ایک میں شرک یا واضح کفر موجود ہوتا ہے۔ میں یہاں آٹھ طریقے ذکر کروں گا اور ہر طریقے میں جس طرح سے کفر و شرک موجود ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت کروں گا' البتہ اس ضمن میں شدید اختصار کروں گا اور ہر طریقے کی پوری تفصیلات ہرگز ذکر نہیں کروں گا تاکہ کوئی شخص اسے آزما نہ سکے۔

ہر طریقے میں موجود کفر و شرک کی وضاحت کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ کئی لوگ قرآنی علاج اور جادو میں فرق نہیں کر پاتے' حالانکہ پہلا ایمانی اور دوسرا شیطانی طریقہ علاج ہے' اور اس سلسلے میں مزید ابہام اس وقت پیدا ہو جاتا ہے جب کئی جادوگر اپنے کفریہ تعویذات آہستہ آواز میں اور قرآنی آیات اونچی آواز میں پڑھتے ہیں چنانچہ مریض سمجھتا ہے کہ اس کا علاج قرآن کے ذریعہ ہو رہا ہے حالانکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا الغرض میرا مندرجہ ذیل طریقے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میرے مسلمان بھائی گمراہی اور شر کے راستوں سے بچ جائیں اور مجرم پیشہ لوگوں کا راستہ کھل کر سامنے آ جائے۔

پہلا طریقہ

جادوگر ناپاکی کی حالت میں ایک تاریک کمرے میں بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اس میں آگ جلاتا ہے

اور اس پر ایک دھونی کو رکھ دیتا ہے' اگر اس کا مقصد نفرت پیدا کرنا یا میاں بیوی میں جدائی ڈالنا ہو تو بدبودار دھونی آگ پر رکھ دیتا ہے اور اگر اس کا مقصد محبت پیدا کرنا یا جن میاں بیوی پر جادو کیا گیا تھا اور وہ ایک دوسرے کے قریب نہیں جا سکتے۔ ان سے جادو کے اثر کو ختم کرنا ہو تو وہ آگ پر خوشبودار دھونی رکھتا ہے' پھر شرکیہ تعویذات جو جادوگر کے خاص طلسم ہوتے ہیں کو پڑھنا شروع کرتا ہے اور جنوں کو ان کے سردار کی قسم دیتا ہے اور اس کا واسطہ دے کر ان سے مختلف مطالبات کرتا ہے...... اسی دوران اسے کتے کی شکل میں یا اژدھے یا کسی اور شکل میں ایک خیالی تصویر نظر آتی ہے جسے وہ اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے احکامات جاری کرتا ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ اسے کوئی چیز نظر نہیں آتی بلکہ اس کے کانوں میں ایک مخصوص قسم کی آواز پڑتی ہے اور کبھی کبھاریوں بھی ہوتا ہے کہ اسے کوئی آواز بھی سنائی نہیں دیتی اور اسے جس شخص پر جادو کرنا ہوتا ہے' اس کے بال یا اس کا کوئی کپڑا منگوالیتا ہے جس سے اس شخص کے پسینے کی بو آ رہی ہوتی ہے......اور پھر اسے جو کچھ کرنا ہوتا ہے اس کے متعلق وہ جنوں کو حکم جاری کر دیتا ہے۔

اس طریقے میں درج ذیل باتیں نمایاں ہیں۔

۱۔ جن تاریک کمروں کو پسند کرتے ہیں۔
۲۔ جنوں کو ایسی دھونی کی بو سے غذا ملتی ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو۔
۳۔ جن ناپاکی کو پسند کرتے ہیں اور شیطان ناپاک لوگوں کے بالکل قریب ہوتے ہیں۔

دوسرا طریقہ

جادوگر کوئی پرندہ (فاختہ وغیرہ) یا کوئی جانور (مرغی وغیرہ) جنوں کی بتائی گئی خاص شکل و صورت کے مطابق منگواتا ہے جس کا رنگ غالباً سیاہ ہوتا ہے کیونکہ جن سیاہ رنگ کو دوسرے رنگوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ پھر وہ اسے بسم اللہ پڑھے بغیر ذبح کر دیتا ہے اور اس کا خون مریض کے جسم پر ملتا ہے' پھر اسے کھنڈرات میں یا کنوؤں میں یا غیر آباد جگہوں میں پھینک دیتا ہے جو کہ عموماً جنوں کے گھر ہوتے ہیں' اور اسے ان میں پھینکتے ہوئے بھی بسم اللہ نہیں پڑھتا' پھر اپنے گھر چلا جاتا ہے اور شرکیہ تعویذات پڑھنے کے بعد جو چاہتا ہے اس کا جنوں کو حکم جاری کر دیتا ہے۔

مندرجہ طریقے میں دو طرح سے شرک پایا جاتا ہے۔

۱۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جنوں کے لیے جانور کو ذبح کرنا حرام بلکہ شرک ہے کیونکہ یہ ذبح بغیر اللہ ہے' چنانچہ ایسے جانور کا گوشت کھانا بھی کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے چہ جائیکہ اسے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے' جبکہ جاہل لوگ ایسا ناپاک فعل ہر زمانے میں اور ہر جگہ پر کرتے رہتے ہیں' یحیٰی بن یحیٰی کہتے ہیں کہ مجھے وہب نے بیان کیا ہے کہ کسی خلیفہ وقت کے دور میں ایک چشمہ دریافت ہوا' اس نے اسے عام لوگوں کے لیے کھول دینے کا ارادہ کیا اور اس پر جنوں کے لیے جانور ذبح کیا تاکہ جن اس کا پانی گہرائی تک نہ پہنچا دیں۔ پھر اس کا گوشت لوگوں کو

کھلا دیا، یہ بات امام ابن شہاب زہری تک پہنچی تو وہ فرمانے لگے۔

"خبردار! ذبح شدہ جاندار حرام ہے اور خلیفہ وقت نے لوگوں کو حرام کھلایا ہے کیونکہ رسول اللہؐ نے ایسے جانور کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے جسے جنوں کے لیے ذبح کیا گیا ہو۔"

اور صحیح مسلم میں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا:

"اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے غیر اللہ کے لیے کوئی جانور ذبح کیا۔

۲۔ شرکیہ تعویذات جنھیں جادوگر جنوں کو حاضر کرنے کے لیے پڑھتا ہے۔ ان میں واضح طور پر شرک موجود ہوتا ہے اور اس کی وضاحت شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کئی کتابوں میں کی ہے۔

تیسرا طریقہ

یہ طریقہ جادوگروں میں انتہائی گھٹیا طریقے کے طور پر مشہور ہے اور اس طریقے کا اپنانے والے جادوگر کی خدمت کے لیے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے شیطانوں کا بہت بڑا گروہ اس کے پاس موجود رہتا ہے، کیونکہ ایسا جادوگر کفر کرے بہت بڑا جادوگر تصور کیا جاتا ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

یہ طریقہ مختصر طور پر کچھ یوں ہے:

جادوگر...... اس پر اللہ کی ڈھیروں لعنتیں ہوں۔ قرآن مجید کو جوتا بنا کر اپنے قدموں میں پہن لیتا ہے، پھر بیت الخلاء میں جا کر کفریہ طلسموں کو پڑھتا ہے جو اپنے کمرے میں بیٹھ جاتا ہے اور جنوں کو احکامات جاری کرتا ہے، چنانچہ جن بہت ہی اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اس کے احکامات نافذ کرتے ہیں، کیونکہ وہ مندرجہ بالا طریقے پر عمل کر کے کافر اور شیطانوں کا بھائی بن چکا ہوتا ہے، سو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

یاد رہے کہ ایسا جادوگر مندرجہ بالا کفریہ کام کے علاوہ دوسرے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب بھی کرتا ہے، مثلاً محرم عورتوں سے زنا کرنا، لواطت کرنا اور دین اسلام کو گالیاں بکنا وغیرہ اور یہ سب اس لیے کرتا ہے کہ تاکہ شیطان اس پر راضی ہو جائیں۔

چوتھا طریقہ

ملعون جادوگر قرآن مجید کی کوئی سورت حیض کے خون سے یا کسی اور ناپاک چیز سے لکھتا ہے پھر شرکیہ طلسم پڑھتا ہے اور اس طرح جنوں کو اپنی فرمانبرداری کے لیے حاضر کر لیتا ہے اور جو چاہتا ہے اس کا انھیں حکم دے دیتا ہے۔

اس طریقے میں بھی کفر صریح موجود ہے کیونکہ قرآن مجید کی ایک آیت کے ساتھ استہزاء کرنا بھی کفر ہے، چہ جائیکہ اسے ناپاک چیز کے ساتھ لکھا جائے۔

پانچواں طریقہ

ملعون جادوگر قرآن مجید کی کوئی سورت الٹے حروف میں لکھتا ہے، پھر شرکیہ تعویذ پڑھ کر جنوں کو

حاضر کر لیتا ہے۔

یہ طریقہ بھی حرام ہے، کیونکہ قرآن مجید کو الٹے حروف میں لکھنا کفر اور شرکیہ تعویذات کو پڑھنا شرک ہے۔

چھٹا طریقہ

جادوگر ایک خاص ستارے کے طلوع ہونے کا انتظار کرتا ہے اور جب طلوع ہو جاتا ہے تو جادوگر اس سے مخاطب ہوتا ہے۔ پھر جادو والے ورد پڑھتا ہے جن میں کفر اور شرک موجود ہوتا ہے، پھر چند ایسی حرکتیں کرتا ہے کہ اس کے خیال کے مطابق ان حرکتوں سے اس ستارے کی برکات اس پر نازل ہوتی ہیں، حالانکہ حقیقت میں وہ اپنی ان حرکات سے اس ستارے کی پوجا کر رہا ہوتا ہے، اور جب وہ غیر اللہ کی پوجا شروع کرتا ہے تو شیطان اس ملعون کے احکامات پر لبیک کہتے ہیں، جبکہ جادوگر یہ سمجھتا ہے کہ اس ستارے نے اس کی مدد کی ہے، حالانکہ ستارے کو تو اس کی کسی حرکت کا علم ہی نہیں ہوتا ہے۔

اور جادوگر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا طریقے سے کیا گیا جادو اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک یہ ستارہ دوبارہ طلوع نہ ہو اور ایسے ستارے بھی ہیں جو سال میں صرف ایک مرتبہ طلوع ہوتے ہیں، چنانچہ وہ سال بھر اس ستارے کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے ہیں، پھر ایسے ورد پڑھتے ہیں جن میں اس ستارے کو مدد کے لیے پکارا جاتا ہے تاکہ جادو کا اثر ختم ہو جائے، بہرحال یہ تو جادوگروں کا خیال ہے جبکہ قرآنی علاج کرنے والے لوگ اس ستارے کا انتظار کیے بغیر کسی بھی وقت اس جادو کو توڑ سکتے ہیں۔

اس طریقے میں بھی شرک واضح طور پر موجود ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ کی تعظیم اور غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا جیسے قبیح فعل موجود ہیں۔

ساتواں طریقہ

جادوگر ایک نابالغ بچے کو جو بے وضو ہوتا ہے اپنے سامنے بیٹھا لیتا ہے، پھر اس کی بائیں ہتھیلی پر ایک مربعہ بناتا ہے، اور اس کے اردگرد چاروں طرف جادو والے طلسم لکھتا ہے، پھر اس کے بالکل درمیان میں تیل اور نیلگوں پتے یا تیل اور روشنائی رکھ دیتا ہے، پھر ایک لمبے کاغذ پر مفرد حروف کے ساتھ جادو والے چند طلسم لکھتا ہے اور اسے بچے کے چہرے پر رکھ کر اس کے سر پر ٹوپی پہنا دیتا ہے تاکہ وہ ورقہ گرنے نہ پائے، اور پھر بچے کو ایک بھاری چادر کے ساتھ ڈھانپ دیتا ہے۔

اس کے بعد وہ اپنے کفریہ ورد پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ جبکہ بچے کو اپنی ہتھیلی پر دیکھنا ہوتا ہے حالانکہ اندھیرے کی وجہ سے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا ہوتا ہے، اچانک بچہ محسوس کرتا ہے کہ روشنی پھیل گئی ہے اور اس کی ہتھیلی میں کچھ شکلیں حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، چنانچہ جادوگر بچے سے پوچھتا ہے، تم کیا دیکھ رہے ہو؟

بچہ جواباً کہتا ہے: میں اپنے سامنے ایک آدمی کی شکل دیکھ رہا ہوں۔

جادوگر بچے سے کہتا ہے کہ جس آدمی کی شکل تم دیکھ رہے ہو اسے کہو کہ جادوگر تم سے یہ مطالبہ کر رہا ہے، سو اس طرح وہ شکلیں جادوگر کے احکامات کے مطابق حرکت میں آ جاتی ہیں۔

یہ طریقہ عموماً گم شدہ چیزوں کی تلاش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں جو کفر و شرک پایا جاتا ہے وہ بالکل واضح ہے۔

آٹھواں طریقہ

جادوگر مریض کے کپڑوں میں سے کوئی ایک کپڑا مثلاً رومال، پگڑی، قمیض وغیرہ جس سے مریض کے پسینے کی بو آ رہی ہو، منگوا لیتا ہے، پھر اس کپڑے کے ایک کونے کو گرہ لگاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی چار انگلیوں کے برابر کپڑا مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے، پھر اونچی آواز کے ساتھ سورۂ کوثر یا کوئی اور چھوٹی سورت پڑھتا ہے، اس کے بعد آہستہ آواز میں اپنے شرکیہ ورد پڑھتا ہے اور پھر جنوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے:

> ”اگر اس مریض کے مرض کا سبب جن ہیں تو کپڑے کو چھوٹا کر دو، اور اگر اسے نظر لگ گئی ہے تو اسے لمبا کر دو، اور اگر اسے کوئی دوسری بیماری ہے تو اس کپڑے کو اتنا رہے دو جتنا اس وقت ہے“

پھر وہ اس چار انگلیوں کے برابر کپڑے کو دوبارہ ناپتا ہے، اگر وہ چار انگلیوں سے بڑا ہو چکا ہو تو مریض سے کہتا ہے کہ تمھیں نظر لگ گئی ہے، اور اگر وہ کپڑا چار انگلیوں سے چھوٹا ہو چکا ہو تو مریض سے کہتا ہے کہ تم آسیب زدہ ہو، اور اگر وہ کپڑا چار انگلیوں کے برابر ہی ہو تو اسے کہتا ہے کہ تمھیں کوئی بیماری ہے لہٰذا تم ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔

اس طریقہ کار میں تین باتیں قابل ملاحظہ ہیں:

۱۔ مریض کو دھوکہ دیا جاتا ہے، چنانچہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا علاج قرآن کے ذریعے ہو رہا ہے۔ جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس کے علاج کا اصل راز ان شرکیہ وردوں میں ہوتا ہے جنھیں جادوگر آہستہ آواز میں پڑھتا ہے۔

۲۔ اس طریقے میں جنوں کو مدد کے لیے پکارا جاتا ہے جو کہ شرک ہے۔

۳۔ جن اکثر و بیشتر جھوٹ بولتے ہیں اور خود جادوگر کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جن سچا ہے یا جھوٹا، سو اس کی بات پر کس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ اور ہم نے خود کئی جادوگروں کا تجربہ کیا ہے، ان میں سچے کم اور جھوٹے زیادہ تھے، اور کئی مریض ہمارے پاس آ کر بتاتے ہیں کہ جادوگر کے کہنے کے مطابق انھیں نظر لگ گئی ہے، پھر ہم جب ان پر قرآن مجید پڑھتے تو معلوم ہوتا کہ ان پر جنوں کا اثر ہے۔ نظر نہیں لگی۔ سو اس طرح سے ان کا جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا آٹھ طریقوں کے علاوہ دوسرے طریقے بھی ہو سکتے ہیں جو کہ مجھے معلوم نہیں ہیں۔

جادوگر کو پہچاننے کی نشانیاں

مندرجہ ذیل علامات میں سے کوئی ایک علامت اگر کسی علاج کرنے والے شخص کے اندر پائی جاتی ہو تو یقین کر لینا چاہیے کہ یہ جادوگر ہے۔

۱۔ جادوگر مریض سے اس کا اور اس کی ماں کا نام پوچھتا ہے۔

۲۔ جادوگر مریض کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا مثلاً قمیض، ٹوپی، رومال وغیرہ منگواتا ہے۔

۳۔ جادوگر کبھی کوئی جانور بھی طلب کر لیتا ہے جسے وہ 'بسم اللہ' پڑھے بغیر ذبح کرتا ہے۔ پھر اس کا خون مریض کے جسم پر ملتا ہے اور پھر اسے غیر آباد جگہ پر پھینک دیتا ہے۔

۴۔ جادو والے طلسم کو لکھنا۔

۵۔ جادو والے طلسم کو پڑھنا جو کہ کسی عام آدمی کی سمجھ بوجھ سے بالاتر ہوتا ہے۔

۶۔ مریض کو ایسا حجاب دینا جس میں مربعات (ذ ب) بنے ہوئے ہوں اور ان کے اندر چند حروف یا نمبر لکھے ہوئے ہوں۔

۷۔ مریض کو یہ حکم دینا کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر ایک معینہ مدت کے لیے کسی ایک کمرے میں چلا جائے جہاں سورج کی روشنی نہ پہنچتی ہو۔

۸۔ مریض سے کبھی اس بات کا مطالبہ کرنا کہ وہ ایک معینہ مدت کے لیے جو کہ عموماً چالیس دن ہوتی ہے، پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ اور یہ علامت اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ جادوگر جس جن سے خدمت لیتا ہے، وہ عیسائی ہے۔

۹۔ مریض کو کچھ ایسی چیزیں دینا جنھیں زمین میں دفن کرنا ہوتا ہے۔

۱۰۔ مریض کو کچھ ایسے کاغذ دینا جنھیں جلا کر ان کے دھوئیں سے دھونی لینی ہوتی ہے۔

۱۱۔ ایسے کلام کے ساتھ بڑبڑانا جسے سمجھا نہ جا سکے۔

۱۲۔ جادوگر کبھی مریض کو اس کا نام، اس کے شہر کا نام اور جس وجہ سے وہ اس کے پاس آتا ہے، اس کے متعلق آتے ہی اسے بتا دیتا ہے۔

۱۳۔ جادوگر مریض کو ایک کاغذ میں یا پکی ہوئی مٹی کی پلیٹ میں چند حروف لکھ کر دیتا ہے۔ جنھیں پانی میں ملا کر مریض کو پینا ہوتا ہے۔

آپ کو اگر ان علامات میں سے کوئی ایک علامت کسی شخص میں موجود نظر آئے اور یقین ہو جائے کہ یہ جادوگر ہے تو اس کے پاس مت جائیں ورنہ آپ پر آپؐ کا یہ فرمان صادق آ جائے گا۔

''جو آدمی کسی نجومی کے پاس آیا، پھر اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمدؐ پر نازل کیے گئے دین سے کفر کیا۔''

(بحوالہ الصارم البتار فی التصدی للسحرة الاشرار)

جادو اور جنات کا ازالہ

جادو کے مقابل علم دین کے فضائل و فوائد

جادو جیسے حرام علم (اور اس کی اقسام علم نجوم، پامسٹری، تعویذ، گنڈے اور ٹونے ٹوٹکے جیسے ممنوعہ علم) کے مقابل علم دین کی فضیلت اور دنیاوی و اخروی فوائد درج ذیل حدیث کی روایت سے ظاہر ہوتے ہیں جسے احمد، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن جریر، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے اپنی کتب احادیث میں درج کیا ہے اور جسے تمام مفسرین نے تیسویں پارہ کی سورہ البروج کی تفسیر میں بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں ایک بت پرست بادشاہ تھا۔ جو بزعم خویش اپنے جھوٹے معبودوں کا نائب اور خدائی کا دعویدار تھا۔ اس کے ہاں ایک جادوگر تھا جس کے مشوروں اور جھوٹی پیشین گوئیوں کے بل بوتے پر وہ امور مملکت سرانجام دیتا تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے کہا کہ میری موت کا وقت قریب آ رہا ہے۔ اس لیے کوئی ذہین لڑکا میرے حوالے کر دو تا کہ میں اسے جادو سکھا دوں۔ چنانچہ بادشاہ کے کہنے سے عبداللہ نامی ایک لڑکا جادو کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے اس کے ہاں جانے لگا۔ راستے میں ایک راہب (درویش) کا گھر پڑتا تھا۔ جو کبھی عبادت رب اور کبھی وعظ میں مشغول ہوتا۔ لڑکا درویش کے طریق عبادت کو دیکھتا اور وعظ کو سنتا۔ چنانچہ وہ اس قدر متاثر ہوا کہ درویش کی شاگردی اختیار کر لی جو اسے توحید کی تعلیم دینے لگا۔ ایک دن راستے میں اس نے دیکھا کہ ہیبت ناک سانپ لوگوں کا راستہ روکے بیٹھا ہے۔ اس نے سوچا کہ امتحان کرنا چاہیے آیا درویش کا دین اللہ کو پسند ہے یا جادو کا؟ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور یہ دعا کر کے پھینکا کہ یا اللہ! اگر درویش کا دین سچا اور پسندیدہ ہے تو یہ جانور ہلاک ہو جائے۔ پتھر سانپ کو لگا اور وہ مر گیا۔ یہ دیکھتے ہی لوگوں میں اس کی شہرت پھیل گئی۔ حاجت مندوں کا تانتا بندھ گیا اور اس کی دعا سے اندھے، کوڑھی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کے ایک نابینا وزیر تک یہ بات پہنچی تو وہ تحفے لے کر حاضر ہوا اور کہا اگر تو مجھے شفا دے دے تو یہ سب مال تجھے دے دوں گا۔ لڑکے نے کہا شفا میرے ہاتھ نہیں۔ شفا تو اللہ وحدہ لاشریک لہ دیتا ہے۔

اگر تم صرف "اللہ" کو اپنا معبود ماننے کا وعدہ کرو تو میں دعا کروں۔ وزیر نے اقرار کیا۔ اللہ نے شفا

دے دی۔ وہ دربار میں آیا تو آنکھیں روشن تھیں۔ بادشاہ نے تعجب سے پوچھا تجھے بینائی کس نے دی؟ اس نے کہا میرے مالک نے۔ کہنے لگا ہاں! میں نے۔ اس نے کہا نہیں' نہیں۔ بلکہ اللہ نے۔ جو میرا اور تیرا رب ہے۔ بادشاہ نے مار پیٹ اور تکلیفوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ گویا اللہ پر ایمان لانے کی پاداش میں بقول شاعر

جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

اپنے کلینک کا نام ''شفاخانہ'' رکھنے والوں کے لیے مقام فکر ہے کہ دنیا میں سب ''دواخانے'' ہیں۔ ''شفاخانہ'' کوئی نہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر تو فقط دوا دیتا ہے۔ ''شفا'' تو صرف اللہ دینے والا ہے۔

آج بھی اگر آپ صرف ''اللہ'' کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا ماننا شروع کر دیں تو لوگ گستاخ' بے ادب اور نہ جانے کیا کیا کچھ کہہ کر پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

بادشاہ نے پوچھا تجھے یہ تعلیم کس نے دی؟ اس نے لڑکے کا نام بتا دیا۔ بادشاہ نے بلا کر لڑکے سے کہا۔ اب تم جادو میں خوب ماہر ہو گئے ہو۔ بیماروں کو شفا دینے لگے ہو۔ لڑکے نے کہا ''غلط''۔ شفا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ بادشاہ نے نوجوان کو تکلیفیں دینی شروع کیں اور کہا کہ اپنے دین سے پھر جا۔ اس نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے سپاہیوں کو بلایا اور کہا اسے لے جاؤ۔ اگر اپنا دین نہ چھوڑے تو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دو۔ سپاہیوں نے دھکا دینا چاہا لڑکے نے دعا کی۔ سپاہی خود گر پڑے اور لڑکا سلامت رہا۔ بادشاہ نے سمندر میں غرق کرنے کا حکم دیا مگر سپاہی خود غرقاب ہو گئے اور لڑکا سلامتی سے واپس آ گیا۔ اور بادشاہ سے کہا اگر تو مجھے ہلاک ہی کرنا چاہتا ہے تو تدبیر میں بتاتا ہوں۔ تمام لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کر کے مجھے اونچی جگہ کھڑا کرو۔ اور ایک تیر ''بسم اللہ رب ھذا الغلام'' کہہ کر پھینکواؤ۔ بادشاہ نے یہی کیا' تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ یہ دیکھ کر تمام لوگوں کو اس کے دین کی سچائی معلوم ہو گئی اور چاروں طرف سے آوازیں اٹھنے لگیں۔ ''ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے'' بادشاہ گھبرا اٹھا کہ میں اس لڑکے کی تدبیر نہ سمجھ سکا۔ اس نے جان دے کر اپنا دین پھیلا دیا۔ اب اس نے خندقیں کھدوائیں' ان میں آگ جلائی اور ایمان لانے اور اس پر قائم رہنے والوں کو آگ میں پھینکوانا شروع کر دیا تفسیر کلبی اور احسن التفاسیر میں ہے کہ آخر کو وہ آگ اسی بادشاہ اور اس کے ساتھیوں پر پلٹ گئی اور وہ سب جل کر خاک ہو گئے۔ واللہ اعلم

(بحوالہ جادو اور کہانت)

جادو، ٹونہ، تعویذات اور جنات کا قرآنی علاج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِo اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُo اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَo صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَo (الفاتحہ)

الٓمّٓ o ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَo الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَo وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ، وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ o اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَo (البقرہ : ۱ . ۵)

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُo اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَo

(البقرہ: ۱۶۳ . ۱۶۴)

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ، وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا، وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُo لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰیo لَا انْفِصَامَ لَھَا، وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌo اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ، وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓءُ ھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ، ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَo (البقرہ : ۲۵۴ـ۲۵۷)

الٓمّٓ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ○ (آل عمران : ۱۔۲)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ (آل عمران : ۱۸)

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (الاعراف : ۵۴۔۵۶)

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ ○ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ فَغُلِبُوْا هُنَالِکَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ○ وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ○ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ○ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَکْرٌ مَّکَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ○ (الاعراف : ۱۱۷۔۱۲۵)

قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْکُمْ وَیُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ○ (التوبه : ۱۴)

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ○ (یونس : ۵۸)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ○ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓی اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ○ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ○ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○

(یونس : ۷۹۔۸۲)

وَقَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَمَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ○ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ مَا کَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰهَا وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف : ۶۷۔۶۸)

ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ

مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ٥ النحل ٦٩)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا٥

(بنی اسرائیل : ۸۲)

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى٥ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى٥ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى٥ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى٥ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى٥ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى٥ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ؗ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى٥ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا٥ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى٥ (طه : ۶۵۔۷۳)

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا٥ (طه : ۱۱۱)

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ٥ (الشعراء : ۸۰)

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ٥ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ٥ (الحشر : ۲۱۔۲۴)

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ٥ (: ۴۴)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ٥ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ٥ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ٥ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ٥ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا٥ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ٥ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ٥ (الانشراح)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ٥ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ٥ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ٥ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا

عَبَدْتُّمْ○ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ○ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِیَ دِيْنِ○ (الکفرون)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ○ (الفلق)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ○ مَلِكِ النَّاسِ○ اِلٰهِ النَّاسِ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ○ الَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ○ (الناس)

(بحوالہ جادو اور کہانت)

جنات کی حقیقت

جن اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، جسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ رحمٰن میں فرمایا گیا ہے۔

خلق الْجآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ

جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے۔

شیطان مردود کے بارے میں بھی فرمایا گیا ہے۔

کان من الْجِنِّ

وہ (ابلیس) جنوں کی نسل میں سے تھا۔

جنات کا مادۂ تخلیق (آگ) چونکہ ایک لطیف عنصر ہے۔ اس لیے یہ ایک غیر مرئی مخلوق ہے اور ہمیں نظر نہیں آتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے شیطان رجیم اور اس کی ذریت کے بارے میں فرمایا۔

اِنَّهٗ یَرٰکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ

(اعراف۔ ۲۷)

بے شک وہ (شیطان) اور اس کے ہم نسل (جنات) تم کو اس جگہ سے دیکھتے ہیں۔ جہاں سے تم ان کو (جنات) نہیں دیکھ سکتے۔

علاوہ ازیں جنات کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ مقام نخلہ پہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں قرآت قرآن فرما رہے تھے تو نصیبین کے جن آنحضرتؐ کے اردگرد بھڑوں کی شکل میں جمع ہو کر قرآن سنتے رہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مقتول جن کے جھگڑے کا فیصلہ فرمانے تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ گدھ کی طرح کے جانور اڑتے ہوئے آ رہے ہیں۔ پھر ان میں شور ہونے لگا۔

تفسیر ابن کثیر میں آیت الکرسی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کھجوروں کے ایک بوری تھی میں نے دیکھا کہ اس میں سے کھجوریں

روز بروز گھٹ رہی ہیں۔ ایک رات نگہبانی کے خیال سے جاگتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ایک جانور شکل جوان لڑکے کے آیا۔ میں نے پوچھا کہ تو انسان ہے کہ جن؟ اس نے کہا کہ میں جن ہوں۔ میں نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ بڑھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا تو وہ کتے جیسا ہاتھ تھا اور کتے جیسے ہی بال تھے۔ میں نے کہا تو میری کھجوریں چرانے پر کیسے قادر ہوا؟ اس نے کہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو صدقہ کرنا پسند کرتا ہے پھر ہم کیوں محروم رہیں۔ میں نے کہا تمھارے شر سے بچانے والی کون سی چیز ہے؟ اس نے کہا آیت الکرسی۔ صبح کو میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ خبیث نے یہ بات تو بالکل سچ کہی ہے۔ (ابویعلی)

حضرت ابوایوبؓ انصاری کا واقعہ بھی اسی طرح کا ہے جس کو وہ فرماتے ہیں کہ میرے خزانہ سے جنات چرا کر لے جایا کرتے تھے۔ میں نے چوری کرنے والے جن کو پکڑ لیا۔ مگر اس نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ نہیں آئے گا۔ تین مرتبہ ایسا ہوا اور میں اس سے آئندہ نہ آنے کا وعدہ لے کر چھوڑتا رہا۔ آخری مرتبہ میں نے اس سے کہا کہ اب تجھے نہ چھوڑوں گا۔ اس نے کہا تو مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایسی چیز بتاؤں گا کہ کوئی جن اور شیطان تیرے پاس آ ہی نہ سکے گا۔ میں نے کہا اچھا بتا۔ اس نے کہا وہ آیت الکرسی ہے۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہؓ کا واقعہ بھی تفسیر ابن کثیر میں اسی طرح رقم ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں ماہ رمضان کی زکوۃ (فطرانہ) کے غلہ پر رات کو پہرہ دے رہا تھا کہ شیطان آیا اور غلہ سمیٹ کر اپنی چادر میں جمع کرنے لگا۔ میں اسے پکڑتا رہا اور منت سماجت کرنے پر چھوڑتا رہا۔ تیسری مرتبہ پکڑ لینے پر اس نے کہا کہ جو شخص رات کو بستر پر لیٹ کر آیت الکرسی پڑھ لے گا۔ تو وہ اللہ کی طرف سے اس پر ایک (فرشتہ) محافظ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک کوئی شیطان (جن) اس کے قریب نہ آ سکے گا۔ (بخاری)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقات مسلمین کا نگران مقرر فرمایا۔ میں نے صدقہ کی ان کھجوروں کو ایک کمرے میں رکھ دیا۔ کھجوریں کم ہونے لگی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو کھجوریں اٹھا رہا ہے۔ تو میں اس کمرے میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ تو ایک بہت بڑی تاریکی آ کر دروازے پر چھا گئی پھر اس نے ہاتھی کی شکل اختیار کر لی۔ پھر ایک اور شکل اختیار کی پھر دروازے کی شگاف میں سے داخل ہو گئی تو میں نے بھی ہمت باندھ لی۔ اس نے کھجوریں اٹھانا شروع کر دیں تو میں نے چھلانگ لگا کر پکڑ لیا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں بوڑھا ہوں۔ عیالدار ہوں۔ فقیر ہوں اور نصیبین کے جنات میں سے ہوں۔ یہ بستی جس میں تمھارے نبی مبعوث ہوئے ہیں پہلے ہم اس میں رہا کرتے تھے۔ جب ان کو مبعوث کیا گیا تو ہمیں یہاں سے نکال دیا گیا۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ میں تمھارے پاس کبھی نہیں آؤں گا۔ میں نے اسکو چھوڑ دیا۔ صبح کو میں نے نماز پڑھنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ دوبارہ آئے گا تم تیار رہو۔ تو میں پھر اس کمرے میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ وہ پھر آ گیا اور دروازے کے شگاف سے داخل ہو کر کھجوریں کھانا شروع کر دیں۔ تو میں

نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں دوبارہ ہرگز نہیں آؤں گا۔ میں نے کہا اے دشمن خدا! تو نے کہا نہیں تھا کہ میں دوبارہ بالکل نہ آؤں گا اس نے کہا اب میں ہرگز نہ آؤں گا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص سورۂ بقرہ کے آخری حصہ (آخری تین آیات) کی تلاوت کر لے گا تو ہم جنات میں سے کوئی بھی اس رات اس گھر میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ (طبرانی)

جنات کے وجود کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی کامل اور آخری کتاب قرآن مجید میں ایک سورۃ کا نام ہی سورۂ جن رکھا ہے۔ جس میں فرمایا ہے۔

اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط

بے شک جنوں کے ایک گروہ نے اس (کتاب کو غور سے سنا۔ پس کہنے لگے کہ ہم نے قرآن کو سنا ہے جو عجیب شان والا ہے' ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ پس ہم اس پر ایمان لے آئے۔

اسی طرح سورۂ احقاف میں فرمایا۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ.

(اے نبیؐ) جب ہم نے جنوں کے گروہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا تاکہ وہ قرآن سنیں۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ کی پہاڑیوں میں گشت کر رہا تھا کہ اچانک ایک بوڑھا آدمی لاٹھی پر سہارا لیے ہوئے سامنے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کی ساری چال ڈھال جن کی سی ہے۔ بوڑھے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر کہا کہ حضرت! میں جن ہی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون سے جنات میں سے ہو؟ کہا۔ میں ابلیس کا پڑپوتا اور ہیم بن قیس کا بیٹا ہامہ ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تو تجھ میں اور ابلیس میں صرف دو ہی پشتوں کا واسطہ ہے۔ اس سے تو تیری عمر بہت بڑی معلوم ہوتی ہے۔ ہامہ نے کہا۔ جی ہاں' جس وقت قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت میں جنگل کے ریتلے ٹیلوں اور پہاڑی دروں میں سیر کرتا پھرتا تھا۔

(صاحب کشاف کے مطابق جنات کی اکثریت ابلیس کی اولاد شاصر' ناصر' وس ہس' ازدا' ابیا' اخضم' دوز وبعۃ وغیرھم سے پھیلی ہے۔ ان میں سے نجران کے چار نصیبین کے دو' نینوا یا موصل کے سردار تھے)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پھر اس جن نے بہت سے گزشتہ واقعات کا ذکر کیا۔ منجملہ ان کے ایک یہ بات بھی بیان کی کہ مجھے مریمؑ کے بیٹے مسیح علیہ السلام نے وصیت کی تھی کہ اگر تجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کا اتفاق ہو تو میرا اسلام پہنچا دینا۔ چنانچہ اب میں ان کا پیغام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا رہا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلی اعتقاد کے ساتھ ایمان لاتا ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بھائی عیسیٰؑ پر اور تجھ پر اے ہامہ سلام ہو۔ اگر کچھ حاجت ہو تو بیان کرو۔

ہامہ نے کہا کہ اے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات سکھائی عیسیٰ نے انجیل کی تعلیم دی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قرآن حکیم کی تعلیم دیجئے! چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قرآن مجید کی دس سورتیں سکھائیں۔

سورۂ جن میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کے مختلف احوال کا ذکر بھی فرمایا ہے جیسے کہ جو جن آسمانوں کی طرف پرواز کر کے آسمان دنیا کے قریب جانے اور فرشتوں کی محفلوں کے مشوروں اور گفتگو سننے کی کوشش کرتا ہے تو ایک شہاب ثاقب (ستارہ) اس کا پیچھا کرتا ہے اور اسے بھگا دیتا ہے یا جلا کر بھسم کر دیتا ہے غرض یہ کہ جنات میں بھلے برے ہر طرح کے افراد موجود ہیں۔

پیش نظر رہے کہ جنات میں اکثریت خبیث اور شریر جنوں کی ہے جو بعض دفعہ سفر میں اور بالخصوص ناپاک جگہوں میں کوئی سی شکل اختیار کر کے انسانوں کو خوف زدہ کرتے ہیں اور مختلف روپ دھار کر انسانوں پر رعب جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو ہمارے ہاں بھوت، پریت یا چڑیل کہا جاتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ رفع حاجت کے لیے بیت الخلاء میں جاتے وقت ایسے خبیث جنوں اور جنیوں سے اللہ کی پناہ مانگ لیں یعنی یوں دعا کر لیں۔

اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

لیکن اس کے برعکس جاہل انسان الٹا جنات کے نام کی دہائی دینے لگتے ہیں۔ چنانچہ دور جاہلیت میں جب کوئی شخص جنگل میں پھنس جاتا یا کسی سفر میں اسے جان کا خطرہ ہوتا تو وہ یوں کہتا۔

میں اس جنگل کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں۔

گویا ان لوگوں کے وہم اور خیال کے مطابق ہر جنگل کا الگ الگ بادشاہ ہوتا تھا اور جو شخص اس سے پناہ مانگتا وہ اس کی فریاد کو پہنچتا تھا اور یہ بادشاہ کوئی جن ہی ہوا کرتا تھا۔ جو آدمیوں کی ایسی فریاد سن کر خوشی سے پھولا نہ سماتا اور کہتا۔ میں جنوں کے علاوہ آدمیوں کا بھی سردار بن گیا ہوں۔ حالانکہ تمام جہانوں کا فریاد رس صرف اللہ تعالیٰ ہے اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ جن کی مندرجہ ذیل آیت میں کیا ہے اور اس مشرکانہ رویہ اور نظریہ کی مذمت کی ہے۔

وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ٥ (الجن۔ ٦)

اور بے شک انسانوں میں سے کچھ افراد ایسے تھے جو جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ اس طرح ان (انسانوں) نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا تھا۔

انسانوں کے اس فعل نے جنوں کی سرکشی کو اور بڑھا دیا تھا اور جن انسانوں کے سر پر سوار ہو گئے تھے۔ اس لیے حکم یہ ہے کہ ایسے تمام موقعوں پر صرف اللہ کی پناہ مانگی جائے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ.

(حم سجدہ۔ ٣٦ سورۂ اعراف۔ ٢٠٠)

اگر تمھیں شیطان پھسلانے کی کوشش کرے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

نیز صرف اللہ سے ڈرنے والوں کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا (اعراف. ۲۰۰)

بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں جب انھیں کوئی شیطانی خیال چھو بھی جاتا ہے تو چونکنے اور خبردار ہو جاتے ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے برے جن انسانوں کو تنگ اور پریشان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۂ ''ص'' میں حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ قول موجود ہے۔

اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ (ص ۴۱)

جب اس (ایوبؑ) نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے چھو کر رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔

اسی طرح سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والوں کی مثال یوں بیان فرمائی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ (البقرہ. ۲۷۵)

سود کھانے والے لوگ (قبروں سے نکل کر) یوں کھڑے ہوں گے جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چمٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔

اس طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ارشاد ہے کہ

اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ ٥ (مسلم)

جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے وگرنہ شیطان (جسم میں) داخل ہو جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ. (بخاری و مسلم)

بے شک شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑ جاتا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کسی کو چمٹ بھی سکتا ہے اور شریر جنوں کے اثرات سے انسان متاثر بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان جنات سے خوف زدہ ہو کر ان کے بارے میں برے اور مشرکانہ عقائد رکھنا شروع کر دے یا ان کی پناہ اور مدد مانگنا شروع کر دے۔ یا ایسے عاملوں کے پیچھے بھاگنا شروع کر دے جن کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے جنات کو مسخر کیا ہوا ہے اور فلاں جن میرا موکل ہے یعنی میرے قابو میں ہے۔

اپنے کاروبار کو چمکانے کے لیے یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن کریم کی سورتوں سے علاج کرتے ہیں۔ اور فلاں سورۃ کی (زکوۃ) نکال کر ہم نے جن کو مسخر کیا ہوا ہے زکوۃ نکالنے کی اصطلاح وہ

اپنے کاروبار کو صاف ستھرا ثابت کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اور اس کی صورت یہ بیان کرتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص سورۂ جن کی زکوٰۃ نکالنا چاہتا ہے تو وہ چالیس دن رات کسی جنگل ویرانے میں جا کر مقررہ تعداد میں اسے پڑھے گا اور اپنے گرد ایک گول دائرہ کھینچ لے گا یہ عمل چالیس دن رات تک جاری رکھے گا اور اس دوران میں فلاں فلاں کھانے سے پرہیز کرے گا اور فلاں کام کرنے سے بچے گا۔ جب وہ یہ عمل رات کو کر رہا ہو گا تو جن طرح طرح کی شکلیں بنا کر اسے ڈرانے آتے رہیں گے لیکن دائرے کے اندر داخل ہو کر اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ اگر اس دوران میں جنوں کو قابو کرنے کی خواہش اور کوشش کرنے والا عامل ڈر گیا تو جن اس سے انتقام لیں گے مثلاً بیمار بنا دیں گے' اپاہج کر دیں گے' پاگل بنا دیں گے' اس سے چمٹ کر طرح طرح کی اذیتیں دیں گے یا جان ہی سے مار ڈالیں گے لیکن اگر وہ عامل پوری دل جمعی سے اپنا عمل پورا کر لیتا ہے اور خوف زدہ نہیں ہوتا تو پھر وہ کامیاب رہتا ہے اور کوئی نہ کوئی جن اس کا تابع فرمان بن جاتا ہے (واللہ ہو عالم بالصواب)

جس سے وہ ضرورت پڑنے پر کوئی کام لے سکتا ہے چنانچہ بوقت ضرورت وہ ایک دفعہ سورہ جن تلاوت کر کے اس جن کو بلاتا ہے تو وہ حاضر ہو جاتا ہے اور عامل مطلوبہ دنیاوی مفاد حاصل کرتا ہے مثلاً جب کوئی جن کسی کی جسم میں داخل ہو کر اسے پریشان کر رہا ہو تو عامل کو بلایا جاتا ہے جن کو حاضر کر کے حالات معلوم کرتا ہے پھر گھر والوں سے نظرانہ وصول کر کے مریض کے علاج معالجہ کا وعدہ کرتا ہے۔

یہاں ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے کہ جنات عموماً اس بستی میں لوگوں کو پریشان کرتے ہیں جہاں کوئی نہ کوئی جن نکالنے کا دعوے دار عامل رہتا ہو جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عامل خود ہی اپنے مفاد کی خاطر لوگوں کو جن چمٹا دیتے ہیں پھر جب اسے علاج کے لیے بلایا جاتا ہے تو عامل کی اکڑفوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ پیسے بٹورنے کے ساتھ ساتھ اپنے عقیدت بھی بڑھا لیتا ہے اور بے چارے سادہ لوح لوگ نہ صرف غلط عقیدہ اپنا لیتے ہیں بلکہ مرچ مصالحہ لگا کر مزید لوگوں کو بتاتے اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

ایسے عاملوں کے پاس جانے کا ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ہر آنے والے کو آسیب زدہ قرار دے دیتے ہیں۔ اور متعلقہ شخص کو مختلف قسم کی دھونیاں دیتے ہیں اور مختلف چیزوں سے بنائی ہوئی بتیاں جلا کر عمل کرتے اور اذیت دیتے ہیں۔

بعض عامل اس کی پٹائی شروع کر دیتے ہیں بعض لوہے کے ٹکڑے گرم کر کے متاثرہ شخص کو لگاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان طریقوں سے جن بھاگ جاتے ہیں جہالت کی انتہا اس سے زیادہ اور کیا ہو گی کہ ان عملوں کے ذریعے جن تو کیا بھاگے گا بے چارہ متاثرہ شخص جسمانی طور پر مزید مفلوج ہو جاتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مرض کی تشخیص کی جاتی کہ اسے کون سی جسمانی یا نفسیاتی بیماری لاحق ہے؟ اسے مرگی یا ہسٹیریا کا مرض تو نہیں جسے آسیب یا جنات کی کارستانی بتایا جا رہا ہے (یاد رہے کہ آسیب زدہ شخص بغیر پلکیں جھپکائے مسلسل دیکھتا ہے جب کہ جسمانی و نفسیاتی مریض یا فراڈ کرنے والا شخص باوجود مشق کے ایسا نہیں کر

سکتا) اگر وہ شخص مریض ہے تو اس کا علاج کیا جائے اور اگر واقعی آسیب زدہ ہے تو دین اسلام کے بتائے ہوئے سادہ طریقے سے جنات کا اثر دور کیا جائے جس میں نہ جسمانی تکلیف ہو اور نہ ہی عمل کی کوئی پیچیدگی۔

لیکن کیا کیا جائے؟ نہ تو عامل حضرات انھیں ترک کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں کیونکہ ان کی روزی اور عقیدت اس سے وابستہ ہے۔ اور نہ ہی عوام اسے چھوڑنے پر آمادہ ہیں کیونکہ عقیدہ اور عقیدت کی گرہ میں بندھے ہوئے ہیں حالانکہ اگر ان کو شک ہے کہ کسی آدمی یا جگہ پر جادو یا جنات کا اثر ہے تو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق عمل کریں آسیب بھی بھاگ جائے گا جادو بھی ختم ہو جائے گا اور جن بھی تنگ نہیں کریں گے اس کے لیے نہ کسی عامل کو بلوانے کی ضرورت ہے نہ کسی معصوم بچے کے انگوٹھے پر سیاہی لگا کر اسے معمول بنانے کی ضرورت ہے نہ مریض کے کرتے کو سونگھنے کی حاجت کی اور نہ ہی لوٹا گھمانے کی ضرورت ہے (جیسا کہ جن نکالنے والے کرتے ہیں)

صرف پورے یقین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق چند قرآنی آیات اور مسنون کلمات پڑھ لیں اور سکون سے زندگی گزاریں مزید یہ کہ ان شعبدہ بازوں سے اپنا مال، وقت اور عزت بھی محفوظ کر لیں۔

جادو اور جنات کو دور کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا بیٹا بیمار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا شکایت ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جن آسیب وغیرہ کا اثر ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلوا کر اپنے سامنے بٹھا لیا اور اس پر مندرجہ ذیل آیات پڑھ کر دم کر دیں............ وہ اس طرح کھڑا ہو گیا گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ سورۂ فاتحہ (جو صفحہ ۴۴۴، ۴۹۸ پر تحریر ہے)
۲۔ سورۂ بقرہ آیت ۱ تا ۵ (جو صفحہ ۴۲۱، ۴۹۵ پر تحریر ہے)
۳۔ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۶۳ (جو صفحہ ۴۲۱ پر تحریر ہے)
۴۔ آیت الکرسی (جو صفحہ ۴۲۱ پر تحریر ہے)
۵۔ سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات یعنی

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا اَوْتُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہِ ط فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ٥ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ ط لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ

رُسُلِه ط وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُo لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِه وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَo

۶۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۸ (جوصفحہ ۴۲۴ پر تحریر ہے)

۷۔ سورۂ اعراف آیت ۵۴ (جوصفحہ ۴۲۴ پر تحریر ہے)

۸۔ سورۂ مومنون آیت ۱۱۶ تا ۱۱۸ یعنی

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ط فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِo وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِه فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّه ط اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَo وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَo

۹۔ سورۂ صفت آیات ۱ تا ۱۱ یعنی

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّاo فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًاo فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًاo اِنَّ اِلٰهَکُمْ لَوَاحِدٌo رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِo اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ الْکَوَاکِبِo وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍo لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍo دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌo اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌo فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ط اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍo

۱۰۔ سورۂ حشر آخری تین آیات (جوصفحہ ۴۲۴ پر تحریر ہیں)

۱۱۔ سورۂ جن آیات ۳۔۴ یعنی

وَاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًاo وَّاَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًاo

۱۲۔ سورۂ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌo اَللّٰهُ الصَّمَدُo لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْo وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌo

۱۳۔ سورۂ فلق (جوصفحہ ۴۴۴ پر تحریر ہے)

۱۴۔ سورۃ الناس (جوصفحہ ۴۲۴ پر تحریر ہے)

آسیب زدہ مریض کو روشنائی سے قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنٰی لکھ کر غسل کرانا یا پلانا جائز ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے متعدد طریق سے نقل کیا ہے کہ وہ مریض کے موافق قرآنی آیات لکھ کر دیا کرتے تھے۔

مثلاً

لا الٰہ الّا ھُو الحلیمُ العظیمِo سُبحان اللہ ربُّ العرش العظیمِo

الحمدُ للہ ربِّ العالمیںo

کانّھُم یوم یرونھا لم یلبثوٓا الّا عشیۃً اوْ ضُحٰھاo کانّھُم یوم یروْن مایُوعدُوْنَo

لم یلبثُوٓا الّا ساعۃً مّنْ نّارٍ بلاغٌ فھلْ یُھلکُ الا القومُ الفاسقُوْنo

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ''خواص القرآن'' میں لکھا ہے کہ ایک لڑکی نے رات کو اٹھ کر عام پیشاب کی جگہ سے ہٹ کر ایک نئی جگہ پہ پیشاب کیا تو اسے جن چمٹ گیا۔ بعض صلحاء نے اس پہ یہ پڑھ کر دم کیا۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

المٓصٓ۔ طٰہٰ۔ طٰسٓمٓ۔ کٓھیٰعٓصٓ۔ یٰسٓo والقرآن الحکیمo حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔ قٓ۔ نٓo

والقلم وما یسطُرُوْنo

وہ فی الفور ہوش میں آ گئی۔ پھر دوبارہ آسیب زدہ نہ ہوئی۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا بحوالہ ابن ابی حاتم یہ بیان ہے کہ ایک بیمار آدمی تھا جسے جن ستاتا تھا۔ وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا تو آپ نے سورۂ مومنون کی آخری چار آیات پڑھیں (جو پچھلے صفحات پر درج ہیں) اور اس کے کان میں پھونک ماردی۔ تو آسیب زدہ مریض اچھا ہو گیا۔

جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا پڑھا تھا؟ حضرت ابن مسعودؓ کے بتانے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے یہ آیات پڑھ کر جن کو جلا دیا۔

ابن عجیل آسیب زدہ پر یہ آیت پڑھتے۔

قُلْ آللّٰہُ اذِنَ لکُمْ امْ علی اللّٰہِ تفترُوْن۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچی کو دیکھا جس کا چہرہ سرخی مائل سیاہ ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس کو دم کر دو۔ اس کو نظر لگ گئی ہے۔''

(بخاری ومسلم)

حصن حصین میں نظر بد دور کرنے کے یہ مسنون کلمات درج ہیں۔

اللّٰھمّ اذھبْ حرّھا وبرْدھا وصبھا قُمْ باذْن اللّٰہ۔

بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ان کے بچپن میں نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لیے دم کیا کرتے تھے۔ لہٰذا ہم بھی درج ذیل مسنون کلمات سے اپنے بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے دم کر سکتے ہیں۔

اُعیذُکَ بکلمۃِ اللّٰہِ التّآمّۃِ منْ کُلِّ شیْطانٍ وّ ھآمّۃٍ وّمنْ کُلِّ عیْنٍ لّآمّۃٍ۔

جادو، جنات کا علاج ایک صاحب کمال کے تجربات

جادو کا توڑ

اس حصے میں ہم جادو کی اقسام کے بارے میں گفتگو کریں گے اور یہ واضح کریں گے کہ جادو کس طرح اثر انداز ہوتا ہے اور قرآن و سنت سے اس کا علاج کیا ہے؟ لیکن اس سے پہلے ایک تنبیہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کو اس کتاب میں جادو کے علاج سے متعلق کچھ ایسی چیزیں نظر آئیں گی جو آنحضور سے نصاً تو ثابت نہیں ہیں، لیکن ان عمومی قواعد کے تحت آ جاتی ہیں، جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ مثلاً آپ پائیں گے کہ قرآن مجید کی ایک آیت یا مختلف سورتوں کی کئی آیات کو علاج میں ذکر کیا گیا ہے، تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت آ جاتی ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ. (۷۸)

"اور ہم نے قرآن مجید کو اتارا جو کہ مومنوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔"

چند علماء کا کہنا ہے کہ اس شفاء سے مراد معنوی شفاء یعنی شک، شرک اور فسق، فجور سے شفا ہے، اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس شفاء سے مراد معنوی اور حسی دونوں ہیں، اور اس سلسلے میں سب سے اہم دلیل حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضورؐ ان کے پاس آئے تو وہ ایک عورت پر دم کر رہی تھیں، تو آپ نے فرمایا:

عالجیھا بکتاب اللّٰہ.

"یعنی اس کا علاج قرآن مجید سے کرو۔" (۷۹)

اور اگر آپ اس حدیث میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپؐ نے پوری کتاب اللہ (قرآن مجید) کو علاج قرار دیا ہے اور اس کی کسی آیت یا سورت کی تخصیص نہیں فرمائی۔ سو پورا قرآن شفا ہے، اور ہم نے خود کئی بار تجربہ کیا ہے کہ قرآن مجید نہ صرف جادو، حسد اور آسیب زدہ کا علاج ہے بلکہ اس میں جسمانی بیماریوں کا علاج بھی ہے۔

اگر کوئی شخص اعتراض کرے اور کہے کہ ہر آیت کے لیے خاص دلیل کا ہونا ضروری ہے، جس

سے یہ ثابت ہو کہ آپؐ نے فلاں مرض کا علاج' فلاں آیت کے ساتھ کیا تھا' تو اس شخص سے ہم گزارش کریں گے کہ آپؐ نے اس سلسلے میں ایک عام قاعدہ وضع کر دیا ہے جو صحیح مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے۔ اس میں آتا ہے کہ چند لوگوں نے آپؐ سے گزارش کی کہ ہم جاہلیت کے دور میں دم وغیرہ کیا کرتے تھے' تو آپؐ نے فرمایا:

اعْرِضُوا عَلَيَّ رقاكم' لا باس بالرقية مالم تكن شركا (۸۰)

''اپنے دم وغیرہ مجھ پر پیش کرو اور ہر ایسا دم درست ہے جس میں شرک نہ پایا جاتا ہو''

سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن' سنت' دعاؤں اور اذکار سے اور حتیٰ کہ جاہلیت والے دم وغیرہ سے علاج ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس میں شرک نہ پایا جاتا ہو۔ اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں اور جادو کی ہر قسم کا ذکر کر کے اس کا توڑ اور شرعی علاج بتاتے ہیں۔

سحر تفریق...... جدائی ڈالنے والے جادو

یعنی ایسا جادو جو خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈال دے یا دو دوستوں یا دو شریکوں میں بغض اور نفرت پیدا کر دے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ. (۸۱)

''پس وہ ان دونوں سے خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والا علم سیکھتے ہیں''

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

''ابلیس اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے' پھر اپنی فوجیں ادھر ادھر بھیج دیتا ہے اور ان میں سے سب سے زیادہ معزز اس کے لیے وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے' چنانچہ ایک آتا ہے اور آ کر اسے بتاتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا ہے' تو ابلیس اسے کہتا ہے: تم نے کچھ بھی نہیں کیا' پھر ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے' میں نے آج فلاں آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی' تو ابلیس اسے اپنے قریب کر لیتا ہے (اور ایک روایت کے مطابق اسے اپنے گلے سے لگا لیتا ہے) اور پھر اسے مخاطب ہو کر کہتا ہے' تم بہت اچھے ہو'' (۸۲)

(۱) سحر تفریق (جدائی ڈالنا) کی کئی شکلیں ہیں:

- ☆ ماں اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالنا۔
- ☆ باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالنا۔
- ☆ دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنا۔

- ☆ دو دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنا۔
- ☆ دو شریکوں میں جدائی ڈالنا۔
- ☆ خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا۔

اور یہ آخری شکل زیادہ منتشر اور عام ہے، اور سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

سحر تفریق کی علامت

۱۔ محبت اچانک بغض و نفرت میں تبدیل ہو جائے۔

۲۔ دونوں کے درمیان بہت زیادہ شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں۔

۳۔ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا کوئی عذر نہ مانے۔

۴۔ حقیر سے سبب اختلاف کو پہاڑ تصور کر لیا جائے۔

۵۔ بیوی خاوند کو بدشکل اور خاوند بیوی کو بدصورت تصور کرے جبکہ وہ دونوں خوبصورت ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان جسے جادوگر اپنی خدمت کے لیے استعمال کرتا ہے، وہی عورت کے چہرے پر بدشکل بن کر آ جاتا ہے جس سے وہ اپنے خاوند کو نہیں بھاتی، اور اسی طرح خاوند کے چہرے پر بھی بری اور خوفناک شکل میں بن کر آ جاتا ہے جس سے وہ اپنی بیوی کو بدصورت معلوم ہوتا ہے۔

۶۔ جس پر جادو کیا جاتا ہے، وہ اپنے ساتھی کے ہر کام کو ناپسند کرتا ہے۔

۷۔ جس پر جادو کیا جاتا ہے وہ اس جگہ کو پسند نہیں کرتا جہاں اس کا ساتھی بیٹھا ہو چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ خاوند گھر سے باہر بہت اچھی حالت میں ہوتا ہے جبکہ گھر میں داخل ہوتے ہی اسے شدید گھٹن اور تنگی محسوس ہوتی ہے۔

سحر تفریق کیسے واقع ہو جاتا ہے؟

ایک شخص جادوگر کے پاس جاتا ہے اور اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فلاں خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈال دے، تو جادوگر اس سے اس خاوند کا نام اور اس کی ماں کا نام پوچھتا ہے، اور پھر اسے اس کا کوئی کپڑا لانے کا حکم دیتا ہے، اگر وہ شخص اس کا کپڑا نہیں لا سکتا تو وہ پانی پر جادو کا عمل کر کے اسے اس کے راستے پر بہانے کا حکم دیتا ہے، چنانچہ وہ جب وہاں سے گزرتا ہے اور مسنون اذکار صبح و شام نہیں پڑھ رکھے ہوتے تو اس پر جادو ہو جاتا ہے، یا پھر وہ اس کے کھانے پینے کی چیزوں میں جادو کر دیتا ہے، جنہیں کھا پی کر اس پر جادو کا اثر ہو جاتا ہے۔

سحر تفریق کا علاج

اس کے علاج کے تین مراحل ہیں:

پہلا مرحلہ...... علاج سے پہلے

۱۔ مریض کے گھر کی فضا دینی بنائی جائے' اور اس میں موجود تصویریں باہر نکال دی جائیں تاکہ اس میں فرشتے داخل ہو سکیں۔

۲۔ مریض کے پاس جو تعویذات اور کڑے وغیرہ ہوں' انھیں نکال کر جلا دیا جائے۔

۳۔ جہاں مریض کا علاج کرنا ہو' وہاں سے گانے والی کیسٹوں کو نکال دیا جائے۔

۴۔ اور وہاں کوئی شرعی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو اسے ختم کر دیا جائے۔ مثلاً مرد کا سونا پہننا یا عورت کا بے پردہ ہونا یا ان میں سے کسی ایک کا سگریٹ نوشی کرنا وغیرہ۔

۵۔ مریض اور اس کے گھر والوں کو اسلامی عقیدے کے متعلق درس دیا جائے تاکہ غیر اللہ سے ان کا تعلق ختم ہو جائے اور اللہ سے سچی محبت پیدا ہو جائے۔

۶۔ مریض کی تشخیص مندرجہ ذیل سوالوں سے کی جائے:

☆ کیا آپ اپنی بیوی کو بدصورت منظر میں دیکھتے ہیں؟

☆ کیا آپ گھر سے باہر راحت اور گھر کے اندر تنگی محسوس کرتے ہیں؟

☆ کیا تم دونوں کے درمیان حقیر سی باتوں پر بھی اختلاف بھڑک اٹھتا ہے؟

☆ کیا تم دونوں میں سے کوئی ایک دوران جماع بددلی اور تنگی محسوس کرتا ہے؟

☆ کیا تمھیں خوفناک خواب آتے ہیں؟

اسی طرح کے دیگر سوالات بھی مریض سے کیے جا سکتے ہیں' اگر سحر تفریق کی ایک یا دو علامات مریض کے اندر پائی جاتی ہوں تو اس کا علاج شروع کر دیں۔

۷۔ آپ خود وضو کر لیں اور جو آپ کے ساتھ ہے اسے بھی وضو کروا لیں۔

۸۔ اگر مریض عورت ہو تو اس کا علاج اس وقت تک شروع نہ کریں جب تک وہ مکمل پردہ نہ کر لے اور اپنے لباس کو خوب اچھی طرح سے کس لے تاکہ دوران علاج بے پردہ نہ ہو۔

۹۔ اگر عورت کسی شرعی خلاف ورزی کا ارتکاب کیے ہو' مثلاً چہرہ ننگا ہو' یا خوشبو لگائے ہوئے ہو' یا کافر عورتوں کی مشابہت کرتے ہوئے اپنے ناخنوں پر کچھ لگائے ہوئے ہو تو ایسی حالت میں اس کا علاج نہ کریں۔

۱۰۔ عورت کا علاج' اس کے محرم کی موجودگی میں کریں۔

۱۱۔ اور محرم کے علاوہ کسی اور مرد کو جائے علاج میں نہ آنے دیں۔

۱۲۔ **لا حوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه** پڑھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے اب اس کا علاج شروع کر دیں۔

دوسرا مرحلہ...... علاج

اپنا ہاتھ مریض کے سر پر رکھ لیں اور ترتیل کے ساتھ اس کے کانوں میں ان آیات کی تلاوت کریں:

۱۔ سورۃ الفاتحہ (مکمل)
۲۔ سورۃ البقرہ کی ابتدائی پانچ آیات
۳۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۰۲ بار بار پڑھیں
۴۔ سورۃ البقرہ کی آیات ۱۶۳ تا ۱۶۴
۵۔ آیت الکرسی
۶۔ سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات
۷۔ سورۃ آل عمران کی آیات ۱۸ تا ۱۹
۸۔ سورۃ الاعراف کی آیات ۵۴ تا ۵۶
۹۔ سورۃ الاعراف کی آیت ۱۱۷ تا ۱۲۲۔۔۔ ان آیات کو بار بار پڑھیں، خاص طور پر یہ آیت وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ.
۱۰۔ سورۂ یونس کی آیات ۸۱، ۸۲ انھیں بھی بار بار پڑھیں، خاص کر اللہ کا یہ فرمان اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ
۱۱۔ سورۂ طٰہٰ کی آیت ۶۹، اسے بھی بار بار پڑھیں۔
۱۲۔ سورۃ المومنون کی آخری چار آیات
۱۳۔ سورۃ الصافات کی ابتدائی دس آیات
۱۴۔ سورۃ الاحقاف کی آیات ۲۹ تا ۳۲
۱۵۔ سورۃ الرحمٰن کی آیات ۳۳ تا ۳۶
۱۶۔ سورۃ الحشر کی آخری چار آیات
۱۷۔ سورۃ الجن کی ابتدائی ۹ آیات
۱۸۔ سورۂ اخلاص (مکمل)
۱۹۔ سورۃ الفلق (مکمل)
۲۰۔ سورۃ الناس (مکمل)

یاد رہے کہ مذکورہ آیات اور سورتوں سے پہلے **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ** اور **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** ضرور پڑھیں۔

مریض کے کانوں میں آپ جب مذکورہ آیات و سورتوں کی تلاوت اونچی آواز اور ترتیل سے کریں گے تو اس پر تین حالتوں میں سے ایک حالت طاری ہو سکتی ہے:

پہلی حالت: یا تو اسے مرگی کا دورہ پڑ جائے گا (یعنی وہ اچانک زمین پر گر کر بے ہوش ہو جائے گا، ہاتھ پیر ٹیڑھے ہو جائیں گے اور منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو جائے) اور جادوگر نے جس جن کی اس پر جادو کرنے کی ڈیوٹی لگائی تھی وہ اس مریض کی زبان سے بولنا شروع کر دے گا، اگر یہ حالت اس پر طاری ہو تو اس جن کے ساتھ بالکل اسی طرح نمٹیں جس طرح عام جن والے مریض کے ساتھ نمٹنا چاہیے۔ اور اس کا طریقہ ہم نے اپنی دوسری کتاب الوقایۃ میں ذکر کر دیا ہے، طوالت کے خوف سے ہم اسے یہاں تفصیلاً ذکر نہیں کر رہے البتہ اتنا بتا دیں کہ آپ اس جن سے درج ذیل سوالات کریں:

تمہارا نام کیا ہے؟ اور تمہارا دین کون سا ہے؟ اگر وہ غیر مسلم ہو تو اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں، اور اگر وہ مسلمان ہے تو اسے بتائیں کہ وہ جو کام کر رہا ہے، اسلام اسے درست قرار نہیں دیتا، اور جادوگر کی باتوں پر عمل کرنا شریعت کی خلاف ورزی ہے۔

اس سے جادو کی جگہ کے متعلق سوال کریں کہ اس نے کہاں جادو کر رکھا ہے؟ اگر وہ کوئی جگہ بتا دے تو فوراً کسی کو بھیج کر اسے وہاں سے نکلوا دیں۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ جن اکثر و بیشتر جھوٹ بولتے ہیں، ان میں سچ بولنے والے کم ہی ہوتے ہیں۔

اس سے پوچھیں کہ وہاں مریض پر جادو کرنے والا اکیلا ہے یا اس کے ساتھ کچھ اور جن بھی ہیں؟ اگر کوئی اور جن بھی اس کا شریک ہو تو اس جن سے مطالبہ کریں کہ وہ اپنے شریک کو بھی لے کر آئے، اگر وہ اسے لے آئے تو آپ اسے بھی سمجھائیں۔

اگر جن یہ کہے کہ فلاں آدمی جادوگر کے پاس گیا تھا اور اس نے اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس مریض پر جادو کر دے، تو اس بات کو مت تسلیم کریں کیونکہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان دشمنی پیدا کر دے، اور اس لیے بھی کہ اس کی گواہی مردود اور ناقابلِ قبول ہے کیونکہ وہ فاسق و فاجر ہے اور جادوگر کا خدمت گار ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

یا ایُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا (۸۳)

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کے متعلق تحقیق کر لیا کرو''

اگر جن جادو کی جگہ کے بارے میں بتا دے اور آپ نے وہاں سے اس چیز کو منگوا لیا ہو جس میں جادوگر نے جادو کر رکھا ہے تو اب آپ ایک برتن میں پانی لے لیں اور اسے اپنے منہ سے قریب کر کے اس پر یہ آیات پڑھیں۔

☆ سورۃ الاعراف کی آیات ۱۱۷ تا ۱۲۲

☆ سورۃ یونس کی آیات ۸۱ تا ۸۲

☆ سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۶۹

پھر اس جادو کو چاہے وہ کاغذ پر ہو یا مٹی پر ہو یا کسی اور چیز پر تو اس پانی میں پگھلا دیں اور اس کے بعد اسے لوگوں کے عام راستوں سے ہٹ کر کہیں دور انڈیل دیں اور اگر جن یہ کہے کہ مریض کو جادو پلا دیا گیا تھا تو آپ مریض سے سوال کریں کہ کیا اسے معدے میں درد محسوس ہوتا رہا ہے؟ اگر اس کا جواب ہاں میں ہو تو جان لیں کہ جن سچا ہے ورنہ یقین کر لیں کہ وہ جھوٹا ہے؟ اگر اس کی بات سچی ہو تو آپ جن سے کہیں کہ وہ اس مریض کو چھوڑ کر چلا جائے اور یہ کہ آپ اس پر کیے گئے جادو کو اللہ کے حکم سے توڑ رہیں گے، پھر آپ پانی منگوا لیں اور اس پر مذکورہ آیات کے علاوہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲ پڑھیں پھر یہ پانی مریض کو دے دیں جسے وہ چند دنوں تک پیتا رہے اور اس سے غسل کرتا رہے۔

اور اگر جن یہ کہے کہ مریض جادو کے اوپر سے گزرا تھا، یا اس کا کوئی کپڑا لے کر اس پر جادو کیا گیا ہے تو اس حالت میں بھی پانی پر مذکورہ آیات کو پڑھیں، پھر مریض کو اس سے پینے اور چند دنوں تک حمام سے باہر غسل کرنے کا حکم دیں، اس کے بعد سڑک پر اس پانی کو انڈیل دیں۔ پھر آپ جن کو مریض سے نکل جانے کا حکم دیں اور اس سے پختہ وعدہ لیں کہ وہ دوبارہ اس مریض کو نہ چھیڑے۔

ایک ہفتے کے بعد مریض دوبارہ آپ کے پاس آئے، آپ دوبارہ اس پر دم کریں۔ اگر اس کو کچھ بھی نہ ہو تو جان لیں کہ اس پر کیا گیا جادو اللہ کے فضل سے ٹوٹ چکا ہے، اور اگر مریض کو دوبارہ مرگی کا دورہ پڑ جائے تو یقین کر لیں کہ جن جس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا ہے اور ابھی تک اس نے اس مریض کی جان نہیں چھوڑی۔ تب آپ اس سے سوال کریں کہ وہ ابھی تک کیوں نہیں نکلا ہے؟ اور اس کے ساتھ نرمی سے نمٹیں، اگر وہ آپ کی بات مان لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس پر قرآن مجید زیادہ سے زیادہ پڑھیں اور اسے ماریں، یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائے اور اگر مریض پر مرگی کا دورہ تو نہیں پڑتا البتہ اسے سر درد محسوس ہوتا ہے تو اسے ایک گھنٹے کی ایک کیسٹ دیں جس میں آیت الکرسی کو بار بار پڑھا گیا ہو تا کہ وہ اسے ایک ماہ تک روزانہ تین مرتبہ اپنے کانوں سے لگا کر سنے، ایک ماہ کے بعد وہ پھر آپ کے پاس آئے، آپ اس پر پھر دم کریں، امید ہے کہ اسے شفا ہو جائے گی، ورنہ قرآن مجید کی سورتیں (الصافات، یٰسین، الدخان اور الجن) ایک کیسٹ میں ریکارڈ کر دیں، جسے مریض تین ہفتے تک روزانہ تین مرتبہ سنے، ان شاء اللہ اس طرح اسے شفا نصیب ہو گی، اگر پھر بھی اسے شفا نہ ہو تو کیسٹ سننے کی مدت میں اضافہ کر دیں۔

دوسری حالت: مریض پر دم کے دوران مرگی کا دورہ تو نہیں پڑتا البتہ وہ محسوس کرتا ہے کہ اس کو چکر آ رہے ہیں۔ جسم پر کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے اور شدید سر درد شروع ہو جاتا ہے ایسی صورت میں آپ مریض پر مذکورہ آیات والا دم تین بار کریں، اگر اسے مرگی کا دورہ شروع ہو جائے تو پہلی حالت والا علاج شروع کر دیں اور اگر ایسا نہیں ہوتا اور سر درد وغیرہ میں کمی شروع ہو جاتی ہے تو چند ایام تک اسے ایسے ہی دم کرتے رہیں، ان شاء اللہ اسے شفا نصیب ہو گی، اور اگر مریض کو افاقہ نہیں ہوتا تو:

ایک کیسٹ میں سورۃ الصافات ایک مرتبہ اور آیت الکرسی کئی مرتبہ ریکارڈ کر دیں اور مریض کو اسے روزانہ تین مرتبہ سننے کا حکم دیں۔

۲۔ مریض سے کہیں کہ وہ نماز باجماعت پڑھنے کی پابندی کرے۔

۳۔ فجر کی نماز کے بعد **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔** کو ایک ماہ تک روزانہ سو مرتبہ پڑھا کرے۔

یاد رہے کہ پہلے دس یا پندرہ دنوں میں سر درد وغیرہ میں اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن اس کے بعد آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جائے گی اور مہینے کے آخر تک کوئی تکلیف باقی نہیں رہے گی، مریض ایک ماہ بعد آپ کے پاس آئے تو اس پر پھر دم کریں، ان شاء اللہ اس کی ساری پریشانی جاتی رہے گی اور اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پورا مہینہ اس کے دردوں میں اضافہ ہوتا رہے اور اسے کچھ بھی افاقہ محسوس نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو آپ اس پر پہلی حالت میں مذکورہ آیات والا دم کئی بار کریں، یقینی طور پر اسے مرگی کا دورہ شروع ہو جائے گا اور اس کی زبان سے جن بولنے لگ جائے گا، سو آپ اس سے سوالات کر سکتے ہیں جس طرح کہ پہلی حالت میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

تیسری حالت: مریض کو دم کے دوران کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا، اگر ایسا ہو تو آپ اس سے اس کی بیماری کی علامات دوبارہ پوچھیں، اگر جادو کی بیشتر علامات اس میں موجود نہ ہوں تو یقین کر لیں کہ اس پر نہ جادو کیا گیا ہے اور نہ یہ مریض ہے، البتہ مزید تاکید کے لیے آپ اس پر تین بار دم کر لیں۔

اور اگر جادو کی بیشتر علامات اس میں موجود ہیں اور آپ نے بار بار دم بھی کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا، اور ایسا بہت کم ہوتا ہے تو آپ:

۱۔ اسے ایک کیسٹ میں (سورۂ یٰسین، الدخان اور الجن) ریکارڈ کر دیں اور روزانہ تین مرتبہ اسے سننے کا مریض کو حکم دیں۔

۲۔ مریض سے کہیں کہ وہ روزانہ سو بار استغفار کرے۔

۳۔ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** کا ورد بھی کم از کم سو مرتبہ روزانہ کرے، ایک ماہ گزرنے کے بعد آپ اس پر پھر دم کریں اور اس کے بعد وہی طریقہ اپنائیں جو پہلی دونوں حالتوں میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

تیسرا مرحلہ...... علاج کے بعد

اگر مریض کو اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے شفا دے دے تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ جس کی توفیق سے ایسا ہوا، اس کامیابی پر آپ کی عاجزی وانکساری میں اضافہ ہونا چاہیے، نہ یہ کہ آپ تکبر کا شکار ہو جائیں، فرمان الٰہی ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ.

"اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور بالضرور اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو جان لو کہ میرا عذاب سخت ہے"

شفایابی کے بعد اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ مریض پر دوبارہ جادو کر دیا جائے' کیونکہ جادو کے پیشہ ور لوگوں کو جب معلوم ہوتا ہے کہ مریض کسی معالج کے پاس علاج کروا رہا ہے تو وہ جادو گروں سے اس پر دوبارہ جادو کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں' اس لیے مریض کو چاہیے کہ وہ علاج کے متعلق کسی کو کچھ خبر نہ ہونے دے اور درج ذیل کاموں کی پابندی کرے۔

۱۔ نماز باجماعت پڑھنے کی پابندی کرے۔
۲۔ گانے اور موسیقی وغیرہ سننا چھوڑ دے۔
۳۔ ہر کام کرتے وقت ''بسم اللہ'' پڑھے۔
۴۔ نمازِ فجر کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کا ورد روزانہ سو مرتبہ کیا کرے۔
۵۔ روزانہ قرآن کی تلاوت پابندی کے ساتھ کرے' اگر نہ پڑھ سکتا ہو تو تلاوت سنتا رہے۔
۶۔ نیک لوگوں کے ساتھ اپنا اٹھنا بیٹھنا رکھے۔
۷۔ سونے سے پہلے وضو کر لیا کرے اور آیت الکرسی پڑھ کر سوئے۔
۸۔ اذکار صبح و شام کو پابندی کے ساتھ پڑھا کرے۔

سحر تفریق کے علاج کے عملی نمونے

پہلا نمونہ: ایک خاتون اپنے خاوند کو سخت ناپسند کرتی تھی اور اس سے اور اس کے گھر سے بددل ہو چکی تھی اور جب بھی اسے دیکھتی تھی اس کے سامنے آ جاتا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک بھیڑیا ہے انسان نہیں۔ اس کا خاوند اسے ایک قرآنی علاج کرنے والے شخص کے پاس لے گیا' چنانچہ اس نے جب عورت پر قرآن مجید کو پڑھا تو اس کی زبان سے جن بولنے لگا اور اس نے بتایا کہ وہ جادو گر کے ذریعے اس عورت پر مسلط ہوا ہے اور اس کا مشن یہ ہے کہ وہ اس عورت اور اس کے خاوند میں جدائی ڈال دے۔ معالج نے اسے مارا بھی' لیکن جن اس کی جان چھوڑنے پر تیار نہ ہوا' ایک ماہ تک اس کا خاوند اسے اس معالج کے پاس بار بار لے کر آتا رہا' بالآخر جن نے خاوند سے مطالبہ کیا کہ وہ اس عورت کو طلاق دے' گو ایک طلاق ہی کیوں نہ ہو۔ خاوند نے اس کا مطالبہ مان لیا اور اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی' اور ایک ہفتے بعد اس سے رجوع کر لیا' اور وہی ایک ہفتہ تھا جب عورت جن کے شر سے بچی رہی' لیکن اس کے بعد وہ پھر لوٹ آیا' تو خاوند اپنی بیوی کو لے کر میرے پاس آ گیا' میں نے اس پر قرآن مجید کو پڑھا تو اس پر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور میرے اور جن کے درمیان مندرجہ ذیل مکالمہ ہوا:

☆ تمہارا کیا نام ہے؟
جن: ''شتوان''
☆ اور تمہارا دین کیا ہے؟

جن: ''نصرانی''

☆ تم اس عورت میں کیوں آئے؟

جن: اس میں اور اس کے خاوند میں جدائی ڈالنے کے لیے

☆ میں ایک پیش کش کرتا ہوں، اگر تم نے قبول کر لی تو ٹھیک ہے، ورنہ تجھے اختیار ہے!

جن: آپ خواہ مخواہ تکلف کر رہے ہیں، میں اس عورت سے ہرگز نہیں نکلوں گا، اسکا خاوند اسے لے کر فلاں فلاں شخص کے پاس جا چکا ہے۔

☆ میں نے تم سے یہ مطالبہ ہی نہیں کیا کہ تم اس سے نکل جاؤ۔

جن: تو آپ کیا چاہتے ہیں؟

☆ میں تجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اگر تو نے قبول کر لیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا، ورنہ دین میں کوئی زبردستی نہیں، پھر میں نے اسے اسلام لانے کی پیش کش کی تو لمبے سوال و جواب کے بعد بالآخر اس نے اسلام قبول کر لیا، پھر میں نے اس سے کہا: تم نے واقعتاً اسلام قبول کر لیا ہے یا ہمیں دھوکا دے رہے ہو؟

اس نے کہا: آپ مجھے کسی کام کے لیے مجبور نہیں کر سکتے، میں تو دل سے مسلمان ہو چکا ہوں، لیکن

☆ میں نے پوچھا: کیا؟

اس نے بتایا کہ میں اپنے سامنے نصرانی جنوں کو دیکھ رہا ہوں جو مجھے قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔

☆ میں نے کہا: یہ پریشانی کی بات نہیں ہے، اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ تم دل سے مسلمان ہو چکے ہو تو ہم تمھیں طاقتور اسلحہ مہیا کریں گے، جس کی وجہ سے ان نصرانی جنوں میں سے کوئی بھی تمھارے قریب نہیں آ سکے گا۔

جن: آپ مجھے ابھی دیں۔

☆ نہیں، جب تک ہماری یہ مجلس ختم نہیں ہوتی، تب تک تمھیں وہ اسلحہ نہیں دیا جائے گا۔

جن: اس کے بعد آپ اور کیا چاہتے ہیں؟

☆ اگر تم واقعی مسلمان ہو چکے ہو تو کفر سے تمہاری توبہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوگی جب تک تم ظلم کرنا نہیں چھوڑتے اور اس عورت سے نکل نہیں جاتے۔

جن: ہاں میں مسلمان ہو چکا ہوں، لیکن جادوگر سے کس طرح میری جان چھوٹے گی۔

☆ یہ بھی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ لیکن تب جبکہ تم ہماری بات مان لو گے۔

جن: جی، میں آپ کی بات مانتا ہوں۔

☆ تو بتاؤ جادو کہاں رکھا ہے؟

جن: عورت کے گھر کے صحن میں، البتہ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ صحن میں کس جگہ پر ہے، کیونکہ اس کی حفاظت کے لیے ایک جن کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے، اگر اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں نے اس کے

متعلق بتا دیا ہے تو وہ اسے کسی اور جگہ پر منتقل کر دے گا۔

☆ کتنے سال سے تم جادوگر کے ساتھ کام کر رہے ہو؟

جن: گزشتہ دس یا بیس سال سے (یہ شک مجھے ہے) اور اس دوران میں تین عورتوں میں داخل ہو چکا ہوں، جبکہ یہ چوتھی عورت ہے، پھر اس نے پہلی تین عورتوں کے قصے بھی سنا دیے۔

☆ اب جب مجھے اس کی سچائی کا یقین ہو گیا تو میں نے اسے کہا: لو یہ اسلحہ پکڑ لو جس کا ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا۔

جن: وہ کیا ہے؟

☆ وہ اسلحہ آیت الکرسی ہے، جب بھی کوئی جن تمھارے قریب ہو اسے پڑھ لینا۔ وہ جن بھاگ جائے گا۔ کیا تمھیں آیت الکرسی یاد ہے؟

جن: جی ہاں! مجھے یاد ہو گئی ہے، کیونکہ میں اس عورت سے کئی بار سن چکا ہوں، پھر اس نے پوچھا کہ میں جادوگر سے کیسے نجات پاؤں گا۔

☆ تم اس عورت کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں چلے جاؤ جہاں تم مومن جنوں کے ساتھ رہ سکو گے۔

جن: لیکن کیا اللہ تعالیٰ مجھے ان تمام گناہوں کے باوجود قبول کر لے گا۔ میں نے اس عورت کو اور اس سے پہلے دوسری عورتوں کو بہت تنگ کیا ہے؟

☆ ہاں! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

> قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔
>
> ''کہہ دیجیے! اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے! تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش اور بڑی رحمت والا ہے''

جن یہ سن کر رونے لگا، اور کہا، میں جب چلا جاؤں تو اس عورت سے میری طرف سے گزارش کرنا کہ وہ مجھے معاف کر دے پھر وہ واپس نہ آنے کا وعدہ کر کے نکل گیا اس کے بعد میں نے پانی منگوایا، اس پر قرآنی آیات کو پڑھا اور خاوند کو یہ کہہ کر دے دیا کہ اسے گھر کے صحن میں انڈیل دینا، اس طرح اس عورت کو شفا نصیب ہوئی۔ اور کچھ مدت کے بعد خاوند نے مجھے خبر دی کہ اب اس کی بیوی ٹھیک ہے ایسا یقیناً اللہ کے فضل سے ہوا، اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔

دوسرا نمونہ: میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے بتایا:

جب سے میری شادی ہوئی ہے، میری بیوی سے میرے شدید اختلافات ہیں، وہ مجھے انتہائی ناپسند کرتی ہے، میرا ایک لفظ برداشت نہیں کرتی اور چاہتی ہے کہ مجھ سے الگ ہو جائے، میں جب تک گھر

میں نہیں رہتا وہ راحت محسوس کرتی ہے، لیکن جونہی گھر میں داخل ہوتا ہوں تو اسکا جسم گویا غضب کی آگ میں بھڑک اٹھتا ہے۔

میں نے اس کی بیوی پر دم کیا، دم کے دوران اس کے ہاتھ پاؤں سن ہو گئے، اسے گھٹن اور سردرد محسوس ہونے لگا، البتہ اس پر مرگی کا دورہ نہ پڑا، میں نے اسے چند سورتیں کیسٹوں میں ریکارڈ کر کے دے دیں اور ۴۵ دن تک انھیں روزانہ سننے کا اسے حکم دیا اور یہ کہ اس کے بعد وہ دوبارہ میرے پاس آئیں۔

اس مدت کے گزرنے کے بعد اس کا خاوند دوبارہ آیا، اور آتے ہی کہنے لگا۔ ایک عجیب وغریب واقعہ رونما ہوا ہے۔

میں نے کہا: خیر تو ہے...... کیا ہوا؟

اس نے بتایا: جب ۴۵ دن کی مدت گزر گئی اور ہم دونوں نے آپ کے پاس آنے کا پختہ ارادہ کر لیا، تو میری بیوی پر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور اس کی زبان سے جن بولنے لگا، اور اس نے بتایا کہ میں تمھیں ہر بات بتانے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ مجھے شیخ (صاحب کتاب) کے پاس نہ لے جاؤ، میں جادو کے ذریعے اس عورت میں داخل ہوا تھا اور اگر آپ کو میری بات پر یقین نہ آ رہا ہو تو یہ تکیہ لے کر آؤ، چنانچہ وہ تکیہ کھولا گیا تو اس میں چند کاغذ موجود تھے جن پر جادو کے الفاظ وحروف لکھے گئے تھے، پھر اس نے کہا: ان کاغذات کو جلا دو، اب اس پر کیا گیا جادو بے اثر ہو گیا ہے اور میں بھی اس عورت سے نکل کر جا رہا ہوں، اور دوبارہ کبھی بھی اس کے پاس نہیں آؤں گا بشرطیکہ میں اس سے نکلنے کے بعد اس عورت کے سامنے آؤں اور اس سے ہاتھ ملاؤں، خاوند نے اس کی اجازت دی، جن عورت سے نکل گیا، اور عورت نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور جن سے مصافحہ کیا۔

میں نے اس کے خاوند کو بتایا کہ تم نے جن کو مصافحہ کرنے کی اجازت دے کر غلطی کی ہے، کیونکہ ایسا کرنا حرام ہے اور رسول اکرمؐ نے غیر محرم کے ساتھ ہاتھ ملانے سے منع فرمایا ہے۔ ابھی ایک ہفتہ گزرا تھا کہ وہ عورت پھر بیمار پڑ گئی، اس کا خاوند اسے لے کر میرے پاس آ گیا، ابھی میں نے **اعوذ بالله من الشیطان الرجیم** پڑھا تھا کہ اسے مرگی کا دورہ پڑ گیا، اور جن کے ساتھ میری گفتگو کچھ یوں ہوئی:

☆ اے جھوٹے! تم کیوں دوبارہ آ گئے ہو؟

جن: میں آپ کو ہر بات بتاؤں گا بشرطیکہ آپ نے مجھے مارنا نہیں ہے۔

☆ بتاؤ۔

جن: ہاں، واقعی میں نے ان سے جھوٹ بولا تھا، اور میں نے ہی تکیے میں وہ کاغذ رکھے تھے تاکہ وہ میری بات مان لیں۔

☆ تو تم نے ان سے دھوکہ کیا ہے؟

جن: میں کیا کروں، مجھے تو اس کے جسم کے ساتھ قید کر دیا گیا ہے۔

☆ کیا تم مسلمان ہو؟

جن: جی ہاں۔

☆ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جادوگر کے ساتھ کام کرے، یہ حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کیا تمھیں جنت نہیں چاہیے؟

جن: جی ہاں، مجھے جنت چاہیے۔

☆ تب جادوگر کو چھوڑ دو، اور مومن جنوں کے ساتھ رہ کر اللہ کی عبادت کرو کیونکہ جادوگر کا راستہ دنیا میں تجھے بدبخت بنا دے گا اور آخرت میں جہنم میں لے جائے گا۔

جن: لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے، وہ تو مجھ پر قابو پائے ہوئے ہے؟

☆ اس نے تم پر اس لیے قابو پایا ہوا ہے کہ تم گناہ کرتے ہو، اور اگر تم بچی توبہ کر لو تو وہ کبھی تم پر قابو یافتہ نہیں ہوسکتا، فرمان الٰہی ہے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا '' اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر غلبہ ہرگز نہ دے گا''

جن: میں توبہ کرتا ہوں اور اس عورت کو چھوڑ دینے کا پختہ عہد کرتا ہوں، اور دوبارہ اس کے پاس کبھی نہیں آؤں گا۔

اس طرح اس عورت کو اللہ تعالیٰ نے شفا دی، اس پر میں اللہ کا شکر گزار ہوں، کچھ عرصے بعد اس کا خاوند میرے پاس آیا اور اس نے خوشخبری دی کہ اب اس کی بیوی خیریت سے ہے۔

تیسرا نمونہ: ایک عورت کا خاوند میرے پاس آیا اور کہنے لگا: وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے اور میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، اور یہ ناپسندیدگی بغیر اسباب کے اچانک آ گئی ہے، جبکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، میں نے اس کے خاوند کے سامنے اس پر قرآن مجید کو پڑھا تو اس پر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور اس میں جو جن تھا اس کے ساتھ میری یہ گفتگو ہوئی:

☆ کیا تم مسلمان ہو؟

جن: جی ہاں، میں مسلمان ہوں۔

☆ اس عورت میں تم کیوں داخل ہوئے؟

جن: میں جادو کے راستے اس میں داخل ہوا تھا جو کہ فلاں عورت نے اس پر کیا تھا اور اسے اس نے خوشبو کی شیشی میں بند کر دیا تھا، اس میں داخل ہونے کے لیے مجھے ایک عرصے تک اس کا پیچھا کرنا پڑا، ایک دن ایک چور اس کے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تھا تو یہ گھبرا گئی تھی، اور یہی وہ وقت تھا جب میں اس میں داخل ہو گیا۔

اور یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ جادوگر جب کسی پر جادو کرنا چاہتا ہے تو ایک جن اس کی طرف روانہ کرتا ہے اور یہ جن فوراً اس میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے وہ مناسب مواقع کو تلاش کرتا ہے، او اس کے مناسب مواقع درج ذیل ہیں۔

۱۔ شدید خوف ۲۔ شدید غصہ

۳۔ شدید غفلت ۴۔ شہوت میں مشغول ہونا

چنانچہ جس شخص پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے، وہ ان چار حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے، شیطان (جن) کو اس میں داخل ہونے کا موقع مل جاتا ہے، الایہ کہ وہ وضو کی حالت میں ہو اور اللہ کا ذکر اس کی زبان سے جاری ہو تو وہ اس میں داخل نہیں ہو سکتا، اور مجھے خود کئی جنوں نے بتایا ہے کہ جس لمحے میں جن انسان میں داخل ہوتا ہے، اگر وہ اسی لمحے میں اللہ کا ذکر کرتا ہے تو جن جل کر راکھ ہو جاتا ہے، اسی لیے انسان میں داخل ہونے کا لمحہ اس کے لیے زندگی کا مشکل ترین لمحہ ہوتا ہے۔

جن نے کہا: اور یہ عورت تو بھولی بھالی اور بہت اچھی ہے۔

میں نے کہا: تب تمہیں اس سے نکل جانا چاہیے اور پھر دوبارہ اس کی طرف نہیں آنا چاہیے۔

جن: اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا خاوند اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے دے۔

میں نے کہا: تمہاری شرط قبول نہیں، اور اگر تم نے نکلنا ہے تو ٹھیک ورنہ ہم تمہیں ماریں گے۔

جن: میں نکل جاؤں گا۔

پھر وہ جن نکل گیا جس پر میں اللہ کا شکر گزار ہوں۔ اس کے بعد میں نے اس کے خاوند سے کہا کہ یہ جو جن نے بتایا ہے کہ فلاں عورت نے اس کی بیوی پر جادو کیا ہے، غلط ہے، کیونکہ جنوں کا مقصد محض اتنا ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان نفرت پیدا کر دیں، لہٰذا اس کی بات کی تصدیق نہ کریں۔

چوتھا نمونہ: ایک شخص اپنی بیوی کو لے کر میرے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ اس کی بیوی اسے انتہائی ناپسند کرتی ہے اور جب وہ گھر میں موجود نہیں ہوتا، اسے راحت محسوس ہوتی ہے۔ سو میں نے اس کی بیوی سے بیماری کی علامات پوچھیں تو مجھے معلوم ہوا کہ اس پر سحر تفریق کیا گیا ہے، اس نے قرآنی آیات سنیں تو اس کی زبان سے جن گویا ہوا، اور میرے اور اس کے درمیان درج ذیل مکالمہ ہوا:

☆ تمہارا نام کیا ہے؟

جن: میں اپنا نام ہرگز نہیں بتاؤں گا۔

☆ آپ کا دین کیا ہے؟

جن: اسلام

☆ تو کیا کسی مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ مسلمان عورت کو پریشان کرے؟

جن: میں تو اس سے محبت کرتا ہوں، اسے پریشان نہیں کرتا؟ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا خاوند اس سے دور ہو جائے۔

☆ تم ان دونوں میں جدائی ڈالنا چاہتے ہو؟

جن: جی ہاں

☆ یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے اس لیے اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس سے نکل جاؤ۔

جن: نہیں نہیں، میں اس سے محبت کرتا ہوں!

☆ وہ تم سے نفرت کرتی ہے۔

جن: نہیں، وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے۔

☆ تم جھوٹے ہو، وہ تمھیں ناپسند کرتی ہے اور اسی لیے یہاں آئی ہے کہ تمھیں اپنے جسم سے نکال سکے۔

جن: میں ہرگز نہیں نکلوں گا۔

☆ تب میں تمھیں قرآن کے ذریعے جلا کر راکھ کر دوں گا۔

پھر میں نے اس پر قرآن مجید کو پڑھا تو وہ چیخنے لگا، میں نے پوچھا: کیا تم نکلنے کے لیے تیار ہو؟

جن: ہاں، میں نکل جاؤں گا، لیکن ایک شرط ہے۔

☆ یہ شرط قبول ہے اس سے نکلو اور اگر تمھارے اندر طاقت ہے تو مجھ میں داخل ہو کے دکھاؤ۔

پھر کچھ دیر بعد جن رونے لگا، میں نے اس سے پوچھا: تم کیوں رو رہے ہو؟

جن: کوئی جن آج تمھارے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔

☆ وہ کیوں؟

جن: اس لیے کہ آپ نے آج صبح **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** کو سو بار پڑھا تھا۔

☆ رسول اللہؐ نے سچ فرمایا ہے کہ

> ''جو شخص سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھتا ہے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے لیے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور سو گناہ اس سے مٹا دیے جاتے ہیں اور شام سونے تک یہ کلمات اسے شیطان سے بچائے رکھیں گے۔'' (۸۴)

اس کے بعد جن اس عورت سے نکل گیا اور اس بات کا پختہ وعدہ کر کے گیا کہ وہ واپس نہیں آئے گا۔

(۲) سحر محبت

ارشاد نبویؐ ہے: **انّ الرقی والتمائم والتوالة شرک** (۸۵)

''بے شک دم، تعویذات اور خاوند کے دل میں بیوی کی محبت ڈالنے والی چیز شرک ہے۔''

التولة کا جو معنی یہاں کیا گیا ہے، حافظ ابن اثیر نے اس کو النھایة میں ذکر کیا ہے، اور رسول اکرمؐ نے اسے اس لیے شرک قرار دیا ہے کہ لوگوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ از خود موثر ہوتا ہے اور اللہ کی مرضی کے برخلاف کام کرتا ہے۔

یہاں ایک تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ حدیث مذکور میں جس دم کو شرک کہا گیا ہے اس سے وہ دم

مقصود ہے جس میں جنات و شیاطین سے مدد طلب کی جائے اور رہا قرآنی دم اور وہ جو مسنون ادعیہ اور اذکار پر مشتمل ہوتا ہے تو یہ بالا جماع جائز ہے، رسول اکرمؐ فرمان ہے: **لا باس بالرقی مالم تکن شرکا** (٨٦) ''ہر ایسا دم جائز ہے جس میں شرک نہ ہو''

سحر محبت کی علامات

۱۔ حد سے زیادہ محبت

۲۔ کثرت جماع کی شدید خواہش

۳۔ بیوی کے بغیر بے صبری کا مظاہرہ کرنا

۴۔ اسے دیکھنے کے لیے شدید اشتیاق رکھنا

۵۔ بیوی کی اندھی فرمانبرداری کرنا

سحر محبت کیسے ہوتا ہے؟

میاں بیوی کے درمیان اکثر و بیشتر اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن بہت جلدی ختم بھی ہو جاتے ہیں اور زندگی فطری انداز کے مطابق رواں دواں رہتی ہے..... مگر کچھ عورتیں بے صبری کا مظاہرہ کرتی ہیں اور بہت جلدی جادوگروں کا رخ کر لیتی ہیں اور ان سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ ان کے خاوندوں پر جادو کر دیں تاکہ وہ ان سے محبت کریں، اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دین سے ناواقفیت اور ان کی کم عقلی کی دلیل ہے۔

چنانچہ جادوگر عورتوں کے اس مطالبے پر خاوند کا وہ کپڑا منگواتا ہے جس سے اس کے پسینے کی بو آ رہی ہو، پھر وہ اس کے کچھ دھاگے نکال کر اس پر دم کرتا ہے اور پھر اسے گرہ لگا دیتا ہے، اس کے بعد عورت کو حکم دیتا ہے کہ وہ اسے ایک غیر آباد جگہ پر پھینک دے یا پھر وہ کسی کھانے پینے کی چیز پر دم کرتا ہے جس میں نجاست یا خون حیض کی ملاوٹ ہوتی ہے، پھر اسے حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کے کھانے پینے کی چیزوں میں اسے ملا دے۔

سحر محبت کے الٹے اثرات

۱۔ کبھی خاوند اس جادو کی وجہ سے بیمار پڑ جاتا ہے، اور میں ایک ایسے بندے کو جانتا ہوں جو تین سال تک اسی وجہ سے بیمار پڑا رہا۔

۲۔ اس کا ایک منفی اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ خاوند خود اپنی بیوی سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔

۳۔ ایک اور الٹا اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ بیوی دوہرا جادو کر دیتی ہے، جس کی وجہ سے اس کا خاوند خود اپنی ماں، بہن اور دوسری رشتہ دار عورتوں سے بھی نفرت کرنے لگتا ہے۔

۴۔ دوہرے جادو کا ایک منفی اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ خاوند دنیا بھر کی تمام عورتوں سے حتیٰ کہ اپنی بیوی سے بھی شدید نفرت کرنا شروع کر دیتا ہے، اور میں ایک ایسے شخص کو بھی جانتا ہوں جس نے اس

جادو کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دے دی' پھر وہی بیوی بھاگم بھاگ جادوگر کے پاس پہنچی تا کہ اس سے سحر محبت کو توڑنے کا مطالبہ کرے لیکن اسے یہ جان کر شدید حیرت ہوئی کہ وہ جادوگر مر چکا ہے۔ (جو اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودتا ہے خود اس میں گر جاتا ہے)

سحر محبت کے اسباب

۱۔ خاوند بیوی میں اختلافات کا پھوٹ پڑنا

۲۔ خاوند اگر مالدار ہو تو اس کے مال میں لالچ کرنا

۳۔ بیوی کا یہ احساس کہ اس کا خاوند عنقریب دوسری شادی کر لے گا' گو شرعاً دوسری شادی کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اس دور کی عورت خاص کر وہ عورتیں جو ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈے سے متاثر ہیں' یہ گمان کرتی ہے کہ اس کا خاوند اگر دوسری شادی کر لیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے اس سے محبت نہیں ہے۔

عورت کی یہ سوچ انتہائی سنگین غلطی ہے کیونکہ خاوند باوجودیکہ اپنی پہلی بیوی سے محبت کرتا ہے اسے دیگر کئی اسباب دوسری' تیسری اور چوتھی شادی کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ مثلاً کثرت اولاد کی رغبت یا حالت حیض ونفاس میں قوت جماع پر کنٹرول نہ کر پاتا' یا خاندانی تعلقات کو مضبوط کرنے کی خواہش رکھنا وغیرہ۔

جائز سحر محبت

عورت جائز طریقے سے اپنے خاوند پر جادو کر سکتی ہے اور وہ یہ ہے:

خاوند کی خاطر ہر وقت خوبصورت بن کے رہنا' اچھی خوشبو لگانا' خاوند سامنے آئے تو مسکراہٹ اور اچھے الفاظ سے اس کا استقبال کرنا' اچھے ساتھ کا ثبوت دینا' خاوند کے مال کی حفاظت کرنا' اس کے بچوں کی خوب دیکھ بھال کرنا' خاوند جب تک اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے' اس کی فرمانبرداری کرتے رہنا۔

لیکن اگر ہم اپنے معاشرے پر نظر دوڑائیں تو ہمیں عجیب تضاد سا محسوس ہوتا ہے' عورت کو جب کسی محفل میں شرکت کرنا ہوتی ہے' یا اپنی کسی سہیلی سے ملنے جانا ہوتا ہے تو خوب میک اپ کر کے خوشبو لگا کر اپنے سارے زیورات پہن کر گھر سے گویا دلھن بن کر نکلتی ہے اور جیسے ہی گھر میں واپس لوٹتی ہے تو اپنا میک اپ صاف کر دیتی ہے' زیورات اتار دیتی ہے اور پرانے کپڑے زیب تن کر لیتی ہے اور خاوند جس نے اس کے لیے یہ سب کچھ خریدا ہوتا ہے' وہ اس سے لطف اندوز ہونے سے محروم رہتا ہے اور ہمیشہ اپنی بیوی کو پرانے کپڑوں میں دیکھتا ہے جبکہ اس سے پیاز اور لہسن کی بدبو پھوٹ رہی ہوتی ہے۔

اور اگر عورت میں کچھ عقل ہوتی تو ایسا نہ کرتی بلکہ اپنے خاوند کو زیب و زینت کا زیادہ حقدار تصور کرتی' سوائے میری مسلمان بہنو! تمہارا خاوند جب کام کے لیے گھر سے باہر چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں گھر کے سارے کام کاج ختم کر لیا کرو' پھر غسل کر کے خاوند کی رضا کی خاطر جس سے یقیناً اللہ

بھی راضی ہوگا خوب زیب و زینت اختیار کرو، چنانچہ وہ جب گھر میں واپس آئے تو اسے اپنے سامنے خوبصورت بیوی، تیار شدہ کھانا، صاف ستھرا گھر نظر آئے تاکہ تمھارے ساتھ اس کی محبت میں مزید اضافہ ہو اور تمھارے علاوہ کسی اور پر اس کی نظر نہ پڑے، اور اللہ کی قسم یہ جائز جادو ہے جو ہر بیوی اپنے خاوند پر کر سکتی ہے۔

سحر محبت کا علاج

۱۔ مریض پر قرآنی دم کریں جس کا ذکر ہم نے ''سحر تفریق'' میں کر دیا ہے، البتہ اس میں سورۃ البقرہ کی آیت ۱۰۲ کی بجائے سورۃ التغابن کی آیات ۱۴ تا ۱۶ کی تلاوت کریں۔

۲۔ جس پر ''سحر محبت'' کیا گیا ہوتا ہے، دم کے دوران اس پر عموماً مرگی کا دورہ نہیں پڑتا، البتہ اس کے ہاتھ پاؤں سن ہو جاتے ہیں یا سر درد یا سینے کا درد یا معدے کا درد شروع ہو جاتا ہے، خاص کر اس وقت جب اس کو جادو پلایا گیا ہو، اسے شدید معدے کا درد اٹھ سکتا ہے اور قے بھی آ سکتی ہے۔ سو اگر اسے معدے کا درد شروع ہو جائے اور وہ قے کرنا چاہتا ہو تو درج ذیل آیات پڑھ کر پانی پر دم کریں۔

۱۔ سورۂ یونس کی آیات ۸۱ تا ۸۲
۲۔ سورۃ الاعراف کی آیات ۱۱۷ تا ۱۲۲
۳۔ سورۂ طہٰ کی آیت ۶۹
۴۔ آیت الکرسی

پھر وہ پانی مریض کو پینے کے لیے دے دیں، اس کے بعد اگر اسے زرد یا سرخ یا سیاہ رنگ کی الٹی آ جائے تو سمجھ لیں اس کا جادو ٹوٹ گیا ہے ورنہ تین ہفتے تک اسے یہ پانی پینے کی تلقین کریں یا اس وقت تک جب اس کا جادو ٹوٹ نہ جائے۔

اور خاوند کا علاج کرتے وقت یہ بات یاد رہے کہ اسکی بیوی کو اس کا علم نہ ہو کیونکہ اگر اسے علم ہو جاتا ہے تو وہ دوبارہ اس پر جادو کر سکتی ہے۔

سحر محبت کے علاج کا ایک عملی نمونہ

ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے اپنی صورت حال کچھ اس انداز سے بیان کی:

''میں اپنی بیوی کے ساتھ معمول کے مطابق زندگی بسر کر رہا تھا، لیکن چند ماہ سے عجیب و غریب صورت حال سے دوچار ہوں، اور وہ اس طرح کہ میں لحہ بھر کے لیے بھی اپنی بیوی سے صبر نہیں کر سکتا، حتیٰ کہ اپنے کام پر جاتا ہوں تو وہاں بھی اسی کے متعلق سوچتا رہتا ہوں، گھر میں واپس آتا ہوں تو سب سے پہلے اپنی بیوی کو دیکھتا ہوں، او جب مہمانوں کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہوں تو بار بار اٹھ کر بیوی کو دیکھنے چلا جاتا ہوں، غیر معمولی طور پر مجھے اس پر غیرت آتی ہے، وہ کچن میں جاتی ہے تو میں اس کے پیچھے ہوتا ہوں، سونے

کے کمرے میں جاتی ہے تو میں بھی اس کے ساتھ سونے کے کمرے میں چلا جاتا ہوں' گھر کی صفائی کے لیے جاتی ہے تو تب بھی میں اس کے پیچھے پیچھے ہوتا ہوں' اور یوں لگتا ہے جیسے میری نکیل اس کے ہاتھ میں ہے وہ جب بھی کوئی مطالبہ کرتی ہے تو اسے فوراً پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔''

اس شخص کی صورت حال کو سن کر میں نے پانی پر دم کیا اور تین ہفتے تک اسے پینے اور اس سے غسل کرنے کی اسے تلقین کی بشرطیکہ اس کی بیوی کو اس کا علم نہ ہو' وہ مدت مذکورہ کے بعد میرے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ کچھ افاقہ ہے اور مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا۔ سو میں نے اس کا دوبارہ علاج کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا جس پر میں اللہ کا شکر گزار ہوں۔

(۳) سحر تخییل (وہم میں مبتلا کرنے والا جادو)

فرمانِ الٰہی ہے:

قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی

''کہنے لگے کہ اے موسیٰ! یا تو تو پہلے ڈال یا ہم پہلے ڈالنے والے بن جائیں' جواب دیا کہ نہیں تم ہی پہلے ڈالو۔ اب موسیٰ علیہ السلام کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں''

سحر تخییل کی علامات

۱۔ منجمد چیز کو متحرک اور متحرک کو منجمد دیکھنا۔

۲۔ چھوٹے کو بڑا اور بڑے کو چھوٹا سمجھنا۔

۳۔ مختلف چیزوں کو ان کی حقیقت سے ہٹ کر دیکھنا' جیسا کہ لوگوں نے دیکھا کہ رسیاں اور لکڑیاں دوڑتے ہوئے سانپ ہیں۔

سحر تخییل کیسے ہو جاتا ہے؟

جادوگر ایک چیز کو لوگوں کے سامنے رکھتا ہے جسے وہ جانتے پہچانتے ہوتے ہیں' پھر وہ شرکیہ ورد پڑھتا ہے اور شیطانوں سے مدد طلب کرتا ہے' جس کے نتیجے میں لوگ اسی چیز کو اس کی اصل حقیقت سے ہٹ کر ایک دوسری چیز تصور کر لیتے ہیں...... مجھے ایک شخص نے بتایا ہے کہ اس نے ایک جادوگر کو لوگوں کے سامنے ایک انڈا رکھتے ہوئے دیکھا' پھر اس نے کفریہ طلسم پڑھے اور وہ یہ انڈا انتہائی تیزی کے ساتھ ان کے سامنے گھومنے لگا' اسی طرح ایک اور شخص نے بتایا کہ ایک جادوگر نے دو پتھر آمنے سامنے رکھے' پھر جادو والا طلسم پڑھا تو وہی دو پتھر دو بکروں کی طرح ایک دوسرے سے لڑنے لگ گئے۔ اسی طرح کے حیران کن

کام یقینی طور پر جادوگر لوگوں سے مال بٹورنے کے لیے ہی کرتا ہے۔

اور یوں بھی ہوتا ہے کہ جادوگر اس طرح کے جادو کو جادو کی دوسری قسموں میں شامل کر دیتا ہے' چنانچہ وہ سحر تفریق کے ساتھ اگر اس جادو کو بھی شامل کر دے تو خاوند کو اس کی خوبصورت بیوی بدصورت نظر آتی ہے' اور اگر سحر محبت میں اسے شامل کر دے تو خاوند کو اس کی بدصورت بیوی خوبصورت نظر آتی ہے۔

اور یہ بات یاد رہے کہ جادو کی یہ قسم جادو کی دوسری قسم (شعوذۃ) سے بالکل مختلف ہے جس میں جادوگر ہاتھ کی صفائی سے کام نکالتا ہے۔

سحر تخیل کا توڑ

اس جادو کا توڑ ہر ایسی دعا اور ہر ایسے ذکر سے ہوتا ہے جس سے شیطان بھاگ جاتے ہوں' مثلاً: اذان' آیت الکرسی' بسم اللہ اور دیگر مسنون اذکار بشرطیکہ ان کو وضو کی حالت میں پڑھا جائے۔

اگر یہ اذکار پڑھنے سے جادوگر کی چالیں ختم نہ ہوں تو یقین کر لیں کہ یہ وہ جادوگر ہے جو صرف ہاتھ کی صفائی سے کام لیتا ہے۔

سحر تخیل کے توڑ کا عملی نمونہ

ایک بستی میں ایک جادوگر رہائش پذیر تھا' وہ اپنی مہارت لوگوں کے سامنے یوں ثابت کرتا کہ ایک قرآن مجید لاتا' پھر سورۂ یٰسین کے صفحات کے ساتھ ایک دھاگہ باندھ دیتا پھر اس دھاگے کے دوسرے سرے کو ایک چابی سے باندھ دیتا اور چابی کو فضا میں یوں بلند کر دیتا کہ قرآن مجید دھاگے کے ساتھ لٹکا ہو نظر آتا' پھر کفریہ طلسم پڑھ کر قرآن مجید سے مخاطب ہو کر کہتا دائیں گھومو' چنانچہ قرآن مجید دائیں طرف انتہائی تیزی کے ساتھ گھومنے لگ جاتا' پھر کہتا: بائیں گھومو' تو قرآن مجید بائیں طرف بہت تیزی سے گھومنے لگ جاتا' لوگوں نے اسے یہ حرکت کرتے ہوئے کئی بار دیکھا تھا اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ چونکہ شیطان قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتا' اس لیے یہ اسی جادوگر ہی کی مہارت ہے۔

مجھے اس کے بارے میں معلوم ہوا تو میں اپنے ایک دوست کو لے کر اس کی طرف روانہ ہو گیا: اس وقت میں ایف۔ اے کا طالب علم تھا۔ میں نے ہاں پہنچتے ہی اس جادوگر کو لوگوں کے سامنے چیلنج کر دیا کہ اب وہ یہ حرکت کر کے دکھائے' چنانچہ وہ ایک قرآن مجید اور ایک دھاگہ لے کر آ گیا' اب اس نے سورۂ یٰسین کے صفحات اس دھاگے سے باندھے' پھر دوسرے سرے پر ایک چابی باندھ دی اور چابی کو فضا میں بلند کر دیا اور قرآن مجید اس دھاگے کے ساتھ لٹک گیا۔ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ وہ مجلس کی ایک جانب بیٹھ کر آیت الکرسی پڑھتا رہے اور خود میں دوسری جانب بیٹھ کر آیت الکرسی بار بار پڑھنے لگ گیا۔ لوگ یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے' ادھر جادوگر جب اپنے کفریہ طلسم پڑھ کر فارغ ہوا تو قرآن مجید سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: دائیں گھومو' تو قرآن مجید نے کوئی حرکت نہ کی' اس نے اپنے کفریہ

طلسم دوبارہ پڑھے اور قرآن مجید سے بائیں گھومنے کو کہا، لیکن پھر بھی قرآن مجید نے کوئی حرکت نہ کی۔ اس طرح وہ لوگوں کے سامنے رسوا ہو گیا اور اس کا رعب و دبدبہ خاک میں مل کر رہ گیا۔ فرمان الٰہی ہے: وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهٗ ''اور اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اس کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے''

(۴) سحر جنون

حضرت خارجہؓ بن صلت کہتے ہیں کہ ان کا چچا نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا، پھر جب واپس جانے لگا تو ایک بستی سے اس کا گزر ہوا جہاں لوگوں نے ایک پاگل کو زنجیر سے باندھ رکھا تھا، اس کے گھر والوں نے اس سے کہا: ہم نے سنا ہے کہ تمہارا نبی خیر و بھلائی لے کر آیا ہے تو کیا تم اس مجنوں کا علاج کر سکتے ہو؟ تو اس نے سورۂ فاتحہ کو پڑھا جس سے اسے شفا مل گئی۔ اس کے گھر والوں نے اسے سو بکریاں بطور انعام دیں، اس نے یہ سارا واقعہ رسول اللہؐ کو آ کر سنایا تو آپؐ نے پوچھا تم نے کچھ اور بھی پڑھا تھا؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپؐ نے فرمایا: ''تو وہ بکریاں قبول کر لو کیونکہ تم نے برحق دم کیا ہے اور لوگ تو ناجائز دم کر کے لوگوں کا مال بٹورتے ہیں''

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے تین دن تک اسے سورۂ فاتحہ پڑھ کر صبح و شام دم کیا اور ہر مرتبہ سورۂ فاتحہ کو پڑھ کر اپنی لعاب کو پھونک سے ملا لیتا تھا۔ یہ حدیث سنن ابوداؤد کتاب الطب میں موجود ہے، امام نوویؒ نے الاذکار (۸۷) میں اور شیخ البانی نے صحیح ابوداؤد (ج ۲ ص ۷۳۷) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

سحر جنون کی علامات

۱۔ پریشان خیالی، حواس باختہ اور شدید نسیان
۲۔ بے تکی باتیں کرنا۔
۳۔ ٹکٹکی باندھ کر اور ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنا
۴۔ ایک جگہ پر نہ ٹھہرنا
۵۔ کسی خاص کام کو جاری نہ رکھنا
۶۔ اپنی ظاہری شکل وصورت کا کوئی خیال نہ رکھنا
۷۔ اگر سحر جنون زیادہ ہو تو منہ اٹھا کر چلتے رہنا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔
۸۔ غیر آباد جگہوں پر سو جانا۔

سحر جنون کیسے ہو جاتا ہے؟

جادوگر کو جنون کے لیے جس جن کی ڈیوٹی لگاتا ہے وہ سب سے پہلے اس شخص میں داخل ہوتا

ہے جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے، پھر اس کے دماغ میں مورچہ بندی کر لیتا ہے اور پھر دماغ کے ان حصوں پر شدید دباؤ ڈالتا ہے جو سوچ و فکر اور یادداشت کے لیے خاص ہوتے ہیں، اس کے بعد سحر جنون کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

سحر جنون کا علاج

۱۔ جس شخص پر سحر جنون کیا گیا ہو اس پر قرآنی آیات والا وہ دم کریں جس کا ذکر میں جادو کی پہلی قسم سحر تفریق میں کر چکا ہوں۔

۲۔ اگر اس دوران مریض پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو اس سے اس طرح نمٹیں جس کا طریقہ میں پہلی قسم میں بیان کر چکا ہوں۔

۳۔ اگر اس پر مرگی کا دورہ نہیں پڑتا تو کم از کم تین بار اس پر دم کریں۔ پھر بھی دورہ نہیں پڑتا تو مندرجہ ذیل سورتیں ریکارڈ کر کے مریض کو دے دیں اور اسے ایک ماہ روزانہ دو تین مرتبہ سننے کی تلقین کریں، سورتیں یہ ہیں:

پہلی قسم میں جو دم ذکر کیا گیا ہے، اس کی آیات و سورتیں، اسی طرح البقرۃ، ہود، الحجر، الصافات، ق، الرحمن، الملک، الجن، الاعلیٰ، الزلزلہ، الہمزہ، الکافرون، الفلق، الناس، (یاد رہے کہ ان آیات و سور کی پابندی ضروری نہیں، ان میں مناسب کمی بیشی ہو سکتی ہے) اس مدت میں مندرجہ سورتوں کو سنتے وقت مریض کو شدید گھٹن کا احساس ہو سکتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دوران اسے مرگی کا دورہ پڑ جائے اور اس کی زبان سے جن بولنے لگ جائے، اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ابتدائی پندرہ دنوں میں اسے شدید تکلیف محسوس ہو، پھر آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جائے اور مہینے کے آخر تک وہ نارمل ہو جائے، اگر ایسا ہو تو آخر میں اس پر ایک بار پھر دم کریں تا کہ اگر جادو کا کوئی اثر باقی ہو تو وہ بھی ختم ہو جائے۔

۴۔ مریض اس مدت میں سکون پہنچانے والی گولیاں استعمال نہ کرے۔

۵۔ اس دوران اگر وہ بجلی کی روشنیوں میں بیٹھے گا تو یقیناً جن کو ایذا پہنچے گی اور شفا جلد نصیب ہو گی۔

۶۔ سحر جنون کے علاج کی مدت ایک ماہ بھی ہو سکتی ہے، تین ماہ بھی ہو سکتی ہے اور اس سے زیادہ بھی۔

۷۔ مدت علاج میں مریض اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرے اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچے، مثلاً گانے سننا، سگریٹ نوشی کرنا، نمازوں کی ادائیگی میں سستی کرنا، مریض اگر عورت ہے تو اس کا بے پردہ رہنا۔

۸۔ اگر مریض کو معدے کا درد محسوس ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے جادو کھلایا یا پلایا گیا ہے، اس صورت میں آپ دم والی آیات مذکورہ پانی پر پڑھیں، پھر اسے اس سے پینے کی تلقین کریں تا کہ پیٹ میں موجود جادو ٹوٹ جائے یا اسے الٹی آ جائے۔

سحر جنون کے علاج کا عملی نمونہ

میرے پاس کچھ لوگ آئے جنھوں نے اپنے ساتھ ایک نوجوان کو زنجیر میں جکڑ کر پکڑا ہوا تھا اس نے مجھے دیکھا تو دوڑ لگا دی اور پاؤں میں لگی زنجیر توڑ دی۔ اس کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں نے اسے پکڑ لیا تو میں نے اس پر قرآن مجید کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اس دوران وہ میرے منہ پر بار بار تھوکتا رہا آخر کار میں نے انھیں چند کیسٹیں دیں اور نوجوان کو انھیں سننے کی تلقین کر کے ۴۵ دن کے بعد دوبارہ آنے کا کہا۔

اس مدت کے بعد وہ خود چل کر میرے پاس آیا تو دماغی طور پر بالکل ٹھیک ہو چکا تھا اس نے آتے ہی مجھ سے معذرت کی کہ لاشعوری طور پر اس سے میرے منہ پر تھوکنے کی غلطی ہو گئی تھی میں نے اس پر دوبارہ دم کیا تو کوئی چیز ظاہر نہ ہوئی اور اس طرح وہ شفایاب ہو کر واپس چلا گیا۔ جاتے ہوئے اس نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا شفایاب ہونے پر صدقہ کرنا یا روزے رکھنا ضروری ہیں؟ میں نے اسے بتایا کہ ضروری تو نہیں، البتہ شکرانے کے طور پر اگر وہ صدقہ کرنا چاہے یا نفلی روزے رکھنا چاہے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔

دوسرا نمونہ: میرے پاس ایک ایسا نوجوان آیا جو پاگل ہو چکا تھا اور اپنے معمولات کو شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ میں نے اس پر دم کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو سحر جنون کیا گیا ہے، اور ایسے وقت میں کیا گیا ہے جب یہ شادی کرنے والا تھا۔ میں نے اسے چند کیسٹیں سننے کے لیے اور پانی پر دم کر کے اسے دیا اور ایک ماہ کے بعد دوبارہ آنے کے لیے کہا، تقریباً بیس دن کے بعد اس کا ایک رشتہ دار آیا اور اس نے مجھے خوشخبری دی کہ اب وہ نوجوان بالکل تندرست ہے اور شادی کر چکا ہے، اس پر میں نے اللہ کا شکریہ ادا کیا جس کی توفیق سے اسے شفا نصیب ہوئی۔

(۵) سحر خمول (کاہلی و سستی)

سحر خمول کی علامت

۱۔ خلوت پسندی
۲۔ خود غرضی
۳۔ مکمل خاموشی
۴۔ پریشان خیالی
۵۔ ہمیشہ سردرد
۶۔ محفلوں سے کراہت
۷۔ ہمیشہ سست رہنا

سحر خمول کیسے ہو جاتا ہے

جادوگر ایک جن کو اس شخص کی طرف بھیجتا ہے جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے، اور اس کے ذمے یہ کام لگاتا ہے کہ وہ اس کے دماغ پر مورچہ بندی کر لے اور اس کے لیے خلوت پسندی اور علیحدگی کے اسباب پیدا کرے سو وہ جن مقدور بھر اس کی کوشش کرتا ہے، اس کے بعد سحر خمول کی علامات ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

سحر خمول کا علاج

۱۔ اس پر وہ دم کریں جس کا ذکر ''سحر تفریق'' میں کیا گیا ہے۔

۲۔ اگر اس پر مرگی کا دورہ شروع ہو جائے اور جن اس کی زبان سے بولنے لگ جائے تو اس کے ساتھ اسی طرح نمٹیں جس طرح ہم نے اس کا طریقہ پہلی قسم میں بیان کر دیا ہے۔

۳۔ اگر مرگی کا دورہ نہ پڑے تو اس کے لیے تین کیسٹ مندرجہ ذیل سورتوں سے ریکارڈ کریں۔ الفاتحہ، البقرہ، آل عمران، یٰسین، اصافات، الدخان، الذاریات، الحشر، المعارج، الغاشیہ، الزلزلہ، القارعہ، الفلق، الناس، مریض ایک کیسٹ صبح کے وقت، دوسری عصر کے وقت اور تیسری سونے سے پہلے ۴۵ دن تک روزانہ سنے، یہ مدت ۶۰ دن تک بھی ہو سکتی ہے۔

۴۔ اس مدت کے خاتمے کے ساتھ ہی ان شاء اللہ مریض کو شفا نصیب ہو چکی ہو گی۔

۵۔ مریض اس دوران سکون پہنچانے والی دوائیوں سے پرہیز کرے۔

۶۔ اگر مریض معدے کا درد محسوس کرے تو دم والی آیات پانی پر پڑھیں، جسے وہ اس مدت کے دوران پیتا رہے۔

۷۔ اگر مریض ہمیشہ سر درد کی شکایت کرتا ہو تو ان آیات کو پانی پر پڑھیں، پھر وہ مریض ہر تیسرے دن اس سے غسل کرتا ہے، بشرطیکہ پانی میں اضافہ نہ کرے، اسے آگ پر گرم بھی نہ کرے اور صاف ستھری جگہ پر غسل کرے۔

(۶) سحر ہواتف (چیخ و پکار)

سحر ہواتف کی علامات

۱۔ خوفناک خواب۔

۲۔ خواب میں اسے یوں لگے جیسے کوئی پکار رہا ہو۔

۳۔ حالت بیداری میں کچھ آوازیں سنائی دیں اور کوئی شخص نظر نہ آئے۔

۴۔ کثرت وساوس

۵۔ اپنے دوست احباب کے بارے میں زیادہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہونا۔

۶۔ خواب میں اسے یوں لگے جیسے وہ ایک بلند چوٹی سے گرنے والا ہے۔

۷۔ خواب میں ایسے حیوانات نظر آئیں جو اس کے پیچھے بھاگ رہے ہوں۔

سحر ہواتف کیسے ہو جاتا ہے؟

جادوگر ایک جن کو یہ ڈیوٹی لگا کے بھیجتا ہے کہ وہ فلاں آدمی کو نیند اور حالت بیداری دونوں میں

بے توجہ بنا دے، چنانچہ وہ نیند کی حالت میں خونخوار جانوروں کی شکل میں اس کے سامنے آتا ہے، اور حالت بیداری میں اسے عجیب وغریب آوازوں میں یا ان لوگوں کی آوازوں میں پکارتا ہے جنھیں وہ جانتا پہچانتا ہے، پھر اسے ہر قریبی اور دور کے رشتہ دار کے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد سحر ہواتف کی علامات جادو کی قوت کے مطابق ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اگر زوردار طریقے سے جادو کیا گیا ہو تو اسے جنون تک پہنچا سکتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو وسوسے کی حد تک ہی رہتا ہے۔

سحر ہواتف کا علاج

۱۔ مریض پر وہ دم کریں جس کا ذکر پہلی قسم میں کر دیا گیا ہے۔

۲۔ اگر اسے مرگی کا دورہ شروع ہو جائے تو اس کے ساتھ نمٹنے کا طریقہ بھی پہلی قسم میں بیان کر دیا گیا ہے، اور اگر مرگی کا دورہ شروع نہ ہو تو اسے درج ذیل تعلیمات دیں:

۳۔ مریض کو چاہیے کہ وہ سونے سے پہلے وضو کر لے (۸۸) اور آیت الکرسی پڑھ لے۔ (۸۹)

۴۔ سونے سے پہلے معوذات کو پڑھے، پھر اسی دونوں ہتھیلیوں میں پھونک کر انھیں پورے جسم پر پھیر لے۔ (۹۰)

۵۔ صبح کے وقت سورۃ الصافات اور سوتے وقت سورۃ الدخان کی تلاوت کرے یا ان دونوں سورتوں کو کیسٹ سے سن لے۔

۶۔ ہر تیسرے دن سورۃ البقرہ کی تلاوت کرے یا اسے سن لے۔

۷۔ سونے سے پہلے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کو پڑھ لے۔

۸۔ سوتے وقت یہ دعا پڑھ لے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ، وَاخْسَیٔ شَیْطَانِیْ، وَفُکَّ رِھَانِیْ، وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی" (۹۱)

"اے اللہ! میں نے تیرے نام کے ساتھ (بستر پر) اپنی کروٹ رکھی۔ اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے شیطان کو رسوا کر دے اور (اس سے) میری گردن آزاد کر دے اور مجھے اعلیٰ مجلس میں شامل فرما"

۹۔ یہ سورتیں ایک کیسٹ میں ریکارڈ کر کے مریض کو دے دیں جسے وہ روزانہ تین بار سنا کرے: حم السجدۃ، الفتح، الجن۔ ان تعلیمات پر وہ ایک ماہ تک عمل کرے، ان شاء اللہ شفا نصیب ہو گی۔

(۷) سحر امراض

۱۔ کسی ایک عضو میں دائمی درد

۲۔ مرگی کا دورہ

۳۔ اعضاء جسم میں سے کسی ایک عضو کا بے حرکت ہو جانا

۴۔ پورے جسم کا بے حرکت ہو جانا
۵۔ حواس خمسہ میں سے کسی ایک کا بے عمل ہو جانا

یہاں ایک تنبیہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ مذکورہ علامات چند جسمانی بیماریوں کی علامات سے ملتی جلتی ہیں۔ جادو اور جسمانی بیماری میں فرق اس طرح ہو گا کہ مریض پر دم کر کے دیکھیں، اگر دوران قرات اس کے جسم میں کوئی تبدیلی رونما ہوتی ہے مثلاً سر چکرانا، سر درد، ہاتھ پاؤں کا سن ہو جانا یا کانپنا، تو یقینی طور پر اس پر جادو کا اثر ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو اسے جسمانی بیماری ہے، جس کے علاج کے لیے اسے ڈاکٹروں کے پاس لے جانا چاہیے۔

سحر امراض کیسے ہو جاتا ہے؟

یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ دماغ جسم کا حکمران ہوتا ہے، چنانچہ انسان کے حواس میں سے ہر ایک کا دماغ میں ایک مرکز ہوتا ہے جہاں سے اسے تعلیمات ملتی ہیں۔ مثال کے طور پر آپ اگر اپنی انگلی آگ کے قریب کریں تو فوری طور پر انگلی دماغ میں اپنے مرکز احساس کو سگنل دے گی، پھر یہ مرکز اسے حکم دے گا کہ فوراً آگ سے دور ہو جاؤ کیونکہ اس کا قرب خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ سو وہ انگلی اپنے حکمران کے حکم کے مطابق فوراً آگ سے دور ہو جاتی ہے اور یہ سب کچھ لمحہ بھر کے اندر مکمل ہو جاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ.

''یہ اللہ کی مخلوق ہے، سو مجھے دکھاؤ کہ اللہ کے علاوہ دوسروں نے کیا پیدا کیا ہے؟''

جادوگر نے جب کسی انسان پر ''سحر امراض'' کرنا ہوتا ہے تو جن اس کے دماغ کے اس مرکز پر مورچہ بند ہو جاتا ہے جس کی ڈیوٹی جادوگر لگاتا ہے، مثلاً کان کا مرکز احساس، یا آنکھ یا ہاتھ یا پاؤں کا مرکز احساس، اس کے بعد اس عضو کی تین حالتوں میں سے ایک حالت رونما ہو سکتی ہے:

۱۔ جن یا تو عضو اور اس کے مرکز احساس کے درمیان سگنل کا تبادلہ (اللہ کی قدرت سے) روک دیتا ہے، جس سے وہ عضو بے عمل ہو جاتا ہے اور مریض بہرہ ہو جاتا ہے۔ یا اندھا یا گونگا ہو جاتا ہے یا عضو بے حرکت ہو جاتا ہے۔
۲۔ یا پھر وہ کبھی سگنل کے تبادلے کو روک لیتا ہے (اللہ کی قدرت سے) اور کبھی چھوڑ دیتا ہے، جس سے وہ عضو کبھی بے عمل ہو جاتا ہے اور کبھی کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔
۳۔ اور یا پھر جن عضو اور اس کے مرکز احساس کے درمیان بغیر اسباب کے لگاتار اور انتہائی تیز سگنلز کا تبادلہ کرتا ہے، جس سے وہ عضو سخت بن جاتا ہے اور اگر مکمل طور پر بے کار نہیں ہو جاتا تو کم از کم بے حرکت ضرور ہو جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

وَمَاهُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ.

''اور وہ کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتے''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جادوگر اللہ کے حکم سے نقصان پہنچا سکتے ہیں' لہٰذا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ بہت سارے ڈاکٹرز پہلے اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرتے تھے' لیکن انھوں نے جب اپنی آنکھوں سے چند کیس دیکھے تو اسے تسلیم کرنے کے علاوہ ان کے لیے کوئی اور چارہ کار نہ تھا میرے پاس ایک ڈاکٹر آیا اور آتے ہی کہنے لگا ''میں ایک ایسے معاملے کی وجہ سے آیا ہوں جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا ہے''

میں نے کہا خیر تو ہے' کیا ہوا؟

اس نے کہا: میرے پاس ایک آدمی اپنے فالج زدہ بیٹے کو لے کر آیا جو حرکت کرنے کے قابل نہیں تھا' میں نے اس کا معائنہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کی پیٹھ کی ہڈیوں میں ایسی بیماری ہے جس کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں' نہ آپریشن سے نہ کسی اور طریقے سے' چند ہفتے گزرنے کے بعد وہ آدمی دوبارہ میرے پاس آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ ان کے فالج زدہ بیٹے کا کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اب وہ ٹھیک ہے' بیٹھ بھی سکتا ہے اور چل بھی لیتا ہے' میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اس کا علاج کس کے پاس کیا؟ تو اس نے بتایا کہ وحید (صاحب کتاب) کے پاس' چنانچہ میں آپ کے پاس یہ جاننے کے لیے آیا ہوں کہ آپ نے اس بچے کا علاج کس طرح سے کیا؟

میں نے اسے بتایا کہ اس پر میں نے قرآنی آیات پڑھی تھیں' اور کلونجی کے تیل پر دم کر کے دیا تھا جسے فالج زدہ اعضاء پر ملنا تھا' اس کے بعد الحمدللہ وہ شفایاب ہو گیا۔

سحر امراض کا علاج

۱۔ اس پر ''سحر تفریق'' والا دم کریں' اگر اسے مرگی کا دورہ شروع ہو جائے تو بیان کیے گئے طریقے کے مطابق اس کے جن کے ساتھ نمٹیں۔

۲۔ اگر مرگی کا دورہ شروع نہ ہو اور اس میں کچھ تبدیلیاں رونما ہوں تو اسے مندرجہ ذیل تعلیمات دیں۔

☆ ایک کیسٹ میں درج ذیل سورتیں ریکارڈ کر کے مریض کو دے دیں جسے وہ روزانہ تین بار سنے۔
الفاتحۃ' آیت الکرسی' الدخان' الجن' قصار السور' معوذات۔

☆ درج ذیل دم کلونجی کے تیل پر کریں جسے وہ صبح و شام اپنی پیشانی اور متاثرہ عضو پر ملتا رہے۔
الفاتحۃ' المعوذات (وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ)

''اور ہم قرآن میں وہ کچھ نازل فرماتے ہیں جو مومنوں کے لیے رحمت اور شفا ہے''

بِسْمِ اللّٰهِ يَرْقِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ' وَ مِنْ كُلِّ نَفْسٍ' اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ. اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ' اَذْهِبِ الْبَاسَ' وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا

شَفَائُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا.

''میں اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں اور اللہ تجھے ہر تکلیف دہ بیماری اور ہر روحِ بد یا حسد کرنے والی آنکھ کی برائی سے شفا دے گا۔ اے اللہ! تو لوگوں کا پروردگار ہے۔ تکلیف دور فرما اور شفا بخش کیونکہ تو شفا بخشنے والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دے۔''

مریض ان تعلیمات پر ساٹھ دن تک مسلسل عمل کرتا رہے' اگر مرض ختم ہو جائے تو ٹھیک ورنہ دوبارہ اس پر دم کریں اور کلونجی کے تیل پر دم کر کے دیں۔

سحر امراض کے علاج کے عملی نمونے

پہلا نمونہ: ایک خاتون کو اس کا باپ اور بھائی میرے پاس لے کر آئے' وہ خاموش تھی' بات نہیں کر سکتی تھی' بلکہ منہ بھی نہیں کھول سکتی تھی حتیٰ کہ کھانے کے لیے بھی' الا یہ کہ وہ اسکا منہ زبردستی کھول دیں اور اسے جوس اور دودھ وغیرہ پلا دیں' اس کی یہ حالت ۳۵ دن سے اسی طرح سے تھی' میں نے اس پر دم کیا تو بولنے لگ گئی۔ الحمد للہ

دوسرا نمونہ: ایک خاتون نے بتایا کہ اسے ٹانگ میں شدید درد محسوس ہوتا ہے۔ میں نے کہا: شاید اسے کوئی جسمانی بیماری ہو گی' لیکن چونکہ وہ بمشکل چل سکتی تھی' اس لیے میں نے اس پر دم کرنا شروع کیا' ابھی اس نے سورۂ فاتحہ کو ہی سنا تھا کہ اسپر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور اس کی زبان سے جن بولنے لگ گیا اور اس نے بتایا کہ وہی ہے جس نے اس کی ٹانگ پکڑ رکھی ہے' سو میں نے اسے نکل جانے کا حکم دیا' وہ نکل گیا تو عورت اپنے فطری انداز سے چلنے کے قابل ہو گئی

تیسرا نمونہ: ایک شخص میرے پاس آیا جس کا منہ دائیں طرف واضح طور پر مڑا ہوا تھا' میں نے اس پر دم کیا تو اس کی زبان پر جن بولنے لگا' اور اس نے کہا کہ اس شخص نے مجھے ایذا ن پہنچائی تھی۔ میں نے جن کو سمجھایا کہ یقیناً اس نے تمھیں نہیں دیکھا ہو گا' اور تم پر یہ بات حرام ہے کہ تم کسی مسلمان کو ایذا پہنچاؤ۔ جن نے میری بات مان لی اور اس سے نکل گیا' جس کے بعد اس کا منہ بالکل سیدھا ہو گیا۔

چوتھا نمونہ: میرے پاس ایک لڑکی کا والد آیا اور اس نے اپنی بیٹی کی حالت یوں بیان کی میری بیٹی ایک اندوہناک حادثے سے دوچار ہو گئی ہے اور دو ماہ سے بے ہوش پڑی ہے' اب سن تو لیتی ہے لیکن بول نہیں سکتی' اس کے جسم کا کوئی حصہ حرکت نہیں کرتا' اور کچھ کھا بھی نہیں سکتی۔ اور اس وقت انھا شہر کے غسمر ہسپتال میں پڑی ہے جہاں ڈاکٹروں نے اسے نیند آور گولیاں کھلا کر سلا دیا ہے اور ایک ڈاکٹر نے مجھے بتایا ہے کہ اس کے سارے ٹیسٹ بالکل درست ہیں' اور انھیں کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ البتہ انھں نے اس کے نرخرے میں ایک سوراخ کر دیا ہے تا کہ وہ سانس لے سکے' اور ناک سے ایک پائپ داخل کر دیا ہے تا کہ اسے غذا دی جا سکے اور وہ اپنی زندگی کے باقی ایام اسی حالت میں اور اسی چارپائی پر پڑی گزار دے''

میں نے اس لڑکی کا قصہ سنا‘ اور اگر شیخ سعید بن مسفر قحطانی حفظہ اللہ کی خصوصی سفارش نہ ہوتی تو میں اس کا علاج کرنے کے لیے خود چل کے اس کے پاس نہ جاتا کیونکہ یہ میری عادت نہیں۔ سو مجھے مجبورا جانا پڑا‘ ہسپتال سے خصوصی طور پر میرے لیے اجازت نامہ لیا گیا کہ میں ملاقات کے اوقات کے علاوہ دوسرے وقت میں جا کر مریضہ کا علاج کرسکوں۔ میں گیا تو واقعتہً اس کی حالت وہی تھی جو اس کے والد نے بیان کی تھی‘ انتہائی کمزور ہو چکی بھی تھی البتہ بولتی نہیں تھی۔ میں نے اس سے جادو کی کچھ علامات کے متعلق سوال کیا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور مجھے کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اسے کیا ہے۔ اس دوران مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ چنانچہ میں نے نماز میں اس کے لیے دعا کی‘ پھر واپس لوٹنے اور سورۃ الفلق کو اس پر پڑھا‘ نیز یہ دعا بھی پڑھی: "اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاس‘ اَذْھِبِ الْبَاس‘ واشف انْتَ الشَّافِیْ‘ لا شِفَاءَ اِلَّا تَسْفَاؤُکَ لَا یُغَادِرُ سَقَمًا"

وہ لڑکی اللہ کے فضل و کرم سے بولنے لگ گئی‘ اس کا باپ اور بھائی خوشی کے مارے رونے لگ گئے۔ اور اس کا باپ میرے سر کا بوسہ لینے کے لیے اٹھا‘ میں نے اسے سمجھایا کہ کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ نہ رکھو کہ وہ شفا دے سکتا ہے کیونکہ شفا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اسی نے یہ لکھ رکھا تھا کہ تمہاری بیٹی کو میرے ہاتھوں اور اس گھڑی میں شفا نصیب ہو گی‘ سو اللہ کا شکر ادا کرو!!

اس لڑکی نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگی: اب میں ہسپتال سے جانا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد ایک مدت گئی‘ پھر اس کا بھائی آیا اور اس نے خوشخبری دی کہ اب وہ لڑکی خیریت سے ہے اور وہ مجھے دعوت دینے آیا ہے‘ میں نے اسے انکار کر دیا‘ اس خدشہ کی بنا پر کہ کہیں یہ دعوت میرا معاوضہ نہ بن جائے۔

پانچواں نمونہ: ایک نوجوان مرض کی حالت میں میرے پاس آیا‘ میں نے اس پر قرآن مجید کو پڑھا تو اس کی زبان پر جن بولنے لگ گیا‘ اور اس نے بتایا کہ فلاں جادوگر نے اس نوجوان پر جادو کرنے کے لیے میری ڈیوٹی لگائی ہے اور اس پر جو جادو کیا گیا ہے وہ اس کے گھر کی دہلیز میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے اسے اس سے نکل جانے کا حکم دیا تو وہ نکل گیا‘ پھر اس کے گھر والے گھر میں گئے اور گھر کی دہلیز کو کھودا تو واقعتاً وہاں پر کچھ کاغذات ملے جن پر کچھ حروف لکھے ہوئے تھے‘ انھوں نیوہ کاغذات پانی میں بھگو دیے۔ جس سے اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ گیا۔

(۷) سحر استحاضہ

سحر استحاضہ کیسے ہو جاتا ہے؟: اس قسم کا جادو صرف عورتوں پر ہوتا ہے‘ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جادوگر ایک جن کو اس عورت پر مسلط کر دیتا ہے جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس کی یہ ڈیوٹی لگاتا ہے کہ وہ اسے استحاضہ کی بیماری میں مبتلا کر دے‘ چنانچہ جن عورت میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کی رگوں میں خون کے ساتھ ساتھ گردش کرتا ہے۔ فرمان نبویؐ ہے:

اَلشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم" (۹۲)

''شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے''

اور دورانِ گردش جب وہ رحم کی رگوں میں پہنچتا ہے تو ان میں ایڑ لگا دیتا ہے جس سے ان رگوں سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت حمنہ بنت جحشؓ نے جب استحاضہ کے متعلق رسول اللہؐ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

انما هي ركضة من ركضات الشيطان (۹۳)

''استحاضہ تو صرف شیطان کے ایڑ لگانے کی وجہ سے ہوتا ہے''

اور ایک روایت میں یوں ہے:

انما هو عرق وليس بالحيضة. (۹۴)

''یہ تو ایک رگ سے بہنے والا خون ہے، حیض نہیں ہے''

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ استحاضہ عورت کے رحم میں موجود رگوں میں سے کسی ایک رگ میں شیطان کے ایڑ لگانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

استحاضہ کیا ہوتا ہے؟ ابن اثیر کہتے ہیں: ''استحاضہ یہ ہے کہ حیض کے دنوں کے بعد بھی عورت کو خون آتا رہے'' (۹۵) عورت کو یہ خون ایک ماہ تک آ سکتا ہے اور اس کی تعداد میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

سحر استحاضہ کا علاج

پانی پر دم کریں، پھر وہ پانی مریضہ کو دے دیں جس سے وہ تین دن تک پیتی رہے اور غسل بھی کرتی رہے، ان شاء اللہ خون آنا رک جائے گا، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے کہ مستحاضہ کے لیے قرآنی آیات لکھ کر دی جا سکتی ہیں اور وہ ان سے غسل بھی کر سکتی ہے۔

سحر استحاضہ کے علاج کا عملی نمونہ

ایک خاتون میرے پاس آئی جس کو بہت زیادہ خون آ رہا تھا، میں نے اس پر دم کیا اور قرآن مجید کی کچھ کیسٹیں سننے کے لیے اسے دے دیں، چند ایام کے بعد اس کا خون بالکل رک گیا اور وہ شفایاب ہو گئی۔

(۹) شادی میں رکاوٹیں ڈالنے کا جادو...... علامات

۱۔ دائمی سر درد
۲۔ سینے میں شدید گھٹن کا احساس، خاص طور پر عصر کے بعد سے لے کر آدھی رات تک
۳۔ منگیتر کو بدصورت منظر میں دیکھنا
۴۔ بہت زیادہ پریشان خیالی
۵۔ نیند کے دوران بہت زیادہ گھبراہٹ
۶۔ کبھی کبھی معدے میں شدید درد

۷۔ پیٹھ کی نچلی ہڈیوں میں درد

یہ جادو کیسے ہو جاتا ہے؟

کوئی کینہ پرور اور سازشی انسان پلید جادوگر کے پاس جاتا ہے اور اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ فلاں آدمی کی بیٹی پر جادو کر دو تاکہ وہ شادی نہ کر سکے' جادوگر اس کا اور اس کی ماں کا نام اس سے پوچھ لیتا ہے' پھر اس کا کوئی کپڑا طلب کرتا ہے' اس کے بعد اس پر جادو کر دیتا ہے اور اس سلسلے میں ایک یا ایک سے زیادہ جنوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے' سو یہ جن اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے لیے اس عورت کا پیچھا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر اسے موقع مل جائے تو اس میں داخل ہو جاتا ہے' پھر اسے اس حد تک پریشان کرتا ہے کہ جو بھی اس کی منگنی کا پیغام لے کر اس کے پاس جاتا ہے' وہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے فوراً انکار کر دیتی ہے اور اگر اس میں داخل ہونے کا موقع نہ ملے تو باہر باہر سے جن کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر مرد کو اس عورت کے سامنے بدصورت ثابت کرے' اور خود اس عورت و مردوں کے ذہنوں میں بدصورت عورت کے طور پر ثابت کرے' چنانچہ وہ عورت ہر مرد کے ساتھ شادی کرنے سے بلاوجہ انکار دیتی ہے' اور اگر کوئی مرد اس کے ساتھ شادی کرنے کے لیے تیار بھی ہو جائے تو شیطان اس کے دل میں مسلسل وسوسے ڈالتا ہے اور اسے اس سے بدظن کر دیتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس عورت کے گھر میں جو شخص بھی اس عورت کے ساتھ شادی کرنے کی نیت سے داخل ہوتا ہے' اسے شدید گھٹن کا احساس ہوتا ہے اور اس کا گھر اسے جیل خانہ لگتا ہے' اس کے بعد وہ دوبارہ اس گھر میں داخل ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

اس جادو کا علاج

۱۔ مریضہ پر پہلی قسم میں مذکور دم والی آیات و سورہ پڑھیں' اگر اس پر مرگی کا دورہ پڑ جائے اور جن بولنے لگ جائے تو اس کے ساتھ اسی طریقے سے نمٹیں جو ''سحر تفریق'' میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۲۔ اگر اس پر مرگی کا دورہ نہ پڑے اور اس کے جسم میں کچھ تبدیلیاں رونما ہوں تو اسے مندرجہ ذیل تعلیمات دیں:

☆ وہ شرعی پردے کی پابندی کرے۔
☆ نمازیں ان کے اوقات میں ادا کرنے پر ہمیشگی کرے۔
☆ گانے اور موسیقی وغیرہ نہ سنے۔
☆ سونے سے پہلے وضو کر لے اور آیت الکرسی کی تلاوت کرے۔
☆ معوذات کی تلاوت کے بعد اپنی ہتھیلیوں میں پھونکے' پھر انھیں پورے جسم پر مل لے
☆ ایک گھنٹے کی کیسٹ میں آیت الکرسی کو بار بار ریکارڈ کریں' جسے وہ روزانہ ایک بار سنتی رہے۔
☆ ایک دوسری کیسٹ میں معوذات (اخلاص' الفلق' الناس) کو بار بار ریکارڈ کریں اور اسے بھی روزانہ ایک بار سننے کی اسے تلقین کریں۔

☆ پانی پر دم کر کے اسے دے دیں' جس سے وہ ہر تیسرے دن پیتی اور غسل کرتی رہے۔

☆ نمازِ فجر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یہ دعا پڑھا کرے:

لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِیْکَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

عورت ان تعلیمات پر مکمل ایک مہینہ عمل کرے' اس کے بعد ان شاء اللہ اسے یا تو مکمل شفا نصیب ہو جائے گی' اور جادو ٹوٹ جائے گا' یا پھر اس کی تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا' اگر ایسا ہو تو اس پر دوبارہ دم کریں' ان شاء اللہ اسے مرگی کا دورہ پڑ جائے گا اور جن آپ کے ساتھ گفتگو شروع کر دے گا' پھر آپ اس سے اس طریقے کے مطابق نمٹ سکتے ہیں جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

اس جادو کے علاج کا عملی نمونہ

ایک نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا ہمارے ہاں ایک عجیب وغریب لڑکی ہے' کوئی بھی شخص جب اس کے ساتھ شادی کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ بخوشی قبول کر لیتی ہے' لیکن رات کو سونے کے بعد جب صبح کے وقت بیدار ہوتی ہے تو اپنی رائے بدل لیتی ہے اور کوئی سبب بتائے بغیر اس سے شادی کرنے سے صاف انکار کر دیتی ہے اور ایسا کئی بار ہو چکا ہے' جس سے ہمیں اس کے متعلق شک سا ہونے لگا ہے آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

میں نے اس پر دم کیا تو اس پر مرگی کا دورہ پڑ گیا اور ایک (خاتون) جن اس کی زبان سے بولنے لگ گئی' میں نے اس سے پوچھا:

☆ تم کون ہو؟

جن خاتون: میں فلاں ہوں (اس کا نام اب مجھے یاد نہیں ہے)

☆ تم اس لڑکی میں کیوں داخل ہوئی۔

جن خاتون: کیونکہ مجھے اس سے محبت ہے۔

☆ اسے تجھ سے کوئی محبت نہیں' اور صحیح صحیح بتاؤ کہ تم کیا چاہتی ہو؟

جن خاتون: میں نہیں چاہتی کہ یہ شادی کرے۔

☆ تمہارا اب تک اس سے کیا سلوک رہا ہے؟

جن خاتون: جب بھی کوئی شخص اس سے منگنی کے لیے آتا تھا' میں اسے رات کو خواب میں دھمکیاں دیتی تھی کہ کہ اگر تو نے شادی کر لی تو تمہیں سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

☆ تمہارا دین کیا ہے؟

جن خاتون: میں مسلمان ہوں۔

☆ اگر تم مسلمان ہو تو تمہارے لیے قطعاً درست نہیں کہ تم کسی مسلمان کو اس طرح ایذا دو' فرمان نبویؐ ہے: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" (۹۶)

میری یہ گفتگو سن کر وہ جن خاتون اس لڑکی سے نکل جانے پر آمادہ ہوگئی اور واقعتاً اس سے نکل گئی اور لڑکی شفایاب ہوگئی' والحمدللہ

جادو کے متعلق چند اہم معلومات

۱۔ جادو کی علامات کا مرض کی علامات سے اشتباہ ہوسکتا ہے۔

۲۔ جس شخص پر جادو کیا گیا ہو' اگر اس کے معدے میں دائمی درد رہتا ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اسے جادو پلایا یا کھلایا گیا ہے۔

۳۔ قرآنی علاج دو شرطوں کے ساتھ فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

☆ معالج اللہ کی شریعت کا پابند ہو۔

☆ قرآنی علاج کی تاثیر پر مریض کو مکمل یقین ہو۔

۴۔ جادو کی بیشتر قسموں میں درج ذیل علامت موجود ہوتی ہے' سینے کی گھٹن خاص کر رات کے وقت۔

۵۔ جادو کی جگہ کا دو باتوں سے پتہ چل سکتا ہے۔

☆ ایک تو یہ کہ خود جن بتادے کہ اس نے فلاں جگہ پر جادو رکھا ہوا ہے' اور آپ اس کی یہ بات اس وقت تک درست تسلیم نہ کریں جب تک ایک آدمی بھجوا کر اس کی بتائی ہوئی جگہ سے جادو کی موجودگی یا عدم موجودگی کی تصدیق نہ کروالیں' کیونکہ جنوں میں جھوٹ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

☆ مریض یا معالج کسی فضیلت والے وقت میں (مثلاً رات کا آخری تیسرا حصہ) پورے اخلاص اور خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعات نفل ادا کرے اور اللہ سے دعا کرے کہ وہ جادو کی جگہ کے متعلق اسے خبردار کردے' آپ کو خواب کے ذریعے یا احساس وشعور کے ذریعے یا غالب گمان کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ جس چیز پر جادو کیا گیا ہے وہ فلاں جگہ پر پڑی ہوئی ہے' اگر ایسا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے۔

۶۔ جادو کی تمام قسموں کے علاج کے لیے آپ کلونجی کے تیل پر دم کرسکتے ہیں جسے مریض متاثرہ عضو پر صبح وشام مل سکتا ہے۔

صحیحین میں ایک حدیث موجود ہے جس کے الفاظ یوں ہیں:

الحبة السوداء شفاء من کل داء الا السلام (۹۷)

''کلونجی میں ہر بیماری کا علاج ہے سوائے موت کے''

مریضہ کو اللہ نے جائے جادو دکھا دی

میرے پاس ایک نوجوان لڑکی آئی' میں نے اس پر قرآن مجید کو پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس پر بہت طاقتور قسم کا جادو کیا گیا ہے' کیونکہ اسے نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں خیالی تصویریں اور سائے نظر

آتے تھے ... خلاصہ یہ کہ میں نے اس کے گھر والوں کو علاج بتا دیا اور گھر واپس جانے کی تلقین کی انھوں نے پوچھا: کیا ہم جائے جادو کے متعلق جان سکتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں، رات کے آخری تیسرے حصے میں جبکہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور دعائیں قبول کرتا ہے، اللہ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو جائے جادو کے متعلق خبردار کر دے، چنانچہ خود مریضہ لڑکی نے رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اللہ سے اس سلسلے میں دعا کی، پھر اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی اس کے ہاتھ کو پکڑ کر گھر کی ایک جانب لے جا رہا ہے اور اسے جائے جادو کے متعلق بتا رہا ہے، صبح ہوئی تو اس نے اپنے گھر والوں کو یہ خواب سنایا، چنانچہ وہ اسی جگہ پر گئے تو جس چیز میں جادو کیا گیا تھا وہ وہاں موجود تھی، انھوں نے اسے وہاں سے نکال دیا، اور اس طرح جادو ٹوٹ گیا اور لڑکی شفایاب ہوگئی۔ والحمد للہ رب العلمین!

(بحوالہ الصارم البتار فی التصدی للسحرۃ الاشرار)

بیوی سے قرب کی بندش کا جادو

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک تندرست مرد اپنی بیوی سے جماع نہ کر سکے اور اسکی کیفیت کچھ اس طرح سے ہوتی ہے کہ جن انسان کے دماغ میں اس جگہ پر مورچہ بندی کر لیتا ہے جہاں سے اعضاء تناسل کو شہوانی ہدایات ملتی ہیں۔ پھر جب انسان اپنی بیوی کے قریب ہو کر اس سے جماع کا ارادہ کر لیتا ہے تو جن اس دماغی مرکز کو بے عمل کر دیتا ہے جو اعضاء تناسل میں شہوانی جذبات بھڑکاتا ہے' اس سے مرد کا آلہ تناسل سکڑ جاتا ہے اور وہ اپنی بیوی سے جماع کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ جن کی یہ شیطانی حرکت اس وقت عمل میں آتی ہے جب خاوند جماع کرنے کے لیے بالکل تیار ہوتا ہے۔ عین وقت پر وہ یہ حرکت کر کے اسے جماع سے عاجز کر دیتا ہے۔

یاد رہے کہ یہ حالت جس طرح مرد کے ساتھ ہوتی ہے' اسی طرح عورت کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور اس کی پانچ شکلیں ہیں:

۱۔ عورت کی ٹانگیں غیر ارادی طور پر ایک دوسرے سے چپک جاتی ہیں اور اس کا خاوند اس سے جماع نہیں کر سکتا۔

۲۔ جن عورت کے دماغ میں مورچہ بندی کر کے اس کی شہوت کو ختم کر دیتا ہے' چنانچہ اس کا خاوند اس سے جماع کر بھی لے تو اسے قطعاً کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی اور وہ دوران جماع نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑی رہتی ہے۔

۳۔ عین اس وقت عورت کو خون آنا شروع ہو جاتا ہے جب اس کا خاوند اس سے جماع کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے' جس سے وہ جماع نہیں کر سکتا ہے۔

۴۔ مرد جب جماع کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سامنے گوشت کا ایک بہت بڑا بند آ جاتا ہے' جس سے وہ جماع کرنے کے قابل نہیں رہتا ہے۔

۵۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرد ایک کنواری عورت سے شادی کرتا ہے' لیکن وہ جب اس کے قریب جاتا ہے تو اسے یوں لگتا ہے جیسے یہ عورت کنواری نہیں ہے اور وہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتا ہے' لیکن اس کا جب علاج ہوتا ہے تو اس کا پردہ بکارت اسی طرح ٹوٹ آتا

ہے جس طرح جادو سے پہلے ہوتا ہے۔

بندش جماع کے جادو کا علاج

اس کے علاج کے کئی طریقے ہیں:

پہلا طریقہ

جادو کی پہلی قسم میں قرآنی آیات پر مشتمل جو دم ذکر کیا گیا ہے اسے مریض پر پڑھیں، اگر اس کی زبان سے جن بولنے لگ جائے تو اس سے جائے جادو پوچھ لیں، پھر وہاں سے جادو نکال کر اسے ختم کر دیں اور جن کو اس سے نکل جانے کا حکم دیں، اگر نکل جائے تو اس طرح اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے گا اور اگر دم کرنے کے باوجود جن اس کی زبان سے نہیں بولتا تو اس کے علاج کے لیے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ استعمال کریں:

دوسرا طریقہ

درج ذیل آیات پانی پر پڑھیں، جس کو مریض چند ایام پیتا رہے اور اس سے غسل کرتا رہے ان شاء اللہ جادو ٹوٹ جائے گا۔

سورۂ یونس کی آیت ۸۱، ۸۲ اور سورۃ الاعراف کی آیات ۱۱۷ تا ۱۲۲ اور سورۂ طٰہٰ کی آیت ۶۹۔

تیسرا طریقہ

بیری کے سات پتے لے لیں، انھیں دو پتھروں کے درمیان باریک پیس کر پانی سے بھرے برتن میں ڈال دیں، پھر اپنا منہ اس کے قریب کر لیں اور ان پتوں کو اوپر نیچے کرتے ہوئے ان پر آیت الکرسی اور معوذات کی تلاوت کریں۔ اس پانی کو مریض چند ایام تک پیتا اور اس سے غسل کرتا رہے بشرطیکہ اس میں دوسرے پانی کا اضافہ نہ کرے اور آگ پر گرم نہ کرے، اور اگر اسے گرم کرنے کی ضرورت ہو تو سورج کی گرمی میں کرے، اور اسے ناپاک جگہ پر نہ انڈیلے، اس طرح اس پر کیا گیا جادو ختم ہو جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ...... اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جادو پہلی مرتبہ نہانے سے ہی ٹوٹ جائے۔

چوتھا طریقہ

مریض کے کان میں دم کریں اور پھر سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۲۳ بھی اس کے کان میں کم از کم سو مرتبہ یا اس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک اس کے ہاتھ پاؤں سن نہیں ہو جاتے، اور ایسا چند ایام تک روزانہ کرتے رہیں، ان شاء اللہ جادو ٹوٹ جائے گا۔

پانچواں طریقہ

امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ جادو توڑنے کے لیے یہ طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے کہ مریض ایک

کانٹے دار درخت کے نیچے چلا جائے اور اس کے دائیں بائیں سے کچھ پتے لے کر انھیں باریک پیس لے پھر انھیں پانی میں ملا کر اس پر (معوذات اور آیت الکرسی) پڑھ لے اور اس سے غسل کرے۔ (۹۸)

چھٹا طریقہ

مریض موسم بہار میں بیاباں جنگل اور باغات کے پھول جتنے جمع کر سکتا ہے کر لے۔ پھر انھیں ایک صاف ستھرے برتن میں ڈال دے اور میٹھا پانی بھر دے۔ پھر اس پانی کو تھوڑا سا آگ پر ابال لے جب ٹھنڈا ہو جائے تو اس پر معوذات کو پڑھ لے اور اسے اپنے اوپر بہا دے' ان شاء اللہ جادو ٹوٹ جائے گا۔ (۹۹)

ساتواں طریقہ

ایک برتن میں پانی بھر لیں' پھر اس پر معوذات کے علاوہ یہ دعائیں بھی پڑھیں:

ا. اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ' اَذْھِبِ الْبَاسَ' وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ' لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا.

''اے اللہ! تو لوگوں کا پروردگار ہے' تکلیف دور فرما اور شفا بخش کیونکہ تو شفا بخشنے والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دے''

ب. بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ' وَاللّٰہُ یَشْفِیْکَ عَنْ کُلِّ دَاءٍ یُّؤْذِیْکَ' وَمِنْ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنِ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ.

''میں اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں اور اللہ تجھے ہر تکلیف دہ بیماری اور ہر روح بد یا حسد کرنے والی آنکھ کی برائی سے شفا دے گا''

ج. اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

''میں اللہ تعالیٰ کے (ہر خوبی سے) مکمل کلمات کی برکت سے اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی شر سے اس کی پناہ مانگتا ہوں''

د. بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

''اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ہوتے ہوئے آسمان و زمین کی کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے اور جاننے والا ہے''

مریض اس پانی کو چند ایام تک پیتا اور اس سے غسل کرتا رہے' ان شاء اللہ جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

آٹھواں طریقہ

ایک صاف ستھرے برتن میں پاکیزہ روشنائی کے ساتھ سورۂ یونس کی آیات ۸۱، ۸۲ تحریر کریں، پھر اس لکھائی کو کلونجی کے تیل کے ساتھ مٹا دیں۔ پھر مریض اس تیل کو تین دن تک پیتا رہے اور اپنے سینے اور پیشانی کی مالش کرتا رہے، اس طرح اس کا جادو ٹوٹ جائے گا۔ یاد رہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ایسا کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ (۱۰۰)

نواں طریقہ

جادو کی پہلی قسم میں جو دم ذکر کیا گیا ہے، اسے پاکیزہ روشنائی کے ساتھ صاف ستھرے برتن پر لکھ لیں، پھر اسے پانی کے ساتھ مٹا دیں، اس کے بعد مریض اسی پانی کو چند ایام تک پیتا اور اسی سے غسل کرتا رہے، ان شاء اللہ جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

جادو، نامردی اور جنسی کمزوری میں فرق

اگر مریض پر بندش جماع کا جادو کیا گیا ہو تو اس کی اہم نشانی یہ ہے کہ وہ جب تک اپنی بیوی سے دور رہتا ہے، اپنے اندر جماع کی طاقت بھرپور انداز سے محسوس کرتا ہے، لیکن جونہی اس کے قریب جاتا ہے اور جماع کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو عین وقت پر اس کا عضو خاص سکڑ جاتا ہے اور وہ جماع کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

اگر مریض نامرد ہو تو وہ خواہ اپنی بیوی کے قریب ہو یا بعید اپنے اندر قوت جماع کو بالکل محسوس ہی نہیں کرتا۔

اور اگر اسے جنسی کمزوری ہو تو وہ کئی کئی دنوں کے بعد جماع کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اور جب اس قابل ہوتا ہے، جماع شروع کرتے ہی ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور زیادہ دیر تک اسے جاری رکھنے کے قابل نہیں ہوتا...... بندش جماع کے جادو کا علاج تو ہم ۹ عدد طریقوں سے ذکر کر چکے ہیں، اب آیئے نامردی اور جنسی کمزوری کا علاج ذکر کرتے ہیں:

نامردی کا علاج

۱۔ ایک کلو گرام خالص شہد اور ۲۰۰ گرام تازہ غذاء الملکات
۲۔ اس پر الفاتحہ، الشرح اور معوذات پڑھیں۔
۳۔ مریض ہر روز اس شہد سے تین چمچ نہار منہ اور ایک ایک چمچہ دوپہر اور رات کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے استعمال کرے۔

۴۔ جب تک نامردی ختم نہ ہو وہ یہ علاج جاری رکھے اللہ کے حکم سے شفا نصیب ہوگی۔

بانجھ پن اور ناقابل اولاد ہونا

مرد کا ناقابل اولاد ہونا: مرد دو طرح سے ناقابل اولاد ہو سکتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ جسمانی طور پر مریض ہو اور ناقابل اولاد ہو، اگر ایسا ہو تو اس کا علاج اطباء کے پاس کیا جا سکتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ جسمانی طور پر تو ٹھیک ہو لیکن جنات کی شرارت کی وجہ سے وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ پیداواری صلاحیت کے لیے ضروری ہے کہ مرد کے پاس ایک سینٹی میٹر مکعب میں ۲۰ میلین سے زیادہ منوی حیوانات ہوں۔ جن بعض اوقات یوں کرتا ہے کہ مرد کے خصیتین جو منوی حیوانات بناتے اور انھیں علیحدہ کرتے ہیں، پر پریشر ڈال کر یا کسی اور طریقے سے منوی حیوانات کا مطلوبہ تناسب پورا نہیں ہونے دیتا، جس سے مرد کی پیداواری صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

اور اس کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ منوی حیوانات جب خصیتین سے منی کے مقر میں منتقل ہوتے ہیں تو وہاں پر انھیں ایک سیال مادے کی ضرورت ہوتی ہے جس سے انھیں زندہ رہنے کے لیے غذا ملتی ہے۔ اور یہ مادہ گوشت سے نکلتا ہے اور منی کے مقر میں منوی حیوانات کے پاس چلا جاتا ہے۔ چنانچہ جن اس سیال مادے کو منوی حیوانات کے پاس جانے سے روک دیتا ہے اور جب منوی حیوانات کو غذا نہیں ملتی تو وہ مر جاتے ہیں اور اس طرح پیداواری صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

جن کی وجہ سے ناقابل اولاد ہونے کی کچھ علامات

۱۔ سینے کی گھٹن، خاص کر عصر کے بعد سے لے کر آدھی رات تک
۲۔ پریشان حالی
۳۔ پیٹھ کی نچلی ہڈیوں میں درد
۴۔ نیند میں گھبراہٹ
۵۔ نیند میں خوفناک خواب

عورت کا بانجھ پن: عورت کا بانجھ پن بھی دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ قدرتی طور پر اولاد جنم دینے کے قابل نہ ہو، اور دوسرا یہ ہے کہ وہ قدرتی طور پر تو ٹھیک ہو لیکن رحم میں جن کی شرارت کی وجہ سے وہ بانجھ ہو جائے اور بچہ جننے کے قابل نہ ہو۔ اس کی شرارت کی ایک شکل تو یہ ہے کہ وہ اس کی پیداواری صلاحیت کلی طور پر ختم کر دے اور دوسری شکل یہ ہے کہ ابتدائی طور پر تو اس کے رحم میں حمل ٹھہر جائے، لیکن چند ماہ بعد وہ رحم کی رگوں میں ایڑ لگا دیتا ہے، جس سے عورت کو خون آنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کا حمل ضائع ہو جاتا ہے، اور صحیحین میں رسول اکرم کا یہ فرمان موجود ہے کہ

ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم (۱۰۱)

''شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے''

بانجھ پن کا علاج

۱۔ جادو کی پہلی قسم میں قرآنی آیات پر مشتمل جو دم ذکر کیا گیا ہے' اسے ایک کیسٹ میں ریکارڈ کر دیں' جسے مریض روزانہ تین مرتبہ سنتا رہے۔

۲۔ صبح کے وقت سورۃ الصافات کی تلاوت کرے یا اس کی تلاوت سنتا رہے۔

۳۔ سوتے وقت سورۃ المعارج کی تلاوت کرے یا اس کی تلاوت سن لے۔

۴۔ کلونجی کے تیل پر یہ سورتیں پڑھیں: الفاتحہ' آیت الکرسی' سورۃ البقرہ کی اور سورۂ آل عمران کی آخری آیات' المعوذات...... اس تیل کو مریض اپنے سینے' پیشانی اور پیٹھ کی ہڈیوں پر ملتا رہے۔

۵۔ یہی آیات وسورتیں خالص شہد پر بھی پڑھیں' جس سے مریض صبح نہار منہ ایک چمچہ استعمال کرے۔

مندرجہ بالا علاج مریض کئی مہینے مسلسل کرتا رہے' ان شاء اللہ شفاء نصیب ہوگی بشرطیکہ وہ اس دوران اللہ کی شریعت کی پابندی کرے۔

سرعت انزال کا علاج

سرعت انزال ایک سمانی بیماری کے طور پر ہو تو اطباء اس کا کئی طرح سے علاج کرتے ہیں: مثلاً

۱۔ عضو خاص پر مرہم لگانا

۲۔ دورانِ جماع کسی دوسرے معاملے میں غور وفکر کرنا

۳۔ دورانِ جماع ریاضی کے بعض مشکل سوالات حل کرنا

اور اگر سرعت انزال جن کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج یہ ہے۔

۱۔ نماز فجر کے بعد سو مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ' لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.**

''اللہ اکیلا اور لاشریک ہے اس کے سوا کوئی اللہ (حاجت روا مشکل کشا) نہیں بادشاہی اور حمد اس کی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

۲۔ سونے سے پہلے سورۃ الملک کی تلاوت کرے یا اسے سن لے۔

۳۔ روزانہ کئی بار آیت الکرسی کو پڑھے۔

۴۔ مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھے۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

''میں اللہ کے (ہر خوبی سے) مکمل کلمات کی برکت سے اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی شر سے اس کی پناہ مانگتا ہوں''

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

’’اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ہوتے ہوئے آسمان و زمین کی کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے اور جاننے والا ہے‘‘

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

’’میں اللہ کے (ہر خوبی سے) مکمل کلمات کی برکت سے اس کی پناہ چاہتا ہوں ہر شیطان کے شر اور زہریلی چیز اور ہر طرح کی نظر بد سے‘‘

مندرجہ بالا علاج کم از کم تین ماہ تک جاری رکھنا چاہیے۔

جادو سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر

یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ بندش جماع کا جادو عموماً نوجوانوں پر کیا جاتا ہے جب وہ شادی کرنے کا ارادہ کر رہے ہوتے ہیں، خاص کر اس وقت جب وہ ایسے معاشرے میں رہائش پذیر ہوں جس میں بدبخت جادوگروں کی کثرت ہو۔ ایسے میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دولہا اور دلہن جادو سے بچنے کے لیے قلعہ بند نہیں ہو سکتے تاکہ اگر ان پر جادو کیا جائے تو وہ اس کے اثر سے محفوظ رہیں؟ اس

اس اہم سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے، اور ابھی ہم اس سے بچنے کے لیے چند ضروری احتیاطی اقدامات ذکر کریں گے، لیکن اس سے پہلے ایک قصہ پڑھ لیجیے:

ایک نوجوان جو شریعت الٰہی کا پابند تھا، اپنی بستی اور گرد و نواح میں لوگوں کو توحید خالص کی طرف بلاتا تھا، دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ لوگوں کو جادوگروں کے پاس جانے سے ڈراتا تھا اور انھیں واضح طور پر آگاہ کیا کرتا تھا کہ جادو کفر ہے اور جادوگر ایک ناپاک انسان اور اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے۔ اس کی بستی میں ایک مشہور جادوگر رہائش پذیر تھا اور جب بھی کوئی نوجوان شادی کرنے کا ارادہ کرتا، اس جادوگر کے پاس جاتا اور اس سے کہتا:

’’میں فلاں دن شادی کرنے والا ہوں اور تمہارا کوئی مطالبہ ہو تو بتاؤ‘‘

چنانچہ جادوگر اس سے ایک بڑی رقم کا مطالبہ کرتا، جسے وہ نوجوان بغیر کسی تردد کے ادا کر دیتا، اور اگر وہ اس رقم کی ادائیگی نہیں کرتا تو جادوگر بندش جماع کا اس پر جادو کر دیتا، نتیجتاً وہ اپنی بیوی کے قریب جانے کے قابل نہ رہتا اور اپنے اوپر کیے گئے جادو کے توڑ کے لیے اسے پھر اس جادوگر کے پاس آنا پڑتا اور اس بار اسے پہلے سے کئی گنا زیادہ رقم ادا کرنا پڑتی۔

اس نیک نوجوان نے اس جادوگر کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا تھا۔ ہر خاص و عام مجلس میں اور ہر منبر پر اس کا نام لے کر اسے رسوا کرتا تھا اور لوگوں کو اس کے پاس جانے سے منع کرتا تھا۔ ابھی اس

نوجوان نے شادی نہیں کی تھی‘ اور لوگ اس کی شادی کے دن کا انتظار کر رہے تھے‘ تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ جادوگر اس سے کیا سلوک کرتا ہے اور کیا یہ نوجوان جادوگر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ پائے گا یا نہیں؟

نوجوان نے شادی کا پروگرام بنا لیا اور اس سے کچھ دن پہلے میرے پاس آیا اور پورا قصہ مجھے بتاتے ہوئے کہنے لگا ”جادوگر مجھے دھمکیاں دے رہا ہے اور لوگ بھی اس انتظار میں ہیں کہ اب غلبہ کس کا ہو گا؟ تو کیا آپ جادو سے بچنے کے لیے مجھے کچھ احتیاطی اقدامات کے بارے میں آگاہ کریں گے؟ اور یہ یاد رہے کہ جادوگر اپنے طور پر جو کچھ کر سکتا ہے‘ کرے گا کیونکہ میں نے لوگوں کے سامنے اس کی بہت توہین کی ہے“

میں نے جوان سے کہا: ہاں‘ میں آپ کی اس سلسلے میں مدد کر سکتا ہوں‘ لیکن اس کی ایک شرط ہے۔

نوجوان نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

میں نے کہا: تم جادوگر کے پاس یہ پیغام بھیج دو کہ تم فلاں دن شادی کرنے والے ہو‘ اور چیلنج کر دو کہ وہ اور اس کے مددگار جادوگر جو کچھ کر سکتے ہوں‘ کر لیں اور لوگوں کو بھی بتا دو کہ تم نے اسے چیلنج کر رکھا ہے۔

نوجوان نے متردد ہو کر پوچھا: آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں‘ کیا آپ کو اس پر یقین ہے؟

میں نے کہا: ہاں‘ مجھے یقین ہے کہ ہمیشہ مومنوں کو غلبہ حاصل ہوتا ہے اور جرائم پیشہ لوگ ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں۔ پھر میں نے اسے احتیاطی اقدامات سے آگاہ کیا اور وہ چلا گیا‘ اور بستی میں پہنچتے ہی اس نے جادوگر کو چیلنج کر دیا کہ وہ اس کی شادی کے موقع پر جو کچھ کر سکتا ہے‘ کر گزرے۔ لوگ بھی شدت سے اس کی شادی کے دن کا انتظار کرنے لگ گئے۔ نوجوان نے میری ہدایات کے مطابق احتیاطی اقدامات کر لیے اور نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی شادی ہو گئی اور اس نے اپنی بیوی سے صحبت بھی کر لی اور جادوگر کا جادو بے اثر ہو کر رہ گیا‘ لوگ حیران ہو گئے۔ اس نوجوان کو عزت مل گئی اور جادوگر کا رعب و دبدبہ خاک میں مل گیا‘ اور وہ احتیاطی اقدامات درج ذیل ہیں:

۱۔ مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور کے سات دانے صبح نہار منہ کھا لیں‘ اگر مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور نہ ملے تو کسی بھی شہر کی عجوہ کھجور استعمال کر سکتے ہیں‘ حدیث نبوی میں آتا ہے:

> ”جو شخص عجوہ کھجور کے سات دانے صبح کے وقت کھا لیتا ہے‘ اسے زہر اور جادو کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔“ (۱۰۲)

۲۔ دوسری احتیاطی تدبیر وضو ہے‘ کیونکہ باوضو مسلمان پر جادو اثر انداز نہیں ہو سکتا اور وہ فرشتوں کی حفاظت میں رات گزارتا ہے۔ ایک فرشتہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ جب بھی کروٹ بدلتا ہے فرشتہ اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہتا ہے: ”اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف کر دے کیونکہ اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہے۔“ (۱۰۳)

۳۔ **باجماعت نماز کی پابندی:** جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی پابندی کی وجہ سے انسان شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس سلسلے میں سستی برتنے کی وجہ سے شیطان اس پر غالب آ جاتا ہے اور جب وہ غالب آ جاتا ہے تو اس میں داخل بھی ہو سکتا ہے اور اس پر جادو بھی کر سکتا ہے‘ رسول اکرمؐ کا فرمان ہے:

> ”کسی بستی میں جب تین آدمی موجود ہوں اور وہ باجماعت نماز ادا نہ کریں تو شیطان ان پر غالب آ جاتا ہے‘ سو تم جماعت کے ساتھ رہا کرو‘ کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو شکار کرتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے“ (۱۰۴)

۴۔ **قیام لیل:** جو شخص جادو کے اثر سے بچنے کے لیے قلعہ بند ہونا چاہے‘ اسے قیام لیل ضرور کرنا چاہیے‘ کیونکہ اس میں کوتاہی کر کے انسان خود بخود اپنے اوپر شیطان کو مسلط کر لیتا ہے‘ اور اس کے مسلط ہونے کی صورت میں اس کے لیے جادو کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ کے پاس ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح ہونے تک سویا رہتا ہے اور قیام لیل کے لیے بیدار نہیں ہوتا۔ تو آپؐ نے فرمایا: ”اس کے کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے“ (۱۰۵)

اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں: ”جو شخص وتر پڑھے بغیر صبح کرتا ہے‘ اس کے سر پر ستر ہاتھ لمبی رسی کا بوجھ پڑ جاتا ہے“ (۱۰۶)

۵۔ **بیت الخلا میں جاتے ہوئے اس کی دعا پڑھنا** ناپاک جگہ پر شیطانوں کا گھر اور ٹھکانہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں کسی مسلمان کی موجودگی کو شیطان غنیمت تصور کرتے ہیں۔ مجھے خود ایک شیطان جن نے بتایا تھا کہ وہ ایک شخص میں داخل ہو جانے میں کامیاب ہو گیا تھا جب اس نے بیت الخلاء میں جاتے ہوئے دخول خلاء کی دعا نہیں پڑھی تھی‘ اور ایک اور جن نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک طاقتور اسلحہ عطا کیا ہے جس کے ذریعے تم ہمارا خاتمہ کر سکتے ہو‘ میں نے کہا‘ وہ کیا ہے؟ تو اس نے جواباً کہا کہ وہ مسنون اذکار ہیں اور رسول اکرمؐ سے یہ بات ہے کہ آپ بیت الخلاء میں جاتے ہوئے یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“ (۱۰۷)‘ اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

۶۔ **نماز شروع کرتے وقت شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا:** حضرت جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہؐ کو نماز کے شروع میں یہ دعا پڑھتے ہوئے دیکھا:

”اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا‘ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا‘ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا۔

”اللہ سب سے بڑا اور بہت ہی بڑا ہے اللہ کی بہت سی تعریفیں ہیں اور صبح و شام اس کے لیے

پاکیزگی ہے" (تین مرتبہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ نَفْخِه وَ نَفْثِه وَهَمْزِه" (۱۰۸)

"میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے٬ اس کی پھونک اور تھوک اور وسوسے سے"

۷۔ شادی کے بعد اپنی بیوی کی پیشانی پر دایاں ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ خَیْرَهَا وَخَیْرَمَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ٬ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شرها و شرما حملتها علیه" (۱۰۹)

"اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں٬ اور اس خیر کا بھی جو تو نے اس کی فطرت (طبیعت) میں رکھی ہے اور اس کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس شر سے جو تو نے اس کی فطرت میں رکھی ہے"

۸۔ ازدواجی زندگی کا آغاز نماز کے ساتھ کیا جائے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: "شادی کے بعد آپ جب اپنی بیوی کے پاس جائیں تو اسے کہیں کہ وہ آپ کے پیچھے دو رکعات نماز ادا کرے٬ پھر آپ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْ اَهْلِیْ٬ وَبَارِکْ لَهُمْ فِیَّ٬ اَللّٰهُمَّ بَیْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَیْرٍ٬ وَفَرِّقْ بَیْنَنَا اِذَا فَرَّقْتَ اِلَی الْخَیْرِ. (۱۱۰)

"اے اللہ! میرے گھر والوں کے لیے مجھ میں اور میرے لیے میرے گھر والوں میں برکت رکھ دے۔ اے اللہ! جب تک تو ہمیں جمع رکھے خیر پر جمع رکھ اور جب جدا کرے تو خیر پر جدا فرما"

۹۔ وقت جماع احتیاطی تدبیر: رسول اکرمؐ کا فرمان ہے:

"تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی سے جماع کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا.

"اللہ کے نام کے ساتھ٬ اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو چیز تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے بچا" اگر اس جماع کے بعد انھیں بچہ دیا جاتا ہے تو شیطان اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا" (۱۱۱)

اور مجھے ایک جن نے توبہ کرنے اور مسلمان ہونے کے بعد بتایا تھا کہ وہ توبہ سے پہلے مریض کے ساتھ شریک ہو جاتا تھا جب وہ اپنی بیوی سے جماع کرتا تھا٬ کیونکہ وہ یہ دعا نہیں پڑھتا تھا٬ سو یہ دعا بہت بڑا خزانہ ہے جس کی قیمت ہمیں معلوم نہیں ہے۔

۱۰۔ سونے سے پہلے وضو کر لیں٬ پھر آیت الکرسی پڑھ لیں اور اللہ کو یاد کرتے کرتے سو جائیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک شیطان نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا تھا:

"جو شخص سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے٬ صبح ہونے تک ایک فرشتہ اس کی حفاظت کرتا

رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آ سکتا‘‘ یہ بات جب ابو ہریرہؓ نے رسول اکرمؐ کو بتائی تو آپؐ نے فرمایا ’’اس نے سچ کہا ہے' حالانکہ وہ جھوٹا ہے‘‘ (۱۱۲)

۱۱۔ نماز فجر کے بعد یہ دعا پڑھیں (۱۰۰ مرتبہ): **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.**

اور حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

’’جو شخص بھی یہ دعا سو مرتبہ صبح کے وقت پڑھ لیتا ہے' اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے' اس کے لیے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں' اس سے سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور شام ہونے تک وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔‘‘ (۱۱۳)

۱۲۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْهِهِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

اور حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: ’’جو آدمی یہ دعا پڑھ لیتا ہے شیطان اس کے متعلق کہتا ہے: ’’یہ آج کے دن مجھ سے محفوظ ہو گیا‘‘ (۱۱۴)

۱۳۔ صبح و شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں: ’’**بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ' وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.**‘‘ (۱۱۵)

۱۴۔ گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھیں: ’’**بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ**‘‘ کیونکہ یہ دعا پڑھنے سے آپ کو یہ خوشخبری (اللہ کی طرف سے) ملتی ہے۔

’’یہ دعا تجھے کافی ہے' تجھے بچا لیا گیا ہے اور تجھے سیدھا راستہ دکھا دیا گیا ہے' اور شیطان تجھ سے دور ہو گیا ہے اور وہ دوسرے شیطان سے کہتا ہے: تو اس آدمی پر کیسے غلبہ حاصل کر سکتا ہے جبکہ اسے ہدایت دے دی گئی ہے اور اس کی حفاظت کر دی گئی ہے اور اسے بچا لیا گیا ہے؟‘‘ (۱۱۶)

۱۵۔ صبح و شام یہ دعا پڑھا کریں۔ **اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.**‘‘ (۱۱۷)

یہ ہیں وہ احتیاطی اقدامات جنھیں اختیار کرے انسان ہر قسم کے جادو سے عموماً اور بندش جماع کے جادو سے خصوصاً قلعہ بند ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ مخلص ہو اور اس علاج پر اس کو یقین کامل حاصل ہو۔

بندش جماع والے جادو کے علاج کا عملی نمونہ

ایسے کئی کیسوں کا میں نے علاج کیا ہے اور کئی نمونے موجود ہیں۔ لیکن خوف طوالت کی بنا پر صرف ایک نمونہ علاج ذکر کرتا ہوں۔

ایک نوجوان اپنے ایک بھائی کو لے کر میرے پاس آیا جس نے ایک ہفتہ پہلے شادی کی تھی' لیکن وہ اپنی بیوی کے قریب نہیں جا سکا تھا۔ اس سلسلے میں وہ متعدد کاہنوں اور نجومیوں کے پاس گیا لیکن

اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مجھے جب معلوم ہوا کہ وہ ان کے چکر کاٹ چکا ہے تو میں نے اسے سچی توبہ کرنے کی تلقین کی اور یہ کہ وہ انھیں غلط تصور کرے تاکہ اس کے اعتقاد کی تصحیح ہو اور پھر قرآنی علاج اس کے لیے نفع بخش ہو۔ خود اس نے بھی مجھے بتایا کہ وہ جب ان کے پاس بار بار گیا تو اسے ان کے فراڈ، جھوٹ اور ان کی کمزوری و بے بسی کا یقین ہو گیا۔

میں نے اس پر دم کیا اور اس کے رشتہ داروں سے سبز بیری کے سات پتے طلب کیے، لیکن انھیں یہ پتے دستیاب نہ ہوئے تو میں نے انھیں کافور کے درخت کے سات پتے دیے۔ جنھیں انھوں نے دو پتھروں کے درمیان باریک پیس دیا۔ پھر میں نے انھیں پانی میں ڈال دیا اور اس پر معوذات اور آیت الکرسی کی تلاوت کی۔ میں نے اسے یہ پانی پینے اور اس سے غسل کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اس پر کیا گیا جادو ٹوٹ گیا اور وہ اپنی بیوی کے قریب جانے کے قابل ہو گیا۔ والحمدللہ

بندش جماع والا جادو پاگل پن میں تبدیل ہو گیا

ایک نوجوان شادی سے پہلے دماغی طور پر بالکل درست اور بڑا سمجھدار تھا، لیکن جونہی اس نے شادی کی، پہلے وہ اپنی بیوی کے قریب جانے سے عاجز تھا، پھر وہ پاگل ہو گیا۔ ان دنوں ایسے واقعات بکثرت ہو رہے ہیں کہ جادو کی وجہ سے مریض پاگل ہو جاتا ہے اور اصل جادو جنون میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایسا صرف جادوگروں کی جادو کے فن سے جہالت کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال پہلے بھی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ایک عورت نے جادوگر سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اس کے خاوند پر جادو کر دے تاکہ وہ صرف اس سے محبت اور باقی عورتوں سے نفرت کرے، چنانچہ اس نے جادو کر دیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام عورتوں کو حتیٰ کہ اپنی بیوی کو بھی ناپسند کرنے لگا، بلکہ اس نے اسے بھی طلاق دے ڈالی۔ وہ عورت بھاگی بھاگی پھر اسی جادوگر کی تلاش میں نکلی تاکہ اس سے جادو کو توڑنے کا مطالبہ کر سکے، لیکن وہ اس وقت کف افسوس ملتے رہ گئی جب اسے معلوم ہوا کہ وہ جادوگر مر چکا ہے...... بہرحال وہ نوجوان جب پاگل ہو گیا تو میں نے اس پر دم کیا، اور اسے بیری کے پتوں والے پانی کو پینے اور اس سے غسل کرنے کی تلقین کی۔ الحمدللہ وہ صحت یاب ہو گیا اور اپنی بیوی کے قریب جانے کے قابل ہو گیا۔

(بحوالہ العارم البتار فی التعدی للسحرۃ الاشرار)

نظر بد کا علاج

نظر بد کی تاثیر پر قرآنی دلائل

(۱) سورۂ یوسف کی آیات ۶۷، ۶۸ کا ترجمہ ملاحظہ کریں:

''اور (یعقوب علیہ السلام) نے کہا اے میرے بچو! تم سب ایک دروازے سے نہ جانا، بلکہ کئی جدا جدا دروازوں میں سے داخل ہونا، میں اللہ کی طرف سے آنے والی چیز کو تم سے ٹال نہیں سکتا، حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے، میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے، اور ہر ایک بھروسہ کرنے والے کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور جب وہ انہی راستوں سے جن کا حکم ان کے والد نے انھیں دیا تھا، گئے، کچھ نہ تھا کہ اللہ نے جو مقرر کر رکھا ہے، وہ اس سے انھیں ذرا بھی بچا لے، مگر (یعقوب علیہ السلام) کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا جسے انھوں نے پورا کر لیا، بلاشبہ وہ ہمارے سکھلائے ہوئے علم کے عالم تھے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''

حافظ ابن کثیر ان دونوں آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ یعقوب علیہ السلام کے بارے میں بتا رہا ہے کہ انھوں نے جب ''بنیامین'' سمیت اپنے بیٹوں کو مصر جانے کے لیے تیار کیا تو انھیں تلقین کی کہ وہ سب کے سب ایک دروازے سے داخل ہونے کی بجائے مختلف دروازوں سے داخل ہوں، کیونکہ انھیں جس طرح کہ ابن عباس۔ محمد بن کعبؒ۔ مجاہدؒ۔ ضحاکؒ۔ قتادہؒ اور سدیؒ وغیرہم کا کہنا ہے۔ اس بات کا خدشہ تھا کہ چونکہ ان کے بیٹے خوبصورت ہیں، کہیں نظر بد کا شکار نہ ہو جائیں اور نظر کا لگ جانا حق ہے'' (۱۱۸)

(۲) فرمان الٰہی ہے: ''وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ'' (۱۱۹)

''اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں، یہ تو ضرور دیوانہ ہے''

حافظ ابن کثیر کا کہنا ہے:

''یعنی اگر تیرے لیے اللہ کی حفاظت و حمایت نہ ہوتی تو ان کافروں کی حاسدانہ نظروں سے تو نظر بد کا شکار ہو جاتا، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نظر کا لگ جانا اور اس کا دوسروں پر (اللہ کے حکم سے) اثر انداز ہونا حق ہے، جیسا کہ متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے'' (۱۲۰)

نظر بد کے موثر ہونے پر حدیث نبوی سے چند دلائل

نظر بد کے بارے میں رسول اکرمؐ کے فرامین کا ترجمہ ملاحظہ کریں:

۱۔ نظر بد کا لگ جانا حق ہے۔ (۱۲۱)

۲۔ ''نظر بد سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو، کیونکہ نظر بد کا لگنا حق ہے'' (۱۲۲)

۳۔ نظر بد حق ہے، اور اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت لے جا سکتی ہوتی تو وہ نظر بد ہے، اور جب تم میں سے کسی ایک سے غسل کرنے کا مطالبہ کیا جائے (تاکہ غسل کے پانی سے وہ شخص غسل کر سکے جسے تمہاری نظر بد لگ گئی ہو) تو غسل کر لیا کرو۔ (۱۲۳)

۴۔ اسماءؓ بن عمیس نے آپؐ سے گزارش کی کہ بنو جعفر کو نظر بد لگ جاتی ہے تو کیا وہ ان پر دم کر سکتی ہیں؟..... آپؐ نے فرمایا۔

''ہاں اور اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت لے جانے والی ہوتی تو وہ نظر بد ہے'' (۱۲۴)

۵۔ ''بے شک نظر بد انسان پر اثر انداز ہوتی ہے، حتیٰ کہ وہ اگر ایک اونچی جگہ پر ہو تو نظر بد کی وجہ سے نیچے گر سکتا ہے'' (۱۲۵)

۶۔ ''نظر بد کا لگنا حق ہے، اور انسان کو اونچے پہاڑ سے نیچے گرا سکتی ہے'' (۱۲۶)

۷۔ ''نظر بد انسان کو موت تک اور اونٹ کو ہانڈی سے پہنچا دیتی ہے'' (۱۲۷)

۸۔ ''اللہ کی قضا و تقدیر کے بعد سب سے زیادہ نظر بد کی وجہ سے میری امت میں اموات ہوں گی'' (۱۲۸)

۹۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ رسول اکرمؐ نظر بد کی وجہ سے دم کرنے کا حکم دیتے تھے۔'' (۱۲۹)

۱۰۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے نظر بد اور بچھو وغیرہ کے ڈسنے سے اور پلو میں پھوڑوں سے دم کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۱۳۰)

۱۱۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک لڑکی کے چہرے پر کالا یا پیلے رنگ کا نشان دیکھا تو آپؐ نے فرمایا: ''اسے نظر بد لگ گئی ہے، اس پر دم کرو'' (۱۳۱)

۱۲۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے آل حزم کو سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے دم کرنے کی رخصت دی، اور آپؐ نے اسماء بنت عمیسؓ سے پوچھا ''کیا وجہ ہے کہ میرے بھتیجے کمزور ہیں، کیا فقر
فاقے کا شکار ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ انھیں نظر بد بہت جلدی لگ جاتی ہے۔ تو آپؐ نے
فرمایا: ان پر دم کیا کرو'' (۱۳۲)

نظر بد کی حقیقت کے بارے میں علماء کے اقوال

☆ **حافظ ابن کثیرؒ**

''نظر بد کا اللہ کے حکم سے لگنا اور اثر انداز ہونا حق ہے'' (۱۳۳)

☆ **حافظ ابن حجرؒ**

''نظر بد کی حقیقت کچھ یوں ہے کہ ایک خبیث الطبع انسان اپنی حاسدانہ نظر جس شخص پر ڈالے تو اسے نقصان پہنچے۔'' (۱۳۴)

☆ **امام ابن الاثیرؒ**

''کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی کو نظر لگ گئی ہے' تو یہ اس وقت ہوتا ہے جب دشمن یا حسد کرنے والا انسان اس کی طرف دیکھے اور اس کی نظریں اس پر اثر انداز ہو جائیں اور وہ ان کی وجہ سے بیمار پڑ جائے'' (۱۳۵)

☆ **حافظ ابن قیمؒ**

''کچھ کم علم لوگوں نے نظر بد کی تاثیر کو باطل قرار دیا ہے' اور ان کا کہنا ہے کہ یہ محض توہم پرستی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سب سے زیادہ جاہل اور ارواح کی صفات اور ان کی تاثیر سے ناواقف ہیں اور ان کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے' جبکہ تمام امتوں کے عقلاء باوجود اختلاف مذاہب کے نظر بد سے انکار نہیں کرتے' اگرچہ نظر بد کے سبب اور اس کی جہت تاثیر کے سلسلے میں ان میں اختلاف موجود ہے' پھر کہتے ہیں۔

''اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جسموں اور روحوں میں مختلف طاقتیں اور طبیعتیں پیدا کر دی ہیں۔ اور ان میں کئی خواص اور اثر انداز ہونے والی متعدد کیفیات ودیعت کی ہیں' اور کسی عقلمند کے لیے ممکن نہیں کہ وہ جسموں میں روحوں کی تاثیر سے انکار کرے' کیونکہ یہ چیز خود دیکھی اور محسوس کی جا سکتی ہے' اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک شخص کا چہرہ اس وقت انتہائی سرخ ہو جاتا ہے جب اس کی طرف وہ انسان دیکھتا ہے جس کا وہ احترام کرتا' اور اس سے شرماتا ہو اور اس وقت پیلا پڑ جاتا ہے جب اس کی طرف ایک ایسا آدمی دیکھتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہو اور لوگوں نے ایسے کئی اشخاص دیکھے ہیں جو محض کسی کے دیکھنے کی وجہ سے کمزور پڑ جاتے ہیں تو یہ سب کچھ روحوں کی تاثیر کے ذریعے ہوتا ہے' اور چونکہ اس کا تعلق نظر سے ہوتا ہے اس لیے نظر بد کی نسبت آنکھ کی نظر کی طرف کی جاتی ہے حالانکہ آنکھ کی نظر کچھ نہیں کرتی' یہ تو روح کی تاثیر ہوتی ہے۔

اور روحیں اپنی طبیعتوں' طاقتوں' کیفیتوں اور اپنے خواص کے اعتبارات سے مختلف ہوتی ہیں' سو حسد کرنے والے انسان کی روح واضح طور پر اس شخص کو اذیت پہنچاتی ہے جس سے حسد کیا جاتا

ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے، تو حاسد کی تاثیر ایک ایسی چیز ہے جس سے وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو حقیقت انسانیت سے خارج ہو۔

اور نظر بد بنیادی طور پر اس طرح لگ جاتی ہے کہ حسد کرنے والا ناپاک نفس جب ناپاک کیفیت اختیار کر کے کسی کے سامنے آتا ہے تو اس میں اس ناپاک کیفیت کا اثر ہو جاتا ہے، اور ایسا کبھی آپس کے ملاپ کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی آمنے سامنے آنے کی وجہ سے اور کبھی دیکھنے کی وجہ سے اور کبھی اس شخص کی طرف روح کی توجہ سے، اور کبھی چند دعاؤں اور دم وغیرہ کے پڑھنے سے اور کبھی محض وہم و گمان سے ہو جاتا ہے اور جس شخص کی نظر لگتی ہے اس کی تاثیر دیکھنے پر موقوف نہیں ہوتی بلکہ کبھی اندھے کو کسی چیز کا وصف بیان کر دیا جائے تو اس کے نفس میں اگر حاسدانہ جذبات پیدا ہو جائیں تو اس کا اثر بھی ہو سکتا ہے، اور بہت سارے ایسے لوگ جن کی نظر اثر انداز ہوتی ہے، محض وصف کے ساتھ بغیر دیکھے، ان کی نظر لگ جاتی ہے، اور یہ وہ تیر ہوتے ہیں جو نظر لگانے والے انسان کے نفس سے نکلتے ہیں۔ کبھی نشانے پر جا لگتے ہیں اور کبھی ان کا نشانہ خطا ہو جاتا ہے، جس شخص کی طرف یہ تیر متوجہ ہوتے ہیں، اگر اس نے ان سے اور نظر بد سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں تو وہ تیر نشانے سے خطا ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھار خود حسد کرنے والے انسان کو بھی جا لگتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نظر بد تین مراحل سے گزر کر کسی پر اثر انداز ہوتی ہے، سب سے پہلے دیکھنے والے شخص میں کسی چیز کے متعلق حیرت پیدا ہوتی ہے، پھر اس کے ناپاک نفس میں حاسدانہ جذبات پیدا ہوتے ہیں اور پھر ان حاسدانہ جذبات کا زہر نظر کے ذریعے منتقل ہو جاتا ہے۔" (۱۳۶)

نظر بد اور حسد میں فرق

۱۔ ہر نظر لگانے والا شخص حاسد ہوتا ہے اور ہر حاسد نظر لگانے والا نہیں ہوتا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفلق میں حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ سو کوئی بھی مسلمان جب حاسد سے پناہ طلب کرے گا تو اس میں نظر لگانے والا انسان بھی خود بخود آ جائے گا، اور یہ قرآن مجید کی بلاغت، شمولیت اور جامعیت ہے۔

۲۔ حسد، بغض اور کینے کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس میں یہ خواہش پائی جاتی ہے کہ جو نعمت دوسرے انسان کو ملی ہوئی ہے وہ اس سے چھن جائے اور حاسد کو مل جائے، جبکہ نظر بد کا سبب حیرت، پسندیدگی اور کسی چیز کو بڑا سمجھنا ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں کی تاثیر ایک ہوتی ہے اور سبب الگ الگ ہوتا ہے۔

۳۔ حاسد کسی متوقع کام کے متعلق حسد کر سکتا ہے جبکہ نظر لگانے والا کسی موجود چیز کو ہی نظر لگا

سکتا ہے۔

۴۔ انسان اپنے آپ سے حسد نہیں کر سکتا، البتہ اپنے آپ کو نظر بد لگا سکتا ہے۔

۵۔ حسد صرف کینہ پرور انسان ہی کرتا ہے جبکہ نظر ایک نیک آدمی کی بھی لگ سکتی ہے، جبکہ وہ کسی چیز پر حیرت کا اظہار کرے اور اس میں نعمت کے چھن جانے کا ارادہ شامل نہ ہو، جیسا کہ عامر بن ربیعہؓ کی نظر سہل بن حنیف کو لگ گئی تھی، حالانکہ عامرؓ بدری صحابہ کرام میں سے تھے۔

اور نظر بد کے اثر سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان جب کسی چیز کو دیکھے اور اسے وہ پسند آ جائے تو زبان سے ''ماشاء اللہ'' یا ''بارک اللہ'' کے الفاظ بولے تاکہ اس کی نظر استحسان کا برا اثر نہ ہو، رسول اکرمؐ نے حضرت سہل بن حنیفؓ کو یہی تعلیم دی تھی۔ (۱۳۷)

جن کی نظر بد بھی انسان کو لگ سکتی ہے!

۱۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ جنات اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، پھر جب معوذتین (الفلق، الناس) نازل ہوئیں تو آپؐ انھیں کو پڑھتے تھے اور باقی دعائیں آپؐ نے چھوڑ دی تھیں۔ (۱۳۸)

۲۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ آپؐ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر سیاہ نشان تھا، چنانچہ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو دم کرو کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے'' (۱۳۹) امام القراء نے لکھا ہے کہ یہ سیاہ نشان جن کی نظر بد کی وجہ سے تھا۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس طرح انسان کی نظر بد اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح جن کی نظر بد بھی اثر انداز ہوتی ہے، اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ وہ جب بھی اپنے کپڑے اتارے یا شیشہ دیکھے یا کوئی بھی کام کرے تو ''بسم اللہ'' پڑھ لیا کرے تاکہ جنوں اور انسانوں کی نظر بد کی تاثیر سے بچ سکے۔

نظر بد کا علاج

اس کے علاج کے متعدد طریقے ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

پہلا طریقہ

جس شخص کی نظر لگی ہو اگر اس کا پتہ چل جائے تو اسے غسل کرنے کا کہا جائے، پھر جس پانی سے اس نے غسل کیا ہو اسے نظر بد سے متاثر شخص پر بہا دیا جائے، اس طرح ان شاء اللہ شفا نصیب ہوگی۔

ابو امامہ کہتے ہیں کہ میرے باپ سہل بن حنیف نے غسل کرنے کا ارادہ کیا، اور جب اپنی قمیص اتاری تو عامر بن ربیعہ ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کا رنگ انتہائی سفید تھا اور جلد بہت خوبصورت تھی، عامر نے دیکھتے ہی کہا: میں نے آج تک اتنی خوبصورت جلد کسی کنواری لڑکی کی بھی نہیں دیکھی، ان کا یہ کہنا تھا کہ ''سہل'' کو شدید بخار شروع ہو گیا۔ چنانچہ رسول اکرم کو یہ قصہ بتایا گیا اور آپؐ سے یہ بھی کہا گیا کہ سہل

کی حالت یہ ہے کہ وہ سر بھی نہیں اٹھا سکتا، آپؐ نے پوچھا: کیا تمھیں کسی پر شک ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، عامر بن ربیعہ پر شک ہو سکتا ہے۔ سو آپؐ نے انھیں بلوایا اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟...... کیا تم ''بارک اللہ'' نہیں کہہ سکتے تھے؟ اس کے لیے غسل کرو،''

عامرؓ نے اپنا چہرہ، ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے، پاؤں اور اپنی چادر کے اندرونی حصے دھوئے، پھر اسی پانی کو آپؐ نے سہل کے اوپر پیچھے سے بہا دیا اور سہل فوراً شفایاب ہو گئے۔ (۱۴۰)

غسل کرنے کا طریقہ

ابن شہاب زہریؒ کا کہنا ہے کہ ہمارے زمانے کے علماء نے غسل کی یہ کیفیت بیان کی ہے۔

جس آدمی کی نظر لگی ہو، اس کے سامنے ایک برتن رکھ دیا جائے، جس میں وہ سب سے پہلے کلی کرے اور پانی اسی برتن میں گرائے۔ پھر اس میں اپنا چہرہ دھوئے، پھر بائیں ہاتھ کے ذریعے اپنی دائیں ہتھیلی پر پانی بہائے، پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہتھیلی پر پانی بہائے۔ پھر پہلے دائیں کہنی، پھر بائیں کہنی پر پانی بہائے، پھر بائیں ہاتھ سے اپنا دایاں پاؤں دھوئے، پھر دائیں ہاتھ سے بایاں پاؤں دھوئے، پھر اسی طرح اپنے گھٹنوں پر پانی بہائے، پھر اپنی چادر یا شلوار وغیرہ کا اندرونی حصہ دھوئے، اور اس پورے طریقے میں اس بات کا خیال رہے کہ پانی برتن میں ہی گرتا رہے اس کے بعد جس شخص کو نظر بد لگی ہو اس کے سر کی پچھلی جانب سے وہ پانی یک بارگی بہا دیا جائے۔ (۱۴۱)

غسل کی مشروعیت

۱۔ رسول اکرمؐ کا فرمان ہے:

''نظر بد کا لگنا حق ہے، اور اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو وہ نظر بد ہوتی، اور جب تم میں سے کسی ایک سے غسل کا مطالبہ کیا جائے تو وہ ضرور غسل کرے۔'' (۱۴۲)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ''جس شخص کی نظر بد کسی کو لگ جاتی تھی اسے وضو کرنے کا حکم دیا جاتا تھا، پھر اس پانی سے مریض کو غسل کرا دیا جاتا تھا'' (۱۴۳)

ان دونوں حدیثوں سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ جس شخص کی نظر کسی کو لگی ہو وہ مریض کے لیے وضو یا غسل کرے۔

دوسرا طریقہ: مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ" (۱۴۴)

''میں اللہ کے نام کے ساتھ تجھے دم کرتا ہوں اور اللہ تجھے ہر تکلیف دہ بیماری اور ہر روح بد یا حسد

کرنے والی آنکھ کی برائی سے شفا دے گا''

تیرا طریقہ: مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُشْفِيْكَ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اذا حسد، ومِنْ شرِّ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ. (۱۴۵)

''اللہ کے نام کے ساتھ' وہ اللہ تجھے ہر بیماری سے شفا دے گا اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے اور ہر نظر بد کے شر سے''

چوتھا طریقہ: مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاسَ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. (۱۴۶)

''اے اللہ! تو لوگوں کا پروردگار ہے۔ تکلیف دور فرما اور شفا بخش کیونکہ تو شفا بخشنے والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دے''

پانچواں طریقہ: مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر آخری تین سورتیں پڑھیں اور اس پر دم کریں۔ (۱۴۷)

نظر بد کے علاج کے عملی نمونے

پہلا نمونہ: میں چند رشتہ داروں سے ملنے گیا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ ایک بچے نے کچھ دنوں سے ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیا ہے' حالانکہ اس سے پہلے وہ فطرت کے مطابق ماں کا دودھ پیا کرتا تھا۔ میں نے اس بچے کو منگوایا اور معوذات اور دیگر مسنون دعائیں پڑھ کر اس پر دم کر دیا' اسے واپس لے جایا گیا تو اس نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ واللہ اعلم۔

دوسرا نمونہ: مڈل سکول کا ایک طالب علم انتہائی ذہین' فصیح و بلیغ اور قادر الکلام تھا' متعدد مواقع پر وہ سکول کے طالب علموں کی نمائندگی کرتے ہوئے تقریریں کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی بستی میں رہائش پذیر ایک لڑکا فوت ہو گیا' وہ اپنے خاندان کے افراد کے ہمراہ تعزیت کے لیے گیا تو وہاں بھی اس نے لوگوں کو وعظ کیا۔ شام ہوئی تو وہ گونگا ہو گیا اور بولنے سے عاجز تھا۔ اس کا والد بہت گھبرا گیا' اسے فوراً ہسپتال میں لے کر گیا۔ اس کے مختلف ٹیسٹ ہوئے' ایکسرے لیے گئے لیکن مرض کا پتہ نہ چل سکا' بالآخر اس کا باپ اسے میرے پاس لے آیا' اسے دیکھتے ہی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' کیونکہ میں اس لڑکے کی دینی سرگرمیوں سے واقف تھا۔ اس کے باپ نے مجھے پورا قصہ سنایا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ نظر بد کا شکار ہوا ہے۔ میں نے اس پر معوذات کو پڑھ کر دم کیا' اور پانی پر نظر بد والا دم پڑھ کر اس کے باپ کو دیا اور اسے تلقین کی کہ لڑکا اس پانی کو سات دن استعمال کرے' اسے پئے اور اس سے غسل کرے۔ سات روز بعد وہ دوبارہ میرے پاس آیا تو پہلے کی طرح بولتا تھا اور بالکل تندرست تھا۔ میں نے اسے نظر بد وغیرہ سے بچنے

کے لیے چند احتیاطی اذکار سکھائے تا کہ وہ انھیں صبح وشام پڑھ کر آئندہ کے لیے نظر بد سے محفوظ رہے۔

تیسرا نمونہ: یہ واقعہ خود ہمارے گھر میں ہوا' ایک شخص اپنی بوڑھی والدہ کو لے کر آیا' خود میرے پاس بیٹھ گیا اور مجھے والدہ کے متعلق کچھ بتانے لگ گیا اور اس کی والدہ میرے گھر والوں کے پاس چلی گئی۔ میں نے اسے بلوا کر اس پر دم کیا اور وہ دونوں چلے گئے' میں اپنے گھر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر میں کیڑے ہی کیڑے ہیں۔ میرے گھر والوں نے گھر کی صفائی کی لیکن اچانک یہ کیڑے پھر ظاہر ہوئے اور گھر کے تمام کمروں میں پھیل گئے۔ میں نے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ جو بوڑھی عورت آئی تھی' اس نے تمھیں کیا کہا تھا؟ تو گھر والوں نے بتایا کہ وہ گھر کے ایک ایک کونے کو گہری نظروں سے دیکھتی رہی اور اس نے کوئی بات نہیں کی' تو میں سمجھ گیا کہ اس کی نظر بد کا نتیجہ ہے کہ گھر میں کیڑے ہی کیڑے نظر آ رہے ہیں' حالانکہ میرا گھر انتہائی سادہ سا ہے لیکن چونکہ یہ عورت دیہاتی تھی اس لیے وہ تعجب کی نظروں سے گھر کو دیکھتی رہی۔

خلاصہ کلام یہ کہ میں نے پانی منگوایا' پھر اس پر نظر بد والا دم کیا' اور گھر کے تمام کونوں میں اسے چھڑک دیا' جس سے وہ کیڑے چلے گئے اور گھر اسی حالت میں لوٹ آیا جس میں پہلے تھا۔ الحمد للہ۔

جادو کے علاج کا قرآنی وظیفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

الحمد للہ رب العلمینo الرحمن الرحیمo ملک یوم الدینo ایاک نعبد وایاک نستعینo اھدنا الصراط المستقیمo صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلینo (الفاتحہ: ۱۔۷)

الٓمٓo ذلک الکتب لاریب فیہ ھدی للمتقینo الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقونo والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنونo اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحونo (البقرۃ ۱۔۵)

واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک سلیمن وما کفر سلیمن ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر ومآ انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلمان من احد حتی یقولآ انما نحن فتنۃ" فلا تکفر فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ وما ھم بضآرین بہ من احد الا باذن اللہ ط ویتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم ولقد علموا لمن اشترہ ما لہ فی الاخرۃ من خلاق ولبئس ماشروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمونo (البقرۃ ۲/ ۱۰۲)

والھکم الہ واحد" لا الہ الا ھو الرحمن الرحیمo ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من مآء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دآبۃ و تصریف الریح والسحاب المسخر بین السمآء والارض لایت لقوم یعقلونo (البقرہ ۲/۱۶۳۔۱۶۴)

اللہ لآ الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ " ولا نوم" لہ ما فی السموت وما فی الارض ط من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا

يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُo (البقرہ ۲/۲۵۵)

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُo لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَo (البقرہ ۲/۲۸۵۔۲۸۶)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُo اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِo (البقرة ۲/۱۸۔۱۹)

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖo اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَo اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَo وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلٰحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَo (الاعراف ۷/ ۵۴۔۵۶)

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَo فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَo فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَo وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَo قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَo رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَo (الاعراف ۷/۱۱۷۔۱۲۲)

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَo وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَo (یونس ۱۰/۸۱۔۸۲)

وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰىo (طہٰ ۲۰/۶۹)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَo فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِo وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَo وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَo (المؤمنون ۲۳/۱۱۵۔۱۱۸)

وَاصّٰفّٰتِ صَفًّا ٥ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ٥ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ٥ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ٥ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ ٥ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ٥ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ٥ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ٥ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ٥ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ٥ (الصافات ۳۷/۱۔۱۰)

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْآ اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ٥ قَالُوْا يٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ يٰقَوْمَنَا اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ٥ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ (الاحقاف ۴۶/۲۹۔۳۳)

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ٥ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ٥ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ٥ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ٥ (الرحمن ۵۵/۳۳۔۳۸)

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ (الحشر ۵۹/۲۱۔۲۴)

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ٥ يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ٥ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ٥ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ٥ وَّاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ٥ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ٥ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ٥ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ٥ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ

يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًاo (الجن ۷۲/۱.۹)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌo اَللّٰهُ الصَّمَدُo لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْo وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌo

(الاخلاص ۱۱۲/۱.۴)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِo مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَo وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَo وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ
فِي الْعُقَدِo وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَo (الفلق ۱۱۳/۱.۵)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِo مَلِكِ النَّاسِo اِلٰهِ النَّاسِo مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِo
اَلَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِo مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِo (الناس ۱۱۴/۱.۴)

(بحوالہ الصارم البتار فی التصدی للسحرۃ الاشرار)

جدید سائنس کی تحقیقات

سائنس اور مافوق الفطرت قوتیں

سائنس لاطینی لفظ سائنٹیا سے ماخوذ ہے جس کے معنی علم کے ہیں سائنس کی تعریف کئی انداز کی میں کی جا سکتی ہے مثلاً یہ قدرتی اور جسمانی مظاہر کا باطریق علم ہے یا ایسی سچائی جو مشاہدات تجربات اور استغراق منطق سے حاصل کی گئی ہو یا سچائیوں کا حسن ترتیب ہے۔ آرٹ' مذہب اور فلسفے کی طرح سائنس بھی انسانی دماغ کے مشاغل میں سے ایک ہے اور اسے انسانی دماغ کے ماضی کی نسبت سے سمجھا جا سکتا ہے سائنس کی بے شمار شاخیں ہیں اور ایک شاخ سے زائد کا مطالعہ انسان کے بس کی بات نہیں۔

سائنس ایک مزاج کا نام ہے جس میں کبھی یکسائی نہیں رہتی بلکہ ہر وقت ترقی اور ارتقا کا عمل جاری رہتا ہے سائنس نے قدرت کے ایسے سربستہ راز افشا کیے ہیں جو قدیم انسان کے لیے ناقابل فہم' بلکہ ناقابل تسلیم تھے۔ اور آج کا انسان اس طلسماتی اور متحیر کن دور میں رچا بسا ہے وہ مظاہر جو ہمارے تصورات اور قیاس آرائیوں پر مبنی تھے آج جسم حقیقی کی طرح واضح ہیں۔ ہوا میں اڑنا اور چاند پر رہنا کبھی مافوق الفطرت عقائد پر مبنی تھا جسے سپر سانک طیاروں اور خلائی جہازوں اور راکٹوں نے حقیقت بنا دیا ہے۔ کوسوں میل دور سے آواز اور جسم کا ایک ساتھ ٹیلیویژن سکرین پر آنا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔

وہ وقت دور نہیں جب انسان کم وبیش روشنی کی رفتار سے حرکت کر سکے گا اور اس لحاظ سے نظریہ زمان و مکان بھی مسخر ہوتا نظر آتا ہے لیکن انسانی تجربات کے بہت سے میدان ابھی تشنہ تحقیق ہیں اور سائنسی تحقیق کو بہت سے مظاہر اور سربستہ رازوں کی پردہ کشائی کرنا ہے سائنس نے انسانی جسم کے ایک ایک خلیے کا مشاہدہ کر کے مختلف بیماریوں کی روک تھام تو کر لی ہے لیکن روح کے بارے میں خاموش ہے موت' بقا بعد الموت و زندگی بعد از موت' اور انسانی جسم کے بوڑھا ہونے سے متعلق بے اختیار ہے۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سائنس تمام اسرار قدرت کو افشا نہیں کر سکے گی۔ اضافی غیر مرئی چیز کو دیکھ سکتی ہے لیکن حتمی غیر مرئی کو نہیں دیکھ سکتی۔

اس مادی اور مشینی دور میں ان چیزوں کو حقیقی اور سائنسی کہا جا سکتا ہے جو استدلال کے دائرہ

اختیار میں آتی ہوں اور وہ چیزیں مافوق الفطرت کہلاتی ہیں جہاں استدلال ناکام ہو جاتا ہے۔ ایک سائنسی دماغ کے مطابق حقیقت وہ ہے جو مبنی بر عقل ہو اور مافوق الفطرت وہ ہے جو عقل کی کسوٹی پر پورا نہ اترے یا ایسا معجزہ ہے جو قانون قدرت سے بالاتر ہو اپنی ہستی سے بالاتر انسان کی قیاس آرائیوں اور تصورات کی وسیع آماجگاہ کا نام، مافوق الفطرت ہے۔

رچرڈ کیونڈش جادو اور مافوق الفطرت سے متعلق صاحب رائے شخصیت ہیں۔ ان کے قول کے مطابق مافوق الفطرت ہمارے لیے رات کا آسمان ہے ہمارے دماغ کی اس روشنی کا سایہ دار پہلو ہے جو ہمیں استدلال اور حقائق سے ملتی ہے۔ یہ شب سیاہ کی مانند ہے پر اسرار خوبصورت سحر آفرین اور خوفناک ہے اس میں ایک مضبوط کشش اور ہم کسی نہ کسی طرح مافوق الفطرت تصورات میں الجھے ہوئے ہیں۔

بعض اوقات مافوق الفطرت مظاہر میں قوانین قدرت درہم برہم ہوتے نظر آتے ہیں مثلاً بلا قوت زمین سے اٹھنا اور بلا سہارا ہوا میں ٹھہر جانا وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ یہ ایسی قوتوں پر مشتمل ہیں جو ہیں تو فطرتی، لیکن ہمارے لیے ناقابل فہم۔ مثلاً بہت پہلے جب کبھی آسمانی بجلی گرتی ہوگی تو لوگ اسے مافوق الفطرت مظہر کہہ کر اپنی نیکیوں یا برائیوں سے منسوب کرتے ہوں گے۔ آج یہ عیاں ہے کہ ان کی سوچ درست نہ تھی۔ قدیم مصری، سورج کو دیوتا اس لیے مانتے تھے کہ ان کے لیے ناقابل فہم تھا۔

کالا جادو

جادو مافوق الفطرت کی ایک قسم ہے جادو ایک ایسا بناوٹی فن ہے جو قدرتی اور مستقبل کے واقعات پر اسرار وسیلوں سے اثر انداز ہوتا ہے۔ بعض ماہرین بشریات نے اسے نیم سائنس کا نام دیا ہے یہ اس مفروضے پر مبنی ہے کہ وہ الفاظ اور اعمال جو تکنیکی اعتبار سے کسی مظہر سے تعلق رکھتے ہوں عملی طور پر موثر ضرور ہوتے ہیں جادو کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پیداواری جادو، مدافعت کا جادو اور تخریبی۔ پیداواری جادو سے مراد خوشحالی و فراوانی کا حاصل کرنا ہے اور یہ کارکنوں میں کام کے لیے جذبہ اور اعتماد پیدا کرتا ہے۔ مدافعتی جادو خطرات اور شر کا مقابلہ کرتا ہے۔ کامیابی اور یقین محکم کے لیے اعتماد فراہم کرتا ہے اور یوں بیماری اور شر کی مدافعت کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔ تخریبی جادو کا تعلق فرد کی افتاد طبع سے ہے۔ جادو کی مندرجہ بالا تمام اقسام افراد میں یا تو اعتماد پیدا کرتی ہیں یا خوف و ہراس، بنابریں قدیم تہذیبوں میں جادو کا ایک اہم مقام رہا ہے جو کم و بیش اب تک ہے۔ باوجود اس کے کہ سائنس اسے مسترد کرتی ہے۔

جادوگری مبینہ طور پر انسانی ذہن کی ان مافوق الفطرت قوتوں کا نام ہے جو سماج دشمن مقاصد کے لیے استعمال کی جاتی ہیں موجودہ دور میں جو مادہ استدلال اور سائنسی ترقی کا دور ہے عوام میں (خواہ ان کا تعلق یورپ سے ہے یا مشرقی ممالک سے یا افریقہ سے) جادو کے اعتقاد کو ختم نہیں کر سکا اور شاید اس لیے کہ سائنس ان طریقہ ہائے واردات کی تفصیل بیان نہیں کر سکی جو جادو میں استعمال ہوتے ہیں۔ صرف لوگ کہانیاں اور دیوتاؤں کے قصے اس کی اصل بیان کرتے ہیں۔ جادو کو مذہب نے ہمیشہ برا کہا ہے اور در

حقیقت اس میں مذہب کا غلط استعمال بھی ہے جادوگر عورتیں ساحرہ یا چڑیل کہلاتی ہیں۔ دنیا کے ہر گوشے میں لوگوں کا اعتقاد ہے کہ جادوگر عورتیں راتوں کی تاریکی میں جانوروں کی کھالوں میں ملبوس اپنی شر انگیزیوں کے لیے ان علاقوں میں آتی ہیں جہاں مردے دفن ہوتے ہیں۔ وہ معاشرے کی مرکزی قدروں کو مسخ کرتی ہیں اور مردوں کے ساتھ اپنی جنسی تشنگی دور کرتی ہیں اس اعتبار سے جادوگری سب سے بھیانک جرم تصور کیا جاتا ہے۔

سترہویں صدی عیسوی میں لوگوں کی شکایات اور الزام پر جادوگری سے متعلق یورپ میں بہت سے تجربات ہوئے جن کے نتیجے میں جادوگر عورتوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ قبل از اسلام عرب میں جادوگرنیوں چڑیلوں کے قصے ملتے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم کی سورہ فلق آیت ۱ ۴ سے عیاں ہے۔

کہہ کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ان کے شر سے جو گرہیں پھونکتی ہیں۔

انسانی دماغ کی حیران کن قوتیں

اب ہم ان تجربات کا جائزہ لیتے ہیں جو مغربی ماہرین نفسیات نے انسانی دماغ کی حیران کن قوتوں کو جانچنے کے لیے کیے ہیں۔ یہ عملی تحقیق مستقبل سے متعلق پیش گوئی جنوں بھوتوں کے قصوں اور مردہ لوگوں کی آوازیں سننے سے متعلق ہو رہی ہے مندرجہ بالا تمام موضوعات پیرا سائیکالوجی کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ غیر معمولی ادراک کے تجربات بھی اس موضوع کے تحت کیے جا رہے ہیں۔ عملی تحقیق کی ایک سوسائٹی ۱۸۸۲ء میں برطانیہ میں معرض وجود میں آئی تھی اور اسی قسم کی مختلف انجمنیں امریکہ، اٹلی، فرانس اور ہالینڈ میں بھی موجود ہیں۔ پیرا سائیکالوجی لیبارٹری میں جو تجربات ہوئے ہیں وہ مختصراً ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ یہ تجربات ایک مخصوص تاش کے پتوں کی مدد سے کیے گئے ہیں اس مخصوص تاش کو زینر کارڈ کہتے ہیں اس کی مدد سے پچیس اندازوں سے پانچ اندازے اس وقت معلوم کیے جاتے ہیں جب پتوں کو الٹا کیا جاتا ہے لیکن اس قسم کے تمام تجربات محض قیافے پر مبنی ہیں۔

اشراق (ٹیلی پیتھی)

ایک ذہن سے دوسرے تک سوچ کی رسائی کا نام اشراق ہے۔ تجربات کا طریق کار یہ ہے کہ ایک آدمی تاش کے پانچ پتے بلا امتیاز ترتیب ذہن میں لاتا ہے جب کہ دوسرا آدمی اس ترتیب کو بوجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ترسیل کنندہ زینر کارڈ کے پتے پر نظر رکھتا ہے جبکہ وصول کنندہ اس پتے کی نشانی بوجھنے کی کوشش کرتا ہے اور یہی عمل تمام پتوں پر باری باری کیا جاتا ہے۔

غیب دانی اور پیش بینی

Knowldge of Mysteries and Foresight

غیب دانی سے مراد ایسی بصیرت ہے جو عام فہم، استدلال اور ذرائع پر مبنی نہ ہو اور پیش بینی ایسا علم

ہے جو مستقبل کے واقعات کا پتہ لگا سکے بعض اوقات یہ دونوں اصطلاحیں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتی ہیں ان کے لیے بھی مختلف ٹسٹ ہیں جن میں زینر تاش استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن ان تجربات سے بھی واضح ہوا کہ کوئی تجربہ ایسا نہ تھا جس میں فاعل کو کارڈ کے نشانات بوجھنے پر مکمل قدرت حاصل ہوئی ہو۔

بقا بعد الموت Immortality After Death

موت اٹل ہے اور انسان ازل ہی سے زندگی بعد الموت پر یقین رکھتا ہے دنیا کے تمام مذاہب اسی نظریے کو بنیاد بناتے ہیں۔ قدیم زمانے میں لاشوں کو حنوط کرنے کا عمل موت کے بعد بقا حاصل کرنے کی کوشش تھی جو انسان نے پچاس ہزار سال پہلے کی۔ انیسویں صدی میں روحانیت نے مردوں سے متعلق جاننے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی عملی تحقیق اب تک اس نازک مسئلے کی وضاحت نہیں کر سکی۔ ماہرین نفسیات کے لیے یہ ایک ہمہ وقت الجھن ہے اور علم نجوم اور اشراق کے ذریعے اس کی ٹوہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ہماری غیر معمولی صلاحیتیں ایک متبادل اطلاع بہم پہنچاتی ہیں جو عالم ارواح یعنی روحوں سے آ رہی ہے۔

بھوت پریت اور روحوں کا ظہور

اخبارات میں اکثر پڑھتے ہیں اور کئی بار یہ بات سننے میں آئی ہے کہ فلاں شخص کے قبضے میں جنات ہیں فلاں مکان پر جنات کا سایہ ہے۔ فلاں مکان پر اینٹوں کی بارش ہو رہی ہے وغیرہ وغیرہ یا کسی مکان کے شیشے اچانک ٹوٹتے ہیں اور پتھر پڑتے ہیں اور مکان پر جنات کے پراسرار قبضے کے خوف و ہراس سے لوگ مکان چھوڑ گئے۔ جنات اور بھوتوں سے متعلق ماہرین کی تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ لوگ ایسے مافوق الفطرت مظاہر کو محض اپنی ہی جذباتی کشمکش کے باعث حقیقت تصور کر لیتے ہیں اور انھیں روحوں سے منسوب کرنا غلط ہے۔ مزید برآں ایسے عقائد فریب نظر کے لگاتار تجربات سے بنتے ہیں اور ایسے تمام مظاہر سے متعلق ابھی تک اتنی اطلاعات دستیاب نہیں ہو سکیں کہ کوئی ٹھوس سائنسی نظریہ قائم کیا جا سکے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ روحیں لہروں کی صورت میں موجود ہیں۔ شاید مستقبل قریب میں انتہائی نازک آلات کی مدد سے ان پر قابو پایا جا سکے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہیں جنھیں اڑنے، اپنی ہیت بدلنے اور پھر بھی نظر نہ آنے کی قدرت حاصل ہے شاید اس بات میں کچھ صداقت ہو۔ اس لیے کہ جنوں کی جسمانی بناوٹ انسانوں سے مختلف بیان کی جاتی ہے۔ (جنات کا ذکر قرآن کریم میں کئی بار آیا ہے) یورپی مفکروں کے نزدیک یہ سب قیاس آرائیاں ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں جنوں کے وجود کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

کائنات کی ایسی پیچیدگیوں کو پرکھنے کے جو تجربات ہوئے ہیں وہ اتنے اطمینان بخش شواہد فراہم نہیں کرتے کہ ان کی بنیاد پر کوئی ٹھوس سائنسی نظریہ قائم کیا جا سکے۔ ان تجربات پر بہت سے اعتراضات بھی

ہوئے ہیں کیونکہ یہ خالصتاً اندازے کی پیداوار ہیں اور سائنس میں قیاس آرائی خود سائنسی اصولوں سے متصادم ہے۔ ایک مغربی مفکر کا قول ہے جب تک ان طریقوں اور ہتھکنڈوں کا جو عام انسانوں میں غیر معمولی قوتیں پھونکتے ہیں اور کچھ دیر تک یہ سلسلہ جاری رکھتے ہیں خاتمہ نہیں کیا جاتا، انسانی ترقی ناممکن ہے۔ اس سے عیاں ہے کہ سائنسی اختراعات یا سائنسی انداز فکر اس سلسلے میں خاص ممد ثابت نہیں ہوئے۔

اس ضمن میں قرآن حکیم کی چند آیات پیش کی جاسکتی ہیں۔

غیب کو فقط وہی اللہ جانتا ہے وہ کسی کو اپنے (رموز نہیں دیتا) سوائے اپنے مقربین کے۔ جن کو اس نے منتخب کیا ہے اور وہ اپنے پاسبانوں کا گروہ رکھتا ہے جو اس کے گردوپیش رہتے ہیں (سورہ جن آیت ۲۵-۲۶)

مذہبی رہنماؤں نے ان سربستہ رازوں اور غیب کو دو معنوں میں بیان کیا ہے۔ اضافی غیب اور حتمی غیب۔

اضافی غیب ہمیشہ اشیاء کے گردوپیش کی نسبت سے جانا جاتا ہے اس لیے کہ اس میں وقت کا عمل دخل ہے مثلاً آج ہم وہ مسمار شدہ تعمیرات نہیں دیکھ سکتے جو پہلے دیکھی تھیں یا لاہور میں بیٹھے لندن کا عجائب گھر دیکھنے سے معذور ہیں جسے لندن کے لوگ باآسانی دیکھ سکتے ہیں اسی طرح ننھے منے نامیاتی اجسام کو صرف خوردبین ہی سے دیکھا جا سکتا ہے، ظاہری آنکھ سے نہیں دور افتادہ ستاروں کو صرف دوربین سے دیکھا جا سکتا ہے لیکن وجود یزداں کو جو کہ حتمی غیب ہے یا کسی ذی روح کو کسی طریقے سے نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں جب تک خدا اپنے پیغمبروں کے لیے اپنے جلوے کو خود ظاہر نہیں کرتا۔

پیغمبروں اور اولیاء اللہ کی زندگیاں معجزات اور کرامات سے بھرپور ہیں۔ عام دیکھنے والے کے لیے یہ مافوق الفطرت مظاہر ہیں۔ لیکن ان کی سچائی اور حقیقت مسلمہ ہے۔ حضرت عمرؓ سے اسی قسم کا ایک واقعہ منسوب ہے۔ آپ مسجد نبوی میں جمعے کا خطبہ دے رہے تھے اور خطبے کے دوران اچانک آپ نے اپنے جرنیل ساریہ کو پہاڑی کی طرف دیکھنے کو کہا جہاں سے دشمنان اسلام حملہ کرنے والے تھے۔ اس وقت حضرت ساریہ تین سو میل کے فاصلے پر دشمنوں سے نبرد آزما تھے۔ (اسلامی تاریخ میں اس قسم کی اور بھی کئی مثالیں ملتی ہیں) اب اس واقعے کو علم غیب کہہ لیں یا اشراق یا کسی بھی اور انسانی ذہن کی قوت کا نام دے لیں۔ بہرحال جو کچھ تھا، کہتے ہیں ساریہ نے آپ کی آواز سن لی تھی اور وہ دشمن کی چالوں سے آگاہ ہوگیا تھا۔ کچھ لوگ یقین رکھتے ہیں۔ کہ کوئی مافوق الفطرت دنیا موجود ہے جو باطنی بصیرت اور اپنے ہی اصول و ضوابط رکھتی ہے اور صوفیائے کرام جو ہر وقت خدا سے ناطہ جوڑنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، وہ بصیرت کی آنکھ رکھتے ہیں اور وہ حتمی عیب کو دیکھ سکتے ہیں: تاہم حضرت عمرؓ کا مندرجہ بالا واقعہ مغرب کے ماورائی نفسیات کے محققین کو ایک ایسی اطلاع اور جذبہ مہیا کرتا ہے جس کی روشنی میں وہ سائنس کی نظر سے علم ارواح و نفسیات کو سمجھنے کے لیے اپنی تحقیق جاری رکھ سکتے ہیں اور آخر میں ہم یہ نتیجہ بھی اخذ کر سکتے ہیں کہ سائنس ابھی مافوق الفطرت قوتوں کو مسخر نہیں کر سکتی۔ (بحوالہ سائنس اینڈ سے کالوجی)

سیتاپور کا جن

۱۹۳۹ء کی بات ہے میں ان دنوں فاربس ہائی اسکول فیض آباد میں پڑھتا تھا۔ گھر سے اسکول زیادہ فاصلے پر نہ تھا۔ پھر بھی ایک ملازم سائیکل پر بٹھا کر مجھے اسکول لے جاتا اور واپس لاتا۔ کبھی کبھی انٹرول میں کوئی کھانے کی چیز اسکول لے آتا اور میں اپنے ایک دوست کے ساتھ مل کر مزے لے لے کر کھاتا۔ ایک دن جو گھر آیا تو معلوم ہوا کہ والد صاحب کا تبادلہ سیتاپور ہو گیا ہے۔ یہ میرے لیے مژدہ جانفزا تھا۔ میری مدت کی تمنا رنگ لائی تھی۔ یہ بات نہیں تھی کہ مجھے فیض آباد پسند نہ تھا یا میرا دل وہاں کے اسکول میں نہیں لگتا تھا۔ والد صاحب کورٹ آف وارڈز میں آفیسر تھے اور ان کی ملازمت کچھ اس قسم کی تھی کہ ان کے دورے دور دراز کے شہروں میں ہوا کرتے تھے‘ جس کی وجہ سے مجھے سیر و سیاحت کا چسکا پڑ گیا تھا۔ ان دنوں میری یہی آرزو رہتی کہ میں ہر وقت ریل گاڑی میں سفر کرتا رہوں۔ گھر میں بھول کر بھی ریل گاڑی کا نام آتا تو میں پہلے تیار ہو جاتا۔ میں سب سے چھوٹا تھا‘ اس لیے میری خوب ناز برداری ہوتی اور ویسے بھی میں پڑھائی میں خاصا اچھا تھا۔

والد صاحب سیتاپور چلے گئے میرے ششماہی امتحان قریب تھے جو ہمارے سیتاپور جانے میں حائل تھے۔ میرے لیے ایک ایک دن کاٹنا محال تھا۔ خدا خدا کر کے امتحان ختم ہوئے۔ آخر وہ مبارک دن آ گیا۔ جب والد صاحب آئے اور ہم بھائی بہن ان کے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے۔ مزے مزے کی باتیں کرتے رہے۔ سیتاپور کے حالات سنتے رہے۔ وہ کیسا شہر ہے؟ مکان کیسا ہے؟ لوگ کیسے ہیں؟ ہمارے نئے اسکول کیسے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ والد صاحب نے بتایا کہ فی الحال وہ اپنے کسی دوست کے ہاں مقیم ہیں۔ مکان تو مل گیا ہے لیکن رہائش کے قابل نہیں۔ کرایہ چار روپے مہینہ ہے‘ مگر عرصے سے خالی رہنے کے باعث مرمت طلب ہے۔ اپنے ہیڈ کلرک کے ذمے لگا آئے ہیں کہ وہ چار دن میں مرمت اور صفائی وغیرہ کرا دے تاکہ قابل رہائش ہو جائے۔

چند روز مزید فیض آباد میں گزر گئے پھر ایک شام ہم لوگ تین تانگوں میں لدے پھندے اسٹیشن پہنچے مغرب کے وقت روہیلکھنڈ کھاؤں ریلوے کی چھوٹی سی ریل گاڑی میں روانہ ہوئے واضح رہے چھوٹی پٹڑی پر چلتی تھی۔ پتہ نہیں کب بارہ بنکی آیا۔ جہاں بڑی لائن کی گاڑی بدلی اور جاگتے اونگھتے ہمالیہ کی ترائی کے جنگلات سے گزرتے ہوئے علی الصبح سیتاپور پہنچ گئے۔

سیتاپور ضلعی ہیڈ کوارٹر ہونے کے باوجود ایک مختصر سا شہر تھا اندرن شہر ایک لمبا سا بازار تھا جو ایک سینما رام ٹاکیز سے شروع ہو کر سرائے چوک پر ختم ہوتا تھا سرائے چوک میں گھنٹہ گھر تھا یہاں سے بائیں ہاتھ مڑیں تو سڑک پر ہمارا مکان آ جاتا تھا یہ محلہ ٹامسن گنج کہلاتا تھا مکان کیا تھا بڑی سی حویلی تھی صحن میں ڈیوڑھی سے داخل ہوں تو بائیں ہاتھ لمبی سہ دری تھی جس میں اندر کے رخ چار وسیع کمرے تھے صحن کے دوسری جانب باورچی خانہ غسل خانہ اور بیت الخلا تھا سامنے کے رخ دو دلان تھے جن کے اندر کئی کمرے

تھے ہم لوگوں نے دور رہائشی کمروں اور بیٹھک کے طور پر باہر والے کمروں کا انتخاب کیا۔ اوپر کی منزل میں کئی قسم کے رہائشی کمرے اور کوٹھڑیاں بالکل خالی پڑی تھیں۔

میں نے ابھی اچھی طرح شہر نہ دیکھا تھا میرے بڑے بھائی بدرالزماں جنھیں پیار سے اچھن میاں کہتے تھے مجھے لے جا کر گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل کرا آئے اسکول تو بہر حال جانا ہی تھا مگر اس قدر جلد پکڑے جانے پر رنج ہوا ہائے دہائی کی مگر کچھ نہ بنا اور اسکول جانے لگے اسکول بہت وسیع علاقے پر محیط تھا چہار اطراف جنگل تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ وہاں سانپ کثرت سے ہیں۔ مجھے ان سے بہت ڈر لگتا تھا عمارت بہت طویل تھی اور پانچویں کلاس کا دروازہ تو جنگل ہی کی جانب کھلتا تھا بعض اوقات خصوصاً برسات کے دنوں میں انٹرول میں بھی کلاس سے باہر نہ نکلتا کہیں سانپ نہ مل جائے۔

اسکول میں داخلے سے پہلے ہی روٹی وغیرہ پکانے کے لیے گھر میں ایک باورچی آ چکا تھا جس کا نام دلدار حسین تھا یہ ایک سیدھا سادا مقامی شخص تھا جو اپنا کام بغیر حیل و حجت کرتا رہتا تھا مجھے اس کا کوئی قابل ذکر واقعہ یاد نہیں صرف ایک مرتبہ ایک خط کہیں سے آیا تھا تو اس پر دلدار حسین کی جگہ دلدر حسین لکھا تھا غالباً لکھنے والا الف لگانا بھول گیا جس پر میں خوب ہنسا تھا اس کے بعد میں باورچی کو دلدر حسین ہی کہہ کر آواز دیتا تھا اس پر اس بھلے مانس نے برا بھی نہ مانا۔ ایک دن دلدار حسین بارہ تیرہ برس کا ایک لڑکا لے آیا پتہ نہیں کہاں سے شاید والدہ صاحبہ نے گھر میں کام کاج کے لیے منگایا ہو۔ وہاں غربت اس قدر تھی کہ نوکروں کی کبھی کمی نہ ہوتی تو نووارد نوکر کا نام وارث تھا اسے بھی اوپر کی منزل میں ایک کوٹھڑی دے دی گئی۔ دلدار اور وارث کے سوا اوپر کوئی جاتا نہ آتا۔

بجلی گھر میں تھی نہیں بلکہ ان دنوں خال خال کسی کے ہاں بجلی ہوتی تھی چنانچہ سر شام نیچے کی منزل میں تو لیمپ جل جاتے مگر اوپر میرا خیال ہے کہ عموماً اندھیرا رہتا تھا دلدار باورچی خانہ بند کر کے جب اوپر جاتا ہوگا تو لالٹین جلا لیتا ہوگا۔ وارث کے ذمے چھوٹے موٹے گھریلو کاموں کے علاوہ یہ بھی تھا کہ دروازے پر آنے جانے والے کا نام پتہ معلوم کر کے اندر اطلاع دے۔ جب کوئی کام دھام نہ ہوتا تو وہ باہر موڑھے پر دلدار کے پاس بیٹھا رہتا مگر اس کے ساتھ باورچی خانے کا کام نہ کرتا وارث بہت کم گو تھا ہر وقت گول گول آنکھوں سے خلا میں گھورتا رہتا۔ بھائی جان کے اسکول کھل چکے تھے اور وہ لکھنؤ واپس چلے گئے۔ والد صاحب نے وارث کے ذمے مجھے اسکول لے جانے اور لے آنے کی ڈیوٹی بھی لگا دی۔

دریائے گومتی کی معاون سرائن ندی سیتاپور کو تین اطراف سے نرغے میں لیے ہوئے تھی ہمارے مکان سے قریب جامع مسجد تھی جس سے کوئی سو قدم پر یہ ندی تھی جو گھوم پھر کر پھر ہمارے اسکول کے نزدیک آ جاتی تھی سکول کے پاس ندی پر ایک پل تھا جسے پتہ نہیں کیوں قینچی کا پل کہتے تھے عموماً اس میں واجبی سا پانی رہتا مگر برسات میں سرائن ایسی چڑھتی کہ توبہ ہی بھلی۔ میں نے ایسے سیلاب کبھی دیکھے تھے نہ سنے ویسے بھی مجھے سیلاب سے ڈر لگتا تھا وارث میرا بستہ گلے میں ڈال کر سکول لے جاتا اور لے آتا۔ وقت گزرتا گیا۔

ہمارے گھر میں لکھنو کا روزنامہ ہمدم آتا تھا والد صاحب کبھی کبھی السٹریٹڈ ویلکلی آف انڈیا گھر لے آتے جس میں جنگ کی تصویریں ہوتیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کر دیا تھا اور دوسری جنگ عظیم شروع ہو چکی تھی میں اٹلس میں سے وہ مقامات ڈھونڈ نکالتا جہاں جرمنی کے حملے کی خبر اخبار میں آتی وارث کو جنگی خبریں سنانا اور جنگ کی تصویریں اخبار اور رسالے میں دکھانا میرا روز کا معمول تھا ویسے اس بھی زمانے میں ہر شخص کی گفتگو کا موضوع جرمن، ہٹلر اور جنگ ہی کے گرد گھومتا تھا جس دن میں کچھ مصروف ہوتا وارث کہتا بھیا آج زنگ کی باتیں نا ہی بتاؤ گے وہ یہ تمام خبریں بغور سنتا اور سمجھتا اور بعض اوقات ایسے سوال کر ڈالتا جو میری عقل سے بالاتر ہوتے رات لیٹ کر وہ باتیں میں والد صاحب سے دریافت کرتا تو وہ ٹال جاتے اور کہتے تم پڑھائی پر زیادہ توجہ دو ہر وقت وارث کو نہ پڑھایا کرو۔

وارث میرے ساتھ اسکول جاتے ہوئے بتاتا کہ اس نے قینچی کے پل کے نیچے ایک گھڑیال دیکھا تھا میں روز وہاں آ کر رک جاتا مگر مجھے گھڑیا نظر نہ آتا ایک دن اسکول سے واپسی پر میں نے ضد کی کہ مجھے گھڑیال ضرور دکھاؤ تو وہ بولا بھیا آپ پل پر رک جائیں میں اس کو ڈھونڈنے پل کے نیچے جاتا ہوں یہ کہہ کر وہ چلا گیا میں اوپر آسمان میں اڑتے پتنگ دیکھتا رہا۔ اچانک شڑاپ کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ نیچے دیکھا تو ایک مہیب مگرمچھ پانی پر لیٹا تھا۔ میرے دیکھنے پر وہ فوراً شڑاپ سے غوطہ لگا کر پانی میں غائب ہو گیا میں نے ڈر کر وارث وارث چلانا شروع کر دیا وہ پل کے نیچے سے نکل کر میری طرف آ رہا تھا خوش اور مرجھایا ہوا تھا میں نے تمام باتیں والدہ صاحبہ کو سنائیں انھوں نے پتہ نہیں کیوں وارث کو ڈانٹا۔

گرمیوں کی تعطیلات ہو گئیں بھائی جان لکھنو سے آ گئے تھے دلدار نے انھیں بتایا کہ وارث عجیب عجیب حرکتیں کرتا ہے کسی نے اسے کبھی روٹی کھاتے نہیں دیکھا۔ وہ اپنی روٹی اوپر کوٹھڑی میں لے جاتا ہے اس کا دروازہ بند رکھتا ہے اور فوراً خالی برتن واپس لے آتا ہے گرمی ہو یا سردی وہ اندر سے کوٹھڑی بند کر کے اندھیرے میں سوتا ہے گھر والے اس کی ان باتوں پر توجہ نہ دیتے مگر بھائی جان کو تجسس رہتا وارث مجھے باقاعدہ بہت پیار سے اسکول لے جاتا۔ میں راستے میں ضد کرتا کہ سنگھاڑے کھانے ہیں وہ ندی پر قینچی پل کے پاس مجھے کھڑا کر کے پل کے نیچے جاتا اور پتہ نہیں کیسے تازے تازے سبز سبز سرخ سرخ سنگھاڑے لے آتا۔ اب بھی خیال آتا ہے گرمیوں میں سنگھاڑے کہاں؟ جیسے بھی تھا وہ میری فرمائش کبھی رد نہ کرتا۔

معلوم نہیں کیوں دودھ والے نے ایک دفعہ دودھ لانا بند کر دیا۔ یہ بھی نہیں یاد والدہ صاحبہ نے وارث کے ذمے کب لگا دیا کہ وہ جامع مسجد کے پاس گھوسی کے گھر سے دودھ لایا کرے ایک دن گھوسی نے بھائی جان کو اور انھوں نے والدہ صاحبہ کو رپورٹ دی کہ وارث دودھ لے کر مسجد میں جا کر دودھ پیتا ہے اور پھر کنویں سے پانی ملاتا ہے اس نے خود دیکھا ہے مگر والدہ صاحبہ کا کہنا تھا کہ جب وارث دودھ لاتا ہے وہ بہت عمدہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اور دودھ لاتا ہے تو بالکل پانی جیسا پتلا ہوتا ہے۔

دلدار اور وارث میں نوک جھونک چلتی تھی آخر ایک دن دلدار خوب غصے ہوا اور اس نے بھائی جان کی معرفت والدہ صاحبہ کے خوب کان بھرے میں نے دیکھا کہ بھائی جان اور والدہ وارث کے بارے

میں سرگوشیاں کر رہے ہیں اور مجھے یہ کہہ کر بھگا دیا کہ جاؤ اسکول کا کام کرو۔ سچی بات ہے وارث مجھے تو بہت اچھا لگتا تھا۔ اسکول سے واپسی پر مجھے کبھی مونگ پھلیاں اور ریوڑیاں کھلاتا تھا۔ گھر والوں کے ڈر سے میں سب راستے میں کھا لیتا اور کسی کو نہ بتاتا۔

ایک دوپہر دلدار کے چار پانچ دوست بیٹھے تھے اتنے میں سڑک پر قلفی والے کی آواز آئی۔ سب وارث سے کہنے لگے کہ یار قلفیاں کھلاؤ۔ وہ غریب کہاں سے کھلاتا اس کے پاس پیسے کہاں تھے؟ دلدار نے اسے گھورا تو مجبوراً وہ ٹگن اٹھا کر ڈیوڑھی میں چلا گیا اور فوراً ٹگن بھر کر قلفیاں لے آیا۔ سب نے خوب کھائیں میں نے بھی کھائیں۔ اتنی دیر میں بھائی جان باہر سے والدہ کے پاس آئے اور بتایا کہ باہر سڑک پر قلفی والا قلفیاں بیچ رہا تھا ایک گاہک کو قلفی دینے کے لیے جو مٹکے میں ہاتھ ڈالا تو وہاں ایک بھی قلفی نہیں تھی قلفی والا اپنا سر پیٹ رہا ہے غضب ہو گیا دلدار نے یہ واقعہ سن کر کسی تعجب کا اظہار نہیں کیا ہم سب تعجب کرنے لگے بھائی اور لوگ چہ میگوئیاں کر رہے تھے وارث خاموشی سے موڑھے پر بیٹھا ٹکر ٹکر گھورے جا رہا تھا۔

وارث تقریباً دو سال ہمارے گھر رہا مگر پھر بھی ایسا واقعہ پیش نہ آیا تاہم اس کی خاموش طبیعت تھی بڑی پراسرار۔ وہ میرے ساتھ برابر اسکول جاتا رہا۔ میرا حسب معمول کام کرتا اور خیال رکھتا جرمنی کی فوجوں نے یورپ کے متعدد ممالک پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہندوستان کے شہروں میں بھی جنگ کی دھوم مچی تھی محلوں میں اے آر پی کی ٹریننگ ہوتی۔ بلیک آؤٹ کی مشقیں ہوتیں میں اپنی ذہنی اپچ کے مطابق وارث وقتاً فوقتاً معلومات فراہم کرتا یہ ۱۹۴۲ء میں سردیوں کی ایک شام تھی مجھے یاد ہے کہ میں گرم کوٹ پہنے ہوئے تھا ساتویں کے حساب میں سے تجارت کا سوال کر رہا تھا میں اوپر وارث کی کوٹھڑی میں آوازیں سن کر چلا گیا۔

وہ بظاہر اکیلا تھا میرے پوچھنے پر کہ کس سے باتیں کر رہے تھے وہ ٹال گیا اور بولا بھیا جنگ کی کیا کیا خبریں ہیں؟ میں نے بتایا کہ اٹلی نازی فوجوں کے ساتھ مل گیا ہے تو وہ کہنے لگا بھیا ہمارے بادشاہ کے ملک پر بھی جرمن بم باری کر رہے ہیں؟

میں نے کہا یہ سچ ہے تمھیں کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا دکھاؤں تصویریں؟ میری فرمائش پر اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہوائی جہاز اڑ رہے ہیں اور نیچے آبادی پر بم گرا رہے ہیں آگ لگ رہی ہے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے فلم چل رہی ہے کمرے میں اندھیرا تھا آواز آئی بھیا میں اٹلی جا رہا ہوں جنگ کے بعد آؤں گا۔ میں فلم میں منہمک تھا والدہ صاحبہ میری عدم موجودگی سے پریشان ہو کر مجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے اوپر آ کر اس کی کوٹھڑی کھولی۔ وہاں اب فلم تھی نہ وارث۔ ان کے مطابق [illegible] رہے تھے والدہ نے دریافت کیا تو میں نے سارا واقعہ سنایا گھر والے دفتر والے کئی دن تک وارث کو ڈھونڈتے رہے لیکن اس کا کوئی پتہ نہ چلا اس کی کوٹھڑی کا کونہ کونہ چھان مارا۔ اس میں پتہ بھی تو نہ تھا۔ نہ معلوم وہ کون تھا کہاں چلا گیا دلدار بھی چند روز بعد چلا گیا۔ نصف صدی گزرنے کو آئی جب یہ محیر العقل واقعہ یاد آتا ہے تو وارث کی باتیں ذہن کے پردے پر آگے پیچھے سرکتی چلتی ہیں۔

(بحوالہ اردو ڈائجسٹ ۸۸ء [illegible])

یقین نہیں آتا How to Believe

جنات کے عجیب وغریب واقعات

میں نہ کوئی عامل ہوں نہ چلہ کش نہ وظیفہ خواں میرے نزدیک بھوت پریت کا وجود ہے نہ آسیب اور بابا کا۔ نہ گنڈے تعویذ کا قائل ہوں نہ جادو ٹونے کا نہ تو ہم پرست ہوں نہ مادہ پرست۔ بلکہ میں اس درجہ آزاد خیال ہوں کہ اگر ظاہر کر دوں تو عجب نہیں مقدس گروہ مجھ سے بدظن ہو کر کوئی حکم لگا دے میں صرف ایک طاقت کے سوا کسی طاقت کے روبرو جھکنا نہیں جانتا کہ سارا جھکاؤ اسی طاقت کے لیے ہے۔ جسے خدا کہتے ہیں اور جس کو دنیا کے سب سے بڑے انسان کے ذریعے ہم نے جانا۔

منیر جن

آج سے چند سال پہلے میرے آگرے کے مکان میں کچھ ایسی حرکتیں شروع ہوئیں جو مافوق البشر تھیں اور سمجھ سے باہر۔ ایک روز جبکہ جون کا مہینہ تھا اور گرمیوں کی دوپہر سورج کی تپش و سوزش کا شباب تھی چرند اور پرند اور انسان پیاس کی شدت سے بیتاب تھے اور ہر ذرہ بجائے خود خورشید بنا ہوا تھا میری ایک عزیزہ پلنگ پر بیٹھی اپنی چند سہیلیوں سے جو کرسیوں پر بیٹھی میری عزیزہ کی مزاج پرسی کر رہی تھیں باتوں میں مصروف تھیں کیونکہ چند ماہ سے ان کی طبیعت ناساز تھی۔

دفعتہ میری عزیزہ کی حالت غیر ہو گئی آنکھیں گلابی اور کشادہ ہو گئیں سر کے چند بال عمودی شکل اختیار کر گئے اور باتوں میں تغیر پیدا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ان کی ایک سہیلی ڈری پھر دوسری اور تیسری پر بھی خوف طاری ہو گیا میں ملحقہ کمرے میں اپنے ایک عزیز کے پاس بیٹھا ہوا اس کا گانا سن رہا تھا۔ یہ گاتے گاتے خاموش ہو گئے اندر سے آواز آئی ادھر آ کر گاؤ۔ ہم دونوں اندر گئے میرے عزیز نے ہلکی آواز سے گانا شروع کیا اور میں اپنی عزیزہ کا منہ تکنے لگا اور ان کی حرکتوں کا جائزہ لینے لگا میں نے محسوس کیا کہ شاید یہ ہسٹریا کا دورہ ہے اور کچھ نہیں۔ دفعتہ میری کرسی کے برابر پنسل سے لکھا ہوا اک پرچہ گرا جس میں لکھا تھا کہ تم جس درجہ ان کا علاج کراؤ گے میں اسی درجہ ان کو ستاؤں گا بہتر ہو گا کہ علاج سے باز آ جاؤ۔

(منیر جن)

یہ پرچہ میں نے اور سب نے پڑھا۔ چونکہ میں آزاد خیال ہونے کے ساتھ ساتھ نڈر بھی تھا میں نے اپنی عزیزہ سے پوچھا۔

میں: تم کون ہو؟

وہ: میرا نام منیر جن ہے۔

میں: تم نے اس لڑکی کو کیوں ستا رکھا ہے؟

وہ: (مسکرا کر) میری مرضی اسی میں ہے۔

میں: تو پھر اب بخشو۔

وہ: تم علاج کرانا چھوڑ دو اور گھبراؤ مت۔

میں: کیا تم مجھ سے دوستی کر سکتے ہو؟

وہ: جی ہاں بڑی خوشی سے

میں: تو پھر میں تمہاری دعوت کرنا چاہتا ہوں۔

وہ: میں اپنے بڑے بھائی سے اجازت لے آؤں۔

میں: اچھا ان کی بھی دعوت ہے۔ یہ میرا پرچہ لیتے جاؤ۔ اب میں نے پرچہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا کل دن کو آپ دونوں بھائیوں کی دعوت ہے۔ منظور کر کے شکریہ کا موقع دیجئے۔ ([illegible])

پرچہ لکھ کر میں نے اپنی عزیزہ کے ہاتھ میں دیا ہی تھا کہ ان کی انگلیوں میں تشنج سا پیدا ہوا۔ مٹھی بند ہوئی عمودی بال نیچے گر گئے آنکھیں جھک گئی اور شرم سے دوپٹہ اوڑھ لیا۔ میں نے پوچھا پرچہ دے آئے؟ جواب دیا کیسا پرچہ؟ ہاتھ دیکھا تو پرچہ غائب اور ہوش کی باتیں ہونے لگیں۔

آدھے گھنٹے بعد یہ بولیں دیکھو وہ آ رہا ہے یا آپ دونوں [illegible] نامعلوم! یہ کون ہے؟ اب پھر سر کے بال کھڑے ہو گئے۔ آنکھیں شوخ اور انگلیوں میں تشنج پیدا ہو گیا تب میں نے پوچھا۔

میں: پرچے کا کیا جواب لائے؟

وہ: یہ لیجئے۔

مٹھی کھول کر عزیزہ نے مجھے پرچہ دیا۔ اس کی پشت پر لکھا تھا۔

پہلے آپ ہماری دعوت قبول کیجئے پھر ہم آپ کی دعوت منظور کریں گے

میں نے پوچھا کہ آپ ہمیں کہاں لے جائیں گے؟

جواب دیا جہاں ہم رہتے ہیں۔

اس پر میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ کیا رائے ہے؟ چلتے ہو

انھوں نے کہا مجھے تو ڈر لگتا ہے

اس پر میں نے اس سے کہا اگر یہ ممکن ہے کہ کہیں کچھ لا کر ہمیں کھلا سکو تو بہتر ہے۔

اس نے پوچھا کیا کھاؤ گے؟ میں نے کہا اخروٹ دفعتہً عزیزہ کے پلنگ پر خشک میوہ برسنے لگا۔ پھر از خود بند ہو گیا میوے کو بجز میرے اور کسی نے نہیں کھایا۔ یہ سلسلہ تقریباً ایک سال تک رہا اس کے بعد از خود بند ہو گیا۔

یعقوب جن

اس کے چند یوم بعد یعقوب جن کا واقعہ پیش آیا اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک عزیزہ

دوست جو برٹش ملٹری میں ڈاکٹر میجر تھے ای آئی ریلوے میں میڈیکل آفیسر تھے ان کا تبادلہ دہن آباد سٹیشن ہو گیا اور چند دن بعد دورے پر کچھ عرصے کے لیے ان کو مراد آباد جانا پڑا۔ ان کے جانے کے بعد ان کی اہلیہ کو بنگلے میں ایک پرچہ پڑا ہوا ملا۔ اس میں لکھا تھا۔

آج رات کو تمہارے بنگلے پر ڈاکہ پڑے گا اور بچوں کو قتل کیا جائے گا۔ ہوشیار ہو جاؤ۔

پرچہ پڑھ کر ان کو بہت تشویش ہوئی اور پرچہ پولیس میں بھیج کر مراد آباد تار دیا۔ پولیس نے احتیاطاً دو سپاہی بنگلے پر لگا دیے رات بھر جاگتے رہے لیکن کوئی حادثہ پیش نہ آیا دوسرے روز غسلخانے کے دروازے پر ایک پرچہ پڑا پایا اس میں لکھا تھا کہ

رات کو موقع نہیں ملا آج رات کو ڈاکہ بھی ڈالا جائے گا اور قتل بھی کیا جائے گا۔

میجر صاحب کی اہلیہ نے یہ پرچہ بھی پولیس میں بھیج کر پھر مراد آباد تار دیا اس پر پولیس نے چند مزید سپاہی بھیج دیے اور بنگلے پر سی آئی ڈی لگا دی پولیس نے اور ان کے ملازمین نے رات بھر پہرا دیا۔ لیکن کچھ نہ ہوا دفعتہ مراد آباد سے میرے نام ایک تار آیا۔

فوراً دہن آباد پہنچو بنگلے پر ڈاکہ پڑنے والا ہے۔

ڈاکہ کا لفظ پڑھ کر میں نے اپنے ہمراہ چند شہ زور آدمی لیے اور دہن آباد روانہ ہو گیا۔ دوسرے روز دن کے دو بجے ہماری ٹرین پہنچی اور جب ہم بنگلے کے ڈرائنگ روم میں جا کر بیٹھے تو کچھ وقفے کے بعد غسلخانے پر پھر پرچہ ملا اس لکھا تھا کہ

اچھا تم لوگ آ گئے آج رات کو تم سب کو قتل کیا جائے گا ہوشیار ہو جاؤ۔

اس پر ہم سب نے ایک قہقہہ لگایا پھر رات آئی اور رات بھی تاریک اب بنگلے پر چند سپاہی، میجر صاحب کے ملازم اور چند میرے ساتھی تھے اور یہ سب ایک بجے رات تک پہرا دے کر سو گئے۔ صرف میں اور میجر صاحب کی بیوی جاگتے رہے ان کے پاس رائفل اور میرے پاس بیٹری تھی اور ٹارچ دفعتہ بنگلے کے پھاٹک پر بیٹری کے دو شعلے نظر آئے خیال ہوا کہ ڈاکو آ گئے میں خاموشی کے ساتھ اٹھا اور پہلے آہستہ سے اپنے ساتھیوں کو جگایا پھر نوکروں اور سپاہیوں کو بیدار کیا میں نے اپنے ساتھیوں اور نوکروں کو ہدایت کی کہ بنگلے کے باہر جو درخت لگے ہوئے ہیں ان کے نیچے نیچے آہستہ آہستہ چل کر پھاٹک کے قریب پہنچو میں دوسری طرف سے پولیس کو لے کر پہنچوں گا۔ اب ایک طرف سے وہ دوسری طرف سے میں چلا لیکن پولیس مجھ سے دس قدم پیچھے تھی اور میں آگے میرے ایک ہاتھ میں ٹارچ تھی اور دوسرے میں ریوالور۔ پھاٹک کے قریب پہنچ کر میں نے ٹارچ روشن کر کے دیکھا کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے دوسرے دن میجر صاحب کی بڑی لڑکی کے پاس اس کی ایک چھوٹی دو سالہ بہن سو رہی تھی بڑی بہن کسی ضرورت سے دوسرے کمرے میں گئی واپس آ کر دیکھا تو غائب اندر باہر سب جگہ تلاش کیا لیکن بے سود گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد اسی کمرے میں بچی کے رونے کی آواز آئی دیکھا تو فرش پر پڑی رو رہی ہے ایک روز پتیلی میں دودھ گرم ہو رہا تھا کہ پتیلی اڑی اور ہم پکڑتے رہ گئے اب مجھے خیال پیدا ہوا کہ یہ ڈاکو نہیں ہے کوئی جن ہے

جب میں نے سب سے اس کا اظہار کیا تو غسلخانے کے دروازے پر ایک پرچہ آیا جس میں لکھا تھا۔

اچھا تم نے میری تشہیر کی ہے دیکھا جائے گا ہوشیار ہو جاؤ۔

پھر ایک کمرے کا سامان دوسرے کمرے میں از خود پہنچنے لگا کبھی نالی اور کبھی موری میں کبھی پانی کے ٹپ اور غسلخانے میں چیزیں پہنچنے لگیں جب یہ صورت ہوئی تو میں نے زور سے غصے کے ساتھ کہا۔

یہ کیا حرکتیں ہیں؟ اگر بہادر ہے تو سامنے آ؟

پھر چیخ کر کہا۔

تو نہیں جانتا کہ انسان سب سے زیادہ طاقتور ہے یا مقابلے پر آ یا دوستانہ کر لے

اس پر ایک پرچہ آیا لکھا تھا

رات کے دو بجے بنگلے کے صحن میں آج ہم دوستانہ کریں گے۔ (یعقوب جن)

چنانچہ میں دو بجے اندھیری رات میں ٹارچ لے کر باہر آیا۔ اس وقت میرے بدن کا رواں رواں کھڑا ہو گیا لیکن ہمت نے ساتھ دیا جب دو منٹ تک دیکھا کہ کوئی نہیں آیا تب میں نے دو تین آوازیں لگائیں کہ آؤ بھئی یعقوب جن دوستی کر لو۔ لیکن جب کوئی نہیں آیا تو میں وہاں سے اپنے کمرے پر واپس آ گیا۔

ایک روز مجھے شک ہوا کہ کہیں یہ حرکتیں نوکروں اور بچوں کی تو نہیں ہیں چنانچہ سب کو لے کر میں ڈرائنگ روم میں چند گھنٹے کے لیے بیٹھا اس کے بعد دیکھا کہ پرچہ غسل خانے کے دروازے پر پڑا ہے جس میں لکھا ہے۔

سوائے ہمارے کوئی نہیں۔ کچھ کر سکو تو کر کے دیکھو۔ (یعقوب جن)

اب میجر صاحب مراد آباد سے آ چکے تھے لیکن وہ کسی بات کا یقین نہیں کرتے تھے پھر جب یہ سب کو لے کر ڈرائنگ روم میں بیٹھے اور کچھ دیر بعد دو تین حرکتیں دیکھیں تو ان کو تعجب ہوا اور یقین کے ساتھ کہنے لگے کہ یہ ضرور کوئی طاقت ہے پھر انھوں نے اپنے انگریز دوستوں کو اپنے بنگلے پر بلا کر چند حرکتیں دکھلائیں تو سب حیرت میں تھے۔ اس کے بعد ہم لوگ آگرے چلے آئے اور چند ماہ بعد میجر صاحب مع اپنی بیوی کے اجمیر آ گئیں دوران سفر میں پہلے آگرے پہنچے چونکہ ان دونوں سے یعقوب جن بہت مانوس ہو گیا تھا اس لیے یہ بھی ان کے ہمراہ آگرے آ گیا اور میرا بہت نقصان کیا۔ مثلاً فوٹوؤں اور شیشوں کا توڑنا' دفتر کے کاغذات اور کتابوں کا پھاڑنا۔ چیزوں کا غائب ہو کر واپس ہو جانا اور جوتوں کا اڑ کر میرے اوپر پڑنا' یہ حرکتیں ایسی تھیں کہ جن سے میں پریشان ہو گیا۔ بالآخر بمشکل میجر صاحب کی سفارش سے میرا دوستانہ یعقوب جن سے ہو گیا اور اس خوشی میں وہ رات کے وقت انگور لایا۔ اس کے بعد میجر صاحب اجمیر چلے گئے فرسٹ کلاس میں ان کی بیوی کی وہ پن غائب ہو گئی جس میں ایک ہیرا جڑا ہوا تھا اور جو ساڑی میں لگائی جاتی تھی اجمیر پہنچ کر بھی طرح طرح کی حرکتیں ہوتی رہیں اجمیر سے ہفتے عشرے کے بعد جب وہ واپس ہوئے تو دیکھا کہ فرسٹ کلاس کی سیٹ پر وہی پن موجود ہے اب یہ آگرے پہنچے اور آگرے سے

دہن آباد چلے گئے لیکن یعقوب جن میرے پاس ہی ٹھہر گیا۔ اس داستان میں جزوی باتیں طوالت کی وجہ سے چھوڑ دی گئی ہیں۔

بڑھئی کا جن

اس دوران میں ایک نوجوان خوبصورت بڑھئی میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ خدا کے واسطے اپنے دوست جن سے میرا علاج کرا دیجئے میں غریب آدمی ہوں جب مجھ پر اس کا اثر ہوتا ہے تو کئی کئی روز تک بے ہوش پڑا رہتا ہوں مزدوری بھی نہیں کر سکتا میں نے بڑے اعتماد کے ساتھ کہا کہ اچھا میں اپنے جن سے تمہارے جن کو مروا دوں گا۔ یہ لو پانچ روپے اور مجھے ایک چھوٹی سی میز بنا کر لا دو۔

دوسرے روز میں اور میرے اہل و عیال اپنے ڈرائنگ روم کے مرمریں فرش کو ٹھنڈا کر کے دوپہر کے وقت لیٹ رہے تھے اس وقت میرا دس سالہ لڑکا دروازے سے خس ٹٹی ذرا ہٹا کر برآمدے میں آیا ہی تھا کہ ایک غیر معمولی قسم کا بندر برآمدے کے کونے میں سے اٹھ کر بچے پر جھپٹا۔ میں دوڑ کر باہر نکلا تو بندر پر اینٹ ماری وہ بھاگ کر ملحقہ مکان کے چھجے پر بیٹھ گیا میں نے جھک کر دوسری اینٹ اٹھائی دیکھا کہ اب اس چھجے پر دو بندر بیٹھے ہیں میں نے اینٹ ماری تو وہ دونوں بھاگ گئے اندر آ کر دیکھا تو لڑکا بے ہوش پڑا ہے اور چہرہ زرد ہے میں نے ہوش میں لانے کی ترکیب کی جب ہوش آ گیا تو ایک پرچہ آ کر گرا اس میں لکھا تھا۔

جناب حافظ صاحب بڑھئی کا جن بڑا زبردست ہے میرے سمجھانے پر بھی نہیں مانا۔ آپ اس معاملے میں نہ پڑیں تو بہتر ہے۔

دوسرے دن میں اپنے دفتر میں بیٹھا ایک خط لکھ رہا تھا کہ یعقوب جن کا ایک پرچہ آیا اس میں لکھا تھا۔

آپ کمرے سے فوراً باہر نکل جایئے بڑھئی کا جن چھت گرانا چاہتا ہے۔ (یعقوب جن)

میں فوراً باہر نکل گیا کچھ وقفے کے بعد ہی میرے دوسرے قریب کے مکان کی چھت کا کچھ حصہ گر گیا اور چھت کی ایک کڑی دروازے سے نکل کر قریباً پانچ سو گز کے فاصلے پر گری مجھے تشویش ہوئی اور اپنے دوست جن سے کہا وہ جواب میں ایک پرچہ آیا۔

دہن آباد سے فوراً میرے ساتھیوں کو بلا لیجئے بڑھئی کا جن میرے سمجھانے پر جنگ کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے میں خود دہن آباد جا کر ابھی ان کو بلا لاتا مگر میں آپ کو ایک منٹ کے لیے بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ میرے بعد اور آپ کو بہت تکلیف دے گا۔ (یعقوب جن)

میں نے فوراً میجر صاحب کو مفصل تار دیا۔ اس پر انھوں نے اپنے بنگلے کے اس دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی جو کمرہ یعقوب نے مقفل کرا دیا تھا اور آواز یہ تھی۔

اے یعقوب صاحب کے دوستو! تمہارا آقا آگرے میں امام اکبر الہ آبادی کی کوٹھی پر بری

طرح پھنس گیا ہے تم فوراً وہاں جاؤ اور اس کی مدد کرو۔

میجر صاحب نے مجھے خط لکھا کہ جس وقت تار ملا تھا میں نے اس کمرے کے دروازے پر چند آوازیں لگائیں دفعتہً تالا گر گیا اور دروازہ از خود کھل گیا۔ اس پر میں سمجھا کہ وہ سب کمرے سے چلے گئے ہیں مجھے لکھو کہ کیا نتیجہ ہوا؟

اب ذرا گرمی کا موسم شروع ہو گیا تھا ہم لوگ باہر صحن میں سونے لگے دوسری طرف رات کو بالائی منزل میں ایک بجے شب کے دھم دھم کی آوازیں بلند ہوئیں اور اس درجہ شور ہوا کہ ہم لوگ جاگ اٹھے اور اٹھ کر چارپائیوں پر بیٹھ گئے صبح ہوتے ہی ایک پرچہ آیا لکھا تھا کہ

جناب حافظ صاحب بڑھئی کے جن کو میرے دوستوں نے مارا اب آپ اطمینان سے رہئے میں اب پنجاب جاتا ہوں وہاں میری محبوبہ ہے آئندہ جنوں کے معاملات میں ہرگز ہرگز نہ پڑنا۔ (یعقوب جن)

حاشیہ جات

۱۔ صحیح بخاری (۲۲۷۶) صحیح مسلم (۲۲۰۱)، جامع ترمذی (۲۰۶۳)، سنن ابن ماجہ (۲۱۵۶)
۲۔ تہذیب اللغۃ، ج ۴ ص ۲۹۰
۳۔ لسان العرب، ج ۴ ص ۳۴۸
۴۔ لسان العرب، صفحہ مذکورہ
۵۔ مقاییس اللغۃ ص ۵۰۷ اور المصباح ص ۲۶۷
۶۔ المعجم الوسیط، ج ۱ ص ۴۱۹
۷۔ محیط المحیط، ص ۳۹۹
۸۔ المصباح المنیر، ص ۲۷۸
۹۔ المغنی، ج ۱۰ ص ۱۰۴
۱۰۔ زاد المعاد، ج ۴ ص ۱۲۶
۱۱۔ سورہ طٰہٰ، ۱۳۴
۱۲۔ سورۃ الاحقاف ۲۹
۱۳۔ سورۃ الانعام، ۱۳۰
۱۴۔ سورۃ الجن، ۱
۱۵۔ سورۃ الجن، ۶
۱۶۔ سورۃ المائدۃ، ۹۱
۱۷۔ سورۃ النور، ۲۱
۱۸۔ مسلم، ج ۴ ص ۱۷۰..... نووی ۔
۱۹۔ مالک، ج ۱ ص ۶۸، بخاری ج ۶ ص ۳۴۳ مع الفتح، النسائی ج ۲ ص ۱۲، ابن ماجہ، ج ۱ ص ۲۳۹
۲۰۔ البخاری ج ۲ ص ۲۵۳ مع الفتح، مسلم، ج ۴ ص ۱۶۸ مع النووی
۲۱۔ مسند احمد، ج ۶ ص ۱۵۳ و ۱۶۸، مسلم ج ۱۸ ص ۱۲۳ مع النووی
۲۲۔ البخاری، ج ۴ ص ۲۸۲، مسلم ج ۱۴ ص ۱۵۵
۲۳۔ مسلم ج ۱۳ ص ۱۹۱
۲۴۔ البخاری ج ۸ ص ۳۲۱۲، مسلم ج ۱۵ ص ۱۲۰
۲۵۔ البخاری ج ۳ ص ۲۸، مسلم ج ۶ ص ۶۴
۲۶۔ البخاری ج ۱۲ ص ۲۸۳، مسلم ج ۱۵ ص ۱۶
۲۷۔ مسلم ج ۱۸، ص ۱۲۲، الدارمی ج ۱ ص ۳۲۱

۲۸۔ سورۃ البقرۃ، ۱۰۲

۲۹۔ سورۂ یونس، ۷۷

۳۰۔ سورہ یونس، ۸۱۔۸۲

۳۱۔ سورہ طٰہٰ، ۶۷۔۶۹

۳۲۔ سورۃ الاعراف، ۱۱۷۔۱۲۲

۳۳۔ سورۃ الفلق

۳۴۔ تفسیر القرطبی، ج ۲۰ص ۲۵۷

۳۵۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۴ص ۵۷۳

۳۶۔ تفسیر القاسمی ج ۱۰ص ۳۰۲

۳۷۔ زاد المسلم، ج ۴ص ۲۲۱

۳۸ البخاری ج ۱۰ص ۲۲۲، مسلم ج ۱۴ص ۱۷۴، کتاب السلام، باب السحر

۳۹۔ سورۂ طٰہٰ کی آیات ۶۶۔۶۹، جن کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

۴۰۔ زاد المسلم، ج ۴ص ۲۲

۴۱۔ البخاری، ج ۵ص ۳۹۳، مسلم ج ۲ص ۸۳

۴۲۔ ابوداؤد (۳۹۰۵)، ابن ماجہ (۳۷۲۶)، الصحیحۃ للالبانی (۷۹۳)، صحیح سنن ابن ماجہ (۳۰۰۲)

۴۳۔ ہیثمی نے المجمع (ج ۵ص ۲۰) میں کیا ہے کہ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح بخاری کے رجال میں سے ہیں سوائے اسحٰق بن الربیع کے جو کہ ثقہ ہے اور منذری الترغیب (۴ص ۵۲) میں کہتے ہیں: اس حدیث کی سند اچھی ہے اور البانی تخریج الحلال الحرام (۲۸۹) میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچتی ہے۔

۴۴۔ ابن حبان، اور البانی تخریج الحلا والحرام (۲۹۱) میں کہتے ہیں، یہ حدیث حسن کے درجے کو پہنچتی ہے۔

۴۵۔ حافظ منذریؒ الترغیب (ج ۴ص ۵۳) میں کہتے ہیں اس حدیث کو بزار اور ابو یعلٰی نے حضرت ابن مسعودؓ سے اچھی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۴۶۔ شرح السنۃ ج ۱۲ص ۱۸۸

۴۷۔ زاد المسلم، ص ۲۲۵ ج ۴

۴۸۔ فتح الباری ص ۲۲۲، ج ۱۰

۴۹۔ المغنی، ج ۱۰ص ۱۰۶

۵۰۔ فتح المجید، ص ۳۱۴

۵۱۔ بدائع الفوائد، ج ۲ص ۲۲۷

۵۲۔ شرح العقیدۃ الطحاویہ، ص ۵۰۵

۵۳۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱ ص ۱۴۷

۵۴۔ المفردات للراغب (سحر)

۵۵۔ مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کا چھٹا حصہ

۵۶۔ آکام المرجان، ص ۷۸

۵۷۔ یہ حدیث اپنے شواہد کے اعتبار سے حسن درجے کی ہے، اسے بزار۔ احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے نیز دیکھئے صحیح الجامع، ۵۹۳۹

۵۸۔ الموطأ (۱۲۸)، کتاب العقول ما جاء فی الغیلة والسحر

۵۹۔ امام قرطبی نے شافعی کا یہی مسلک بیان کیا ہے جبکہ ان کا مشہور مسلک یہ ہے کہ جادوگر کو محض جادو کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے، ہاں اگر وہ جادو کر کے کسی کو قتل کرتا ہے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔

۶۰۔ تفسیر القرطبی، ج ۲ ص ۴۸

۶۱۔ تفسیر القرطبی، ج ۲ ص ۴۸

۶۲۔ البخاری، ج ۶ ص ۲۵۷۔ الفتح

۶۳۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱ ص ۱۴۴

۶۴۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۳۶

۶۵۔ المغنی، ج ۱۰ ص ۱۱۵

۶۶۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۳۶

۶۷۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۳۶

۶۸۔ المغنی، ج ۱۰ ص ۱۱۵

۶۹۔ المغنی، ج ۱۰ ص ۱۱۴

۷۰۔ احمد، ابو داؤد، حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، الفتح، ج ۱۰ ص ۲۳۳

۷۱۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۲۵

۷۲۔ المغنی، ج ۱۰ ص ۱۰۶

۷۳۔ ابن کثیر، ج ۱ ص ۱۴۵

۷۴۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱ ص ۱۴۵

۷۵۔ روائع البیان، ج ۱ ص ۸۵

۷۶۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۲۳

۷۷۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۲۳

۷۸۔ الاسراء، ۸۲

۷۹۔ الصحیحة للالبانی (۱۹۳۱)

۸۰۔ مسلم، کتاب السلام، النووی، ج ۱۴ ص ۱۸۷

۸۱۔ البقرة، ۱۰۲

۸۲۔ مسلم، ج ۱۷ ص ۱۵۷ مع النووی

۸۳۔ الحجرات، ۶

۸۴۔ البخاری، ج ۶ ص ۳۳۸، مسلم، ج ۱۷ ص ۱۷

۸۵۔ الصحیحة للالبانی (۳۳۱)

۸۶۔ مسلم، کتاب السلام، ج ۱۴ ص ۱۸۷

۸۷۔ طٰہٰ، ۶۵۔۶۶

۸۸۔ البخاری، ج ۱ ص ۳۵۷، فتح و مسلم، ج ۱۷ ص ۳۲، نووی

۸۹۔ البخاری، ج ۴ ص ۴۸۷

۹۰۔ البخاری، ج ۱۱ ص ۱۲۵، فتح

۹۱۔ ابوداؤد (۵۰۵۴) اس کی سند کو نووی نے الاذکار (۷۷) میں اور البانی نے مشکوۃ (۲۴۰۹)
میں صحیح قرار دیا ہے۔

۹۲۔ البخاری، ج ۴ ص ۲۸۲، فتح، مسلم، ج ۱۴ ص ۱۵۵ نووی

۹۳۔ الترمذی، حسن صحیح

۹۴۔ احمد، النسائی، اس کی سند بھی اچھی ہے۔

۹۵۔ النہایۃ، ج ۱ ص ۲۶۹

۹۶۔ ابن ماجہ (۲۳۴۰، ۲۳۴۱)، الصحیحہ للالبانی (۲۵۰)، الارواء (۸۹۶)

۹۷۔ البخاری (۵۶۸۷)، مسلم (۲۱۵)

۹۸۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۳۳

۹۹۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۳۴

۱۰۰۔ مجموع الفتاوی، ج ۱۹ ص ۶۴

۱۰۱۔ البخاری، ج ۴ ص ۲۸۲، فتح۔ مسلم، ج ۱۴ ص ۱۵۵ نووی

۱۰۲۔ البخاری، ج ۱۰ ص ۲۴۹۔ کتاب الطب باب الدواء بالعجوہ للسحر

۱۰۳۔ الطبرانی فی الاوسط، امام منذری نے الترغیب ج ۲ ص ۱۳ میں اس کی سند کو اچھا کہا ہے۔

۱۰۴۔ البخاری، ج ۳ ص ۳۴ مع فتح، مسلم، ج ۶ ص ۴۳ نووی

۱۰۵۔ صحیح ابوداؤد (۵۵۶)

۱۰۶۔ فتح الباری، ج ۳ ص ۲۵ اور اس کی سند کی حافظ ابن حجر نے اچھا قرار دیا ہے۔

۱۰۷۔ البخاری، ج ۱ ص ۲۹۲ فتح، مسلم ج ۴ ص ۷۰ نووی

۱۰۸۔ ابوداؤد، صحیح الکلم الطیب (۵۵)، اس کی سند صحیح ہے۔

۱۰۹۔ ابوداؤد، صحیح الکلم الطیب (۱۵۵)، اسنادہ حسن۔

۱۱۰۔ الطبرانی، الالبانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۱۱۔ البخاری، ج ۱ ص ۲۹۱ و مسلم

۱۱۲۔ البخاری، ج ۴ ص ۴۸۷ فتح

۱۱۳۔ البخاری، ج ۶ ص ۳۳۸ فتح و مسلم، ج ۱۷ ص ۱۷ نووی

۱۱۴۔ ابوداؤد، ج ۱ ص ۱۲۷، امام نووی نے الاذکار (۲۶) میں اور شیخ الالبانی نے الکلم الطیب کی تخریج (۴۷) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۱۵۔ الترمذی، ج ۵ ص ۱۳۳، حسن غریب صحیح

۱۱۶۔ ابوداؤد، ج ۴ ص ۳۲۵، الترمذی، ج ۵ ص ۱۵۴، حسن صحیح

۱۱۷۔ مسلم، ج ۱۷ ص ۳۲ نووی

۱۱۸۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۲ ص ۴۸۵

۱۱۹۔ القلم ۵۱

۱۲۰۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۴ ص ۴۱۰

۱۲۱۔ البخاری، ج ۱۰ ص ۲۱۳، مسلم کتاب السلام باب الطب، ج ۱۴ ص ۱۷۰ نووی

۱۲۲۔ ابن ماجہ (۳۵۰۸)، صحیح الجامع (۹۳۸)، الصحیحة (۷۳۷)

۱۲۳۔ مسلم کتاب السلام باب الطب والرقی، ج ۱۴ ص ۱۷۰ نووی

۱۲۴۔ احمد، ج ۶ ص ۴۳۸، الترمذی (۲۰۵۹)، حسن صحیح، ابن ماجہ (۳۵۰۱)، صحیح الجامع (۵۲۸۶)

۱۲۵۔ صحیح الجامع (۱۶۸۱)، الصحیحہ (۸۸۹)

۱۲۶۔ الصحیحہ (۱۲۵۰)

۱۲۷۔ صحیح الجامع (۴۱۴۴)، الصحیحہ (۱۲۴۹)

۱۲۸۔ صحیح الجامع (۱۲۰۰)، الصحیحہ (۷۴۷)

۱۲۹۔ البخاری ج ۱۰ ص ۱۷۰، مسلم (۲۱۹۵)

۱۳۰۔ مسلم (۴۱۹۶)

۱۳۱۔ البخاری، ج ۱۰ ص ۱۷۱، مسلم (۲۱۹۷)

۱۳۲۔ مسلم (۲۱۹۸)

۱۳۳۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱۰ ص ۴۱۰

۱۳۴۔ فتح الباری، ج ۱۰ ص ۲۰۰

۱۳۵۔ النہایۃ، ج ۳ ص ۳۳۲

۱۳۶۔ زاد المعاد ج ۴ ص ۱۶۵

۱۳۷۔ بخاری کتاب الطب باب دعاء العائد للمریض، مسلم کتاب السلام باب استحباب رقیۃ المریض

۱۳۸۔ الترمذی (۲۰۵۹)، ابن ماجہ (۳۵۱۱)، صحیح ابن ماجہ از علامہ البانی (۲۸۳۰)

۱۳۹۔ البخاری و مسلم

۱۴۰۔ احمد، النسائی، ابن ماجہ، صحیح الجامع (۳۹۰۸)

۱۴۱۔ السنن للبیہقی، ج ۹ ص ۲۵۲

۱۴۲۔ مسلم، ج ۵ ص ۳۲

۱۴۳۔ ابوداؤد (۳۸۸۰) باسناد صحیح

۱۴۴۔ مسلم (۲۱۸۶)

۱۴۵۔ مسلم (۲۱۸۶)

۱۴۶۔ بخاری و مسلم

۱۴۷۔ البخاری باب المعوذات کتاب فضائل القرآن

ہماری دیگر کتب

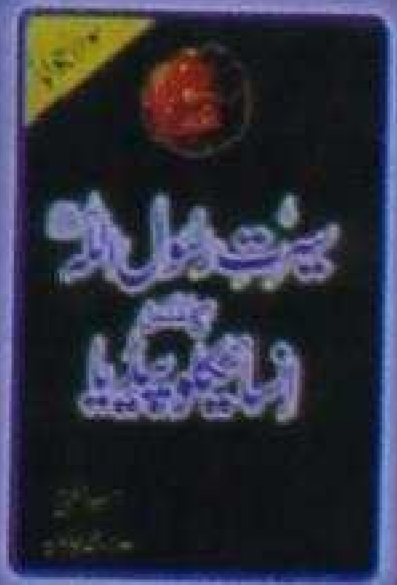
سیرت رسول اللہ
انسائیکلوپیڈیا

رواداری اور مغرب؟

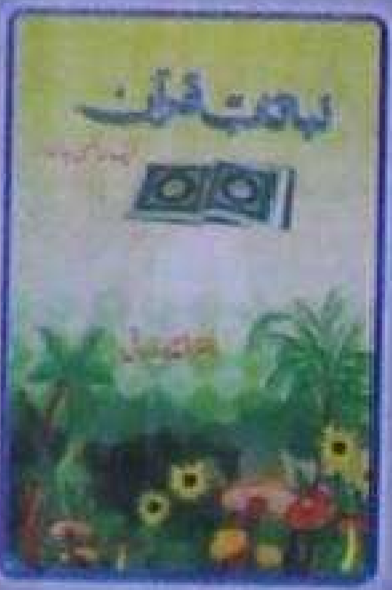

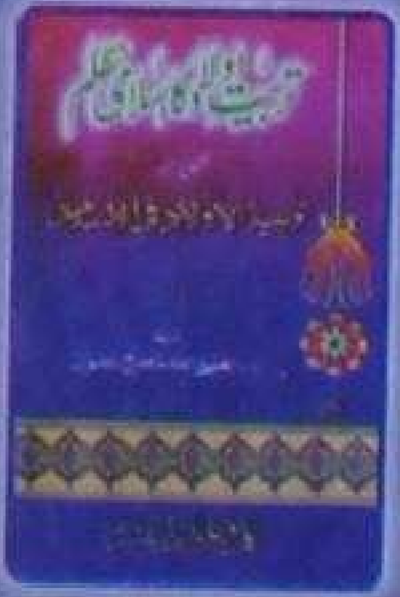

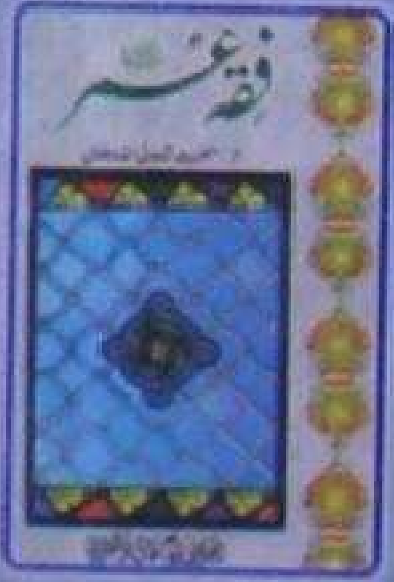

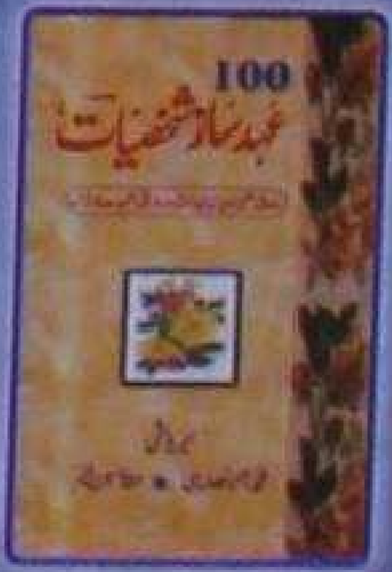
100
عہد ساز شخصیات

تعلیمات نبوی
اور
جدید سائنس

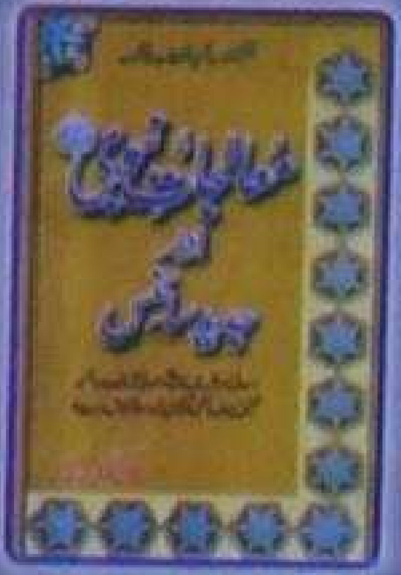
اور
جدید سائنس

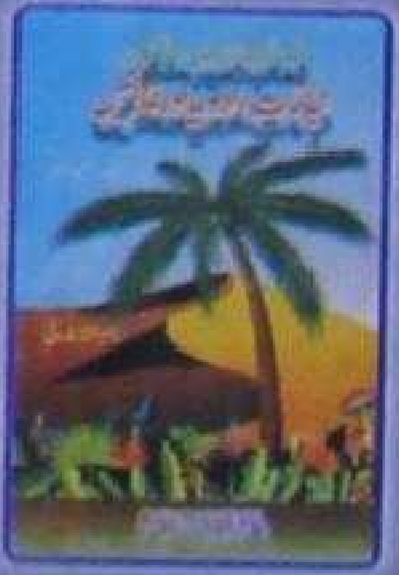

علم و عرفان پبلشرز
34 اردو بازار، لاہور۔ فون: 7232336-7352332
E-Mail:ilmoirfanpublishers@hotmail.com